

فقہ حنفی کی عالم نباز و الکتاب

فیضان شریعت



17-18
19-20

مصنف: حضرت مولانا محمد احمد رحمنی رحمۃ اللہ علیہ
آنکی زندگی سنتی حنفی، قادری برگاتی

شالیح: ظاہر قرطب محمد صلال الدین ناصر الدین عطاء ری

پروگرامیں و کامیابیں

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں حاصل
کرنے کے لئے

”PDF BOOK حقیقی“

پینل کو جواہن کریں

<http://T.me/FiqaHanfiBooks>

عقائد پر مشتمل پوسٹ حاصل کرنے کے لئے
تحقیقات پینل ٹیلیگرام جواہن کریں

<https://t.me/tehqiqat>

علماء اہلسنت کی نایاب کتب کو گل سے اس لئے
سے فری ڈاون لوڈ کریں

<https://archive.org/details/>

@zohaibhasanattari

طالب دعائے مجر عرفان عطاری

زوجہب حسن عطاری

جميع حقوق الطبع محفوظ للناشر
جميع حقوق ناشر محفوظ هيء

فیضان شریعت

بہار شریعت

مختصر

شانح



2017 می

آئر آئر پندرز

النافع گرافیکس

600/-

چو ہد ری غلام رسول - میاں جوادر رسول

میاں شہزاد رسول

روز =

بِاراول

پیشخوان

۱۰

100

三

۲۷

二

مکتبہ تحریر

۰۴۲-۳۷۱۱۲۹۴۱
۰۳۲۳-۴۸۳۶۷۷۶

طہران پریس

فیصل محمد اسلام آباد 111
Ph: 051-2254111

E-mail: millat_publication@yahoo.com

شوروم طبع پارسی دوکان نمبر 5- مک سنتر نیوارد و پازار لاهور
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

یوسف ناگریٹ ختنی سٹریٹ
اردو ہزار ۵ لاہور
فون 042-37352795 ٹکس 042-37124354

پروگرامیں و بخش

فہرست

صفحہ

عنوانات

تحری کابیان

10	مسائل فقہیہ
12	احیاء موات کا بیان
12	احادیث
12	حکیم الامت کے مدنی پھول
12	حکیم الامت کے مدنی پھول
13	حکیم الامت کے مدنی پھول
13	حکیم الامت کے مدنی پھول
14	حکیم الامت کے مدنی پھول
14	حکیم الامت کے مدنی پھول
15	مسائل فقہیہ

شرب کابیان

17	حکیم الامت کے مدنی پھول
18	حکیم الامت کے مدنی پھول
19	حکیم الامت کے مدنی پھول
19	حکیم الامت کے مدنی پھول
20	حکیم الامت کے مدنی پھول
21	مسائل فقہیہ
21	مباح پانی پر تباہی ہو کر مسافر کو اس سے روکنا
25	اشربہ کا بیان
25	حکیم الامت کے مدنی پھول

25	حکیم الامت کے مدنی پھول
26	حکیم الامت کے مدنی پھول
27	حکیم الامت کے مدنی پھول
28	حکیم الامت کے مدنی پھول
29	مسائل فقہیہ
29	آیت میار کر کی تفسیر
29	خر کے کہتے ہیں؟
29	خر کہنے کا سبب:
31	شراب کو بطور دوا استعمال کرنا کیسا؟
32	بھنگ کے نقصانات:
33	افیون کے نقصانات:

شکار کابیان

39	احادیث
39	حکیم الامت کے مدنی پھول
40	حکیم الامت کے مدنی پھول
41	حکیم الامت کے مدنی پھول
43	حکیم الامت کے مدنی پھول
44	حکیم الامت کے مدنی پھول
45	مسائل فقہیہ
50	جانوروں سے شکار کابیان
50	مسائل فقہیہ

رہن کابیان

63	احادیث
63	حکیم الامت کے مدنی پھول
63	حکیم الامت کے مدنی پھول

64	حکیم الامت کے مدینی پھول
65	حکیم الامت کے مدینی پھول
66	مسائل فقہیہ
66	حکیم الامت کے مدینی پھول
80	شے مرہون کے مصارف کا بیان
80	مسائل فقہیہ
82	کس چیز کو رہن رکھ سکتے ہیں
82	مسائل فقہیہ
91	باپ یا وصی کا نابالغ کی چیز کو رہن رکھنا
91	مسائل فقہیہ
95	رہن یا رہن (رہن رکھوانے والے) یا
95	مرہن (رہن رکھنے والے) کئی ہوں، اس کا بیان
95	مسائل فقہیہ
97	متفرقہات
99	کسی معتبر شخص کے پاس شے مرہون کو رکھنا
99	مسائل فقہیہ
104	مرہون میں تصرف کا بیان
104	مسائل فقہیہ
113	رہن میں جنایت کا بیان
113	مسائل فقہیہ
115	متفرقہات
115	مسائل فقہیہ
126	احادیث
126	حکیم الامت کے مدینی پھول
127	حکیم الامت کے مدینی پھول

جنایات کا بیان

127	حکیم الامت کے مدینی پھول
127	حکیم الامت کے مدینی پھول
128	حکیم الامت کے مدینی پھول
128	حکیم الامت کے مدینی پھول
129	حکیم الامت کے مدینی پھول
129	حکیم الامت کے مدینی پھول
130	حکیم الامت کے مدینی پھول
131	حکیم الامت کے مدینی پھول
132	حکیم الامت کے مدینی پھول
133	حکیم الامت کے مدینی پھول
133	حکیم الامت کے مدینی پھول
134	حکیم الامت کے مدینی پھول
135	حکیم الامت کے مدینی پھول
136	حکیم الامت کے مدینی پھول
136	حکیم الامت کے مدینی پھول
137	حکیم الامت کے مدینی پھول
137	حکیم الامت کے مدینی پھول
138	حکیم الامت کے مدینی پھول
140	مسائل فقہیہ
140	قتل حرام
140	رحمتِ الٰہی سے مایوس:
140	قتل ناحق کی نحوست:
142	سیدنا وحشی اور ان کے دوستوں کا قبول اسلام:
146	کہاں قصاص واجب ہوتا ہے کہاں نہیں
154	اطراف میں قصاص کا بیان
154	مسائل فقہیہ
156	عرض حال



تحری، احیاء صوات، شکار، رہن اور جنایات کے مسائل کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
تحری کا بیان

جب کسی موقع پر حقیقت معلوم کرنا دشوار ہو جائے تو سچے اور جس جانب گمان غالب ہوئیں کے اس سوچے کا نام تحری ہے۔ تحری پر عمل کرنا اس وقت جائز ہے جب دلائل سے پتہ نہ چلے دلیل ہوتے ہوئے تحری پر عمل کرنے کی اجازت نہیں۔ (۱)



مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: دو شخصوں نے تحری کی ایک کا غالب گمان نفس الامر (یعنی حقیقت) کے موافق ہوا اور دوسرے کا گمان غلط ہوا تو اگر چہ دونوں بری الذمہ ہو گئے مگر جس کی رائے صحیح ہوئی اُس کو ثواب زیادہ ہے۔ (۱)

مسئلہ ۲: نماز کے وقت میں شبہ ہے اگر یہ شبہ ہے کہ وقت ہوا پانیمیں تو ظہر جائے جب وقت ہو جانے کا یقین ہو جائے اُس وقت نماز پڑھنے اور یہ شبہ ہے کہ وقت باقی ہے یا ختم ہو گیا تو نماز پڑھنے اور نیت یہ کرے کہ آج کی فلاں نماز پڑھتا ہوں۔ (۲) نماز کے متعلق تحری کے مسائل کتاب الصلاۃ (۳) میں مذکور ہو چکے وہاں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ۳: جس کو زکوٰۃ دینا چاہتا ہے اس کی نسبت غالب گمان یہ ہے کہ وہ فقیر ہے یا خود اس نے اپنا فقیر ہونا ظاہر کیا یا کسی عادل نے اس کا فقیر ہونا بیان کیا، یا اسے فقیروں کے بھیس میں پایا، یا اسے صرف فقراء میں بیٹھا ہوا پایا، یا اسے مانگتا ہوا دیکھا اور دل میں یہ بات آئی کہ فقیر ہے ان سب صورتوں میں اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ (۴)

مسئلہ ۴: بعض کپڑے پاک ہیں اور بعض ناپاک اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ کون سا پاک ہے اگر مجبوری کی حالت ہو کہ دوسرا کپڑا نہیں ہے جس کا پاک ہونا یقیناً معلوم ہوا اور وہاں پانی بھی نہیں ہے کہ ان میں سے ایک کو پاک کر سکے اور نماز پڑھنی ہے تو اس صورت میں تحری کرے جس کی نسبت پاک ہونے کا غالب گمان ہو اس میں نماز پڑھنے اور مجبوری کی حالت نہ ہو تو تحری نہ کرے مگر جبکہ پاک کپڑے ناپاک سے زیادہ ہوں تو تحری کر سکتا ہے۔ (۵)

مسئلہ ۵: دو کپڑوں میں ایک ناپاک تھا تحری کر کے اس نے ایک میں ظہر کی نماز پڑھ لی پھر اس کا غالب گمان دوسرے کے پاک ہونے کے متعلق ہوا اور اس میں عصر کی نماز پڑھی یہ نماز نہیں ہوئی کیونکہ جب ظہر کی نماز جائز ہونے کا حکم دیا جا چکا تو اس کے یہ معنے ہوئے کہ دوسرا ناپاک ہے تو اسکے پاک ہونے کا اب کیونکر حکم ہو سکتا ہے ہاں اگر اس

(۱) الفتاوی الحمدیہ، کتاب التحری، الباب الاول فی تفسیر التحری... الخ، ج ۵، ص ۳۸۲۔

(۲) المرجع السابق.

(۳) بہار شریعت، جلد ۱، حصہ ۳، پر ملاحظہ کریں۔

(۴) الفتاوی الحمدیہ، کتاب التحری، الباب الثاني فی التحری فی الزکاۃ، ج ۵، ص ۳۸۳۔

(۵) المرجع السابق، الباب الثالث فی التحری فی الشیاب... الخ.

پہلے کپڑے کے متعلق یقین ہے کہ ناپاک ہے تو ظہر کی نماز کا اعادہ کرے۔ (6)

مسئلہ ۶: دو کپڑوں میں ایک ناپاک تھا اس نے بلا تحری ایک میں ظہر پڑھ لی اور دوسرے میں عصر پڑھی پھر تحری سے معلوم ہوا کہ پہلا کپڑا پاک ہے دونوں نمازیں نہیں ہو سکیں۔ (7)

مسئلہ ۷: دو کپڑوں میں ایک ناپاک ہے ایک شخص نے تحری کر کے ایک میں نماز پڑھی اور دوسرے نے تحری کر کے دوسرے میں پڑھی اگر دونوں نے الگ الگ پڑھی دونوں کی نمازیں ہو گئیں اور اگر ایک امام ہو اور دوسرا مقتدی تو امام کی ہو گئی مقتدی کی نہیں ہوئی۔ کھیل کو دیں کسی کے خون کا قطرہ نکلا مگر ہر ایک یہ کہتا ہے کہ میرے بدن سے نہیں نکلا اس کا بھی وہی حکم ہے کہ تھا تھا پڑھی تو دخوں کی نمازیں ہو گئیں اور اگر ایک امام ہو اور دوسرا مقتدی تو امام کی ہو گئی مقتدی کی نہیں ہوئی۔ (8)

مسئلہ ۸: چند شخص سفر میں ہیں سب کے برتن مخلوط ہو گئے (آپس میں مل گئے) اس کے شرکاء اُس وقت کہیں چلے گئے ہیں اور اُسے خود اپنے برتن کی شناخت نہیں ہے تو ان کے آنے کا انتظار کرے تحری کر کے برتن کو استعمال میں نہ لائے ہاں اگر استعمال کی ضرورت ہے وضو کرنا ہے یا پانی پینا ہے اور معلوم نہیں ساتھی کب آئیں تو تحری کر کے استعمال کرے یونہی اگر کھانا شرکت میں ہے اور شرکاء غائب ہیں اور اُسے بھوک لگی ہے تو اپنے حصہ کی قدر اس میں سے لے لے۔ (9)



(6) الفتاوى الحمدية، كتاب آخرى، الباب الثالث فى التحرى فى الغياب... راجع، ج ۵، ص ۳۸۳.

(7) المرجع السابق، ص ۳۸۲.

(8) المرجع السابق، ص ۳۸۲.

(9) الفتاوى الحمدية، كتاب آخرى، الباب الثالث فى التحرى فى الغياب... راجع، ج ۵، ص ۳۸۴، ۳۸۵.

احیاء موات کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اس زمین کو آباد کیا جو کسی کی ملک نہ ہو (یعنی ملکیت میں نہ ہو) تو وہی حقدار ہے۔ غرور ہے کہتنے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت میں یہی فیصلہ کیا تھا۔ (۱)

حدیث ۲: ابو داؤد نے سعیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے زمین پر دیوار بنالی یعنی احاطہ کر لیا وہ اُسی کی ہے۔ (۲)

(۱) صحیح بخاری، کتاب الحجت... راجح، باب من أحیاء أرضًا مواتا، الحدیث: ۲۳۳۵، ج ۲، ص ۹۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی بادشاہ کی اجازت سے آباد کرے۔ (احتف)

۲۔ ہمارے ہاں یہ دونوں فرمان سیاسی تھے یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ پاک میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں قانون نافذ فرمادیا تھا، اب بھی اگر سلطان یہ قانون نافذ کر دے تو یہ ہی حکم ہو گا کہ جو ایسی زمین آباد کرے گا وہ مالک ہو گا، امام شافعی کے ہاں یہ حکم شرعی تھا اب بادشاہ اسلام یہ قانون بنائے یا نہ بنائے زمین آباد کرنے والا اس کا مالک ہو گا لئیست لا احمد کے معنی یہ ہیں کہ تو وہ زمین کسی کو ملک ہونے شہر کی ضروریات کے لیے ہو لیہذا حدیث ظاہر ہے۔

(مرآۃ النازیج شرح مشکوٰۃ المصالح، ج ۲، ص ۵۸۸)

(۲) سنن ابی داود، کتاب الحراج... راجح، باب فی إحياء الموات، الحدیث: ۷۷۰، ج ۲، ص ۲۳۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اسیہاں ارض سے مراد ہے زمین موات ہے جو نہ کسی کی ملک ہوتے رفاه عام کی ہو۔ احاطہ سے مراد اپنے یا اپنے جانوروں کے رہنے کے مکان کے لیے احاطہ ہے یعنی جو شخص غیر ملکوں زمین میں اپنے مکان یا اصلیل کے لیے دیوار کھینچ لے وہ زمین اس کی ہوگی، یہ ہی مذهب امام احمد کا ہے کہ ان کے ہاں صرف دیوار کھینچ لینا ملکیت کے لیے کافی ہے، دیگر اماموں کے ہاں صرف دیوار کھینچ لینا کافی نہیں احیاء یعنی آباد کرنا ضروری ہے اس لیے وہ حضرات دیوار سے مکان کی دیوار مراد لیتے ہیں اور کہ سے مراد عارضی ملکیت ہے کہ اسی زمین میں مکان بنانے والا جب تک رہے گا زمین حکومت کی ہوگی۔ (لماعت، اشعر، مرقات) (مرآۃ النازیج شرح مشکوٰۃ المصالح، ج ۲، ص ۵۹۳)

حدیث ۳: ابو داؤد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جا گیر (یعنی زمین) دی جہاں تک ان کا گھوڑا دوڑ کر جائے زبیر نے اپنا گھوڑا دوڑایا جب وہ کھڑا ہو گیا تو انہوں نے اپنا کوڑا (چاک، چھڑی) پھینکا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جہاں ان کا کوڑا اگر اہے وہاں تک جا گیر میں دیدو۔ (3)

حدیث ۴: ترمذی نے واکل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو حضرموت (4) میں زمین جا گیر دی اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے ساتھ بھیجا کہ ان کو دے آؤ۔ (5)

(3) سنن ابی داؤد، کتاب الخراج... الخ، باب فی راقطان الارضین، الحدیث: ۲۷۰، ج ۳، ص ۲۳۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرج کے پیش خاد کے سکون سے بمعنی دوڑ، یہاں تدر پوشیدہ ہے یعنی گھوڑے کی دوڑ کی بقدر کو گھوڑا چھوڑ جہاں رک جائے وہاں تک کی زمین تھماری۔

۲۔ یعنی پہلے گھوڑا چھوڑا جہاں وہ رکا وہاں سے کوڑا پھینکوا یا، جہاں کوڑا پھینکا وہاں تک کی یہ مجموعہ زمین حضرت زبیر کو بخش دی۔ ظاہر یہ ہے کہ بالکل ہی بخش دی، مالک بن ادی کرنے والا بعد نسل ان کی ہی ہو، صرف رہنے کے لیے عارضی طور پر نہ دی، امام شافعی فرماتے ہیں کہ جیسے باوشاہ بیت المال کا روپیہ کسی کو دے سکتا ہے ایسے ہی بیت المال کی زمین بھی کسی کو بخش سکتا ہے، یہ زمین بیت المال کی ملکیت تھی جو حضور انور نے حضرت زبیر کو بخش دی۔ امام عظیم فرماتے ہیں کہ زمین موات تھی جو حضرت زبیر کو احیاء یعنی آباد کرنے کے لیے عطا ہوئی اسی لیے صاحب ملکوبہ یہ حدیث احیاء موات کے باب میں لائے۔ باوشاہ اعلان بھی کر سکتا ہے کہ جو جس زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ہے اور اس طرح بخش بھی سکتا ہے ہر طرح سے اختیار ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مسکلۃ المصانع، ج ۲، ص ۵۹۵)

(4) یمن کے مشرق میں واقع ایک شہر کا نام ہے۔

(5) جامع الترمذی، کتاب الاحکام، باب ما جاء فی القطاع، الحدیث: ۱۳۸۲، ج ۳، ص ۹۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عالمہ تابعی ہیں، ان کے والد حضرت واکل ابن ججر حضری صحابی ہیں، یہ یمن کے شاہزادے تھے، ان کے دوسرے صاحبزادے عبدالجبار ہیں، دونوں تابعی ہیں، حضرت واکل ابن ججر کو حضور انور نے یہ عطا دیا۔

۲۔ حضرموت یمن کا مشہور شہر ہے، اہلی یمن کے مورث اعلیٰ عامر کا یہ لقب تھا کیونکہ وہ جس جنگ میں پیغمبر جاتے وہاں کشتوں کے پشتے لگ جاتے اس لیے انہیں حضرموت کہتے تھے انہوں نے یہ شہر آباد کیا تو شہر کا نام حضرموت ہوا اور بھی کئی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہیں اور یہ معاویہ ابن ابوسفیان نہیں بلکہ معاویہ ابن حکم مسلمی ہیں کیونکہ معاویہ ابن ابوسفیان کا اسلام تو فتح کہہ میں ظاہر ہوا اور یہ واقعہ فتح کہہ سے بہت پہلے کا ہے۔ (مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو قبضہ دینے اور لینے کا دکیل کر سکتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مسکلۃ المصانع، ج ۲، ص ۵۹۶)

حدیث ۵: امام شافعی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے طاؤس سے مرسلا روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مردہ زمین زندہ کی (غیر آباد زمین آباد کی) وہ اسی کے لئے ہے اور پرانی زمین (یعنی جس کا مالک معلوم نہ ہو) اللہ و رسول (عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واللہ وسلم) کی ہے پھر میری جانب سے تمہارے لئے ہے۔ (6)

حدیث ۶: ابو داؤد نے اسر بن مضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واللہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص اُس چیز کی طرف سبقت کرے (پہل کرے) جس کی طرف کسی مسلم نے سبقت نہیں کی ہے تو وہ اُسی کی ہے۔ اس کو سن کر لوگ دوڑے کہ خط کھینچ کر نشان بنالیں۔ (7)



(6) *ہمسند للامام الشافعی، کتاب الطعام والشرب وعمارة الأرضین...، راجح، ج ۳، ص ۲۸۲*.

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ آپ طاؤس این کیسان خولانی ہدائی ہیں، ایں فارس سے ہیں، علم و عمل میں بہت ہی کامل ہیں، تابی ہیں، ثقہ ہیں، ۱۵۱ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی، آپ نے جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث لیں اور آپ سے امام زہری جیسے بزرگوں نے احادیث قبول کیں، عمر و این دینار فرماتے ہیں کہ میں نے طاؤس جیسا عالم و عالم نہ دیکھا۔ (مرقات)

۲۔ اس کی شرح گز گئی۔ رفاقت عام اور مملوک زمین کے علاوہ دوسری زمینیں اگر بادشاہ اسلام کی اجازت سے آباد کری جائیں تو وہ آباد کرنے والے کی ہوں گی۔

۳۔ عادی عاد سے بخاتم جو هیک قوم کا نام ہے عاد، ثمود۔ عادی کے معنی ہیں عاد والی زمین، مراد ہے پرانی زمین جو کسی کے قبضہ میں نہ ہو، عاد بہت پرانی قوم ہے، یہ زمین اللہ رسول کی ملک ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے چاہیں اس میں تصرف فرمائیں، جسے چاہیں بخشیں، اللہ کا ذکر برکت کے لیے ہے، درحقیقت حضور انور کی ملک ہیں۔ (مرقات)

۴۔ اس میں اشارہ مذہب ختنی کی تائید ہے کہ اسی زمینیں سلطان کی ملک ہوتی ہیں جو کوئی سلطان کی اجازت سے ان کو آباد کرے وہ ان کا مالک ہو گا بغیر اجازت نہیں، یہ ہی امام اعظم کا قول ہے۔ (مراۃ المناجح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۲، ص ۶۰۰)

(7) *سنن ابی داؤد، کتاب الخراج...، راجح، باب لی اقطاع الأرضین، الحدیث: ۱۷۰، ج ۳، ص ۲۳۸*.

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ یہ حدیث گزشتہ حدیث کی شرح ہے اس نے بتایا کہ غیر مملوک چیز پر اگر کوئی قبضہ کرے تو وہ قابض اس کا مالک ہو گا جیسے شکار کا جانوز، خود رو جنگلی درختوں کے پھل، جنگل کا پانی، غیر مملوک زمین میں اگی ہوئی گھاس، بن کی لکڑی وغیرہ مگر ان میں سے جو کسی کی مملوک بن چکی ہو اس پر ملکیت نہیں آسکتی۔ (مراۃ المناجح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۲، ص ۵۹۹)

مسائل فقهیہ

موات اس زمین کو کہتے ہیں جو آبادی سے فاصلہ پر ہوا وہ نہ کسی کی حق خاص ہو اندر دن آبادی افتدہ زمین کو موات نہیں کہا جائے گا اور شہر سے باہر کی وہ زمین جس میں لوگوں کے جانور چرتے ہیں یا اس میں سے جلانے کے لئے لکڑیاں کاٹ لاتے ہیں یہ موات نہیں اسی طرح جس زمین میں نمک پیدا ہوتا ہے وہ بھی موات نہیں یعنی موات وہی کہلاتے گی جو منتفع بہانہ ہو۔ فاصلہ سے مراد یہ ہے کہ آبادی کے کنارے سے کوئی شخص جس کی آواز بلند ہو زور سے چلائے تو وہاں تک آواز نہ پہنچے نزدیک و دور کا لحاظ اس بنا پر ہے کہ نزدیک والی زمین عموماً منتفع بہا ہوتی ہے۔ (یعنی عمومی طور پر اس سے نفع اٹھایا جاتا ہے) ورنہ ظاہر الروایۃ تھی ہے کہ نزدیک و دور کا لحاظ نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ منتفع بہا ہے یا نہیں۔ (1)

مسئلہ ۱: ایسی زمین جس کا ذکر کیا گیا اگر کسی نے امام کی اجازت حاصل کر کے اُسے آباد کیا تو یہ شخص اُس کا مالک ہو گیا وہ سرا شخص نہیں لے سکتا۔ (2)

مسئلہ ۲: ایک شخص نے دوسرے کو احیاء موات کے لئے وکیل کیا اگر موکل نے بادشاہ اسلام سے اجازت حاصل کر لی ہے تو یہ توکیل صحیح ہے اور زمین موکل کی ہوگی ورنہ نہیں۔ (3)

مسئلہ ۳: امام نے (حاکم وقت نے) ایسی زمین کسی کو جا گیر دیدی اور جا گیر دار نے اس زمین کو ویسی ہی چھوڑ رکھا تو سہیں سال تک کچھ تعرض نہیں کیا جائے گا، تین سال کے بعد وہ جا گیر دوسرے کو جا گیر دی جاسکتی ہے۔ (4)

مسئلہ ۴: ایک شخص نے زمین کو احیاء کیا پھر چھوڑ رکھا دوسرے نے اس میں کاشت کر لی تو پہلا ہی شخص اس کا حقدار ہے کیونکہ وہ مالک ہو چکا دوسرے کو اس میں تصرف کی اجازت نہیں۔ (5)

(1) الدر المختار و رواجخار، کتاب راحیاء الموات، ج ۱۰، ص ۵۔

والفتاوی الحمدیہ، کتاب راحیاء الموات، الباب الاول في تفسیر الموات... راجع، ج ۵، ص ۳۸۵، ۳۸۶۔

(2) الدر المختار، کتاب راحیاء الموات، ج ۱۰، ص ۷۔

(3) رواجخار، کتاب راحیاء الموات، ج ۱۰، ص ۷۔

(4) الفتاوی الحمدیہ، کتاب راحیاء الموات، الباب الاول في تفسیر الموات... راجع، ج ۵، ص ۳۸۶۔

(5) الدر المختار، کتاب راحیاء الموات، ج ۱۰، ص ۷۔

مسئلہ ۵: ایک شخص نے زمین کو آباد کیا اس کو بعد چار شخصوں نے آگئے پہنچے چاروں جانب زمینیں آباد کیں تو پہلے شخص کا راستہ پہنچنے والے شخص کی زمین میں رہے گا۔ (6)

مسئلہ ۶: زمین موات میں کسی نے چاروں طرف پھر رکھ دیے یا شاخیں مگاڑ دیں یا زمین کا گھاس کو زراعت کیا یا اس میں کائے تھے اس نے جلا دیے یا کوآں بنانے کے خیال سے دو ایک ہاتھ زمین کھود دی اور یہ سب کام اس مقدرے کے کہ دوسرا اس کو آباد نہ کرے تو تین سال تک امام اس کا انتظار کریں گا اگر اس نے آباد کر لی فہما (تو صحیح ہے) ورنہ کسی دوسرے کو دیدیں گا جو آباد کرے۔ (7)°

مسئلہ ۷: زمین موات میں کسی نے کوآں کھودا ایک ہاتھ پانی نکلنے کو باقی تھا کہ دوسرے نے اسے کھودا تو پہلا شخص حذار ہے ہاں اگر معلوم ہو کہ پہلے نے اسے چھوڑ دیا یعنی ایک ماہ کا زمانہ گزر گیا اور باقی کوئی میں کھودتا تو اس صورت میں کوآں دوسرے شخص کا ہو گا۔ (8)



(6) الدر المختار، کتاب احیاء الموات، ج ۱۰، ص ۷۴۔

(7) الحدایۃ، کتاب احیاء الموات، ج ۲، ص ۳۸۲۔

(8) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب احیاء الموات، الباب الاول فی تفسیر الموات...، راجع، ج ۵، ص ۳۸۷۔

شرب کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری میں عروہ سے روایت ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ایک انصاری سے حڑہ کی نالیوں کے متعلق جھگڑا ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زبیر سے فرمایا کہ بقدر ضرورت پانی لے لو پھر اپنے پڑوی کے لئے چھوڑ دو اس انصاری نے کہا کہ یہ فیصلہ اس لئے کیا کہ وہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں یہ من کر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا چہرہ متغیر ہو گیا اور فرمایا: اے زبیر اپنے باغ کو پانی دو پھر روک لو پھر ان تک کہ مینڈھ (کھیت کی منڈیر) تک پانی پہنچ جائے پھر اپنے پڑوی کے لئے چھوڑ دو اس انصاری نے ناراض کر دیا لہذا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے صاف حکم میں زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا پورا حق دلوایا اور پہلے ایسی بات فرمادی تھی جس میں دونوں کے لئے گنجائش تھی۔ (۱)

(۱) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب (فلا در بک لامونون... راجح)، الحدیث: ۵۸۵، ج ۳، ص ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷۔

حکیم الامت کے مدفن پھول

۱۔ آپ عروہ ابن زبیر اہن عوام ہیں، تابعی ہیں، مدینہ منورہ کے سات قبہاء سے ہیں، آپ کی والدہ اسماء بنت ابو بکر صدیق ہیں اور زبیر حضرت صفیہ کے فرزند ہیں، حضرت صفیہ بنت عبد المطلب حضور انور کی پھوپھی ہیں، حضرت زبیر سولہ برس کی عمر میں اسلام لائے، سب سے پہلے اللہ کی راہ میں توار آپ نے چلائی، احمد کے دن حضور انور کے پاس سے نہ ہے، عروہ بن جرموز نے آپ کو قتل کیا، ۲۲ سال عمر پانی، لامہ میں جنگ صفين میں شہید ہوئے، اولاً وادی سباع میں دفن کیے گئے، پھر وہاں سے بصرہ منتقل کر دیئے گئے، آپ کی قبر زیارت گاہ خلق ہے، نقیر نے زیارت کی ہے۔ (از مرقات)

۲۔ پھر یعنی زمین کو حرہ کہتے ہیں، قدرتی پہاڑی نالہ شراح کھلاتا ہے، ان دونوں صاحبوں کے کھیت برابر تھے جو اس نالے سے سیچے جاتے تھے، جھگڑا ہوا آگے پانی دینے کا، انصاری کہتے تھے پہلے میں پانی دوں، زبیر فرماتے ہیں پہلے میں دونوں۔

۳۔ کیونکہ آپ کا کھیت اوپر تھا جدھر سے پانی آتا تھا اور انصاری کا کھیت نیچے بہاؤ کی طرف اور اوپر والا پہلے پانی دیتا ہے۔

۴۔ یعنی آپ نے اس فیصلہ میں ان کی قرابت داری کا لحاظ فرمایا ہے یعنی شارحین نے فرمایا کہ یہ شخص قوم انصار سے تو تھا مگر مؤمن نہ تھا یا یہودی تھا یا منافق مگر ترجیح اسے ہے کہ تھا تو مسلمان مگر نو مسلم تھا، آداب بارگاہ سے بے خبر تھا اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم یادوسرے صحابہ نے اسے کوئی نیز انشدی۔ (مرقات) اشعد نے فرمایا یہ منافق ہی تھا جیسے عبداللہ ابن ابی کہ قبلہ انصار سے تھا مگر منافق تھا قتل اس لیے نہ کرایا کہ منافقوں کو قتل نہ کرایا جاتا تھا۔ واللہ اعلم!

۵۔ یعنی حضہ ان کو ۲۱ کام سرست ۲۱ تکلف ہوئی تھی کہ حڑہ انور سرخ ہو گرا، منافقوں، ناوقوں سے ساوقات ہے۔

حدیث ۲: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے نہ کلام کرے گا نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا۔ ایک وہ شخص جس نے کسی بیچنے کی چیز کے متعلق یہ قسم کھائی کہ جو کچھ اس کے دام (روپیہ، رقم) مل رہے ہیں اس سے زیادہ ملتے تھے (اور نہیں بیجا) حالانکہ یہ اپنی قسم میں جھوٹا ہے دوسرا وہ شخص کہ عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائی تاکہ کسی مرد مسلم کا مال لے لے اور تیسرا وہ شخص جس نے پچھے ہوئے پانی کو روکا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں اپنا فضل تجوہ سے روکتا ہوں جس طرح تو نے پچھے ہوئے پانی کو روکا جس کو تیرے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔ (2)

حضور انور ایسی باتیں سن لیتے تھے تکلیف ہوتی تھی مگر صبر فرماتے تھے۔

۱۔ پہلے تو فرمایا تھا کہ اے زیر اپنی زمین ترکر کے پانی انصاری کو دے دواب پورا حق زیر کو عطا فرمایا کہ پہلے تم اپنے کھیت کو پانی دو، پھر اتنی دیر تک پانی رو کے رکھو کہ کھیت آس پاس کی میدھ (بیٹا) تک پہنچ جائے اور کھیت لبریز ہو جائے تب انصاری کو دو۔ یعنی پہلے انصاری کی رعایت کی گئی تھی اور حضرت زیر کو حسن اخلاق کی تعلیم دی گئی تھی مگر جب انصاری نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا بلکہ اتنا ناراض ہو گیا تو ہر ایک کو پورا حق دیا گیا، پہلے فضل تھا ب عدل۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوتے ہیں: ایک یہ کہ اپنا حق معاف کر دینا اور اپنے مجرم کو سزا نہ دینا اخلاق صحابہ اور اخلاق محمدی ہیں۔ دوسرے یہ کہ غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا حضور کے لیے جائز تھا ہمارے واسطے منع کیونکہ آپ غصہ میں بھی حق ہی فرماتے تھے۔ تیسرا یہ کہ جنگل اور سیلاں کا پانی کسی کی ملک نہیں ہر شخص ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ چوتھے یہ کہ پانی دینے میں ترتیب یہ ہے کہ اوپر والا پہلے پانی دے شے والا بعد میں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصالح، ج ۲، ص ۵۹۰)

(2) صحیح البخاری، کتاب المساقۃ، باب من رأی أَن صاحب الْخُوش... راجح، الحدیث: ۲۳۶۹، ج ۲، ص ۱۰۰۔

حکیم الامم کے مدفن پھول

۱۔ کلام سے کلام محبت برادر ہے اور نظر سے نظر رحمت ورنہ غصب کا کلام اور تہریکی نظر تو کفار پر بھی ہو گی۔

۲۔ یہ بیماری عام دکانداروں کو ہے کہ جب کوئی خریدار ان کے مال کی قیمت لگاتا ہے تو کہتے ہیں رب کی قسم ابھی تم سے پہلے ایک گاہک اس سے زیادہ پیسے دیتا رہا میں نے نہ دی اور سچے ایسے ہوتے ہیں کہ جب گاہک چل دیتا ہے تو پکارتے ہیں اچھاستے میں ہی لے جا۔ خیال رہے کہ جھوٹ بولنے سے تقدیر نہیں بدلت جاتی بلکہ تجربہ یہ ہے کہ چادکاندار خوب کاتا ہے۔

۳۔ اس کی صورت یہ ہے کہ حاکم کے ہاں ایک دعویٰ دائرہ ہوا، مدی کے پاس گواہ نہ تھے مگر تھا وہ سچا مدی علیہ سے بعد عصر قسم کھانے کے لیے کہا گیا، یہ جھوٹی قسم کھا گیا اور اس کا حق مار لیا۔ بعد عصر کی قید اس لیے لگائی کہ وہ وقت دن رات کے فرشتوں کے اجتماع کا ہے، دن کے جانے اور رات کے آنے کی گھریاں ہیں، اس وقت کفار عرب بھی جھوٹی قسم نہ کھاتے تھے، یہ بے غیرت مسلمان ہو کر اس گناہ پر دلیری کر لیتا ہے۔

۴۔ یعنی گزرگاہ عام پر غیر مملوک پانی اس کی حاجت سے زائد ہو، پھر وہ مسافروں اور جانوروں کو نہ پینے والے الہد اس حکم سے ←

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پچھے ہوئے پانی سے منع نہ کرو کہ اس کی وجہ سے بھی ہوئی گھاس کو منع کرو گے۔ (۳)

حدیث ۴: ابو داؤد، ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں پانی اور گھاس اور آگ۔ (۴)

حدیث ۵: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پچھے ہوئے پانی

وہ لوگ خارج ہیں جو پانی پیچ کر اپنا گزارہ کرتے ہیں کہ وہ پانی ان کے اپنے کنوئیں کا ہوتا ہے یا دور سے لایا ہوا جیسا کہ عرب کی منزلوں میں دیکھا جاتا ہے۔

۵۔ اس جملہ میں بھی اشارہ اس طرف ہے کہ اپنا کھودا ہوا کنوں یا اپنا جمع کیا ہوا پانی اپنی ملکیت ہے جسے فروخت کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ یہ سے مراد کوشش اور محنت ہے۔ (مراۃ النانجیٰ شرح مشکوۃ المصانع، ج ۲، ص ۵۹۲)

(۳) صحیح البخاری، کتاب المساقۃ، باب من قال لان صاحب الماء أحق... راغ، الحدیث: ۲۳۵۳، ج ۲، ص ۹۶۔

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ یعنی کنوئیں والا پانی کی پیچ کو گھاس کی کازری عد بنائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے زنجیر زمین جسے عربی میں مواد کہتے ہیں آباد کی وہاں کنوں لگوایا، لوگ اس زمین کے ارد گرد اپنے جانور چھاتے ہیں، وہ زمین مواد جو ہوئی یہ شخص جانوروں کو چڑنے سے روک نہیں سکتا، وہ بہانہ یہ کرے کہ کسی جانور کو بلا معاوضہ پانی نہ پینے دے جو اس کے اپنے کنوئیں کا ہے، نیت یہ ہو کہ اس پانی کی روک سے جانور بیساں کی گھاس چھتا چھوڑ دیں گے پھر یہ گھاس میری اپنی ہوگی کہ اس سے پیسہ کماوں گا، یہ جرم ہے کہ کنوں تو اس کا ہے مگر زمین سرکاری چھوٹی ہوئی ہے، یہ پانی کے بہانہ چڑا گاہ کی گھاس پر قبضہ کرنا چاہتا ہے ورنہ اپنی زمین کی کھڑی گھاس اور کافی ہوئی گھاس کی پیچ جائز ہے۔ (مرقات) یہاں ذکر حجی یعنی چڑا گاہ کا ہے۔ (مراۃ النانجیٰ شرح مشکوۃ المصانع، ج ۲، ص ۳۶۱)

(۴) سنن ابن ماجہ، کتاب الرعون، باب المسلمين شرکاء ملی ملائی، الحدیث: ۲۳۷۲، ج ۳، ص ۱۷۶۔

حکیم الامت کے مدینی پھول

۲۔ یہاں پانی سے وہ پانی مراد ہے جو نہ کسی کی محنت سے حاصل ہوا ہوند کسی کے برتن میں بھرا ہو جیسے جنگل، بارش، سیلا ب کا پانی مگر اپنے نہر کھڑے، اپنی نالی کا پانی اس سے خارج ہے۔ ایسے ہی گھاس سے وہ گھاس مراد ہے جو غیر ملوك زمین میں کھڑی ہوا پہنی مملوک زمین کی گھاس، ایسے ہی وہ گھاس جو کاٹ کر اپنے گھر میں رکھلی مملوک ہے۔ آگ سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کو اپنے چماغ کی روشنی میں پیختے آگ تاپنے سے نہیں روک سکتے، یوں ہی اپنے شمع سے دورے کو شمع جلانے سے منع نہیں کر سکتے، بعض نے فرمایا کہ آگ سے مراد چتمان پتھر ہے لہذا ہر شخص اپنی آگ سے چنگاری لینے سے منع کر سکتا ہے کہ یہ اسی کی ملک ہے اور اس سے آگ کم بھی ہو جاتی ہے۔ (مرقات، اشعر)

(مراۃ النانجیٰ شرح مشکوۃ المصانع، ج ۲، ص ۵۹۸)

کے بچنے سے منع فرمایا۔ (5)

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بچا ہوا پانی نہ بچا جائے کہ اس کی وجہ سے گھاس کی بیج ہو جائیگی۔ (6)



(5) صحیح مسلم، کتاب المساقۃ... رائج، باب تحریم فضل بیع الماء... رائج، الحدیث: ۳۲ (۱۵۶۵)، ص ۸۲۱۔

(6) المرجع السابق، الحدیث: ۳۸ (۱۵۶۶)، ص ۸۲۲۔

حکیم الامت کے مدفن پھول

اے یعنی کنوئیں والا پانی کی بیج کو گھاس کی بیج کا ذریعہ بنائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے بھروسے میں جسے عربی میں مواد کہتے ہیں آپا کی وہاں کنوں لگوالیا، لوگ اس زمین کے ارد گرد اپنے جانور چڑاتے ہیں، وہ زمین مواد جو ہوئی یہ شخص جانوروں کو چڑنے سے روک نہیں سکتا، وہ بہانہ یہ کرے کہ کسی جانور کو بلا معاوضہ پانی نہ پینے دے جو اس کے اپنے کنوئیں کا ہے، نیت یہ ہو کہ اس پانی کی روک سے جانور یہاں کی گھاس چڑنا چھوڑ دیں گے پھر یہ گھاس میری اپنی ہو گی کہ اس سے پیسہ کا دیں گا، یہ جرم ہے کہ کنوں تو اس کا ہے مگر زمین سرکاری چھوٹی ہوئی ہے، یہ پانی کے بہانہ چڑا گاہ کی گھاس پر قبضہ کرنا چاہتا ہے ورنہ اپنی زمین کی کھڑی گھاس اور کافی ہوئی گھاس کی بیج جائز ہے۔ (مرقات) یہاں ذکر ہی یعنی چڑا گاہ کا ہے۔ (مراۃ المناجح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۲، ص ۳۶۱)

مسائل فقهیہ

کھیت کی آبپاشی یا جانوروں کو پانی پلانے کے لیے جو باری مقرر کر لی جاتی ہے اُس کو شرب کہتے ہیں اس لفظ میں شین کو زیر ہے۔ (1)

مسئلہ ۱: جس پانی کو برتن میں محفوظ نہ کر لیا ہو اُس کو ہر شخص پی سکتا ہے اور اپنے جانوروں کو پلاسکتا ہے کوئی شخص پینے یا پلانے سے نہیں روک سکتا۔ (2)

مسئلہ ۲: پانی کی چار قسمیں ہیں، اول سمندر کا پانی اس سے ہر شخص نفع اٹھاسکتا ہے خود پے جانوروں کو پلانے کھیت کی آبپاشی کرے اس میں نہر نکال کر اپنے کھیتوں کو بیجاۓ جس طرح چاہے کام میں لائے کوئی منع نہیں کر سکتا، دوم بڑے دریا کا پانی جیسے سیحون، حیثون، وجہ، فرات، نیل یا ہندوستان میں گنگا، گھاگرا اس کو ہر شخص پی سکتا ہے اپنے جانوروں کو پلاسکتا ہے مگر زمین کو سیراب کرنے اور اس سے نہر نکالنے میں یہ شرط ہے کہ عام لوگوں کو ضرر (نقصان) نہ ہے، سوم وہ ندی نالے جو کسی خاص جماعت کی ملک ہوں پینے پلانے کی اس میں بھی اجازت ہے مگر دوسرے لوگ اپنے کھیت کی اس سے آبپاشی نہیں کر سکتے، چوتھے وہ پانی جس کو گھروں، مسلکوں یا برتنوں میں محفوظ کر دیا گیا ہو اُس کو بغیر اجازت مالک کوئی شخص صرف میں نہیں لاسکتا اور اس پانی کو اس کا مالک بیع بھی کر سکتا ہے۔ (3)

مسئلہ ۳: کوآں اگرچہ مملوک ہو مگر اس کا پانی مملوک نہیں دوسرا شخص اس پانی کو پی سکتا ہے اپنے جانوروں کو پلاسکتا ہے جس کا کوآں ہے وہ روک نہیں سکتا اور نہ اس کے بھرے ہوئے پانی کو چھین سکتا ہے۔ (4)

(1) الدر المختار در المختار، کتاب راجحہ الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۱۵۔

(2) الدر المختار، کتاب راجحہ الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۱۵۔

(3) الحداۃ، کتاب راجحہ الموات، فصل فی السیاہ، ج ۲، ص ۳۸۸۔

والفتاوی الحمدیۃ، کتاب الشرب... راجح، الباب الاول فی تفسیره... راجح، ج ۵، ص ۳۹۰۔

(4) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الشرب... راجح، الباب الاول فی تفسیره... راجح، ج ۵، ص ۳۹۱۔

مباح پانی پر قابض ہو کر مسافر کو اس سے روکنا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ سر کار مدد یہ، راحت قلب دینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عز وجل قیامت کے دن ۳ افراد سے نہ کلام فرمائے گا اور نہ انہیں پاک فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہو گا، ان میں ۔۔۔

مسئلہ ۴: کوآں یا چشمہ جس کی ملک میں ہے دوسرا شخص وہاں جا کر پانی پینا چاہتا ہے وہ مالک اپنی ملک مٹا مکان یا باغ میں اسکو جانے سے روک سکتا ہے بشرطیکہ وہاں قریب میں دوسرا جگہ پانی ہو جو کسی کی ملک میں نہیں ہے اور اگر پانی نہ ہو تو مالک سے کہا جائے گا کہ تو خود اپنے باغ یا مکان سے پینے کے لیے پانی لادے یا اسے اجازت دے کر یہ خود بھر کر پی لے۔ (5)

مسئلہ ۵: کوئی سے پانی بھرا ڈول مونہ تک آگیا ہے ابھی باہر نہیں لکلا ہے یہ بھرنے والا اُس پانی کا ابھی مالک نہیں ہوا جب باہر نکال لے گا اُس وقت مالک ہو گا۔ (6)

مسئلہ ۶: حمام میں گیا اور حوض میں سے پانی نکلا اگر جس برتن میں پانی لیا وہ حمام والے کا ہے تو یہ شخص پانی کا مالک نہیں ہوا بلکہ وہ پانی حمام والے ہی کا ہے مگر دوسرا شخص اس سے نہیں لے سکتا کہ زیادہ حقدار یہی ہے۔ (7)

مسئلہ ۷: دوسرے کے کوئی سے بغیر اجازت مالک نہ اپنے کھیت کو پیچ سکتا ہے (پانی دے سکتا ہے) نہ درختوں کو پلا سکتا ہے نہ اُس میں رہت یا چڑسا وغیرہ لگا سکتا ہے مگر گھرے وغیرہ میں بھر کر لا یا ہو تو اُس سے گھر میں جو درخت ہے یا گھر میں جو ترکار یاں بوئی ہیں ان کو سیراب کر سکتا ہے، کوئی والے سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (8)

مسئلہ ۸: نہر خاص یا کسی کے مملوک حوض یا کنوئیں سے وضو کرنے یا کپڑے دھونے کے لیے گھرے میں پانی بھر کر لاسکتا ہے۔ (9)

مسئلہ ۹: حوض میں اگر پانی خود ہی جمع ہو گیا مالک حوض نے پانی جمع کرنے کی کوئی ترکیب نہیں کی ہے یہ حوض نہر خاص کے حکم میں ہے۔ (10) دیہاتوں میں تالاب اور گڑھے ہوتے ہیں برسات میں ادھر ادھر سے پانی بہہ کر آتا ہے اور ان میں جمع ہو جاتا ہے انکا بھی یہی حکم ہے کہ بغیر اجازت مالک دوسرے لوگ اپنے کھیتوں کی اس سے آپاشی نہیں

ایک وہ شخص ہے جو کسی بیان میں موجود پانی پر قابض ہو اور مسافر کو اس کے استعمال سے روک دے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلط تحریم اسیال۔۔۔۔۔ اخن، الحدیث: ۲۹۶، ص: ۲۹۶)

(5) الحدایۃ، کتاب راحیاء الموات، فصل فی المیاہ، ج: ۲، ص: ۳۸۸۔

(6) ردهنخار، کتاب راحیاء الموات، فصل فی الشرب، ج: ۱۰، ص: ۱۶۔

(7) ردهنخار، کتاب راحیاء الموات، فصل الشرب، ج: ۱۰، ص: ۱۶۔

(8) الدرالحنخار، کتاب راحیاء الموات، فصل الشرب، ج: ۱۰، ص: ۱۷۔

(9) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الشرب... راجح، الباب الاول فی تفسیرہ... راجح، ج: ۵، ص: ۳۹۱۔

(10) ردهنخار، کتاب راحیاء الموات، فصل الشرب، ج: ۱۰، ص: ۱۷۔

کر سکتے۔

مسئلہ ۱۰: بعض جگہ مکانوں میں حوض بنار کھتے ہیں اور اپنے استعمال میں لاتے ہیں عربی میں ایسے حوض کو صہریع کہتے ہیں۔ (ہندوستان میں بفضلہ تعالیٰ پانی کی کثرت ہے صہریع بنانے کی ضرورت نہیں مگر جہاں پانی کی کمی ہے بنانا پڑتا ہی ہے جیسا کہ مارواڑ کے بعض علاقوں میں بکثرت ہیں) یہ پانی خاص اس شخص کی ملک ہے جس کے گھر میں ہے اور یہ پانی دیباہی ہے جیسا کہ غیرہ میں بھر لیا جاتا ہے کہ بغیر اجازت مالک کوئی شخص اپنے کسی صرف میں نہیں لاسکتا۔ (11)

مسئلہ ۱۱: بارش کے وقت آگن (صحن) یا چھٹ پر پانی جمع کرنے کے لیے طشت (تحال) یا کنڈا (منٹی) کا برتن) وغیرہ رکھ دیا ہے تو جو کچھ پانی جمع ہوگا اس کا ہے جس نے طشت وغیرہ رکھا ہے دوسرا شخص اس پانی کو نہیں لے سکتا اور اگر پانی جمع کرنے کے لیے طشت نہیں رکھا ہے تو جو چاہے لے لے اس کو منع نہیں کیا جاسکتا۔ (12)

مسئلہ ۱۲: زمین غیر مملوکہ (وہ زمین جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو) کی گھاس کسی کی ملک نہیں جو چاہے کاٹ لائے یا اپنے جانوروں کو چڑائے دوسرا شخص اس کو منع نہیں کر سکتا یہ گھاس دریا کے پانی کی طرح سب کے لیے مباح ہے، زمین مملوکہ میں گھاس خود ہی جمی ہے (اگر ہے) بولی نہیں گئی ہے یہ گھاس بھی مالک زمین کی ملک نہیں جب تک اسے محفوظ نہ کر لے جو چاہے اس کو لے سکتا ہے، مگر مالک زمین دوسرے لوگوں کو اپنی زمین میں آنے سے روک سکتا ہے اس صورت میں اگر مالک زمین لوگوں کو اور ان کے جانوروں کو اپنی زمین میں آنے سے منع کرتا ہے اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم گھاس کا ثیں گے یا اپنے جانور چڑا بھیں گے اگر قریب میں زمین غیر مملوکہ ہے جس میں گھاس موجود ہے تو لوگوں سے کہا جائے گا کہ اپنے جانوروں کو وہاں چڑا لو یا وہاں سے گھاس کاٹ لو اور اگر زمین قریب میں نہ ہو تو مالک زمین سے ما جائے گا کہ ان لوگوں کو اجازت دو یا تم خود اپنی زمین سے گھاس کاٹ کر ان کو دے دو، اور اگر مالک زمین نے گھاس کاٹ کر محفوظ کر لی تو دوسرا شخص اس کو لے نہیں سکتا کہ یہ مملوک ہو گئی، اگر مالک زمین نے گھاس بور کھی ہے یا اپنی زمین کو جوت کر اس میں پانی دیا ہے اور اسی لیے چھوڑ رکھا ہے کہ اس میں گھاس جنتے تو یہ گھاس مالک زمین کی ہے، دوسرا شخص نہ اسے لے سکتا ہے نہ اپنے جانوروں کو چڑا سکتا ہے، کسی دوسرے نے یہ گھاس کاٹ لی تو مالک زمین والا اس کو واپس لے سکتا ہے اور گھاس کو نجح سکتا ہے۔ (13)

(11) المرجع سابق۔

(12) رد المحتار، کتاب إحياء الموات، فصل الشرب، ج ۱۰، ص ۷۶۔

(13) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الشرب... راجع، الباب الاول فی تفسیره... راجع، ج ۵، ص ۳۹۲۔

مسئلہ ۱۳: آگ میں بھی سب لوگ شریک ہیں دوسروں کو منع نہیں کر سکتا یعنی اگر کسی نے میدان میں آگ جلانی ہے تو جس کا جی چاہے تاپ سکتا ہے اپنے کپڑے اس سے سکھا سکتا ہے اس کی روشنی میں کام کر سکتا ہے مگر بغیر اجازت اُس میں سے انگارہ نہیں لے سکتا، اگر کسی نے اُس میں سے تھوڑی سی آگ لے لی کہ بجھانے کے بعد اتنے کو لئے نہیں ہونگے جن کی کچھ قیمت ہو تو اس سے واپس نہیں لے سکتا اور اتنی آگ بغیر اجازت بھی لے سکتا ہے کہ عادۃ اس کو کوئی منع بھی نہیں کرتا اور اگر اتنی زیادہ ہے کہ بجھنے کے بعد کوئلوں کی قیمت ہوگی تو واپس لے سکتا ہے۔ (14)

مسئلہ ۱۴: کوئی یا حوض یا نہر خاص کے پانی سے روکتا ہے اور اُس شخص کو روکا گیا پیاس سے ہلاکت کا اندیشہ ہے یا اس کے جانور کے ہلاک ہونے کا ذر ہے تو زبردستی پانی وصول کرے نہ دے تو لڑ کر لے اگرچہ ہتھیار سے لڑنا پڑے اور برتن میں جمع کر رکھا ہے تو اس میں بھی لڑ کر وصول کرنے کی اجازت ہے مگر یہاں ہتھیار سے لڑنے کی اجازت نہیں اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ پانی اس کی حاجت سے زائد ہے یہی حکم مخصوص کا بھی ہے کہ کسی کو بھوک سے ہلاکت کا اندیشہ ہے اور دوسرے کے پاس حاجت ہے زائد کھانا ہے اور اُس کو نہیں دیتا تو لڑ سکتا ہے مگر ہتھیار سے لڑنے کی اجازت نہیں۔ (15)



اشربہ کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مشک میں ہم نبیذ بناتے صحیح کو بناتے تو عشا تک پیتے اور عشا کو بناتے تو صحیح تک پیتے (یہ گری کے زمانے میں ہوتا تھا)۔ (۱)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اول شب میں نبیذ بنائی جاتی صحیح کے وقت اسے پیتے دن میں اور رات میں پھر دوسرے روز دن اور رات میں اور تیرے دن عصر تک پھر اگر فوج رہتی تو خادم کو پلا دیتے یا گردی جاتی۔ (۲) (یہ جاڑے کے زمانے میں ہوتا)

(۱) صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب رابد النبیذ الذی لم یهد... الخ، الحدیث: ۸۵۔ (۲۰۰۵)، ص ۱۱۱۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ نبیذ بناتے ہے مدد سے بمعنی پھینکنا، ڈالنا، پھر پھینکی ہوئی چیز کو نبیذ کہنے لگے، اس کے بعد اس پھینکنے کے نتیجہ کو نبیذ کہنے لگے، یہاں آخری تیرے سعی مراویں یعنی ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چھوڑوں یا کٹکش کا نبیذ تیار کرتے تھے کہ شام کو چھوڑیں بھگوڑیتے تھے۔
۲۔ یعنی اس مشکیزہ کے دو منہ تھے: ایک اوپر والا جس سے پانی وغیرہ بھرا جاتا تھا، دوسرا یعنی والا جس سے پانی وغیرہ نکلا جاتا تھا۔ عز لاءہ مرد کو کہا جاتا ہے۔ یہاں یعنی والا منہ مراد ہے کیونکہ اوپر والے منہ کا ذکر تو الگ ہو چکا۔

۳۔ نماز فجر اور طلوع آفتاب کے درمیانی وقت کو غدوہ (غبن کے پیش سے) کہا جاتا ہے اور سورج ڈھلے سے مغرب تک کے وقت کو عشاء (غبن کے کسرہ سے) کہا جاتا ہے یعنی صحیح کے بھگوڑے ہوئے چھواروں کا پانی حضور الور دوپھر کے بعد سے شام تک پی لیتے تھے اور شام کے بھگوڑے ہوئے چھوارے صحیح کو پی لیتے تھے زیادہ دیرندہ لگائی جاتی تھی۔ (مراة المناجح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۶، ص ۱۳۵)

(۲) المرجع السابق، الحدیث: ۹۷۔ (۲۰۰۳)، ص ۱۱۱۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ایک دن کا بنایا ہوا نبیذ حضور دو روز تک پیتے رہتے تھے کہ اس قدر تھہرنے سے اس میں نشہ پیدا ہونے کا احتمال نہ تھا۔
۲۔ اس لیے کہ اس کے بعد علی چھٹ رہ جاتا تھا صاف ثابت نہ رہتا تھا شہ ہرگز نہیں پیدا ہوتا تو خادم کو ہرگز نہ پلاتے کہ نشہ پلانا بھی حرام ہے۔ (مرقات، اشعر)

۳۔ گردنیا اس صورت میں ہوتا تھا جب کہ اس میں نشہ پیدا ہو جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کا اعلیٰ کھانا اگر آقا کھائے اور یعنی کا بچا ہوا کھانا خادم کو کھلائے تو جائز ہے۔ وہ جو حدیث شریف میں آتا ہے کہ خادم کو ساتھ کھلاؤ یہ بیان استحباب کے لیے ہے لہذا حادیث میں ←

حدیث ۳: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مشک میں نبیذ بنائی جاتی، مشک نہ ہوتی تو پتھر کے برتن میں بنائی جاتی۔ (3)

حدیث ۴: امام بخاری اپنی صحیح میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو اسید ساعدی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنی شادی کی دعوت دی (جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائے) تو ان کی زوجہ جودہن تھیں وہی خادم کا کام انجام دے رہی تھیں انہوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے پانی میں کھجوریں رات میں ڈال دی تھیں وہی پانی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پلایا۔ (4)

حدیث ۵: امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر اور ابو عبیدہ اور معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مشک (5) کے پینے کو جائز فرمایا ہے اور براء بن عازب و ابو جعیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نصف حصہ پکاریے کے بعد انگور کا شیرہ پیا، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ انگور کا رس جب تک تازہ ہے پھر۔ (6)

حدیث ۶: بخاری نے اپنی صحیح میں ابو جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے باذق (ایک قسم کی شراب ہے) کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باذق سے پہلے گزر چکے ہیں لہذا جو شہ پیدا کرے وہ حرام ہے اور فرمایا کہ پینے کی چیزیں حلال و طیب ہیں اور تعارض نہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ نشہ آور یا سڑی بسی جیز کسی کونہ کھلائی جائے بلکہ پھینک دی جائے۔ خیال رہے کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی روایت کہ صحیح کا نبیذ شام تک فتح فرمادیت تھے اس لمحہ گریوں کے موسم کے متعلق ہے اور حضرت ابن عباس کی یہ حدیث دون تک پینے کی سردی کے موسم کے متعلق ہے۔ گریوں میں نبیذ میں جلد جوش آ جاتا ہے اور جلد نشہ آور ہو جاتا ہے سردی میں نہیں۔

(مراۃ المناجح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۲، ص ۱۳۵)

(3) المرجع السابق، باب النھی عن الانتشار في المعرفت... الخ، الحدیث: ۲۲۔ (۱۹۹۹)، ص ۷۱۰۔

حکیم الامم کے مدفنی پھول

ای یعنی نبیذ کے لیے کوشش کی جاتی تھی کہ مشکیزے میں بنایا جائے تاکہ شربت مختذلدار ہے اور ڈھکا رہے لیکن اگر مشکیزہ میسر نہ ہوتا تو پتھر کی لگن یا بڑے پیالہ میں بنایا جاتا، پتھر میں شربت جلد گرم ہو جاتا ہے مگر اسے ڈھک دیا جاتا ہوگا۔

(مراۃ المناجح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۲، ص ۱۳۶)

(4) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب حق ارجاجۃ الولیمة... الخ، الحدیث: ۲۷۲، ج ۳، ص ۳۵۵۔

(5) انگور کا شیرہ جو پکانے کے بعد ایک تھائی رہ جائے۔

(6) صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب الباذق و من نھی... الخ، ج ۳، ص ۵۸۲۔

حلال و طیب کے علاوہ حرام و خبیث ہیں۔ (7)

حدیث ۷: امام بخاری اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیش مغراج کی رات ایلیا (بیت المقدس) میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے ایک شراب کا دوسرا دودھ کا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے دونوں کو دیکھ کر دودھ کا پیالہ لے لیا۔ جبریل (علیہ السلام) نے کہا الحمد للہ خدا تعالیٰ نے آپ کو فطرت کی ہدایت کی اگر آپ شراب لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (8)

حدیث ۸: ابو داؤد و ابن ماجہ نے ابو مالک اشتری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

(7) صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب الباذق و من ثمی... راجع، الحدیث: ۵۵۹۸، ج ۳، ص ۵۸۵۔

(8) المرجع السابق، کتاب الاشربة، باب قول اللہ تعالیٰ (انما انحر... راجع)، الحدیث: ۵۵۷۶، ج ۳، ص ۵۷۹۔

حکیم الامت کے مدفن پھول

۱۔ خیال رہے کہ فیخ خفرما کہ بتایا گیا کہ شراب اس برتن میں تھوڑی سی تھی اور احمدہ بن قرمکر بتایا کہ دودھ برتن میں بہت زیادہ تھا گویا خود برتن دودھ بن گیا تھا، دنیا کی ہدایت اور ایمان و اعمال دودھ کی شکل میں پیش ہوئے اور یہاں کی بد عقیدگی بد عملیاں شراب کی صورت میں دکھائی گئیں، یہاں کے اعمال وہاں اجسام ہیں۔

۲۔ یہ اختیار دینا فرشتوں کو دکھانے کے لیے تھا کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو حضور کی برکت سے محفوظ رکھے گا۔

(از مرقات)

۳۔ چونکہ بچہ پیدا ہو کر پہلی غذا دودھ حاصل کرتا ہے اس لیے فطرت دودھ کی شکل میں دکھائی گئی اور شراب انسان کی شکل بجاو کر صدھا بد عملیاں بد عقیدگیاں اس سے کرادیتی ہے اس لیے گراہی سرکشی شراب کی شکل میں دکھائی گئی جیسے خواب میں ہم رحمتوں اور آنٹوں کو مختلف شکلوں میں دیکھ لیتے ہیں۔ شاہ مصر نے قحط سالیوں کو خشک بالیوں دلی گايوں کی شکل میں دیکھا اسی طرح حضرات انبیاء کرام آئندہ و اتعات کو مختلف شکلوں میں ملاحظہ کرتے ہیں۔

۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نبی کے عمل کا امت پر اثر پڑتا ہے کہ شراب آپ اختیار فرماتے اور گمراہ ہوتی امت۔ دوسرے یہ کہ تاقیامت ان شاہ اللہ سارے مسلمان کبھی گمراہ نہ ہوں گے، ان میں ایک جماعت ضرور حق پر رہے گی اور وہ ہی جماعت سب پر غالب رہے گی تعداد اس کی زیادہ ہو گی، حضور فرماتے ہیں اتبعوا السواد الاعظم بڑے گروہ ہی کی پیروی کرو۔ الحمد للہ اہل سنت والجماعت اب ہمیشہ سب پر غالب ہیں لوارائی ۸۰ بلکہ لوے ۹۰ نیصد یہ ہی ہیں۔ تیسرا یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کی طرف سے مسوید ہیں کوئی کام غلط آپ تک پہنچتا ہیں نہیں، ویکھو حضور انور نے اللہ کی توفیق سے دودھ ہی اختیار کیا، جو کوئی خواب میں دودھ پئے ان شاہ اللہ وہ ہدایت پر رہے گا اور اسے خیر کی توفیق ملے گی اس تعبیر کا مأخذ یہ حدیث ہے۔ (مرآۃ الناجح شرح مشکوۃ المصائب، ج ۲، ص ۵۷۷)

علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ خمر (شراب) پینیں گے اور اس کا نام کچھ دوسرے کھلیں گے۔⁽⁹⁾



(9) سنن ابی داؤد، کتاب الشربۃ، باب فی الدافی، الحدیث: ۳۶۸۸، ج ۲، ص ۳۶۱۔

حکیم الامت کے مدفنی پھول

۱۔ آپ کے حالات پہلے گزر چکے کہ آپ کا نام کعب ابن عاصم ہے، کنیت ابوالکعب یا ابو عامر ہے، ابوالکعب زیادہ مشہور ہے، آپ صحابی ہیں، خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

۲۔ یہ غیبی خبر ہے جو ہو ہو درست ہوئی یعنی آخری زمانہ میں لوگ شراب کے نام بدل دیں گے اور اسے حلال سمجھ کر پہنیں گے حالانکہ وہ نہ والی ہو گی مثلاً انگور کا پانی یا سمجھو رکا عرق کہیں گے یا اسے دسکی کہہ کر پہنیں گے۔ معلوم ہوا کہ نام کا اعتبار نہیں نہ کہ اعتبار ہے۔ آج بعض لوگ شراب کو برائدی یا وسکی کہہ کر پیتے ہیں حالانکہ حرام ہوتی ہے۔ شراب کا نام تھوڑہ بھی ہے مگر مروجہ قہوہ یعنی بے دودھ کی چائے بالکل حلال ہے کہ اس میں نہیں لہذا حلال ہے، غرضیکہ نام کا اعتبار نہیں کام کا اعتبار ہے۔ (مرقات)

۳۔ یہ حدیث احمد، ابن حبان، طبرانی، یہیقی نے بھی روایت فرمائی ان کی روایت میں یہ زیادتی ہے کہ ان میں باجے رنڈیوں کے گانے بہت بڑھ جائیں گے، اللہ انہیں زمین میں دھنادے گا اور انکی صورتیں بندروں سوروں میں تبدیل فرمادے گا یہ آخر زمانہ میں ہو گا۔ (مرقات)

مسائل فقهیہ

لغت میں پسند کی چیز کو شراب کہتے ہیں اور اصطلاح فقہا میں شراب اُسے کہتے ہیں جس سے نشہ ہوتا ہے، اس کی بہت قسمیں ہیں، خرا انگور کی شراب کو کہتے ہیں یعنی انگور کا کپا پانی جس میں جوش آجائے اور شدت پیدا ہو جائے۔ امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں جھاگ پیدا ہوا اور کبھی ہر شراب کو مجازاً خمر کہہ دیتے ہیں۔ (۱)

(۱) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الاشربة، الباب الاول فی تغیرہ الاشربة... راجح، ج ۵، ص ۳۰۹۔
والدر المختار، کتاب الاشربة، ج ۱۰، ص ۳۲۔

اللہ عز و جل کا فرمان عالیشان ہے:

يَسْأَلُونَكُمْ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِنَّهُ كُبُرٌ وَمَفْسِدٌ لِلنَّاسِ وَإِنْمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا (پ ۲، البقرہ: ۲۱۹)

ترجمہ: کنز الایمان: تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی، اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔

آیت مبارکہ کی تفسیر

“يَسْأَلُونَكُمْ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ” کا معنی یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ فلیہ و علیم سے ان دونوں (یعنی شراب اور جوئے) کا حکم پوچھتے ہیں۔

خمر کے کہتے ہیں؟

خمر (یعنی شراب) انگور کے اس رس یا جوں کو کہتے ہیں جسے خوب جوش دیا جائے یہاں تک کہ وہ جھاگ چھوڑ دے۔ شراب پر مجازی طور پر اس لفظ کا اطلاق کیا جاتا ہے بلکہ حقیقی طور پر اسے یہی نام دیا جاتا ہے آنے والی احادیث اس کی علت کو واضح کریں گی یا صحیح ترین قول کے مطابق لغت قیاس سے ثابت کرتی ہے کہ خرا انگور کے علاوہ ہر اس شے کو کہتے ہیں جو جوش مارتے اور جھاگ دینے والی ہو۔

خمر کہنے کا سبب:

اسے خمر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل کو ڈھانپ یعنی چھپا لیتی ہے، عورت کی اوڑھنی کو بھی اس لئے ٹھمار کہتے ہیں کیونکہ وہ اس کے چہرے کو چھپا لیتی ہے۔ نیز خماں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اپنی گواہی چھپا لیتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کو خمر اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ ڈھانپ دی جاتی ہے یہاں تک کہ ہدایت اختیار کر لیتی ہے، حدیث شوپاک کے یہ الفاظ اسی سے ہیں: “خَمْرٌ وَآيْتَكُمْ” یعنی اپنے برتن ڈھانپو۔

(صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب تغطیۃ الانائی، الحدیث: ۵۲۲۳، ص ۳۸۴) سے

مسئلہ ۱: خر حرام بعینہ ہے اس کی حرمت لص قطعی سے ثابت ہے اور اس کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اس کا قليل و کثیر بہرام ہے اور یہ پیشاب کی طرح بخس ہے اور اس کی نجاست غلظہ ہے جو اس کو حلال بتائے کافر ہے کہ نص قرآنی کامنگر ہے مسلم کے حق میں یہ معقول نہیں یعنی اگر کسی نے مسلمان کی یہ شراب تلف کر دی تو اس پر ضمان نہیں اور اس کو خریدنا صحیح نہیں اس سے کسی قسم کا انتفاع جائز نہیں نہ دوا کے طور پر استعمال کر سکتا ہے نہ جانور کو پلا سکتا ہے نہ اس سے مٹی بھگا (بھگو) سکتا ہے نہ حقنہ کے کام میں لائی جاسکتی ہے، اس کے پینے والے کو حد ماری جائے گی اگرچہ نہ نہ ہوا ہو۔ (2)

مسئلہ ۲: جانوروں کے زخم میں بھی بطور علاج اس کو نہیں لگا سکتے۔ (3)

بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ اسے فخر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقل کو خلط ملکط کر دیتی ہے، اسی سے عربوں کا یہ قول ہے: "خاتمۃ ذاتہ عین بیماری نے اسے خلط ملکط کر دیا۔" بعض کے نزدیک اسے فخر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ چھوڑ دی جاتی ہے یہاں تک کہ جوش آجائے اور اسی سے یہ قول بھی ہے: زاختمۃ العجیبین یعنی آئے میں غیر بن گیا اور اس سے مر، یہ ہے کہ وہ اپنے مقصد تک پہنچ گیا۔

(الذوق اجر عن اثیر اف الہب) (جلد 2)

(2) الدر المختار، کتاب الاشربة، ج ۱۰، ص ۳۳، وغیرہ.

اعلیٰ حضرت، امام الحسن، مجدد دین ولیت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مثلاً کوئی شخص کہے کہ شراب کی حرمت قرآن عظیم سے ثابت نہیں احمد دین فرماتے ہیں وہ کافر ہو گیا اگرچہ اس کے کلام میں حرمت خر کا انکار نہ تھا، نہ تحریم خر کا ثبوت صرف قرآن عظیم پر موقوف کہ اس کی تحریم میں احادیث متواتر بھی موجود، اور کچھ نہ ہو تو خود اس کی حرمت ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین خصوص نصوص کے محتاج نہیں رہتے۔

امام ابیل ایوب کریانووی کتاب الروضہ پھر امام ابن حجر عسکری اعلام بتوابع الاسلام میں فرماتے ہیں:

اذ احمد مجہعاً علیه يعلم من دین الاسلام ضرورة سواء كان فيه نص او لافان جده يکون كفراً اهملحقطاً
جب کسی نے ایسی بات کا انکار کیا جس کا ضروریات دین اسلام میں سے ہو تشقی علیہ معلوم ہے خواہ اس میں نص ہو یا نہ ہو تو اس کا انکار کفر ہے اہملحقطاً (ت) (۳) اعلام بتوابع الاسلام مع سبل النجاة مکتبۃ الحقيقة استنبول ترکی ص ۳۵۲)

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۳۳۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) لا يجوز ان يداوى بالخمر جرح او دبر دابة ولا ان يسقى ذميما ولا ان يسقى صبيا للتداوی والوبال على من سقاۃ

چائز نہیں کہ شراب سے کسی زخم یا جانور کی گلی ہوئی پیٹھ کا علاج کرنے نہ کسی ذی کافر کو پلانا جائز نہ دوا کے لئے بچ کو پلانا اور بچے کو پلانا میں وباں پلانے والے پر ہے۔ (۴) فتاویٰ ہندیہ کتاب الکریمۃ الباب الثامن فورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۲۵۵)

مسئلہ ۳: شیرہ انگور کو پکایا یہاں تک کہ دو تھائی سے کم جل گیا یعنی ایک تھائی سے زیادہ باقی ہے اور اس میں نہ ہو یہ بھی حرام اور نجس ہے۔ (۴)

مسئلہ ۴: رطب یعنی ترکھور کا پانی اور منٹھ کو پانی میں بھگایا گیا جب یہ پانی تیز ہو جائے اور جھاگ پھینکنے یہ بھی حرام نجس ہیں۔ (۵)

مسئلہ ۵: شہد، انجیر، گیہوں، (گندم) جو وغیرہ کی شرابیں بھی حرام ہیں مثلاً یہاں ہندوستان میں مہوے (۶) کی شراب بنتی ہے جب ان میں نہ ہو حرام ہیں۔ (۷)

مسئلہ ۶: کافر یا بچہ کو شراب پلانا بھی حرام ہے اگرچہ بطور علاج پلانے اور گناہ اسی پلانے والے کے ذمہ ہے۔ (۸) بعض مسلمان انگریزوں کی دعوت کرتے ہیں اور شراب بھی پلاتتے ہیں وہ گنہگار ہیں اس شراب نوشی کا دبال انہیں پڑھے۔

مسئلہ ۷: نبیذ یعنی کھجور یا منٹھ کو پانی میں بھگوایا جائے وہ پانی نہ ہے پیدا ہونے سے پہلے پیا جائے یہ جائز ہے احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے۔ (۹)

شراب کو بطورِ دوا استعمال کرنا کیسا؟

شراب کو بطورِ دوا استعمال کرنا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ

حضرت سپکھنا ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”میری بیٹی نے مجھ سے کبھی مرض کی شکایت کی تو میں نے اس کے لئے ایک گوزہ میں نبیذ بنائی، حضور نبی مکمل، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ نبیذ جوش مار رہی تھی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: ”کے ائمہ رضی (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ کیا ہے؟“ میں نے عرض کی: ”میں اس سے بہنی بیٹی کا علاج کروں گی۔“ تو اللہ عز وجلہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عز وجلہ نے جو چیز میری لہست پر حرام کی ہے اس میں اس کے لئے خفائنیں رکھی۔“ (ابن الجبیر، الحدیث: ۲۹، ج ۲۳، ص ۲۶، ہجیر قلیل)

(۴) الدر المختار، کتاب الاشربة، ج ۱۰، ص ۳۶۔

(۵) المرجع السابق، ص ۷۳۔

(۶) ایک درخت جس کے پتے سُرخ، زردی مائل اور خوبصوردار ہوتے ہیں پھل گول چھوپا رہے گئی ماندہ ہوتا ہے اس سے شراب بھی بنائی جاتی ہے۔

(۷) الدر المختار، کتاب الاشربة، ج ۱۰، ص ۳۹، ۳۰۔

(۸) الحداۃ، کتاب الاشربة، ج ۲، ص ۹۸۔

(۹) الدر المختار، کتاب الاشربة، ج ۱۰، ص ۳۹۔

مسئلہ ۸: تو بے (10) اور ہر قسم کے برتوں میں نبیذ بنانا جائز ہے بعض خاص برتوں میں نبیذ بنانے کی ابتدا میں ممانعت آئی تھی مگر بعد میں یہ ممانعت منسوخ ہو گئی۔ (11)

مسئلہ ۹: گھوڑی کے دودھ میں بھی نشرہ ہوتا ہے اس کا پینا بھی ناجائز ہے۔ (12)

مسئلہ ۱۰: بھنگ (13)

(10) اندر سے خالی اور خشک کیا ہوا کدو۔

(11) صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب النھی عن الاعتفاد... راجح، الحدیث: ۶۵، ۶۳۔ (۷۷)، ص ۷۰، ۱۱۰۔

(12) الدر المختار، کتاب الاشربة، ج ۱، ص ۲۳۔

حرام جانوروں کا دودھ بخش ہے، البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر کھانا جائز نہیں۔

(13) ایک قسم کا نشرہ اور پتوں والا پودا جس کے پتوں کو گھوٹ کر پیتے ہیں۔

بھنگ کے نقصانات:

بعض علماء کرام حبہم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کو کھانے میں ایک سو نیس (120) دنی و دنیوی نقصانات ہیں، جن میں سے چند ہیں:

- (۱) گھٹیا سوچ کا مالک بنانا (۲) فطرتی رطوبات کو خشک کرنا (۳) بدن میں امراض پیدا کرنا
- (۴) بھولنے کی بیماری لگنا (۵) سر کا چکرانا (۶) سمنی کا خشک ہونا
- (۷) نسل ختم کرنا (۸) عقل کو فاسد اور زائل کرنا (۹) استقاء اور اچانک موت لانا (۱۰) تپ دنی (۱۱) راز فاش کرنا
- (۱۲) سمل کی بیماری پیدا کرنا (۱۳) فکر فاسد کرنا (۱۴) ذکر خدا بھلانا (۱۵) راز فاش کرنا
- (۱۶) براہی شروع کرنا (۱۷) مختیاء ختم کرنا (۱۸) بہت زیادہ دھکلاؤ کرنا (۱۹) مردودت کا نہ ہونا (۲۰) محبت کا نہ ہونا (۲۱) ستر کا کھل جانا (۲۲) غیرت کا نہ ہونا (۲۳) عقل مندی کا ضائع ہونا (۲۴) ابلیس کا ہم نہیں ہونا (۲۵) نمازوں کا چھوڑنا (۲۶) حرام کاموں کا ارتکاب کرنا
- (۲۷) برص اور (۲۸) کوڑھ پن کا شکار ہو جانا (۲۹) لگاتار بیمار رہنا (۳۰) دامی زکام لگنا
- (۳۱) مجرم کا چھلنی ہو جانا (۳۲) خون اور منہ کی بو کا جانا (۳۳) منہ کا بدبو دار ہونا
- (۳۴) دانتوں کا خراب ہو جانا (۳۵) پکوں کے بال گر جانا (۳۶) دانتوں کا چلتا ہو جانا
- (۳۷) نظر کا کمزور ہو جانا (۳۸) نست ہونا (۳۹) عینہ کا زیادہ آٹا (۴۰) اور سٹی آٹا
- (۴۱) یہ شیر کو پھرا بنا دیتی ہے (۴۲) عزت والا ذلیل ہو جاتا ہے (۴۳) صحیح بیمار ہو جاتا ہے
- (۴۴) بہادر بزرگ ہو جاتا ہے (۴۵) کریم حیر و کمزور ہو جاتا ہے (۴۶) اگر اسے کھلایا جائے

اور افیون (۱۴) اتنی استعمال کرنا کہ عقل فاسد ہو جائے ناجائز ہے جیسا کہ افیون اور بھنگ کا نشکرنے والے افراد استعمال کرتے ہیں اور اگر کسی کے ساتھ اتنی استعمال کی گئی کہ عقل میں فتوں (خرابی، فساد) نہیں آیا جیسا کہ بعض نسخوں میں افیون قلیل جز ہوتا ہے کہ فی خوراک اس کا اتنا خفیف جز ہوتا ہے کہ استعمال کرنے والے کو پتا

تو سیر نہیں ہوتا (۲۷)۔۔۔۔۔ عطا کیا جائے تو شکر مزار نہیں ہوتا (۲۸)۔۔۔۔۔ اگر بات کی جائے تو سدا نہیں (۲۹)۔۔۔۔۔ یہ ماہر زبان کو گونگا اور (۵۰)۔۔۔۔۔ ذہن کو کند ذہن بنادیتی ہے (۵۱)۔۔۔۔۔ ذہانت کو ختم کر دیتی ہے (۵۲)۔۔۔۔۔ بیٹ کا مرض پیدا کرتی ہے (۵۳)۔۔۔۔۔ نامردی اور (۵۴)۔۔۔۔۔ لعنت کا وارث بناتی ہے (۵۵)۔۔۔۔۔ جنت سے دوری پیدا کرتی ہے (۵۶)۔۔۔۔۔ مرتبے وقت کلمہ شہادت بجلادیتی ہے۔ بلکہ کہا کیا ہے کہ یہ اس کی اولیٰ قاختوں میں ہے۔۔۔۔۔

افیون کے نقصانات:

یہ تمام قبائلیں افیون وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہیں بلکہ افیون وغیرہ میں اس سے زیادہ ہیں کہ اس میں صورت بگڑ جاتی ہے جیسا کہ اس کو کھانے والے کی حالت سے مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اور اسے کھانے والے کی حالت سے جس عجیب چیز کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے: اس میں بدن اور (۲)۔۔۔۔۔ عقل کا بگڑ جانا اور (۳)۔۔۔۔۔ ان کا گھٹیا ترین، بوسیدہ اور گندی صورت کی طرف پھر جاتا ہے (۴)۔۔۔۔۔ وہ کبھی بھی سیدھے راستے کی طرف مائل نہیں ہوتے (۵)۔۔۔۔۔ سُرُّ دت کو خراب کرنے والی چیزوں کی طرف ہی جاتے ہیں حالانکہ یہ مذموم اور بری گمراہی ہے۔ پھر ان بڑے بڑے نقصانات کے باوجود جن کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ ان کے چہروں پر موجود غبار اور چھائے ہوئے دھوکیں سے تجالی عارقانہ برستے ہوئے کوئی جاہل ہی یہ پسند کر سکتا ہے کہ ان کے نقصان وہ اور بھکے ہوئے گزدہ میں شامل ہو، حالانکہ ان بات کا خدشہ موجود ہے کہ وہ فاسق و فاجر یا کافروں میں سے نہ ہو جائے۔

وہ شخص جس پر افیون کی برآمدی واضح ہو نکھلی اور جن کثیر عیوب پر یہ مشتعل ہے وہ بھی اس پر ظاہر ہو گئے پھر بھی وہ ان کی طرف مائل ہو جائے اور ان کی پیروی کرنے لگتے تو وہ دھوکا میں مبتلا ہو گیا، حواسات زمانہ اس کی تاک میں ہیں فیطان اس سے اپنی مراد پانے میں کامیاب ہو گیا ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے، لہذا جب اس نے بندے کو اس لعنت کے گڑھے میں پھینکنا تو فیطان اس سے اس طرح کھیلنے لگا جس طرح بچہ کیہد سے کھیلتا ہے کیونکہ اس وقت اس سے مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ اسے بڑے فعل کی طرف متوجہ کرے، اس لئے کہ عقل جو کہ کمال کا آلہ ہے وہ اپنا مقام کھو چکی ہے اور اب وہ بندہ حیوانات کی طرح ہو چکا ہے بلکہ حکم گشۂ راہ (یعنی سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا) اور اہل دوزخ میں سے ہو گیا ہے۔ پس کتنا براہے جو اس نے اپنے نفس کے لئے پسند کیا اور انسوں ہے اس پر جس نے دنیا و آخرت کی نعمتوں کو بیجا۔ اللہ عزوجل ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنی نافرمانی سے بچائے۔

آمین بجاه النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (اللَّهُ أَكْبَرُ مَنْ أَتَرَى إِلَّا فَيَوْمَ الْحِجَّةِ)

(۱۴) ایک نشہ اور چیز جو پوست کے رس کو مجمد کر کے بنائی جاتی ہے، افیون۔

بھی نہیں چلتا کہ افیون کھائی ہے اس میں حرج نہیں۔ (15)

مسئلہ ۱۱: بعض عورتیں بچوں کو افیون کھلایا کرتی ہیں اور ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کے نشہ میں پڑا رہے گا پریشان نہیں کریگا یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ بچہ کو اگرچہ تھوڑی مقدار میں دی جاتی ہے مگر وہ اتنی ضرور ہوتی ہے کہ اس کی عقل میں فتور آ جائے۔

مسئلہ ۱۲: چانڈو (16) اور مذک (17) بھی افیون کے استعمال کے طریقہ ہیں کہ اس کا دھواں پیا جاتا ہے جیسا کہ تمبا کو کوپیتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے بلکہ غالباً افیون استعمال کرنے کی سب صورتوں میں یہ صورت زیادہ قبح و مضر (نقسان دہ) ہے۔

مسئلہ ۱۳: چرس (18) گانجا (19) یہ بھی ایسی چیز ہے کہ اس سے عقل میں فتور آ جاتا ہے اس کا پینا ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۴: جوز الطیب (ایک قسم کا خوشبودار پھل) میں نشہ ہوتا ہے اس کا استعمال بھی اتنی مقدار میں ناجائز ہے کہ نشہ پیدا ہو جائے اگرچہ اس کا حکم بھنگ سے کم درجہ کا ہے۔

مسئلہ ۱۵: خشک چیزیں جو نشہ لاتی ہیں جیسے بھنگ وغیرہ یہ بخوبی نہیں ہیں لہذا احمد (جسم پر لیپ کرنا) وغیرہ میں خارجی طور پر ان کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ اس طرح استعمال میں نشہ نہیں پیدا ہو گا پھر ناجائز کیوں ہو۔

مسئلہ ۱۶: حقہ کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں مگر قول فیصل یہ ہے کہ اس کی متعدد صورتیں ہیں ایک یہ کہ حقہ پی کر عقل جاتی رہتی ہے جیسا کہ رامپور، بریلی، شاہجهانپور، میں بعض لوگ رمضان شریف میں افطار کے بعد خاص اہتمام سے حقہ بھرتے ہیں اور اس زور سے قدم لگاتے ہیں کہ چشم سے اوٹھی اوپھی لوٹھتی ہے اور پینے والے بیہوش ہو کر گر پڑتے ہیں اور بہت دیر تک بیہوش پڑے رہتے ہیں پانی کے چھینٹے دینے اور پانی پلانے سے ہوش آتا ہے اس طرح حقہ پینا حرام ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ نہ بیہوش ہونہ عقل میں فتور پیدا ہو مگر گھٹایا خراب تمبا کو پیا جائے اور حقہ تازہ کرنے کا بھی چند اس خیال نہ ہو جس سے مونخہ میں بدبو ہو جاتی ہے ایسا حقہ مکروہ ہے اور اس حقہ کو پی کر بغیر منہ صاف کیے مسجد میں جانا منع ہے اس کا وہی حکم ہے جو کچے لہسن پیاز کھانے کا ہے، تیسرا صورت یہ ہے کہ تمبا کو بھی اچھا ہو

(15) الدر المختار، کتاب الاشربة، ج ۱۰، ص ۳۶۔ ۳۸۔

(16) افیون کا ایک نشہ جس میں افیون کو پانی میں پکا کر حقہ کی طرح پیا جاتا ہے۔

(17) افیون کا ایک نشہ جس میں افیون تمبا کو کی طرح چلم بھر کر پینے ہیں۔

(18) ایک نشہ جو بھنگ کے پتوں اور افیون سے تیار کیا جاتا ہے اسے تمبا کو کی طرح پینے ہیں۔

(19) بھنگ کی قسم کا ایک پودا جس کے پتے اور بیج نشہ آور ہوتے ہیں اور چلم میں بھر کر پینے ہیں۔

اور حق بھی بار بار تازہ کیا جاتا ہو کہ پینے سے منہ میں بدبو نہ پیدا ہو یہ مہاج ہے اس میں اصلاً کراہت نہیں، بعض لوگوں نے حق کے حرام بتانے میں نہایت غلوکیا اور حد سے تجاوز کیا یہاں تک کہ اس کے متعلق حدشیں بھی معاذ اللہ وضع کر دالیں ان کی باتیں قابل اعتبار نہیں (20)۔

مسئلہ ۷۴: قہوہ، کافی، چابے کا پینا جائز ہے کہ ان میں نہ نشر ہے نہ تفتیر عقل (عقل کی خرابی، فساد) البتہ یہ چیزیں خلکی لاتی ہیں اور نیند کو دفع کرتی ہیں اسی لیے مشائخ ان کو پینے ہیں کہ نیند کا غلبہ جاتا رہے اور شب بیداری میں مدد ملے اور کسل (ستی) اور کاہلی کو بھی یہ چیزیں دفع کرتی ہیں۔

(20) حق کی بیس پیش کی ہوتی ہے، جس میں پانی کی ایک مقدار ہوتی ہے اور اس میں ایک خاص لکڑی کے دو پائپ داخل ہوتے ہیں، تمبا کو دالا پائپ پانی میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے اور منہ کے حصہ والا پائپ پانی کی سطح سے اوپر ہوتا ہے۔ ایک منی کی بڑی چلم ہوتی ہے جس میں کچھ کوئلوں کے ساتھ تمبا کو کی ایک مقدار شامل ہوتی ہے۔ حق پینے والا جب سمپک کھینچتا ہے تو دھوئیں کے اندر تمام زیر نیلے مادے پانی میں فلٹر ہوتے ہیں اور دھوئیں کے اندر کچھ حصہ انسانی جسم میں داخل ہوتا ہے۔

دنیا عرب میں حق کو شیشہ بارز کہتے ہیں، اس کی بناؤٹ کم جنم اور خوبصورت ہوتی ہے، اس کی بیس چھوٹی سی ہوتی ہے اور بیس سے لے کر چلم تک کا حصہ شیشہ کا ہوتا ہے اس کی چلم منی کی بھی ہوتی ہے اور جو کہ بہت ہی چھوٹی سی ہوتی ہے جس پر ایک ہی کوئلہ کے ساتھ تمبا کو سے کام چلایا جاتا ہے۔ منہ والے حصہ زیادہ تر پر پائپ کا ہوتا ہے۔

محکمہ صحت اور ثوبیکوکنٹرول ریسرچ کا کہنا ہے کہ شیشہ کا کش لگانا اتنا ہی نقصان دہ ہے جتنا کہ سگریٹ پینا خطرناک ہے۔ تازہ ترین ریسرچ کے مطابق ایسے لوگوں میں کاربن مونو آکسایڈ کا بیول سگریٹ نوشی کی نسبت چار سے پانچ گنا تک زیادہ ہو سکتا ہے اور کاربن مونو آکسایڈ کا اوپچا بیول دماغ کے نقصان کا باعث ہن سکتا ہے۔ ریسرچ کی ایتدا اس وقت ہوئی جب اس سال کے آغاز میں ایک حاملہ عورت جس نے دورانِ حمل یہ سمجھ کر سگریٹ نوشی چھوڑی کر بچے کو اس کا نقصان ہو سکتا ہے اور اپنی عادت پورا کرنے کے لئے شیشہ کا استعمال شروع کر دیا اس کے خون میں کاربن مونو آکسایڈ کی مقدار زیادہ پائی گئی۔ محکمہ ہیلتھ نے ثوبیکوکنٹرول ریسرچ کے ساتھ مل کر اس پر تحقیق کی تو پتہ چلا کہ شیشہ سگریٹ کی نسبت چار سو سے چار سو پچاس گنا زیادہ نقصان دہ ہے۔ ڈاکٹر ہیلری ویرنگ ڈائریکٹر سنٹر فار ثوبیکوکنٹرول ریسرچ کا کہنا ہے کہ وہ یہ نتائج جان کر بے حد فکر مند ہیں کیونکہ جگہ جگہ کھلے ہوئے شیشہ بارز ان نوجوانوں میں بے حد مقبول ہیں جو سگریٹ نوشی کو نقصان دہ سمجھتے ہیں۔ شیشہ عربی طرز کا حق ہے کہ گرم پانی اور پائپ کے ذریعہ تمبا کو کوئلہ کے ذریعہ جلاتا ہے اور جس کا دھواں بھر پور کش کے ذریعہ اندر کی جانب کھینچا جاتا ہے۔ محکمہ صحت کے ریجنل میخیر پال ہوپ کے مطابق اس تحقیق نے برطانیہ میں شیشہ کے استعمال کو صحت کے لئے بڑا ایشو بنا دیا ہے کیونکہ اس سے قبل عام لوگ شیشہ کو تمبا کو نوشی ہی نہیں گردانتے تھے جبکہ این ایجاد ایس ساپ سوکنگ کے قاسم چودھری کا کہنا ہے کہ اس نقصان سے قطع نظر یہ ایک افیکشن کا مسئلہ بھی ہے کیونکہ بے اختیاطی اور عدم صفائی کے باعث شیشہ کے استعمال سے لی جیے خطرناک جرائم منتقل ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۸: جس شخص کو افیون کی عادت ہے اُسے لازم ہے کہ ترک کرے اگر ایک دم چھوڑنے میں ہلاکت کا اندر پیش ہے تو آہستہ آہستہ کی کرتا رہے یہاں تک کہ عادت جاتی رہے اور ایسا نہ کیا تو گنہگار و فاسق ہے۔ (21)



شکار کا بیان

اللہ عز وجل فرماتا ہے:
 (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُهُودِ أَحِلَّتْ لَكُمْ بِهِمْ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحْلَّ
 الصَّيْدِ وَإِنَّهُمْ حُرُمٌ) (۱)

اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو
 لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو۔
 اور فرماتا ہے:

(وَإِذَا حَلَّلْتُمْ فَاصْطَادُوا) (۲)
 اور جب تم احرام سے باہر ہو جاؤ تو شکار کر سکتے ہو۔
 اور فرماتا ہے:

(يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الظَّبَابُ وَمَا عَلِمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِجِ مُكَلَّبِينَ
 تَعْلَمُو نَهْنَهُ هَذَا عَلَيْكُمُ اللَّهُ فَكُلُّوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ
 سَرِيعُ الْحِسَابِ) (۳)

اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہو۔ تم فرمادو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں
 اور جو شکاری جانور تم نے سکھا لیے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں
 سے جو مار کر تمہارے لیے رہنے دیں اور اس پر اللہ کلام لو اور اللہ (عز وجل) سے ڈرتے رہو پیشک اللہ (عز وجل) جلد
 حساب کرنے والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

(1) پ ۶، المائدہ: ۳۰۔

(2) پ ۶، المائدہ: ۳۱۔

(3) پ ۶، المائدہ: ۳۲۔

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ) (4)

اسے ایمان والوشکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو۔

اور فرماتا ہے:

(أَحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَكُمْ وَلِلشَّيَّارَةِ وَحُرْمَةٌ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دَفَعْتُمْ حُرْمَمًا) (5)

دریا کا شکار تمہارے لیے حلال ہے اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدہ کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو۔



(4) پ ۷، المائدہ: ۹۵۔

(5) پ ۷، المائدہ: ۹۶۔

حادیث

حدیث اے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شکار کو حلال جانو اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اس کو حلال فرمایا مجھ سے پہلے اللہ (عزوجل) کے بہت سے رسول تھے وہ سب شکار کیا کرتے تھے۔ اپنے لیے اور اپنے بال بچوں کے لیے حلال رزق تلاش کرو اس لیے کہ یہ بھی جہاد فی سبیل اللہ کی طرح ہے اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) صالح تجارت کا مددگار ہے۔ (1)

مددگار ہے۔ (1) حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنا کتا چھوڑو تو بسم اللہ کہہ لو اگر اس نے پکڑ لیا اور تم نے جانور کو زندہ پالیا تو ذبح کرلو اور اگر سکتے نے مار ڈالا ہے اور اس میں سے پچھہ کھایا نہیں تو کھاؤ اور اگر کھالیا تو نہ کھاؤ کیونکہ اس نے اپنے لیے شکار پکڑا اور اگر تمہارے سکتے کے ساتھ دوسرا کتا شریک ہو گیا اور جانور مر گیا تو نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں یہ نہیں معلوم کہ کس نے قتل کیا اور جب شکار پر شیر چھوڑو تو بسم اللہ کہہ لو اور اگر شکار غائب ہو گیا اور ایک دن تک نہ ملا اور اس میں تمہارے تیر کے سوا کوئی دوسرا نشان نہیں ہے تو اگر چاہو کھا سکتے ہو اور اگر شکار پانی میں ڈوبا ہوا ملا تو نہ کھاؤ۔ (2)

(1) لم يتم التأكيد، الحديث: ٢٣٢٢، ج ٨، ص ٥١، ٥٢.

(2) صحيح البخاري، كتاب الصيد إذا أغار، ملخص باب الصيد، الحديث: ٥٣٨٣، ج ٣، ص ٥٥٢.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۰ آپ عذری ابن حاتم بن عبد اللہ ابن سعد طائی ہیں۔ شعبان کے ۷ سو سال بھری میں بارگاونبوت میں حاضر ہوئے، پھر حضرت علیؑ کے پاس کوڈ میں رہے، حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ جمل صفين نہروان میں حاضر رہے، جنگ جمل میں آپؑ کی ایک آنکھ جاتی رہی، مقام کوفہ میں ۲۴ ہر سوچہ میں وفات ہوئی، ایک سو پیس سال کی عمر یاں، آپؑ بہت قد آور سخنی تھے۔

۲۔ یعنی شکاری کتنے کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر چھوڑ دکہ شکاری کتا تیر کی طرح مانا گیا ہے جیسے شکار پر تیر پھیلتے وقت بسم اللہ کہنا ضروری ہے اسے ہوا اس وقت لہذا اگر شکاری کتا خود ہی شکار پر حملہ کر دے تو بغیر ذمکح شکار حلال نہ ہو گا۔

سے یعنی کتنے نے جانور کو پکڑ لیا مگر ہلاک نہ کیا تم نے اسے زندہ پالیا تو ذبح کرنا فرض ہے اور اگر ذبح نہ کیا اور اب وہ مر گیا تو حرام ہو گیا۔
آئے امراباحت کے لیے ہے یعنی یہ جانور حلال ہے اسے کھا سکتے ہو اور نبھی تحریم کے لیے ہے یعنی اگر کتنے نے اس کے گوشت سے کچھ
کھا لیا تو تمہیں اس کا کھانا حرام ہے کیونکہ اس کھائی نے سے معلوم ہوا کہ ابھی ستا معلم نہیں شکار میں جا بلیں ہے اور جا بل کے کاشکار

حدیث ۳: صحیح بخاری و مسلم میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم سکھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑتے ہیں فرمایا کہ جو تمہارے لیے اس نے پکڑا ہے اُسے کھاؤ میں نے عرض کی اگرچہ مارڈا لیں فرمایا: اگرچہ مارڈا لیں میں نے عرض کی ہم تیر سے شکار کرتے ہیں فرمایا: تیر نے جسے چھید دیا اُسے کھاؤ اور پٹ تیر (یعنی تیر چوڑائی میں) شکار کو لگے اور مرجائے تو نہ کھاؤ کیونکہ دب کر مرا ہے۔ (3)

حدیث ۴: امام بخاری نے عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اگر کتے نے شکار کا خون پی لیا اور گوشت نہ کھایا تو اس جانور کو کھا سکتے ہو۔ (4)

حرام ہے اگر مر گیا ہو۔

۵ یہ اسی صورت میں ہے کہ دوسرا کتا غیر معلم ہو تو اسے شکار پر نہ چھوڑا کیا ہو یا دیدہ دانت بسم اللہ پڑھی گئی ہو یا کسی مجوہ یا ہندو وغیرہ نے چھوڑا ہو جس کا ذیجہ حرام ہے۔ اگر دوسرا کتا بھی معلم کسی مسلمان شکاری نے بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا ہو پھر ان دونوں نے شکار کیا تو شکار حلال ہے۔ (دیکھو کتب فقه اور مرقات) اگر شرائط میں سے کسی شرط کا علم نہ ہو تب بھی شکار حرام ہے بہر حال اس میں بہت پابندی ہے۔ (اعذر)

۶ تیر سے مراد ہر دھاردار یا نوکیلا ہتھیار ہے جو جسم کو دھار سے کاث سکے لہذا اگر شکاری جانور پر تکوار یا چاقو پھینک کر مارا اور وہ دھار یا نوک کی طرف سے لگا تو بھی حلال ہے لیکن غلہ یا گولی کا مارا ہوا حرام ہے تا قتیلہ ذبح نہ کیا جائے۔

۷ یعنی اگر تمہارا دل گواہی دے کہ یہ تمہارے تیر سے ہی مرا ہے تو کھا سکتے ہو اگر دل نہ چاہئے اس میں شبہ ہو کہ شاید کسی اور وجہ سے مرا ہو گا تو نہ کھاؤ۔ (مرقات)

۸ کیونکہ اب شبہ ہے کہ شاید یہ ذوب کر مرا ہو مشکوک چیز سے پرہیز کرو۔ (مراۃ الناجح شرح مشکوکة المصانع، ج ۵، ص ۹۵۷)

(3) صحیح البخاری، کتاب الذبائح... راجح، باب ما أصاب المعراض بعرضه، الحدیث: ۷۷۷، ج ۵، ص ۵۲۷، ۵۵۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱. كلب معلم (شکاری) وہ کتا ہے جو مالک کے چھوڑنے پر دوڑ جائے واپسی کے اشارہ پر واپس آجائے اور شکار میں پکھوٹہ کھائے۔ جب تین بار اس کا تجربہ کر لیا جائے تو وہ معلم ہے اگر وہ جانور کو زخمی کر دے اور جانور مرجائے تو حلال ہے اگر بغیر زخم کے مر گیا تو حرام ہے۔

۲. بشرطیکہ جانور اس کے دانت سے زخمی ہو خون بہا ہو۔

۳. معارض وہ بھاری تیر ہے جس میں نہ پر ہونہ نوک والا لوہا لکڑی نوکیلی ہو۔

۴. یعنی وہ تیر و سط کے لحاظ سے لاغی ہے کنارہ کے لحاظ سے تیر ہے لہذا اگر نوک کی طرف سے لگے تو حلال ہے اگر لاغی کی طرح جس سے لگے جس کے بوجھ سے شکار مرجائے تو وہ لاغی سے مارا ہوا ہے۔ (مراۃ الناجح شرح مشکوکة المصانع، ج ۵، ص ۹۵۸)

(4) صحیح البخاری، کتاب الذبائح... راجح، باب إِذَا أَكْلَ الْكَلْبَ، ج ۳، ص ۵۵۲.

حدیث ۵: صحیح بخاری و مسلم میں ابو ثعلبہ تھنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہم اہل کتاب کی زمین میں رہتے ہیں کیا ان کے برتن میں کھا سکتے ہیں اور شکار کی زمین میں رہتے ہیں اور میں کمان سے شکار کرتا ہوں اور اپیے کئے نے شکار کرتا ہوں جو معلم نہیں ہے اور معلم کئے سے بھی شکار کرتا ہوں اس میں کیا چیز میرے لیے درست ہے۔ ارشاد فرمایا: وہ جو تم نے اہل کتاب کے برتن کا ذکر کیا۔ (اس کا حکم یہ ہے) کہ اگر تمہیں دوسرا برتن ملے تو اس میں نہ کھاؤ اور دوسرا برتن نہ ملے تو اسے دھولو پھر کھاؤ۔ اور کمان سے جو تم نے شکار کیا اور بسم اللہ کہہ لی تو کھاؤ اور غیر معلم سے جو شکار کیا ہے اور اسے ذبح کر لیا تو کھاؤ۔ (5)

(5) المرجع السابق، باب صید القوس، الحدیث: ۵۲۷۸، ج ۳، ص ۵۵۱۔

حکیم الامت کے مدفنی پھول

۱۔ آپ اپنی کنیت میں مشہور ہیں، قبیلہ خشن سے ہیں، بیعت الرضوان میں شریک ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی قوم کا مبلغ بنا کر بھیجا، آپ کی تبلیغ سے وہ سب مسلمان ہو گئے، آپ کا قیام شام میں رہا، ۵۷۷ھ پھر بھری میں وفات پائی۔ (اشعه و مرقات)

۲۔ یعنی ہم کو ان اہل کتاب کے گھروں یا دوکانوں میں کبھی کھانا پڑ جاتا ہے یا وہ لوگ کبھی ہم کو سالم وغیرہ بھیجتے ہیں تو کیا ہم ان کے برتوں میں کھالیا کریں۔ خیال رہے کہ اہل کتاب سے خرید و فروخت بھی جائز ہے ان کے ہدیے قبول کرنا بھی جائز ہے۔

۳۔ یعنی ہمارے ملک میں شکار بہت پایا جاتا ہے اور ہم لوگ عموماً شکار کیا کرتے ہیں، تیروں سے بھی، شکاری کتوں سے بھی اور آوارہ کتوں سے بھی ان میں سے کون سا شکار حلال ہے کون سانہیں، نہایت قابلیت کا سوال ہے ایک عبارت میں چار مکے پوچھ لیے۔

۴۔ اس بے نظیر و بے مثال جواب میں فتویٰ بھی ہے، تقویٰ یہ ہے کہ ان کے برتوں میں نہ کھاؤ اور فتویٰ یہ ہے کہ دھوکر کھالو۔ یہ ان کفار کے استعمال کے برتوں کا ذکر ہے جن میں قوی احتمال یہ ہے کہ وہ سور اور شراب استعمال کرتے ہوں گے ان کے غیر استعمالی برتن جو بالکل نئے ہوں ان کے دھونے کی ضرورت نہیں، ان کے ہاں کا پکا ہوا کھانا بھی اسی تفصیل پر ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ نہ کھائے ممکن ہے کہ انہوں نے ایسے برتن میں پکایا ہو جس میں سور بھی پکاتے ہوں اور فتویٰ یہ ہے کہ اگر اس کی طہارت غالب گمان سے معلوم ہو تو کھائے اس کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کرو۔

۵۔ یعنی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر تیر مارا ہو حقیقتاً پڑھا ہو یا حکماً اور جانور مر گیا ہو تو کھالو کہ اس کا یہ ذبیحہ ہو گیا۔ خیال رہے کہ اگر مسلمان ذبح یا تیر مارتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول گیا ہو تو ذبیحہ و شکار حلال ہے، دانستہ چھوڑ دیا تو احتفاف کے ہاں حرام ہے، شوافع کے ہاں جائز ہے۔ تحقیق کتب فقہ پر ملاحظہ کرو۔

۶۔ یعنی شکاری کتا جس پر چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ دی گئی ہو اگر جانور اس سے زخمی ہو کر مر گیا ہو تب بھی حلال ہے اور آوارہ کے کتاب اگر زندہ مل جائے اور ذبح کر لیا جائے تو حلال ہے ورنہ حرام۔ خلاصہ یہ ہے کہ مردہ شکار کے حلال ہونے کی تین شرطیں ۔۔۔

حدیث ۶: صحیح مسلم میں انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تیر سے شکار مارو
غائب ہو جائے تو کھالو جبکہ بدبو دار نہ ہو۔ (6)

حدیث ۷: ابو داؤد نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ کتنے یا باز کو اگر تم نے سکھالیا ہے پھر اسے شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ لی ہے تو کھاؤ جو تمہارے لیے پکڑے میں
نے کھا اگرچہ مارڈا لے فرمایا: اگر مارڈا لے اور اس میں سے نہ کھائے تو تمہارے لیے پکڑا ہے۔ (7)

حدیث ۸: کتاب الآثار میں امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ
تمہارے کتنے نے جس چیز کو تمہارے لیے پکڑا ہے اسے کھاؤ اگر وہ سیکھا ہوا ہو پھر اگر اس کتنے نے اس سے کچھ کھالیا تو
نہ کھاؤ اس لیے کہ اس نے اپنے ہی لیے پکڑا ہے لیکن اگر شکرہ اور باز نے کھا بھی لیا ہے تو بھی کھا سکتے ہو اس داسطہ کر
اس کی تعلیم یہ ہے کہ جب تم اسے بلا و تو آجائے اور وہ تمہاری مارکی برداشت نہیں کر سکتا کہ مار کھانا چھڑا دو۔ (8)

حدیث ۹: ابو داؤد نے انہیں (یعنی عدی بن حاتم) سے روایت کی کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں شکار کو تیر مارتا ہوں اور دوسرے دن اپنا تیر اس میں پاتا ہوں۔ فرمایا کہ جب تمہیں معلوم ہو
کہ تمہارے تیر نے اسے مارا ہے اور اس میں کسی درندہ کا نشان نہ دیکھو تو کھالو۔ (9)

حدیث ۱۰: امام احمد نے عبد اللہ بن عثمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم) نے فرمایا: ایسی چیز کو کھاؤ جس کو تمہاری کمان یا تمہارے ہاتھ نے شکار کیا ہو، ذبح کیا ہو یا نہ کیا ہو اگرچہ وہ
آنکھوں سے غائب ہو جائے جب تک اس میں تمہارے تیر کے سواد و سرانشان نہ ہو۔ (10)

بیان فرمائیں: کتنے کام معلم یعنی شکاری ہونا، اسے چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لیتا، زخمی ہو کر جانور کا مرنا کہ اس کا خون بہہ جائے اگر ان میں
سے کوئی شرط نہ ہو تو شکار حرام ہے۔ رب تعالیٰ کا فضل ہے کہ میں آج کل تفسیر قرآن کا چھٹا پارہ لکھ رہا ہوں اور مرآت کی چھٹی جلد اور حسن
اتفاق ہے کہ آج تفسیر نعمی میں یہ مورہ مائدہ کی تفسیر میں شکار کی آیت کی تفسیر شکار کے سائل آج ہی لکھے ہیں اور مرآت میں بھی یہی سائل
آج ہی لکھ رہا ہوں، رب تعالیٰ قبول فرمائے۔ یہ آج پندرہ جمادی الآخر ۱۴۲۵ھ گیارہ اکتوبر ۱۹۰۵ء بروز دوشنبہ لکھ رہا ہوں، رب تعالیٰ
دولوں کتاب میں قبول فرمائے کہ صدقہ جاریہ بنائے۔ (مراة الناجح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۹۵۹)

(6) صحیح مسلم، کتاب الصید... راجح، باب بِذِ اغَابِ عَنْ الصِّيدِ... راجح، الحدیث: ۹۔ (۱۹۳۱)، ص ۱۰۲۸۔

(7) سنن ابی داؤد، کتاب الصید، باب فِي الصِّيدِ، الحدیث: ۲۸۵۱، ج ۳، ص ۱۳۸۔

(8) کتاب الآثار، کتاب الحظر والاباحت، باب صید الكلب، الحدیث: ۸۲۶، ج ۲، ص ۱۸۹۔

(9) جامع الترمذی، کتاب الصید، باب ما جاء فی الرجُلِ يَرْمِي الصِّيدِ... راجح، الحدیث: ۱۳۷۳، ج ۳، ص ۱۳۵۔

(10) المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر و بن العاص، الحدیث: ۷۲۳، ج ۲، ص ۷۰۷۔

حدیث ۱۱: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں مجوسی کے کتنے جو شکار کیا ہے اُس کی میں ممانعت ہے۔ (11)

حدیث ۱۲: امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، فرماتے ہیں کہ غلہ (12) مارنے سے جو جانور مر گیا وہ موقوذہ (13) ہے (14) (یعنی اُس کا کھانا حرام ہے)۔

حدیث ۱۳: صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حسن بصری اور ابراہیم تھجی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب شکار کو مارا جائے اور اُس کا ہاتھ یا چیر کٹ کر الگ ہو جائے تو الگ ہونے والے کونہ کھایا جائے اور باقی کو کھا سکتا ہے ابراہیم تھجی فرماتے ہیں کہ جب گردن یا وسط جسم میں (جسم کے درمیان میں) مار د تو کھا سکتے ہو (15) (یعنی گردن جدا ہو جائے یا وسط سے کٹ جائے تو اس نکڑے کو بھی کھایا جائے گا)

حدیث ۱۶: طبرانی اور حاکم اور بنیہقی و ابن عساکر نے زرین چھپیش سے روایت کی انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منادہ فرماتے ہیں کہ خرگوش کو لکڑی یا پتھر سے مار کر (بغیر ذبح کئے) نہ کھاؤ لیکن بھالے (نیزہ) اور برچھی (چھوٹا نیزہ) اور تیر سے مار کر کھاؤ۔ (16)

وکر العمال، کتاب الصید، الحدیث: ۲۵۸۱۸، الجزء، التاسع، ج ۵، ص ۱۰۵۔

(11) جامع الترمذی، کتاب الصید، باب فی صید لکب الْجَوَسِ، الحدیث: ۱۷۱۳، ج ۳، ص ۱۳۳۔

حکیم الامت کے مدفنی پھول

ان کیونکہ مجوسی کا ذبیحہ حرام ہے تو اس کا مارا ہوا شکار حلال ہے اور اگر مسلمان و مجوسی دونوں نے اپنے کے چھوڑے دونوں نے مل کر شکار کیا تب بھی جانور حرام ہے مسلمان ہرگز نہ کھائے۔ غرضیکہ کتا چھوڑنے والے کا اعتبار ہے، کتا کا اعتبار نہیں یہ بہت خیال رہنا چاہیے۔ (مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ عیسائی یہودی کا شکاری کتا شکار کرے تو حلال ہے اگرچہ اسے عیسائی یا یہودی نے چھوڑا ہوا۔ الل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے تو اس کا شکار بھی حلال مگر شرط یہ ہے کہ وہ کتا بھی بسم اللہ پڑھ کر چھوڑے سچ یا عزیز کے نام پر نہ چھوڑے کہ غیر خدا کے نام پر ذبیحہ تو مسلمان کا بھی حرام ہے۔

(مرآۃ المذاجح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۵، ص ۹۷۹)

(12) مٹی کی گولی (چھوٹا ذہیلا) یا چھوٹا پتھر جسے غلیل میں رکھ کر مارتے ہیں۔

(13) وہ جانور جس کو لکڑی وغیرہ سے ضرب لگائی جائے اور وہ چوتھا کھا کر مر جائے۔

(14) صحیح البخاری، کتاب الذبائح... رائخ، باب صید المعارض، ج ۳، ص ۵۵۰۔

(15) صحیح البخاری، کتاب الذبائح... رائخ، باب صید القوس، ج ۳، ص ۵۵۰۔

(16) الحجۃ الکبیر، صفة عمر بن الخطاب، الحدیث ۱۵، ج ۱، ص ۶۵۔

حدیث ۱۵: صحیح بخاری میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مردی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جانوروں کی حفاظت اور شکاری کئے کے سوا جس نے اور کتا پالا اُس کے عمل سے ہر دن دو قیراط کم ہو جائے گا۔ (۱۷)



والمسند رک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابة، ذکر زب عمر، الحدیث: ۳۵۳۵، ج ۲، ص ۳۲۔
 (۱۷) صحیح البخاری، کتاب الذبائح... و الخ، باب من اقتنی كلبا... و الخ، الحدیث: ۵۲۸۰، ج ۲، ص ۵۵۔
حکیم الامت کے مدفن پھول

۱۔ یعنی جانوروں کی حفاظت یا شکار کے لیے کتا پالنا بالکل درست ہے جس سے کوئی براثنیں پڑا۔ ضار اصل میں ضاری تھا، یہ تحفیف کر کے گردی گئی تھی، ضاری بنا ہے ضری سے یعنی بھڑکانا ضاری یعنی شکار کو بھڑکانے والا کتا یعنی شکاری کتا۔

۲۔ عمل سے مراد نیک اعمال کا ثواب ہے نہ کہ اصل عمل کیونکہ مذهب اہل سنت یہ ہے کہ کسی گناہ کی وجہ سے نیکی برپا نہیں ہوتی نیکیاں صرف کفر سے برپا ہوتی ہیں اور کتا پالنا گناہ ہے کفر نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ نیکیوں کا جو ثواب کتنا ہے پالنے والے کو ملتا ہے وہ کتا پالنے والے کو نہیں ملتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے کتنے سے رحمت کے فرشتے گھر میں نہیں آتے یا اس لیے کہ کتنے سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے یا اس لیے کہ کتنے والے گھر کے برتن اور کپڑے مخلوق ہوتے ہیں کہ کبھی ستاریہ چیزیں چاٹ لیتا ہے گھر والوں کو خبر نہیں ہوتی لہذا جتنی یقینی پاکی وظہارت بغیر کتنے والے گھر میں ہوتی ہے اسی طہارت کتنے والے گھر میں نہیں ہوتی یہ تحقیق ضرور خیال میں رکھی جائے۔ (مرقات) بہر حال نیکیوں سے تو گناہ مشتبہ ہیں "أَنْ تَحْبِطْ أَعْمَلُكُمْ وَ أَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ" مگر گناہوں سے نیکیاں کبھی نہیں مشتبہ ہیں وہ صرف کفر سے مشتبہ ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "إِنَّ الْحَسَنَيْتِ يُؤْهِلُنَّ السَّيْئَاتِ"۔ قیراط ایک خاص وزن کا نام ہے، یہاں قیراط فرمانا سمجھانے کے لیے ہے دردشواب اعمال یہاں کے بالوں سے نہیں تولا جاتا۔ (مراة المناجح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۹۹۱)

مسائل فقہیہ

شکار اس حشی جانور کو کہتے ہیں جو آدمیوں سے بھاگتا ہو اور بغیر حیلہ نہ پکڑا جاسکتا ہو اور کبھی فعل یعنی اس جانور کے پکڑنے کو بھی شکار کہتے ہیں۔ حرام و حلال دونوں قسم کے جانور کو شکار کہتے ہیں شکار سے جانور حلال ہونے کے لیے پندرہ و ۱۵ اشترطیں ہیں۔ پانچ شکار کرنے والے میں اور پانچ کتنے میں اور پانچ شکار میں:

(1) شکاری ان میں سے ہو جن کا ذبیحہ جائز ہوتا ہے۔

(2) اُس نے کتنے وغیرہ کو شکار پر چھوڑا ہو۔

(3) چھوڑنے میں ایسے شخص کی شرکت نہ ہو جس کا شکار حرام ہو۔

(4) بسم اللہ قدس اترک نہ کی ہو۔

(5) چھوڑنے اور پکڑنے کے درمیان کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوا ہو۔

(6) کتاب معلم (سکھایا ہوا) ہو۔

(7) جدھر چھوڑا گیا ہو اور ہر ہی جائے۔

(8) شکار پکڑنے میں ایسا کتاب شریک نہ ہو اہو جس کا شکار حرام ہے۔

(9) شکار کو زخمی کر کے قتل کرے۔

(10) اُس میں سے کچھ نہ کھائے۔

(11) شکار حشراتِ الارض میں سے نہ ہو۔

(12) پانی کا جانور ہو تو مچھلی ہی ہو۔

(13) بازوؤں یا پاؤں سے اپنے آپ کو شکار سے بچائے۔

(14) کیلے (1) یا پنج والا جانور نہ ہو۔

(15) شکاری کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی مر جائے۔ یعنی ذبح کرنے کا موقع ہی نہ ملا ہو۔

یہ شرائط اُس جانور کے متعلق ہیں جو مر گیا ہو اور اس کا کھانا جلال ہو۔ (2)

(1) گوشت خور جانوروں کے وہ دونوں بڑے دانت جن کے ذریعے سے وہ گوشت کاٹتے یا شکار پکڑتے ہیں۔

(2) القوادی الحمدیہ، کتاب الصید، الباب الاول فی تفسیرہ و رکنہ و حکمه، ج ۵، ص ۷۱۷۔

مسئلہ ۱: شکار کرنا ایک مباح فعل ہے مگر حرم یا احرام میں جنگلی کا جانور شکار کرنا حرام ہے اسی طرح اگر شکار محض لہو کے طور پر ہو تو وہ مباح نہیں۔ (۳) اکثر اس فعل سے مقصود ہی کھیل اور تفریح ہوتی ہے اسی لیے عرف عام میں شکار کھیلانا بولا جاتا ہے جتنا وقت اور پیسہ شکار میں خرچ کیا جاتا ہے اگر اس سے بہت کم راموں میں گھر بیٹھے ان لوگوں کو وہ جانور مل جائیں گے تو ہرگز راضی نہ ہوں گے وہ یہی چاہیں گے کہ جو کچھ ہو ہم تو خود اپنے ہاتھ سے شکار کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ ان کا مقصد کھیل اور لہو ہی ہے، شکار کرنا جائز و مباح اس وقت ہے کہ اس کا صحیح مقصد ہو مثلاً کھانا یا بیچنا یا دوست احباب کو ہدیہ کرنا یا اس کے چڑے کو کام میں لانا یا اس جانور سے اذیت کا اندیشہ ہے اس لیے قتل کرنا وغیرہ ذلک۔

مسئلہ ۲: جس جانور کا گوشت حلال ہے اس کے شکار سے بڑا مقصود کھانا ہے اور حرام جانور کو بھی کسی غرض صحیح سے شکار کرنا جائز ہے مثلاً اس کی کھال یا بال کو کام میں لانا مقصود ہے یا وہ موزی جانور ہے اس کے ایذا سے بچنا مقصود ہے (۴)۔ بعض آدمی جنگلی خنزیر کا شکار کرتے ہیں یا شیر وغیرہ کا جنگلوں میں جا کر شکار کرتے ہیں اس غرض سے نہیں کہ

(۳) الدر المختار، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۲، ۵۳۔

اعلیٰ حضرت، امام الحسن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

شکار کر محض شوقی بغرض تفریح ہو، جیسے ایک قسم کا کھیل سمجھا جاتا ہے ولہذا شکار کھیلنا کہتے ہیں، بندوق کا ہونخواہ مچھلی کا، روزانہ ہونخواہ گاہ گاہ۔ مطلقاً بالاتفاق حرام ہے۔ حلال وہ ہے جو بغرض کھانے یا دوایا کسی اور نوع یا کسی ضرر کے دفع کو ہو آج کل بڑے بڑے شکاری جو اتنی ناک والے ہیں کہ بازار سے اپنی خاص ضرورت کے کھانے یا پہنچنے کی چیزیں لانے کو جانا اپنی کسرشان کھیں، یا زم اپے کہ دس قدم دھوپ میں چل کر مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہونا مصیبہت جائیں، وہ گرم دوپہر، گرم لو میں گرم ریت پر چلنا اور نہہرنا، اور گرم ہوا کے تھیزے کے کھانا گوازا کرتے اور دو دو پہر دو دو دن شکار کے لئے گھر بار چھوڑنے پڑے رہتے ہیں کیا یہ کھانے کی غرض سے جاتے ہیں، مخاشا و کلا بلکہ وہی لہو و لعب ہے اور بالاتفاق حرام، ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ ان شکاریوں سے اگر کہے مثلاً چھلی بازار میں ملے گی وہاں سے لے لیجئے ہرگز قبول نہ کر سکیں گے، یا کہنے کر اپنے پاس سے لائے دیتے ہیں، کبھی نہ مانیں گے بلکہ شکار کے بعد خود اس کے کھانے سے بھی چند اس غرض نہیں رکھتے باش دیتے ہیں، تو یہ جانا یقیناً وہی تفریح حرام ہے۔

در مختار میں ہے:

الصید مبتداً لاللّٰهِ كَمَا هُوَ ظَاهِرٌ۔ (۱) در مختار شرح ثنوی الرأبصار کتاب الصید مطبع مجتبائی دہلی ۲۶۱/۲
شکار مباح ہے۔ ب کے طور پر مباح نہیں۔ (ت) اسی طرح اشباد و برازیہ و مجمع الفتاویٰ وغیرہ و دی الاحکام و تاثار خانیہ و در المختار وغیرہ میں عامہ اسفار میں ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۰، ص ۳۲۱ رضا فاقہ فائدہ نیشن، لاہور)

(۴) حاشیۃ الشیعی علی التسبیحین الحقائق، کتاب الصید، ج ۷، ص ۱۱۱۔

لوگوں کو ان کی اذیت سے بچا سکیں بلکہ مخفی تفریق خاطر اور اپنی بہادری کے لیے اس قسم کے شکار کھیلے جاتے نہیں یہ شکار مباح نہیں۔

مسئلہ ۳: شکار کو پیشہ بنالینا اور کسب کا ذریعہ کر لینا جائز ہے بعض فقہاء نے اس کو ناجائز یا مکروہ کہا یہ صحیح نہیں کیونکہ کراہت جب ہی ہو سکتی ہے کہ اس کے لیے دلیل شرعی ہو اور دلیل میں یہ کہنا کہ جان مارنے کا پیشہ کر لینا قساوت قلب (دل کی سختی) کا سبب ہوتا ہے اس سے بھی کراہت ثابت نہیں، صرف اتنا ہی ثابت ہو گا کہ دوسرے جائز پیشے اس سے بہتر ہیں ورنہ لازم آئے گا کہ قصاص کا پیشہ بھی مکروہ ہو جانا بلکہ اس کی کراہت کا قول کسی سے منقول نہیں۔ (5)

مسئلہ ۴: جنگلی جانور کو جو شخص پکڑے اُس کی ملک ہو جاتا ہے پکڑنا حقیقتہ ہو یا حکما، حکما کی صورت یہ ہے کہ جو چیز شکار کے لیے موضوع ہوا اس کا استعمال کرے اور استعمال سے مقصود شکار کرنا نہ ہو لہذا اگر جال تانا اور اس میں جانور پھنس گیا تو جال والے کا ہو گیا، جال اسی مقصد سے تانا ہو یا کچھ مقصد نہ ہو ہاں اگر کھانے کے لیے تانا تو اس کی ملک نہیں جب تک پکڑنے پلے۔ حکما پکڑنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ جو چیز شکار کے لیے موضوع نہ ہو اس کو بقصد شکار استعمال کرے مثلاً شکار پکڑنے کے لیے دیرہ نصب کیا (خیمه لگایا) اور اس میں شکار آگیا اور بند ہو گیا تو دیرہ والا مالک ہو گیا یا مکان کا دروازہ اس غرض سے کھول رکھا تھا اُس میں ہر ہن آگیا اور دروازہ بند کر لیا۔ (6)

مسئلہ ۵: جال تانا تھا اس میں شکار پھنسا، کسی دوسرے نے اس کو پکڑ لیا تو شکار والے کا ہے اُس کا نہیں جس نے پکڑ لیا ہاں اگر وہ جال سے نکل کر بھاگ گیا یا اڑ گیا اور دوسرے نے پکڑ لیا تو اسی پکڑنے والے کا ہے جال والے کا نہیں اور اگر جال میں پھنسا اور جال والے نے پکڑ لیا پھر اس سے چھوٹ کر بھاگا اور دوسرے نے پکڑا تو جال والے ہی کا ہے کہ پکڑنے سے اس کی ملک ہو گیا اور بھاگنے سے ملک نہیں جاتی۔ (7)

مسئلہ ۶: پانی کاٹ کر اپنی زمین میں لاایا اس غرض سے پانی کے ساتھ مچھلیاں آئیں گی اور ان کو شکار کریں گا پانی کے ساتھ مچھلیاں آئیں اور پانی جاتا رہا مچھلیاں زمین پر پڑی ہیں یا تھوڑا سا پانی باقی ہے کہ بغیر شکار کئے مچھلیاں دیے ہی پکڑی جاسکتی ہیں یہ مچھلیاں زمین والے کی ہیں دوسرًا شخص ان کو نہیں پکڑ سکتا جو پکڑے گا اُسے تادان دینا ہو گا اور اگر پانی زیادہ ہے کہ بغیر شکار کئے مچھلیاں ہاتھ نہیں آتیں تو جو چاہے پکڑ لے تو یہی پکڑنے والا مالک ہے۔ (8)

(5) رد المحتار، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۳۔

(6) رد المحتار، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۵۔

(7) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الصید، الباب الثانی فی بیان ما یملک به الصید... راجع، ج ۵، ص ۲۸.

(8) المرجع السابق.

مسئلہ ۷: ایک شخص نے پانی میں جال ڈالا دوسرے نے شخص (مجھلی پکڑنے کا کام) پھر یہی مجھلی جال میں آئی اور اس نے شخص کو بھی پکڑ لیا اگر جال کے باریک حصہ میں آچکی ہے تو جال والے کی ہے۔ (۹)

مسئلہ ۸: پانی میں کانٹا ڈالا مجھلی پھنسی اس نے باہر پھینکی خشکی میں گری اور ایسی جگہ گری کہ یہ اس کے پکڑنے پر قادر ہے پھر تپ کر پانی میں چلی گئی تو یہ شخص اس کا مالک ہو گیا اور اگر باہر نکالنے سے پہلے ہی ڈور انٹ گیا تو مالک نہ ہوا۔ (۱۰)

مسئلہ ۹: کسی شخص نے گڑھا کھودا تھا اس میں شکار آکر گرا تو جو شخص پکڑ لے اسی کا ہے اور اگر گڑھا کھونے سے مقصود ہی یہ تھا کہ اس میں شکار گرے گا اور پکڑوں گا تو شکار اسی کا ہے دوسرے کو اس کا پکڑنا جائز نہیں۔ (۱۱)

مسئلہ ۱۰: کوآں کھودا تھا اور یہ مقصد نہ تھا کہ اس کے ذریعہ سے شکار پکڑے گا اس میں شکار گرا اگر کوئی والا دہاں سے قریب ہے کہ ہاتھ بڑھا کر شکار پکڑ سکتا ہے اسی کا ہے دوسرا شخص نہیں پکڑ سکتا۔ (۱۲)

مسئلہ ۱۱: پھندے میں شکار پھنسا مگر رسی توڑا کر بجا گا دوسرے نے پکڑ لیا تو اسی کا ہے اور اگر پھندے والا اتنا قریب آچکا تھا کہ ہاتھ بڑھا کر پکڑ سکتا ہے اتنے میں شکار نے رسی توڑائی اور دوسرے نے پکڑ لیا تو پھندے والے کا ہے۔ (۱۳)

مسئلہ ۱۲: کسی کے مکان میں دوسرے لوگوں کے کبوتروں نے انڈے پچ کے تو یہ انڈے پچ اسی کے ہیں جس کے کبوتر ہیں دوسرے لوگوں کو یا مالک مکان کو ان کا پکڑنا اور رکھنا جائز نہیں۔ (۱۴)

مسئلہ ۱۳: شکار کو مارا وہ زخمی نہیں ہوا مگر چوت سے بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر بعد اٹھ کے بجا گا اب دوسرے شخص نے مارا اور پکڑ لیا تو اسی دوسرے کا ہے اور اگر بے ہوشی میں پہلے شخص نے پکڑ لیا تھا تو پہلے کا ہے اور اگر شکار زخمی ہو گیا تھا مگر پہلے نے پکڑا نہیں کچھ دنوں بعد اچھا ہو گیا پھر دوسرے نے مارا اور پکڑا تو اس کا نہیں پہلے ہی شخص کا ہے۔ (۱۵)

(۹) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الصید، الباب الثانی فی بیان مایلک بہ الصید... راجح، ج ۵، ص ۳۱۸.
(۱۰) المرجع اساقی.

(۱۱) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الصید، ج ۲، ص ۳۳۷.

(۱۲) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الصید، الباب الثانی فی بیان مایلک بہ الصید... راجح، ج ۵، ص ۳۱۸.

(۱۳) رواجتار، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۵.

(۱۴) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الصید، الباب الثانی فی بیان مایلک بہ الصید... راجح، ج ۵، ص ۳۱۹.

(۱۵) المرجع اساقی

مسئلہ ۱۲: شکار کی بلک (یعنی ملکیت) کے متعلق یہ چند جزئیات اس لیے ذکر کئے کہ شکاریوں کو شکار کے لینے میں اس قدر شغف (دھپی، مشغولیت) ہوتا ہے کہ وہ بالکل اس بات کا لحاظ نہیں رکھتے کہ یہ چیز ہمیں لئنی جائز بھی ہے یا نہیں، ان مسائل سے ان کو یہ کرنا چاہیے کہ کس صورت میں ہماری بلک ہے اور کس صورت میں دوسرے کی، تاکہ اپنی بلک نہ ہو تو لینے سے بچیں۔



جانوروں سے شکار کا بیان

مسائل فقهیہ

مسئلہ ۱: ہر درندہ جانور سے شکار کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ بخش الحین نہ ہو اور اس میں تعلیم کی قابلیت ہو اور اسے سکھا بھی لیا ہو۔ درندہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) چوپایہ جیسے کٹا غیرہ جس میں کیلا ہوتا ہے، (۲) پنجہ والا پرندہ جسے باز، شکر اور غیرہ۔ جس درندہ میں قابلیت تعلیم نہ ہو اس کا شکار حلال نہیں مگر اس صورت میں کہ شکار پکڑ کر ذبح کر لیا جائے لہذا شیر اور ریچھ سے شکار حلال نہیں کہ ان دونوں میں تعلیم کی قابلیت ہی نہیں۔ شیر اپنی علوہت (بلند ہمت) اور ریچھ اپنی ذات (کمینگی) اور خاست (کمینہ پن) کی وجہ سے تعلیم کی قابلیت نہیں رکھتے، بعض فقہاء نے چیل کو بھی قبل تعلیم نہیں مانا ہے کہ یہ بھی اپنی خاست کی وجہ سے تعلیم نہیں حاصل کرتی۔ (۱)

مسئلہ ۲: کٹا چیتا وغیرہ چوپایہ کے معلم ہونے (یعنی سکھائے ہوئے) کی علامت یہ ہے کہ پے در پے تین مرتبہ ایسا ہو کہ شکار کو پکڑے اور اس میں سے نہ کھائے تو معلوم ہو گیا کہ یہ سیکھ گیا اب اس کے بعد جو شکار کر لیا اور وہ مر بھی جائے تو اس کا کھانا حلال ہے بشرطیکہ دیگر شرائط بھی پائے جائیں کہ اس کا پکڑنا ہی ذبح کے قائم مقام ہے اور شکر باز وغیرہ شکاری پرند کے معلم ہونے کی پہچان یہ ہے کہ اسے شکار پر چھوڑا اس کے بعد واپس بھالیا تو واپس آجائے اگر واپس نہ آیا تو معلوم ہوا کہ ابھی تمہارے قابو میں نہیں ہے معلم نہیں ہوا۔ (۲)

مسئلہ ۳: کثے نے شکار پکڑنے کے بعد اس کا گوشت نہیں کھایا مگر خون پی لیا تو کوئی حرج نہیں، شکرے باز وغیرہ پرند شکاریوں نے اگر گوشت میں سے کچھ کھالیا تو جانور حلال ہے کہ یہ بات اس کے معلم ہونے کے خلاف نہیں اور اگر مالک نے شکار میں سے مکڑا کاٹ کر کثے کو دیا اور اس نے کھایا تو ماہقی (بچا ہوا) گوشت کھایا جائے گا کہ اس صورت میں اس نے خود نہیں کھایا مالک نے کھایا تب کھایا، اسی طرح اگر مالک نے شکار کو محفوظ کر لیا اس کے بعد کثے نے اس میں سے چھپت کر کچھ کھالیا تو ماہقی گوشت جائز ہے کہ یہ بات اس کے معلم ہونے کے خلاف نہیں۔ (۳)

(۱) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی البحوارج، ج ۲، ص ۳۰.

والدر المختار، کتاب الصید، ج ۱، ص ۶۵

(۲) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی البحوارج، ج ۲، ص ۳۰۲، ۳۰۴.

(۳) تہذیب انعقاد، کتاب الصید، ج ۷، ص ۱۱۵، ۱۱۷.

مسئلہ ۴: کئے کو شکار پر چھوڑا اس نے شکار کی بوٹی کاٹ لی اور اس سے کھایا اس کے بعد شکار کو پکڑا اور مارڈا تو یہ ضروری ہے کہ جب کئے نے کھایا تو معلم نہ رہا اور اس کا مارا ہوا شکار حلال نہیں اور اگر کئے نے بوٹی کاٹ لی مگر اس کو کھایا نہیں چھوڑ دیا اور شکار کا چھپا کیا شکار پکڑنے کے بعد جب مالک نے شکار پر قبضہ کر لیا اب کئے نے وہ بوٹی کھائی تو جانور حلال ہے۔ (4)

مسئلہ ۵: یہ ضروری ہے کہ شکاری جانور نے شکار کو زخم کر کے مارا ہو محض دبوچتے سے مر گیا ہو تو کھانا حلال نہیں، کسی خاص جگہ پر زخم کرنا ضروری نہیں بلکہ جس کسی مقام پر گھائل (گہرا زخم) کر دیا ہو حلال ہونے کے لئے کافی ہے۔ (5) شکر اپنے مالک کے پاس سے اڑ گیا ایک مدت کے بعد پھر آگیا مالک نے اس سے شکار کیا تو بغیر ذبح یہ شکار حلال نہیں کہ بھاگ جانے سے وہ معلم نہ رہا اب پھر جب تک اس کا معلم ہونا ثابت نہ ہو جائے اس کا مارا ہوا شکار حلال قرار نہیں پائے گا۔ (6)

مسئلہ ۶: جو کٹا معلم (یعنی سکھایا ہوا) ہو چکا تھا جب کبھی شکار میں سے کچھ کھالے گا وہ شکار حرام ہے بلکہ اس کے بعد کے شکار بھی حرام ہیں بلکہ اس سے پہلے کاشکار جو ابھی محفوظ ہے وہ بھی حرام، ہاں جو کھایا جا چکا ہے اس کو حرام نہیں کہا جاسکتا، اس کئے کو پھر سے سکھانا ہو گا کیونکہ شکار میں سے کھانے کی وجہ سے معلم نہ رہا جاہل ہو گیا اب اس کا شکار اس وقت حلال ہو گا کہ سکھایا جائے۔ (7)

مسئلہ ۷: مسلم یا کتابی نے بسم اللہ پڑھ کر شکاری جانور کو شکار پر چھوڑا اب مرا ہوا شکار حلال ہو گا، اگر مجوسی یا بت پرست یا مرتد نے چھوڑا تو حلال نہیں جس طرح ان کا ذبیحہ حلال نہیں اگرچہ انہوں نے بسم اللہ پڑھی ہو اور اگر جانور کو چھوڑا نہیں بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ شکار پر دوڑ پڑا اور پکڑ کر مارڈا لایہ شکار حلال نہیں۔ یوہیں اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کسی نے چھوڑا یا خود ہی جا کر پکڑ لایا، یہ معلوم نہیں کہ کس نے مسلم نے یا مجوسی نے، تو جانور حلال نہیں۔ (8)

(4) المرجع السابق.

(5) تہذیب الحقائق، کتاب الصید، ج ۷، ص ۱۱۸، ۱۱۷.

(6) المرجع السابق، ص ۱۱۳۔

(7) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الجوارح، ج ۲، ص ۳۰۲، ۳۰۳۔

(8) الدر المختار در المختار، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۹۔

تجویز ہے کہ شکار کے حکم کے لئے کتابی کے ذبیحہ کا حکم جانتا بھی ضروری ہے اعلیٰ حضرت، امام الحسن، مجددین و ملت الشاہ امام احمد رضا

خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

مسئلہ ۸: شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو جانور حلال ہے جس طرح ذبح کرتے وقت اگر بسم اللہ

یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ ذبح بطور ذبح کریں، اور وقت ذبح خالص اللہ عزوجل کا نام پاک لیں، سچ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام شریک نہ کریں اگرچہ دل میں سچ ہی کو خدا جائیں، بالجملہ نہ قصد انجیر چھوڑیں نہ بکیر میں شرک ظاہر کریں ورنہ جو ذیجہ ان شرائط سے خالی ہو وہ مسلمان کا بھی حرام و مردار ہوتا ہے چہ جائیکہ کتابی، روایتی میں ہے: لاتحل ذبیحۃ من تعمد ترك التسمیۃ مسلماً او كتابیا نص القرآن ۲۔ قصد ابسم اللہ کو ترک کرنے والے کا ذیجہ حلال نہیں ہے وہ مسلم ہو یا کتابی قرآن کی نص کی بناء پر۔ (ت)

(۲) روایت رکنی کتاب الذبیح دار احیاء التراث العربي بیروت ۵/۱۹۰

در مختار میں ہے:

شرط کون الذبیح مسلماً او كتابیا ذمیماً او حریباً الا اذا سمع منه عبد الذبیح ذکر المسیح ۳۔

ذبح کرنے والے کا مسلمان یا کتابی ذمی یا خربی ہونا شرط ہے۔ ہاں اگر ذبح کے وقت ان سے سچ کا نام سن جائے تو ناجائز ہے۔ (ت)

(۳) در مختار رکنی کتاب الذبیح مطبع مجتبی دہلی ۲/۲۲۸

روایتی میں ہے:

ولو سمع منه ذکر الله تعالیٰ لکنه عنی بالمسیح قالوا يوكل الا اذا نص فقال باسم الله الذي وهو ثالث ثلاثة هندیہ ۴۔

اگر عیسائی سے اللہ تعالیٰ کا نام سن لیکن اس سے مراد اس نے سچ کا لیا تو فقہاء نے فرمایا کھالیا جائے ہاں اگر صراحت باسم اللہ تعالیٰ جو کہ تم کا تیرا ہے کہیں تو نہ کھائیں، ہندیہ (ت) (۴) روایت رکنی کتاب الذبیح دار احیاء التراث العربي بیروت ۵/۱۸۸

نصاری زمانہ کا حال معلوم ہے کہ وہ بکیر کہیں نہ ذبح کے طور پر ذبح کریں، مرغ و پرند کا تو گلا گھوٹتے ہیں، اور بھیز بکری کو اگرچہ ذبح کریں، رگیں نہیں کاشتے، نقیر نے بھی اسے مشاہدہ کیا ہے۔

ذیقعدہ ۱۲۹۵ھ میں کپتان کی ملک سے سمور کا ایک مینڈہ جہاز میں دیکھا گیا جسے وہ چالیں روپے کے خرید بتاتا تھا، مولیہ چاہا کہ گوشت در کار تھا، نہ بیجا اور کہا جب ذبح ہو گا گوشت کا حصہ خرید لینا، ذبح کیا تو گلے میں ایک کروٹ کو چھری داخل کر دی تھی رگیں نہ کا گئیں، اس سے کہہ دیا گیا کہ اب یہ سوڑ ہے ہمارے کسی کام کا نہیں بلکہ نصاری کے یہاں صد سال سے ذبح شرعی نہیں، فتاویٰ قاضی خاں میں نقل فرمایا:

النصرانی لا ذبیحۃ له و ائمماً یا كل هؤذبیحۃ المسلم و يخنق ای-

نصرانی کا ذیجہ ہی نہیں، وہ مسلمان کا ذیجہ کھالیتا ہے اور وہ جانور کا گلا گھوٹتا ہے۔ (ت)

(۱) فتاویٰ قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ مسائل مائیکرہ دالائیکرہ نوکھور لکھنؤ ۲/۷۸

تو نصارائے زمانہ کا ذیجہ ضرور حرام یہود کا حال معلوم نہیں۔ اگر ان کے یہاں بھی ترک بکیر یا ذبح کی تغیر ہو تو حرم حرمت ہے ورنہ بے ضرورت، ناپسندی و کراہت واللہ سمجھ و تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۰، ص ۲۲۸، ۲۲۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

پڑھنا بھول گیا تو حلال ہے، حرام اس وقت ہے جب قصدانہ پڑھے۔ (9)

مسئلہ ۹: شکار پر چھوڑتے وقت قصداء بسم اللہ نہیں پڑھی بلکہ جب کتنے نے جانور پکڑا اس وقت بسم اللہ پڑھی جانور حلال نہ ہوا کہ بسم اللہ پڑھنا اس وقت ضروری تھا اب پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (10)

مسئلہ ۱۰: مسلم نے شکار پر کٹا چھوڑا مجوسی یا ہندو نے کتنے کوشہ دی (یعنی کتنے کوشہ دی کرتے وقت کتنے کوشہ دلاتے ہیں اس کے شدیدنے پر جوش میں آیا اور شکار مارا یہ حلال ہے اور اگر مجوسی نے چھوڑا اور مسلم نے شدی تو حرام ہے یعنی کٹا چھوڑنے کا اعتبار ہے اس کا اعتبار نہیں کہ کس نے جوش دلا یا، اسی طرح اگر محروم نے (حرام باندھے ہوئے شخص نے) شدی اور شکار پر جانور اس نے چھوڑا ہے جو حرام نہیں باندھے ہوئے ہے تو جانور حلال ہے مگر محروم کو اس صورت میں شکار کافدیہ دینا ہو گا کہ اس کوشکار میں مداخلت جائز نہیں۔ (11)

مسئلہ ۱۱: کٹا چھوڑا نہیں گیا بلکہ وہ خود چھوٹ گیا اور اپنے آپ شکار پر دوڑ پڑا کسی مسلم نے اس کوشہ دی اس سے جوش میں آیا اور شکار کو مارا یہ شکار حلال ہے اس صورت میں شدہ دینا وہی چھوڑنے کے قائم مقام ہے، ان باتوں میں شکرے اور باز کا بھی وہی حکم ہے جو کتنے کا ہے۔ (12)

مسئلہ ۱۲: کتنے کوشکار پر چھوڑا اس نے کئی پکڑ لیے سب حلال ہیں اور جس شکار پر چھوڑا اس کوشہ دوسرے کو پکڑا یہی حلال ہے اور اگر کتنے کوشکار پر شدہ چھوڑا ہو بلکہ کسی اور چیز پر چھوڑا اور اس نے شکار مارا یہ حلال نہیں کہ یہاں شکار کرنا ہی نہیں ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۳: شکاری جانور کو حشی جانور (یعنی جنگلی جانور) پر چھوڑنا شکار ہے اگر بلاڈ اور مانوس جانور پر کٹا چھوڑا جائے اور وہ مارڈا لے تو یہ جانور حلال نہیں ہو گا کہ ایسے جانوروں کے حلال ہونے کے لیے ذبح کرنا ضروری ہے ذکاۃ اضطراری یہاں کافی نہیں ہے۔ (14)

مسئلہ ۱۴: کتنے کے ساتھ اگر شکار کرنے میں دوسری کتنا جس کا شکار حلال نہ ہو شریک ہو گیا تو یہ شکار حلال نہ ہو گا

(9) الدر المختار، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۹، ۶۰.

(10) الدر المختار، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۵۹.

(11) تنبیہن الحفاظ، کتاب الصید، ج ۷، ص ۱۲۰.

(12) المرجع السابق

(13) الدر المختار، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۶۰.

(14) الدر المختار، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۶۰.

مثلاً دوسرا کتاب معلم نہ تھا اس کی شرکت میں شکار ہوا یا بھوسی کے کتنے کی شرکت میں شکار ہوا یا دوسرے کو کسی نے چھوڑا ہی نہیں ہے اپنے آپ شریک ہو گیا اس دوسرے کے چھوڑنے کے وقت قصد امام اللہ چھوڑ دی ان سب صورتوں میں وہ جانور مردار ہے اس کا کھانا حرام ہے۔ (15)

مسئلہ ۱۵: یہ بھی ضروری ہے کہ کتنے کو جب شکار پر چھوڑا جائے فوراً دوڑ پڑے طویل وقفہ نہ ہونے پائے ورنہ جانور حلال نہ ہو گا، طول وقفہ کا یہ مطلب ہے کہ دوسرے کام میں مشغول نہ ہو مثلاً چھوڑنے کے بعد پیشاب کرنے کا یا کچھ کھانے لگا اس صورت میں شکار حلال نہیں۔ (16)

مسئلہ ۱۶: چھوڑنے کے بعد کتاب شکار پر دوڑ اگر بعد میں شکار سے دہنے یا باعین کو مزگیا یا شکار کی طلب کے سوا کسی دوسرے کام میں لگ گیا یا مست پڑ گیا پھر کچھ وقفہ کے بعد شکار کا پیچھا کیا اور جانور کو مارا اس کا کھانا حلال نہیں ہاں ان صورتوں میں اگر کتنے کو پھر سے چھوڑا جاتا تو جانور حلال ہوتا یا مالک کے لکارنے سے شکار پر جھپٹتا اور مارتا تو کھایا جاتا۔ (17)

مسئلہ ۱۷: اگر کتنے کا رُک جانا یا چھپ جانا آرام طلبی کے لئے نہ ہو بلکہ شکار کرنے کا یہ جیلہ داؤں ہو (یعنی شکار کو دھوکا دینا ہو) جس طرح چیتا شکار کو گھات سے (چھپ کر) پکڑتا ہے اس میں حرج نہیں۔ (18)

مسئلہ ۱۸: شکار اگر زندہ مل گیا اور ذبح کرنے پر قدرت ہے تو ذبح کرنا ضروری ہے کہ ذکاۃ اضطراری مجبوری کی صورت میں ہے اور یہاں مجبوری نہیں ہے اور اگر جانور اس کو زندہ ملا مگر یہ اس کے ذبح پر قدرت نہیں رکھتا ہے کہ وقت شنگ ہے یا ذبح کا آلہ موجود نہیں ہے اس کی دو صورتیں ہیں اگر جانور میں حیات (زندگی) اتنی باقی ہے جو مذبوح (ذبح کیا ہوا) سے زیادہ ہے تو حرام ہے ورنہ جائز ہے۔ (19)

مسئلہ ۱۹: شکار تک پہنچ گیا ہے مگر اسے پکڑتا نہیں اگر اتنا وقت ہے کہ پکڑ کر ذبح کر سکتا تھا مگر کچھ نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا تو جانور نہ کھایا جائے اور وقت اتنا نہیں ہے کہ ذبح کر سکتے تو حلال ہے۔ (20)

(15) المرجع السابق.

(16) الدر المختار در المختار، کتاب الصید، ج ۰، ص ۶۱۔

(17) ر� المختار، کتاب الصید، ج ۰، ص ۶۱۔

(18) الدر المختار، کتاب الصید، ج ۰، ص ۶۱۔

(19) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الجوارح، ج ۲، ص ۳۰۳، ۳۰۴۔

(20) المرجع السابق، ص ۳۰۳۔

مسئلہ ۲۰: کتنے کوشکار پر چھوڑا اس نے ایک شکار مارا پھر دوسرا مارا دوں حلال ہیں اور اگر پہلا شکار کرنے کے بعد دیر تک رکارہا پھر دوسرا مارا تو دوسرا حرام ہے کہ پہلے شکار کے بعد جب وقفہ ہوا تو شکار پر چھوڑنا دوسرے کے بارے میں نہیں پایا گیا۔ (21)

مسئلہ ۲۱: معلم کتنے کے ساتھ دوسرے کتنے نے شرکت کی جس کا شکار حرام ہے مگر اس نے شکار کرنے میں شرکت نہیں کی ہے بلکہ یہ کتنا گھیر گھار کر (گھیرا ذال کر) شکار کو ادھر لایا اور پہلے ہی کتنے نے شکار کو زخمی کیا اور مارا ہو تو اس کا کھانا مکروہ ہے اور اگر دوسرا کتنا گھیر کر ادھر نہیں لایا بلکہ اس نے پہلے کتنے کو دوڑایا اور اس نے شکار کو دوڑا کر زخمی کیا اور مارا تو یہ شکار حلال ہے۔ (22)

مسئلہ ۲۲: مسلم نے کتنے کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا اس نے شکار کو جنجنھوڑا (یعنی اچھی طرح زخمی کیا) اس کے بعد پھر حملہ کیا اور مارڈا لایہ شکار حلال ہے اسی طرح اگر دو کتنے چھوڑے ایک نے اسے جنجنھوڑا اور دوسرے کتنے نے مارڈا لایہ شکار بھی حلال ہے، یونہی اگر دو شخصوں نے بسم اللہ کہہ کر دو کتنے چھوڑے ایک کے کتنے نے جنجنھوڑڈا اور دوسرے کے کتنے نے مارڈا لایہ جانور حلال ہے کھایا جائے گا مگر ملک پہلے شخص کی ہے دوسرے کی نہیں کیونکہ پہلے نے جب اسے گھائل کر دیا اور بھاگنے کے قابل نہ رہا اسی وقت اس کی ملک ہو چکی۔ (23)

مسئلہ ۲۳: ایک کتنے نے شکار کو پچھاڑ لیا (گردایا) اور شکار کی جد سے خارج ہو گیا اب اس کے بعد دوسرے شخص نے اسی جانور پر اپنا کتنا چھوڑا اور اس کتنے نے مارڈا لاحرام ہے، کھایا نہ جائے کہ جب وہ جانور بھاگ نہیں سکتا تو اگر موقع ملتا ذبح کیا جاتا ایسی حالت میں ذکاۃ اضطراری نہیں ہے لہذا حرام ہے۔ (24)

مسئلہ ۲۴: شکار کی دوسری نوع (یعنی دوسری قسم) تیر وغیرہ سے جانور مارنا ہے اس میں بھی شرط یہ ہے کہ تیر چلاتے وقت بسم اللہ پڑھے اور تیر سے جانوز زخمی ہو جائے ایسا نہ ہو کہ تیر کی لکڑی جانور کو لگی اور اس سے دب کر مر گیا کہ اس صورت میں وہ جانور حرام ہے۔ (25)

مسئلہ ۲۵: شکار اگر غائب ہو گیا کتنے کا ہو یا تیر کا تو یہ اس وقت حلال ہو گا کہ شکاری برابر اس کی

(21) المرجع السابق، ص ۳۰۵.

(22) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الجوارح، ج ۲، ص ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷.

(23) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الجوارح، ج ۲، ص ۳۰۶.

(24) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الجوارح، ج ۲، ص ۳۰۶.

(25) الدر المختار، کتاب الصید، ج ۱، ص ۶۳، وغیرہ.

جستجو (تلاش) جاری رکھے بیٹھنے رہے اور اگر بیٹھ رہا پھر شکار مر اہوا مل تو حلال نہیں اور چہلی صورت میں یہ بھی ضروری ہے کہ شکار میں تمہارے تیر کے سوا کوئی دوسرا ذمہ ہو ورنہ حرام ہو جائے گا۔ (26)

مسئلہ ۲۶: شکار کے حلال ہونے کے لیے یہ ضرور ہے کہ کتنا چھوڑنے یا تیر چلانے کے بعد کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو بلکہ شکار اور کش کی تلاش میں رہے، اگر نظر سے شکار غائب ہو گیا پھر دیر کے بعد ملنا اور اس کی دو صورتیں ہیں اگر جستجو جاری رکھی اور شکار کو مر اہوا پایا اور کتنا بھی شکار کے پاس ہی تھا تو کھایا جا سکتا ہے اور اگر کتنا وہاں سے چلا آیا ہے تو نہ کھایا جائے اور اگر شکار کی تلاش میں نہ رہا کسی دوسرے کام میں مشغول ہو گیا پھر شکار کو پایا مگر معلوم نہیں کہ کتنے ذمہ کیا ہے یا کسی دوسری چیز نے تو نہ کھایا جائے۔ (27)

مسئلہ ۲۷: شکار کی آہٹ محسوس ہوئی اور اس شخص کو یہی گمان ہے کہ یہ شکار کی آہٹ ہے اس نے کتنا یا باز چھوڑ دیا یا تیر چلا دیا اور شکار کو مارا یہ جانور حلال ہے جبکہ بعد میں یہی ثابت ہو کہ یہ آہٹ شکار ہی کی تھی کہ اس کا یہ فعل شکار کرنا قرار پائے گا اگرچہ شکار کو آنکھ سے دیکھا نہ ہو، اور اگر بعد میں یہ پتہ چلا کہ وہ شکار کی آہٹ نہ تھی کسی آدمی کی پہلی چل تھی (یعنی قدموں کی چاپ تھی) یا گھریلو جانور کی تھی تو وہ شکار حلال نہیں کہ جس چیز پر کتنا چھوڑا یا تیر چلا یا وہ شکار نے تھا لہذا شکار کرنا نہ پایا گیا۔ (28)

مسئلہ ۲۸: پرند پر تیر چلا یا وہ تو اڑ گیا دوسرے شکار کو لگا یہ حلال ہے اگرچہ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ پرند جس پر تیر چلا یا تھا داشتی ہے یا نہیں۔ چونکہ پرند میں غالب یہی ہے کہ داشتی ہو اور اگر اونٹ پر تیر چلا یا وہ اونٹ کو نہیں لگا بلکہ کسی شکار کو لگا اس کی دو صورتیں ہیں اگر معلوم ہے کہ اونٹ بھاگ گیا ہے کسی طرح قابو میں نہیں آتا یعنی وہ اس حالت میں ہے کہ اس کا ذبح اضطراری ہو سکتا ہے تو وہ شکار حلال ہے اور اگر یہ پتہ نہ ہو تو شکار حلال نہیں کہ اس کا یہ فعل شکار کرنا نہیں ہے۔ (29)

مسئلہ ۲۹: جس جانور کو تیر سے مارا اگر زندہ مل گیا تو ذبح کرے بغیر ذبح کئے حلال نہیں، یہی حکم کش کے شکار کا بھی ہے میاں حیات سے مراد یہ ہے کہ اس کی زندگی مذبوح سے کچھ زیادہ ہو اور مفتر زیادہ (وہ جانور جو گر کر مرا ہو) و نظریہ (وہ جانور جو کسی جانور کے سینگ مارنے کی وجہ سے مر گیا ہو) و موقوذہ (وہ جانور جو لکڑی یا پھر کی چوت سے مرا

(26) الدرالخوار، کتاب الحسید، ج ۱، ص ۲۳۰۔

(27) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الحسید، الباب الثالث فی شرائط الاصطیار، ج ۵، ص ۳۲۲، ۳۲۳۔

(28) الحدایۃ، کتاب الحسید، بصل فی الری، ج ۲، ص ۳۰۶، ۳۰۷۔

(29) المرجع السابق، ص ۲۰۷۔

ہو) و مریضہ (بیمار جانور) وغیرہ میں مطلقاً زندگی مراد ہے یعنی اگر ان جانوروں میں کچھ بھی زندگی باقی ہے اور ذبح کر لیا تو حلال ہے۔ (30)

مسئلہ ۳۰: بسم اللہ پڑھ کر تیر چھوڑا ایک شکار کو چھپدتا ہوا دوسرے کو لگا دنوں حلال ہیں اور اگر ہوانے تیر کا رخ بدلتا دیا اس کو دہنے یا با سمجھ کو موڑ دیا اور اس صورت میں شکار کو (یعنی کسی دوسرے شکار کو) لگا تو نہیں کھایا جائے گا۔ (31)

مسئلہ ۳۱: تیر شکار پر چلا یا وہ درخت یا دیوار پر لگا اور لوٹا پھر شکار کو لگا یہ جانور حلال نہیں۔ (32)

مسئلہ ۳۲: مسلم کے ساتھ مجوسی نے بھی کمان پر ہاتھ رکھ دیا اور اس کے ساتھ اس نے بھی کھینچا تو شکار حرام ہے یہ دیا ہی ہے جیسے ذبح کرتے وقت مجوسی نے بھی چھری کو چلا یا۔ (33)

مسئلہ ۳۳: شکار حلال ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی موت دوسرے سبب سے نہ ہو یعنی کہ یا باز یا تیر وغیرہ جس سے شکار کیا اسی سے مرا ہو اور اگر یہ شبہ ہو کہ دوسرے سبب سے اس کی موت ہوئی تو حلال نہیں مثلاً زخمی ہو کر وہ جانور پانی میں گرا، یا اوپھی جگہ پھاڑ یا ٹیلے سے لڑھا اور یہ احتمال ہے کہ پانی کی وجہ سے یا لڑھکنے سے مرا ہے تو نہ کھایا جائے۔ (34)

مسئلہ ۳۴: تیر سے شکار کو مارا وہ اور پر سے زمین پر گرا، یا وہاں اٹھیں بھی ہوئی تھیں ان پر گرا اور مر گیا یہ شکار حلال ہے اگرچہ یہ احتمال ہے کہ گرنے سے چوتھی لگی اور مر گیا ہو اس احتمال کا اعتبار نہیں کہ اس احتمال سے بچنے کی صورت نہیں اور اگر پھاڑ پر یا پتھر کی چٹان پر گرا پھر لڑھک کر زمین پر آیا اور مرا، یا درخت پر گرا، یا نیزہ کھڑا ہوا تھا اس کی آنی پر (نیزے کی نوک پر) گرا، یا کپکی اینٹ کی کور (کنارہ) پر گرا ان سب کے بعد پھر زمین پر گرا اور مر گیا تو نہ کھایا جائے کہ ہو سکتا ہے اُن چیزوں پر گرنے کی وجہ سے مرا ہو۔ (35)

مسئلہ ۳۵: مرغابی کو تیر مارا وہ پانی میں گری اور مر گئی اگر اس کا زخم پانی میں ڈوب گیا ہے تو نہ کھائی جائے اور نہیں

(30) الدر الخمار، کتاب القید، ج ۱۰، ص ۲۵، ۲۸.

(31) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب القید، الباب الرابع فی بیان شرائط القید، ج ۵، ص ۳۲۳.

(32) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب القید، الباب الرابع فی بیان شرائط القید، ج ۵، ص ۳۲۲.

(33) المرجع السابق.

(34) المرجع السابق، ص ۳۲۷، ۳۲۶.

(35) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب القید، الباب الرابع فی بیان شرائط القید، ج ۵، ص ۳۲۷.

ذوبہ ہے تو کھائی جائے۔ (36)

مسئلہ ۳۶: پانی وغیرہ میں گرنے سے مرتا یہ اس وقت معتبر ہے جبکہ شکار کو ایسا زخم پہنچا ہے کہ ہو سکتا تھا ابھی نہ مرتا تو کہا جا سکتا ہے کہ شاید اس وجہ سے مرا ہو اور اگر کاری زخم (گہرا زخم) لگا ہے کہ بچتے کی امید ہی نہیں ہے اس میں زندگی کا اتنا ہی حصہ ہے جتنا مدد بوج میں ہوتا ہے تو اس کا کھانا جائز ہے مثلاً سرجدا ہو گیا اور ابھی زندہ ہے اور پانی میں گرا اور مرا اس صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پانی میں گرنے سے مرا۔ (37)

مسئلہ ۳۷: شکار اگر زمین کے سوا کسی اور چیز پر گر کر مرا اگر وہ چیز مسطح ہے (یعنی ہمارے ہے) مثلاً چھٹ یا پہاڑ پر گر کر مر گیا تو حلال ہے کہ اس پر گرنا ویسا ہی ہے جیسے زمین پر گرنا اور اگر مسطح چیز پر نہ ہو مثلاً نیزہ پر یا اینٹ کی کور پر (اینٹ کے کنارے پر) یا لٹھی کی نوک پر تو حرام ہے۔ (38)

مسئلہ ۳۸: غلیل سے شکار کیا اور جانور مر گیا تو کھایا نہ جائے اگرچہ جانور مجرم (زخمی) ہو گیا ہو کہ غلیلہ کا قاتا نہیں بلکہ توڑتا ہے یہ موقوذہ ہے جس طرح تیر مارا اور اس کی نوک نہیں گلی بلکہ پٹ ہو کر (یعنی چوڑائی میں) شکار پر لگا اور مر گیا جس کی حدیث میں حرمت مذکور ہے۔ (39)

مسئلہ ۳۹: بندوق کا شکار مرجائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا پھر ابھی آللہ جارحة نہیں (یعنی دھاردار آئے کی طرح کاٹ کر زخمی نہیں کرتا) بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔ (40)

مسئلہ ۴۰: دھاردار پتھر سے مارا اگر پتھر بھاری ہے تو کھایا نہ جائے کیونکہ اس میں اگر یہ احتمال ہے کہ زخمی کرنے سے مرا تو یہ احتمال بھی ہے کہ پتھر کے بوجھ سے مرا ہو اور اگر وہ ہلکا ہے تو کھایا جائے کہ یہاں مرتا جراحت کی وجہ سے ہے۔ (41)

مسئلہ ۴۱: لٹھی یا لکڑی سے شکار کو مارڈا تو کھایا نہ جائے کہ یہ آللہ جارحة نہیں بلکہ اس کی چوت سے مرتا ہے اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جانور کا مرتا اگر جراحت سے ہونا (یعنی کئے ہوئے زخم سے مرتا) یقیناً معلوم ہو تو حلال ہے

(36) الدر المختار، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۲۰۷۔

(37) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الصید، الباب الرابع فی بیان شرائط الصید، ج ۵، ص ۳۲۷۔

(38) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الصید، الباب الرابع فی بیان شرائط الصید، ج ۵، ص ۳۲۷۔

(39) الہدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۳۰۸۔

(40) الدر المختار، کتاب الصید، ج ۱۰، ص ۶۹۔

(41) الہدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۳۰۸۔

اور اگر شغل (بوجھ کی وجہ سے) اور دبئے سے (کسی چیز کے نیچے دبئے کی وجہ سے) ہو تو حرام ہے اور اگر شک ہے کہ جراحت سے ہے یا نہیں تو احتیاطاً یہاں بھی حرمت ہی کا حکم دیا جائے گا۔ (42)

مسئلہ ۳۲: چھری یا تکوار سے مارا اگر اس کی دھار سے زخمی ہو کر مر گیا تو حلال ہے اور اگر اٹی طرف سے گی یا تکوار کا قبضہ یا چھری کا درستہ لگا تو حرام ہے۔ (43)

مسئلہ ۳۳: شکار کو مارا اس کا کوئی عضو کٹ کر جدا ہو گیا تو شکار کھایا جائے اور وہ عضو نہ کھایا جائے جب کہ اس عضو کے کٹ جانے سے جانور کا زندہ رہنا ممکن ہو اور اگر ناممکن ہو تو وہ عضو بھی کھایا جا سکتا ہے اور اگر جانور کو مارا اس کے دو تکڑے ہو گئے اور دونوں برابر نہیں دونوں کھائے جائیں اور ایک تکڑا ایک تھائی ہے دوسرادو تھائی اور یہ بڑا تکڑا ادم کی جانب کا ہے جب بھی دونوں کھائے جائیں اور اگر بڑا تکڑا اسر کی طرف کا ہے تو صرف یہ بڑا تکڑا کھایا جائے دوسرا نہ کھایا جائے، اور اگر سر آدھایا آدھے سے زیادہ کٹ کر جدا ہو گیا تو یہ تکڑا بھی کھایا جا سکتا ہے۔ (44)

مسئلہ ۳۴: شکار کا ہاتھ یا پاؤں کٹ گیا مگر جدا نہ ہوا اگر اتنا کٹا ہے کہ جڑ جانا ممکن ہے اوزوہ شکار مر گیا تو یہ تکڑا بھی کھایا جا سکتا ہے اور اگر جڑ ناممکن ہے کہ پورا کٹ گیا ہے صرف چڑا ہی باقی رہ گیا ہے تو شکار کھایا جائے، یہ کٹا ہوا ہاتھ یا پاؤں نہ کھایا جائے۔ (45)

مسئلہ ۳۵: ایک شخص نے شکار کو تیر مارا اور لگا مگر ایسا نہیں لگا ہے کہ بھاگ نہ سکے بلکہ بھاگ سکتا ہے اور پکڑنے میں نہیں آسکتا اس کے بعد دوسرے شخص نے تیر مار دیا اور وہ مر گیا یہ کھایا جائے گا اور دوسرے کی ملک ہو گا اور اگر پہلے نے کاری زخم لگایا ہے کہ بھاگ نہیں سکتا پھر دوسرے نے تیر مارا اور مر گیا تو پہلے شخص کی ملک ہے اور کھایا نہ جائے کیونکہ اس کو ذبح کر سکتے تھے ایسے کو تیر مار کر ہلاک کرنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے یعنی یہ حکم اس وقت ہے کہ پہلے کے تیر مارنے کے بعد اس میں اتنی جان تھی کہ ذبح اختیاری ہو سکے اور اگر اتنی ہی جان باقی تھی جتنی مذبوح میں ہوتی ہے تو دوسرے کے تیر مارنے سے حرام نہیں ہوا، اور دوسرے کے مارنے سے تین صورت میں شکار حرام ہو گیا یہ دوسرے شخص پہلے شخص کو اس زخم خورده (زمخی) جانور کی قیمت تباوان دے کہ اس کی ملک کو ضائع کیا ہے اور اگر یہ معلوم ہے کہ جانور کی

(42) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۳۰۸۔

(43) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۳۰۹۔

(44) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۳۰۹۔

والغایۃ علی فتح القدر، کتاب الصید، فصل فی الرمی، ج ۹، ص ۶۱۔

(45) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الرمی، ج ۲، ص ۳۰۹، ۳۱۰۔

موت دونوں زخموں سے ہوئی یا معلوم نہ ہو دوسرا شخص جانور کے زخمی کرنے کا تاوان دے پھر جس جانور کو دوزخم لگے ہیں اُس کے نصف قیمت کا جو ہو وہ تاوان دے پھر گوشت کی نصف قیمت تاوان دے یعنی اس صورت میں یہ تاوان دینے ہوں گے۔ (46)

مسئلہ ۳۶: شکار کو تیر مارا پھر اس شخص نے دوسرا تیر مارا اور مر گیا اس جانور کے حلال یا حرام ہونے میں وہی حکم ہے جو دوسرا شخص کے تیر مارنے کی صورت میں ہے یہاں ضمان کی صورت نہیں ہے کہ دونوں تیر خود اسی نے مارے ہیں۔ (47)

مسئلہ ۳۷: پہاڑ کی چوٹی پر شکار مارا اور وہ پورا گھائل ہو گیا ہے (شدید زخمی ہو گیا ہے) کہ بھاگ نہیں سکتا اس نے پھر دوسرا تیر کر کر اتارا یعنی دوسرا تیر لگنے سے مر گیا اور گر تو حلال نہیں۔ (48)

مسئلہ ۳۸: پرند کو رات میں پکڑنا مباح ہے مگر بہتر یہ ہے کہ رات کو نہ پکڑے۔ (49)

مسئلہ ۳۹: باز اور شکرے وغیرہ کو زندہ پرند پر سکھانا منوع ہے کہ اُس پرند کو ایذا دینا ہے (50) بلکہ ذبح کے ہوئے جانور پر سکھائے۔ (51)

مسئلہ ۴۰: معلم بازنے کسی جانور کو پکڑا اور مارڈالا اور یہ معلوم نہیں کہ کسی نے چھوڑا ہے یا نہیں ایسی حالت میں جانور حلال نہیں کہ شکر سے حلت ثابت نہیں ہوتی اور اگر معلوم ہے کہ فلاں نے چھوڑا ہے تو پرایا مال (غیر کمال) ہے بغیر اجازت مالک اس کا لینا حلال نہیں۔ (52)

مسئلہ ۴۱: کسی دوسرے شخص کا معلم کشا یا باز مارڈالا یا کسی کی بی بی مارڈالی اس کی قیمت کا تاوان دینا ہوگا اسی طرح دوسرے کی ہر وہ چیز جس کی بیع جائز ہے تلف (ضائع) کر دینے سے تاوان دینا ہوگا۔ (53)

(46) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الری، ج ۲، ص ۱۰، ۳۱.

(47) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الری، ج ۲، ص ۲۱، ۳۱.

والعنایۃ علی فتح القدری، کتاب الصید، فصل فی الری، ج ۲، ص ۹، ۲۳.

(48) الحدایۃ، کتاب الصید، فصل فی الارمی، ج ۲، ص ۲۱، ۳۱.

(49) الدر المختار، کتاب الصید، ج ۱، ص ۲۷.

(50) المرجع السابق.

(51) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الصید، الباب السالع فی المتفرقات، ج ۵، ص ۳۱، ۳۳.

(52) الدر المختار، کتاب الصید، ج ۱، ص ۲۷.

(53) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الصید، الباب السالع فی المتفرقات، ج ۵، ص ۳۱، ۳۳.

مسئلہ ۵۲: معلم کئے کا ہبہ اور وصیت جائز ہے۔ (54)

مسئلہ ۵۳: بعض جگہ رؤسا اور زمیندار اپنے علاقہ میں دوسرے لوگوں کے لیے شکار کرنے کی ممانعت کر دیتے ہیں ان کا مقصد ان جنگلوں میں خود شکار کھینا ہوتا ہے کہ دوسرے جب نہیں کھلیں گے تو با فراط (کثرت سے) شکار ملے گا ایسی جگہ اگر کسی نے شکار کیا تو یہی مالک ہو گیا ان کی ممانعت کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں کہ شکار ان کی ملک نہیں کر منع کرنے سے منوع ہو جائے بلکہ جو پڑے اُسی کی ملک ہے۔ (55)

مسئلہ ۵۴: بہت جگہ زمیندار تالابوں سے مچھلیاں نہیں مارنے دیتے اور جو مارتا ہے چھین لیتے ہیں یہ ان کا فعل ناجائز و حرام ہے جو مار لے اُسی کی ہیں اور چھپ کر مارنا چوری میں داخل نہیں اگرچہ بعض لوگ اسے چوری کہتے ہیں کہ مال مباح میں چوری کیسی۔

مسئلہ ۵۵: بعض لوگ مچھلیوں کے شکار میں زندہ مچھلی یا زندہ میئڈ کی کانٹے میں پروردیتے ہیں اور اس سے بڑی مچھلی پھنساتے ہیں ایسا کرنا منع ہے کہ اس جانور کو ایذا دینا ہے اسی طرح زندہ گھینسا (کیچوا) کانٹے میں پرور کر شکار کرتے ہیں یہ بھی منع ہے۔



(54) المرجع السابق.

(55) الفتاوى الحمدية، كتاب القيد، الباب السابع في المتفقات، ج ۵، ص ۱۳۳۔

رہن کا بیان

رہن کا جواز کتاب و سنت سے ثابت اور اس کے جائز ہونے پر اجماع منعقد۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

(وَإِن كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ فَلَا تَجْهَدُوا إِذَا أَتَيْتُمْ فَرِيزْ هُنْ مَقْبُوْضَةً) (۱)

اور اگر تم سفر میں ہو (اور گین دین کرو) اور کتاب نہ پاؤ (کہ وہ دستاویز لکھے) تو گروی رکھنا ہے جس پر قبضہ ہو جائے۔

اس آیت میں سفر میں گروی رکھنے کا ذکر ہے مگر حدیثوں سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنی زرہ گرو (رہن) رکھی تھی۔



(۱) پ ۳، البقرۃ: ۲۸۳

اس آیت کے تحت مفسر شیر مولا ناصید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یعنی کوئی چیز دائن کے قبضہ میں گروی کے طور پر دے دو۔ مسئلہ: یہ مستحب ہے اور حالت سفر میں رہن آیت سے ثابت ہوا اور غیر سفر کی حالت میں حدیث سے ثابت ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنی زرہ مبارک یہودی کے پاس گروی رکھ کر بیس صاعچ لئے مسئلہ اس آیت سے رہن کا جواز اور قبضہ کا شرط ہونا ثابت ہوتا ہے۔

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ ادھار خریدا تھا اور لو ہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی تھی۔ (۱)

حدیث ۲: صحیح بخاری میں انہیں سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی اس وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس ۳۰ صاع جو کے مقابل میں گردی تھی۔ (۲)

(۱) صحیح مسلم، کتاب المساقہ... راجح، باب الرحمن... راجح، الحدیث: ۱۲۵، ص ۸۶۶۔ (۱۶۰۳)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس یہودی کا نام ابو قلم تھا، قبیلہ بنی ظفر سے تھا اتو اس وقت صرف اسی کے پاس فال تو جو تھے، کسی صحابی کے پاس ضرورت سے زائد نہ تھے یا حضرات صحابہ حضور انور سے گردی لینے پر ہرگز خیارت نہ تھے اور گردی رکھنا ضروری تھا تاکہ آئندہ اس گردی کے مسائل لوگوں کو معلوم ہو سکیں اسی لیے یہودی سے قرض لیا اور اسے گردی دیا، حضور انور نے ابو قلم سے کچھ ادھار لیے تھے جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔

۲۔ اس واقعہ سے بہت سے احکام شرعیہ معلوم ہوئے: کفار سے خرید و فروخت اور قرض کالین دین جائز ہے اگرچہ ان کی آمدنی خالص حلال نہیں، وہ شراب و سور کی بھی تجارت کرتے ہیں، سود کا کاروبار بھی کرتے ہیں، ہر جگہ آمدنی والے کا یہ ہی حکم ہے، حضور انور نے دنیا میں زہد و قناعت اختیار کی، جنگی سامان کفار کے ہاں گردی رکھنا درست ہے اگرچہ بحالت جنگ ان کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا منوع ہے، ذمی کفار اپنے مال و اسباب کے شرعی مالک ہیں۔ رہن گھر میں بھی درست ہے، قرآن کریم میں رہن رکھنے کے لئے جو سفر کی قید ہے کہ "وَإِن كُنْتُمْ عَلَى سَفَرٍ" (الخ) یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں۔ خیال رہے کہ کفار کے ہاتھ قرآن شریف یا مسلمان غلام فروخت کرنا منوع ہے، دین میں میعاد ادا مقرر ہونی چاہیے تاکہ جھگڑا نہ پڑے۔ (مرقات) (مراۃ المناجح شرح مشکوۃ المهاجع، ج ۲، ص ۲۸۶)

(۲) صحیح البخاری، کتاب الجihad والسریر، باب ما قيل في درع لنبيصلی اللہ علیہ وسلم... راجح، الحدیث: ۲۹۱۶، ج ۲، ص ۲۸۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یا تو یہ وہ ایسی واقعہ ہے جو ابھی مذکور ہوا یا یہ دوسرا واقعہ ہے، یہ زرہ حضرت ابو بکر صدیق نے چھوڑا تھی اور حضرت علی کو مرحمت فرمادی۔ (مرقات) اور حضور انور کے تمام وعدے و قرض حضرت صدیق اکبر لے ادا کیے۔ وہ جو روایت میں آتا ہے کہ مقرض میت کی روح ادا نے قرض سے پہلے پھنسی رہتی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ میت نے بلا ضرورت قرض لیا ہو یا ناجائز کام کے لیے یا اس کی نیت ادا کی نہ ہو لہذا اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ ایک صاع ساڑھے چار سیر کا ہوتا ہے تو کل ۱۳۵ سیر جو ہوئے یعنی تین مسیون بدرہ سیر۔

(مراۃ المناجح شرح مشکوۃ المهاجع، ج ۲، ص ۲۸۷)

حدیث ۳: صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کے مقابل میں اپنی زرد گرو رکھ دی تھی۔ (3)

حدیث ۴: امام بخاری ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانور جب مرحون (گروی رکھا ہوا) ہوتا اس پر خرچ کے عوض سوار ہو سکتے ہیں اور دودھ والے جانور کا دودھ بھی نفقہ کے عوض میں پیدا جائے گا، اور سوار ہونے اور دودھ پینے کا خرچ سوار ہونے والے اور پینے والے پر ہے۔ (4)

حدیث ۵: ابن ماجہ ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہن بند نہیں کیا جائے گا (5) (یعنی مرتبہن (رہن رکھنے والے) اُس کو اپنا کر لے یہ نہیں ہو سکتا)۔

حدیث ۶: امام شافعی اور حاکم نے متدرک اور بیہقی نے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہن کہر ہن مغلق (یعنی مرتبہن (رہن رکھنے والے) اپنا کر لے) نہیں ہوتا، جس نے رہن

(3) صحیح البخاری، کتاب الرحم، باب فی الرحم فی الحضر، الحدیث: ۲۵۰۸، ج ۲، ص ۷۲۔

(4) صحیح البخاری، کتاب الرحم، باب الرحم مركوب و مخلوب، الحدیث: ۲۵۱۲، ج ۲، ص ۷۸۔

حکیم الامت کے مدفن پھول

۱۔ جمہور علماء کے نزدیک اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ مالک یعنی مقروظ اپنی گروی چیز کا خرچ برداشت کرے اور اس سے نفع حاصل کر سکتا ہے لہذا اگر یہ بھیں یا اگھوڑے کا خرچ مالک یعنی مقروظ دے گا اور دودھ یا سواری کا حق بھی مقروظ ہی کو ہو گا، اس صورت میں حدیث ظاہر ہے۔ اگر یہ مطلب ہو کہ قرض خواہ گروی پر خرچ کرے اور اس کے دودھ سواری سے فائدہ اٹھائے تو احادیث ربوہ سے یہ حدیث منسوخ ہے کہ جو قرض نفع کا ذریعہ ہو وہ حرام ہے، امام احمد و اسحاق اس حدیث کی بناء پر فرماتے ہیں کہ قرض خواہ رہن سے نفع بھی اٹھائے اس پر خرچ بھی کرے وہ بھی صرف سواری دودھ کی اجازت دیتے ہیں، باقی منافع حاصل کرنا ان کے ہاں بھی حرام ہے مگر ان کا یہ قول ضعیف بھی ہے اور جمہور علماء و احادیث ربوہ کے مخالف بھی کیونکہ ان کے ہاں بھی اگر مرحون غلام قرض خواہ کے قبضہ میں فوت ہو جائے تو اس کا کفن دفن مالک پر ہے نہ کہ قرض خواہ پر۔

۲۔ اگر مقروظ اس گروی کا دودھ وغیرہ استعمال کرے تو خرچ اس کے ذمہ اور اگر قرض خواہ اس کی یہ چیزیں نہ دے تو رہن کی آمدی سے اس کے یہ خرچ پورے کیے جائیں۔ اگر آمدی نیچ رہے تو وہ قرض خواہ کے پاس امانت ہے جو ادائے قرض کے وقت دی جائے اور اگر خرچ بڑھ جائے تو قرض میں شمار ہو گا، جب مقروظ قرض اور یہ خرچ ادا کرے گا اب اپنی چیز واپس لے گا۔

(مرآۃ السنایج شرح مشکوۃ المصانع، ج ۲، ص ۳۸۸)

(5) سنن ابن ماجہ، کتاب الرحم، باب لاغلق الرحم، الحدیث: ۲۳۲۱، ج ۳، ص ۱۶۱۔

رکھا ہے اس کے لیے رہن کا فائدہ اور اسی پر اس کا نقصان ہے۔ (6)



(6) السن الکبری لیحقی، کتاب الرهن... راجح، باب ما جاء في زیادات الرهن، الحدیث: ۱۲۱، ۱۲۰، ج ۶، ص ۲۵۰۔
حکیم الامت کے بدفنی پھول

اسلام ایغلق باب افعال کا مظارع معروف ہے، پہلا رہن مصدر ہے دوسرا بھی مرہون یعنی کسی چیز کا گروی رکھو نہیں اس مرہون چیز کو مالک مقوض سے روکتا نہیں بلکہ اس رہن کو اس مرہون کے استعمال کا حق ہے۔

۲۔ یعنی گروی چیز کے منافعے مالک کے ہوں گے اور اس کے تمام مصارف مالک ہی پر ہوں گے وہ رہن قرض خواہ کے پاس بطور امانت مقوض رہے گا، یہ حدیث گزشتہ حدیث کی شرح ہے کہ مالک رہن مرہون کے نفع حاصل کرے گا اور اس پر ہی اس کے خرچے ہوں گے۔ مرہون یعنی قرض خواہ کو نفع لینے کا حق ہے نہ اس پر خرچ، یہ ہی جمہور علماء اسلام کا نہ ہب ہے اور یہ حدیث ان کی موئید ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رہن پر قرض خواہ کا قبضہ تو ضروری ہے مگر قبضہ کا دوام ضروری نہیں، مالک کچھ دیر کے لیے قرض خواہ سے مرہون لے سکتا ہے کہ بغیر ملے اس سے نفع کیسے اٹھائے گا۔

۳۔ راوی معروف ہے اور اس کے فاعل امام شافعی ہیں، ہو سکتا ہے کہ مجھوں ہو اور مثلہ نائب فاعل۔ مطلب یہ ہے کہ مصانع میں تو مرسلاً مردی ہے اور امام شافعی نے متصل اسناد سے بھی روایت فرمائی عن سعید ابن مسیب عن ابی حریرۃ۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۲، ص ۲۸۹)

مسائل فقہیہ

لغت میں رہن کے معنی روکنا ہیں اس کا سبب کچھ بھی ہو اور اصطلاح شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے ختن میں اس لئے روکنا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے حق کو کھلا یا جزء وصول کرنا ممکن ہو مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دین (قرض) ہے اس مدیون (مقرض) (مقرض) نے اپنی کوئی چیز دائن (قرض دینے والا) کے پاس اس لئے رکھ دی ہے کہ اس کو اپنے دین کی وصول پانے کے لئے ذریعہ بنے، رہن کو اردو زبان میں گروی رکھنا بولتے ہیں، کبھی اس چیز کو بھی رہن کہتے ہیں جو رکھی گئی ہے اس کا دوسرا نام مر ہون ہے، چیز کے رکھنے والے کو رہن (رہن رکھوانے والے) اور جس کے پاس رکھی گئی اس کو مر تھن (رہن رکھنے والے) کہتے ہیں، عقد رہن بالاجماع جائز ہے، قرآن مجید اور حدیث شریف سے اس کا جواز ثابت ہے، رہن میں خوبی یہ ہے کہ دائن و مدیون (مقرض) دونوں کا اس میں بھلا ہے کہ بعض مرتبہ بغیر رہن رکھے کوئی دیتا نہیں مدیون (مقرض) کا بھلا یوں ہوا کہ دین مل گیا اور دائن کا بھلا ظاہر ہے کہ اس کو اطمینان ہوتا ہے کہ اب میرار و پیہ مارانہ جائے گا۔ (۱)

مسئلہ ۱: رہن جس حق کے مقابلہ میں رکھا جاتا ہے وہ دین (یعنی واجب فی الذمہ) ہو عین کے مقابل (یعنی ثمن و قرض کے علاوہ کسی چیز کے بدالے میں) رہن رکھنا صحیح نہیں، ظاہر اور باطنًا دونوں طرح واجب ہو جیسے مبیع کاشمن اور قرض یا ظاہر واجب ہو جیسے غلام کو بیچا اور وہ حقیقت میں آزاد تھا یا سر کہ بیچا اور وہ شراب تھا اور ان کے ثمن کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھی، یہ ثمن بظاہر واجب ہے مگر واقع میں نہ بیع ہے نہ ثمن، اگر حقیقتہ دین نہ ہو حکما دین ہو تو اس کے مقابل میں

(۱) الحدایۃ، کتاب الرحمن، ج ۲، ص ۳۱۲۔

العنایۃ علی فتح القدر، کتاب الرحمن، ج ۹، ص ۶۳، ۶۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

رہن کے معنی ہیں جس یعنی قید کرنا، روکنا، شریعت میں گروی کو رہن کہتے ہیں۔ جس کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کے حق کی وجہ سے اپنی کوئی چیز ہمارے کے پاس رکھ دی جائے کہ جب یہ شخص حق دار کا حق ادا کر دے، اپنی چیز لے لے، رہن کا ثبوت قرآن شریف سے بھی ہے حدیث شریف سے بھی۔ چنانچہ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَإِنَّهُمْ مَقْبُوضَةٌ" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ قرض لیا اور اپنی ذرہ اس کے پاس گروی رکھی حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت وہ ذرہ گروی ہی تھی جو جناب صدیق اکبر نے چھوڑا۔

(أشعد المأمورات) (مراة النافع شرح مکملة المصانع، ج ۲، ص ۳۸۵)

بھی رہن صحیح ہے جیسے اعیان مضمونہ بفسہا یعنی جہاں مثل یا قیمت سے تاداں دینا پڑے جیسے مغصوب شے (غصب کی ہوئی چیز) کہ غاصب (غصب کرنے والا) پر واجب یہ ہے کہ جو چیز غصب کی ہے بعینہ وہی چیز مالک کو دے اور وہ نہ ہو تو مثل یا قیمت تاداں دے، جہاں ضمان واجب نہ ہو جیسے ودیعت اور امانت کی دوسری صورتیں ان میں رہن درست نہیں اسی طرح اعیان مضمونہ بغیرہا کے مقابل میں بھی رہن صحیح نہیں جیسے مدعی کہ جب تک یہ بالع کے قبضہ میں ہے اگر ہلاک ہو گئی تو اس کے مقابل میں مشتری (خریدار) سے بالع کا شمن ساقط ہو جائے گا، مشتری (خریدار) کے پاس بالع کوئی چیز رہن رکھے صحیح نہیں۔ (2)

مسئلہ ۲: عقد رہن ایجاد و قبول سے منعقد ہوتا ہے مثلاً مدیون (مقرض) نے کہا کہ تمہارا جو کچھ میرے ذمہ ہے اس کے مقابلہ میں یہ چیز تمہارے پاس رکھی یا یہ کہ اس چیز کو رکھ لودوسرا کہے میں نے قبول کیا، بغیر ایجاد و قبول کے الفاظ بولنے کے بھی بطور تعاطی رہن ہو سکتا ہے جس طرح بعض تعاطی سے ہو جاتی ہے۔ (3)

مسئلہ ۳: لفظ رہن بولنا ضروری نہیں بلکہ کوئی دوسرالفاظ جس نے معنی رہن سمجھے جاتے ہوں تو رہن ہو گیا مثلاً ایک روپیہ کی کوئی چیز خریدی اور بالع کو اپنا کپڑا یا کوئی چیز دے دی اور کہہ دیا کہ اسے رکھے رہو جب تک میں دام نہ دے دوں یہ رہن ہو گیا یونہی ایک شخص پر دین ہے اس نے دائن کو اپنا کپڑا دے کر کہا کہ اسے رکھے رہو جب تک دین ادا نہ کر دوں یہ رہن بھی صحیح ہے۔ (4)

مسئلہ ۴: ایجاد و قبول سے عقد رہن ہو جاتا ہے مگر لازم نہیں ہوتا جب تک مرتبہن (رہن رکھنے والے) شے مرحون (گروی رکھی ہوئی چیز) پر قبضہ نہ کر لے لہذا قبضہ سے پہلے رہن (رہن رکھانے والے) کو اختیار رہتا ہے کہ چیز دے یا نہ دے اور جب مرتبہن (رہن رکھنے والے) نے قبضہ کر لیا تو پہلیا معاملہ ہو گیا اب رہن (رہن رکھانے والے) کو بغیر اس کا حق ادا کئے چیز واپس لینے کا حق نہیں رہتا۔ (5) مگر عناویہ میں فرمایا کہ یہ عامہ کتب کے مخالف ہے، امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح یہ ہے کہ بغیر قبضہ رہن جائز ہی نہیں، امام حاکم شہید نے کافی میں اور امام جعفر طحاوی و امام کرخی نے اپنے اپنے مختصر میں اسی کی تصریح کی (6) اور درحقیقت میں مجتبی سے ہے کہ قبضہ شرط جواز ہے نہ کہ شرط

(2) الدر المختار در الدختار، کتاب الرہن، ج ۱۰، ص ۸۰.

(3) الحدایۃ، کتاب الرہن، ج ۲، ص ۳۱۲.

ور الدختار، کتاب الرہن، ج ۱۰، ص ۸۱.

(4) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الرہن، الباب الاول فی تغیره و رکنه... بالع، الفصل الاول، ج ۵، ص ۳۳۲.

(5) الحدایۃ، کتاب الرہن، ج ۲، ص ۳۱۲.

(6) العنایۃ علی لمح القدر، کتاب الرہن، ج ۹، ص ۶۶.

لزوم۔ (7)

مسئلہ ۵: قبضہ کے لئے اجازت را، مگر (راہن رکھوانے والے) ضروری ہے، صراحةً قبضہ کی اجازت دے یا دلالۃ دونوں صورتوں میں قبضہ ہو جائے گا، اسی مجلس میں قبضہ ہو جس میں ایجاد و قبول ہوا ہے یا بعد میں خود قبضہ کرے یا اس کا نائب قبضہ کرے سب صحیح ہے۔ (8)

مسئلہ ۶: مر ہون شے پر قبضہ اس طرح ہو کہ وہ اکٹھی ہو متفرق نہ ہو مثلاً درخت پر پھل ہیں یا کھیت میں زراعت ہے صرف پھلوں یا زراعت کو رکھا درخت اور کھیت کو نہیں رکھا یہ قبضہ صحیح نہیں اور یہ بھی ضرور ہے کہ مر ہون شے حق را، مگر (راہن رکھوانے والے) کے ساتھ مشغول نہ ہو مثلاً درخت پر پھل ہیں اور صرف درخت کو رکھا اور یہ بھی ضرور ہے کہ متمیز ہو یعنی مشاع نہ ہو۔ (9)

مسئلہ ۷: ایسی چیز را، مگر جو دوسری چیز کے ساتھ متصل ہے مثلاً درخت میں پھل لگے ہیں صرف پھلوں کو رکھا اور مر تھن (راہن رکھنے والے) نے جدا کر کے مثلاً پھلوں کو توڑ کر قبضہ کر لیا اگر یہ قبضہ بغیر اجازت را، مگر (راہن رکھوانے والے) ہے تو ناجائز ہے خواہ اسی مجلس میں قبضہ کیا ہو یا بعد میں اور اگر اجازت را، مگر (راہن رکھوانے والے) سے ہے تو جائز ہے۔ (10)

مسئلہ ۸: مر ہون و مر تھن (راہن رکھنے والے) کے درمیان را، مگر (راہن رکھوانے والے) نے تخلیہ کر دیا۔ (یعنی شے مر ہون سے اپنا قبضہ ہٹا دیا) کہ مر تھن (راہن رکھنے والے) اگر قبضہ کرنا چاہے کر سکتا ہے یہ بھی قبضہ ہی کے حکم میں ہے جس طرح بیع میں بالع نے بیع اور مشتری (خریدار) نے درمیان تخلیہ کر دیا قبضہ ہی کے حکم میں ہے۔ (11)

مسئلہ ۹: را، مگر کے شرائط حسب ذیل ہیں:

(۱) را، مگر (راہن رکھوانے والے) و مر تھن (راہن رکھنے والے) عاقل ہوں یعنی ناسجھ بچہ اور مجنون کا را، مگر صحیح نہیں، بلوغ اس کے لئے شرط نہیں نابالغ بچہ جو عاقل ہو اس کا را، مگر رکھنا صحیح ہے۔

(۲) را، مگر کسی شرط پر متعلق نہ ہونہ اس کی اضافت وقت کی طرف ہو۔

(7) الدر المختار، کتاب الرحم، ج ۱۰، ص ۸۲۔

(8) الدر المختار، کتاب الرحم، ج ۱۰، ص ۸۱۔

(9) الدر المختار، کتاب الرحم، ج ۱۰، ص ۸۲۔

(10) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الرحم، الباب الاول فی تفسیره و رکنہ... بالغ، الفصل الاول، ج ۵، ص ۳۳۳۔

(11) الحدایۃ، کتاب الرحم، ج ۲، ص ۳۱۲۔

(۳) جس چیز کو رہن رکھا وہ قابل بیع ہو یعنی وقت عقد موجود ہو مال مطلق، محتوم، (یعنی شرعاً قابل قیمت ہو) مملوک، (ملکیت میں ہو) معلوم، مقدر اور لتسیم ہو (یعنی سپرد کرنے پر قادر ہو) لہذا جو چیز وقت عقد موجود ہی نہ ہو یا اس کے وجود عدم (یعنی چیز کے ہونے یا نہ ہونے) دونوں کا اختال ہو، اس کا رہن جائز نہیں مثلاً درخت میں جو پھل اس سال آئیں گے یا بکریوں کے اس سال جو بچے پیدا ہوں گے یا اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے ان سب کا رہن نہیں ہو سکتا مردار اور خون کو رہن نہیں رکھ سکتے کہ یہ مال نہیں حرم و حرام کے شکار بھی مردار ہیں مال نہیں، آزاد کو رہن نہیں رکھ سکتا کہ مال نہیں، مدبر و ام ولد کا رہن جائز نہیں، دونوں را رہن (رہن رکھانے والے) و مرتبہن (رہن رکھنے والے) میں اگر کوئی مسلم ہو تو شراب و خزیر کو رہن نہیں رکھ سکتے، اموالی مباحہ مثلاً شکار اور جنگل کی لکڑی اور گھاس چونکہ یہ مملوک نہیں ان کا رہن بھی ناجائز ہے۔⁽¹²⁾

مسئلہ ۱۰: مرہون چیز مرتبہن (رہن رکھنے والے) کے ضمان میں ہوتی ہے یعنی مرہون کی مالیت اس کے ضمان میں ہوتی ہے اور خود عین بطور امانت ہے اس کا فرق یوں ظاہر ہو گا کہ اگر مرہون کو مرتبہن (رہن رکھنے والے) نے را رہن (رہن رکھانے والے) سے خرید لیا تو یہ قبضہ جو مرتبہن (رہن رکھنے والے) کا ہے۔ قبضہ بخریداری کے قائم مقام نہیں ہو گا۔ کہ یہ قبضہ امانت ہے اور مشتری (خریدار) کے لیے قبضہ ضمان درکار ہے اور خود وہ چیز امانت ہے۔ لہذا مرہون کا نفقة را رہن (رہن رکھانے والے) کے ذمہ ہے مرتبہن (رہن رکھنے والے) کے ذمہ نہیں اور غلام مرہون تھا وہ مرگیا تو کفن را رہن (رہن رکھانے والے) کے ذمہ ہے۔⁽¹³⁾

مسئلہ ۱۱: مرتبہن (رہن رکھنے والے) کے پاس اگر مرہون ہلاک ہو جائے تو دین اور اس کی قیمت میں جو کم ہے اس کے مقابلہ میں ہلاک ہو گا مثلاً سور و پے دین ہیں اور مرہون کی قیمت دو سو ۲۰۰ ہے تو سو ۱۰۰ کے مقابلہ میں ہلاک ہوا یعنی اس کا دین ساقط ہو گیا اور مرتبہن (رہن رکھنے والے) را رہن (رہن رکھانے والے) کو کچھ نہیں دے گا اور اگر صورت مفروضہ (مثال کے طور پر بیان کی گئی صورت) میں مرہون کی قیمت پچاس روپے ہے تو دین میں سے پچاس ساقط ہو گئے اور پچاس باقی ہیں اور اگر دونوں برابر ہیں تو نہ دینا ہے نہ لینا۔⁽¹⁴⁾

مسئلہ ۱۲: مرہون کی قیمت اس روز کی معتبر ہے جس دن رہن رکھا ہے یعنی جس دن مرتبہن (رہن رکھنے والے) کا

(12) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الرحمٰن، الباب الاول فی تفسیرہ و رکن... راجح، الفصل الاول، ج ۵، ص ۲۳۲۔

(13) الحمدیۃ، کتاب الرحمٰن، ج ۲، ص ۳۱۲۔

والدر المختار و روا المختار، کتاب الرحمٰن، ج ۱۰، ص ۸۳۔

(14) الدر المختار، کتاب الرحمٰن، ج ۱۰، ص ۸۳۔

قبضہ ہوا ہے جس دن ہلاک ہوا اُس دن کی قیمت کا اعتبار نہیں یعنی رہن رکھنے کے بعد چیز کی قیمت گھٹ بڑھ گئی (یعنی کم زیادہ ہو گئی) اس کا اعتبار نہیں مگر اگر درجے شخص نے مر ہون کو ہلاک کر دیا تو اس سے تاوان میں وہ قیمت لی جائے گی جو ہلاک کرنے کے دن ہے اور یہ قیمت مر ہن (رہن رکھنے والے) کے پاس اُس مر ہون کی جگہ رہن ہے یعنی اب یہ مر ہون ہے۔ (15)

مسئلہ ۱۴: مر ہن (رہن رکھنے والے) نے رہن رکھتے وقت یہ شرط کر لی ہے کہ اگر چیز ہلاک ہو گئی تو میں ضامن نہیں، اس صورت میں وہ ضامن ہے اور یہ شرط باطل ہے۔ (16)

مسئلہ ۱۵: دو چیزیں رہن رکھی ہیں ان میں سے ایک ہلاک ہو گئی اور ایک باقی ہے اور جو ہلاک ہو گئی اس تھا کی قیمت دین سے زائد ہے تو یہ نہیں ہو گا کہ دین ساقط ہو جائے بلکہ دین کو ان دونوں کی قیمتوں پر تقسیم کیا جائے جو حصہ اس ہلاک شدہ کے مقابل آئے وہ ساقط اور جو باقی کے مقابل ہے وہ باقی ہے، یوہیں مکان رہن رکھا اور وہ گرم کیا تو دین کو عمارت و زمین کی قیمت پر تقسیم کیا جائے جو حصہ عمارت کے مقابل ہے ساقط اور جو زمین کے مقابل ہے باقی ہے یوہیں اگر دس روپے دین کے ہیں چالیس روپے کی پوتین (چھرے کا چغہ) رہن رکھوں کو کیروں نے کھالیا اب اس کی قیمت دس روپے رہ گئی تو ڈھائی روپے دے کر رہا ہن (رہن رکھوں والے) چھوڑا لے گا کہ پوتین کی تین چوتھائیاں کم ہو گئیں لہذا دین کی بھی تین چوتھائیاں یعنی ساڑھے سات روپے کم ہو گئے ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ خود چیز میں اگر نقصان ہو جائے تو اس کا دین پر اثر پڑے گا اور نرخ کم ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۶: مر ہن (رہن رکھنے والے) نے اگر مر ہون میں کوئی ایسا فعل کیا جس کی وجہ سے وہ چیز ہلاک ہو گئی یا اس میں نقصان پیدا ہو گیا تو ضامن ہے یعنی اس کا تاوان دینا ہو گا، مثلاً ایک کپڑا میں ۲۰ روپے کی قیمت کا دس ۱۰ روپے میں رہن رکھا مر ہن (رہن رکھنے والے) نے باجازت رہا ہن (رہن رکھوں والے) ایک مرتبہ اسے پہنا اس کے پہنچ سے چھر روپے قیمت گھٹ گئی (یعنی کم ہو گئی) اب وہ چودہ ۱۴ روپے کا ہو گیا اس کے بعد اس کو بغیر اجازت استعمال کیا اس استعمال سے چار روپے اور کم ہو گئے اب اس کی قیمت دس روپے ہو گئی اس کے بعد وہ کپڑا ضائع ہو گیا اس صورت میں مر ہن (رہن رکھنے والے) رہا ہن (رہن رکھوں والے) سے صرف ایک روپیہ وصول کر سکتا ہے اور نو روپے ساقط ہو گئے کیونکہ رہن کے دن جب اس کی قیمت بیس ۲۰ روپے تھی اور قرض کے دس ۱۰ ہی روپے تھے تو نصف

(15) الدر المختار در المختار، کتاب الرحمن، ج ۱۰، ص ۸۳۔

(16) الدر المختار، کتاب الرحمن، ج ۱۰، ص ۸۳۔

(17) الدر المختار، کتاب الرحمن، ج ۱۰، ص ۸۳۔

کا ضمان ہے اور نصف امانت ہے، پھر جب اس کو اجازت سے پہنچا ہے تو چھروپے کی جو کی ہے اُس کا تادا ان نہیں کہ یہ کمی باجازت مالک ہے مگر دوبارہ جو پہنا تو اس کی کمی کے چار روپے اس پر تادا ان ہوئے گویا دس ۱۰ میں سے چار وصول ہو گئے چھوپے باقی ہیں پھر جس دن وہ کپڑا ضائع ہوا چونکہ دس ۱۰ کا تھا لہذا نصف قیمت کے پانچ روپے ہیں، امانت ہے اور نصف دوم کہ یہ بھی پانچ ہے اس کا ضمان ہے ہلاک ہونے سے نصف دوم بھی وصول سمجھو لہذا یہ پانچ اور چار پہلے کے ٹھیک نو وصول ہو گئے، ایک باقی رہ گیا ہے وہ راہن (راہن رکھوانے والے) سے لے سکتا ہے۔ (18)

مسئلہ ۱۶: ایک شخص کچھ دین لیتا چاہتا ہے بات چیت ہو گئی اور یہ بھی نہ سمجھا گیا کہ اس کے مقابلہ میں فلاں چیز رہن رکھوں گا چنانچہ اس چیز پر مرتبہن (راہن رکھنے والے) کا قبضہ ہو گیا اور ابھی دین دیا نہیں ہے اب فرض کرو کہ قرض دینے سے پہلے مرتبہن (راہن رکھنے والے) کے پاس وہ چیز ہلاک ہو گئی اس کی دو صورتیں ہیں اگر قرض کی کوئی مقدار نہیں بیان کی گئی ہے فقط اتنی بات ہوئی کہ تم سے کچھ روپے قرض لوں گا اس صورت میں وہ چیز مرتبہن (راہن رکھنے والے) کے ضمان میں نہیں ہے ہلاک ہونے سے اُس کو کچھ دینا واجب نہیں، اور اگر قرض کی مقدار بیان کر دی ہے مثلاً سو۰۰ اروپے لوں گا اور یہ لورکھو یہ رہن ہو گی اس صورت میں ضمان ہے اس کا وہی حکم ہے کہ سورپے لے کر رکھ دیتا یعنی دین اور اس چیز کی قیمت دو توں میں جو کم ہے اس کے مقابل میں اس کو ہلاک ہونا سمجھا جائے گا مثلاً اس کی قیمت سو۰۰ اروپے یا زیادہ ہے تو مرتبہن (راہن رکھنے والے) راہن (راہن رکھوانے والے) کو سو۰۰ اروپے دے اور سو۰۰ سے کم ہے تو جو کچھ قیمت ہے وہ دے۔ (19)

مسئلہ ۱۷: قرض دینے کا وعدہ کیا تھا اور قرض مانگنے والے نے قرض لینے سے پہلے کوئی چیز رہن رکھ دی اور مرتبہن (راہن رکھنے والے) نے کچھ قرض دیا اور کچھ باقی ہے تو باقی کا جبرا اس سے مطالبہ نہیں ہو سکتا یہ حکم اُس وقت ہے کہ مرہون موجود ہو اور ہلاک ہو گیا تو اس کا حکم وہ ہے جو پہلے بیان ہوا۔ (20)

مسئلہ ۱۸: دائن نے مدیون (مقرض) سے اپنے دین کے مقابل جب کوئی چیز رہن رکھوں تو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اب وہ دین کا مطالبہ ہی نہیں کر سکتا خاموش بیٹھا رہے بلکہ اب بھی مطالبہ کر سکتا ہے قاضی کے پاس دین کا دعویٰ کر سکتا ہے اور قاضی کو اگر ثابت ہو جائے کہ مدیون (مقرض) (مقرض) اداۓ دین میں ڈھیل ڈال رہا ہے (قرض کی ادائیگی میں تاخیر کر رہا ہے) تو اسے قید بھی کر سکتا ہے کہ ایسے کی یہی سزا ہے۔ (21)

(18) الدر المختار و رواجخار، کتاب الرحمن، ج ۱۰، ص ۸۵۔

(19) الدر المختار و رواجخار، کتاب الرحمن، ج ۱۰، ص ۸۳۔

(20) الدر المختار و رواجخار، کتاب الرحمن، باب ما يجوز ارتقا نه و ما لا يجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۲۔

(21) الحدایۃ، کتاب الرحمن، ج ۲، ص ۳۱۳۔

مسئلہ ۱۹: رہن فتح ہونے کے بعد بھی مرتہن (رہن رکھنے والے) کو یہ اختیار ہے کہ جب تک اپنا مطالبہ وصول نہ کر لے یا معاف نہ کر دے مرحون شے اپنے قبضہ میں رکھے راہن (رہن رکھانے والے) کو واپس نہ دے یعنی مخف زبان سے کہہ دینے سے کہ رہن فتح کیا رہن فتح نہیں ہوتا بلکہ باقی رہتا ہے جب تک مرحون کو واپس نہ کر دے جب رہن فتح نہیں ہوا تو اب بھی چیز کو روک سکتا ہے، ہاں دین یا قبضہ دونوں میں ایک جاتا رہے مثلاً دین وصول پایا، یا معاف کر دیا کہ اب دین باقی نہ رہا یا راہن (رہن رکھانے والے) کے قبضہ میں دے دیا تو اب رہن جاتا رہے گا۔ (22)

مسئلہ ۲۰: فتح رہن کے بعد چیز مرتہن (رہن رکھنے والے) کے پاس ہلاک ہو گئی اب بھی وہی احکام ہیں جو فتح نہ ہونے کی صورت میں تھے کہ دین اور قیمت مرحون میں جو کم ہے اس کے مقابل میں چیز ہلاک ہو گئی۔ (23)

مسئلہ ۲۱: مرتہن (رہن رکھنے والے) نے اگر راہن (رہن رکھانے والے) کو وہ چیز دے دی مگر بطور فتح رہن نہیں بلکہ بطور عاریت (یعنی وقت طور پر استعمال کے لیے دی) تو اب بھی رہن باقی ہے (24) یعنی اس سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲: مرحون شے جب تک مرتہن (رہن رکھنے والے) کے ہاتھ میں ہے راہن (رہن رکھانے والے) اُسے بیع نہیں کر سکتا، مرتہن (رہن رکھنے والے) جب تک دین وصول نہ کر لے اُس کو اختیار ہے کہ بیع نہ دے اور اگر مدیون (مقروض) نے کچھ دین ادا کیا ہے کچھ باقی ہے اب بھی راہن (رہن رکھانے والے) مرتہن (رہن رکھنے والے) سے چیز واپس نہیں لے سکتا جب تک گل دین ادا نہ کر دے اور جب دین پیباق کر دیا (یعنی قرض کی مکمل ادائیگی کر دی) تو مرتہن (رہن رکھنے والے) سے کہا جائے گا کہ رہن واپس دو کیونکہ اب اُسے روکنے کا حق باقی نہ رہا۔ (25)

مسئلہ ۲۳: مدیون (مقروض) نے دین ادا کر دیا اور بھی تک شے مرحون مرتہن (رہن رکھنے والے) کے پاس ہے واپسی نہیں ہوئی ہے اور چیز ہلاک ہو گئی تو جو کچھ مدیون (مقروض) نے ادا کیا ہے مرتہن (رہن رکھنے والے) سے واپس لے گا، کیونکہ مرتہن (رہن رکھنے والے) کا وہ قبضہ اب بھی قبضہ خمان ہے اور یہ ہلاک دین کے مقابل میں متصرور ہو گا لہذا واپس کرنا ہوگا۔ (26) یہ اس وقت ہے کہ مرحون کی قیمت دین سے زائد یا دین کے برابر ہے اگر دین سے کم

(22) الدر المختار در المحتر، کتاب الرحم، ج ۱، ص ۸۵۔

(23) المحدثیۃ، کتاب الرحم، ج ۲، ص ۲۱۵۔

(24) العنایۃ علی فتح القدیر، کتاب الرحم، ج ۹، ص ۷۹۔

(25) المحدثیۃ، کتاب الرحم، ج ۲، ص ۲۱۵۔

(26) المرجع السابق۔

ہے تو جتنا مرہون کی قیمت تھی اُتنا ہی واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳: مرہن (رہن رکھنے والے) نے راہن (رہن رکھانے والے) سے ڈین معاف کر دیا یا ہبہ کر دیا اور ابھی مرہون کو واپس نہیں دیا تھا اُسی کے پاس ہلاک ہو گیا اس صورت میں راہن (رہن رکھانے والے) مرہن (رہن رکھنے والے) سے چیز کا تاو ان نہیں لے سکتا کہ یہاں مرہن (رہن رکھنے والے) نے ڈین کے مقابل میں کوئی چیز وصول نہیں کی ہے جس کو واپس دے بلکہ ڈین کو ساقط کیا ہے۔ (27)

مسئلہ ۲۵: مرہون چیز سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں ہے مثلاً لونڈی غلام ہو تو اس سے خدمت لینا یا اجارہ پر دینا مکان میں سکونت کرنا یا کرایہ پر اٹھانا یا عاریت پر دینا، کپڑے اور زیور کو پہننا یا اجارہ و عاریت پر دینا الغرض نفع کی سب صورتیں ناجائز ہیں اور جس طرح مرہن (رہن رکھنے والے) کو نفع اٹھانا ناجائز ہے راہن (رہن رکھانے والے) کو بھی ناجائز ہے۔ (28)

مسئلہ ۲۶: مرہن (رہن رکھنے والے) کے لیے اگر راہن (رہن رکھانے والے) نے انتفاع کی اجازت دے دی ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ یہ اجازت رہن میں شرط ہے یعنی قرض ہی اس طرح دیا ہے کہ وہ اپنی چیز اس کے پاس رہن رکھے اور یہ اس سے نفع اٹھائے جیسا کہ عموماً اس زمانہ میں مکان یا زمین اسی طور پر رکھتے ہیں یہ ناجائز اور سود ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ شرط نہ ہو یعنی عقد رہن ہو جانے کے بعد راہن (رہن رکھانے والے) نے اجازت دی ہے کہ مرہن (رہن رکھنے والے) نفع اٹھائے یہ صورت جائز ہے۔ اصل حکم یہی ہے جس کا ذکر ہوا مگر آج کل عام حالت یہ ہے کہ روپیہ قرض دے کر اپنے پاس چیز اسی مقصد سے رہن رکھتے ہیں کہ نفع اٹھائیں اور یہ اس درجہ معروف و مشہور ہے کہ مشروط کی حد میں (یعنی شرط لگانے کی حد میں) داخل ہے لہذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔ (29)

مسئلہ ۲۷: جس طرح مرہون سے مرہن (رہن رکھنے والا) نفع نہیں اٹھا سکتا راہن (رہن رکھانے والے) کے لیے بھی اس سے انتفاع جائز نہیں مگر اس صورت میں کہ مرہن (رہن رکھنے والے) اُسے اجازت دیدے۔ (30)

مسئلہ ۲۸: راہن (رہن رکھانے والے) نے مرہن (رہن رکھنے والے) کو استعمال کی اجازت دے دی تھی اُس نے استعمال کی تو مرہن (رہن رکھنے والے) پر ضمان نہیں یعنی مکان میں سکونت یا باغ کے پھل کھانے یا جانور کے

(27) العنایۃ علی فتح القدر، کتاب الرصن، ج ۹، ص ۸۷۔

(28) الدر المختار، کتاب الرصن، ج ۱۰، ص ۸۵، ۸۶۔

(29) الدر المختار و الدر المختار، کتاب الرصن، ج ۱۰، ص ۸۶۔

(30) الدر المختار، کتاب الرصن، ج ۱۰، ص ۸۶۔

دودھ استعمال کرنے کے مقابل میں وین کا کچھ حصہ ساقط نہیں ہو گا۔ (31)

مسئلہ ۲۹: مرہن (رہن رکھنے والے) نے باجازت رہن (رہن رکھانے والے) چیز کو استعمال کیا اور بوقت استعمال چیز ہلاک ہو گئی تو یہاں امانت کا حکم دیا جائے گا یعنی مرہن (رہن رکھنے والے) پر اس کا تاو ان نہ ہو گا وین کا کوئی جز ساقط نہ ہو گا۔ اور اس سے پہلے یا بعد میں ہلاک ہو تو ضمان ہے جس کا حکم پہلے بتایا گیا۔ (32)

مسئلہ ۳۰: مرہن (رہن رکھنے والے) شے مرہون کو نہ اجارہ پر دے سکتا ہے نہ عاریت کے طور پر کہ جب وہ خود نفع نہیں اٹھا سکتا تو دوسرے کو نفع اٹھانے کی کب اجازت دے سکتا ہے۔ (33)

مسئلہ ۳۱: ایک شخص سے روپیہ قرض لیا اور اس نے اپنا مکان رہنے کو دیے دیا کہ جب تک قرض ادا نہ کر دوں تم اس میں رہو یا کھیت اسی طریقہ میں مثلاً سو ۰۰ اروپی قرض لے کر کھیت دے دیا کہ قرض دینے والا کھیت جوتے ہوئے گا اور نفع اٹھائے گا یہ صورت رہن میں داخل نہیں بلکہ یہ بمنزلہ اجارہ فاسدہ ہے۔ اس شخص پر اجرت مثل لازم ہے کیونکہ مکان یا کھیت اسے مفت نہیں دے رہا ہے بلکہ قرض کی وجہ سے دے رہا ہے اور چونکہ قرض سے انتفاع حرام ہے (یعنی قرض دے کر اس کے بد لے میں نفع حاصل کرنا حرام ہے) لہذا اجرت مثل دینی ہو گی۔ (34)

مسئلہ ۳۲: بعض لوگ قرض لے کر مکان یا کھیت رہن رکھ دیتے ہیں کہ مرہن (رہن رکھنے والے) مکان میں رہے اور کھیت کو جوتے ہوئے اور مکان یا کھیت کی کچھ اجرت مقرر کر دیتے ہیں مثلاً مکان کا کرایہ پانچ روپے ماہوار یا کھیت کا پسہ (یعنی کھیت کا کرایہ) دس روپے سال ہونا چاہیے اور طے یہ پاتا ہے کہ یہ رقم زر قرض سے مجرما ہوتی رہے گی (یعنی قرض سے کٹوتی ہوتی رہے گی) جب گل رقم ادا ہو جائے گی اس وقت مکان یا کھیت واپس ہو جائے گا اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ کرایہ یا پسہ داجی اجرت سے کم طے پایا ہو اور یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانہ کے لیے مکان یا کھیت اجرت پر دیا اور زر اجرت پیشگی لے لیا۔

مسئلہ ۳۳: بکری رہن رکھی تھی اور رہن (رہن رکھنے والے) نے مرہن (رہن رکھنے والے) کو دودھ پینے کی اجازت دے دی وہ دودھ پیتا رہا پھر وہ بکری مرجی اس صورت میں وین کو بکری اور دودھ کی قیمت پر تقسیم کیا جائے جو حصہ دین بکری کے مقابل میں (بد لے میں) آئے وہ ساقط اور دودھ کی قیمت کے مقابل میں جو حصہ آئے وہ

(31) المرجع السابق، ص ۸۷۔

(32) رد المحتار، کتاب الرحمن، ج ۱۰، ص ۸۶۔

(33) الحمدانية، کتاب الرحمن، ج ۲، ص ۳۱۵۔

(34) رد المحتار، کتاب الرحمن، ج ۱۰، ص ۸۷۔

راہن (راہن رکھو انے والے) سے وصول کرے کیونکہ حکم یہ ہے کہ رہن سے جو پیداوار ہوگی وہ بھی رہن ہوگی اور چونکہ مرہن (راہن رکھنے والے) نے باجازت رہن (راہن رکھو انے والے) اس کو خرچ کیا تو گویا خود رہن (راہن رکھو انے والے) نے خرچ کیا لہذا اس کے مقابل کا دین ساقط نہیں ہوگا۔ (35)

مسئلہ ۳۴: مرہن (راہن رکھنے والے) نے اگر بغیر اجازت رہن (راہن رکھو انے والے) مرحون سے نفع اٹھایا تو یہ تعدی اور زیادتی ہے یعنی اس صورت میں اگر چیز ہلاک ہو گئی تو پوری چیز کا تادان دینا ہو گا یہ نہیں کہ دین ساقط ہو جائے اور باقی کا مرہن (راہن رکھنے والے) سے مطالبہ نہ ہو مگر اس کی وجہ سے رہن باطل نہیں ہو گا یعنی اگر اپنی اس حرکت سے بازا آگیا تو چیز رہن ہے اور رہن کے احکام جاری ہوں گے۔ (36)

مسئلہ ۳۵: مرہن (راہن رکھنے والے) نے رہن (راہن رکھو انے والے) سے دین طلب کیا تو اس سے کہا جائے گا کہ پہلے مرحون چیز حاضر کرو جب وہ حاضر کر دے تو رہن (راہن رکھو انے والے) سے کہا جائے گا کہ دین ادا کرو جب یہ پورا دین ادا کر دے اب مرہن (راہن رکھنے والے) سے کہا جائے گا اس کی چیز دے دو۔ (37)

مسئلہ ۳۶: مرہن (راہن رکھنے والے) نے رہن (راہن رکھو انے والے) سے دین کا مطالبہ دوسرے شہر میں کیا اگر وہ چیز ایسی ہے کہ وہاں تک لے جانے میں بار برداری صرف کرنی نہیں ہو گی جب بھی وہی حکم ہے کہ وہ مرحون کو پہلے حاضر کرے پھر اس سے ادائے دین کو کہا جائے گا اور بار برداری صرف کرنی پڑے تو وہاں لانے کی تکلیف نہ دی جائے بلکہ بغیر چیز لائے ہوئے بھی دین ادا کر دے۔ (38)

مسئلہ ۳۷: یہ حکم کہ مرہن (راہن رکھنے والے) کو مرحون کے حاضر لانے کو کہا جائے گا اس وقت ہے کہ رہن (راہن رکھو انے والے) یہ کہتا ہو کہ مرحون مرہن (راہن رکھنے والے) کے پاس ہلاک ہو چکا ہے، لہذا میں دین کیوں ادا کروں اور مرہن (راہن رکھنے والے) کہتا ہے کہ مرحون موجود ہے اور اگر رہن (راہن رکھو انے والے) بھی مرحون کو موجود ہونا کہتا ہو تو اس کی کیا ضرورت کہ یہاں حاضر لائے جب ہی دین ادا کرنے کو کہا جائے گا کہ اگر وہ چیز ایسی ہے جس میں بار برداری صرف ہو گی اس وجہ سے حاضر لانے کو نہیں کہا گیا مگر رہن (راہن رکھو انے والے) اس کے تلف (ضائع) ہو جانے کا مدعی (دعویدار) ہے تو رہن (راہن رکھو انے والے) سے کہا جائے گا کہ اگر مرہن (راہن

(35) الدر الخمار، کتاب الرحم، ج ۱۰، ص ۸۷۔

(36) المرجع السابق۔

(37) الحدایۃ، کتاب الرحم، ج ۲، ص ۲۱۳۔

(38) الحدایۃ، کتاب الرحم، ج ۲، ص ۲۱۳۔

رکھنے والے) کی بات کا تمہیں اطمینان نہیں ہے تو اس سے قسم کھلا لو کہ مر ہون ہلاک نہیں ہوا۔ (39)

مسئلہ ۳۸: اگر ذین ایسا ہے کہ قسط وار ادا کیا جائے گا قسط ادا کرنے کا وقت آگیا اس کا بھی وہی حکم ہے کہ اگر راہن (راہن رکھوانے والے) مر ہون کا ہلاک ہونا بتاتا ہے اور مر تھن (راہن رکھنے والے) اس سے انکاری ہے تو مر تھن (راہن رکھنے والے) سے کہا جائے گا کہ چیز حاضر لائے اور بار برداری والی چیز ہو تو مر تھن (راہن رکھنے والے) سے قسم کھلا سکتا ہے کہ ہلاک نہیں ہوئی۔ (40)

مسئلہ ۳۹: مر تھن (راہن رکھنے والے) نے ذین وصول پالیا اور ابھی چیز واپس نہیں دی اور یہ چیز اس کے پاس ہلاک ہو گئی تو راہن (راہن رکھوانے والے) اس سے ذین واپس لے گا۔ کیونکہ مر ہون پر اب بھی مر تھن (راہن رکھنے والے) کا قبضہ قبضہ ضمان ہے اور ہلاک ہونا ذین وصول ہونے کے قائم مقام ہے لہذا جو لے چکا ہے واپس دے۔ (41)

مسئلہ ۴۰: راہن (راہن رکھوانے والے) نے اگر مر تھن (راہن رکھنے والے) سے کہہ دیا کہ مر ہون کو فلاں شخص کے پاس رکھ دو اس نے اس کے کہنے کی وجہ سے اس کے پاس رکھ دیا اب اگر مر تھن (راہن رکھنے والے) نے ذین کا مطالبہ کیا اور راہن (راہن رکھوانے والے) مر ہون کے حاضر لانے کو کہتا ہے تو مر تھن (راہن رکھنے والے) کو اس کی تکلیف نہ دی جائے کیونکہ اس کے پاس ہے ہی نہیں جو حاضر کرے اسی طرح اگر راہن (راہن رکھوانے والے) نے مر تھن (راہن رکھنے والے) کو یہ حکم دیا کہ مر ہون کو بیع کر ڈالے اس نے شیخ ڈالا اور ابھی اس کے شمن پر مر تھن (راہن رکھنے والے) نے قبضہ نہیں کیا ہے راہن (راہن رکھوانے والے) یہ نہیں کہہ سکتا کہ شمن مر ہون بمنزلہ مر ہون ہے (42) لہذا اس سے حاضر لاؤ کیونکہ جب شمن پر قبضہ ہی نہیں ہوا ہے تو کیونکہ حاضر کرے ہاں شمن پر قبضہ کر لیا تو اب شمن کو حاضر کرنا ہو گا کہ یہ شمن مر ہون کے قائم مقام ہے۔ (43)

مسئلہ ۴۱: راہن (راہن رکھوانے والے) یہ کہتا ہے کہ مر ہون چیز مجھے دے دو میں اسے شیخ کرتا ہمارا ذین ادا کروں گا مر تھن (راہن رکھنے والے) کو اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ مر ہون کو دیدے۔ یوہیں اگر کچھ حصہ ذین کا ادا کر

(39) الدر المختار، کتاب الرحمٰن، ج ۱۰، ص ۸۸۔

(40) المرجع السابق، ص ۸۹۔

(41) الحدایۃ، کتاب الرحمٰن، ج ۲، ص ۳۱۵۔

(42) یعنی گردی رکھی ہوئی چیز کی طے شدہ قیمت گردی رکھی ہوئی چیز کے قائم مقام ہے۔

(43) الحدایۃ، کتاب الرحمٰن، ج ۲، ص ۳۱۳، ۳۱۵۔

دیا ہے کچھ باتی ہے یا مرہن (رہن رکھنے والے) نے کچھ دین معاف کر دیا ہے کچھ باتی ہے رہن (رہن رکھانے والے) یہ کہتا ہے کہ مرہون کا ایک جز مجھے دے دیا جائے کیونکہ میرے ذمہ گل دین باتی نہ رہا اس صورت میں بھی مرہن (رہن رکھنے والے) پر یہ ضرور نہیں کہ مرہون کا جزو اپس کرے جب تک پورا دین ادا نہ ہو جائے یا مرہن (رہن رکھنے والے) معاف نہ کر دے واپس کرنے پر مجبور نہیں ہاں اگر دو چیزیں رہن رکھی ہیں اور ہر ایک کے مقابل میں دین کا حصہ مقرر کر دیا ہے مثلاً سو ۰۰۰ روپے قرض لئے اور دو چیزیں رہن کیں کہہ دیا کہ ساتھ روپے کے مقابل میں یہ ہے اور چالیس کے مقابل میں وہ تو اس صورت میں جس کے مقابل کا دین ادا کیا اُسے چھوڑا سکتا ہے کہ یہاں حقیقت دو عقد ہیں۔ (44)

مسئلہ ۳۲: مرہن (رہن رکھنے والے) کے ذمہ مرہون کی حفاظت لازم ہے اور یہاں حفاظت کا وہی حکم ہے جس کا بیان ودیعت میں گزر چکا کہ خود حفاظت کرے یا اپنے اہل و عیال کی حفاظت میں دے دے یہاں عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس کے ساتھ رہتے ہیں ہوں جیسے بی بی بچے خادم اور اجیر خاص یعنی نوکر جس کی ماہوار یا ششماہی (یعنی چھ ماہ بعد) یا سالانہ (یعنی بارہ ماہ بعد) تنخواہ دی جاتی ہو۔ مزدور جو روزانہ پر کام کرتا ہو مثلاً ایک دن کی اُسے اتنی اجرت دی جائے گی اس کی حفاظت میں نہیں دے سکتا۔ عورت مرہن (رہن رکھنے والے) ہے تو شوہر کی حفاظت میں دے سکتی ہے۔ بی بی اور اولاد اگر عیال میں نہ ہوں جب بھی اُن کی حفاظت میں دے سکتا ہے جن دو شخصوں کے مابین شرکت معاوضہ یا شرکت عنان ہے ان میں ایک کے پاس کوئی چیز رکھی گئی تو شریک کی حفاظت میں دے سکتا ہے۔ (45)

مسئلہ ۳۳: ان لوگوں کے سوا کسی اور کی حفاظت میں چیز دے دی یا کسی کے پاس ودیعت رکھی یا اجارہ یا نایت کے طور پر دے دی یا کسی اور طرح اس میں تعدی کی مثلاً کتاب رہن تھی اُس کو پڑھا، یا جانور پر سوار ہوا غرض یہ کہ کسی صورت سے بلا اجازت رہن (رہن رکھانے والے) استعمال میں لائے بہر صورت پوری قیمت کا تاوان اُس کے ذمہ واجب ہے اور مرہن (رہن رکھنے والے) ان سب صورتوں میں غاصب کے حکم میں ہے اسی وجہ سے پوری قیمت کا تاوان واجب ہوتا ہے۔ (46)

مسئلہ ۳۴: انگلی کی رکھی مرہن (رہن رکھنے والے) نے چنگلیا (ہاتھ کی چھوٹی انگلی) میں پہن لی پوری قیمت کا ضامن ہو گیا کہ یہ مرہون کو بلا اجازت استعمال کرنا ہے دہنے ہاتھ کی چنگلیا میں پہنے یا باسیں ہاتھ میں، دونوں کا ایک حکم

(44) الدر المختار در الدختار، کتاب الرحمن، ج ۱۰، ص ۹۰، ۹۱۔

(45) الدر المختار در الدختار، کتاب الرحمن، ج ۱۰، ص ۹۱۔

(46) المرجع السابق

ہے کہ انگوٹھی دونوں طرح عادۃ پہنچتی ہے اور چنگلیا کے سوا کسی دوسری انگلی میں ڈال لی تو ضامن نہیں کہ عادۃ اس طرح پہنچنے نہیں جاتی لہذا اس کو پہنچانا نہ کہیں گے بلکہ حفاظت کے لئے انگلی میں ڈال لینا ہے۔⁽⁴⁷⁾ یہ حکم اس وقت ہے کہ مرتہن (رہن رکھنے والے) مرد ہو اور اگر عورت کے پاس انگوٹھی رہن رکھی تو جس کسی انگلی میں ڈال لے پہنچا ہی کہا جائے گا کہ عورتیں سب میں پہنچا کرتی ہیں۔⁽⁴⁸⁾ اگر تے کو کندھے پر ڈال لیا یعنی جو چیز جس طرح استعمال کی جاتی ہے اس کے سوا دوسرے طریق پر بدن پر ڈال لی اس میں کل قیمت کا تاوان نہیں۔

مسئلہ ۴۵: مرتہن (رہن رکھنے والہ) خود انگوٹھی پہنے ہوئے تھا اس کے پاس انگوٹھی رہن رکھی گئی اپنی انگوٹھی پر رہن والی انگوٹھی کو بھی پہن لیا یا ایک شخص کے پاس دو انگوٹھیاں رہن رکھی گئیں اس نے دونوں ایک ساتھ پہن لیں، یہاں یہ دیکھا جائے گا کہ یہ شخص اگر ان لوگوں میں ہے جو بقصد زینت دو انگوٹھیاں پہنتے ہیں (اگرچہ یہ شرعاً ناجائز ہے) تو پورا تاوان واجب اور اگر دونوں انگوٹھیاں پہننے والوں میں نہیں تو اس کو پہنچانا نہیں کہا جائے گا بلکہ یہ حفاظت کرنا کہا جائے گا۔⁽⁴⁹⁾

مسئلہ ۴۶: دو تکواریں رہن رکھیں مرتہن (رہن رکھنے والے) نے دونوں کو ایک ساتھ باندھ لیا ضامن ہے کہ بہادر دو تکواریں ایک ساتھ لگایا کرتے ہیں اور تین تکواریں رہن رکھیں اور تینوں کو لگایا تو ضامن نہیں کہ تکوار کے استعمال کا یہ طریقہ نہیں۔⁽⁵⁰⁾ پہلی صورت میں اس وقت ضامن ہے کہ خود مرتہن (رہن رکھنے والے) بھی دو تکواریں ایک ساتھ لگانے والوں میں ہو۔⁽⁵¹⁾

مسئلہ ۴۷: مرتہن (رہن رکھنے والے) نے چیز استعمال کی اور ہلاک ہو گئی اور اس پر پوری قیمت کا تاوان لازم آیا اگر یہ قیمت اتنی ہی ہے جتنا اس کا دین تھا اور قاضی نے اسی جنس کی قیمت کا فیصلہ کیا جس جنس کا دین ہے۔ مثلاً سو روپے دین ہے اور قیمت بھی سورپے قرار دی تو فیصلہ کرنے ہی سے ادلابدلا ہو گیا یعنی نہ لینا نہ دینا اور اگر دین کی مقدار زیادہ ہے تو مرتہن (رہن رکھنے والے) رہن (رہن رکھوانے والے) سے بقیہ دین کا مطالبہ کریگا اور اگر قیمت دین سے زیادہ ہے تو رہن (رہن رکھوانے والے) مرتہن (رہن رکھنے والے) سے یہ زیادتی وصول کریگا اور اگر دین ایک جنس کا

(47) الحدایۃ، کتاب الرهن، کیفیۃ انعقاد الرهن، ج ۲، ص ۳۱۶۔

(48) غنیۃ ذوق الاحکام حاش علید روالحکام، کتاب الرهن،الجزء الثانی، ص ۲۵۰۔

(49) الحدایۃ، کتاب الرهن، کیفیۃ انعقاد الرهن، ج ۲، ص ۳۱۶۔

(50) المرجع السابق۔

(51) راجحہ، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹۲۔

ہے اور قاضی نے قیمت دوسری جنس سے لگائی مثلاً دین روپیہ ہے اور مرہون کی قیمت اشریف (سونے کے سکوں) سے لگائی یا اس کا عکس تو یہ قیمت مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس بجائے اُس ہلاک شدہ چیز کے رہن ہے یعنی راہن (رہن رکھانے والے) جب دین ادا کرے گا تب اس قیمت کے وصول کرنے کا مستحق ہو گا۔ اسی طرح اگر دین میعادی ہو اور ابھی میعاد باقی ہے تو اگرچہ قیمت اسی جنس سے لگائی ہو مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس یہ قیمت رہن ہو گی جب میعاد پوری ہو جائے گی اس قیمت کو دین میں وصول کریں۔ (52)



شے مرہون کے مصارف کا بیان

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: مرہون کی (جو چیز رہن رکھی گئی ہے اس کی) حفاظت میں جو کچھ صرف ہو گا وہ سب مرہن (رہن رکھنے والے) کے ذمہ ہے کہ حفاظت خود اسی تکے ذمہ ہے الہذا جس مکان میں مرہون کو رکھے اُس کا کرایہ اور حفاظت کرنے والے کی تنخواہ مرہن (رہن رکھنے والے) اپنے پاس سے خرچ کرے اور اگر جانور کو رہن رکھا ہے تو اس کے چرانے کیأجرت اور مرہون کا نفقہ مثلاً اُس کا کھانا پینا اور لوٹدی غلام کو رہن رکھا ہے تو ان کا لباس بھی اور باغ رہن رکھا ہے تو درختوں کو پانی دینے پھل توڑنے اور دوسرے کاموں کی اجرت را رہن (رہن رکھوانے والے) کے ذمہ ہے اسی طرح زمین کا عشریا خراج بھی را رہن (رہن رکھوانے والے) ہی کے ذمہ ہے خلاصہ یہ کہ مرہون کی بقا، یا اُس کے مصالح میں (یعنی اس کی درستگی میں) جو خرچ ہو وہ را رہن (رہن رکھوانے والے) کے ذمہ ہے۔ (۱)

مسئلہ ۲: جو مصارف مرہن (رہن رکھنے والے) کے ذمہ ہیں اگر یہ شرط کر لی جائے کہ یہ بھی را رہن (رہن رکھوانے والے) ہی کے ذمہ ہوں گے تو باوجود شرط بھی را رہن (رہن رکھوانے والے) کے ذمہ نہیں ہوں گے بلکہ مرہن (رہن رکھنے والے) ہی کو دینے ہوں گے بخلاف ودیعت کہ اس میں اگر مودع نے یہ شرط کر لی ہے کہ حفاظت کے مصارف مودع کے ذمہ ہوں گے تو شرط صحیح ہے۔ (۲)

مسئلہ ۳: مرہون کو مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس واپس لانے میں جو صرفہ ہو مثلاً وہ بھاگ گیا اُس کو پکڑ لانے میں کچھ خرچ کرنا ہو گایا مگرہون کے کسی عضو میں زخم ہو گیا یا اُس کی آنکھ پسید پڑ گئی یا کسی قسم کی بیماری ہے ان کے علاج میں جو کچھ صرفہ (خرچ) ہو وہ مضمون و امانت پر تقسیم کیا جائے یعنی اگر مرہون کی قیمت دین سے زائد ہو تو اس صورت میں بتایا جا چکا ہے کہ بقدر دین (یعنی قرض کے برابر) مرہن (رہن رکھنے والے) کے خidan میں ہے اور جو کچھ دین سے زائد ہے وہ امانت ہے الہذا یہ صرفہ دونوں پر تقسیم ہو جو حصہ مرہن (رہن رکھنے والے) کے خidan کے مقابل میں آئے وہ مرہن (رہن رکھنے والے) کے ذمہ ہے اور جو امانت کے مقابل ہو وہ را رہن (رہن رکھوانے والے) کے ذمہ

(۱) الحدایہ، کتاب الرهن، ج ۲، ص ۳۱۶۔

(۲) الدر المختار در الدھنار، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹۳۔

اور اگر مرہون کی قیمت دین سے زائد نہ ہو تو یہ سارے مصارف مرہن (رہن رکھنے والے) کے ذمہ ہوں گے۔ (3)

مسئلہ ۲: جو مصارف ایک کے ذمہ واجب تھے انہیں دوسرے نے اپنے پاس سے کر دیا اس کی دو صورتیں ہیں۔

اگر اس نے خود ایسا کیا ہے جب تو مبتزع ہے وصول نہیں کر سکتا۔ اور اگر قاضی کے حکم سے ایسا کیا ہے اور قاضی نے کہہ دیا ہے کہ جو کچھ خرچ کر دے گے دوسرے کے ذمہ دین ہو گا اس صورت میں وصول کر سکتا ہے۔ اور اگر قاضی نے خرچ کرنے کا حکم دے دیا مگر یہ نہیں کہا کہ دوسرے کے ذمہ دین ہو گا تو اس صورت میں بھی وصول نہیں کر سکتا۔ (4)

مسئلہ ۵: مرہون پر خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور وہاں قاضی نہیں ہے کہ اس سے اجازت حاصل کرتا یہاں محض مرہن (رہن رکھنے والے) کا یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ ضرورت کی وجہ سے خرچ کیا ہے بلکہ گواہوں سے ثابت کرنا ہو گا کہ ضرورت تھی اور اس لئے خرچ کیا تھا کہ وصول کر لے گا۔ (5)



(3) الدر المختار، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹۳۔

(4) المرجع السابق۔

(5) الدر المختار، کتاب الرهن، ج ۱۰، ص ۹۳۔

کس چیز کو رہن رکھ سکتے ہیں

سائل فقہیہ

مسئلہ ۱: مشاع کو مطلقاً رہن رکھنا ناجائز ہے۔ وہ چیز رہن رکھتے وقت ہی مشاع تھی یا بعد رہن شیوع آیا، وہ چیز قابل قسمت ہو یا ناقابل تقسیم ہو، اجنبی کے پاس رکھے یا شریک کے پاس، سب صورتیں ناجائز ہیں۔ پہلے کی مثال یہ ہے کہ کسی نے اپنا نصف مکان رہن رکھ دیا اُس نصف کو ممتاز نہیں کیا (یعنی یہ وضاحت نہیں کی کہ کس نصف حصہ کو گزوی رکھتا ہوں)، بعد میں شیوع پیدا ہواں کی مثال یہ ہے کہ پوری چیز رہن رکھی پھر دونوں نے نصف میں رہن فتح کر دیا۔ مثلاً رہن (رہن رکھوانے والے) نے کسی کو حکم کر دیا کہ وہ مر ہون کو جس طرح چاہے بیع کر دے اس نے نصف کو بیع کر دیا باقی صورتوں کی مثالیں ظاہر ہیں۔ (۱)

مسئلہ ۲: مشاع کو رہن فاسد ہے یا باطل۔ صحیح یہ ہے کہ باطل نہیں بلکہ فاسد ہے لہذا مر ہون پر مر ہن (رہن رکھنے والے) کا اگر قبضہ ہو گیا تو یہ قبضہ قبضہ نہیں ہے کہ مر ہون اگر بلاک ہو جائے تو وہی حکم ہے جو رہن صحیح کا تھا۔ (۲)

فائدہ: رہن فاسد و باطل میں فرق یہ ہے کہ باطل وہ ہے جس میں رہن کی حقیقت نہ پائی جائے کہ جس چیز کو رہن رکھا وہ مال ہی نہ ہو یا جس کے مقابل میں رکھا وہ مال مضمون نہ ہو اور فاسد وہ ہے کہ رہن کی حقیقت پائی جائے مگر جواز کی شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو (یعنی کوئی شرط نہ پائی جاتی ہو) جس طرح بیع میں فاسد و باطل کا فرق ہے یہاں بھی ہے۔ (۳)

مسئلہ ۳: ایسی چیز رہن رکھی جو دوسری چیز کے ساتھ متصل ہے یعنی اس کی تابع ہے یہ رہن بھی ناجائز ہے جیسے درخت پر پھل ہیں اور صرف پھلوں کو رہن رکھا یا صرف زراعت یا صرف درخت کو رہن رکھا زراعت میں کوئی نہیں یا ان کا عکس یعنی درخت کو رہن رکھا پھل کوئی نہیں یا زراعت کو رہن رکھا زراعت اور درخت کوئی نہیں رکھا۔ (۴)

(۱) الحدایۃ، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتقا نہ... راجع، ج ۲، ص ۳۱۷۔

(۲) الدر المختار، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتقا نہ و مالا یجوز، ج ۱، ص ۹۷، ۹۸، ۹۹۔

(۳) غذیۃ ذوق الاحکام علید رrahکام، کتاب الرحم، باب ما یصح رہن... راجع، الجزء الثانی، ص ۲۵۱۔

(۴) الحدایۃ، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتقا نہ... راجع، ج ۲، ص ۳۱۸، ۳۱۹۔

مسئلہ ۴: درخت کو صرف اتنی زمین کے ساتھ رہن رکھا جتنی زمین میں درخت ہے۔ باقی آس پاس کی زمین نہیں رکھی یہ جائز ہے اور اس صورت میں درخت کے پھل بھی تجوارہن میں داخل ہو جائیں گے اسی طرح زمین رہن رکھی یا گاؤں کو رہن رکھا تو جو کچھ درخت ہیں یہ بھی تجوارہن ہو جائیں گے۔ (۵) اس میں اور پہلی صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورتوں میں متصل چیز کے رہن کرنے کی لفظی کردی الہذا صحیح نہیں اور یہاں توابع کے متعلق سکوت ہے الہذا یہ تبعاً داخل ہیں۔

مسئلہ ۵: جو چیز کسی برتن یا مکان میں ہے فقط چیز کو رہن رکھا برتن یا مکان کو رہن نہیں رکھا یہ جائز ہے کہ اس صورت میں اتصال نہیں ہے۔ (۶)

مسئلہ ۶: کاٹھی (زین) اور لگام رہن رکھی اور گھوڑا کسا کسایا (یعنی کاٹھی باندھ کر اور لگام لگا کر گھوڑا تیار کیا ہوا تھا) مرہن کو دے دیا یہ رہن ناجائز ہے بلکہ اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ ان چیزوں کو گھوڑے سے اٹا کر مرہن کو دے اور گھوڑا اور کاٹھی لگام سیت مرہن کو دے دیا یہ جائز ہے یہ ساز (یعنی سامان) بھی تجوارہن میں داخل ہو جائیں گے۔ (۷)

مسئلہ ۷: آزاد کو رہن نہیں رکھ سکتے کہ یہ مال نہیں اور شراب کو رہن رکھنا بھی جائز نہیں کہ اس کی بیع نہیں ہو سکتی۔ جائداد موقوفہ (وقف شدہ جائداد) کو بھی رہن نہیں رکھا جا سکتا۔ (۸)

مسئلہ ۸: تیس ۳۰ روپے قرض لیے اور دو بکریاں رہن رکھیں ایک کو دس ۱۰ کے مقابل دوسرا کو بیس ۲۰ کے مقابل مگر یہ نہیں بیان کیا کہ کون سی دس ۱۰ کے مقابل ہے اور کون سی بیس ۲۰ کے مقابل یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ اگر ایک ہلاک ہو گئی تو یہ جگڑا ہو گا کہ یہ کس کے مقابل تھی تاکہ اس کے مقابل کا ذین ساقط ہونا قرار پائے۔ (۹)

مسئلہ ۹: مکان کو رہن رکھا اور راہن (رہن رکھانے والے) و مرہن (رہن رکھنے والے) دونوں اس مکان کے اندر ہیں راہن (رہن رکھانے والے) نے کہا میں نے یہ مکان تمہارے قبضہ میں دیا۔ اور مرہن (رہن رکھنے والے) نے کہا کہ میں نے قبول کیا رہن تمام نہ ہوا جب تک راہن (رہن رکھانے والے) مکان سے باہر ہو کر مرہن (رہن

(۵) الحدایۃ، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتھانہ... راجح، ج ۲، ص ۳۱۸۔

(۶) المرجح السابق.

(۷) الحدایۃ، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتھانہ... راجح، ج ۲، ص ۳۱۸۔

(۸) الدر المختار، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتھانہ... راجح، ج ۱۰، ص ۱۰۳، ۱۰۴۔

(۹) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الرحم، الفصل الرابع فیما یجوز رهن و مالا یجوز، ج ۵، ص ۳۳۶۔

رکھنے والے) کو قبضہ نہ دے۔ (10)

مسئلہ ۱۰: امانتوں کے مقابل میں کوئی چیز رہن نہیں رکھی جا سکتی مثلاً وکیل یا مظہارب کو جو مال دیا جاتا ہے وہ امانت ہے یا مودع کے پاس و دینعت امانت ہے ان لوگوں سے مال والا کوئی چیز رہن کے طور پر لے یہ نہیں ہو سکتا اگر لے گا تو یہ رہن نہیں، نہ اس پر رہن کے احکام جاری ہوں گے لہذا اگر کسی نے کتابیں وقف کی ہیں اور یہ شرط کر دی ہے کہ جو شخص کتب خانہ سے کوئی کتاب لے جائے تو اس کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ جائے یہ شرط باطل ہے کہ مستعیر (عاریٹا لینے والے) کے پاس عاریت امانت ہے اس کے تلف ہونے پر خدا نہیں پھر اس کے مقابل میں رہن رکھنا کیونکر صحیح ہوگا۔ (11) وقٹی کتابوں کا خاص کر اس لیے ذکر کیا گیا کہ یہاں واقف کی شرط کا بھی اعتبار نہیں ورنہ حکم یہ ہے کہ کوئی چیز عاریت دی جائے اس کے مقابل میں رہن نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ ۱۱: شرکت کی چیز شریک کے پاس ہے دوسرا شریک اس سے کوئی چیز رہن رکھوائے صحیح نہیں کہ یہ بھی امانت ہے ممکن باائع کے پاس ہے ابھی اس نے مشتری (خریدار) کو دی نہیں مشتری (خریدار) اس سے رہن نہیں رکھا سکتا کہ ممکن اگرچہ امانت نہیں مگر باائع کے پاس اگر ہلاک ہو جائے تو شمن کے مقابل میں ہلاک ہوگی یعنی باائع مشتری (خریدار) سے شمن نہیں لے سکتا یا لے چکا ہے تو واپس کرنے لہذا رہن کا حکم یہاں بھی جاری نہ ہوا۔ (12)

مسئلہ ۱۲: درک کے مقابل میں رہن نہیں ہو سکتا یعنی ایک چیز خریدی شمن بادا کر دیا اور ممکن پر قبضہ کر لیا مگر مشتری (خریدار) کو ڈر ہے کہ یہ چیز اگر کسی دوسرے کی ہوئی اور اس نے مجھ سے لے لی تو باائع سے شمن کی واپسی کیونکر ہوگی اس اطمینان کی خاطر باائع کی کوئی چیز اپنے پاس رہنا چاہتا ہے یہ رہن صحیح نہیں مشتری (خریدار) کے پاس اگر یہ چیز ہلاک ہو گئی تو خدا نہیں کہ یہ رہن نہیں ہے بلکہ امانت ہے اور مشتری (خریدار) کو اس کا روکنا جائز نہیں یعنی باائع اگر مشتری (خریدار) سے چیز مانگنے تو منع نہیں کر سکتا دینا ہوگا۔ (13) اور چونکہ یہ چیز مشتری (خریدار) کے پاس امانت ہے اور اس کو روکنے کا حق نہیں ہے لہذا باائع کی طلب کے بعد اگر نہ دے گا اور ہلاک ہو گئی تو اب تباہ و دینا ہوگا۔ اب وہ غاصب ہے۔

مسئلہ ۱۳: کسی چیز کا نرخ چکا کر باائع کے یہاں سے لے گیا اور ابھی خریدی نہیں ہاں خریدنے کا ارادہ ہے اور

(10) المرجع السابق، ص ۳۲۷۔

(11) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الرہن، باب مایجوز ارتقانه... راخ، ج ۱، ص ۱۰۲۔

(12) المحدثیۃ، کتاب الرہن، باب مایجوز ارتقانه... راخ، ج ۲، ص ۳۱۸۔

(13) درر الحکام وغیر الاحکام، کتاب الرہن، باب مایصح رہنہ والرہن بے اولاد، الجزا اولی، ص ۲۵۲۔

بائع نے اس سے کوئی چیز رہن رکھوائی یہ جائز ہے اس بارے میں یہ چیز متع کے حکم میں نہیں ہے۔ (14)

مسئلہ ۱۲: دین موعود کے مقابل میں رہن رکھنا جائز ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا کہ مثلاً کسی سے قرض مانگا اور اس

نے دینے کا وعدہ کر لیا ہے مگر ابھی دیا نہیں قرض لینے والا اس کے پاس کوئی چیز رہن رکھ آپا یہ رہن صحیح ہے۔ (15)

مسئلہ ۱۵: جس صورت میں قصاص واجب ہے وہاں رہن صحیح نہیں اور خطا کے طور پر جنایت ہوئی کہ اس میں

دیت واجب ہو گی یہاں رہن صحیح ہے کہ مرہون سے اپنا حق وصول کر سکتا ہے۔ (16)

مسئلہ ۱۶: خریدار پر شفعت ہوا اور شفیع (شفعہ کرنے والا) کے حق میں فیصلہ ہوا کہ تسلیم متع (نیچی گئی چیز پر دکرنا)

مشتری (خریدار) پر واجب ہو گئی شفیع یہ چاہے کہ مشتری (خریدار) کی کوئی چیز رہن رکھ لوں یہ نہیں ہو سکتا جس طرح بائع سے مشتری (خریدار) متع کے مقابل میں رہن نہیں لے سکتا مشتری (خریدار) سے شفیع بھی نہیں لے سکتا۔ (17)

مسئلہ ۱۷: جن صورتوں میں اجارہ باطل ہے ایسے اجارہ میں اجرت کے مقابل کوئی چیز رہن نہیں ہو سکتی کہ شرعا

یہاں اجرت واجب ہی نہیں کہ رہن صحیح ہو مثلاً نوہ کرنے والی کی اجرت یا گانے والے کی اجرت نہیں دی ہے اس کے مقابل میں رہن نہیں ہو سکتا۔ (18) جن صورتوں میں رہن صحیح نہ ہو ان میں مرہون امانت ہوتا ہے کہ بلاک ہونے سے

ضمانت نہیں اور رہن (رہن رکھانے والے) کے طلب کرنے پر مرہون کو دے دینا ہو گا۔ اگر روکے گا تو غاصب قرار پائے گا اور تاوان واجب ہو گا۔

مسئلہ ۱۸: غاصب سے مخصوص کے مقابل میں کوئی چیز رہن لی جاسکتی ہے یہ رہن صحیح ہے اسی طرح بدل خلع اور بدل صلح کے مقابل میں رہن ہو سکتا ہے مثلاً عورت نے ہزار روپے پر خلع کرایا اور روپیہ اس وقت نہیں دیا روپے کے مقابل میں شوہر کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یہ رہن صحیح ہے یا قصاص واجب تھا مگر کسی رقم پر صلح ہو گئی اس کے مقابل میں رہن رکھنا صحیح ہے۔ (19)

مسئلہ ۱۹: مکان یا کوئی چیز کرایہ پر لی تھی اور کرایہ کے مقابل میں مالک کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یہ رہن

(14) تہذیب الحقائق، کتاب الرهن، باب مایجوز راتخانہ... مارٹن، ج ۷، ص ۱۵۳۔

(15) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب مایجوز راتخانہ... مارٹن، ج ۲، ص ۳۱۹۔

(16) الدر المختار، کتاب الرهن، باب مایجوز راتخانہ و مالا مایجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۳۔

(17) الدر المختار، کتاب الرهن، باب مایجوز راتخانہ و مالا مایجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۳۔

(18) الدر المختار، کتاب الرهن، باب مایجوز راتخانہ و مالا مایجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۳۔

(19) المرجع السابق، ص ۱۰۳۔

جاز ہے پھر اگر مدت اجارہ پوری ہونے کے بعد وہ چیز ہلاک ہوئی تو مگر یا مالک نے کرایہ وصول پالیا ب مطابق نہیں کر سکتا اور اگر مستاجر (کرایہ دار) کے منفعت حاصل کرنے سے پہلے چیز ہلاک ہو گئی تو رہن باطل ہے مرہن (رہن رکھنے والے) پر واجب ہے کہ مرہن (گروی رکھی ہوئی چیز) کی قیمت را، ان (رہن رکھانے والے) کو دے۔ (20)

مسئلہ ۲۰: درزی کو سینے کے لیے کپڑا دیا اور سینے کے مقابل میں اس سے کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھائی یہ جائز اور اگر اس کے مقابل میں رہن ہے کہ تم کو خود سینا ہو گا یہ رہن ناجائز ہے۔ یوہیں کوئی چیز عاریت دی اور اس چیز کی واپسی میں بار برداری صرف (خرج) ہو گی لہذا میر نے مستعیر (عاریٹا لینے والے) سے کوئی چیز واپسی کے مقابل میں رہن رکھائی یہ جائز ہے اور اگر یوں رہن رکھائی کہ تم کو خود پہنچانی ہو گی تو ناجائز ہے۔ (21)

مسئلہ ۲۱: بیع سلم کے راس المال کے مقابل میں رہن صحیح ہے اور مسلم فیہ کے مقابل میں بھی صحیح ہے۔ اسی طرح بیع صرف کے ثمن کے مقابل میں رہن صحیح ہے۔ پہلے کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص سے مثلاً سو ۱۰۰ روپے میں سلم کیا اور ان روپوں کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی۔ دوسرے کی یہ صورت ہے کہ دس ۱۰ من گیہوں (گندم) میں سلم کیا اور روپے دے دیے اور مسلم الیہ سے کوئی چیز رہن لے لی۔ تیسرا کی یہ صورت ہے کہ روپے سے سونا خریدا اور روپے کی جگہ پر کوئی چیز سونے والے کو دے دی۔ پہلی اور تیسرا صورت میں اگر مرہن اسی مجلس میں ہلاک ہو جائے تو عقد سلم و صرف تمام ہو گئے (22) اور مرہن (رہن رکھنے والے) نے اپنا مال وصول پالیا یعنی بیع سلم میں راس المال مسلم الیہ کو مل گیا اور بیع صرف میں زر ثمن وصول ہو گیا (یعنی طے شدہ قیمت وصول ہو گئی) مگر یہ اس وقت ہے کہ مرہن کی قیمت راس المال اور ثمن صرف نے (یعنی سونے چاندی کی بیع میں مقررہ رقم سے) کم نہ ہو اور اگر قیمت کم ہے تو بقدر قیمت صحیح ہے باقی کو (باقی ماندہ) اگر اسی مجلس میں نہ دیا تو اس کے مقابل میں صحیح نہ رہا اور اگر مرہن اس مجلس میں ہلاک نہ ہوا اور عادی دن (23) جدا ہو گئے اور راس المال و ثمن صرف اس مجلس میں نہ دیا تو عقد سلم و صرف باطل ہو گئے کہ ان دونوں عقدوں میں اسی مجلس میں دینا ضروری تھا جو پایا نہ گیا۔ اور اس صورت میں چونکہ عقد باطل ہو گئے لہذا مرہن (رہن رکھنے والے) را، ان (رہن رکھانے والے) کو مرہن واپس دے۔ اور فرض کرو مرہن (رہن رکھنے والے) نے ابھی واپس نہیں دیا تھا اور مرہن ہلاک ہو گیا تو راس المال و ثمن صرف کے مقابل میں ہلاک ہونا مانا جائے گا یعنی

(20) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الرحمن، الباب الاول فی تفسیرہ ورکنہ... ماتحت، الفصل الثالث، ج ۵، ص ۳۳۵۔

(21) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الرحمن، الباب الاول فی تفسیرہ ورکنہ... ماتحت، الفصل الثالث، ج ۵، ص ۳۳۵۔

(22) یعنی بیع سلم اور سونے چاندی کی بیع کا عقد مکمل ہو گیا۔

(23) یعنی را، ان (رہن رکھانے والے) اور مرہن (رہن رکھنے والے)۔

وصول پاناقرار دیا جائے گا مگر وہ دونوں عقداب بھی باطل ہی رہیں گے اب جائز نہیں ہوں گے۔ دوسری صورت یعنی مسلم فیہ کے مقابل میں ربِ اسلام نے اپنے پاس کوئی چیز رہن رکھی اس میں عقدِ سلم مطلقاً صحیح ہے مگر ہون اسی مجلس میں بلاک ہو یا نہ ہو دونوں کے جدا ہونے کے بعد ہو یا نہ ہو کہ راس المال پر قبضہ جو مجلس عقد میں ضروری تھا وہ ہو چکا اور مسلم فیہ کے قبضہ کی ضرورت تھی ہی نہیں لہذا اس صورت میں اگر مرہون ہلاک ہو جائے مجلس میں یا بعد مجلس بہر صورت عقدِ سلم تمام ہے۔ اور ربِ اسلام کو گویا مسلم فیہ وصول ہو گیا یعنی مرہون کے ہلاک ہونے کے بعد اب مسلم فیہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا ہاں اگر مرہون کی قیمت کم ہو تو بقدر قیمت وصول سمجھا جائے باقی باقی ہے۔ (24)

مسئلہ ۲۲: ربِ اسلام نے مسلم فیہ کے مقابل میں اپنے پاس چیز رہن رکھ لی تھی اور دونوں نے عقدِ سلم کو فتح کر دیا توجہ تک راس المال وصول نہ ہو جائے یہ چیز راس المال کے مقابل ہے یعنی مسلم الیہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ سلم فتح ہو گیا لہذا مرہون واپس دو۔ ہاں جب مسلم الیہ راس المال واپس کر دے تو مرہون کو واپس لے سکتا ہے اور فرض کرو کہ راس المال واپس نہیں دیا اور ربِ اسلام کے پاس وہ چیز ہلاک ہو گئی تو مسلم فیہ کے مقابل میں اس کا ہلاک ہونا سمجھا جائے گا یعنی ربِ المال مسلم فیہ کی مثل مسلم الیہ کو دے اور اپنا راس المال واپس لے یہ نہیں کہ اس کو راس المال کے قائم مقام فرض کر کے راس المال کی وصولی قرار دیں۔ (25)

مسئلہ ۲۳: سونا چاندی روپیہ اشرفتی اور مکمل و موزون کو رہن رکھنا جائز ہے پھر ان کو رہن رکھنے کی دو صورتیں ہیں۔ دوسری جنس کے مقابل میں رہن رکھا یا خود اپنی ہی جنس کے مقابل میں رکھا۔ پہلی صورت میں یعنی غیر جنس کے مقابل میں اگر ہو مثلاً کپڑے کے مقابل روپیہ، اشرفتی (سونے کا سکہ) یا جو گیہوں کو رہن رکھا اور یہ مرہون (گروی رکھی ہوئی چیز) ہلاک ہو جائے تو اس کی قیمت کا اعتبار ہو گا اور اس صورت میں کھرے کھوئے کا لحاظ ہو گا یعنی اگر اس کی قیمت دین کی برابر یا زائد ہے تو دین وصول سمجھا جائے گا اور اگر کچھ کمی ہے تو جو کمی ہے اتنی رہن (رہن رکھانے والے) سے لے سکتا ہے۔ اور اگر دوسری صورت ہے یعنی اپنی ہم جنس کے مقابل میں رہن ہے مثلاً چاندی کو روپیہ کے مقابل میں یا سونے کو اشرفتی کے مقابل میں یا گیہوں کو گیہوں کے مقابل رہن رکھا اور مرہون ہلاک ہو گیا تو وزن و مکمل (نیپ) کا اعتبار ہو گا۔ اور اس صورت میں کھرے کھوئے کا اعتبار نہیں ہو گا مثلاً سو ۰۰۰ روپے قرض لئے اور چاندی رہن رکھی اور یہ ضائع ہو گئی اور یہ چاندی سو روپے بھر یا زائد تھی تو دین وصول سمجھا جائے یہ نہیں کہا جا سکتا

(24) الحدایۃ، کتاب الرہن، باب ماجوز ارتھانہ... راجع، ج ۲، ص ۳۱۹۔

والدر المختار در المختار، کتاب الرہن، باب ماجوز ارتھانہ و مالا ماجوز، ج ۱، ص ۱۰۵، ۱۰۶۔

(25) الحدایۃ، کتاب الرہن، باب ماجوز ارتھانہ... راجع، ج ۲، ص ۳۱۹۔

کہ ۲۰۰ اروپے بھر چاندی کی مالیت سو ۰۰ اروپے سے کم ہے اور سو ۰۰ اروپے بھر سے کچھ کمی ہے تو اتنی کمی وصول کر سکتا ہے۔ (26)

مسئلہ ۲۳: سونے چاندی کی کوئی چیز مثلاً برتن یا زیور کو اپنی ہم جنس کے مقابل میں رکھا اور چیزوں کی اگر اس کی قیمت وزن کی بہ نسبت کم ہے تو خلاف جنس سے اس کی قیمت لگا کر اس قیمت کو رہن قرار دیا جائے اور ثوٹی ہوئی چیز کا مرہن (رہن رکھنے والا) مالک ہو گیا اور رہن (رہن رکھانے والے) کو اختیار ہے کہ دین ادا کر کے وہ چیز لے لے اور اگر اس کی قیمت وزن کی بہ نسبت زیادہ ہے تو دوسری جنس سے قیمت لگائی جائے گی اور مرہن (رہن رکھنے والا) پوری قیمت کا ضامن ہے اور یہ قیمت اس کے پاس رہن ہو گی اور مرہن (رہن رکھنے والا) اس ثوٹی ہوئی چیز کا مالک ہو جائے گا۔ مگر رہن (رہن رکھانے والے) کو یہ اختیار ہو گا کہ پورا دین ادا کر کے فک رہن (یعنی گردی رکھی ہوئی چیز کو چھڑانا) کرالے۔ (27)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص سے دس درہم قرض لئے اور انگوٹھی رہن رکھ دی جس میں ایک درہم چاندی ہے اور نو درہم کا نگینہ ہے اور مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس سے انگوٹھی ضائع ہو گئی تو گویا دین وصول ہو گیا اور اگر نگینہ ٹوٹ گیا تو اس کی وجہ سے انگوٹھی کی قیمت میں جو کچھ کمی ہوئی اتنا دین ساقط اور اگر انگوٹھی ٹوٹ گئی اور اس کی قیمت ایک درہم سے زیادہ ہے تو پوری قیمت کا ضامن ہے مگر یہ ضامن دوسری جنس مثلاً سونے سے لیا جائے۔ (28)

مسئلہ ۲۶: پیسے رہن رکھے تھے اور ان کا چلن بند ہو گیا یہ بمنزلہ ہلاک ہے اور اگر پیسوں کا نرخ ستا ہو گیا اس کا اعتبار نہیں۔ (29)

مسئلہ ۲۷: طشت (تحال) لوٹا یا کوئی اور برتن رہن رکھا اور وہ ٹوٹ گیا اگر وہ وزن سے بکنے کی چیز نہ ہو تو جو کچھ نقصان ہوا اتنا دین ساقط اور اگر وہ وزن سے بکے تو رہن (رہن رکھانے والے) کو اختیار ہے کہ دین ادا کر کے اپنی چیزوں پر یا اس کی جو کچھ قیمت ہوتے ہیں مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس چھوڑ دے۔ (30)

(26) الحمدیۃ، کتاب الرحم، باب مایبوز ارتقانہ... راجع، ج ۲، ص ۳۲۲.

والدر المختار و الدلختر، کتاب الرحم، باب مایبوز ارتقانہ و مالا مایبوز، ج ۱۰، ص ۱۰۸.

(27) تعبین الحقائق، کتاب الرحم، باب مایبوز ارتقانہ و الارتحان ب، ج ۷، ص ۱۲۲، ۱۲۳.

(28) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الرحم، الباب العاشر فی رہن الفضة بالفضة... راجع، ج ۵، ص ۲۷۵.

(29) المرجع السابق، ص ۳۷۶.

(30) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الرحم، الباب العاشر فی رہن الفضة بالفضة... راجع، ج ۵، ص ۲۷۶.

مسئلہ ۲۸: پرائی چیز بیع دی اور ٹھن کے مقابل میں مشتری (خریدار) سے کوئی چیز رہن رکھاں مالک نے دونوں باتوں کو جائز کر دیا یہ بیع جائز ہے مگر رہن جائز نہیں۔ (31)

مسئلہ ۲۹: کوئی چیز بیع کی اور مشتری (خریدار) سے یہ شرط کر لی کہ فلاں معین چیز ٹھن کے مقابل میں رہن رکھے یہ جائز ہے اور اگر باائع نے یہ شرط کی کہ فلاں شخص ٹھن کا کفیل ہو جائے اور وہ شخص وہاں حاضر ہے اس نے قبول کر لیا یہ بھی جائز ہے اور اگر باائع نے کفیل کو معین نہیں کیا ہے یا معین کر دیا ہے مگر وہ وہاں موجود نہیں ہے اور اس کے آنے اور قبول کرنے سے پہلے باائع و مشتری (خریدار) جدا ہو گئے تو بیع فاسد ہو گئی اسی طرح اگر رہن کے لیے کوئی چیز معین نہیں کی ہے تو بیع فاسد ہو گئی مگر جبکہ اسی مجلس میں دونوں نے رہن کو معین کر لیا یا اسی مجلس میں مشتری (خریدار) نے ٹھن ادا کر دیا تو بیع صحیح ہو گئی مجلس بدل جانے کے بعد معین رہن یا ادائے ٹھن سے بیع کا فساد و فتح نہیں ہو گا۔ (32)

مسئلہ ۳۰: باائع نے معین چیز رہن رکھنے کی شرط کی تھی اور مشتری (خریدار) نے یہ شرط منظور بھی کر لی تھی اس صورت میں مشتری (خریدار) مجبور نہیں ہے کہ اس شرط کو پورا ہی کر دے کہ شخص ایجاد و قبول سے عقد رہن لازم نہیں ہوتا، مگر مشتری (خریدار) نے اگر وہ چیز رہن نہ رکھی تو باائع کو اختیار ہے کہ بیع کو فتح کر دے مگر جبکہ مشتری (خریدار) ٹھن ادا کر دے یا جو چیز رہن رکھنے کے لئے معین ہوئی تھی اُسی قیمت کی دوسری چیز رہن رکھ دے تو اب بیع کو فتح نہیں کر سکتا۔ (33)

مسئلہ ۳۱: کوئی چیز خریدی اور مشتری (خریدار) نے باائع کو کوئی چیز دے دی کہ اسے رکھے جب تک میں دام (رتم) نہ دوں تو یہ چیز رہن ہو گئی اور اگر جو چیز خریدی ہے اُسی کے متعلق کہا کہ اسے رکھے رہو جب تک دام نہ دوں تو اس میں دو صورتیں ہیں اگر مشتری (خریدار) نے اُس پر قبضہ کر لیا تھا پھر باائع کو یہ کہہ کر دے دی کہ اسے رکھے رہو تو یہ رہن بھی صحیح ہے اور اگر مشتری (خریدار) نے قبضہ نہیں کیا تھا اور بیع کے متعلق وہ الفاظ کہے تو رہن صحیح نہیں کہ وہ تو بغیر کہے بھی ٹھن کے مقابل میں مجبوس (مقید) ہے باائع بغیر ٹھن لئے دینے سے انکار کر سکتا ہے۔ (34)

(31) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الرحمن، الباب الاول فی تفسیرہ درکنہ... باائع، الفصل الرابع فی ما یجوز رہن... باائع، ج ۵، ص ۳۳۶.

(32) الحدایۃ، کتاب الرحمن، باب ما یجوز راتھانہ... باائع، ج ۲، ص ۳۲۲.

والدر المختار، کتاب الرحمن، باب ما یجوز راتھانہ و مالا یجوز و حج ۱۰، ص ۱۰۹.

(33) الدر المختار، کتاب الرحمن، باب ما یجوز راتھانہ و مالا یجوز، حج ۱۰، ص ۱۰۹.

(34) الحدایۃ، کتاب الرحمن، باب ما یجوز راتھانہ... باائع، ج ۲، ص ۳۲۲.

والدر المختار، کتاب الرحمن، باب ما یجوز راتھانہ و مالا یجوز، حج ۱۰، ص ۱۰۹.

مسئلہ ۳۲: مشتری (خریدار) نے چیز خرید کر باائع کے پاس چھوڑ دی کہ اسے رکھے رہو دامدے کر لے جاؤں گا اور مشتری (خریدار) چیز لینے نہیں آیا اور چیز ایسی ہے کہ خراب ہو جائے گی مثلاً گوشت ہے کہ رکھا رہنے سے سرخ جائے گا یا برف ہے جو گھل جائے گی باائع کو ایسی چیز کا دوسرا کے ہاتھ پیغ کر دینا جائز ہے اور جسے معلوم ہے کہ یہ چیز دوسرے کی خریدی ہوئی ہے اُس کو خریدنا بھی جائز ہے مگر باائع نے اگر زائد داموں سے بیچا تو جو کچھ پہلے شنس سے زائد ہے اُسے صدقہ کر دے۔ (35)

مسئلہ ۳۳: دائن (قرض خواہ) نے مدیون (مقرض) کی پگڑی لے لی کہ میرا دین دے دو گے اُس وقت پگڑی دوں گا اگر مدیون (مقرض) بھی راضی ہو گیا اور چھوڑ آیا تو رہن ہے ضائع ہو گی تو رہن کے احکام جاری ہوں گے اور اگر راضی نہیں ہے مثلاً یہ کمزور ہے اُس سے چھین نہیں سکتا تھا تو رہن نہیں بلکہ غصب ہے۔ (36)



(35) الدر المختار، کتاب الرهن، باب مانجوز ارتقانہ و مالا مانجوز، ج ۱۰، ص ۱۰۹، ۱۱۰۔

(36) الدر المختار، کتاب الرهن، باب مانجوز ارتقانہ و مالا مانجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۲۔

باپ یا وصی کا نابالغ کی چیز کو رہن رکھنا

مسائل فقهیہ

مسئلہ ۱: باپ کے ذمہ دین ہے وہ اپنے نابالغ لڑکے کی چیز دائیں کے پاس رکھ سکتا ہے اسی طرح وصی بھی نابالغ کی چیز کو اپنے دین کے مقابل میں رہن رکھ سکتا ہے پھر اگر یہ چیز مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس ہلاک ہو گئی تو یہ دونوں بقدر دین نابالغ کو تادا ان دیں اور مقدار دین سے مرہون (گروہی رکھی ہوئی چیز) کی قیمت زائد ہو تو زیادتی کا تادا ان نہیں کہ یہ امانت تھی جو ہلاک ہو گئی۔ (۱)

مسئلہ ۲: باپ یا وصی نے نابالغ کی چیز اپنے دائیں کے پاس رکھی تھی پھر اس دائیں کو انہوں نے چیز بیچ ڈالنے کے لیے کہہ دیا اس نے بیچ کر اپناؤں وصول کر لیا یہ بھی جائز ہے مگر بقدر تمدن نابالغ کو دینا ہو گا اسی طرح اگر ان دونوں نے نابالغ کی چیز اپنے دین کے بدالے میں خود بیچ کر دی یہ بھی جائز ہے اور اس تمدن اور دین میں مقاصہ (ادلا بدلا) ہو جائے گا پھر نابالغ کو اپنے پاس سے بقدر تمدن ادا کریں۔ (۲)

مسئلہ ۳: خود نابالغ لڑکے کا باپ کے ذمہ دین ہے اس کے مقابل میں باپ نے اس کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں اس چیز پر اس کا قبضہ نابالغ کی طرف سے ہو گا اور اس کا عکس بھی جائز ہے یعنی باپ کا بیٹھے پر دین تھا اور اس کی چیز اپنے پاس رہن رکھ لی یہ دونوں صورتیں وصی کے حق میں ناجائز ہیں کہ نہ اپنی چیز اس کے پاس رہن رکھ سکتا ہے نہ اس کی اپنے پاس۔ (۳)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے دونابالغ لڑکے ہیں اور ایک کا دوسرے پر دین ہے ان کا باپ مدیون (مقروض) کی چیز دائیں کے پاس رہن رکھ سکتا ہے اور دونابالغوں کا وصی یہ نہیں کر سکتا کہ ایک کی چیز کو دوسرے کی طرف سے رہن رکھ لے۔ (۴)

مسئلہ ۵: باپ اور نابالغ لڑکے دونوں پر دین ہے اور باپ نے نابالغ کی چیز دونوں کے مقابل میں رہن رکھ دی

(۱) الدر المختار، کتاب الرهن، باب التصرف في الرهن والجناية عليه... مالخ، ج ۱۰، ص ۱۳۱...

(۲) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتکانه... مالخ، ج ۲، ص ۳۲۱.

(۳) المرجع السابق

(۴) المرجع السابق

یہ جائز ہے اور اس صورت میں اگر مرہون چیز مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس ہلاک ہو گئی تو باپ کے دین کے مقابل میں مرہون کا جتنا حصہ تھا اتنے کا لڑکے کوتاوان دے وصی اور دادا کا بھی یہی حکم ہے۔ (5)

مسئلہ ۶: باپ پر دین ہے وہ بالغ لڑکے کی چیز اُس دین کے مقابل میں رہن نہیں رکھ سکتا کہ بالغ پر اس کی ولایت نہیں اسی طرح نابالغ کے دین میں بالغ کی چیز گروی نہیں رکھ سکتا، اور اگر بالغ و نابالغ دونوں کی مشترک چیز ہے اس کو بھی رہن نہیں رکھ سکتا۔ (6)

مسئلہ ۷: باپ پر دین ہے اس نے بالغ و نابالغ لڑکوں کی مشترک چیز کو رہن رکھ دیا یہ ناجائز ہے جب تک بالغ سے اجازت حاصل نہ کر لے اور مرہون (گروی رکھی ہوئی چیز) ہلاک ہو جائے تو بالغ کے حصہ کا خاص میں ہے۔ (7)

مسئلہ ۸: باپ نے نابالغ لڑکے کی چیز رہن رکھ دی تھی پھر باپ مر گیا اور وہ بالغ ہو کر یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی چیز مرہن (رہن رکھنے والے) سے لے لوں تو جب تک دین ادا نہ کر دے چیز نہیں لے سکتا پھر اگر خود باپ پر دین تھا جس کے مقابل میں (بدلے میں) گروی رکھی تھی اور لڑکے نے اپنے ماں سے دین ادا کر کے چیز لے لی تو بقدر دین (یعنی قرض کے برابر) باپ کے ترکہ سے وصول کر سکتا ہے۔ (8)

مسئلہ ۹: ماں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے نابالغ لڑکے کی چیز رہن رکھ دے ہاں اگر وہ وصیہ ہے یا جو شخص نابالغ کے ماں کا ولی ہے اس کی طرف سے اجازت حاصل ہے تو رکھ سکتی ہے۔ (9)

مسئلہ ۱۰: وصی نے میتیم کے کھانے اور بیس کے لیے ادھار خریدا اور اس کے مقابل میں میتیم کی چیز رہن رکھ دی یہ جائز ہے اسی طرح اگر میتیم کے ماں کو تجارت میں لگایا اور اس کی چیز دوسرے کے پاس رکھ دی یا دوسرے کی چیز اس کے لیے رہن میں لی یہ بھی جائز ہے۔ (10)

مسئلہ ۱۱: وصی نے بچہ کے لئے کوئی چیز ادھار لی تھی اور اس کی چیز رہن رکھ دی تھی پھر مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس سے بچہ ہی کی ضرورت کے لئے مانگ لایا اور چیز ضائع ہو گئی تو چیز رہن سے نفل گئی اور بچہ ہی کا نقصان ہوا

(5) المرجع السابق

(6) الفتاوى الحمدية، كتاب الرهن، الباب الاول في تفسيره ورکنه... راجع، الفصل الخامس في رهن الاب والوصي، ج ۵، ص ۳۳۸.

(7) الفتاوى الحمدية، كتاب الرهن، الباب الاول في تفسيره ورکنه... راجع، الفصل الخامس في رهن الاب والوصي، ج ۵، ص ۳۳۸.

(8) الفتاوى الحمدية، كتاب الرهن، الباب الاول في تفسيره ورکنه... راجع، الفصل الخامس في رهن الاب والوصي، ج ۵، ص ۳۳۸..

(9) المرجع السابق.

(10) الحدایة، كتاب الرهن، باب ما يجوز ارتقانه والا رتقان... راجع، ج ۲، ص ۲۲۱

اس صورت میں ذین کا کوئی جزا کے مقابل میں ساقط نہیں ہو گا اور اگر اپنے کام کے لئے وصی مرہن (رہن رکھنے والے) سے مانگ لایا ہے اور چیز ہلاک ہو گئی تو وصی کے ذمہ تاوان ہے کہ یتیم کی چیز کو اپنے لئے استعمال کرنے کا حق نہ تھا۔ (11)

مسئلہ ۱۲: وصی نے یتیم کی چیز رہن رکھ دی پھر مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس سے غصب کر لایا اور اپنے کام میں استعمال کی اور چیز ہلاک ہو گئی اگر اس چیز کی قیمت بقدر ذین ہے تو اپنے پاس سے ذین ادا کرے اور یتیم کے مال سے وصول نہیں کر سکتا اور اگر ذین سے اس کی قیمت کم ہے تو بقدر قیمت اپنے پاس سے مرہن (رہن رکھنے والے) کو دے اور ماہقی یتیم کے مال سے ادا کرے اور اگر قیمت ذین سے زیادہ ہے تو ذین اپنے پاس سے ادا کرے اور جو کچھ چیز کی قیمت ذین سے زائد ہے یہ زیادتی یتیم کو دے کیونکہ اس نے دونوں کے حق میں تعدی زیادتی کی اور اگر غصب کر کے یتیم کے استعمال میں لایا اور ہلاک ہوئی تو مرہن (رہن رکھنے والے) کے مقابل میں ضامن ہے یتیم کے مقابل میں نہیں یعنی اگر چیز کی قیمت ذین سے زائد ہے تو اس زیادتی کا تاوان اس کے ذمہ نہیں ہو گا۔ (12)

مسئلہ ۱۳: وصی نے یتیم کی چیز اپنے نابالغ لڑکے کے پاس رہن رکھ دی یہ ناجائز ہے اور بالغ لڑکے یا اپنے باپ کے پاس رکھ دی یہ جائز ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۴: وصی نے ورثہ کے خرچ اور حاجت کے لیے چیز ادھاری اور ان کی چیز رہن رکھ دی اگر یہ سب ورثہ بالغ ہیں تو ناجائز ہے اور سب نابالغ ہیں تو جائز ہے اور بعض بالغ بعض نابالغ ہیں تو بالغ کے حق میں ناجائز اور نابالغ کے بارے میں جائز۔ (14)

مسئلہ ۱۵: میت پر ذین ہے وصی نے ترک کو ایک دائن کے پاس رہن رکھ دیا یہ ناجائز ہے۔ دوسرے دائن اس رہن کو واپس لے سکتے ہیں اور اگر صرف ایک ہی شخص کا ذین ہے تو اس کے پاس رہن رکھ سکتا ہے اور میت کا دوسرے پر ذین ہے تو وصی مدیون (مقرض) کی چیز اپنے پاس رہن رکھ سکتا ہے۔ (15)

مسئلہ ۱۶: رہن (رہن رکھوانے والے) مر گیا تو اس کا وصی رہن کو پیچ کر ذین ادا کر سکتا ہے۔ اور رہن (رہن

(11) الحدایۃ، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتھانه والا رتحان... راجع، ج ۲، ص ۳۲۱، ۳۲۲۔

(12) المرجع السابق، ص ۳۲۲۔

(13) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الرحم، الباب الاول فی تفسیرہ و درکتہ... راجع، الفصل الثانی میں فی رہن الاب و الوصی، ج ۵، ص ۹۳۶۔

(14) المرجع السابق.

(15) المرجع السابق.

رکھانے والے) کا وصی کوئی نہیں ہے تو قاضی کسی کو اس کا وصی مقرر کرے اور اسے حکم دے گا کہ چیزیں کر دین ادا کرے۔ (16)



رہن یا راہن (رہن رکھنے والے) یا
مرتہن (رہن رکھنے والے) کئی ہوں، اس کا بیان

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: ہزار روپے قرض لئے اور دو چیزیں رہن رکھیں تو دونوں چیزیں پورے دین کے مقابل میں (بدلے میں) رہن یا نہیں ہو سکتا کہ ایک کے حصہ کا دین ادا کر کے فک رہن کرالے (یعنی گروی چیز چھڑا لے) جب تک پورا دین ادا نہ کر لے ایک کو بھی نہیں چھوڑا سکتا۔ ہاں اگر رہن رکھنے وقت ہر ایک کے مقابل میں دین کا حصہ نامزد کر دیا ہو مثلاً یہ کہہ دیا ہو کہ چھوٹو ۲۰۰ کے مقابل میں یہ ہے اور چار سو ۴۰۰ کے مقابل میں یہ ہے اور ادا کرنے وقت کہہ دیا کہ اس کے مقابل کا دین ادا کرتا ہوں تو اس کا فک رہن ہو سکتا ہے کہ یہ ایک رہن نہیں بلکہ دو عقد ہیں۔ (۱) اور اگر دو چیزیں رہن رکھیں اور یہ کہہ دیا کہ اتنے دین کے مقابل میں ایک اور اتنے کے مقابل میں دوسری مگر یہ معین نہیں کیا کہ کس کے مقابل میں کون ہے تو رہن صحیح نہیں۔ (۲)

مسئلہ ۲: دو شخصوں کے پاس ایک چیز رہن رکھی اس کی کئی صورتیں ہیں۔ اگر یہ کہہ دیا کہ آدھی اس کے پاس رہن ہے اور آدھی اس کے پاس یہ ناجائز کہ مشاع کا رہن ناجائز ہے اور اگر اس قسم کی تفصیل نہیں کی ہے اور ایک نے قبول کیا وسرے نے نامنظور کیا جب بھی صحیح نہیں اور دونوں نے قبول کر لیا تو وہ چیز پوری پوری دونوں کے پاس رہن ہے اس کی ضرورت نہیں کہ دونوں نے اس شخص کو مشترک طور پر دین دیا ہو دونوں میں شرکت ہو یا نہ ہو بہر حال وہ چیز دونوں کے پاس رہن ہے راہن (رہن رکھنے والے) اپنی چیز اسی وقت لے سکتا ہے کہ دونوں کا پورا پورا دین ادا کر دے اور ایک کا پورا دین ادا کر دیا تو پوری چیز اسی کے پاس رہن ہے جس کا دین باقی ہے۔ (۳)

(۱) تہیین الحقائق، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتخانہ... راجع، ج ۷، ص ۱۶۸۔

الدر المختار، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتخانہ و مالا یجوز، رج ۱۰، ص ۱۱۱۔

(۲) راجحی، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتخانہ و مالا یجوز، رج ۱۰، ص ۱۱۱۔

(۳) الحدایہ، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتخانہ... راجع، فصل، ج ۲، ص ۲۲۵۔

والدر المختار، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتخانہ و مالا یجوز، رج ۱۰، ص ۱۱۰۔

مسئلہ ۳: دو شخصوں کے پاس ایک چیز رہن رکھی اور وہ چیز قابل تقسیم ہے دونوں تقسیم کر کے آدمی آدمی اپنے قبضہ میں کر لیں اور اس صورت میں اگر پوری چیز ایک ہی کے قبضہ میں دے دی تو جس نے دی وہ ضامن ہے۔ اور اگر چیز ناقابل تقسیم ہے تو دونوں ہماریاں مقرر کر لیں اپنی اپنی باری میں ہر ایک پوری چیز اپنے قبضہ میں رکھے اس صورت میں وہ چیز جس کے پاس اس کی باری میں ہے تو دوسرے کی طرف سے اس کا حکم یہ ہے کہ جیسے کسی معتبر آدمی کے پاس شے مر ہوں ہوتی ہے۔ (جس کا بیان آئے گا)۔ (4)

مسئلہ ۴: دو شخصوں کے پاس چیز رہن رکھی اور وہ ہلاک ہو گئی تو ہر ایک اپنے حصہ کے مطابق ضامن ہے مثلاً ایک شخص کے دس روپے تھے دوسرے کے پانچ تھے اور دونوں کے پاس ایک چیز تیس روپے کی رہن رکھ دی اس چیز کے دو حصے ضائع ہو گئے ایک حصہ باقی ہے تو یہ حصہ جو باقی رہ گیا ہے دونوں پر تقسیم ہو گا۔ یعنی دو تھائیاں (5) دس اولے کی اور ایک تھائی (تیرا حصہ) پانچ والے کی یعنی دس اولے کی دو تھائیاں ساقط ہو گئیں ایک تھائی باقی ہے یعنی تین روپے پانچ آنے (چھوٹ پیسوں کا ایک آنا ہوتا ہے) چار پائی (یعنی چار ۲۰ پیسے) اور پانچ والے کی دو تھائیاں ساقط ہو گئیں ایک تھائی باقی ہے یعنی ایک روپیہ دس آنے آٹھ پائی۔ (6)

مسئلہ ۵: دو شخصوں پر ایک شخص کا دین ہے دونوں نے ایک چیز دائن کے پاس رہن رکھی یہ رہن صحیح ہے اور پورے دین کے مقابل میں چیز گردی ہے دونوں نے ایک ساتھ اس سے دین لیا ہو یا الگ الگ دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے۔ پھر اگر ایک نے اپنا دین ادا کر دیا تو چیز کو واپس نہیں لے سکتا جب تک دوسرا بھی اپنے ذمہ کا دین ادا نہ کر دے۔ (7)

مسئلہ ۶: مدیون (مقروض) نے دائن (قرض خواہ) کو دوپتھے دیے اور یہ کہا کہ ان میں سے جس کو چاہو رہن رکھ لو اس نے دونوں رکھ لئے کوئی بھی رہن نہ ہوا جب تک ایک کو معین نہ کرنے اور وہ ضامن نہیں ہو گا اور ضائع ہونے سے دین ساقط نہیں ہو گا۔ اسی طرح اگر بیس روپے باقی تھے دائن نے مانگے مدیون (مقروض) نے اس کے پاس سو روپے ڈال دیے کہ تم ان میں سے اپنے بیس لے لو اور ابھی اس نے لئے نہیں کہ یہ سب روپے ضائع ہو گئے تو مدیون (مقروض) کے گئے، دائن کا دین بحالہ باقی ہے۔ (8)

(4) تنبیہ الحقائق، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتھانه... راجع، ج ۷، ص ۲۷۰۔

(5) یعنی تین حصوں میں سے دو حصے۔

(6) الدر المختار و الدھنار، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتھانه و ما لا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۰۔

(7) الحدایۃ، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتھانه... راجع، ج ۲، ص ۲۲۵۔

(8) الدر المختار و الدھنار، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتھانه و ما لا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۵۔

متفرقات

مسئلہ ۱: شے مرحون کو کسی نے غصب کر لیا تو اس کا وہی حکم ہے جو ہلاک ہونے کا ہے کہ قیمت اور دین میں جو کم ہے اس کا ضامن ہے یعنی اگر دین اس کی قیمت کے برابر یا کم ہے تو دین ساقط ہو گیا اور قیمت کم ہے تو بقدر قیمت ساقط باقی دین مدیون (مقروض) سے وصول کرے۔ اور اگر خود مرthen (رہن رکھنے والے) ہی نے غصب کیا یعنی بلا اجازت را، (رہن رکھانے والے) چیز کو استعمال کیا اور ہلاک ہوئی تو پوری قیمت کا ضامن ہے اگرچہ قیمت دین سے زیادہ ہے۔ (۱)

مسئلہ ۲: مرthen (رہن رکھنے والے) کی اجازت سے چیز کو استعمال کر رہا تھا اس حالت میں کوئی چھین لے گیا تو یہ غصب ہلاک کے حکم میں نہیں یعنی اس صورت میں دین بالکل ساقط نہیں ہو گا بلکہ اس حالت میں ہلاک ہو جائے جب بھی دین بدستور باقی رہے گا کہ بہب وہ رہن نہ رہا بلکہ عاریت و امانت ہے ہاں استعمال سے فارغ ہونے پر پھر رہن ہو جائے گا اور رہن کے احکام جاری ہوں گے۔ (۲)

مسئلہ ۳: را، (رہن رکھانے والے) نے مرthen (رہن رکھنے والے) سے کہا کہ چیز دلال کو دے دو اس نے دیدی اور ضائع ہو گئی تو مرthen (رہن رکھنے والے) اس کا ضامن نہیں۔ (۳)

مسئلہ ۴: رہن میں کوئی میعاد نہیں ہو سکتی مثلاً اتنے دنوں کے لیے رہن رکھتا ہوں میعاد مقرر کرنے سے عقد رہن فاسد ہو جائے گا اور اس صورت میں چیز ہلاک ہو جائے تو ضامن ہے اور وہی احکام ہیں جو رہن صحیح کے ہیں۔ (۴)

مسئلہ ۵: را، (رہن رکھانے والے) نے مرthen (رہن رکھنے والے) سے کہا چیز کو پیچ ڈالو اور را، (رہن رکھانے والے) مر گیا مرthen (رہن رکھنے والے) اس کو پیچ کر سکتا ہے ورشہ کو منع کرنے کا حق نہیں اور ورشہ اس پیچ کو توڑ بھی نہیں سکتے۔ (۵)

(۱) الدر المختار در المختار، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتقانه و مالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۵۔

(۲) المرجع السابق۔

(۳) الدر المختار، کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتقانه مالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۵۔

(۴) المرجع السابق، ص ۱۱۶۔

(۵) المرجع السابق۔

مسئلہ ۶: رہن (رہن رکھوانے والے) غائب ہو گیا پتہ نہیں کہ کہاں ہے مرتہن (رہن رکھنے والے) اس معاملہ کو قاضی کے پاس پیش کرے قاضی اس کو پیچ کر دین ادا کر سکتا ہے اور رہن (رہن رکھوانے والے) موجود ہے اور دین ادا نہیں کرتا اس کو مجبور کیا جائے گا کہ مرتہن کو پیچ کر دین ادا کرے اور نہ مانے تو قاضی یا ایمن قاضی پیچ کر دین ادا کر دے اور دین کا کچھ جز باتی رہ جائے تو رہن (رہن رکھوانے والے) ہی اس کا ذمہ دار ہے۔ (6)

مسئلہ ۷: درخت کو رہا اس میں پھل آئے مرتہن (رہن رکھنے والا) پھلوں کو پیچ نہیں کر سکتا (یعنی فروخت نہیں کر سکتا) اگرچہ یہ اندیشه ہو کہ خراب ہو جائیں گے البتہ اس معاملہ کو قاضی کے پاس پیش کر سکتا ہے اور اگر وہاں قاضی ہی نہ ہو یا اتنا موقع نہیں کہ قاضی کے پاس معاملہ پیش کیا جائے یعنی وہ چیز جلد خراب ہو جائے گی تو خود مرتہن (رہن رکھنے والا) بھی پیچ کر سکتا ہے۔ (7)



(6) الدر المختار و روا المختار، کتاب الرحمن، باب ما يجوز ارتقانه وما لا يجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۶۔

(7) الدر المختار، باب ما يجوز ارتقانه وما لا يجوز، کتاب الرحمن، باب ما يجوز ارتقانه وما لا يجوز، ج ۱۰، ص ۱۱۶۔

کسی معتبر شخص کے پاس شے مر ہون کو رکھنا

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: عقد رہن میں راہن (رہن رکھانے والے) و مرہن (رہن رکھنے والے) دونوں نے یہ شرط کی کہ مر ہون چیز فلاں شخص کے پاس رکھ دی جائے گی یہ صحیح ہے اور اس کے قبضہ کر لینے سے رہن مکمل ہو گیا یہ شخص مرہن (رہن رکھنے والے) کے قائم مقام تصور کیا جائے گا اس کے پاس سے چیز ضائع ہو گئی تو وہی احکام ہیں جو مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس ہلاک ہونے میں ہوتے ہیں ایسے معتبر شخص کو عدل کہتے ہیں کیونکہ راہن (رہن رکھانے والے) و مرہن (رہن رکھنے والے) نے اسے عادل و معتبر بھر کھا ہے۔ (۱)

مسئلہ ۲: رہن میں یہ شرط تھی کہ مرہن (رہن رکھنے والے) کا قبضہ ہو گا پھر دونوں نے باتفاق رائے عادل کے پاس رکھ دیا یہ صورت بھی جائز ہے۔ (۲)

مسئلہ ۳: دین میعادی تھا اور معتبر شخص کو یہ کہہ دیا تھا کہ جب میعاد پوری ہو جائے رہن کو بیع کر ڈالے اور میعاد پوری ہو گئی مگر ابھی تک چیز پر اس کا قبضہ ہی نہیں تو رہن باطل ہو گیا مگر بیع کی وکالت اس کے لیے بدستور باقی ہے اب بھی بیع کر سکتا ہے۔ (۳)

مسئلہ ۴: جب ایسے شخص کے پاس چیز رکھ دی گئی تو چیز کو نہ راہن (رہن رکھانے والے) لے سکتا ہے نہ مرہن (رہن رکھنے والے) اور اگر اس نے ان میں سے کسی کو دیدی تو اس سے واپس لے کر اپنے پاس رکھے اور اگر اس کے پاس تلف (ضائع) ہو گئی تو وہ خود ضامن ہو گیا یعنی چیز کی قیمت اس سے تاوان میں لی جائے گی یعنی راہن (رہن رکھانے والے) و مرہن (رہن رکھنے والے) دونوں مل کر اس سے تاوان وصول کریں اور اس کو اسی کے پاس یا کسی دوسرے کے پاس بطور رہن رکھ دیں یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ شخص بطور خود قیمت کو اپنے پاس بطور رہن رکھ لے۔ (۴) اور اگر عقد رہن میں اس کے پاس رکھنے کی شرط نہ تھی اور رکھ دیا گیا اس صورت میں راہن (رہن رکھانے والے) یا مرہن

(۱) الدر المختار و ردا الحمار، کتاب الرهن، باب الرهن یوضع على یہ عدل... راجع، ج ۱۰، ص ۷۷۔

(۲) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الرهن، الباب الثاني في الرهن بشرط ان یوضع على یہ عدل، ج ۵، ص ۳۲۰۔

(۳) ردا الحمار، کتاب الرهن، باب الرهن، یوضع على یہ عدل... راجع، ج ۱۰، ص ۷۷۔

(۴) الحدائق، کتاب الرهن، باب الرهن، یوضع على مد العددا، ج ۲، ص ۳۲۶۔

(رہن رکھنے والے) اُس سے لے اور وہ ضامن نہیں ہو گا۔ (5)

مسئلہ ۵: عادل سے قیمت کا تاوان لے کر پھر اسی کے پاس یادو مرے کے پاس رہن رکھا گیا اور فرض کرو کہ اس نے مرحون رہن (رہن رکھنے والے) کو دیا تھا اور اس کے پاس ہلاک ہوا اس صورت میں رہن (رہن رکھنے والے) جب دین ادا کر دے گا تو وہ تاوان عادل کو واپس مل جائے گا کہ مرہن (رہن رکھنے والے) کو دین وصول ہو گیا لہذا یہ تاوان لینے کا مستحق نہیں اور رہن (رہن رکھنے والے) کو خود اس کی مرحون شے وصول ہو چکی تھی پھر اس تاوان کو کیونکر لے سکتا ہے۔ اور اگر عادل سے مرہن (رہن رکھنے والے) نے لیا تھا تو دین ادا کرنے کے بعد یہ تاوان کی رقم رہن (رہن رکھنے والے) کو ملے گی کیونکہ رہن (رہن رکھنے والے) کی چیز کا یہ بدلہ ہے چیز نہیں ملی اور ہلاک ہو گئی تو تاوان جو اس کے قائم مقام ہے اُسے ملے گا۔ رہن یہ بات کہ عادل نے مرہن (رہن رکھنے والے) کو دیا تھا اور اس کے پاس ہلاک ہوا تو مرہن (رہن رکھنے والے) سے اس ضمان کو رجوع کر سکتا ہے یا نہیں اس میں تفصیل ہے اگر مرہن (رہن رکھنے والے) کو بطور عاریت یا ودیعت دیا ہے تو رجوع نہیں کر سکتا جبکہ مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس ہلاک ہو گیا ہوا س نے خود ہلاک نہ کیا ہوا اور اگر مرہن (رہن رکھنے والے) نے خود ہلاک کر دیا ہو تو رجوع کر سکتا ہے اور اگر مرہن (رہن رکھنے والے) کو بطور رہن دیا ہو یہ کہہ دیا ہو کہ تمہارا جو حق ہے اس میں لے جاؤ تو اس صورت میں بہر حال مرہن (رہن رکھنے والے) سے ضمان واپس لے گا۔ (6)

مسئلہ ۶: رہن (رہن رکھنے والے) نے مرہن (رہن رکھنے والے) کو یا عادل کو یا کسی اور شخص کو بیع کا وکیل کر دیا تھا کہ دیا تھا کہ جب دین کی میعاد پوری ہو جائے تو اس کو بیع ڈالنا یا مطلقاً وکیل کر دیا ہے۔ میعاد پوری ہونے کی قید نہیں لگائی ہے یہ توکیل صحیح ہے اس وکیل کا بیچنا جائز ہے۔ بشرطیکہ جس وقت اسے وکیل کیا ہے اس وقت اس میں بیع کی اہلیت ہو اور اگر اہلیت نہ ہو تو یہ توکیل صحیح نہیں مثلاً ایک چھوٹے بچے کو بیع مرحون کا (گروی رکھی ہوئی چیز کے بیچنے کا) وکیل کیا وہ بچہ اب بالغ ہو گیا اور بیچنا چاہتا ہے بیع نہیں کر سکتا کہ وہ وکیل ہی نہیں ہوا۔ (7)

مسئلہ ۷: عقد رہن میں بیع مرحون کی وکالت شرط تھی کہ مرہن (رہن رکھنے والے) یا فلاں شخص اس چیز کو بیع کر دے گا اس وکیل کو رہن (رہن رکھنے والے) اگر معزول کرنا چاہے نہیں کر سکتا یعنی معزول کرے تو بھی معزول نہیں

(5) الدر المختار، کتاب الرحمٰن، باب الرحمٰن بوضع علی یہ عدل... راجح، ج ۱۰، ص ۷۱۔

(6) الحدایۃ، کتاب الرحمٰن بوضع علی یہ العدل، ج ۲، ص ۳۲۶۔

والعنایۃ علی فتح القدير، کتاب الرحمٰن، بباب الرحمٰن بوضع علی یہ العدل، ج ۹، ص ۱۰۶۔

(7) الدر المختار، کتاب الرحمٰن، بباب ما یکون زیر تھانہ وما لا یکون، راجح، ج ۱۰، ص ۱۱۸۔

ہوگا اور یہ وکالت ایسی ہے کہ نہ راہن (رہن رکھانے والے) کے مرنے سے ختم ہونہ مرہن (رہن رکھنے والے) کے مرنے سے اور اس وکیل کے لیے یہ ضروری نہیں کہ راہن (رہن رکھانے والے) یا مرہن (رہن رکھنے والے) کی موجودگی ہی میں بیع کرے نہ یہ ضروری کہ وہ مر گئے ہوں تو ان کے ورثہ کی موجودگی میں بیع کرے۔ (8)

مسئلہ ۸: وکیل کے مرجانے سے وکالت باطل ہو جائے گی اُس کا دارث یا صاحب اُس کا قائم مقام نہیں ہو گا کہ وکالت اسی کے ذمہ (زندگی) کے ساتھ وابستہ تھی یہ وکیل دوسرے شخص کو بیع کرنے کا صاحب نہیں بن سکتا مگر جبکہ وکالت میں اس کی شرط ہو تو صاحب بن سکتا ہے۔ (9)

مسئلہ ۹: وکالت مطلق تھی تو نقد اور ادھار دونوں طرح بیع کا اُسے اختیار حاصل ہے اس کے بعد اگر ادھار بیع نے منع کر دے تو اس کا کچھ اثر نہیں یعنی ممانعت کے بعد بھی ادھار بیع سکتا ہے۔ (10)

مسئلہ ۱۰: راہن (رہن رکھانے والے) غائب ہے اور میعاد پوری ہو گئی وکیل بیع سے انکار کرتا ہے تو اس کو بیع پر مجبور کیا جائے گا بلکہ عقد رہن میں بیع کی شرط نہ تھی بعد میں راہن (رہن رکھانے والے) نے کسی کو بیع کا وکیل کر دیا یہ بھی بیع سے انکار نہیں کر سکتا اسے بھی بیع پر مجبور کیا جائے گا۔ (11)

مسئلہ ۱۱: رہن میں وکالت بیع (یعنی فروخت کرنے کی وکالت) شرط تھی اور فرض کرو مر ہوں کے (یعنی گروی جانور کا) بچہ پیدا ہو تو بچہ کو بھی یہ وکیل بیع کر سکتا ہے دوسرے وکیلوں کو اس قسم کا اختیار نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۲: جس جنس کا دین تھا اس کے خلاف دوسری جنس سے اس وکیل نے بیع کی اور وہیں روپیہ تھا اور اس نے اشرفتی کے بدالے میں بیع کی تو اس زرخمن کو جنس دین (قرض کی قسم) سے بیع صرف کر سکتا ہے یعنی اشرفتیاں روپے سے بھنا سکتا ہے۔ (یعنی چینچ کر سکتا ہے) دوسرے وکیل کو یہ اختیار حاصل نہیں۔ (13)

مسئلہ ۱۳: راہن (رہن رکھانے والے) نے بیع کا کسی کو وکیل کر دیا ہے تو نہ راہن (رہن رکھانے والے) بیع کر سکتا ہے نہ مرہن (رہن رکھنے والے) ہاں دوسرے کی رضا مندی حاصل کر کے یہ دونوں بیع کر سکتے ہیں یعنی راہن (رہن رکھانے والے) مرہن (رہن رکھنے والے) سے رضا مندی حاصل کرے یا مرہن (رہن رکھنے والے)

(8) الحدایۃ، کتاب الرحم، باب الرحم یوضع علی یہا العدل، ج ۲، ص ۲۷۴۔

(9) الدر المختار، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتقانه و مالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۲۰۔

(10) الحدایۃ، کتاب الرحم، باب الرحم یوضع علی یہا العدل، ج ۲، ص ۲۷۴۔

(11) المرجع السابق۔

(12) الدر المختار، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتقانه و مالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۲۰۔

(13) الدر المختار، کتاب الرحم، باب ما یجوز ارتقانه و مالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۲۰۔

راہن (رہن رکھانے والے) سے۔ (14)

مسئلہ ۱۳: اُس عادل نے مرحون (گروی رکھی ہوئی چیز) کو بیع کر دیا تو مرحون چیز رہن سے خارج ہو گئی اور یہ ٹمن اس کے قائم مقام ہو گیا اگرچہ ابھی ٹمن پر قبضہ نہ ہوا ہو، لہذا اگر ٹمن ہلاک ہو گیا مثلاً مشتری (خریدار) سے وصول ہی نہ ہوا یا عادل کے پاس سے ضائع ہو گیا تو مرتہن (رہن رکھنے والے) کا ہلاک ہوا یعنی دین ساقط ہو گیا اور اس صورت میں مرحون کی واجبی قیمت (رانج قیمت) کا لحاظ نہیں ہو گا بلکہ خود زر ٹمن کو دیکھا جائے گا یعنی جتنا ٹمن ہے اتنا دین ساقط اگرچہ واجبی قیمت کم ہو یا زائد۔ (15)

مسئلہ ۱۵: عادل نے مرحون کو بیع کر زر ٹمن مرتہن (رہن رکھنے والے) کو دے دیا اور اس مرحون شے میں استحقاق ہوا یعنی کسی اور شخص نے ثابت کر دیا کہ یہ چیز میری ہے اگر بیع مشتری (خریدار) کے پاس موجود ہے تو مستحق اس بیع کو مشتری (خریدار) سے لے لے گا اور مشتری (خریدار) اپنا زر ٹمن اس عادل سے وصول کریگا اور عادل اس رہن (رہن رکھانے والے) سے وصول کریگا اور اس صورت میں مرتہن (رہن رکھنے والے) کا زر ٹمن پر قبضہ صحیح ہو گیا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عادل مرتہن (رہن رکھنے والے) سے ٹمن واپس لے اور مرتہن (رہن رکھنے والے) رہن (رہن رکھانے والے) سے اپنا دین وصول کرے اور اگر وہ چیز مشتری (خریدار) کے پاس ہلاک ہو چکی ہے تو مستحق رہن (رہن رکھانے والے) سے مرحون کی قیمت کا تادا ان لے کیونکہ رہن (رہن رکھانے والے) غاصب ہے اور اس صورت میں بیع بھی صحیح ہو گئی اور مرتہن (رہن رکھنے والے) کا زر ٹمن پر قبضہ بھی صحیح ہو گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مستحق اُس عادل سے تادا ان لے پھر عادل مرتہن (رہن رکھنے والے) سے اور اب بھی بیع اور ٹمن پر قبضہ صحیح ہو گیا یا مستحق عادل سے تادا ان لے اور عادل مرتہن (رہن رکھنے والے) سے زر ٹمن واپس لے پھر مرتہن (رہن رکھنے والے) رہن (رہن رکھانے والے) سے اپنا دین وصول کرے۔ (16)

مسئلہ ۱۶: مرتہن (رہن رکھنے والے) کے پاس مرحون ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اس میں استحقاق ہوا۔ اور مستحق نے رہن (رہن رکھانے والے) سے خمان لیا تو دین ساقط ہو گیا۔ اور اگر مرتہن (رہن رکھنے والے) سے قیمت کا خمان لیا تو جو کچھ تادا ان دیا ہے رہن (رہن رکھانے والے) سے واپس لے گا اور اپنا دین بھی وصول کریگا۔ (17)

(14) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب الرهن یوضع علی پیدا العدل، ج ۲، ص ۷۲۔

(15) الدر المختار و الدیھنی، کتاب الرهن، باب ما یجوز راتھانه و مالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۲۱۔

(16) الدر المختار، کتاب الرهن، باب ما یجوز راتھانه و مالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۲۲، ۱۲۳۔

(17) الدر المختار، کتاب الرهن، باب ما یجوز راتھانه و مالا یجوز، ج ۱۰، ص ۱۲۳، ۱۲۴۔

مسئلہ کے: ایک شخص نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی بالائے (یعنی دالا) کہتا ہے کہ جب تک ٹھن نہ دو گے میع (پچی گئی چیز) پر قبضہ نہیں دوں گا اور مشتری (خریدار) یہ کہتا ہے کہ جب تک میع نہ دو گے ٹھن نہیں دوں گا دونوں میں اس طرح مصالحت ہوئی کہ مشتری (خریدار) کسی تیرے کے پاس ٹھن جمع کر دے اور میع پر قبضہ کر لے اُس نے ٹھن جمع کر دیا مگر تیرے کے پاس سے ضائع ہو گیا تو مشتری (خریدار) کا ضائع ہوا اور اگر یہ طے پایا کہ تیرے کے پاس ٹھن کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دے اُس وقت میع پر قبضہ دوں گا ان نے رہن رکھ دی اور ضائع ہو گئی تو بالائے کی چیز ہلاک ہوئی یعنی ٹھن ساقط ہو گیا۔ (18)



مرہون میں تصرف کا بیان

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: راہن (رہن رکھوانے والے) نے مرہون کو بغیر اجازت مرہن (رہن رکھنے والے) پیغ کر دیا تو یہ پیغ موقوف ہے اگر مرہن (رہن رکھنے والے) نے اجازت دیدی یا راہن (رہن رکھوانے والے) نے مرہن (رہن رکھنے والے) کا ذین ادا کر دیا تو پیغ جائز و نافذ ہو گئی اور پہلی صورت میں کہ مرہن (رہن رکھنے والے) نے اجازت دیدی وہ شمن رہن ہو جائے گا شمن مشتری (خریدار) نے وصول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر مرہن (رہن رکھنے والے) نے اجازت نہیں دی تو اب بھی وہ پیغ نہ باطل ہوئی نہ مرہن (رہن رکھنے والے) کے فتح کرنے سے فتح ہو گی لہذا مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ فکر رہن کا (رہن کے چھوٹنے کا) انتظار کرے جب رہن چھوٹ جائے اپنی چیز لے اور اگر انتظار نہ کرنا چاہے تو قاضی کے پاس معاملہ پیش کر دے وہ پیغ کو فتح کر دے گا۔ (1)

مسئلہ ۲: مرہن (رہن رکھنے والے) اگر شے مرہون کو پیغ کرے تو یہ پیغ بھی اجازت راہن (رہن رکھوانے والے) پر موقوف ہے وہ چاہے تو جائز کر دے ورنہ جائز نہیں اور راہن (رہن رکھوانے والے) اس پیغ کو باطل کر سکتا ہے۔ مرہن (رہن رکھنے والے) نے پیغ کر دی اور چیز مشتری (خریدار) کے پاس راہن (رہن رکھوانے والے) کی اجازت سے پہلے ہی ہلاک ہو گئی تو راہن (رہن رکھوانے والے) اب اجازت بھی نہیں دے سکتا اور راہن (رہن رکھوانے والے) کو اختیار ہے دونوں میں سے جس سے چاہے اپنی چیز کا ضمان لے۔ (2)

مسئلہ ۳: مرہن (رہن رکھنے والے) نے راہن (رہن رکھوانے والے) سے کہا کہ رہن کو فلاں کے ہاتھ پیغ کر دو اس نے دوسرے کے ہاتھ بیچا یہ جائز نہیں اور مبتا جرنے موج سے کہا کہ فلاں کے ہاتھ یہ مکان پیغ دو اس نے دوسرے کے ہاتھ پیغ دیا یہ پیغ جائز ہے۔ (3)

مسئلہ ۴: راہن (رہن رکھوانے والے) نے ایک شخص کے ہاتھ پیغ کی اور مرہن (رہن رکھنے والے) کی اجازت سے قبل دوسرے کے ہاتھ پیغ کر دی یہ دوسری پیغ بھی اجازت مرہن (رہن رکھنے والے) پر موقوف ہے مرہن (رہن

(1) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۲، ص ۳۲۹، ۳۳۰.

(2) رواجہار، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۱۰، ص ۱۲۵، ۱۲۶.

(3) المرجع السابق، ص ۱۲۵.

رکھنے والے) جس ایک کو جائز کر دے گا وہ جائز ہو جائے گی دوسری باطل ہو جائے گی۔ (4)

مسئلہ ۵: راہن (راہن رکھوانے والے) نے مرحون کو بیع کیا پھر اس کو اجارہ پر دیا، یا کسی اور کے پاس رہن رکھ دیا، یا کسی اور کو ہبہ کر دیا اور ان دونوں صورتوں میں مرہن (راہن رکھنے والے) ثالی یا موبہب لہ کو قبضہ بھی دیدیا اس کے بعد مرہن (راہن رکھنے والے) اول نے اجارہ یا رہن یا ہبہ کو جائز کر دیا تو وہ پہلی بیع جو موقوف تھی جائز ہو گئی اور یہ تصرفات ناجائز ہو گئے۔ (5)

مسئلہ ۶: راہن (راہن رکھوانے والے) نے مرحون کو ایک شخص کے ہاتھ بیع کر دیا اس کے بعد پھر مرہن (راہن رکھنے والے) کے ہاتھ بیچا تو یہ دوسری بیع جائز ہو گئی پہلی باطل ہو گئی۔ (6)

مسئلہ ۷: مرحون کو راہن (راہن رکھوانے والے) نے ہلاک کر دیا اور دین غیر میعادی ہے یا میعادی تھا مگر میعاد پوری ہو چکی ہے تو مرہن (راہن رکھنے والے) راہن (راہن رکھوانے والے) سے اپنا دین وصول کر لے اور اگر میعاد ابھی پوری نہیں ہوئی ہے تو راہن (راہن رکھوانے والے) سے اس کی قیمت کا تادان لے اور یہ قیمت بجائے مرحون رہن میں رہے جب میعاد پوزی ہو جائے تو بقدر دین اپنے حق میں وصول کر لے پکھ بچے تو واپس کر دے اور کم ہو تو بقیہ راہن (راہن رکھوانے والے) سے وصول کر بے۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ قیمت اسی جنس کی ہو جس جنس کا دین ہے۔ (7)

مسئلہ ۸: کسی اجنبی نے مرحون کو تلف (ضائع) کر دیا تو اس ہلاک کرنے والے سے تادان لینا مرہن (راہن رکھنے والے) کا کام ہے ہلاک کرنے کے وقت جو اس کی قیمت تھی وہ قیمت تادان میں لے اور اس میں وہی تفصیل ہے کہ میعاد پوری ہو گئی تو دین میں وصول کرے اور جیعاد باتی ہے تو یہ قیمت رہن میں رہے یہاں ایک صورت یہ بھی ہے کہ جس روز چیز رہن رکھی گئی تھی اس روز قیمت زیادہ تھی اور جس دن ہلاک ہوئی اس کی قیمت کم ہو گئی تو اجنبی سے اگرچہ بیع کی قیمت لے گا مگر مرہن (راہن رکھنے والے) کے حق میں اسی پہلی قیمت کا اعتبار ہو گا مثلاً فرض کرو ایک ہزار روپیہ یعنی تھا اور چیز رہن رکھی گئی اس کی قیمت بھی ایک ہزار تھی مگر جس روز اجنبی نے ہلاک کی اس کی قیمت پانسو ہے تو اجنبی سے پانسو تادان لے گا اور پانسو روپے دین کے ساقط ہو گئے جس طرح آفت سادویہ (یعنی قدرتی آفت) سے ہلاک

(4) الحدایۃ، کتاب الرحمن، باب التصرف فی الرحمن... راجع، ج ۲، ص ۳۳۰.

(5) الدر المختار، کتاب الرحمن، بباب التصرف فی الرحمن... راجع، ج ۱۰، ص ۱۲۵، ۱۲۶.

(6) المرجع السابق، ص ۱۲۶.

(7) المرجع السابق، ص ۱۲۷.

ہونے میں دین ساقط ہوتا ہے۔ (8)

مسئلہ ۹: خود مرہن (رہن رکھنے والے) نے مرہون کو ہلاک کر دیا تو اس پر بھی اتنا دان واجب ہے پھر اگر دین کی میعاد پوری ہو چکی ہے اور یہ قیمت جنس دین سے بہت تو دین وصول کر لے اور کچھ بچ تورا، ہن (رہن رکھوانے والے) کو واپس دے اور یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو یہ قیمت بجائے مرہون رہن میں رہے گی۔ اس چیز کی قیمت نرخ ستا ہونے کی وجہ سے کم ہو گئی ہے تو جتنی کمی ہوئی اتنا دین ساقط ہو گیا کہ مرہن (رہن رکھنے والے) کے حق میں اسی قیمت کا اعتبار ہو گا جو رہن رکھنے کے دن تھی۔ (9)

مسئلہ ۱۰: مرہن (رہن رکھنے والے) نے رہن (رہن رکھوانے والے) کو مرہون شے بطور عاریت دے دی مرہن (رہن رکھنے والے) کے خان سے نکل گئی یعنی اگر رہن (رہن رکھوانے والے) کے بیہاں ہلاک ہو گئی تو مرہن (رہن رکھنے والے) پر اس کا کچھ اثر نہیں اور دیتے وقت مرہن (رہن رکھنے والے) نے رہن (رہن رکھوانے والے) سے کفیل (خامن) لیا تھا کہ اسے واپس کر دے گا تو کفیل سے بھی مرہن (رہن رکھنے والے) کوئی مطالبہ نہیں کر سکتا کہ اس چیز میں رہن کا حکم باقی ہی نہیں۔ (10)

مسئلہ ۱۱: مرہن (رہن رکھنے والے) نے رہن (رہن رکھوانے والے) کو بطور عاریت مرہون دے دیا تھا اس نے پھر واپس کر دیا تو پھر وہ چیز مرہن (رہن رکھنے والے) کے خان میں آگئی اور رہن کا حکم حسب سابق اس میں جاری ہو گا۔ مرہن (رہن رکھنے والے) کو رہن (رہن رکھوانے والے) سے واپس لینے کا حق باقی رہتا ہے کیونکہ عاریت دینے سے رہن باطل نہیں ہوتا۔ (11)

مسئلہ ۱۲: عاریت کی صورت میں مرہن (رہن رکھنے والے) کے واپس لینے سے قبل اگر رہن (رہن رکھوانے والے) مر گیا تو دوسرے قرض خواہوں سے مرہن (رہن رکھنے والے) زیادہ حقدار ہے یعنی دوسرے اس مرہون سے اپنے دین وصول نہیں کر سکتے جب تک مرہن (رہن رکھنے والے) اپنا دین وصول نہ کر لے اس کے وصول کرنے کے بعد اگر کچھ بچے تو وہ لوگ لے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ (12)

(8) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۱۰، ص ۳۲۲۔

(9) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۱۰، ص ۳۲۲۔

(10) الدر المختار، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۱۰، ص ۲۷۸، ۲۷۹۔

(11) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۱۰، ص ۳۲۲۔

(12) الدر المختار، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۱۰، ص ۳۲۹۔

مسئلہ ۱۲: راہن (رہن رکھانے والے) و مرہن (رہن رکھنے والے) میں سے ایک نے دوسرے کی اجازت سے مرہون شے کسی اجنبی کو بطور عاریت دے دی یا اجنبی کے پاس ودیعت رکھ دی تو مرہون خمان سے نکل گیا اور دونوں میں سے ہر ایک کو یہ اختیار ہے کہ اُسے پھر خمان میں لائے یعنی اُسے رہن بنادے۔ (13)

مسئلہ ۱۳: مرہن (رہن رکھنے والے) نے راہن (رہن رکھانے والے) سے مرہون کو استعمال کرنے کے لیے عاریت لیا یہ عاریت صحیح ہے مگر استعمال سے پہلے یا استعمال کے بعد مرہون ہلاک ہوا تو مرہن (رہن رکھنے والے) خامن ہے یعنی وہی حکم ہے جو مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس مرہون کے ہلاک ہونے میں ہوتا ہے اور اگر حالت استعمال میں ہوا تو مرہن (رہن رکھنے والے) نے ذمہ کچھ خمان نہیں۔ اسی طرح اگر مرہن (رہن رکھنے والے) کو استعمال میں ہوا تو مرہن (رہن رکھنے والے) کے ذمہ کچھ خمان نہیں۔ راہن (رہن رکھانے والے) نے استعمال کی اجازت دے دی ہے تو حالت استعمال میں ہلاک ہونے میں خمان نہیں ہے اور قبل یا بعد میں ہلاک ہوا تو خمان ہے۔ (14)

مسئلہ ۱۵: قرآن مجید یا کتاب رہن رکھی ہے تو مرہن (رہن رکھنے والے) کو اُس میں پڑھنا ناجائز ہے ہاں اگر راہن (رہن رکھانے والے) سے اجازت لے کر پڑھے تو پڑھ سکتا ہے مگر جتنی دیر تک پڑھے گا اتنی دیر تک عاریت ہے فارغ ہونے کے بعد رہن ہے یعنی پڑھتے وقت ہلاک ہو جائے تو دین ساقط نہیں ہوگا۔ اس کے بعد ہلاک ہو تو ساقط ہو جائے گا۔ (15)

مسئلہ ۱۶: راہن (رہن رکھانے والے) و مرہن (رہن رکھنے والے) میں سے ایک نے دوسرے کی اجازت سے مرہون کو بیع کر دیا (بیع دیا) یا اجارہ پر ذمہ دیا یا ہبہ کر دیا یا یارہن رکھ دیا ان سب صورتوں میں مرہون رہن سے خارج ہو گیا اب وہ رہن میں واپس نہیں لیا جا سکتا جب تک پھر نیا عقد رہن نہ ہو اور ان صورتوں میں اگر راہن (رہن رکھانے والے) نے مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس پھر سے رہن نہ رکھا اور مر گیا تو تنہا مرہن (رہن رکھنے والے) اس کا مستحق نہیں بلکہ جیسے دوسرے قریب خواہ ہیں ایک یہ بھی ہے اپنا حصہ رسد (یعنی جتنا اس کے جھے میں آتا ہے) یہ بھی لے سکتا ہے۔ (16) بیع و اجارہ و ہبہ خود مرہن (رہن رکھنے والے) کے ہاتھ ہو یا اجنبی کے ہاتھ ہو، دونوں کا ایک حکم ہے اور خود راہن (رہن رکھانے والے) کے ہاتھ مرہون کو بیع کیا تو اس سے رہن باطل نہ ہوا۔ (17)

(13) الحدایۃ، کتاب الرحمن، باب التصرف فی الرحمن... راجح، ج ۲، ص ۳۳۳۔

(14) الحدایۃ، کتاب الرحمن، باب التصرف فی الرحمن... راجح، ج ۲، ص ۳۳۳۔

(15) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الرحمن، الباب الثامن فی تصرف الرحمن... راجح، ج ۵، ص ۳۶۶۔

(16) الحدایۃ، کتاب الرحمن، باب التصرف فی الرحمن... راجح، ج ۲، ص ۳۳۳۔

(17) الدر المختار، کتاب الرحمن، باب التصرف فی الرحمن... راجح، ج ۱۰، ص ۱۲۹۔

مسئلہ ۱۸: مرتہن (رہن رکھنے والے) کی اجازت سے اجنبی کو کرایہ پر دے دیا تو اجرت را، مرن (رہن رکھانے والے) کی ہے اور بغیر اجازت دیا تو اجرت مرتہن (رہن رکھنے والے) کی ہے مگر اس کو صدقہ کرنا ہو گا اور اس صورت میں رہن واپس لے سکتا ہے۔⁽¹⁸⁾

مسئلہ ۱۹: مرتہن (رہن رکھنے والے) نے بغیر اجازت را، مرن (رہن رکھانے والے) کو اجارہ پر سال بھر کے لئے دیا اور سال پورا ہونے کے بعد رہن (رہن رکھانے والے) نے اجازت دی یہ اجازت صحیح نہیں لہذا مرتہن (رہن رکھنے والے) رہن کو واپس لے سکتا ہے اور چھ ماہ گزرنے کے بعد اجازت دی تو اجازت صحیح ہے۔ پہلی صورت میں پوری اجرت مرتہن (رہن رکھنے والے) کی ہے جس کو صدقہ کرے اور دوسری صورت میں نصف اجرت را، مرن (رہن رکھانے والے) کی ہے اور نصف مرتہن (رہن رکھنے والے) کی، مرتہن (رہن رکھنے والے) کو جو ملی صدقہ کر دے اور اس دوسری صورت میں چیز کو مرتہن (رہن رکھنے والے) رہن میں واپس نہیں لے سکتا۔⁽¹⁹⁾ اس زمانہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کھیت یا مکان رہن رکھ لیتے ہیں پھر مرتہن (رہن رکھنے والے) مکان کو کرایہ پر انعام دیتا ہے اور کھیت کو لگان اور پٹے پر دے دیا کرتا ہے اور اس کرایہ پالگان کو خود کھاتا ہے اس کا سود ہونا تو ظاہر ہے کہ قرض کے ذریعہ سے نفع انعام ہا ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بتانا بھی ہے کہ اگر رہن (رہن رکھانے والے) سے اجازت حاصل نہیں کی ہے تو اس کی ملک میں ایک ناجائز تصرف ہے اور یہ بھی گناہ ہے اور اگر اجازت لے لی ہے تو رہن ہی ختم ہو گیا اس کے بعد مرتہن (رہن رکھنے والے) کا اس چیز پر قبضہ ناجائز قبضہ اور غاصبانہ قبضہ ہے یہ بھی حرام ہے۔ مرتہن (رہن رکھنے والے) پر لازم ہے کہ ایسے گناہ کے کاموں سے پرہیز کرے یہ نہ دیکھے کہ انگریزی قانون ہمیں اس قسم کی اجازت دے رہا ہے بلکہ مسلمان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ شریعت کا قانون ہمیں اجازت دیتا ہے یا نہیں، قانون شریعت تمہارے لئے دنیا و آخرت دونوں جگہ نافع ہے انگریزی قانون سے اگر تمہیں کچھ نفع پہنچ سکتا ہے تو صرف دنیا ہی میں اور اگر وہ خدا اور رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے تو سخت ٹوٹا (خسارہ) اور نقصان ہے۔

مسئلہ ۲۰: دوسرے سے کوئی چیز رہن رکھنے کے لئے عاریت مانگی اس نے دے دی اس چیز کو رہن رکھنا جائز ہے پھر اگر مالک نے کوئی قید نہیں لگائی ہے تو مستعیر (عاریتاً لینے والے) کو اختیار ہے کہ جس کے پاس چاہے جتنے میں چاہے جس شہر میں چاہے رہن رکھے اس کے ذمہ کوئی پابندی نہیں ہے۔ اور اگر مالک نے معین کر دیا ہے کہ فلاں کے پاس رکھنا یا فلاں شہر میں یا اتنے میں رکھنا تو اس کو پابندی کرنی ضرور ہے خلاف کرنے کی اجازت نہیں اور اگر اس نے

(18) الفتاوى الحمدية، کتاب الرعن، الباب الثامن في تصرف الراهن... راجع، ج ۵، ص ۲۶۳۔

(19) المرجع السابق، ص ۲۶۵۔

مالک کے نہیں کے خلاف کیا تو مالک کو اختیار ہے کہ اپنی چیز مرہن (رہن رکھنے والے) سے لے لے اور رہن کو فتح کر دے اور چیز ہلاک ہو گئی ہے تو اس کی پوری قیمت کا تادان لے۔ تادان لینے میں اختیار ہے کہ رہن (رہن رکھانے والے) سے تادان لے یا مرہن (رہن رکھنے والے) سے اگر مستعیر (غاریتا لینے والے) سے ضمان لیا رہن صحیح ہو گیا اور مرہن (رہن رکھنے والے) سے ضمان لیا تو مرہن (رہن رکھنے والے) اپنا دین اور یہ ضمان دونوں رہن (رہن رکھانے والے) سے وصول کریں۔ (20) مالک نے جو قید لگادی ہے اس کی مخالفت اس وجہ سے نہیں کی جاسکتی کہ مالک کے نقصان کا اندریشہ ہے کیونکہ مالک کو اگر ضرورت پیش آتی اور یہ چاہتا ہے کہ رہن چھڑا لوں (یعنی گروی رکھی چیز آزاد کرلوں) اور جس رقم کے مقابل میں اس نے رہن رکھنے کو کہا تھا اس سے زیادہ رقم کے مقابل میں رہن ہے تو پسا اوقات مالک کو اس رقم کے فراہم کرنے میں دشواری ہو گی اسی طرح اگر مالک کی بتائی ہوئی رقم سے کم میں رکھی اور چیز تلف (ضائع) ہو گئی تو قیمتی چیز تھوڑے سے داموں کے مقابل میں ہلاک ہو گئی اس میں بھی مالک کا نقصان ہے۔ اسی طرح مرہن (رہن رکھنے والے) اور جگہ کی قید لگانے میں فوائد ہیں لہذا یہ قیدیں بیکار نہیں ہیں کہ ان کا لحاظ نہ کیا جائے۔ (21)

مسئلہ ۲۰: معیر نے جو قید لگائی تھی مستعیر (غاریتا لینے والے) نے اس کی مخالفت کی مگر یہ مخالفت معیر کے لئے مضر (نقصان دہ) نہیں بلکہ مفید ہے تو اس صورت میں نہ مرہن (رہن رکھنے والے) پر ضمان ہے نہ رہن (رہن رکھانے والے) پر مثلاً اس نے جتنے پر رہن رکھنے کو کہا تھا اس سے کم کے مقابل میں (بدلے میں) رکھ دیا مگر یہ کی چیز کی واجبی قیمت (رانج قیمت) کے برابر یا واجبی قیمت سے زائد ہے مثلاً اس نے ایک ہزار میں رہن رکھنے کو کہا تھا اور یہ چیز پانسو کی ہی ہے مستعیر (غاریتا لینے والے) نے پانسو یا چھوٹو غرض ہزار سے کم میں رہن رکھ دی یہ مخالفت جائز ہے کہ اس میں معیر کا کچھ نقصان نہیں کیونکہ ہلاک ہونے کی صورت میں واجبی قیمت ملے گی یعنی وہی پانسو۔ ہزار تو میں گے نہیں پھر کیا نقصان ہوا بلکہ فائدہ یہ ہے کہ اگر اپنی چیز چھوڑانا (آزاد کرانا) چاہے گا تو ہزار روپے فراہم کرنے نہیں پڑیں گے جتنے میں رہن ہے اتنے ہی دے کر چھوڑا سکے گا۔ (22)

مسئلہ ۲۱: معیر نے جو کچھ مستعیر (غاریتا لینے والے) سے کہہ دیا تھا مستعیر (غاریتا لینے والے) نے اسی کے

(20) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۲، ص ۳۳۳۔

والدر المختار، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۱، ص ۳۲۰۔

(21) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۲، ص ۳۳۳۔

(22) تبیین الحقائق، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۷، ص ۱۸۹، ۱۹۰۔

موافق کیا مثلاً جتنے میں رہن رکھنے کو کہا تھا اتنے ہی میں رکھا اور فرض کرو مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس وہ چیز ہلاک ہو گئی اس کی کئی صورتیں ہیں اُس چیز کی قیمت دین کے برابر ہے یا زیادہ یا ذین سے کم ہے۔ پہلی دو صورتوں میں مرہن (رہن رکھنے والے) کا ذین ساقط ہو گیا اور راہن (رہن رکھانے والے) یعنی مستعیر (عاریتاً لینے والے) معیر کو یعنی مالک کو بقدر ذین ادا کرے۔ اور دوسری صورت میں کہ ذین سے زیادہ قیمت ہے اس زیادتی کا کچھ معاوضہ نہیں اور تیسرا صورت میں کہ چیز کی قیمت ذین سے کم ہے بقدر قیمت ذین ساقط ہو گیا اور باقی ذین مرہن (رہن رکھنے والے) را، ہن (رہن رکھانے والے) سے وصول کریگا اور راہن (رہن رکھانے والے) معیر کو قیمت ادا کرے گا اور مثالی چیز ہے تو مغل دیدے۔ (23)

مسئلہ ۲۲: مستعیر (عارضہ لینے والے) نے عاریت کی چیز رہن رکھی اور اس میں مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس کچھ عیب پیدا ہو گیا اس عیب کی وجہ سے چیز کی قیمت میں کمی ہوئی وہ مرہن (رہن رکھنے والے) کے ذمہ ہے یعنی اتنی ہی ذین میں کمی ہو گئی اور اُسی کے برابر مستعیر (عارضہ لینے والے) مالک کو دے۔ (24)

مسئلہ ۲۳: محیر یہ چاہتا ہے کہ میں ذین ادا کر کے اپنی چیز چھوڑ لوں تو مرہن (رہن رکھنے والے) فک رہن پر (25) مجبور ہے، یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ میں چیز ابھی نہیں دوں گا فک رہن کے بعد معیر مستعیر (عارضہ لینے والے) یعنی راہن (رہن رکھانے والے) سے ذین کی رقم وصول کریگا اس فک رہن کو تبرع نہیں کہا جا سکتا کہ مستعیر (عارضہ لینے والے) سے رقم وصول نہ کرنے پائے اور اگر کوئی اجنبی شخص ذین ادا کر کے فک رہن کرائے تو راہن (رہن رکھانے والے) سے وصول نہیں کر سکتا کہ یہ متبرع ہے۔ یہ حکم کہ معیر راہن سے ذین کی رقم وصول کریگا اُس وقت ہے کہ ذین اتنا ہی ہے جتنی اس چیز کی قیمت ہے اور اگر ذین کی مقدار اس چیز سے زاید ہے تو راہن سے صرف قیمت کی برابر وصول کر سکتا ہے قیمت سے زیادہ جو کچھ دیا ہے وہ متبرع ہے اُسے نہیں وصول کر سکتا اور اگر جو چیز کی قیمت ذین سے زاید ہے اور معیر ذین ادا کر کے چھوڑانا چاہتا ہے تو مرہن اس صورت میں فک رہن پر مجبور نہیں۔ (26)

مسئلہ ۲۴: رہن رکھنے کے لئے کوئی چیز عاریت لی تھی مرہن نے ابھی ذین کا وعدہ ہی کیا تھا دیا نہیں تھا اور اُس نے وہ چیز رہن رکھ دی اور مرہن کے پاس ہلاک ہو گئی تو مرہن نے جتنے ذین کا وعدہ کیا تھا اتنا تاوان دے اور معیر

(23) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۲، ص ۲۳۳۔

(24) المرجع السابق.

(25) مگر دی رکھی ہوئی چیز کو چھوڑنے پر۔

(26) الدر المختار در المختار، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۱، ص ۲۳۳۔

مستعیر (عاریتاً لینے والے) یعنی رہن سے اتنا وصول کر گا۔ (27)

مسئلہ ۲۵: رہن رکھنے کے لئے چیز عاریت لی تھی اور رہن رکھنے سے پہلے ہی مستعیر (عاریتاً لینے والے) کے یہاں وہ چیز ہلاک ہو گئی یا فک رہن کے بعد ابھی مستعیر (عاریتاً لینے والے) کے یہاں تھی واپس نہیں کی تھی اور ہلاک ہو گئی ان دونوں صورتوں میں مستعیر (عاریتاً لینے والے) پر تادا ان واجب نہیں کہ وہ چیز اس کے پاس امانت تھی اور اگر مستعیر (عاریتاً لینے والے) نے قبل رہن یا بعد فک رہن چیز کو استعمال کیا مثلاً گھوڑا تھا اس پر سوار ہوا، کپڑا یا زیور تھا اسے پہنا مگر پھر اپنی اس حرکت سے باز آیا اور اس کا استعمال ترک کر دیا اور چیز ہلاک ہو گئی اس صورت میں بھی اس کے ذمہ تادا ان نہیں۔ (28)

مسئلہ ۲۶: معیر و مستعیر (عاریتاً لینے والے) میں اختلاف ہے معیر کہتا ہے کہ چیز مرہن کے یہاں ہلاک ہوئی لہذا دین ساقط، مجھے ضمان رو اور مستعیر (عاریتاً لینے والا) کہتا ہے میں نے چھوڑا لی تھی میرے یہاں چیز ہلاک ہوئی لہذا مجھ پر تادا ان نہیں اس صورت میں رہن کی بات مانی جائے گی یعنی قسم کے ساتھ اور جتنے میں معیر نے رہن رکھنے کو کہا تھا اس میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے سورپے میں رہن رکھنے کو کہا تھا دوسرا پچاس روپے بتاتا ہے تو معیر کا قول صحیح ہے یعنی قسم کے ساتھ۔ (29)

مسئلہ ۲۷: مستعیر (عاریتاً لینے والا) مفلس ہو گیا (نادر ہو گیا) اور اسی حالاً فلاں ہی میں مر گیا تو عاریت کی چیز جو مرہن کے پاس رہن ہے وہ بدستور رہن ہے اگر مرہن یہ چاہے کہ اُسے بیچ دیا جائے تو جب تک معیر سے رضامندی حاصل نہ کر لی جائے پچی نہیں جاسکتی کہ وہی مالک ہے اور اگر معیر بیچنا چاہتا ہے تو دو صورتیں ہیں اگر اتنے میں فروخت ہو گی کہ دین کے لئے پورا ہو جائے تو مرہن (رہن رکھنے والے) سے اجازت حاصل کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ورنہ مرہن (رہن رکھنے والے) سے اجازت لینی ہو گی۔ (30)

مسئلہ ۲۸: معیر مفلس ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا اور اس کے ذمہ دوسروں کا دین ہے رہن (رہن رکھوانے والے) کو حکم دیا جائے گا کہ اپنا دین ادا کر کے رہن کو چھوڑائے پھر اس رہن سے معیر کا دین ادا کیا جائے اور اگر رہن (رہن رکھوانے والے) بھی مفلس ہے کہ اپنا دین نہیں ادا کر سکتا تو یہ چیز بدستور رہن رہے گی۔ ہاں اگر درستہ معیر

(27) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۲ ص ۳۳۳۔

(28) الدر المختار و در المختار، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۱۰، ص ۱۳۵۔

(29) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۲ ص ۳۳۳۔

(30) الدر المختار، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۱۰، ص ۱۳۶۔

یہ چاہیں کہ مرتہن (رہن رکھنے والے) کا دین ادا کر کے لف رہن کرائیں تو ان کو اختیار ہے۔ معیر کے قرض خواہ ورثہ مغیر سے یہ کہتے ہیں کہ چیز بیع کر دی جائے اگر بیچنے سے مرتہن (رہن رکھنے والے) کا دین ادا ہو سکتا ہے تو بیع کی جائے گی ورنہ بغیر اجازت مرتہن (رہن رکھنے والے) بیع نہیں ہو سکتی ہے جیسا کہ خود معیر کی زندگی میں بغیر مرتہن (رہن رکھنے والے) کی رضامندی کے بیع نہیں ہو سکتی تھی اور اگر بیچنے کی صورت میں مرتہن (رہن رکھنے والے) کا دین ادا ہو کر کچھ بیع رہے گا مگر اتنا نہیں پچھے گا کہ معیر کے قرض خواہوں کا پورا پورا دین ادا ہو جائے تو اس صورت میں ان قرض خواہوں کی اجازت سے بیع کی جائے بغیر اجازت بیع نہیں ہو سکتی اور ان کا بھی پورا دین ادا ہوتا ہو تو اجازت کی کچھ ضرورت نہیں۔ (31)



رہن میں جنایت کا بیان

مسائل فقہیہ

جناپت کی کئی صورتیں ہیں۔ مرہن (رہن رکھنے والے) مرہون پر جنایت کرے یعنی اس کو نقصان پہنچائے یا تلف (ضائع) کر دے یا راہن (رہن رکھوانے والے) مرہون پر جنایت کرے یا شے مرہون راہن (رہن رکھوانے والے) پر یا مرہن (رہن رکھنے والے) پر جنایت کرے۔ مرہون جنایت کرے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ لونڈی یا علام ہے اور وہ راہن (رہن رکھوانے والے) یا مرہن (رہن رکھنے والے) کے جان یا مال میں نقصان پہنچائے یا ہلاک کرے اس کو ہم بیان کرنائیں چاہتے صرف راہن (رہن رکھوانے والے) یا مرہن (رہن رکھنے والے) کی جنایت کو مختصر طور پر بتانا چاہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: راہن (رہن رکھوانے والے) نے مرہون پر جنایت کی یعنی اس کو تلف کر دیا یا اس میں نقصان پہنچایا اس کا وہی حکم ہے جو اجنبی کی جنایت کا ہے یعنی اس کو تاداں دینا ہو گا یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ وہ تو خود ہی مرہون کا مالک ہے اس پر تاداں کیسا، کیونکہ مرہون کے ساتھ مرہن (رہن رکھنے والے) کا حق متعلق ہے اور یہ تاداں مرہن (رہن رکھنے والے) کے پاس مرہون رہے گا اور اگر اسی جنس کا ہے جس جنس کا دین ہے اور دین کی میعادنہ ہو تو اپنا دین اس سے وصول کریگا۔ (۱)

مسئلہ ۲: مرہن (رہن رکھنے والے) نے رہن پر جنایت کی اس کا بھی ضمان ہے اور یہ ضمان اگر جنس دین (قرض کی قسم) سے ہے اور میعاد پوری ہو چکی ہے تو بقدر ضمان (تاداں کے برابر) دین ساقط ہو جائے گا اور اس میں سے کچھ بچا تو راہن (رہن رکھوانے والے) کو واپس کرے کہ اس کی ملک کا معاوضہ ہے۔ (۲)

مسئلہ ۳: مرہون چیز میں اگر نرخ (دام) کم ہو جانے سے نقصان پیدا ہو تو ہلاک ہونے کی صورت میں اس کی کا لحاظ نہیں ہو گا اور اس کے اجزاء میں کمی ہوئی تو اس کا اعتبار ہو گا لہذا ایک چیز جس کی قیمت سو روپے تھی سو روپے میں رہن رکھی اور اب اس کی قیمت پچاس روپے رہ گئی کہ نرخ ستا ہو گیا اور فرض کرو کسی نے اس کو ہلاک کر دیا تو پچاس روپے تاداں لیا جائے گا کہ اس وقت یہی اس کی قیمت ہے تو مرہن (رہن رکھنے والے) کو صرف یہی پچاس

(۱) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۲، ص ۳۳۲، وغیرہا۔

(۲) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۲، ص ۳۳۵، ۳۳۳۔

روپے ملیں گے اور راہن (رہن رکھوئے والے) سے بقیہ رقم وصول نہیں کر سکتا اور اگر راہن (رہن رکھوئے والے) کے کہنے سے مرتہن (رہن رکھنے والے) اس کو پچاس میں بیچ تو بقیہ پچاس روپے راہن (رہن رکھوئے والے) سے وصول کریگا۔ (3)

مسئلہ ۲: جانور مر ہون ہے اُس نے مرتہن (رہن رکھنے والے) کو یا اس کے مال کو ہلاک کر دیا اس کا کچھ اعتبار نہیں یہ دیساہی ہے جیسے آفت سماویہ (قدرتی آفت) سے ہلاک ہو۔ (4)

مسئلہ ۵: راہن (رہن رکھوئے والے) یا مرتہن (رہن رکھنے والے) کے مر نے سے رہن باطل نہیں ہوتا بلکہ دونوں مر جائیں جب بھی باطل نہیں ہو گا بلکہ در شہ یا وصی اُس مرے ہوئے کے قائم مقام ہیں۔ (5)

مسئلہ ۶: مرتہن (رہن رکھنے والے) اگر چاہے تو خود ہی تہا فتح رہن کر سکتا ہے اور راہن (رہن رکھوئے والے) فتح رہن نہیں کر سکتا جب تک مرتہن (رہن رکھنے والے) راضی نہ ہو لہذا مرتہن (رہن رکھنے والے) نے فتح رہن کر دیا اور راہن (رہن رکھوئے والے) راضی نہ ہوا اور اس کے بعد مر ہون ہلاک ہو گیا تو دین ساقط نہ ہوا کہ رہن فتح ہو چکا ہے اور اس کے عکس میں یعنی راہن (رہن رکھوئے والے) نے فتح کر دیا اور مرتہن (رہن رکھنے والے) راضی نہیں اور چیز ہلاک ہو گئی تو دین ساقط کہ رہن فتح نہیں ہوا۔ (6)

پہلی صورت میں دین ساقط نہ ہوتا اس وقت ہے کہ مرتہن (رہن رکھنے والے) کے خمان سے نکل چکی ہو، ورنہ صرف رہن فتح ہونے سے خمان سے خارج نہیں ہوتی جب تک راہن (رہن رکھوئے والے) کو واپس نہ دیدے۔



(3) الحدایۃ، کتاب الرحم، باب التصرف فی الرحم... راجع، ج ۲، ص ۳۴۶، ۳۴۵.

(4) الدر المختار، کتاب الرحم، باب التصرف فی الرحم... راجع، ج ۱۰، ص ۱۳۲.

(5) المرجع السابق.

(6) روا الجمار، کتاب الرحم، باب التصرف فی الرحم... راجع، ج ۱۰، ص ۱۳۲.

متفرقات

سائل فقہیہ

مسئلہ ۱: دس روپے میں بکری رہن رکھی اور یہ بکری بھی دس روپے قیمت کی ہے پھر یہ بکری بلا ذبح کئے مر گئی اور اس کی کھال ایسی چیز سے دباغت کی (یعنی صاف کر کے کسی رنگ سے رنگی) جس کی کوئی قیمت نہیں اور رہن کے دن کھال کی ایک روپیہ قیمت تھی تو ایک روپیہ میں رہن ہے اور دو روپے تھی تو دو میں رہن ہے اور تیج میں یہ بات نہیں یعنی بکری مجیع ہوتی اور قبل قبضہ مرجاتی تو کھال پکالینے کے بعد بھی اس کی بیع صحیح نہیں رہتی۔ (۱) اور اگر بکری کی قیمت دین سے زیادہ ہے مثلاً میں ۲۰ روپے قیمت کی ہے تو کھال آٹھ آنے میں رہن ہے اور اگر قیمت کم ہے مثلاً دین دس روپے ہے اور بکری پانچ ہی کی ہے تو کھال چھروپے میں رہن ہے مگر کھال تلف ہو جائے تو چونکہ وہ ایک روپیہ کی ہے ایک ساقط ہو گا اور پانچ روپے را ہن (رہن رکھانے والے) سے وصول کر لیا اور اگر کھال کو ایسی چیز سے پکایا ہے جس کی کوئی قیمت ہے تو مر ہن (رہن رکھنے والے) کو اس کھال کے روکنے کا حق حاصل ہے کہ جو کچھ دباغت سے زیادتی ہوئی ہے اُسے جب تک وصول نہ کر لے را ہن (رہن رکھانے والے) کو دینے سے انکار کر سکتا ہے۔ (۲)

مسئلہ ۲: مر ہون میں جو کچھ زیادتی ہوئی مثلاً جانور رہن تھا اس کے بچے پیدا ہوا بھیڑ، ڈنپہ کی اون، درخت کے پھل، جانور کا دودھ یہ سب چیزیں را ہن (رہن رکھانے والے) کی ملک ہیں اور یہ چیزیں بھی رہن میں داخل ہیں یعنی جب تک دین ادا نہ کر لے را ہن (رہن رکھانے والے) ان چیزوں کو مر ہن (رہن رکھنے والے) سے نہیں لے سکتا پھر یہ چیزیں فکِ رہن تک (راہن کے آزاد ہونے تک) باقی رہ جائیں تو دین کو اصل اور اس زیادتی کی قیمت پر تقسیم کیا جائے گا اور یہ چیزیں پہلے ہی ہلاک ہو جائیں تو ان کے مقابل میں دین ساقط نہیں ہو گا۔ (۳)

مسئلہ ۳: مر ہون کے منافع مثلاً مکان مر ہون کی اجرت یہ بھی را ہن (رہن رکھانے والے) کی ہیں اور یہ رہن میں داخل نہیں اگر ہلاک ہو جائے تو اس کے مقابل میں دین کا کوئی جز ساقط نہیں ہو گا۔ (۴)

(۱) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، ج ۲، ص ۳۶۹.

(۲) الدر المختار در المختار، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج ۱۰، ص ۱۳۲.

(۳) الدر المختار در المختار، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج ۱۰، ص ۱۳۵.

(۴) الدر المختار، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، فصل فی مسائل متفرقۃ، ج ۱۰، ص ۱۳۵.

مسئلہ ۳: مرہون سے جو چیزیں پیدا ہوئیں مثلاً بچہ، دودھ، پھل وغیرہ یہ اگر چہ رہن میں داخل ہیں مگر فکر رہن سے قبل ہلاک ہو جائیں تو دین (قرض) کا کوئی حصہ اس کے مقابل میں ساقط نہیں ہوگا۔ اور اگر خود رہن ہلاک ہو گیا مگر یہ پیداوار باقی ہے تو اس کے مقابل جتنا حصہ دین پڑے اس کو ادا کر کے راہن (راہن رکھانے والے) اس کو حاصل کر سکتا ہے مفت نہیں لے سکتا یعنی اصل رہن کی جو کچھ قیمت رہن رکھنے کے دن تھی اور اس کی جو قیمت فک رہن کے دن ہے دونوں پر دین کو تقسیم کیا جائے اصل کے مقابل میں جو حصہ آئے وہ ساقط اور اس کے مقابل میں جتنا حصہ ہو ادا کر کے فک رہن کرالے مثلاً دس ۰۰ روپے دین ہیں اور مرہون بھی دس ۰۰ روپے کی چیز ہے اور اس کا بچہ پانچ روپے کا ہے اور مرہون ہلاک ہو گیا تو دو تھائی دین ساقط ہو گیا ایک تھائی باقی ہے۔ (۵)

مسئلہ ۴: راہن (راہن رکھانے والے) نے مرہن (راہن رکھنے والے) کو زوائد کے کھالینے کی اجازت دے دی مثلاً کہہ دیا کہ بکری کا دودھ دوہ کر پی لینا تمہارے لئے حلال ہے یاد رخت کے پھل کھالینا مرہن (راہن رکھنے والے) نے کھالنے اس صورت میں مرہن (راہن رکھنے والے) پر ضمان نہیں کہ مالک کی اجازت سے چیز کھائی ہے اور دین بھی اس کے مقابل میں کچھ ساقط نہیں اور اس صورت میں کہ مرہن (راہن رکھنے والے) نے زوائد کو کھایا اور راہن (راہن رکھانے والے) نے فکر رہن نہیں کرایا اور یہ رہن ہلاک ہو گیا تو دین کو اصل رہن اور ان زوائد پر تقسیم کیا جائے گا جو کچھ اصل کے مقابل ہے وہ ساقط اور جو کچھ زوائد کے مقابل ہے راہن (راہن رکھانے والے) سے وصول کرے کہ اس کے حکم سے اس کا کھانا گویا خود اُسی کا کھالینا ہے الہزار راہن (راہن رکھانے والے) معاوضہ دے۔ (۶)

مسئلہ ۵: باغ رہن رکھا اور مرہن (راہن رکھنے والے) نے قبضہ کر لیا پھر راہن (راہن رکھانے والے) کو دے دیا کہ درختوں کو پانی دے اور باغ کی نگہداشت (دیکھ بھال) کرے اس سے رہن باطل نہیں ہوا۔ (۷)

مسئلہ ۶: باغ رہن رکھا اور مرہن (راہن رکھنے والے) کو پھل کھانے کی اجازت دے دی اسکے بعد راہن (راہن رکھانے والے) نے باجازت مرہن (راہن رکھنے والے) باغ کو بیع کر دیا (یعنی باغ کو بیچا) اس صورت میں باغ کی جگہ پر اس کا شمن رہن ہے اور باغ میں پھل اگر بیع کے بعد پیدا ہوئے تو مشتری (خریدار) کے ہیں یعنی جگہ راہن (راہن رکھانے والے) نے دین ادا کر دیا ہوا اور اگر ادا نہ کیا ہو تو جس طرح باغ کا شمن رہن ہے یہ پھل بھی رہن ہیں یعنی اس صورت میں مرہن (راہن رکھنے والے) پھل کو نہیں کھا سکتا کہ راہن (راہن رکھانے والے) نے اگرچہ پھل

(۵) الدر الخمار، کتاب الرهن، فصل فی مسائل متفقة، ج ۱۰، ص ۱۳۵، ۱۳۶.

(۶) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن والجنایۃ، ج ۲، ص ۲۳۹، ۲۴۰.

(۷) الدر الخمار، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... لای نصل فی مسائل متفقة، ج ۱۰، ص ۱۳۸.

کھانے کی اجازت دے دی تھی مگر باغ کو جب بیع کر دا ل تو اب اباحت جاتی رہی۔ (8)

مسئلہ ۸: زمین رہن رکھنی اور مرہن (رہن رکھنے والے) کے لئے اُس کے منافع کو مباح کر دے مرہن (رہن رکھنے والے) نے زمین میں کاشت کی اس صورت میں مرہن (رہن رکھنے والے) کے ذمہ کاشت کے مقابل میں کچھ دینا نہیں اور بغیر اجازت را، رہن (رہن رکھوانے والے) مرہن (رہن رکھنے والے) نے کاشت کی ہو تو زمین میں جو کچھ نقصان پیدا ہوا ہو اُس کا ضمان دینا ہوگا۔ (9)

مسئلہ ۹: زمین رہن رکھنی را، رہن (رہن رکھوانے والے) نے باجازت مرہن (رہن رکھنے والے) اُس میں کاشت کی یا درخت لگائے اس سے رہن باطل نہیں ہوا مرہن (رہن رکھنے والے) جب چاہے واپس لے سکتا ہے اور رہن (رہن رکھوانے والے) کے قبضہ میں جب تک چیز ہے مرہن (رہن رکھنے والے) کے ضمان میں نہیں یعنی ہلاک ہونے سے دین ساقط نہیں ہوگا۔ (10)

مسئلہ ۱۰: مرہون چیز پر استحقاق ہوا یعنی کسی شخص نے اپنی بلک ثابت کر کے چیز لے لی مرہن (رہن رکھنے والے) را، رہن (رہن رکھوانے والے) کو اس پر مجبور نہیں کر سکتا کہ اُس کی جگہ پر دوسری چیز رہن رکھے اور اگر مرہون کے جز میں استحقاق ہوا (یعنی رہن رکھی ہوئی چیز میں کسی کا حق ثابت ہوا) تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ جزو شائع کا استحقاق ہو مثلاً نصف یا رباع تو استحقاق کے بعد جو حصہ باقی ہے اُس میں بھی رہن باطل ہے اور اتنا ہی حصہ پورے دین کے مقابل میں مرہون رہے مگر یہ چیز ہلاک ہو جائے تو اگرچہ پورے دین کی قیمت کی برابر ہو پورا دین ساقط نہیں ہوگا۔ بلکہ دین کا اتنا ہی جز ساقط ہو گا جو اس کے مقابل میں پڑے۔ (11)

مسئلہ ۱۱: مکان کرایہ پر دیا پھر اُسی مکان کو کرایہ دار کے پاس رہن رکھا یہ رہن صحیح ہے اور اجارہ باطل ہو گیا یعنی جبکہ رہن کے لئے مرہن (رہن رکھنے والے) کا قبضہ مجدد ہو کیونکہ پہلا قبضہ اس قبضہ کے قائم مقام نہیں۔ (12)

مسئلہ ۱۲: رہن میں زیادتی جائز ہے یعنی مثلاً کسی نے قرض لیا اور اس کے پاس ایک چیز رہن رکھ دی اس کے بعد رہن (رہن رکھوانے والے) نے دوسری چیز بھی اسی قرض کے مقابل میں رہن رکھی یہ دونوں چیزیں رہن ہو گئیں

(8) الدر المختار، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۳۸۔

(9) المرجع السابق.

(10) الدر المختار و رواجعه، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۳۸۔

(11) الدر المختار، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۳۸، ۱۳۹۔

(12) الدر المختار و رواجعه، کتاب الرهن، باب التصرف فی الرهن... راجع، فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۳۹۔

یعنی جب تک قرض ادا نہ کرے دونوں میں سے کسی کو نہیں لے سکتا۔ اور ان میں سے ایک ہلاک ہو گئی تو اگرچہ اس کی قیمت دین کے برابر ہو پورا دین ساقط نہیں ہو گا بلکہ دین کو دونوں پر تقسیم کیا جائے جتنا اس کے مقابل ہو صرف وہی ساقط ہو گا اور یہ دوسری چیز جو بعد میں رہن رکھی قبضہ کے دن جو اس کی قیمت تھی اس کا اعتبار ہو گا جس طرح پہلی کی قیمت میں بھی قبضہ ہی کے دن کا اعتبار تھا یعنی ہلاک ہونے کی صورت میں انہیں قیمتوں پر دین کی تقسیم ہو گی مثلاً ہزار روپے قرض لئے اور ایک چیز رہن رکھی جس کی قیمت ہزار روپے ہے پھر دوسری چیز رہن رکھی جس کی قیمت پانسورو پے ہے اور ایک ہلاک ہو گئی تو دین کے تین حصے کے جامیں دو حصے پہلی کے مقابل میں اور ایک حصہ دوسری کے مقابل میں۔ (13)

مسئلہ ۱۲: دین کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھی پھر دین کا کچھ حصہ ادا کر دیا کچھ باقی ہے اب رہن میں زیادتی کی یعنی دوسری چیز بھی رہن رکھ دی اس زیادتی کا تعلق پورے دین سے نہیں بلکہ جو باقی ہے اُسی سے ہے یعنی ہلاک ہونے کی صورت میں دین کے صرف اتنے ہی حصہ کو دونوں پر تقسیم کریں گے۔ (14)

مسئلہ ۱۳: دین میں زیادتی ناجائز ہے یعنی دین کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی اس کے بعد رہن (رہن رکھانے والے) یہ چاہے کہ پھر قرض لوں اور اس قرض کے مقابل میں بھی وہی چیز رہن رہے یہ نہیں ہو سکتا یعنی اگر دو چیز ہلاک ہو گئی تو دوسرے دین پر اس کا اثر نہیں پڑے گا یہ ساقط نہیں ہو گا اور پہلا دین ادا کر دیا و سراپا تھی ہے تو مرہن (رہن رکھنے والے) اُس چیز کو روک نہیں سکتا کہ دوسرے دین سے رہن کا تعلق نہیں۔ (15)

مسئلہ ۱۴: ہزار روپے میں دو غلام رہن رکھے پھر مرہن (رہن رکھنے والے) سے کہا کہ مجھے ایک کی ضرورت ہے واپس دے دو اُس نے ایک غلام واپس کر دیا یہ دوسرا جو باقی ہے پانسو کے مقابل میں (یعنی پانچ سو کے بدلتے میں) رہن ہے یعنی اگر ہلاک ہو تو صرف پانسو ساقط ہوں گے اگرچہ اس کی قیمت ایک ہزار ہو مگر رہن (رہن رکھانے والے) اُس وقت فکر رہن کر سکتا ہے (یعنی رہن واپس لے سکتا ہے) جب پورے ہزار ادا کر دے۔ (16)

مسئلہ ۱۵: ہزار روپے کے مقابل میں غلام کو رہن رکھا اس کے بعد رہن (رہن رکھانے والے) نے مرہن (رہن رکھنے والے) کو ایک دوسرا غلام دیا کہ اُس کی جگہ پر اسے رہن رکھ لو جب تک مرہن (رہن رکھنے والے) پہلے

(13) الحدایۃ، کتاب الرحمن، باب التصرف فی الرحمن... راجع، ج ۲، ص ۳۲۰.

(14) الفتاویٰ الحمدیۃ، کتاب الرحمن، الباب السادس فی الزیادة فی الرحمن... راجع، ج ۵، ص ۳۵۹.

(15) الحدایۃ، کتاب الرحمن، باب التصرف فی الرحمن... راجع، ج ۲، ص ۳۳۰.

(16) رواجہار، کتاب الرحمن، باب التصرف فی الرحمن... راجع، فصل فی سائل متفرق، ج ۱۰، ص ۱۵۰.

غلام کو واپس نہ دے دے وہ رہن سے خارج نہیں ہو گا اور دوسرا غلام مرتہن (رہن رکھنے والے) کے پاس بطور امانت ہے جب پہلا غلام واپس کر دے اب یہ دوسرا غلام رہن ہو جائے گا اور مرتہن (رہن رکھنے والے) کے ٹھان میں آجائے گا۔ (17)

مسئلہ ۱۷: مرتہن (رہن رکھنے والے) نے راہن (رہن رکھوانے والے) سے ڈین معاف کر دیا، یا ہبہ کر دیا اور انہی مرہون کو واپس نہیں کیا ہے اور مرہون ہلاک ہو گیا تو مرتہن (رہن رکھنے والے) سے اس کا کوئی معاوضہ نہیں ملے گا ہاں اگر راہن (رہن رکھوانے والے) نے مرتہن (رہن رکھنے والے) سے معافی یا ہبہ کے بعد مرہون کو ماتھا اور اس نے نہیں دیا اس کے بعد ہلاک ہوا تو مرتہن (رہن رکھنے والے) کے ذمہ تاوان ہے کہ روکنے سے غاصب ہو گیا اور اگر مرتہن (رہن رکھنے والے) نے ڈین وصول پایا راہن (رہن رکھوانے والے) نے اُسے دیا ہو یا کسی دوسرے نے بطور تبرع (بطور احسان) ڈین ادا کر دیا یا مرتہن (رہن رکھنے والے) نے راہن (رہن رکھوانے والے) سے ڈین کے عوض میں کوئی چیز خرید لی یا راہن (رہن رکھوانے والے) سے کسی چیز پر مصالحت کی یا راہن (رہن رکھوانے والے) نے ڈین کا کسی دوسرے شخص پر حوالہ کر دیا اور ان صورتوں میں مرہون مرتہن (رہن رکھنے والے) کے پاس ہلاک ہو گیا تو ڈین کے مقابل میں ہلاک ہو گا یعنی ڈین ساقط ہو جائے گا اور جو کچھ راہن (رہن رکھوانے والے) نے متبرع (احسان) کرنے والے سے وصول پایا ہے اُسے واپس کرے اور حوالہ والی صورت میں حوالہ باطل ہو گیا۔ (18)

مسئلہ ۱۸: یہ سمجھ کر کہ فلاں کا میرے ذمہ ڈین ہے ایک چیز رہن رکھ دی اس کے بعد راہن (رہن رکھوانے والے) و مرتہن (رہن رکھنے والے) نے اس پر اتفاق کیا کہ دین تھا ہی نہیں اور مرہون ہلاک ہو گیا تو ڈین کے مقابل میں ہلاک ہوا یعنی مرتہن (رہن رکھنے والے) راہن (رہن رکھوانے والے) کو اتنی رقم ادا کرے جس کے مقابل ہلاک ہوا یعنی مرتہن (رہن رکھنے والے) راہن (رہن رکھوانے والے) کو اتنی رقم ادا کرے جس کے مقابل میں رہن رکھا گیا۔ (19) اور بعض آئندہ یہ فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ مرہون کے ہلاک ہونے کے بعد دونوں نے ڈین نہ ہونے پر اتفاق کیا ہوا اور اگر اتفاق کرنے کے بعد ہلاک ہو تو ٹھان نہیں کہ اب وہ چیز مرتہن (رہن رکھنے والے) کے

(17) الدر الخمار، کتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... راجع، فصل فيسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۵۰۔

(18) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... راجع، ج ۲، ص ۳۲۱۔

والدر الخمار، کتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... راجع، فصل فيسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۵۱۔

(19) الحدایۃ، کتاب الرهن، باب التصرف في الرهن... راجع، ج ۲، ص ۳۲۱۔

پاس امانت ہے مگر صاحب ہدایہ کے نزدیک دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے۔ (20)

مسئلہ ۱۹: عورت کے پاس شوہر نے مہر کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی پھر عورت نے مہر معاف کر دیا، یا شوہر کو ہبہ کر دیا یا مہر کے مقابل میں شوہر سے خلع کرایا، ان سب کے بعد وہ مر ہوں چیز عورت کے پاس ہلاک ہو گئی تو اس کے مقابل میں عورت سے کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا۔ (21)

مسئلہ ۲۰: ایک شخص نے دوسرے کا مہر بطور تبرع ادا کر دیا پھر شوہر نے عورت کو قبل دخول طلاق دے دی تو وہ شخص عورت سے نصف مہر واپس لے سکتا ہے کیونکہ دخول سے قبل طلاق ہونے میں عورت آدھے مہر کی مستحق ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک شخص نے کوئی چیز خریدی دوسرے نے بطور تبرع اس کا شمن باائع کو دے دیا پھر مشتری (خریدار) نے عیب کی وجہ سے مبلغ کو واپس کر دیا تو شمن اس کو ملے گا جس نے دیا ہے مشتری (خریدار) کو نہیں ملے گا۔ (22)

مسئلہ ۲۱: رہن فاسد کے وہی احکام ہیں جو رہن صحیح کے ہیں یعنی مثلاً رہن (رہن رکھانے والے) نے عقد رہن کو توڑ دیا اور یہ چاہے کہ مر ہوں کو واپس لے لے تو جب تک وہ چیز ادا نہ کر دے جس کے مقابل میں رہن رکھا ہے مر ہوں کو واپس نہیں جائے سکتا یا رہن (رہن رکھانے والے) مر گیا اور اس کے ذمہ دوسروں کے بھی دین ہیں وہ لوگ یہ چاہیں کہ مر ہوں سے ہم بھی بحصہ رسد (یعنی جتنا حصے میں آئے) وصول کریں ایسا نہیں کر سکتے۔ (23)

مسئلہ ۲۲: مر ہوں چیز مال ہو اور جس کے مقابل میں رہن رکھا ہو وہ ہضمون ہو یعنی اس کا ضمان واجب ہو مگر جواز ہن کے شرائط میں کوئی شرط معدوم ہو مثلاً مشاع کو رہن رکھا اس صورت میں رہن فاسد ہے اور اگر مر ہوں مال ہی نہ ہو یا جس کے مقابل میں رکھا ہواں کا ضمان واجب نہ ہوتا ہو تو یہ رہن باطل ہے رہن باطل میں مر ہوں ہلاک ہو جائے تو وہ امانت تھی جو ضائع ہو گئی اس کا کچھ معاوضہ رہن (رہن رکھانے والے) کو نہیں ملے گا۔ (24)

مسئلہ ۲۳: غلام خریدا اور اس پر قبضہ بھی کر لیا اور شمن کے مقابل میں باائع کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی اور یہ چیز مر ہن (رہن رکھنے والے) کے پاس ہلاک ہو گئی اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ غلام نہ تھا بلکہ حر (آزاد) تھا یا باائع کا نہ تھا کسی اور کا تھا جس نے لے لیا تو مر ہن (رہن رکھنے والے) کو ضمان دینا ہو گا۔ (25)

(20) رده المختار، کتاب الرحم، باب التصرف فی الرحم... باائع فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۵۲۔

(21) الحمد لله، کتاب الرحم، باب التصرف فی الرحم... باائع، ج ۲، ص ۳۳۔

(22) تہذیب الحقائق، کتاب الرحم، باب التصرف فی الرحم... باائع، ج ۷، ص ۲۰۶۔

(23) الدر المختار، کتاب الرحم، باب التصرف فی الرحم... باائع فصل فی مسائل متفرقة، ج ۱۰، ص ۱۵۲۔

(24) المرجع السابق، ص ۱۵۳۔

(25) الفتاوى الحنفية، کتاب الرحم، باب الثالث فی حلأک المرهون بضمان... باائع، ج ۵، ص ۲۵۲۔

مسئلہ ۲۴: بعث مسلم میں مسلم فیہ (مبع) کے مقابل میں ربِ اسلام کے پاس کوئی چیز رہن رکھی اس کے بعد دونوں نے بعث مسلم کو فتح کر دیا تو اب یہ چیز راس المال (ٹھن) کے مقابل میں رہن ہے یعنی ربِ اسلام جب تک راس المال وصول نہ کر لے اس چیز کو روک سکتا ہے مگر یہ مر ہون (گروی رکھی ہوئی چیز) اگر ہلاک ہو جائے تو مسلم فیہ کے مقابل میں اس کا ہلاک ہونا متصور ہو گا کہ حقیقتہ اُسی کے مقابل میں رہن ہے۔ یوہیں اگر بعث میں ٹھن کے مقابل میں کوئی چیز رہن رکھ دی پھر بعث کا اقالہ ہوا تو جب تک مبع (پنج گنی چیز) باائع (یعنی دالے) کو واپس نہ ملے رہن کو روک سکتا ہے مگر مر ہون ہلاک ہو جائے تو ٹھن کے مقابل میں ہلاک متصور ہو گا۔ (26)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ کچھ روپے تھے مدیون (مقرض) نے دائیں (اپنا قرض طلب کرنے والا) کے دوپتھرے یہ کہہ کر دیے کہ اپنے روپے کے عوض (یعنی اپنے روپے کے بدالے میں) ان میں سے ایک کپڑا لے لو اُس نے دونوں رکھ لئے اور دونوں ضائع ہو گئے تو مدیون (مقرض) کے کپڑے ضائع ہوئے دائیں کا ذین (قرض) بدستور باقی ہے جب تک وہ ایک کو اپنے روپے کے عوض متعین نہ کر لے یہ ویسا ہی ہے کہ ایک شخص پر دوسرے کے میں ۲۰ روپے باقی ہیں مدیون (مقرض) نے اُسے سو۰۰ روپے دیے کہ ان میں سے اپنے میں ۲۰ لے لو اُس نے گل رکھ لئے ان میں سے اپنے میں ۲۰ نہیں نکالے اور گل روپے ضائع ہو گئے تو مدیون (مقرض) کے ضائع ہوئے دائیں کا ذین بدستور باقی ہے اور اگر کپڑے دیتے وقت یہ کہہ کہ ان میں سے ایک کو اپنے ذین کے مقابل میں رہن رکھ لو اور اُس نے دونوں رکھ لئے پھر دونوں ضائع ہو گئے اور دونوں ایک قیمت کے ہوں تو ہر ایک کی نصف قیمت ذین کے مقابل میں ہو گی۔ (27)

مسئلہ ۲۶: جس ذین کے مقابل میں (یعنی قرض کے بدالے میں) چیز رہن ہے جب تک وہ پورا وصول نہ ہو جائے مرتبن (رہن رکھنے والے) مر ہون کو روک سکتا ہے اور مرتبن (رہن رکھنے والے) کے اگر دیگر دیون (قرضے) بھی راہن (رہن رکھوانے والے) کے ذمہ ہوں رہن سے پہلے ہوں یا بعد کے مگر ان کے مقابل میں یہ چیز رہن نہ ہو تو ان کے وصول کرنے کے لئے رہن کو روک نہیں سکتا۔ (28)



(26) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الرہن، الباب الثالث فی حلّ المربوون بضمہن... راجع، ج ۵، ص ۲۵۰.

(27) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الرہن، الباب الثالث فی حلّ المربوون بضمہن... راجع، ج ۵، ص ۲۵۰.

(28) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الرہن، الباب الثالث فی حلّ المربوون بضمہن... راجع، ج ۵، ص ۲۳۸.

جنایات کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتُبَ عَلَيْكُمُ الْقِصاصُ فِي الْقَتْلِ إِنَّ الْجُنُاحَ إِلَّا عَنِ الْعَبْدِ وَإِنَّ اللَّهَ
بِالْأَنْثَى فَمَنْ عَفَى لَهُ مِنْ أَخْيَهُ شَيْءٌ فَإِنَّ تَبَاعُ إِلَيْهِ عَوْنَوْفٌ وَآذَاهُ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ
وَرَحْمَةٌ فَمَنْ اعْتَدَ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٨﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِصاصِ حَيْثُ شَاءُوا لِيُؤْلِي الْأَلْبَابِ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٩﴾) (1)

(1) پ ۲، البقرۃ: ۱۷۸، ۱۷۹.

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت اوس دخراج کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے ایک قبلہ دوسرے سے قوت تعداد مال و شرف میں زیادہ تھا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے غلام کے بدے دوسرے قبلہ کے آزاد کو اور عورت کے بدے مرد کو اور ایک کے بدے دو قتل کرے گا زمانہ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی تعددی کے عادی تھے عہد اسلام میں یہ معاملہ حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اور عدل و مساوات کا حکم دیا گیا اور اس پر وہ لوگ راضی ہوئے قرآن کریم میں قصاص کا۔

مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہوا ہے اس آیت میں قصاص و عفو دونوں کے مسئلہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بیان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو قصاص و عفو میں مختار کیا چاہیں قصاص یعنی یا عفو کریں ॥ آیت کے اول میں قصاص کے وجوب کا بیان ہے۔

(مزید یہ کہ)

اس سے ہر قاتل بالعمد پر قصاص کا وجوب ثابت ہوتا ہے خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو مسلمان کو یا کافر کو مرد کو یا عورت کو کیونکہ قتلی جو قتل کی جمع ہے وہ سب کو شامل ہے ہاں جس کو دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا۔ (احکام القرآن)

(مزید یہ کہ)

اس آیت میں بتایا گیا جو قتل کرے گا وہی قتل کیا جائے گا ॥ خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اور اہل جاہلیت کا یہ طریقہ ظلم ہے جو ان میں راجح تھا کہ آزادوں میں لڑائی ہوتی تو وہ ایک کے بدے دو قتل کرتے غلاموں میں ہوتی تو بجائے غلام کے آزاد کو مارتے عورتوں میں ہوتی تو عورت کے بدے مرد کو قتل کرتے اور بعض قاتل کے قتل پر اتنا فنا کرنے اس کو منع فرمایا گیا۔

(مزید یہ کہ)

محنی یہ ہیں کہ جس قاتل کو ولی مقتول کچھ معاف کریں اور اس کے ذمہ مال لازم کیا جائے اس پر اولیا مقتول تقاضا کرنے میں ←

اے ایمان والو! قصاص یعنی جو حق قتل کئے گئے ان کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا۔ آزاد کے بد لے آزاد اور غلام کے بد لے غلام اور عورت کے بد لے عورت۔ تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف ہو تو بھائی سے تقاضا کرے اور اچھی طرح سے اس کو ادا کر دے۔ یہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے لیے آسانی ہے اور تم پر مہربانی ہے، اب اس کے بعد جوز یادتی کرے اس کے لیے دردناک عذاب ہے اور تمہارے لیے خون کا بدلہ لینے میں زندگی ہے۔ اے عقل والو! تاکہ تم بچو۔

اور فرماتا ہے:

(وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ إِلَى النَّفْسِ وَالْعَيْنَ إِلَى الْعَيْنِ وَالأنفُ إِلَى الأنفِ وَالْأُذْنَ إِلَى الأُذْنِ
وَالشَّنَّ إِلَى الشَّنَّ وَالجُرُوحُ حِقَاصٌ فَمَنْ تَصْدِقُ بِهِ فَهُوَ كُفَّارٌ أَلَّهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ
هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٥﴾) (2)

نیک روشن اختیار کریں اور قاتل خون بہا خوش معاملگی کے ساتھ ادا کرے اس میں صلح برماں کا بیان ہے۔ (تفسیر احمدی)

مسئلہ: ولی مقتول کو اختیار ہے کہ خواہ قاتل کو بے عوض معاف کرے یا امال پر صلح کرے اگر وہ اس پر راضی نہ ہو اور قصاص چاہے تو قصاص ہی فرض رہے گا۔ (جمل)

مسئلہ: اگر مقتول کے تمام اولیاء قصاص معاف کر دیں تو قاتل پر کچھ لازم نہیں رہتا مسئلہ: اگر مال پر صلح کریں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور مال واجب ہوتا ہے۔ (تفسیر احمدی) مسئلہ: ولی مقتول کو قاتل کا بھائی فرمانے میں دلالت ہے اس پر کہ قتل گرچہ براگناہ ہے مگر اس سے اخوت ایمانی قطع نہیں ہوتی اس میں خوارج کا ابطال ہے جو مرکب بکریہ کو کافر کہتے ہیں۔

(2) پ ۲، المائدۃ: ۳۵

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اگرچہ یہ بیان ہے کہ توریت میں یہود پر قصاص کے یہ احکام تھے لیکن چونکہ ہمیں ان کے ترک کا حکم نہیں دیا گیا اس لئے ہم پر یہ احکام لازم رہیں گے کیونکہ شرائع سابقہ کے جواہکام خدا رسول کے بیان سے ہم تک پہنچے اور منسون نہ ہوئے ہوں وہ ہم پر لازم ہوا کرتے ہیں جیسا کہ اوپر کی آیت سے ثابت ہوا۔

(مزید یہ کہ)

یعنی جو قاتل یا جنایت کرنے والا اپنے جرم پر نادم ہو کر وہاںی مغضبت سے بچنے کے لئے بخوبی اپنے اوپر حکم شرعی جاری کرائے تو قصاص اس کے جرم کا کفارہ ہو جائے گا اور آخرت میں اس پر عذاب نہ ہوگا۔ (جلالین و جمل) بعض مفسرین نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ جو صاحب حق قصاص کو معاف کر دے تو یہ معافی اس کے لئے کفارہ ہے۔ (مدارک) تفسیر احمدی میں ہے یہ تمام قصاص جب ہی واجب ہوئے جب کہ صاحب حق معاف نہ کرے اگر وہ معاف کر دے تو قصاص ساقط۔

اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بد لے جان اور آنکھ کے بد لے آنکھ اور ناک کے بد لے ناک اور کان کے بد لے کان اور دانت کے بد لے دانت اور زخموں میں بد لے ہے۔ پھر جو معاف کر دے تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور جو اللہ کے نازل کئے پر حکم نہ کرے (یعنی فیصلہ نہ کرے) وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔

امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے فرمایا گُتِبْ عَلَيْكُمُ الْقِصاصُ فِي الْقَتْلِ (الآلیہ) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، عفو (یعنی معاف کرنا) یہ ہے کہ قتل عدم میں دیت قبول کرے اور اتباع بالمعروف یہ ہے کہ بھلائی سے طلب کرے اور قاتل اچھی طرح ادا کرے۔ (3)

اور فرماتا ہے:

(مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ يَنْبِيِ إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَانَمَا قَتَلَ النَّاسَ بِجُمِيعِهَا وَمَنْ أَخْيَاهَا فَكَانَمَا أَخْيَى النَّاسَ بِجُمِيعِهَا) (4)

ای سب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بد لے یا زمین میں فساد کے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب انسانوں کو زندہ رکھا۔

اور فرماتا ہے:

(وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيزُ رَقَبَةِ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَضَدَّ قُوَّافِانَ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٌّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيزُ رَقَبَةِ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيَثَاقٌ فَرِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيزُ رَقَبَةِ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُشَتَّا بِعَيْنٍ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلَيْهَا حَكِيمًا ﴿٩٢﴾ وَمَنْ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَحَزَّ أَوْهَ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِيبُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَأَعْدَلَهُ عَلَىٰ أَبَا عَظِيمًا ﴿٩٣﴾) (5)

(3) صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب من قتل لقتل... الخ، الحدیث: ۲۸۸۱، ج ۳، ص ۳۶۲۔

(4) پ ۷، المائدۃ: ۳۲۔

(5) پ ۵، النساء: ۹۲۔ ۹۳۔

اس آیت کے تحت مفسر شیخ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یعنی مومن کافر کی مثل مباح الدم نہیں ہے جس کا حکم اور کی آیت میں مذکور ہو چکا تو مسلمان کا قتل کرنا بغیر حق کے رد نہیں اور مسلمان کی شان نہیں کہ اس سے کسی مسلمان کا قتل سرزد ہو جو اس کے کھنڈاء ہواں طرح کہ مارتا تھا شکار کو یا کافر حربی کو اور ہاتھ بہک کر زد پڑی مسلمان پر یا یہ کہ کسی شخص کو کافر حربی جان کر مارا۔

اور مسلمان کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر غلطی کے طور پر اور جو کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک غلام مسلم کا آزاد کرنا ہے اور خون بھا کہ مقتول کے لوگوں کو دیا جائے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں۔ پھر وہ اگر اس قوم سے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں اور ان میں معاهدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خون بھا پرد کیا جائے اور ایک مسلمان مملوک کو آزاد کیا جائے۔ پھر جونہ پابے وہ لگاتار دو صینے کے روزے رکھے۔ یہ اللہ سے اس کی توبہ ہے اور اللہ جانے والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غصب فرمایا اور اس پر لعنت کی اور اس پر بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔



اور تھاواہ مسلمان۔

(مزید یہ کہ)

یہ آیت عیاش بن ربیعہ مخزومی کے حق میں مازل ہوئی وہ قبل ہجرت مکہ کر رہ میں اسلام لائے اور گھر والوں کے خوف سے مدینہ طیبہ جا کر پناہ گزیں ہوئے ان کی ماں کو اس سے بہت بے قراری ہوئی اور اس نے حارث اور ابو جہل اپنے دونوں بیٹوں سے جو عیاش کے سوتیلے بھائی تھے یہ کہا کہ خدا کی قسم نہ میں سایہ میں بیٹھوں نہ کھانا چکھوں نہ پانی پیوں جب تک تم عیاش کو میرے پاس نہ لے کر آؤ وہ دونوں حارث بن زید بن ابی ائیسہ کو ساتھ لے کر عیاش کے لئے نکلے اور مدینہ طیبہ پہنچ کر عیاش کو پالیا اور ان کو ماں کے جزع فزع بے قراری اور کھانا پینا چھوڑنے کی خبر سنائی اور اللہ کو درمیان دنے کر یہ عہد کیا کہ ہم دین کے باب میں تجھے سے کچھ نہ کہیں گے اس طرح وہ عیاش کو مدینہ سے نکال لائے اور مدینہ سے باہر آ کر اس کو باندھا اور ہر ایک نے سو سو کوڑے مارے پھر ماں کے پاس لائے تو ماں نے کہا میں تیری مشکیں نہ کھلوں گی جب تک تو اپنادین ترک نہ کرے پھر عیاش کو دھوپ میں بندھا ہوا ذال دیا اور ان مصیبتوں میں بتلا ہو کر عیاش نے ان کا کہا مان لیا اور اپنادین ترک کر دیا تو حارث بن زید نے عیاش کو ملامت کی اور کہا تو اسی دین پر تھا اگر یہ حق تھا تو نے حق کو چھوڑ دیا اور اگر باطل تھا تو تو باطل دین پر رہا یہ بات عیاش کو بڑی ناگوار گز ری اور عیاش نے کہا میں تجھے کو اکیلا پاؤں گا تو خدا کی قسم ضرور قتل کر دوں گا اس کے بعد عیاش اسلام لائے اور انہوں نے مدینہ طیبہ ہجرت کی اور ان کے بعد حارث بھی اسلام لائے اور ہجرت کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے لیکن اس روز عیاش موجود نہ تھے نہ انہیں حارث کے اسلام کی اطلاع ہوئی قباء کے قریب عیاش نے حارث کو دیکھ پایا اور قتل کر دیا تو لوگوں نے کہا اے عیاش تم نے بہت برا کیا حارث اسلام لا چکے تھے اس پر عیاش کو بہت افسوس ہوا اور انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا اور کہا کہ مجھے تا وقت قتل ان کے اسلام کی خبری نہ ہوئی اس پر یہ آیہ کریمہ مازل ہوئی۔

احادیث

حدیث ۱: امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان مرد کا جواہر اللہ کی گواہی اور میری رسالت کی شہادت دیتا ہے خون صرف تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں حلال ہے۔ انفس بد لے میں نفس کے اور ۲۔ ہب زانی (یعنی شادی شدہ زانی) اور ۳۔ اپنے مذہب سے نکل کر جماعت اہل اسلام کو چھوڑ دے (مرتد ہو جائے یا با غی ہو جائے)۔ (۱)

حدیث ۲: امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنے دین کی سبب کشادگی میں رہتا ہے جب تک کوئی حرام خون نہ کر لے۔ (۲)

(۱) صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ (آن نفس پا نفس... ایغ)، الحدیث: ۲۸۷۸، ج ۲، ص ۳۶۱

حکیم الامت کے مدفن پھول

۱۔ یہاں امر ہے مراد مطلق انسان ہے مرد ہو یا عورت، صرف مرد مراد نہیں کیونکہ یہ احکام عورت پر بھی جاری ہیں۔ کلمہ طیبہ کا ذکر فرمائے اشارہ فرمایا کہ ظاہری کلمہ گوجس میں علامت کفر موجود ہے وہ کامیابی کا اقرار کرنا ہے۔

۲۔ یعنی اگر کوئی مسلمان کسی کو عمدۃ قتل کر دے تو مقتول کا ولی اسے قصاص قتل کر سکتا ہے۔

۳۔ آزاد مسلمان مرد جو ایک بار حلال صحبت کر چکا ہوا سے محض کہتے ہیں اگر ایسا شخص زنا کر لے تو اس کو رجم یعنی سنگسار کیا جائے گا۔

۴۔ دین سے نکل جانے کی دو صورتیں ہیں: یا تو اسلام کو چھوڑ کر یہودی، عیسائی، ہندو وغیرہ دوسری ملت میں داخل ہو جائے یا کلمہ گوتورہ بے کوئی کفر یہ عقیدہ اختیار کرے جیسے مرزائی، خارجی، راضی وغیرہ بن جائے وہ بھی اگر تو پہنچ کرے تو قتل کیا جائے گا۔ (از مرقات وغیرہ) اگر یہ قتل اور رجم حاکم اسلام کر سکتا ہے دوسرا نہیں کر سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام آزاد کے عوض اور آزاد غلام کے عوض، عورت مرد کے عوض اور مرد عورت کے عوض قتل کیا جائے گا، یہ ہی امام اعظم قدس سرہ کا مذہب ہے یہی امام اعظم کی رویت ہے۔ مارق مروق سے باب معنی نکلا، اسی واسطے شور بے کو مرق نہ کہتے ہیں کہ وہ گوشت سے لکھتا ہے۔ تارک الجماعت فرمایا کہ اجماع مسلمین کے خلاف عقیدہ اختیار کرنا کفر ہے، قرآن کریم کے وہ معنی کرنا جو اجماع کے خلاف ہوں کفر ہے، سب کا اجماع ہے کہ ائمہ الصلوٰۃ میں صلوٰۃ سے مراد موجودہ اسلامی نماز ہے اور خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے جو صلوٰۃ سے مراد صرف اشاروں سے دعا مانگنا کرے اور خاتم النبیین کے معنے کرے اصلی نبی اور پھر حضور کے بعد کسی نبی کے آنے کی مجنایش مانے وہ کافر ہے اسے حاکم اسلام قتل کرے گا۔

(مراۃ المناجع شرح مشکوٰۃ المصالح، ج ۵، ص ۳۶۱)

(۲) صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ (ومن يقتل مومناً محمدأ... ایغ)، الحدیث: ۶۸۶۲، ج ۲، ص ۳۵۶

حدیث ۳: صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے خون نا حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ (۳)

حدیث ۴: امام بخاری اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی معاهد (ذمی) کو قتل کیا وہ جنت کی خوبیوں سوچنے گا اور بے شک جنت کی خوبیوں بر س کی مسافت تک پہنچتی ہے۔ (۴)

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ یعنی مسلم آدمی کیسا نہیں ہو مگر وہ اسلام کی گنجائش رحمت الہی کی وسعت میں رہتا ہے اللہ سے نا امید نہیں ہوتا مگر قائل خالق اللہ کی رحمت کا مستحق نہیں رہتا، بل قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا آئیں من رحمۃ اللہ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو قتل موسیٰ میں آدمی باث سے بھی مدد کرے وہ بھی رب تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے، بعض نے فرمایا کہ خالق قائل کو دنیا میں نیک اعمال کی توفیق نہیں ملتی۔ (مرأۃ الناجیح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۶۲)

(۳) المرجع السابق، الحدیث: ۲۸۶۳، ج ۲، ص ۳۵۷۔

حکیم الامت کے مدینی پھول

۲۔ یعنی قیامت کے دن معاملات میں سب سے پہلے خون نا حق کا فیصلہ ہو گا بعد میں دوسرے فیصلے اور عبادات میں پہلے نماز کا حساب ہو گا بعد میں دوسرے حسابات ہوں گے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ قیامت کے دن پہلے نماز کا حساب ہو گا کہ یہ حدیث معاملات کے متعلق ہے اور وہ حدیث عبادات کے بارے میں۔ خیال رہے کہ نماز کے حساب کی اولیت حقیقی ہے اور خون کے حساب کی اولیت اضافی یعنی سب سے پہلے نماز کا حساب ہے معاملات میں پہلے خون کا حساب۔ (ازرقات)

(مرأۃ الناجیح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۶۳)

(۴) صحیح البخاری، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب اثیم من قتل معاهدا بغیر جرم، الحدیث: ۳۱۲۶، ج ۲، ص ۳۶۵۔

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ عہد و پیمان دالے کافر سے مراد یا ذمی کفار ہیں مسلمان کی رعایا اور متنا من جو کچھ مدت کے لیے اماں لے ہمارے ملک میں آئیں اور معاهد جن سے ہماری صلح ہوان میں سے کسی کو بلا وجہ قتل کرنا درست نہیں، ہاں اگر وہ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے ان کا قتل درست ہو جائے تو قتل کئے جائیں۔

۲۔ یعنی اگرچہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ سے جنت پہنچ تو جائے گا مگر وہاں کی مہک و خوبیوں کا حقد نہ سوچنے کے لئے گا اس کو اس جرم میں گویا زکام کر دیا جائے گا۔ (مرقاۃ) یا اولاد جنت میں نہ جائے گا اگرچہ آخر میں پہنچ جائے۔

۳۔ چونکہ اہل عرب موسم خریف سے سال شروع کرتے تھے اسی لیے سال کو خریف کہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان شاء اللہ ہے

حدیث ۵ و ۶: امام ترمذی اور نسائی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہبے شک دنیا کا زوال اللہ (عزوجل) پر آسان ہے۔ ایک مرد مسلم کے قتل سے۔ (۵)

حدیث ۷ و ۸: امام ترمذی ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اگر آسمان وزمین والے ایک مرد موسن کے خون میں شریک ہو جائیں تو سب کو اللہ تعالیٰ جہنم میں اوندھا کر کے ڈال دے گا۔ (۶)

جنت کی خوبی میان قیامت میں پہنچنے کی مسلمان اس خوبی سے لطف انداز ہوں گے۔ (اشعر)

(مراة الناجح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۹۷)

(۵) جامع الترمذی، کتاب الدیات، باب ما جاء فی تشدید قتل المؤمن، الحدیث: ۱۳۰۰، ج ۳، ص ۹۹.

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ یہاں مسلم سے مراد مرد موسن عارف باللہ ہے یعنی ایک عارف باللہ کا قتل ساری دنیا کی برپادی سے سخت تر ہے کیونکہ دنیا عارفین ہی کے لیے تو بُنی ہے تاکہ وہ اس میں غور و تکر کر کے عرفان میں اضافہ کر دیں اور یہاں اعمال کر کے آخرت میں کمال حاصل کر دیں، وہیں کی ہلاکت بارات کی ہلاکت سے سخت تر ہے کہ مقصود برات وہ تھا ہے۔

۲۔ یعنی خود سیدنا عبد اللہ ابن عمر کا اپنا قول نقل فرمایا یہی صحیح تر ہے لیکن ایسی موقوف حدیث حکماً مرفوع ہوتی ہے کیونکہ محض عقل و قیاس سے ایسی بات نہیں کہی جاسکتی۔ (مراة الناجح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۷۶)

(۶) جامع الترمذی، کتاب الدیات، باب الحکم فی الدماء، الحدیث: ۱۳۰۳، ج ۳، ص ۱۰۰.

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ آسمان والوں سے مراد ان انسانوں کی روحیں ہیں جو یہاں فوت ہو چکے یا جوابجی دنیا میں آئیں۔ مقصد یہ ہے کہ قتل ایسا جرم ہے کہ ایک قتل کی وجہ سے بہت کو عذاب ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک شخص کو چند آدمی مل کر قتل کر دیں تو سب کو قتل کیا جائے گا۔ اثرہم کے قتل کا اور حکم ہے جہاں جماعتیں لا ری اور دو طرفہ آدمی ماریں جائیں جائیں پڑندے لگے کہ کون کس کا قاتل ہے جسے عربی میں قتل عمرہ کہتے ہیں لہذا حدیث واضح ہے۔ خیال رہے کہ جان نکالنے والے فرشتے اللہ کے حکم سے جان نکالتے ہیں کسی کو ظلمان قتل نہیں کرتے لہذا وہ اس حکم سے خارج ہیں، آج حاکم اسلام قانون اسلامی کے ماتحت بہت لوگوں کو قتل کر رہا ہے، جلد حاکم کے حکم سے مجرم کو قتل کرتا ہے۔

۲۔ بعض روایات میں بجاۓ لا کیہم لکبہم ہے کیونکہ کب کے معنے ہیں اوندھا ذالا اور اکب کے معنے ہیں اوندھا گرا، یہ ایسا لفظ ہے کہ مجرد میں متعدد ہے باب افعال میں آکر لازم، لکب لغت میں یوں ہی ہے لیکن اگر حضور کے فرمان میں لا کبہم ہو تو لفظ جھوٹی ہے حضرت پچ ہیں۔ (اشعر و مرقات) غرض کے لغت قرآن و حدیث کے تالیع ہیں قرآن و حدیث لغت کے تالیع نہیں۔

(مراة الناجح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۷۷)

حدیث ۹: امام مالک نے سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ یا سات نفر کو (یعنی آدمیوں کو) ایک شخص کو دھوکا دے کر قتل کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا اور فرمایا کہ اگر صناعہ (یعنی کا دار الحکومت) کے سب لوگ اس خون میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔ (7) امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسی کے مثل ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔ (8)

حدیث ۱۰: دارقطنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک مرد دوسرے کو پکڑ لے اور کوئی اور آکر قتل کر دے تو قاتل قتل کیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا۔ (9)

حدیث ۱۱: امام ترمذی اور امام شافعی حضرت ابی شریح کعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم نے اے قبیلہ خزادہ (عرب کا ایک قبیلہ) بذیل (10) کے آدمی کو قتل کر دیا اب میں اس کی دیت خود دیتا ہوں، اس کے بعد جو کوئی کسی کو قتل کرے تو مقتول کے گھروالے دو چیزوں میں سے ایک

(7) الموطأ، للإمام مالك، كتاب العقول، باب ما جاء في الغيبة والمحر، الحديث: ۱۶۷۱، ج ۲، ص ۳۷۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ غلیہ علیل سے بنا بمعنی خفیہ، دھوکہ، فریب یعنی ان چند لوگوں نے خفیہ طور پر سازش کر کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔

۲۔ صناعہ یعنی کی ایک بستی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ساری بستی والے مل کر اسی ایک شخص کو قتل کر دیتے تو اس کے عوض ان سب کو قتل کر دیتا۔ معلوم ہوا کہ چند قاتل ایک قتل میں قتل کیے جائیں گے کہ مزاسب کی یہی ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوہ المصالح، ج ۵، ص ۳۹۲)

(8) صحیح البخاری، کتاب الدینیات، باب رَاذَا اصَابَ قَوْمًا رَجُلٌ... رَأَى، الحديث: ۶۸۹۶، ج ۳، ص ۳۶۷.

(9) سنن الدارقطنی، کتاب الحدود والدینیات... رَأَى، الحديث: ۳۲۲۳، ج ۳، ص ۱۶۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر پکڑنے والے کا خیال یہ تھا کہ یہ شخص اسے مارے گا مگر اس نے قتل کر دیا تب تو یہ حکم ہے جو یہاں مذکور ہے کہ حاکم اس پکڑنے والے کو عمر بھر کی قید دیدے یا جب تک چاہے قید کر دے لیکن اگر اس پکڑنے والے کو نہیں تھا کہ یہ قتل کر دے گا پھر پکڑنے والا بھی قتل کیا جائے گا لہذا یہ حدیث گر شدہ احادیث کے خلاف نہیں۔ ہمارے امام صاحب کے ہاں بہر صورت پکڑنے والا تعزیر اقید ہی کیا جائے گا اور یہ قید تاضی کی رائے کے مطابق قید کیا جائے گا، اس طرح اگر کوئی کسی کوشش یا سانپ کے آگے ڈال دے وہ جانور اسے ہلاک کر دے تو ہمارے ہاں یہ ڈالنے والا قید کیا جائے گا لیکن تعزیر اقید اسے قتل بھی کر سکتا ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوہ المصالح، ج ۵، ص ۳۹۵)

(10) کذا فی المشکوہ کتاب القصاص، ۱۲،

اختیار کریں اگر پسند کریں تو قتل کریں اور اگر وہ چاہیں تو خون بھالیں۔ (11)

حدیث ۱۲: صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرزوی کہ حضرت رجع نے جوان بن مالک کی پھونپھی تھیں ایک انصاریہ عورت کے دانت توڑ دیئے تو وہ لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور (صلی اللہ

(11) جامع الترمذی، کتاب الدیات، باب ما جاء فی حکم دلی القتیل... الخ، الحدیث: ۱۳۱۱، ج ۳، ص ۱۰۳۔

حکیم الامت کے مدفنی پھول

اب آپ کا نام خویلا ابن عمرو کھنی ہے، عدوی ہیں، خزاعی ہیں، فتح کہ سے پہلے ایمان لائے، ۷۸ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، اپنی کنیت میں مشہور ہیں۔ (اکمال و مرقات)

۱۔ یہ کلام مبارک اس خطبہ شریف کا حصہ ہے جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کہ کے دن بیت اللہ شریف میں ارشاد فرمایا جو کتاب الحج باب حرم کہ کی فصل اول میں مذکور ہو چکا۔ قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی زمانہ جاہیت میں بنی ہزیریل کے ایک شخص کے ہاتھوں مارا گیا تھا تو خزاعہ نے فتح کہ سے پہلے اس خون کا بدلہ لیتے ہوئے ہزیریل کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا یہاں اسی کا ذکر ہے۔

۲۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقتول کی دیت اپنے پاس سے دی تاکہ ان واقیلوں میں نقصان نہ ہو۔ خیال رہے کہ دیت یعنی خون بہا کو عربی میں عقل کہتے ہیں، عقل کے معنے ہیں روکنا، چونکہ یہ قتل کو روکنے والی چیز ہے لہذا عقل کہلاتی ہے اسی لیے رتی کو عقال کہتے ہیں کہ وہ جانور کو بھاگنے سے روکتی ہے اور داشت و سمجھ کو عقل کہتے ہیں کہ وہ انسان کو بری باتوں سے روکتی ہے۔

۳۔ یعنی مقتول کے وارثوں کو یہ اختیار ملیں گے۔ خیال رہے کہ یہ اختیار عمدۃ القتل میں ہیں خطاء یا شبہ عمدۃ القتل میں ان وارثوں کو قصاص لینے کا حق نہیں صرف دیت ہی لے سکتے ہیں۔

۴۔ اس حدیث کی بناء پر امام شافعی داہم و اسحاق نے فرمایا کہ قصاص کی طرح دیت کا اختیار بھی مقتول کے ورثاء کو ہے قاتل کو انکار کرنے کا حق نہیں مگر امام ابو حنیفہ و امام مالک فرماتے ہیں کہ دیت میں قتل کی رضا ضروری ہے اگر وہ قبول کرے تو دیت دے قبول نہ کرے تو قصاص دے، یہ ہی قول امام حسن و خنی کا ہے، یہ حدیث امام اعظم کے خلاف نہیں۔ خیال رہے کہ اگر مقتول کے وارثوں میں سے ایک بھی دیت لینے پر راضی ہو جائے تو باقی وارثوں کو قصاص لینے کا حق نہیں رہتا اسی لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر ان وارثوں میں کوئی غائب یا نابالغ ہو تو قصاص واجب نہیں جب تک کہ غائب آئے جائے اور بچہ بالغ نہ ہو جائے، ان وارثوں میں مرد عورت سب یکساں برابر کے مستحق ہیں۔

۵۔ یعنی صاحب مصالح نے اپنی کتاب شرح سنه میں برداشت شافعی یہ حدیث نقل فرمائی۔

۶۔ یہ صاحب مصالح پر اعتراض ہے کہ باد جو دیہ کے خود انہوں نے اپنے کتاب شرح سنه میں صاف بیان فرمایا کہ یہ حدیث مسلم و بخاری کی نہیں مگر پھر بھی ابے مصالح نے فصل اول میں بیان کر دیا حالانکہ پہلی فصل میں مسلم یا بخاری کی روایت آئی چاہیے۔

۷۔ یہ عبارت اس اعتراض کی تکمیل ہے کہ یہ حدیث یہاں فصل اول میں نہ آئی چاہیے۔

تعالیٰ علیہ کالہ وسلم) نے قصاص کا حکم فرمایا۔ حضرت انس بن المنذر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ کالہ وسلم)، قسم اللہ کی ان کے دانت نہیں توڑے جائیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہا ہے انس! اللہ کا حکم قصاص کا ہے، اس کے بعد وہ لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے دیت قبول کر لی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہا اللہ (عزوجل) پر قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ (12)

حدیث ۱۳: امام بخاری اپنی صحیح میں ابو جعیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا، کیا تمہارے پاس کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو قرآن میں نہیں، تو انہوں نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس نے

(12) صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله (والجروح قصاص)، الحدیث: ۳۶۱، ج ۳، ص ۲۱۵۔

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ آپ ربیع رکے پیش ب کے کسرہ کے شد و کسرہ سے بنت نظر النصاریہ ہیں، حارث بنت سراقدہ کی والدہ صحابیہ ہیں، انس ابن مالک ابن نظر کی پھوپھی، مالک ابن نظر کی بہن۔

۲۔ یعنی وہ داشت ہے جو رہائی دانتوں اور کیلوں کے درمیان ہے اس کی جمع شایا آتی ہے۔

۳۔ یعنی رب کی قسم مجھے اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید توی ہے کہ وہ اس لڑکی اور اس کے وارثوں کو دیت لینے پر راضی کر دے گا ان کے دل میں رحم ذات دے گا اور میری بہن ربیع قصاص سے فیجائے گی، اس میں حضور نے فرمان کا انکار نہیں درنہ کفر لازم آتا ہے اور ان پر سختی کی جاتی۔

۴۔ یعنی حکم شرعی تو یہ ہی ہے کہ قصاص لیا جائے کہ دانت کے عوض دانت توڑا جائے وہ لڑکی معاف کر دے اور اس کے عزیز راضی ہو جائیں ان کی خوشی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاجْزُواْحَ قِصَاصَ" اور فرماتا ہے: "اُشْنِي پاْشُون"

۵۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی قسم پوری کر دیتا ہے ان بزرگوں نے قسم کھا کر کہا تھا کہ ربیع کے دانت نہ توڑے جائیں گے رب تعالیٰ نے ان کی قسم پوری فرمادی اور دیت پر صلح کرادی، یہ ہے لواتسم علی اللہ لا بره کاظمیور۔

۶۔ اس میں انس ابن نظر کی تعریف ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ایسے مقبول بندے ہو کہ رب تعالیٰ پر قسم کھا جاؤ تو رب تعالیٰ تمہاری قسم پوری فرمادے، دیکھو تم نے قسم کھالی تھی رب تعالیٰ نے پوری کر دی اور ممکن ہے کہ دیت قبول کر لینے والوں کی تعریف ہو کہ یہ لوگ ایسے نیک ہیں اور انہوں نے اس وقت ایسا نیک کام کیا ہے کہ اگر یہ آئندہ رب تعالیٰ پر قسم کھالیں تو رب تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمادے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص میں شفاعت اور سفارش کرنا بہتر ہے اور عورت سے بھی قصاص لیا جائے گا اور اگر دانت پورا توڑ دیا جائے تو اس میں قصاص ہے۔ دانت کا نکڑا توڑ دینے میں آنحضرت کا اختلاف ہے، ہڈی توڑ دینے کے قصاص میں بہت تفصیل ہے اگر دیکھنا ہو تو کتب فقہ کا مطالعہ کرو۔

دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا فرمایا، ہمارے پاس وہی ہے جو قرآن میں ہے مگر اللہ (عزوجل) نے جو قرآن کی سمجھ کسی کو دے دی اور ہمارے پاس وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے کہا، اس صحیفہ میں کیا ہے؟ تو فرمایا: دیت اور اس کے احکام اور قیدی کو چھڑانا اور یہ کہ کوئی مسلم کسی کافر (حربی) کے بد لے میں قتل نہ کیا جائے۔ (13)

(13) صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب لا یقتل المسلم بالكافر، الحدیث: ۱۹۱۵، ج ۲، ص ۳۷۲۔

حکیم الامت کے مدفنی پھول

۱۔ آپ کا نام وہب ابن عبد اللہ ہے، عامری ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے مگر بہت بچپن میں، حضور کے وصال شریف کے وقت بہت کسن تھے، کوفہ میں قیام رہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ کی طرف سے افسر مال رہے، وہاں ہی ہے جو میں وفات پائی، حضرت علی کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوئے آپ سے بہت روایات ہیں۔

۲۔ زمانہ حیدری میں رواضن پیدا ہو چکے تھے انہوں نے مشہور کرکھا تھا کہ حضرت علی کہ پاس قرآن کریم کے علاوہ اور صحیفے اور خصوصی اسرار الہیہ ہیں جو کسی کے پاس نہیں اس لیے اکثر لوگ جانب علی مرتضی سے ایسے سوالات کرتے تھے۔ عندکم میں خطاب تمام الہ بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جن کے امیر حضرت علی ہیں۔ (مرقات) یعنی آپ کے یا آپ کے خاندان والوں کے پاس کوئی خصوصی چیز ہے جو عام مسلمانوں کو نہ دی گئی ہو۔

۳۔ مانی القرآن میں حدیث شریف بھی داخل ہے کیونکہ حدیث شریف قرآن مجید کی شرح اور اس کی تفسیر ہے۔

۴۔ یعنی رب تعالیٰ نے مجھے قرآن مجید کی سچی ایجھی فہم عطا فرمائی ہے جس سے میں اپنے قرآنی نکات نکال لیتا ہوں جو تم کو معلوم نہیں ہوتے۔ اس فرمان عالی سے اجتنہا و استنباط اور فقہ کا ثبوت ہوا کہ فہم قرآن اللہ کی بڑی نعمت ہے۔

۵۔ یعنی ہاں ان اوراق میں کچھ شرعی احکام ہیں جو شاید تمہارے پاس نہ ہوں، یہ کوئی خاص اسرار نہیں جو کسی کو بتائے نہ جائیں۔

۶۔ یعنی اس صحیفہ اور اوراق میں قتل خطاء وغیرہ کی دیت و خون بھا کے کچھ احکام ہیں کہ کس جرم کی دیت کتنی ہے اور یہ حکم ہے کہ جہاں تک ہو سکے مسلمان قیدیوں کو آزاد کرو، مقرر ضبوں کی امداد کرو، مکاتبین کا بدل ستابت ادا کرو کہ یہ سب قیدی چھوڑانے کی صورتیں ہیں۔

۷۔ اس حدیث کی بنابر امام شافعی وغیرہم فرماتے ہیں اگر مسلمان کسی کافر کو قتل کر دے تو اس کے عوض مسلمان کو قتل نہ کیا جائے گا بلکہ اس کی دیت دلوائی جائے گی مگر ہمارے امام عظیم فرماتے ہیں کہ یہاں کافر سے مزاد حریق کافر ہیں ان کے قتل سے مسلمان پر قصاص نہیں، رہے ذی کفار اور مستائن جو ہماری امان میں ہمارے ملک میں رہتے ہوں پاہر سے آئے ہوں ان کو اگر مسلمان قتل کر دے تو قصاص لیا جائے گا کیونکہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فدماء حشم کذما نتا و اموالہم کاموا النا ان ذمیوں مستائنوں کے خون ہمارے خون کی طرح ہیں اور ان کے مال ہمارے مالوں کی طرح ہیں اسی لیے اگر مسلمان چور کافر ذی کامل چالے تو ہاتھ کا نا جاتا ہے، نیز عبدالرحمن بن سلمان نے روایت کی کہ حضور کے زمانہ شریف میں ایک مسلمان نے کسی ذی کو قتل کر دیا تو حضور نے اسے قتل کرایا، وہ احادیث پاک کی شرح ہے۔

۸۔ یعنی وہ حدیث کہ نہیں قتل کیا جاتا کوئی نفس مگر آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے قابیل کا اس میں حصہ ہوتا ہے کیونکہ اس نے ظلمانے

حدیث ۱۴: ابو داود ونسائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور ان کے ادنی کے ذمہ کو پورا کیا جائے گا اور جو در والوں نے خیمت حاصل کی ہو وہ سب لشکریوں کو ملے گی اور وہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ایک ہیں۔

خبردار کوئی مسلمان کسی کافر (حربی) کے بد لے قتل نہ کیا جائے اور نہ کوئی ذمی، جب تک وہ ذمہ میں باقی ہے۔ (14)

حدیث ۱۵: ترمذی اور دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدیث مسجد میں قائم نہ کی جائیں اور اگر باپ نے اپنی اولاد کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (15)

حدیث ۱۶: ترمذی سراقد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) باپ کے قصاص میں بیٹے کو قتل کرتے اور بیٹے کے قصاص میں باپ کو قتل نہ کرتے (16) یعنی اگر بیٹے نے باپ کو قتل کیا تو بیٹے سے قصاص لیتے اور باپ نے بیٹے کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہ لیتے۔

قتل ایجاد کیا مصائب میں یہاں تھی مگر ہم مناسبت سے کے لحاظ سے کتاب الحلم کے شروع میں رکھی۔

(مراۃ المناسیح شرح مشکلاۃ المصائب، ج ۵، ص ۳۷۵)

(14) سنن ابی داود، کتاب الدیات، باب رأیقاد المسلم بالکافر، الحدیث: ۲۳۹، ۲۳۸، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ج ۳، ص ۳۷۵

(15) جامع الترمذی، کتاب الدیات، باب ما جاءی الرجُل بِخَلْلِ إِنْدَادِهِ... رَأَيْهُ، الحدیث: ۲۱۳۰، ج ۳، ص ۱۰۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی مسجد میں مجرموں کے نیچلے تو کرو گر مسجدوں میں مزائیں نہ دو کہ اس میں مسجدوں کی بے حرمتی ہے کہ مزاوں میں خون وغیرہ بھی نہ کھلے جس سے مسجد خراب ہو گی، مسجد میں نماز، ذکر، درس وغیرہ کے لیے ہیں یہ کام ان کے خلاف ہے۔

۲۔ یعنی اگر باپ اپنے بیٹے کو ظلمان قتل کر دے تو اس کے عوض باپ کو قتل نہ کیا جاوے گا بلکہ اس سے دیت لی جائے گی، مال، دادا، ناپا کا یہی حکم ہے۔ یہ ہی مذهب ہے امام ابوحنیفہ و امام شافعی و احمد کا، امام مالک کے ہاں سب سے قصاص لیا جاوے گا۔ خیال رہے کہ اگر بیٹا باپ کو قتل کر دے تو اس سے قصاص لیا جاوے گا۔ (مراۃ المناسیح شرح مشکلاۃ المصائب، ج ۵، ص ۳۸۲)

(16) المرجع السابق، الحدیث: ۱۲۰۳، ج ۳، ص ۱۰۰

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام سراقد ابن مالک ابن جعثہ ہے، مدحی کنعلی ہیں، مقام قدید میں رہتے تھے، بڑے شاعر تھے، ان کا واقعہ ہے کہ ہجرت کے دن آپ غار ثور تک بڑی نیت سے پہنچے تھے اور آپ کے گھوڑے کو زمین نے پکڑ لیا تھا، پھر اس جگہ ایمان بھی لائے اماں بھی ←

حدیث کے ابوداؤ ونسائی ابو رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دریافت کیا، یہ کون ہے؟ میرے والد نے کہا، یہ میرا لڑکا ہے آپ اس کے گواہ رہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا، خبردار نہ یہ تمہارے اوپر جنایت کر سکتا ہے اور تم اس پر جنایت کر سکتے ہو۔ (۱۷) (بلکہ جو جنایت کریگا وہی ماخوذ ہوگا)

حدیث ۱۸: امام ترمذی ونسائی وابن ماجہ وداری ابو امامہ بن ہلال بن حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرنے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا جب باغیوں نے محاصرہ کیا تو کھڑکی سے جھانک کر فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مرد مسلم کا خون حلال نہیں ہے مگر تین وجہوں سے۔ (۱) احسان کے بعد (یعنی شادی شدہ ہونے کے بعد) زنا سے یا (۲) اسلام کے بعد کفر سے یا

حاصل کی، آپ ہی سے حضور نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ہاتھ میں کسری پر دیز کے لفکن دیکھتا ہوں، آپ کی وفات ۱۲ جھ میں ہوئی۔ شعر
ابن مالک کو دی بشارت تاج

۲۔ یعنی اگر باپ کو پینا قتل کر دیتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا قصاص بیٹے سے لیتے تھے اور اگر اس کے برعکس بیٹے کو باپ قتل کر دیتا تو باپ سے قصاص نہ لیتے تھے۔

۳۔ وجہ ضعیف یہ ہے کہ اس کی اسناد میں اضطراب ہے مگر خیال رہے کہ قریباً تمام اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے کہ باپ سے بیٹے کا قصاص نہیں لیتے اس عمل علماء سے حدیث کا ضعف جاتا رہا، اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۸۲)

(۱۷) سنن الکی واؤ، کتاب الدیات، باب لیلۃ خذ احمد بجزیرۃ اندیہ او ابیہ، الحدیث: ۳۲۹۵، ج ۲، ص ۲۲۳۔

حکیم الامت کے مدفن پھول

۱۔ آپ کا نام رفاعة ابن یثربی تھی ہے، آپ امرؤ القیس کی اولاد سے ہیں۔

۲۔ یا اشہد صیغہ مخاطب امر ہے یعنی حضور گواہ رہیں یا اشہد متكلّم مفارع ہے یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ میری پشت سے ہے۔ انکا مقصد یہ تھا کہ میں اور یہ چونکہ باپ بیٹے ہیں اس لیے میرے جرم کا یہ ذمہ دار ہوگا اور اس کے جرم کا میں ذمہ دار جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں مروج تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فرمایا جو آگے مذکور ہے۔

۳۔ یعنی تمہارے جرم میں وہ نہ پکڑا جائے گا اور اس کے جرم میں تم نہ پکڑے جاؤ گے، اس کا قصاص تم سے اور تمہارا قصاص اس سے نہ لیا جائے گا یا کل قیامت میں تمہارے گناہ میں وہ نہ پکڑا جائے گا اور اس کے گناہ میں تم گرفتار نہ ہو گے اپنی کرنی اپنی بھرنی ہو گی۔ خیال رہے کہ بچہ کے گناہ پر باپ کی پکڑ جب ہو گی جب باپ نے بچہ کی تربیت میں کوتا ہی کر کے اسے جرم بنایا ہو لہذا یہ حدیث دوسری احادیث کے خلاف نہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۸۳)

(۳) کسی نفس کو بغیر کسی نفس کے قتل کر دینے سے، انہیں وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ حشم خدا کی، نہ میں نے زمانہ کفر میں زنا کیا اور نہ زمانہ اسلام میں اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی مرتد نہیں ہوا اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا، قتل نہیں کیا پھر تم مجھے کیوں قتل کرتے ہو۔ (18)

حدیث ۱۹: ابو داؤد حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رادی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن تیز رو (یعنی مومن نیکی میں جلدی کرنے والا ہوتا ہے) اور صالح رہتا ہے جب تک حرام خون نہ کر لے اور جب حرام خون کر لیتا ہے تو اب وہ تھک جاتا ہے۔ (19)

(18) جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء لاحمل دم امری مسلم... راجح، الحدیث: ۲۱۵، ج ۳، ص ۶۲۔

حکیم الامت کے مدفنی پھول

۱۔ ابو امامہ کا نام سعد ہے، علماء تابعین سے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف سے دو سال پہلے ولادت ہوئی، خود حضور نے ان کا نام اور کنیت تجویز فرمائی، بہت لڑکپن کی وجہ سے زیارت نہ کر سکے، اپنے والد کہل اور حضرت ابو سعید خدری سے روایات لیں، ۷۰۰ھ میں وفات پائی۔ (اشعر) آپ کے والد کہل ابن حنیف صحابی ہیں، بدرو واحد وغیرہ تمام غزوات میں حضورؐ کے ساتھ رہے احمد میں حضورؐ کے قریب رہے ثابت قدم رہے اور خلافت علی مرتضیؐ میں حضرت علیؐ کی طرف سے مدینہ منورہ کے گورنر ہے، ۷۳۷ھ، میں وفات پائی۔ (مرقات)

۲۔ یعنی جب مصری دیگر باغیوں نے آپ کا گھر گھیر لیا اور آپ مجبوراً گھر میں مقید ہو گئے تب گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف جھانک کر یہ فرمایا۔

۳۔ اس کلام میں خطاب ان لوگوں سے ہے جو آپ کا گھر گھیرے ہوئے آپ کے قتل کے درپے تھے، چونکہ یہ حدیث سب میں شائع ہو چکی تھی اس لیے آپ نے فرمایا اتعلموں۔

۴۔ یہ حضرت عثمان کا بڑا ہی کمال ہے کہ عرب جیسے ملک میں رہ کر بہت مالدار ہو کر اسلام سے پہلے بھی زنا سے محفوظ رہے ورنہ زمانہ جاہلیت میں تو زنا پر فخر کیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے اس صحابی کو زنا سے پہلے ہی سے محفوظ رکھا۔

۵۔ یعنی میرے قتل سے پہلے یہ سوچ لو کہ تم کتنا بڑا گناہ کر رہے ہو اور رب تعالیٰ کے ہاں اس کا کیا جواب دو گے۔ خیال رہے کہ باغی خارجی کو بھی بغداد یا خروج کی وجہ سے قتل کرنا جائز ہے مگر یہ دونوں چیزوں بہت کم واقع ہوتی ہیں اس لیے ان کا ذکر اس حدیث میں نہیں آیا، نیز بغداد و خراج شخصی جرم نہیں قومی جرم ہے یہاں شخصی جرم کا ذکر ہے لہذا نہ تو اس حدیث پر کوئی اعتراض ہے نہ یہ حدیث دوسری احادیث کے خلاف۔

۶۔ یعنی الفاظ حدیث داری نے نقل فرمائے ورنہ یہ قصہ تو بہت کتب میں مردی ہے۔ (مراة المناجح شرح مشکوحة المصائق، ج ۵، ص ۳۷۹)

۷۔ ملن اکی داؤد، کتاب الفتن والملامح، باب فی تعظیم قتل المؤمن، الحدیث: ۲۷۰، ج ۳۲، ص ۳۹۔

حدیث ۲۰: ابو داود انہیں سے اور نسائی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امید ہے کہ گناہ کو اللہ بخش دے گا مگر اس شخص کو نہ بخشے گا جو شرک ہی مر جائے یا جس نے کسی مرد موسن کو قصد ادا (یعنی جان بوجھ کر) نا حق قتل کیا۔ (20) (اس کی تاویل آگئے آئے گی)

حکیم الامت کے مدفن پھول

اے صالح الفاظ موقن! کی تفسیر ہے یا تفصیل یعنی بندہ موسن کو نیک اعمال میں جلدی کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ خیال رہے کہ توفیق خیر ملنارب تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

جسم بخش و عنوکن بکشاگرد
دشگیر درہ نما توفیق رہ

۱۔ یعنی قتل نا حق کی خوست سے انسان توفیق خیر سے محروم رہ جاتا ہے۔ بخش بلوخا کے معنے ہیں تھک جانا، محروم رہ جانا، حیران ہو جانا یہ حیرانی دنیا میں تو اس طرح ہو گی کہ اس کے دل کو طمیان، نیکیوں کی توفیق میرانہ ہو گی اور خدشہ ہے کہ جوابات قبر میں حیرانی رہ جائے اور ہو سکا ہے کہ قیامت کے حساب میں حیران و سرگردال رہے، غرضہ خون نا حق دنیا و آخرت کا دبال ہے۔ خیال رہے کہ ظلمان قتل کرنا، قتل کرنا، قتل میں مدد دینا، بعد قتل قاتل کی حمایت کرنا سب ہی اس سزا کے مستحق ہیں۔ مرقات میں ایک حدیث قتل فرمائی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے قتل نا حق میں آدمی بات سے مدد دی وہ کل قیامت میں اٹھے گا تو اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا آیس من رحمۃ اللہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ (مراۃ المناجح شرح مشکلاۃ المصائب، ج ۵، ص ۳۸۰)

(20) سنن ابی داود، کتاب الفتن... راجح، باب فی تعظیم قتل المؤمن، الحدیث: ۲۷۰، ج ۳۲، ص ۳۹۔

حکیم الامت کے مدفن پھول

اے ہر گناہ سے مراد شرک و کفر کے علاوہ گناہ ہیں کیونکہ وہ دونوں لا حق بخشش نہیں۔ معلوم ہوا کہ حقوق العباد بھی لا حق بخشش ہیں کہ رب تعالیٰ صاحب حق سے معاف کرادے مگر قتل نا حق لا حق بخشش نہیں اسکی ضرور سزا ملے گی الاب رحمۃ اللہ۔

۲۔ قتل موسن سے مراد ظلمان قتل ہے عمداً قتل کی قید اس لیے لگائی کہ خطاء اور شبہ عمداً قتل کا یہ حکم نہیں اسی لیے ان دونوں قتلوں میں قصاص نہیں۔ اس حدیث کی بنی پر بعض لوگوں نے گناہ کبیزہ کرنے والے کو کافر مانا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ کافر تو نہیں مگر موسن بھی نہیں بلکہ نا حق ہے یعنی نہ موسن نہ کافر، بعض نے فرمایا کہ وہ ہے تو موسن مگر دوزخ میں ہمیشہ رہے گا، مگر نہ ہب اہل سنت یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے والا موسن ہی ہے اور اس کی تمحیات ضروری ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو نا حق قتل کرے قتل کو حلال جان کریا اس لیے قتل کرنے کے وہ موسن کیوں ہوا وہ دوزخی دائی ہے لا حق بخشش نہیں کہ اب یہ قاتل کافر ہو گیا اور کافر کی بخشش نہیں، یا یہ فرمان ذرا نے دھکانے کے لیے ہے کہ یہ جرم اسی لا حق تھا کہ اس کا مرتكب ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے اور اس کا گناہ بخشانہ جاتا اگر یہ توجیہیں نہ کی جائیں تو یہ حدیث بہت آیات و احادیث کے خلاف ہو گی۔ حضور فرماتے ہیں میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لیے بھی ہو گی، رب تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ شرک نہ بخشے گا اس کے سواء جسے چاہے گا بخش دے گا۔

(مراۃ المناجح شرح مشکلاۃ المصائب، ج ۵، ص ۳۸۱)

حدیث ۲۱: امام ترمذی نے غفر و بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ناقن جان بوجہ کر قتل کیا وہ اولیائے مقتول کو دے دیا جائے گا پس وہ اگر چاہیں قتل کریں اور اگر چاہیں دیت لیں۔ (21)

حدیث ۲۲: دارمی ابن شریع خرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سن ہے کہ جو اس بات کے ساتھ بہتلا ہو کہ اس کے یہاں کوئی قتل ہو گیا یا زخمی ہو گیا تو تمین چیز میں سے ایک اختیار کرے۔ اگر چوتھی چیز کا ارادہ کرے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو (یعنی روک دو) یہ اختیار ہے کہ قصاص لے یا معاف کرے یا دیت لے پھر ان تینوں باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے بعد اگر کوئی زیادتی کرے تو اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ (22)

(21) جامع الترمذی، کتاب الدیات، باب ما جاءی فی الدین کم حی من الاعلیٰ، الحدیث: ۳۹۲، ج ۳، ص ۹۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ دیلوں سے مراد وارث قرابت دار ہیں جو دیت لے سکتے ہیں۔

۲۔ حقہ وہ اوثنی ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو جائے۔ جز عدوہ اوثنی جو پانچویں سال میں قدم رکھ لے۔ خلفہ حاملہ اوثنی جو اپنے پیچھے بچے چھوڑنے والی ہو، یہ کل سوادنٹیاں ہوں گیں بمقابلہ اونٹ کے اوثنی زیادہ قیمتی ہوتی ہے وہ ہمی دیت میں دی جائے گی۔

۳۔ یعنی اگر اس دیت کے علاوہ کسی اور شے میں دونوں فریق کی صلح ہو جائے تو وہ دی جائے، یہ دیت ہر قاتل سے لی جائے گی خواہ باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے یا مولے اپنے غلام کو، باپ اور مولے پر قصاص نہیں دیت ہے (مراة المناجح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۸۶)

(22) سنن الدارمی، کتاب الدیات، باب الدین فی قتل العمد، الحدیث: ۲۳۵۱، ج ۲، ص ۷۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام خویلہ ابن عربہ کمی عدوی خرازی ہے، فتح مکہ کے دن ایمان لائے، اپنی کنیت میں مشہور ہوئے۔ (مرقات)

۲۔ عمدًا قتل و زخم مراد ہے کیونکہ خطاء قتل و زخم میں تصاص نہیں ہوتا، قتل کی صورت میں تو ولی مقتول کو اختیار ہے اور زخم کی صورت میں خود مجروح کو اختیار ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

۳۔ مثلاً تصاص بھی لے اور دیت بھی چاہے یا معاف بھی لے، یہ اجتماع چوتھی صورت ہے یا مثلاً ظالم نے اس کی انگلی کاٹی چی یہ مجروح اس کا پورا ہاتھ کاٹا چاہے۔

۴۔ کس زخم کی کتنی دیت ہے اس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

۵۔ کہ معاف کر کچنے کے بعد تصاص یا دیت لے لے یا دیت کے بعد تصاص یا تصاص کے بعد دیت لے لے۔

۶۔ اگر اس نے یہ ظلم حلال سمجھ کر کیا تو اس کا دوزخ میں ہمیشہ ابد الابد تک رہنا ظاہر ہے اور اگر حرام جان کر کیا تو یہاں خلو دے۔

حدیث ۲۳: ابو داود جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ میں اس کو معاف نہیں کروں گا جس نے دیت لینے کے بعد قتل کیا۔ (23)

حدیث ۲۴: امام ترمذی وابن ماجہ نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنائے کہ جس کے جسم میں کوئی زخم لگ جائے پھر وہ اس کا صدقہ کر دے (معاف کر دے) تو اللہ (عزوجل) اس کا ایک درجہ بڑھاتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے۔ (24)

حدیث ۲۵: امام بخاری اپنی صحیح میں عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے نزدیک بڑا ہے؟ فرمایا کہ اللہ (عزوجل) کا کوئی شریک بتائے، حالانکہ اللہ (عزوجل) ہی نے تم کو پیدا کیا۔ عرض کی پھر کون سا گناہ؟ فرمایا: پھر یہ کہ اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کر دکہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔ کہا۔ پھر کون؟ ارشاد فرمایا: پھر یہ کہ اپنے پڑوی کی بیوی سے زنا کرو۔ پس اللہ (عزوجل) نے اس کی تصدیق نازل فرمائی:

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا أَخْرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزِنُونَ وَمَنْ يَفْعُلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَاماً ﴿٦٨﴾ (25) يُضَعِّفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَ يَخْلُدُ فِيهِ مُهَاجِنًا ﴿٦٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سِيَّا تِهْمَ حَسَنَتْ وَ كَانَ اللَّهُ غَفُورًا

مراد بہت عرصہ تک دوزخ میں رہنا ہے کیونکہ دوزخ کی بھی صرف کفار کے لیے ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۸۸)

(23) سنن ابی داود، کتاب الدیات، باب من يقتل بعدأخذ الدیة، الحدیث: ۷، ۲۵۰۷، ج ۲، ص ۲۲۹۔

حکیم الامت کے مدینی پھول

ا۔ یعنی جو لوگ مقتول قاتل سے دیت لے لے پھر اسے قتل بھی کر دے تو اسے معاف نہ کیا جائے گا۔ (لا یعنی) یا اسے میں نہ معاف کروں گا (لا اغفی)۔ اس حدیث کی بناء پر بعض علماء نے فرمایا کہ ایسے ولی کو جو دیت لے کر بھی قاتل کو قتل کر دے قتل کیا جائے گا مگر مذہب جمہور یہ ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے گا بلکہ کوئی اور سزا دی جائے گی اسے لا اغفی باب انعام کا ماضی مجھوں بھی پڑھا گیا ہے جملہ بدعا یعنی اللہ کرے اس کو معاف نہ کیا جائے، غرض کہ جمہور علماء کے نزدیک اس معاف نہ فرمانے سے مراد قتل کر دینا ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۹۰)

(24) جامع الترمذی، کتاب الدیات، باب ما جاء فی الْعَفْو، الحدیث: ۱۳۹۸، ج ۲، ص ۹۷۔

(25) صحیح البخاری، کتاب الدیات باب قول اللہ تعالیٰ (وَمَنْ يَقْتُلْ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا... إِنَّمَا)، الحدیث: ۶۸۶۱، ج ۲، ص ۳۵۶۔

(زوجیا، ۲۰) (۲۶) (پ ۱۹، ع ۲)

اور وہ جو اللہ (عز وجل) کے ساتھ کسی اور کوئی پوجتے اور اس جان کو جسے اللہ (عز وجل) نے حرام کیا نا حق قتل نہیں کرتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، اس کے لیے چند روز چند عذاب کیا جائے گا قیامت کے دن۔ اور وہ اس میں مدتیں ذلت کے ساتھ رہے گا، مگر جو توبہ کر لے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے۔ اللہ (عز وجل) ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ (عز وجل) مغفرت والا رحم والا ہے۔

حدیث ۲۶: امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ان نقبا (قوم کے سرداروں) سے ہوں جنہوں نے (اللیلة العقبہ) (27) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ اللہ (عز وجل) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور زنا نہ کریں گے اور چوری نہ کریں گے اور ایسی جان کو قتل نہ کریں گے جس کو اللہ (عز وجل) نے حرام فرمایا اور لوث نہ کریں گے اور خدا (تعالیٰ) کی نافرمانی نہ کریں گے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم کو جنت دی جائے گی اور اگر ان میں سے کوئی کام ہم نے کیا تو اس کا فیصلہ اللہ (عز وجل) کی طرف ہے۔ (28)

حدیث ۲۷: امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ (عز وجل) کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ مبغوض تین شخص ہیں۔ ۱۔ حرم میں الحاد کرنے والا اور ۲۔ اسلام میں طریقہ جاہلیت کا طلب کرنے والا اور ۳۔ کسی مسلمان شخص کا نا حق خون طلب کرنے والا تاکہ اسے بہائے۔ (29)

حدیث ۲۸: امام ابو جعفر طحاوی نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قصاص میں قتل تواریخی سے ہوگا۔ (30)



(26) پ ۱۹، الفرقان: ۲۸۔ ۲۰۔

(27) عقبہ سے مراد وہ مقام ہے جو منی کے اطراف میں واقع ہے، اس مقام پر رات کے وقت چند انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی جن میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

(28) صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ (ومن احیاها)، الحدیث: ۲۸۷۳، ج ۲، ص ۳۵۹۔

(29) صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب من طلب دم را مرید بخیر حق، الحدیث: ۲۸۸۲، ج ۳، ص ۳۶۲۔

(30) شرح معانی الآثار، کتاب الجوابات، باب الرجل یقتل رجلاً کیف یقتل؟، الحدیث: ۲۹۱۷، ج ۳، ص ۸۱۔

مسائل فقهیہ

یہاں جنایت سے مراد وہ فعل ہے جس سے جان یا اعضاء کو نقصان پہنچایا جائے اس کے احکام کا تعلق حکومت سے ہے کہ وہی ان کا نفاذ کرتی ہے یہاں نہ اسلامی حکومت ہے نہ شریعت کے مطابق احکام جاری ہیں لہذا اس کے مسائل بیان کرنے کی چند اس حاجت نہ تھی مگر پھر بھی مسلمانوں کو شرعی احکام معلوم کرنا بے سود نہیں ہے اس لحاظ سے کچھ مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱: قتل ناجی کی پانچ صورتیں ہیں۔ (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطأ (۴) قائم مقام خطأ (۵) قتل بالسبب۔ قتل عمد یہ ہے کہ کسی دھاردار آلبے سے قصد اقتل کرے۔ آگ سے جلا دینا بھی قتل عمد ہی ہے۔ دھاردار آلہ مثلاً تکوار، چھری یا لکڑی اور بانس کی چھٹی (بانس کا چڑا ہوا لکڑا) میں دھارنکال کر قتل کیا یا دھاردار پتھر سے قتل کیا، لوہے اور بتانا، پتیل وغیرہ کی کسی چیز سے قتل کریگا، اگر اس سے جرح یعنی زخم ہوا تو قتل عمد ہے، مثلاً چھری، خجرا، تیر، نیزہ، بلسم (بھالا) وغیرہ کہ یہ سب آلہ جارحہ ہیں۔ (یعنی زخمی کرنے والے آلبے ہیں) گولی اور چھرے سے قتل ہوا، یہ بھی اسی میں داخل ہے۔ (۱)

مسئلہ ۲: قتل عمد کا حکم یہ ہے کہ ایسا شخص نہایت سخت گنہگار ہے۔ کفر کے بعد تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ (۲)

(۱) الحدایۃ کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۳۲۲۔ والدر المختار، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۵۵-۱۵۷۔

(۲) قتل حرام

رحمت الہی سے مایوس:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سپد عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ فاطمہ وعلیم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مومن کو قتل کرنے پر مدد کی اگرچہ آدمی بات سے، وہ اللہ عز وجلش سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا: ایسُ قَنْزُ حَمَّةُ اللَّهِ یعنی اللہ عز وجلش کی رحمت سے مایوس۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب المدیات، باب التخلیظ فی قتل المُسْلِم ظُلْمًا، الحدیث: ۲۶۲۰، ص ۲۶۲)

قتل ناجی کی خوست:

حضور رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ فاطمہ وعلیم کا فرمان عالیستان ہے: ”تم میں سے کوئی ایسی جگہ ہرگز نکرانہ ہو جہاں کسی

قرآن مجید میں فرمایا:

(وَمَن يَقْتُل مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجزاؤه جَهَنَّمُ حَالِدًا فِيهَا) (۳) (پ ۵، ع ۱۰)

فhus کو ظلم اُقتل کیا جا رہا ہو کیونکہ وہاں موجود لوگوں پر بھی لعنت اُترتی ہے جبکہ وہ مقتول کا دفاع نہ کر سکیں۔“

(المجمع الكبير، الحدیث: ۱۷۲۵، ج ۱۱، ص ۲۰۸)

حضرور نبی مسیح موعظہ مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ”جس نے کسی مسلمان کی پیشہ پر ناقص رخصم لگایا وہ اللہ عز وجل نے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہو گا۔“ (المجمع الكبير، الحدیث: ۵۳۶، ج ۸، ص ۱۱۶)

رسول اکرم، شاونبی آدم مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ”مومن کی پیشہ محفوظ ہے سوائے حق کے (یعنی اسے جرم پر مسلکی ہے)۔“ (المجمع الكبير، الحدیث: ۷۶۳، ج ۷، ص ۱۸۰)

حضرور نبی رحمت، فضیلی امت مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ”تم میں سے کوئی قتل ہونے والے کے پاس موجود نہ رہے، شاید اور مظلوم ہو اور اس پر بھی غصب نازل ہو جائے۔“

(المسندة للإمام احمد بن حنبل، حدیث خرش بن الحارث، الحدیث: ۱۷۵۳، ج ۱، ص ۲۷۱ بغير)

حضرور نبی میریم، زادہ وف و حیم مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: ”تم میں سے کوئی قتل ہونے والے کے پاس حاضر نہ ہو قریب ہے کہ وہ مظلوم ہو اور ان (قتل کرنے والوں) پر غصب نازل ہو اور یہ بھی اس کی زد میں آجائے۔“

(المجمع الكبير، الحدیث: ۱۸۱، ج ۳، ص ۲۱۹، بغير قليل)

(3) پ ۵، النساء: ۹۳.

اس آیت کے تحت مفسر شہر مولا ناسید محمد فیض الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان کو عدم قتل کرنا سخت گناہ اور اشد کبیرہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ دنیا کا ہاک ہونا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل ہونے سے ہلاکا ہے پھر یہ قتل اگر ایمان کی عداوت سے ہو یا قاتل اس قتل کو حلال جانتا ہو تو یہ کفر بھی ہے

فائدہ: خلود مدت دراز کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور قاتل اگر صرف دنیوی عداوت سے مسلمان کو قتل کرے اور اس کے قتل کو مباح نہ جانے جب بھی اس کی جز امدت دراز کے لئے جہنم ہے۔

فائدہ: خلود کا لفظ مدت طویل کے معنی میں ہوتا ہے تو قرآن کریم میں اس کے ساتھ لفظ ابد نہ کوئی نہیں ہوتا اور کفار کے حق میں خلود بمعنی دوام آیا ہے تو اس کے ساتھ ابد بھی ذکر فرمایا گیا ہے

یہ آیت مُقْتَسِس بن خبابہ کے حق میں نازل ہوئی اس کے بھائی قبیله بنی نجار میں مقتول پائے گئے تھے اور قاتل معلوم نہ تھا، بنی نجار نے بھکم رسول اللہ مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیت ادا کروی اس کے بعد مُقْتَسِس نے باغوائے شیطان ایک مسلمان کو بے خبری میں قتل کر دیا اور سے

جو کسی مومن کو قصد اُقتل کرے اس کی سزا جہنم میں مدتیں رہتا ہے۔ ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں اس کے متعلق صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) میں اختلاف ہے جیسا کہ کتب حدیث میں یہ بات مذکور ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسے قاتل کی بھی مغفرت ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو بخش دے (4) جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا: (إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشَرِّكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنِ يَشَاءُ) (5) (پ ۵، ع ۲)

دیت کے اوت لے کر مکہ کو چلتا ہو گیا اور مرتد ہو گیا یہ اسلام میں پہلا شخص ہے جو مرتد ہوا۔

(4) الدر المختار و الدھار، کتاب البخاریات، ج ۱۰، ص ۱۵۸۔

سیدنا و حشی اور ان کے دوستوں کا قبول اسلام:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مردی ہے، اللہ کے محبوب، داناۓ غیوب، منزہ معنِ الکبیر عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حشی کی طرف ایک قاصد بھیجا جو اس کو اسلام کی دعوت دے۔ جب حشی کو پیغام ملا تو اس نے عرض کی: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! آپ کیسے مجھے دعوت اسلام دے رہے ہیں؟ حالانکہ آپ تو فرماتے ہیں کہ جس نے کسی جان کو قتل کیا یا شریک نہ ہرا یا زنا کیا قیامت کے دن اس کے لئے عذاب دیکھنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔ میں نے تو یہ سب کام کئے ہیں، کیا میرے لئے کوئی رخصت ہے؟ تو اللہ عز وجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: إِلَّا مَنْ قَاتَلَ فَأَمْنَ وَعْدَنَا صَالِحًا تَرْجِمَةً كنز الایمان: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے۔ (پ ۱۹، الفرقان: ۷۰)

حضور بنی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بذریعہ قاصد یہ آیت مبارکہ و حشی اور اس کے دوستوں کی طرف بھیجی تو اس نے عرض کی: یہ شرط توبہ سخت ہے، ممکن ہے میں اس پر عمل نہ کر سکوں، کیا اس کے علاوہ (کوئی رخصت) ہے؟ تو اللہ عز وجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشَرِّكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنِ يَشَاءُ ترجمہ کنز الایمان: یہ بھی اللہ سے نہیں بختنا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہئے معاف فرمادیتا ہے۔ (۱) (پ ۵، النساء: ۲۸) یہ آیت مبارکہ جب و حشی کی جانب بھیجی گئی تو اس نے پھر کہا: ابھی یہ شبہ باقی ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ میری مغفرت بھی ہو گی یا نہیں؟ کیا اس کے علاوہ (کوئی رخصت) ہے؟ تو اللہ عز وجل نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: قُلْ لِيَعْبَادُوا إِلَّا دِينَ أَشَرَّ فُوْا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَفْنِطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللَّهِ وَإِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ بِجُوَيْعَلَانَهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّؤْحِيمُ (۲۵) یہ آیت و حشی اور اس کے دوستوں کی طرف بھیجی گئی تو وحشی نے کہا: ہاں! یہ (ہماری بخشش کی گارٹی) ہے۔ چنانچہ، وہ اور اس کے دوست حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: یا رسول اللہ عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ حکم خاص ان لوگوں کے لئے ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے؟ ارشاد فرمایا: یہ تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔ (المجمع الکبیر، الحدیث ۱۱۳۸۰، ج ۱۱، ص ۷۱۵)

بے شک اللہ (عز وجل) شرک یعنی کفر کو تو نہیں بخشنے گا۔ اس سے نیچے جتنے گناہ ہیں جس کے لئے چاہے گا مغفرت فرمادے گا۔

اور پہلی آیت کا یہ مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ مومن کو جو بھیثیت مومن قتل کریگا یا اس کے قتل کو حلال سمجھنے گا وہ بے شک ہمیشہ جہنم میں رہے گا یا خلوٰد سے مراد بہت دنوں تک رہتا ہے۔

مسئلہ ۳: قتل عمد کی سزادنیا میں فقط قصاص ہے یعنی یہی معین ہے۔ ہاں اگر اولیائے مقتول معاف کر دیں یا قاتل سے مال لے کر مصالحت کر لیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے مگر بغیر مرضی قاتل اگر مال لینا چاہیں تو نہیں ہو سکتا۔ یعنی قاتل اگر قصاص کو کہے تو اولیائے مقتول اس سے مال نہیں لے سکتے۔ مال پر مصالحت کی صورت میں دیت کی برابر یا کم یا زیادہ تینوں صورتوں جائز ہیں۔ یعنی مال لینے کی صورت میں یہ ضرور نہیں کہ دیت سے زیادہ نہ ہو اور جس مال پر صلح ہوئی وہ دیت کی قسم سے ہو یا دوسرا جنس سے ہو دو دنوں صورتوں میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ (6)

مسئلہ ۴: قتل عمد میں قاتل کے ذمے کفارہ واجب نہیں۔ (7)

مسئلہ ۵: اولیائے مقتول نے اگر نصف قصاص معاف کر دیا تو کل ہی معاف ہو گیا یعنی اس میں تجزی نہیں ہو سکتی، اب اگر یہ چاہیں کہ باقی نصف کے مقابل میں مال لیں، نہیں ہو سکتا۔ (8)

مسئلہ ۶: قتل کی دوسری قسم شبہ عمد ہے۔ وہ یہ کہ قصد اقتل کرنے مگر اسلوٹ سے یا جو چیزیں اسلوٹ کے قائم مقام ہوں ان سے قتل نہ کرے مثلاً کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مارڈا ایسے شبہ عمد ہے اس صورت میں بھی قاتل گنہگار ہے اور اس پر کفارہ واجب ہے اور قاتل کے عصبه پر دیت مغلظہ واجب جو تین سال میں ادا کریں گے۔ دیت کی مقدار کیا ہوگی اس کو آئندہ ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔ (9)

مسئلہ ۷: شبہ عمد مارڈا لئے ہی کی صورت میں ہے۔ اور اگر وہ جان سے نہیں مارا گیا بلکہ اس کا کوئی عضو تو لف ہو گیا مثلاً لاٹھی سے مارا اور اس کا ہاتھ یا انگلی ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئی تو اس کو شبہ عمد نہیں کہیں گے بلکہ یہ عمد ہے اور اس صورت میں قصاص ہے۔ (10)

(6) الدر المختار، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۵۸۔

(7) کنز الدقائق، کتاب الجنایات، ص ۳۲۸۔

(8) حاشیۃ الشیعی علی تبیین الحقائق، کتاب الجنایات، ج ۷، ص ۲۱۲۔

(9) الحدایۃ، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۳۳۳۔

(10) الدر المختار، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۱۔

عصبہ پر دیت اور قاتل میراث سے محروم ہو گا اور اس میں بھی قتل کرنے کا گناہ نہیں، مگر یہ گناہ ہے کہ ایسی بے احتیاطی کی جس سے ایک انسان کی جان ضائع ہوئی۔ (17)

مسئلہ ۱۳: پانچویں قسم قتل بالسبب، جیسے کسی شخص نے دوسری کی ملک میں کوآں کھودا یا پتھر رکھ دیا یا راستہ میں لکڑی رکھ دی اور کوئی شخص کو سیس میں گر کر یا پتھر اور لکڑی سے ٹھوکر کھا کر مر گیا۔ اس قتل کا سبب وہ شخص ہے جس نے کوآں کھودا تھا اور پتھر وغیرہ رکھ دیا تھا۔ اس صورت میں اس کے عصبہ کے ذمے دیت ہے۔ قاتل پر نہ کفارہ ہے نہ قتل کا گناہ، اس کا گناہ ضرور ہے کہ پرالیٰ ملک میں کوآں کھودا، یا وہاں پتھر رکھ دیا۔ (18)



مسئلہ ۸: تیری قسم قتل خطا ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس کے گمان میں غلطی ہوئی، مثلاً اس کو شکار بھج کر قتل کیا اور شکار نہ تھا بلکہ انسان ہے یا حربی یا مرتد سمجھ کر قتل کیا حالانکہ کہ وہ مسلم تھا وسری صورت یہ ہے کہ اس کے فعل میں غلطی ہوئی مثلاً شکار پر یا چاند ماری (۱۱) پر گولی چلانی اور لگ گئی آدمی کو کہ یہاں انسان کو شکار نہیں سمجھا بلکہ شکار ہی کو شکار سمجھا اور شکار ہی پر گولی چلانی مگر ہاتھ بہک گیا۔ (یعنی ادھر ادھر مزگیا) گولی شکار کو نہیں لگی آدمی پوچھی۔ اسی کی یہ صورتیں بھی ہیں۔ نشانہ پر گولی لگ کر لوٹ آئی اور کسی آدمی کو لگی یا نشانہ سے پار ہو کر کسی آدمی کو لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا دوسرے کو لگی یا ایک شخص کے ہاتھ میں مارنا چاہتا تھا دوسرے کی گردن میں لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا مگر گولی دیوار پر لگی پھر پا کھا کر لوٹی اور اس شخص کو لگی یا اس کے ہاتھ سے لکڑی یا ایسٹ چھوٹ کر کسی آدمی پر گری اور مر گیا یہ سب صورتیں قتل خطا کی ہیں۔ (۱۲)

مسئلہ ۹: قتل خطا کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبه پر دیت واجب جو تین سال میں ادا کی جائے گی۔ قتل خطا کی دونوں صورتوں میں اس کے ذمہ قتل کا گناہ نہیں۔ یہ تو ضرور گناہ ہے کہ ایسے آلہ کے استعمال میں اس بنے بے احتیاطی برتنی، شریعت کا حکم ہے کہ ایسے موقعوں پر احتیاط سے کام لینا چاہے۔ (۱۳)

مسئلہ ۱۰: مقتول کے جسم کے جس حصہ پر وار کرنا چاہتا تھا وہاں نہیں لگا۔ دوسری جگہ لگایے خطا نہیں ہے بلکہ عمدہ ہے اور اس میں قصاص واجب ہے۔ (۱۴)

مسئلہ ۱۱: قتل کی ان تینوں قسموں میں قاتل میراث سے محروم ہوتا ہے یعنی اگر کسی نے اپنے مورث کو قتل کیا تو اس کا ترکہ اس کو نہیں ملے گا (۱۵) بشرطیکہ جس سے قتل ہوا وہ مکلف (یعنی عاقل، بالغ ہو) ہو اور اگر بخون یا بچہ ہے تو میراث سے محروم نہیں۔ (۱۶)

مسئلہ ۱۲: چوتھی قسم قائم مقام خطا یہ ہے کوئی شخص سوتے میں کسی پر گر پڑا اور یہ مر گیا اسی طرح چھت سے کسی انسان پر گرا اور مر گیا قاتل کی اس صورت میں بھی وہی احکام ہیں جو خطا میں ہیں یعنی قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے

(۱۱) نشانہ، وہ جگہ جس پر نشانہ بازی کرتے ہیں۔

(۱۲) الدر المختار، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳۔

(۱۳) الحدایۃ، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۲۲۳۔

(۱۴) المرجع السابق۔

(۱۵) الحدایۃ، کتاب الجنایات، ج ۲، ص ۲۲۳۔

(۱۶) الدر المختار، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۶۳۔

کہاں قصاص واجب ہوتا ہے کہاں نہیں

مسئلہ ۱: قتل بعد میں قصاص واجب ہوتا ہے کہ ایسے کو قتل کیا جس کے خون کی محافظت ہمیشہ کے لیے ہو۔ جیسے مسلم یا ذمی کے اسلام نے ان کی محافظت کا حکم دیا ہے۔ بشرطیکہ قاتل ملکف ہو، یعنی عاقل بالغ ہو۔ مجنون یا نابالغ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ اگر قتل کے وقت عاقل تھا اور بعد میں مجنون ہو گیا۔ اگر قتل کے لیے ابھی تک حوالہ نہیں کیا گیا ہے۔ قصاص ساقط ہو جائے گا اور اگر قصاص کا حکم ہو چکا اور قتل کرنے کے لیے دیا جا چکا ہے اس کے بعد مجنون ہوا تو قصاص ساقط نہیں ہو گا اور ان صورتوں میں بجائے قصاص اس پر دیت واجب ہو گی۔ (۱)

مسئلہ ۲: جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہے اور کبھی ہوش میں آ جاتا ہے۔ اس نے اگر حالات افاقت میں کسی کو قتل کیا ہے تو اس کے بد لے میں قتل کیا جائے گا۔ ہاں اگر قتل کے بعد اسے جنون مطہر ہو گیا تو قصاص ساقط ہو گیا اور جنون مطہر نہیں ہے تو قتل کیا جائے گا۔ (۲)

مسئلہ ۳: قصاص کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ قاتل و مقتول کے ماہین شہر نہ پایا جاتا ہو۔ مثلاً باپ بیٹا، آقا و غلام کہ یہاں قصاص نہیں اور اگر مقتول نے قاتل کو کہہ دیا کہ مجھے قتل کر ڈال، اس نے قتل کر دیا اس میں بھی قصاص واجب نہیں۔ (۳)

مسئلہ ۴: آزاد کو آزاد کے بد لے میں اور غلام کو غلام کے بد لے میں اور آزاد کے بد لے میں قتل کیا جائے گا اور غلام کو غلام کے بد لے میں قتل کیا جائے گا۔ مرد کو عورت کے بد لے میں اور عورت کو مرد کے بد لے میں قتل کیا جائے گا۔ مسلم کو ذمی کے بد لے میں قتل کیا جائے گا۔ حرbi یا متسامن کے بد لے میں نہ مسلم سے قصاص لیا جائے گا نہ ذمی سے، اسی طرح متسامن سے متسامن کے مقابل میں قصاص نہیں۔ ذمی نے ذمی کو قتل کیا، قصاص لیا جائے گا اور قتل کے بعد قاتل مسلمان ہو گیا جب بھی قصاص ہے۔ (۴)

مسئلہ ۵: مسلم نے مرتد یا مرتدہ کو قتل کیا اس صورت میں قصاص نہیں۔ دو مسلمان دارالحرب میں امان لے کر گئے

(۱) الدر الخوار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۱۶۳۔

(۲) الدر الخوار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۱۶۵۔

(۳) المرجع السابق۔

(۴) الفتاوی الحنبیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی فیمن یقتل قصاصا... الخ، ج ۲، ص ۳۔

اور ایک نے دوسرے کو دہیں قتل کر دیا قصاص نہیں۔ (5)

مسئلہ ۶: عاقل سے مجنون کے بد لے میں اور بالغ سے نابالغ کے بد لے میں اور انگھیارے سے اندھے کے بد لے میں اور ہاتھ پاؤں والے سے لنجھے (لنگڑا لولا) یا جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں اس کے بد لے میں، تدرست سے بیمار کے بد لے میں اور مرد سے عورت کے بد لے میں قصاص لیا جائے گا۔ (6)

مسئلہ ۷: اصول نے فروع کو قتل کیا مثلاً باپ مان، دادا دادی، نانا نانی نے بیٹے یا بوئے یا نواسہ کو قتل کیا اس میں قصاص نہیں بلکہ خود اس قاتل سے دیت دلوائی جائے گی بلکہ باپ کے ساتھ اگر بیٹے کے قتل میں کوئی اجنبی بھی شریک تھا تو اس اجنبی سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اس سے بھی دیت ہی لی جائے گی۔ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ دو شخصوں نے مل کر اگر کسی کو قتل کیا اور ان میں ایک وہ ہے کہ اگر وہ تنہا کرتا تو قصاص واجب ہوتا اور دوسرا وہ ہے کہ تنہا قتل کرتا تو اس پر قصاص واجب نہیں ہوتا تو اس پہلے سے بھی قصاص نہیں، مثلاً اجنبی اور باپ دونوں نے قتل کیا یا ایک نے قصد اقتيل کیا اور دوسرے نے خطا کے طور پر۔ ایک نے توار سے قتل کیا، دوسرے نے لاثی سے، ان سب صورتوں میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت واجب ہے۔ (7)

مسئلہ ۸: مولے انے اپنے غلام کو قتل کیا اس میں قصاص نہیں۔ اسی طرح اپنے مدبر یا مکاتب یا اپنی اولاد کے غلام کو قتل کیا یا اس غلام کو قتل کیا جس کے کسی حصہ کا قاتل مالک ہے۔ (8)

مسئلہ ۹: قتل سے قصاص واجب تھا مگر اس کا وارث ایسا شخص ہوا کہ وہ قصاص نہیں لے سکتا تو قصاص ساقط ہو گیا مثلاً وہ قاتل اس وارث کے اصول میں نے ہے تو اب قصاص نہیں ہو سکتا۔ جیسے ایک شخص نے اپنے بخسر کو قتل کیا اور اس کی وارث صرف اس کی لڑکی ہے یعنی قاتل کی بیوی۔ پھر یہ عورت مر گئی اور اس کا لڑکا وارث ہوا جو اسی شوہر سے ہے تو قصاص کی صورت میں بیٹے کا باپ سے قصاص لینا لازم آتا ہے، لہذا قصاص ساقط ہے۔ (9)

مسئلہ ۱۰: مسلم نے اگر مسلم کو مشرک سمجھ کر قتل کیا، مثلاً جہاد میں ایک مسلم کو کافر سمجھا اور مارڈا، اس صورت میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت وکفارہ ہے کہ یہ قتل عدم نہیں بلکہ قتل خطاب ہے اور اگر مسلم صرف کفار میں تھا اور کسی مسلم نے قتل کر

(5) المرجع سابق۔

(6) الدر المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود...، ج ۱۰، ص ۱۶۸۔

والفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني فیمن یقتل قاصداً...، ج ۲۲، ص ۳۔

(7) الدر المختار و رواجعه، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود...، ج ۱۰، ص ۱۶۹، ۱۷۰۔

(8) الدر المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود...، ج ۱۰، ص ۱۶۹۔

ڈالا تو دیت و کفارہ بھی نہیں۔ (10)

مسئلہ ۱۰: جن اگر ایسی شکل میں آیا جس کا قتل جائز ہے۔ مثلاً سانپ کی شکل میں آیا تو اس کے قتل میں کوئی مواخذہ نہیں۔ (11)

مسئلہ ۱۲: قصاص میں جس کو قتل کیا جائے تو یہ ضرور ہے کہ تواریخی سے قتل کیا جائے اگرچہ قاتل نے اسے تواریخ سے قتل نہ کیا ہو بلکہ کسی اور طرح سے مارڈالا ہو جس سے قصاص واجب ہوتا ہو۔ خبری انگریزہ سے یا کسی دوسرے اسلوب سے قتل کرنا بھی تواریخی کے حکم میں ہے۔ لہذا اگر اسلوب کے سوا کسی اور طرح سے قصاص میں قتل کیا، مثلاً کوئی میں میں گرا کر مارڈالا یا پھر سے قتل کیا تو ایسا کرنے سے تعزیر کا مستحق ہے۔ (12)

مسئلہ ۱۳: کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور وہ مر گیا تو قاتل کی گردن تواریخ سے ازادی جائے یہ نہیں کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دیں۔ اسی طرح اگر اس کا سرتوز ڈالا اور مر گیا تو قاتل کی گردن تواریخ سے کاٹ دی جائے۔ (13)

مسئلہ ۱۴: بعض اولیائے مقتول نے قصاص لے لیا تو باقی اولیا اس سے ضمان نہیں لے سکتے۔ (14)

مسئلہ ۱۵: دو شخص ولی مقتول تھے، ان میں سے ایک نے معاف کر دیا اور دوسرے نے قاتل کو قتل کرڈالا، اگر اسے یہ معلوم تھا کہ بعض ولی کے معاف کر دینے سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اگر نہیں معلوم تھا تو اس سے دیت لی جائے گی۔ (15)

مسئلہ ۱۶: مقتول کے بعض اولیا بالغ نہیں اور بعض نابالغ تو قصاص میں یہ انتظار نہیں کیا جائے گا کہ وہ نابالغ بالغ ہو جائیں بلکہ جو ذرثہ بالغ ہیں وہ ابھی قصاص لے سکتے ہیں۔ (16)

مسئلہ ۱۷: قاتل کو کسی اجنبی شخص نے (یعنی اس نے جو مقتول کا ولی نہیں ہے) قتل کرڈالا، اگر اس نے عمدہ قتل کیا

(10) المرجع السابق، ص ۱۷۲۔

(11) الدر المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راجح، ج ۱۰، ص ۳۷۳۔

(12) الحدایۃ، کتاب الجنایات، باب ما یوجب القصاص و مالا یوجبه، ج ۲، ص ۳۲۵۔

والدر المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راجح، ج ۱۰، ص ۳۷۳۔

(13) الفتاوی الاصنفیۃ، کتاب الجنایات، باب الشائی فیمیں یتعمل تصاصاً... راجح، ج ۶، ص ۳۷۳۔

(14) الدر المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راجح، ج ۱۰، ص ۱۷۸۔

(15) المرجع السابق.

(16) الحدایۃ، کتاب الجنایات، باب ما یوجب القصاص و مالا یوجبه، ج ۲، ص ۳۳۶۔

ہے تو اس قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ اور خطا کے طور پر قتل کیا ہے تو اس قاتل کے عصہ سے دیت لی جائے گی، کیونکہ اس اجنبی کے لئے اس کا قتل حلال نہ تھا، اب اگر مقتول اول کا ولی یہ کہتا ہے کہ میں نے اس اجنبی سے قتل کرنے کو کہا تھا لہذا اس سے قصاص نہ لیا جائے تو جب تک گواہ نہ ہوں۔ اس کی بات نہیں مانی جائے گی اور اس اجنبی سے قصاص لیا جائے اور بہر صورت جبکہ قاتل کو اجنبی نے قتل کر دیا تو وہ مقتول کا حق ساقط ہو گیا یعنی قصاص تو ہو، یہ نہیں سکتا کہ قاتل رہا ہی نہیں اور دیت بھی نہیں لی جاسکتی کہ اس کے لیے رضامندی درکار ہے اور وہ پائی نہیں گئی۔ جس طرح قاتل مر جائے تو وہ مقتول کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں۔ (17)

مسئلہ ۱۸: اولیاء مقتول نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ زید نے اسے زخمی کیا اور قتل کیا ہے اور زید نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ خود مقتول نے یہ کہا ہے کہ زید نے نہ مجھے زخمی کیا تھا تو انہیں گواہوں کو ترجیح دی جائے گی۔ (18)

مسئلہ ۱۹: مجروح (زخمی) نے یہ کہا کہ فلاں نے مجھے زخمی نہیں کیا ہے، یہ کہہ کر مر گیا تو اس کے ورثہ اس شخص پر قتل کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ مجروح نے یہ کہا کہ فلاں شخص نے مجھے قتل کیا۔ یہ کہہ کر مر گیا اب اس کے ورثہ دوسرے شخص پر دعوے اکرتے ہیں کہ اس نے قتل کیا ہے۔ یہ دعویٰ مسموع (یعنی قابل سماعت) نہیں ہوگا۔ (19)

مسئلہ ۲۰: جس کو زخمی کیا گیا۔ اس نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا یا اس کے اولیاء نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا یہ معافی جائز ہے۔ یعنی اب قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (20)

مسئلہ ۲۱: کسی کو زہر دے دیا۔ اسے معلوم نہیں اور لا علمی میں کھاپی گیا تو اس صورت میں نہ قصاص ہے نہ دیت، مگر زہر دینے والے کو قید کیا جائے گا اور اس پر تعزیر ہوگی اور اگر خود اس نے اس کے منہ میں زبردستی ڈال دیا یا اس کے ہاتھ میں دیا اور پینے پر مجبور کیا تو دیت واجب ہے۔ (21)

مسئلہ ۲۲: یہ کہا کہ میں نے اپنی بد دعا سے فلاں کو ہلاک کر دیا یا باطنی تیروں سے ہلاک کیا یا سورہ انفال پڑھ کر ہلاک کیا تو اقرار کرنے والے پر قصاص غیرہ لازم نہیں۔ اسی طرح اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے اسماءے قهر

(17) الدر المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۷۷۱۔

(18) الدر المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۷۹۱۔

(19) الدر المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، ج ۱۰، ص ۷۹۱۔

(20) المرجع السابق۔

(21) المرجع السابق، ص ۱۸۰۔

یہ پڑھ کر اسے ہلاک کر دیا، اس کہنے سے بھی کچھ لازم نہیں۔ نظر بد سے ہلاک کرنے کا اقرار کرے اس کے متعلق بھی کچھ منقول نہیں۔ (22)

مسئلہ ۲۳: کسی نے اس کا سرتوزڑا اور خود اس نے بھی اپنا سرتوزڑا اور شیر نے اسے زخمی کیا اور سانپ نے بھی کاٹ کھایا اور یہ مر گیا تو اس شخص پر جس نے سرتوزڑا ہے تھائی دیت (یعنی دیت کا تیرا حصہ) واجب ہوگی۔ (23)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے کئی شخصوں کو قتل کیا اور ان تمام مقتولین کے اولیا نے قصاص کا مطالبہ کیا تو سب کے بدلے میں اس قاتل کو قتل کیا جائے گا اور فقط ایک کے ولی نے مطالبہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو باقیوں کا حق ساقط ہو گیا۔ یعنی اب ان کے مطالبہ پر کوئی مزید کارروائی نہیں ہو سکتی۔ (24)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص کو چند شخصوں نے مل کر قتل کیا تو اس کے بدلے میں یہ سب قتل کئے جائیں گے۔ (25)

مسئلہ ۲۶: ایک سے زیادہ مرتبہ جس نے گلا گھونٹ کر مارڈا اس کو بطور سیاست قتل کیا جائے اور گرفتاری کے بعد اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول نہیں اور اس کا وہی حکم ہے جو جادوگر کا ہے۔ (26)

مسئلہ ۲۷: کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر شیر یا درندے کے سامنے ڈال دیا اس نے مارڈا، ایسے شخص کو سزا دی جائے اور مارا جائے اور قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہیں قید خانہ ہی میں مر جائے اسی طرح اگر ایسے مکان میں کسی کو بند کر دیا جس میں شیر ہے جس نے مارڈا یا اس میں سانپ ہے جس نے کاٹ لیا۔ (27)

مسئلہ ۲۸: بچہ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ یا برف پر ڈال دیا اور وہ مر گیا تو اس کے عصہ سے دیت وصول کی جائے کسی کے ہاتھ، پاؤں باندھ کر دریا میں ڈال دیا اور ڈالتے ہی تہہ شیشیں ہو گیا تو اس کے عصہ سے دیت وصول کی جائے اور اگر کچھ دیر تک تیرتا رہا پھر ڈوب کر مر گیا تو دیت نہیں۔ (28)

مسئلہ ۲۹: گرم تنور میں کسی آدمی کو ڈال دیا اور وہ مر گیا یا آگ میں کسی کو ڈال دیا جس سے نکل نہیں سکتا اور وہ مر گیا تو ان دونوں صورتوں میں قصاص ہے اور اگر آگ میں ڈال کر نکال لیا اور تھوڑی سی زندگی باقی ہے مگر کچھ دونوں بعد

(22) رالخوار، کتاب البجنیات، فصل فیما یوجب القوو... ارج، مبحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۱۔

(23) الفتاوی الحندیہ، کتاب البجنیات، الباب الثاني، فیمن یقتل قصاصا... ارج، ج ۲، ص ۲۔

(24) الفتاوی الحندیہ، کتاب البجنیات، الباب الثاني، فیمن یقتل قصاصا... ارج، ج ۲، ص ۲۔

(25) المرجع السابق، ص ۵۔

(26) الدرالخوار، کتاب البجنیات، فصل فیما یوجب القوو... ارج، ج ۱۰، ص ۱۸۳۔

(27) المرجع السابق۔

(28) المرجع السابق، ص ۱۸۳۔

مر گیا تو قصاص ہے اور اگر چلنے پھرنے لگا پھر مر گیا تو قصاص نہیں۔ (29)

مسئلہ ۳۰: ایک شخص نے دوسرے کا پیٹ پھاڑ دیا کہ آئتیں نکل پڑیں۔ پھر کسی اور نے دوسرے کی گردان اڑا دی تو قاتل یہی ہے جس نے گردان ماری۔ اگر اس نے عمدًا کیا ہے تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہوتا تو دیت واجب ہے اور جس نے پیٹ پھاڑا اس پر تھا کی دیت واجب ہے اور اگر پیٹ اس طرح پھاڑا کہ پیٹ کی جانب زخم نفوذ کر گیا تو دیت کی دو تھائیں۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ پیٹ پھاڑنے کے بعد وہ شخص ایک دن یا کچھ کم زندہ رہ سکتا ہو، اور اگر زندہ نہ رہ سکتا ہو اور مقتول کی طرح تڑپ رہا ہو تو قاتل وہ ہے جس نے پیٹ پھاڑا، اس نے عمدًا کیا ہو تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہوتا تو دیت ہے اور جس نے گردان ماری اس پر تعزیر ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے ایسا زخم کیا کہ امید زیست (یعنی زندگی کی امید) نہ رہی۔ پھر دوسرے نے اسے زخم کیا تو قاتل وہی پہلا شخص ہے۔ اگر دونوں نے ایک ساتھ زخم کیا تو دونوں قاتل ہیں۔ اگرچہ ایک نے دس وار کیے اور دوسرے نے ایک ہی وار کیا ہو۔ (30)

مسئلہ ۳۱: کسی شخص کا گلا کاٹ دیا۔ صرف حلقوم (گلے میں سانس آنے جانے والی رگ) کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اور ابھی جان باقی ہے دوسرے نے اسے قتل کر دالا تو قاتل پہلا شخص ہے دوسرے پر قصاص نہیں کیونکہ اس کا میت میں شمار ہے لہذا اگر مقتول اس حالت میں تھا اور مقتول کا بیٹا مر گیا تو بیٹا وارث ہو گا یہ مقتول اپنے بیٹے کا وارث نہیں ہوگا۔ (31)

مسئلہ ۳۲: جو شخص حالت نزع میں تھا اسے قتل کر دالا اس میں بھی قصاص ہے۔ اگرچہ قاتل کو یہ معلوم ہو کہ اب زندہ نہیں رہے گا۔ (32)

مسئلہ ۳۳: کسی کو عمدًا زخم کیا گیا کہ وہ صاحب فراش ہو گیا (یعنی چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا) اور اسی میں مر گیا تو قصاص لیا جائے گا۔ ہاں اگر کوئی ایسی چیز پائی گئی جس کی وجہ سے یہ کہا گیا ہو کہ اسی زخم سے نہیں مرا ہے تو قصاص نہیں۔ مثلاً کسی دوسرے نے اس مجروح کی گردان کاٹ دی تو اب مر نے کو اس کی طرف نسبت کیا جائے گا وہ شخص اچھا ہو کر مر گیا تو اب یہ نہیں کہا جائے گا کہ اسی زخم سے مرا۔ (33)

(29) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی نیمن یقتل قصاصا... راجع، ج ۲، ص ۵۔

(30) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی نیمن یقتل قصاصا... راجع، ج ۲، ص ۶۔

(31) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی نیمن یقتل قصاصا... راجع، ج ۲، ص ۶۔

(32) الدر المختار در الدختار، کتاب الجنایات، فصل نیما یوجب القود... راجع، بیہقی شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۲۔

(33) الدر المختار، کتاب الجنایات، فصل نیما یوجب القود... راجع، ج ۱۰، ص ۱۸۵۔

مسئلہ ۳۴: جس نے مسلمانوں پر تلوار کھینچی ایسے کو اس حالت میں قتل کر دینا واجب ہے یعنی اس کے شرکو دفع کرنا واجب ہے، اگرچہ اس کے لیے قتل ہی کرنا پڑے اسی طرح اگر ایک شخص پر تلوار کھینچی تو اسے بھی قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہی شخص قتل کرے جس پر تلوار اٹھائی یا دوسرا شخص۔ اسی طرح اگر رات کے وقت شہر میں لاٹھی سے حملہ کیا یا شہر سے باہر دن یا رات کسی وقت میں حملہ کیا اور اس کو کسی نے مارڈا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں۔ (34)

مسئلہ ۳۵: مجنون نے کسی پر تلوار کھینچی اور اس نے مجنون کو قتل کر دیا تو قاتل پر دیت واجب ہے جو خود اپنے مال سے ادا کرے۔ یہی حکم بچپہ کا ہے کہ اس کی بھی دیت دینی ہوگی اور اگر جانور نے حملہ کیا اور جانور کو مارڈا تو اس کی قیمت کا تاو ان دینا ہوگا۔ (35)

مسئلہ ۳۶: جو شخص تلوار مار کر بھاگ گیا کہ اب دوبارہ مارنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ پھر اسے کسی نے مارڈا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ یعنی اسی وقت اس کو قتل کرنا جائز ہے جب وہ حملہ کر رہا ہے یا حملہ کرنا چاہتا ہے بعد میں جائز نہیں۔ (36)

مسئلہ ۳۷: گھر میں چور گھسا اور مال چورا کر لے جانے لگا صاحب خانہ نے پیچھا کیا اور چور کو مارڈا۔ تو قاتل کے ذمہ کچھ نہیں مگر یہ اس وقت ہے کہ معلوم نہ ہو کہ شور کرنے اور چلانے سے مال چھوڑ کر بھاگ جائے گا اور اگر معلوم ہے کہ شور کریگا تو مال چھوڑ کر بھاگ جائے گا تو قتل کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اس وقت قتل کرنے سے قصاص واجب ہوگا۔ (37)

مسئلہ ۳۸: مکان میں چور گھسا اور ابھی مال لے کر نکلا نہیں اس نے شور و غل کیا مگر وہ بھاگ نہیں یا اس کے مکان میں یا دوسرے کے مکان میں نقب لگا رہا ہے (یعنی چوری کے لیے دیوار میں سوراخ کر رہا ہے۔) اور شور کرنے سے بھاگتا نہیں، اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ چور ہونا اس کا معروف مشہور ہو۔ (38)

مسئلہ ۳۹: ولی مقتول نے قاتل کو یا کسی دوسرے کو قصاص ہبہ کر دیا۔ یہ ناجائز ہے۔ یعنی قصاص الیکی چیز نہیں

(34) الحدایۃ، کتاب البخایات، باب ما یوجب القصاص و ما لا یوجب، فصل، ج ۲، ص ۳۲۸۔

(35) المرجع السابق۔

والدر المختار، کتاب البخایات، ج ۱۰، ص ۱۸۸۔

(36) الحدایۃ، کتاب البخایات، باب ما یوجب القصاص و ما لا یوجب، فصل، ج ۲، ص ۳۲۹، ۳۳۸۔

(37) المرجع السابق، ص ۳۲۹۔

(38) الدر المختار و الدلختر، کتاب البخایات، فصل فیما یوجب القوڑ... الخ، بحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۸۹۔

جس کا مالک دوسرا کے کو بنایا جائے اور اس کو ہبہ کرنے سے تھاص ساقط نہیں ہوگا۔ (39)

مسئلہ ۳۰: ولی مقتول نے معاف کر دیا یہ صلح سے افضل ہے اور صلح تھاص سے افضل ہے اور معاف کرنے کی صورت میں قاتل سے دنیا میں مطالبہ نہیں ہو سکتا ہے نہ اب تھاص لیا جاسکتا ہے نہ دیت لی جاسکتی ہے۔ (40) رہا مواخذہ اخروی، (یعنی آخرت کی پکڑ) اُس سے بری نہیں ہوا، کیوں کہ قتل ناحق میں تمیں حق اس کے ساتھ متعلق ہیں۔ ایک حق اللہ، دوسرا حق مقتول، تیسرا حق ولی مقتول، ولی کو اپنا حق معاف کرنے کا اختیار تھا سو اس نے معاف کر دیا مگر حق اللہ اور حق مقتول بدستور باقی ہیں۔ ولی کے معاف کرنے سے وہ معاف نہیں ہوئے۔ (41)

مسئلہ ۳۱: مجروح (زخمی) کا معاف کرنا صحیح ہے یعنی معاف کرنے کے بعد مر گیا تواب ولی کو تھاص لینے کا اختیار نہیں رہا۔ (42)

مسئلہ ۳۲: قاتل کی توبہ صحیح نہیں جب تک وہ اپنے کو تھاص کے لیے پیش نہ کر دے۔ یعنی اولیائے مقتول کو جس طرح ہو سکے راضی کرنے۔ خواہ وہ تھاص لے کر راضی ہوں یا کچھ لے کر مصالحت کریں (صلح کریں) یا بغیر کچھ لیے معاف کر دیں۔ اب وہ دنیا میں بری ہو گیا اور معصیت (گناہ) پر اقدام کرنے کا جرم و ظلم یہ توبہ سے معاف ہو جائے گا۔ (43)



(39) المرجع السابق، ص ۱۹۲.

(40) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، بحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.

(41) ر� المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، بحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.

(42) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، بحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.

(43) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... الخ، بحث شریف، ج ۱۰، ص ۱۹۲.

اطراف میں قصاص کا بیان

مسائل فقهیہ

مسئلہ ۱: اعضا میں قصاص وہیں ہوگا جہاں مماثلت کی رعایت کی جاسکے۔ یعنی جتنا اس نے کیا ہے اتنا ہی کیا جائے۔ یہ احتمال نہ ہو کہ اس سے زیادتی ہو جائے گی۔ (۱)

مسئلہ ۲: ہاتھ کو جوڑ پر سے کاٹ لیا ہے، اس کا قصاص لیا جائے گا، جس جوڑ پر سے کاٹا ہے اس کا بھی ہاتھ کاٹ لیا جائے۔ اس میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کا ہاتھ چھوٹا تھا اور اس کا بڑا ہے کہ ہاتھ ہاتھ دونوں یکساں قرار پائیں گے۔ (۲)

مسئلہ ۳: کلائی یا پنڈلی درمیان میں سے کاٹ دی یعنی جوڑ پر سے نہیں کاٹی بلکہ آدھی یا کم و بیش کاٹ دی اس میں قصاص نہیں کہ یہاں مماثلت (یعنی برابری) ممکن نہیں اس طرح ناک کی ہڈی کل یا اس میں سے کچھ کاٹ دی یہاں بھی قصاص نہیں۔ (۳)

مسئلہ ۴: پاؤں کاٹا یا ناک کا نرم حصہ کاٹا یا کان کاٹ دیا۔ ان میں قصاص ہے اور اگر ناک کے نرم حصہ میں سے کچھ کاٹا ہے تو قصاص واجب نہیں اور ناک کی نوک کاٹی ہے تو اس میں حکومت عدل ہے۔ کامنے والی کی ناک اس کی ناک سے چھوٹی ہے۔ تو جس کی ناک کاٹی ہے اسے اختیار ہے کہ قصاص لے یادیت اور اگر کامنے والے کی ناک میں کوئی خرابی ہے مثلاً وہ اخشم ہے جسے بمحض نہیں ہوتی یا اس کی ناک کچھ کٹی ہوئی ہے یا اور کسی قسم کا نقصان ہے تو اس کو اختیار ہے کہ قصاص لے یادیت۔ (۴)

مسئلہ ۵: کان کامنے میں قصاص اس وقت ہے کہ پورا کاٹ لیا ہو۔ یا اتنا کاٹا ہو جس کی کوئی حد ہو، تاکہ اتنا ہی اس کا کان بھی کاٹا جائے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو قصاص نہیں کہ مماثلت ممکن نہیں۔ کامنے والے کا کان چھوٹا ہے اور اس کا بڑا تھا۔ یا کامنے والے کے کان میں چھید ہے یا یہ پھٹا ہوا ہے اور اس کا کان سالم تھا، تو اسے اختیار ہے کہ

(۱) الدر المختار، کتاب الجنایات، باب القووئیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵۔

(۲) الدر المختار، کتاب الجنایات، باب القووئیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵۔

(۳) الدر المختار و رواجی، کتاب الجنایات، باب القووئیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۵۔

(۴) الدر المختار و رواجی، کتاب الجنایات، باب القووئیمادون النفس، ج ۱۰، ص ۱۹۶، ۱۹۵۔

قصاص لے یادیت۔ (5)

هذا ما تیسری ای الآن و ماتوفیقی إلًا بالله و هُوَ حسپی و نعمَ الْوَکیلِ نعمَ الْمَؤْلَی و نعمَ
الثَّصِیرُ و اللهُ الْمَسْوُلُ آن یکو فقہنی لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَ یَرْزُقُنی حُسْنَ الْخَاتِمَةِ عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنْنَةِ
وَأَكَا الفَقِیرُ الْحَقِیرُ أَبُو الْعَلَمَ حَمَدُ أَمْجَدُ عَلَى الْأَعْظَمِيِّ غُفرَلَهُ وَلِوَالدَّائِیهِ وَأَسَاطِدِهِ وَلِمُعْجِیهِ.



ہماری نئی کتب پروگریم سوسائٹی

امان مسیح الدین ازاد کریم شرف نویں
۱۴۸۶-۱۳۷۲

ابو حمزہ متفقی طافر جناب الخصیف

ٹانے اصرار حسین قادری عطاء دی

دیاض الصالحین

امان مسیح الدین ازاد کریم شرف نویں

سید جوہر غوث انصاری ریش ناصر الدین عطاء

امان مسیح الدین ازاد کریم شرف نویں اشامی

غلام سعید حسینی ریاکوں

شیخ شمس الدین ترمذی

امان مسیح الدین ازاد کریم شرف نویں

ابو حمزہ متفقی طافر جناب الخصیف

دیاض الصالحین

امان مسیح الدین ازاد کریم شرف نویں ناصر الدین عطاء

ام ابراہیم محمد بن حمایل بن جباری

حافظ علی بن ابی حیان

حافظ علی بن ابی حیان

حافظ علی بن ابی حیان

الادب المفرد

حضرت امام ابوحنیفہ

حافظ علی بن ابی حیان

حافظ علی بن ابی حیان

حافظ علی بن ابی حیان

ام ابراہیم محمد بن حمایل بن جباری

حافظ علی بن ابی حیان

حافظ علی بن ابی حیان

حافظ علی بن ابی حیان

صحیح ابن حبان

راوی و اکثر علماء محدثین

ام ابراہیم محمد بن حمایل بن جباری

حافظ علی بن ابی حیان

حافظ علی بن ابی حیان

ام ابراہیم محمد بن حمایل بن جباری

حافظ علی بن ابی حیان

حافظ علی بن ابی حیان

حافظ علی بن ابی حیان

صحیح ابن حنبل

امان مسیح الدین ازاد کریم شرف نویں

ابو حمزہ متفقی طافر جناب الخصیف

غلام سعید حسینی ریاکوں

حافظ علی بن ابی حیان

یوسف نارکھیٹ غزنی سٹریٹ

اوڈوبازار لاہور

فون 042-37124354 گیس 042-37352795

پروگریم سوسائٹی

(خوبی)

شہزادہ

تالیف

العلامة عمر بن احمد الخزروی

مُترجم

شاہ محمد چشتی

لذتِ مطالعہ
کو شہزادہ
042-37352795 042-37124354

فقہ حنفی عالمہ نباز و المکتب



فیضان شریعت
بہار شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد مجید علی^{الشافعی}
الٹیکنیکی سنسنی تحریر نسخہ

شان

علاء الدین محدث محدث محدث محدث

یوسف نارکیٹ ۔ غزنی سڑیٹ
اوڈوبازار ۔ لاہور

فون 042-37352795 042-37124354 فیکس

پروگریم سوپر بکس

جمله حقوق الطبع محفوظ للناشر

جمله حقوق ناشر محفوظ هیں۔

بہار شریعت

منتشر
درالحمد لله علی^{صلی اللہ علیہ وسلم}
الحمد لله علیہ وسلم

شارح

مختصر الدین ناصر الدین



مئی 2017

آر۔ آر پرنز

انفع گرافس

600/-

چوہدری غلام رسول۔ میاں جوادر رسول
میاں شہزاد رسول

= روپے

باراول

پرنز

سرور

تعداد

ناشر

قیمت

ملحق کے

پس فلم بت کر پو

042-37112941
0323-8838776

طبع چیل گیٹھو

فیصل مسجد اسلام آباد 111-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

شروع طبع چیل گیٹھو، دکان نمبر 5-، مکان نیوار دہلی بازار لاہور
0321-4146464 Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239201

پروگریس سویکسٹ
یوسف ناکریٹ ہ خزانہ شریعت
اوڈوبازار دہلی
042-37352795 فون 042-37124354

فہرست

صفحہ

عنوانات

7	پیش لفظ
8	عرض حال
	جنایات کا بیان
15	احادیث
15	حکیم الامت کے مدینی پھول
16	حکیم الامت کے مدینی پھول
17	حکیم الامت کے مدینی پھول
18	حکیم الامت کے مدینی پھول
18	حکیم الامت کے مدینی پھول
19	حکیم الامت کے مدینی پھول
20	حکیم الامت کے مدینی پھول
21	حکیم الامت کے مدینی پھول
22	حکیم الامت کے مدینی پھول
23	حکیم الامت کے مدینی پھول
24	حکیم الامت کے مدینی پھول
25	حکیم الامت کے مدینی پھول
26	حکیم الامت کے مدینی پھول
27	حکیم الامت کے مدینی پھول
30	سائل فقیریہ
34	کہاں قصاص واجب ہوتا ہے کہاں نہیں
42	اطراف میں قصاص کا بیان
45	آنکھ کا بیان
49	کان
50	نک
51	ہونٹ
52	زبان

53	دائن
58	ائکیاں
60	ہاتھ کے سائل
65	سائل متفرق

فصل فی الفعلین

66	شخص واحد میں قتل اور قطع عضو کا اجتماع
69	متفرقات

باب الشهادة على القتل

74	(قتل پر گواہی کا بیان)
81	آخر قتل کا بیان
93	باب اعتبار حالت افسل

كتاب الذيات

102	زبان کی دیت
109	فصل فی الشجاج
109	چہرنے اور سر کے زخموں کا بیان
113	فصل فی الجنین (حمل کا بیان)
119	بچوں سے متعلق جنایات کے احکام
126	دیوار وغیرہ گرنے سے حدایات کا بیان

فصل فی الطريق

142	راستے میں نقصان چیننے کا بیان
158	جنایات بہائم کا بیان
158	جانوروں سے نقصان کا بیان
172	متفرقات

باب القسامۃ

176	قامت واجب ہونے کے لیے چند شرائط ہیں:
187	متفرقات

عاقله کا بیان



قصاص، دیت، ضمان وغیرہ کے مسائل کا بیان

پیش لفظ

یہ بہار شریعت کی کتاب الجتایات کا وہ حصہ ہے جو حضرت استادنا المکرم فقیہ العصر صدر الشریعہ علامہ مولانا مفتی ابوالعلاء محمد امجد علی صاحب رضوی اعظمی قدس سرہ العزیز مکمل نہ کر سکے تھے اور جس کے متعلق مصنف علیہ الرحمۃ نے عرض حال میں تفصیل بیان کی ہے اور بایں الفاظ و صیت فرمائی ہے کہ اس کا آخری حصہ تھوڑا سا باقی رہ گیا ہے جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوتا، اگر توفیق الہی سعادت کرتی اور یہ بقیہ مضامین بھی تحریر میں آجاتے تو فقہ کے جبع ابواب پر یہ کتاب مکمل ہوتی، اور کتاب مکمل ہو جاتی اور اگر میری اولاد یا متلانہ یا علماء اہل سنت میں سے کوئی صاحب اس کا قلیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اس کی تکمیل فرمادیں تو میری عین خوشی ہے۔

الحمد للہ (عزوجل) کہ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی وصیت کے مطابق ہم نے یہ سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے، اور اس میں یہ اہتمام بالالتزام کیا ہے کہ مسائل کی مأخذ کتب کے صفحات کے نمبر اور جلد نمبر بھی لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ اہل علم کو مأخذ تلاش کرنے میں آسانی ہو، اکثر کتب فقرے کے حوالہ جات نقل کر دیئے ہیں، جن پر آج کل فتویٰ کامدار ہے۔ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے طرز تحریر کو حتی الامکان برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، فقیہی موشاگفون اور فقہاء کے قیل و قال کو چھوڑ کر صرف مفہٹی بے اقوال کو سادہ اور عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے تاکہ کم تعلیم یافتہ شخصی بھائیوں کو بھی اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے۔ تصحیح کتابت میں حتی المقدور دیدہ ریزی سے کام لیا گیا ہے، پھر بھی اگر کہیں اغلاط رہ گئی ہوں تو اس کے لیے قارئین کرام سے مذمت خواہ ہیں، آخر میں محب مکرم حضرت علامہ عبدالمصطفی الازہری مدظلہ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ و مبرتوی اسلامی پاکستان و عزیز مکرم مولانا حافظ قاری رضا المصطفیٰ صاحب اعظمی سلمہ، خطیب نیویمن مسجد بولشن مارکیٹ کراچی کے شگرگزار ہیں کہ ان حضرات نے اپنے والد ماجد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی وصیت کی تکمیل کے لیے ہمارا انتخاب فرمایا، ہم اپنی اس حقیر خدمت کو حضرت صدر الشریعہ بدرا طریقہ استاذنا العلام ابوالعلی امحمد امجد علی صاحب رضوی قدس سرہ العزیز، مصنف بہار شریعت کی بارگاہ میں بطور نذرانہ عقیدہ پیش کرتے ہیں اور اس کا ثواب واجران کی روح پر فتوح کو ایصال کرتے ہیں اور بارگاہ ایزد متعال میں دست بہ دعا ہیں کہ اس کتاب کے بقیہ دو حصوں کی تکمیل و تصنیف کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد وقار الدین قادری رضوی بریلوی غفرلہ، — نائب شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی نمبر 5،
فقیر محبوب رضا غفرلہ۔ ————— مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی کیم جنوری 1977

عرضِ حال

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
حَامِدًا لِوَلِيِّهِ وَمُصَدِّلًا وَمُسَلِّمًا عَلَى حَبِيبِهِ وَعَلَى أَهْلِهِ وَصَاحْبِهِ أَجْمَعِينَ

اما بعد فقیر پر تصریح ابوالعلام محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ متوفی گھوی محلہ کریم الدین پور ضلع اعظم گڑھ عرض پرداز ہے کہ ضرورت زمانہ نے اس طرف توجہ دلائی کہ مسائل فقہیہ، صحیحہ درجیہ کا ایک مجموعہ اردو زبان میں بردارانِ اسلام کی خدمت میں پیش کیا جائے، اس طرح پر کہ ہمارے عوام بھائی اردو خواں بھی مخفف ہو سکیں، اور اپنی ضروریات میں اس سے کام لیں سکیں۔ اردو زبان میں اب تک کوئی ایسی کتاب تصنیف نہیں ہوئی تھی جو صحیح مسائل پر مشتمل ہو اور ضروریات کے لیے کافی و دافی ہو، فقیر بوجہ کثرت مشاغل دینیہ اتنی فرصت نہیں پاتا تھا کہ اس کام کو پورے طور پر انجام دے سکے، مگر حالت زمانہ نے مجبور کیا اور اس کے لیے تھوڑی فرصت نکالنی پڑی، جب کبھی فرصت ہاتھ آجائی اس کام کو قدرے انجام دے لیتا۔ تدریس کی مشغولیت اور افتاء وغیرہ چند دینی کام ایسے انجام دینے پڑتے جن کی وجہ سے تصنیف کتاب کے لیے فرصت نہ ملتی، مگر اللہ پر توکل کر کے جب یہ کام شروع کر دیا گیا تو بزرگان کرام اور مشائخ عظام و اساتذہ اعلام کی دعاوں کی برکت سے ایک حد تک اس میں کامیابی حاصل ہوئی، اس کتاب کا نام بہار شریعت رکھا جس کے بفضلہ تعالیٰ سترہ حصے کامل ہو چکے، اور بحمدہ تعالیٰ یہ کتاب مسلمانوں میں حد درجہ مقبول ہوئی، عوام تو عوام اہل علم کے لیے بھی نہایت کارآمد ثابت ہوئی۔ اس کتاب کی تصنیف میں عموماً یہی ہوا ہے کہ ماہ رمضان مبارک کی تعطیلات میں جو کچھ دوسرے کاموں سے وقت بچتا اس میں کچھ لکھ لیا جاتا، یہاں تک کہ جب 1939ء کی جنگ شروع ہوئی اور کاغذ کا مانا نہایت مشکل ہو گیا اور اس کی طبع میں دشواریاں پیش آگئیں تو اس کی تصنیف کا سلسلہ بھی جو کچھ تھا وہ بھی جاتا رہا، اور یہ کتاب اس حد تک پوری نہ ہو سکی جس کا فقیر نے ارادہ کیا تھا، بلکہ اپنا ارادہ تو یہ تھا کہ اس کتاب کی تکمیل کے بعد اسی نجح پر ایک دوسری کتاب اور بھی لکھی جائے گی جو تصوف اور سلوک کے مسائل پر مشتمل ہوگی جس کا اظہار اس سے پیش نہیں کیا گیا تھا۔ ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے، چند سال کے اندر متعدد حوادث پیغم ایسے درپیش ہوئے جنہوں نے اس قابل بھی مجھے باقی نہ رکھا کہ بہار شریعت کی تصنیف کو حد تکمیل تک پہنچاتا۔

7 شعبان 1358ھ کو میری ایک جوان لڑکی کا انتقال ہوا اور 25 ربیع الاول 1359ھ کو میرا منحلا لڑکا مولوی

محمد عجیبی کا انتقال ہوا۔ شبِ دہم، رمضان المبارک 1359ھ کو بڑے لڑکے مولوی حکیم شمس الہدی نے رحلت کی 20 رمضان المبارک 1362ھ کو میرا چوچھا لڑکا عطاء المصطفیٰ کا رلاؤں ضلع علی گڑھ میں انتقال ہوا اور اسی دوران میں مولوی شمس الہدی مرحوم کی تین جوان لڑکیوں کا اور ان کی اہلیہ کا اور مولوی محمد عجیبی مرحوم کے ایک لڑکے کا اور مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کی اہلیہ اور بیوی کا انتقال ہوا، ان چھم حادث نے قلبِ دماغ پر کافی اثر ڈالا۔ یہاں تک کہ مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کے سوم کے روز جب کہ فقیر نخلافتِ قرآن مجید کر رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا معلوم ہونے لگا اور اس میں برابر ترقی ہوتی رہی اور نظر کی کمزوری کمزوری اب اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ لکھنے پڑھنے سے معدود ہوں، ایسی حالت میں بہارِ شریعت کی تخلیق میرے لیے بالکل دشوار ہو گئی اور میں نے اپنی اس تصنیف کو اس حد پر ختم کر دیا گویا اب اس کتاب کو کامل و اکمل بھی کہا جاسکتا ہے، مگر ابھی اس کا تھوڑا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوتا۔ اگر توفیق الحی سعادت کرتی اور بقیہ مضمایں بھی تحریر میں آجائے تو فقہ کے جمیع ابواب پر یہ کتاب مشتمل ہوتی۔ اور کتاب مکمل ہو جاتی، اور اگر میری اولاد یا تلامذہ یا علمائے اہل سنت میں سے کوئی صاحب اس کا قلیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اس کی تخلیق فرمائیں تو میری عین خوشی ہے۔ محرم 1362ھ میں فقیر نے چند طلبا خصوصاً عزیزی مولوی میمن الدین صاحب امر و ہوی و عزیزی مولوی سید ظہیر احمد صاحب نگینوی و نبی مولوی حافظ قاری محبوب رضا خان صاحب بریلوی و عزیزی مولوی محمد خلیل مارہروی کے اصرار پر شرح معانی الآثار مطروف بخطا وی شریف کا تحسیشیہ شروع کیا تھا کہ یہ کتاب نہایت معرکۃ الآراء حدیث وفقہ کی جامع حواشی سے خالی تھی۔ استاذنا المعظم حضرت مولیانا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کتاب پر کہیں کہیں کچھ تعلیقات تحریر فرمائے ہیں جو بالکل طلبہ کے لیے ناکافی ہیں، نکمل اور مفصل حاشیہ کی اشد ضرورت تھی، اس تحسیشیہ کا کام سنہ مذکورہ میں تقریباً سات ماہ تک کیا۔ مگر مولوی عطاء المصطفیٰ کی علاحت شدیدہ، پھر ان کے انتقال نے اس کام کا سلسلہ بند کرنے پر مجبور کیا، جلد اول کا نصف بفضلہ تعالیٰ محظی ہو چکا ہے جس کے صفحات کی تعداد باریک قلم سے 450 ہیں اور ہر صفحہ 35 یا 36 سطر پر مشتمل ہے، اگر کوئی صاحب اس کام کو بھی آخر تک پہنچا سکیں تو میری عین خوشی ہے، خصوصاً اگر میرے تلامذہ میں سے کسی کو ایسی توفیق نصیب ہو اور اس کتاب کے تحسیشیہ کی خدمت انجام دیں تو ان کی عین سعادت اور میری قلبی سرست کا باعث ہو گی۔

سب سے آخر میں ان تمام حضرات سے جو اس کتاب سے فائدہ حاصل کریں، فقیر کی التجا ہے کہ وہ صمیم قلب سے اس فقیر کے لیے حسن خاتمه اور مغفرت ذنوب کی دعا کریں، مولیٰ تبارک و تعالیٰ ان کو اور اس فقیر کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور اتباع نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمين

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَقَاتَمَ رِزْقَهُ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ
وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعُونَ بِرَحْمَةِكَ يَا أَكْرَمَ الْرَّحْمَةِ وَأَخْرُذُ دُعَوَانَا أَنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

فقیر امجد علی عفی عنہ

قادری منزل بڑا گاؤں، گھوی اعظم گڑھ یوپی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَحْمِدُهَا وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
جَنَایات کا بیان

اللَّهُ أَعْزُزُ جَلَّ فَرِمَاتَهُ:

(إِنَّمَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِضَاصُ فِي الْقَتْلِ إِنَّمَا يُحْرِرُ الْمُرْجُرُ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثِي
بِالْأُنْثِي فَمَنْ عَفَى لَهُ مِنْ أَخْيَرِهِ شَيْءٍ فَإِنَّهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءِ إِلَيْهِ بِالْخَسَانِ ذَلِكَ تَحْفِيفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَرَحْمَةٌ فَمَنْ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٨﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِضَاصِ حِينَةٌ يَأْوِي الْأَلْبَابُ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٩﴾) (1) (پ 2، ع 6)

(1) پ 2، البقرة: 178، 179.

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولا ناسید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت اوس و خروج کے بارے میں نازل ہوئی ان میں سے ایک قبیلہ دوسرے سے قوت تعداد مال و شرف میں زیادہ تھا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے غلام کے بد لے دوسرے قبیلہ کے آزاد کو اور عورت کے بد لے مژد کو اور ایک کے بد لے دو قتل کرے گا زمانہ جامیت میں لوگ اس قسم کی تبعی کے عادی تھے عہد اسلام میں یہ معاملہ حنفیور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اور عدل و مساوات کا حکم دیا گیا اور اس پر وہ لوگ راضی ہوئے قرآن کریم میں قصاص کا۔

مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہوا ہے اس آیت میں قصاص و عفو دونوں کے مسئلے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا بیان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو قصاص و عفو میں مختار کیا چاہیں قصاص لیں یا عفو کریں۔ آیت کے اول میں قصاص کے وجوب کا بیان ہے۔

(مزید یہ کہ)

اس سے ہر قائل بالعدم پر قصاص کا وجوب ثابت ہوتا ہے خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو مسلمان کو یا کافر کو مژد کو یا عورت کو کوئی کھلکھل جو قتل کی جمع ہے وہ سب کو شامل ہے ہاں جس کو دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا۔ (ادکام القرآن)
(مزید یہ کہ)

اس آیت میں بتایا گیا جو قتل کرے گا وہی قتل کیا جائے گا۔ خواہ آزاد ہو یا غلام مژد ہو یا عورت اور اہل جامیت کا یہ طریقہ ظلم ہے جو ان میں بھی تھا کہ آزادوں میں لڑائی ہوتی تو وہ ایک کے بد لے دو قتل کرتے غلاموں میں ہوتی تو بجائے غلام کے آزاد کو مارتے عورتوں میں ہوتی تو عورت کے بد لے مژد کو قتل کرتے اور بعض قاتل کے قتل پر اکتفا نہ کرتے اس کو منع فرمایا گیا۔

ترجمہ: اے ایمان والو! قصاص یعنی جو حق قتل کے لئے ان کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا۔ آزاد کے بد لے آزاد غلام کے بد بدلے غلام اور عورت کے بد لے عورت۔ تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہو تو بھلائی سے تقاضا کرے اور اچھی طرح سے اس کو ادا کر دے۔ یہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے لیے آسانی ہے اور تم پر ہیریانی ہے، اب اس کے بعد جو زیادتی کرے اُس کے لیے دردناک عذاب ہے اور تمہارے لیے خون کا بدلہ لینے میں زندگی ہے۔ اے عتقل والو! تاکہ تم بخوبی۔

اور فرماتا ہے:

(وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَدْنَ بِالْعَدْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأَذْنَ بِالْأَذْنِ
وَالشَّنَّ بِالشَّنِ وَالْجُرُوحَ قَصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَارَةً لَهُ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ كُفْرًا مَّا آنَزَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ
هُمُ الظَّالِمُونَ) (۲) (تفیر احمدی)

(مزید یہ کہ)

معنی یہ ہے کہ جس قاتل کو ولی مقتول کچھ معاف کریں اور اس کے ذمہ مال لازم کیا جائے اس پر اولیاء مقتول تقاضا کرنے میں نیک روشن اختیار کریں اور قاتل خون بہا خوش معاملکی کے ساتھ ادا کرے اس میں صلح بر مال کا بیان ہے۔ (تفیر احمدی) مسئلہ: ولی مقتول کو اختیار ہے کہ خواہ قاتل کو بے عوض معاف کرے ایسا پر صلح کرے اگر وہ اس پر راضی نہ ہو اور قصاص چاہے تو قصاص ہی فرض رہے گا۔ (جمل)
مسئلہ: اگر مقتول کے تمام اولیاء قصاص محفوظ کر دیں تو قاتل پر کچھ لازم نہیں رہتا مسئلہ: اگر مال پر صلح کریں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور مال واجب ہوتا ہے۔ (تفیر احمدی) مسئلہ: ولی مقتول کو قاتل کا بھائی فرمائے میں دلالت ہے اس پر کہ قتل گرچہ بڑا گناہ ہے مگر اس سے اخوت ایمانی قطع نہیں ہوتی اس میں خوارج کا ابطال ہے جو مرتكب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں۔

(2) پ. 6، المائدۃ: 45.

اس آیت کے تحت مشری شہیر مولا ناسید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اگرچہ یہ بیان ہے کہ توریت میں یہود پر قصاص کے یہ احکام تھے لیکن چونکہ ہمیں ان کے ترک کا حکم نہیں دیا گیا اس لئے ہم پر یہ احکام لازم رہیں گے کیونکہ شرائع سابقہ کے جواہکام خدا و رسول کے بیان سے ہم تک پہنچے اور منسوخ نہ ہوئے ہوں وہ ہم پر لازم ہوا کرتے ہیں جیسا کہ اوپر کی آیت سے ثابت ہوا۔

(مزید یہ کہ)

یعنی اگر کسی کو قتل کیا تو اس کی جان مقتول کے بد لے میں ماخذ ہو گی خواہ وہ مقتول مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام مسلم ہو یا ذلتی۔
شان ترول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مردی ہے کہ مرد کو عورت کے بد لے قتل نہ کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔
(دارک) ←

ترجمہ: اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بد لے جان اوز آنکھ کے بد لے آنکھ اور ناک کے بد لے ناک اور کان کے بد لے کان اور دانت کے بد لے دانت اور زخموں میں بد لہ ہے۔ پھر جو معاف کردے تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اور جو اللہ کے نازل کئے پر حکم نہ کرے (یعنی فیصلہ نہ کرے) وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔

حدیث: امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں قصاص کا حکم تھا اور ان میں دیت (خون بہا) نہ تھی تو اللہ تعالیٰ اسی امت کے لیے فرمایا **كُتِّبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ** (الآیۃ) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، عفو (یعنی معاف کرنا) یہ ہے کہ قتلِ عمد میں دیت قبول کرے اور اتباع بالمعروف یہ ہے کہ بخلائی سے طلب کرے اور قاتل اچھی طرح ادا کرے۔ (3)

اور فرماتا ہے:

(مَنْ أَجْعَلَ ذَلِكَ كَفِيلًا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَانَمَا قَتَلَ النَّاسَ بِجُمِيعِهَا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَانَمَا أَحْيَاهَا النَّاسُ بِجُمِيعِهَا) (4) (پ 6، ع 9)

اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بد لے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب انسانوں کو زندہ رکھا۔

اور فرماتا ہے:

(وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطًأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطًأً فَتَحْرِيرُ رَقْبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسْلَمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصْدِقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٌّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقْبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيقَاتٌ فَدِيَةٌ مُسْلَمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقْبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ

(مزید یہ کہ)

یعنی ماثلت و مساوات کی رعایت ضروری ہے۔

(مزید یہ کہ)

یعنی جو قاتل یا جنایت کرنے والا اپنے جرم پر نادم ہو کر دبالت معصیت سے بچنے کے لئے بخوبی اپنے اوپر حکم شرعی جاری کرائے تو قصاص اس کے جرم کا کفارہ ہو جائے گا اور آخرت میں اس پر عذاب نہ ہوگا۔ (جلالین و جمل) بعض مفسرین نے اس کے معنی پر بیان کئے ہیں کہ جو صاحب حق قصاص کو معاف کر دے تو یہ معافی اس کے لئے کفارہ ہے۔ (مدارک) تفسیر احمدی میں ہے یہ تمام قصاصات بحسب ہی واجب ہو گئے جب کہ صاحب حق معاف نہ کرے اگر وہ معاف کروے تو قصاص ساقط۔

(3) صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب من قتل له قتيل... راخ، الحدیث: 6881، ج 4، ص 362.

(4) پ 6، المائدۃ: 32.

فَصِيَامُ شَهْرٍ مُّتَّابِعُنِ تَوْبَةً قِنَ اللَّهُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَيْهَا حَكِيمًا ﴿٤٢﴾ وَمَنْ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُّتَعَذِّبًا
فَهُوَ أُولَئِكَ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِيبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَأَعْذَلَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٤٣﴾ (پ 5 ع 10)

ترجمہ:- اور مسلمان کو نیس پہچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر غلطی کے طور پر اور جو کسی مسلمان کو نادانست قتل کرے تو اس پر ایک غلامہ مسلم کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کہ متقتل کے لوگوں کو دیا جائے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں۔ پھر وہ اگر اس قوم سے ہے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں اور ان میں معابدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خون بہا پر دکیا جائے اور ایک مسلمان مملوک کو آزاد کیا جائے۔ پھر جو نہ پائے وہ لگا تار دو حصینے کے روزے رکھے۔ یہ اللہ سے اس کی توبہ ہے اللہ (عز وجل) جانے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجو کر قتل کرے تو اس کا بدله جہنم ہے کہ اس میں مدتیں رہے اور اللہ (عز وجل) نے اس پر غضب فرمایا اور اس پر لعنت کی اور اس پر بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔



احادیث

حدیث 1: امام بخاری و مسلم نے صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان مرد کا جو لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی گواہی اور میری رسالت کی شہادت دیتا ہے۔ خون صرف تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں حلال ہے۔ 1۔ نفس کے بدالے میں نفس، 2۔ هب زانی (شادی شدہ زانی) اور 3۔ اپنے مذہب سے نکل کر جماعت اہل اسلام کو چھوڑ دے (مرتد ہو جائے یا بااغی ہو جائے)۔⁽¹⁾

حدیث 2: امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(1) صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ (ان النفس بالنفس... و الخ)، الحدیث: 6878، ج 4، ص 361.
حکیم الامت کے مدفن پھول

اے بیان امرء سے مراد مطلق انسان ہے مرد ہو یا عورت، صرف مرد مراد نہیں کیونکہ یہ احکام عورت پر بھی جاری ہیں۔ کلمہ طیبہ کا ذکر فرمائے اشارہ فرمایا گہ ظاہری کلمہ گوجس میں علامت کفر موجود نہ ہواں کا بھی حکم ہے، مراد کلمہ سے سارے عقائد اسلامیہ کا اقرار کرنا ہے۔
۱۔ یعنی اگر کوئی مسلمان کسی کو عمدۃ قتل کر دے تو مقتول کا ولی اسے قصاص قتل کر سکتا ہے۔
۲۔ آزاد مسلمان مرد جو ایک بار حلال محبت کر چکا ہو اسے محسن کہتے ہیں اگر ایسا شخص زنا کر لے تو اس کو رجم یعنی سنگسار کیا جائے گا۔

۳۔ دین سے نکل جائے کی دو صورتیں ہیں: یا تو اسلام کو چھوڑ کر یہودی، یهیںی، ہندو وغیرہ دوسری ملت میں داخل ہو جائے یا کلمہ گوتور ہے مگر کوئی کفری عقیدہ اختیار کرے جیسے مرزائی، خارجی، رفضی وغیرہ بن جائے وہ بھی اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا۔ (از مرقات وغیرہ) مگر یہ قتل اور رجم حاکم اسلام کر سکتا ہے دوسرا نہیں کر سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلام آزاد کے عوض اور آزاد غلام کے عوض، عورت مرد کے عوض اور مرد عورت کے عوض قتل کیا جائے گا، یہ ہی امام اعظم قدس سرہ کا مذہب ہے یہی امام اعظم کی دلیل ہے۔ مارق مردق سے بنا بمعنی لکنا، اسی واسطے شوربے کو مرق کہتے ہیں کہ وہ گوشت سے نکلا ہے۔ تارک الجماعت فرمایا کہ اجماع مسلمین کے خلاف عقیدہ اختیار کرنا کفر ہے، قرآن کریم کے وہ معنی کرنا جو اجماع کے خلاف ہوں کفر ہے، سب کا اجماع ہے کہ اقوام الصلوٰۃ میں صلوٰۃ سے مراد موجودہ اسلامی نماز ہے اور خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے جو صلوٰۃ سے مراد صرف اشاروں سے دعا مانگنا کرے اور خاتم النبیین کے معنے کرے اصلی نبی اور پھر حضور کے بعد کسی نبی کے آنے کی گنجائش مانے وہ کافر ہے اسے حاکم اسلام قتل کرے گا۔

(مراة المناجح شرح مشکوٰۃ المصباح، ج ۵، ص ۳۶۱)

علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنے دین کے سبب کشادگی میں رہتا ہے جب تک کوئی حرام خون نہ کر لے۔ (2)

حدیث 3: صحیح میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے خون ناحق کے بارے میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ (3)

حدیث 4: امام بخاری اپنی صحیح میں عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی معاهد (ذی) کو قتل کیا وہ جنت کی خوبیوں سو نگھے گا اور بے شک جنت کی خوبیوں چالیس برس کی مسافت تک پہنچتی ہے۔ (4)

حدیث 5 و 6: امام ترمذی اور نسائی عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک دنیا کا زوال اللہ پر آسان ہے۔ ایک مرد

(2) المرجع السابق، باب قول اللہ تعالیٰ (ومن يقتل موسىً صحفاً... رائج)، الحدیث: 6862، ج 4، ص 356.

حکیم الامت کے مدفنی پھول

۱۔ یعنی مسلمان آدمی کیسا ہی گنہگار ہو گردہ اسلام کی گنجائش رحمت الہی کی دعست میں رہتا ہے اللہ سے نامید نہیں ہوتا مگر قاتل خالق اللہ کی رحمت کا مستحق نہیں رہتا، کل قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر کہا ہو گا آئیں من رحمۃ اللہ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو قتل موسیٰ میں آدمی بات سے بھی مذکورے وہ بھی رب تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے، بعض نے فرمایا کہ ظالم قاتل کو دنیا میں نیک احوال کی توفیق نہیں ملتی۔ (مراة المناجح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۶۲)

(3) المرجع السابق، الحدیث: 6864، ج 4، ص 357.

(4) صحیح البخاری، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب اثم من قتل معاہداً بغير جرم، الحدیث: 3166، ج 2، ص 365.

حکیم الامت کے مدفنی پھول

۱۔ اے عہدوں بیان والے کافر سے مراد یا ذی کفار ہیں مسلمان کی رعایا اور متساہن جو کچھ مدت کے لیے امان لے ہمارے ملک میں آئیں اور معاذ جن سے ہماری صلح ہوان میں سے کسی کو بلا وجہ قتل کرنا درست نہیں، ہاں اگر وہ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے ان کا قتل درست ہو جائے تو قتل کئے جائیں۔

۲۔ یعنی اگرچہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ سے جنت پہنچنے تو جائے گا مگر وہاں کی مہک و خوبیوں کا حقد نہ سو نگھے سکے گا اس کو اس جرم میں گواہ زکام کر دیا جائے گا۔ (مرقات) یا اولاً جنت میں نہ جائے گا اگرچہ آخر میں پہنچ جائے۔

۳۔ چونکہ اہل عرب موسم خریف سے سال شروع کرتے تھے اسی لیے سال کو خریف کہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان شاء اللہ جنت کی خوبی میدان قیامت میں پہنچے گی مسلمان اس خوبیوں سے لطف انداز ہوں گے۔ (اشعہ)

(مراة المناجح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۶۷)

مسلم کے قتل سے۔ (5)

حدیث 7 و 8: امام ترمذی ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اگر آسمان وزمین والے ایک مرد مؤمن کے خون میں شریک ہو جائیں تو سب کو اللہ تعالیٰ جہنم میں اوندھا کر کے ڈال دے گا۔ (6)

حدیث 9: امام مالک نے سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ یا سات نفر کو (یعنی آدمیوں کو) ایک شخص کو دھوکا دے کر قتل کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا اور فرمایا کہ اگر صنعا (یعنی کا دار الحکومت) کے سب لوگ اس خون میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسی کے مثل ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے۔ (7)

(5) جامع الترمذی، کتاب الدیات، باب ما جاء فی تشدید قتل المؤمن، الحدیث: 1400، ج 3، ص 99.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اسیہاں سلم سے مراد مرد مؤمن عارف باللہ ہے یعنی ایک عارف باللہ کا قتل ساری دنیا کی بر بادی سے سخت تر ہے کیونکہ دنیا عارفین ہی کے لیے تو نہیں ہے تاکہ وہ اس میں غور و فکر کر کے عرفان میں اضافہ کر دیں اور یہاں اعمال کر کے آخرت میں کمال حاصل کر دیں، دو لہا کی ہلاکت بارات کی ہلاکت سے سخت تر ہے کہ مقصود برات وہ ہی ہے۔

۲۔ یعنی خود سیدنا عبداللہ ابن عمر کا اپنا قول نقل فرمایا، یہ ہی صحیح تر ہے لیکن ایسی موقوف حدیث حکنا مرفوٹ ہوتی ہے کیونکہ محض عقل و قیاس سے ایسی بات نہیں کہی جاسکتی۔ (مراۃ المناجح شرح مشکوۃ المصائب، ج ۵، ص ۳۷۶)

(6) الرجع السابق، باب الحکم فی الدماء، الحدیث: 1403، ج 3، ص 100

حکیم الامت کے مدنی پھول

ان آسمان والوں سے مراد ان انسانوں کی رو جیں ہیں جو یہاں نوت ہو چکے یا جو بھی دنیا میں آئیں۔ مقصود یہ ہے کہ قتل ایسا جرم ہے کہ ایک قتل کی وجہ سے بہت کو عذاب ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایک شخص کو چند آدمی مل کر قتل کر دیں تو سب کو قتل کیا جائے گا۔ اثر دہام کے قتل کا اور حکم ہے جہاں جماعتیں لڑیں اور دو طرفہ آدمی ماریں جائیں پتہ نہ لگے کہ کون کس کا قاتل ہے جسے عربی میں قتل عربی کہتے ہیں لہذا حدیث واضح ہے۔ خیال رہے کہ جان نکالنے والے فرشتے اللہ کے حکم سے جان نکالتے ہیں کسی کو ظلمان قتل نہیں کرتے لہذا وہ اس حکم سے خارج ہیں، آج حاکم اسلام قانون اسلامی کے ماتحت بہت لوگوں کو قتل کرتا ہے، جلا دحاکم کے حکم سے مجرم کو قتل کرتا ہے۔

۲۔ بعض روایات میں بجاۓ لا کبھم لکبھم ہے کیونکہ کب کے معنے ہیں اوندھا ذالا اور اکب کے معنے ہیں اوندھا گرا، یہ ایسا لفظ ہے کہ مجرد میں متعدد ہے باب افعال میں آکر لازم، لکبت لغت میں یوں ہی ہے لیکن اگر حضور کے فرمان میں لا کبھم ہو تو لغت جھوٹی ہے حضور پچے ہیں۔ (اشعر و مرقات) غرضکہ لغت قرآن و حدیث کے تابع ہیں قرآن و حدیث لغت کے تابع نہیں۔

(مراۃ المناجح شرح مشکوۃ المصائب، ج ۵، ص ۳۷۶)

(7) الموطأ، للإمام مالک، کتاب العقول، باب ما جاء فی الغيبة والحر، الحدیث: 1671، ج 2، ص 377.

حدیث 10: دارقطنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک مرد درے کو پکڑ لے اور کوئی اور آ کر قتل کر دے تو قاتل قتل کر دیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے گا۔ (8)

حدیث 11: امام ترمذی اور امام شافعی حضرت ابی شريح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم نے اے قبیلہ خزانہ (عرب کا ایک قبیلہ) بذیل کے آدمی کو قتل کر دیا اب میں اس کی دیت خود دیتا ہوں، اس کے بعد جو کوئی کسی کو قتل کرے تو مقتول کے گھر والے دو چیزوں میں سے ایک چیز اختیار کریں اگر پسند کریں تو قتل کریں اور اگر وہ چاہیں تو خون بھالیں۔ (9)

حکیم الامت کے مدنی پھول

- ۱۔ غلیہ غیل سے بنا بمعنی خبیر، دھوکہ، فزیب یعنی ان چند لوگوں نے خفیہ طور پر سازش کر کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔
- ۲۔ صنعاۃ نہیں کی ایک بستی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ساری بستی والے مل کر اسی ایک شخص کو قتل کر دیتے تو اس کے عوض ان سب کو قتل کر دیتا۔ معلوم ہوا کہ چند قاتل ایک قتل میں قتل کیے جائیں گے کہ سزا سب کی یہ ہی ہے۔

(مراۃ الناجیح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۹۲)

(8) سنن الدارقطنی، کتاب الحدود والدیات... راجع، حدیث: 3243، ج 3، ص 167.

حکیم الامت کے مدنی پھول

- ۱۔ حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر پکڑنے والے کا خیال یہ تھا کہ یہ شخص اسے مارے گا مگر قتل نہ کرے گا مگر اس نے قتل کر دیا تب تو یہ حکم ہے جو یہاں مذکور ہے کہ حاکم اس پکڑنے والے کو عمر بھر کی قید دیدے یا جب تک چاہے قید کر دے لیکن اگر اس پکڑنے والے کو یقین تھا کہ یہ قتل کر دے گا پھر پکڑا تو پکڑنے والا بھی قتل کیا جائے گا لہذا یہ حدیث گزشتہ احادیث کے خلاف نہیں۔ ہمارے امام صاحب کے ہاں بہر صورت پکڑنے والا تعزیر اقیدہ ہی کیا جائے گا اور یہ قید قاضی کی رائے کے مطابق قید کیا جائے گا، اس طرح اگر کوئی کسی کو شیر یا سانپ کے آگے ڈال دے وہ جانور اسے ہلاک کر دے تو ہمارے ہاں یہ ڈالنے والا قید کیا جائے گا لیکن تعزیر اقاضی اسے قتل بھی کر سکتا ہے۔

(مراۃ الناجیح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۹۲)

(9) جامع الترمذی، کتاب الدیات، باب ما جاء فی حکم ولی القتیل... راجع، حدیث: 1410، ج 3، ص 104.

حکیم الامت کے مدنی پھول

- ۱۔ آپ کا نام خویلا ابن عمرو کعبی ہے، عدوی ہیں، خزانی ہیں، فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے، ۲۸ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، اپنی کنیت میں مشہور ہیں۔ (امکال و مرقات)

۲۔ یہ کلام مبارک اس خطبہ شریف کا حصہ ہے جو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن بیت اللہ شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔

حدیث 12: صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی کہ حضرت ریع نے جو اس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پھوپھی تھیں ایک انصاریہ عورت کے دانت توڑ دیئے تو وہ لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے قصاص کا حکم فرمایا۔ حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے چچا انس بن الشفر نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ان کے دانت نہیں توڑے جائیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس! اللہ (عز وجل) کا حکم قصاص کا ہے، اس کے بعد وہ لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے دیت قبول کر لی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہا اللہ (عز وجل) کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ (عز وجل) پر قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ (10)

جو کتاب الحج باب حرم مکہ کی فصل اول میں مذکور ہو چکا۔ قبیلہ خزانہ کا ایک آدمی زمانہ جاہلیت میں تین ہزیں کے ایک شخص کے ہاتھوں مارا گیا تھا تو خزانہ نے الحج مکہ سے کچھ دن پہلے اس خون کا بدلہ لیتے ہوئے ہزیں کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا یہاں اسی کا ذکر ہے۔

۳۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقتول کی دیت اپنے پاس سے دی تاکہ ان دو قبیلوں میں فتنہ نہ ہو۔ خیال رہے کہ دیت یعنی خون بہا کو عربی میں عقل کہتے ہیں، عقل کے معنے ہیں روکنا، چونکہ یہ قتل کو روکنے والی چیز ہے لہذا عقل کہلاتی ہے اسی لیے رتی کو عقال کہتے ہیں کہ وہ جانور کو بجاگتے سے روکتی ہے اور داش و بجهہ کو عقل کہتے ہیں کہ وہ انسان کو بری باتوں سے روکتی ہے۔

۴۔ یعنی مقتول کے وارثوں کو یہ اختیار ملیں گے۔ خیال رہنے کے یہ اختیار عمدًا قتل میں ہیں خطاء یا شہرہ عمدًا قتل میں ان وارثوں کو قصاص لینے کا حق نہیں صرف دیت ہی لے سکتے ہیں۔

۵۔ اس حدیث کی بنابر امام شافعی و احمد و اسحاق نے فرمایا کہ قصاص کی طرح دیت کا اختیار بھی مقتول کے ورثاء کو ہے قاتل کو انکار کرنے کا حق نہیں مگر امام ابوحنیفہ و امام مالک فرماتے ہیں کہ دیت میں قتل کی رضا ضروری ہے اگر وہ قبول کرے تو دیت دے قبول نہ کرے تو قصاص دے، یہی قول امام حسن و تھجی کا ہے، یہ حدیث امام عظیم کے خلاف نہیں۔ خیال رہے کہ اگر مقتول کے وارثوں میں سے ایک بھی دیت لینے پر راضی ہو جائے تو باقی وارثوں کو قصاص لینے کا حق نہیں رہتا اسی لیے فتحاء فرماتے ہیں کہ اگر ان وارثوں میں کوئی غائب یا نابالغ ہو تو قصاص واجب نہیں جب تک کہ غائب آنہ جائے اور بچہ بالغ نہ ہو جائے، ان وارثوں میں مرد عورت سب یکساں برابر کے مستحق ہیں۔

(مرآۃ المنایح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۷۲)

(10) صحیح البخاری، کتاب التغیر، باب قوله (واجردح قصاص)، الحدیث: 4611، ج 3، ص 125

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ ریع رکے چیش ب کے کسرہ ہی کے شد و کسرہ سے بنت نظر انصاریہ ہیں، حارثہ بنت سراقد کی والدہ صحابیہ ہیں، اس ابن مالک ابن نظر کی پھوپھی، مالک ابن نظر کی بہن۔

۲۔ ٹھنیہ وہ دانت ہے جو رباعی دانتوں اور کیلوں کے درمیان ہے اس کی جمع شایا آتی ہے۔

حدیث 13: امام بخاری اپنی صحیح میں ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا، کیا تمہارے پاس کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو قرآن میں نہیں، تو انہوں نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا فرمایا، ہمارے پاس وہی ہے جو قرآن میں ہے مگر اللہ نے جو قرآن کی سمجھ کسی کو دے دی اور ہمارے پاس وہ ہے جو اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے کہا، اس صحیفہ میں کیا ہے؟ تو فرمایا: دیت اور اس کے احکام اور قیدی کو چھڑانا اور یہ کہ کوئی مسلم کسی کافر (حربی) کے بد لے میں قتل نہ کیا جائے۔ (11)

۱۔ یعنی رب کی قسم مجھے اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید توی ہے کہ وہ اس لڑکی اور اس کے وارثوں کو دیت لینے پر راضی کر دے گا ان کے دل میں رحم ڈال دے گا اور میری بہن ربع قصاص سے نجات جائے گی، اس میں حضور کے فرمان کا انکار نہیں درجہ کفر لازم آتا ہے اور ان پر سختی کی جاتی۔

۲۔ یعنی حکم شرعی تو یہ ہی ہے کہ قصاص لیا جائے کہ دانت کے عوض دانت توڑا جائے وہ لڑکی معاف کر دے اور اس کے عزیز راضی ہو جائیں ان کی خوشی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَالْجَرْدُ حِقْصَاصٌ" اور فرماتا ہے: "السُّقْنَ پَاشُون"

۳۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی قسم پوری کر دیتا ہے ان بزرگوں نے قسم کھا کر کہا تھا کہ ربع کے دانت و توڑے جائیں گے رب تعالیٰ نے ان کی قسم پوری فرمادی اور دیت پر صلح کر دی، یہ ہے لو اقسام علی اللہ لا بره کاظمہ

۴۔ اس میں انس اپنے نظر کی تعریف ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ایسے مقبول بندے ہو کہ رب تعالیٰ پر قسم کھا جاؤ تو رب تعالیٰ تمہاری قسم پوری فرمادے، دیکھو تم نے قسم کھائی تھی رب تعالیٰ نے پوری کر دی اور ممکن ہے کہ دیت قبول کر لینے والوں کی تعریف ہو کہ یہ لوگ ایسے نیک ہیں اور انہوں نے اس وقت ایسا نیک کام کیا ہے کہ اگر یہ آئندہ رب تعالیٰ پر قسم کھائیں تو رب تعالیٰ ان کی قسم پوری فرمادے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص میں شفاعت اور سفارش کرنا بہتر ہے اور عورت سے بھی قصاص لیا جائے گا اور اگر دانت پورا توڑا دیا جائے تو اس میں قصاص ہے۔ دانت کا نکڑا توڑ دینے میں آئندہ کا اختلاف ہے، ہڈی توڑ دینے کے قصاص میں بہت تفصیل ہے اگر دیکھنا ہو تو کتب فقہ کا مطالعہ کرو۔

(مراة المناجح شرح مشکوٰۃ الصانع، ج ۵، ص ۳۷۲)

(11) صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب لا یقتل المسلم بالكافر، الحدیث: 6915، ج 4، ص 374.

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ آپ کا نام وہب ابن عبد اللہ ہے، عامری ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے مگر بہت بچپن میں، حضور کے وصال شریف کے وقت بہت کسن تھے، کوفہ میں قیام رہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آپ کی طرف سے افسر مال رہے، وہاں ہی ۷۱۷ھ میں وفات پائی، حضرت علی کے ساتھ تمام جنگلوں میں شریک ہوئے آپ سے بہت روایات ہیں۔

۲۔ زمانہ حیدری میں روفض پیدا ہو چکے تھے انہوں نے مشہور کر کھا تھا کہ حضرت علی کہ پاس قرآن کریم کے علاوہ اور صحیفے اور خصوصی اسرار الہیہ ہیں جو کسی کے پاس نہیں اس لیے اکثر لوگ جناب علی مرتضیٰ سے ایسے سوالات کرتے تھے۔ عندم میں خطاب تمام →

حدیث 14: ابو داؤد ونسائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور ان کے ادنیٰ کے ذمہ کو پورا کیا جائے گا اور جو دور والوں نے غنیمت حاصل کی ہو وہ سب لفکریوں کو ملے گی اور وہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ایک ہیں۔ خبردار کوئی مسلمان کسی کافر (حربی) کے بدلتے قتل نہ کیا جائے اور نہ کوئی ذمی، جب تک وہ ذمہ میں باقی ہے۔ (12)

اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جن کے امیر حضرت علی ہیں۔ (مرقات) یعنی آپ کے خاندان والوں کے پاس کوئی خصوصی چیز ہے جو عام مسلمانوں کو نہ دی گئی ہو۔

۱۔ مافی القرآن میں حدیث شریف بھی داخل ہے کیونکہ حدیث شریف قرآن مجید کی شرح اور اس کی تفسیر ہے۔
۲۔ یعنی رب تعالیٰ نے مجھے قرآن مجید کی سچی اچھی فہم عطا فرمائی ہے جس سے میں ایسے قرآنی نکات نکال لیتا ہوں جو تم کو معلوم نہیں ہوتے۔ اس فرمان عالیٰ سے اجتہاد استنباط اور فقہ کا ثبوت ہوا کہ فہم قرآن اللہ کی بڑی نعمت ہے۔

۳۔ یعنی ہاں ان اور اراق میں کچھ شرعی احکام ہیں جو شاید تمہارے پاس نہ ہوں، یہ کوئی خاص اسرار نہیں جو کسی کو بتائے نہ جائیں۔
۴۔ یعنی اس صحیفہ اور اراق میں قتل خطاء وغیرہ کی دیت و خون بہانے کے کچھ احکام ہیں کہ کس جرم کی دیت کتنی ہے اور یہ حکم ہے کہ جہاں تک ہو سکے مسلمان قیدیوں کو آزاد کرو، مقرضوں کی امداد کرو، مکاتیب کا بدل کتابت ادا کرو کہ یہ سب قیدی چھوڑانے کی صورتیں ہیں۔

۵۔ اس حدیث کی بنابر امام شافعی وغیرہم فرماتے ہیں اگر مسلمان کسی کافر کو قتل کر دے تو اس کے عوض مسلمان کو قتل نہ کیا جائے گا بلکہ اس کی دیت دلوائی جائے گی مگر ہمارے امام اعظم فرماتے ہیں کہ یہاں کافر سے مراد حربی کافر ہیں ان کے قتل سے مسلمان پر قصاص نہیں، رہے ذمی کفار اور مسماں جو ہماری امان میں ہمارے ملک میں رہتے ہوں یا باہر سے آئے ہوں ان کو اگر مسلمان قتل کر دے تو قصاص لیا جائے گا کیونکہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فداء حرم کدمائنا و اموالہم کا موالنا ان ذمیوں مسماویوں کے خون ہمارے خون کی طرح ہیں اور ان کے مال ہمارے مالوں کی طرح ہیں اسی لیے اگر مسلمان چور کافر ذی کامال چہا لے تو ہاتھ کا ناتا جاتا ہے، نیز عبدالرحمٰن بن سلمان نے روایت کی کہ حضور کے زمانہ شریف میں ایک مسلمان نے کسی ذمی کو قتل کر دیا تو حضور نے اسے قتل کرایا، وہ احادیث پاک کی شرح ہے۔

(مرآۃ المنایح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۷۵)

(12) سنن ابی داؤد، کتاب الدیات، باب رأیقاد المسلم بالکافر، الحدیث: 4530، 4531، 4531، 4531، ج 4، ص 238، 239.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ حدیث حضرت علی کے صحیفہ سے لی گئی جو آپ لوگوں کو دکھایا کرتے تھے۔ (مرقات)

۲۔ یعنی ہر مسلمان کے قتل کا ایک حکم ہے کہ عمد میں قصاص خطا یا شبہ عمد میں دیت خواہ امیر ہو یا غریب، بوزٹھا جوان ہو یا بچہ، مرد ہو یا عورت، عالم ہو یا جاہل، چودھری نمبردار ہو یا معمولی حیثیت کا مسلمان، امیر قاتل سے غریب مقتول کا قصاص لیا جائے گا۔

۳۔ یعنی اگر جہاد میں کوئی معمولی مسلمان کسی کافر کو امان دے دے تو سب کو اس کی امان کا احترام کرنا ہو گا کوئی اسے قتل نہیں کر سکتا۔

حدیث 15: ترمذی اور دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ حدیث مسجد میں قائم نہ کی جائیں اور اگر باپ نے اپنی اولاد کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (13)

حدیث 16: ترمذی سراقتہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) باپ کے قصاص میں بیٹے کو قتل کرتے اور بیٹے کے قصاص میں باپ کو قتل نہ کرتے یعنی اگر بیٹے نے باپ کو قتل کیا تو بیٹے سے قصاص لیتے اور باپ نے بیٹے کو قتل کیا ہو تو باپ سے قصاص نہ لیتے۔ (14)

حدیث 17: ابو داؤد ونسائی ابورمشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضور اقدس

۱۔ اس جملہ کے بہت معنی ہو سکتے ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ اگر جہاد کے موقع پر مجاہدین کی ایک جماعت دار الحرب میں بہت دور نکل گئی دوسری جماعت بہت چیچپے رہ گئی، پھر غنیمت ملی تو اس غنیمت میں ان کا حصہ بھی ہو گا جو چیچپے رہ گئی ہے۔

۲۔ کہ مشرقی مسلمان مغربی مسلمان کا مددگار ہے ایک پر مصیبت سب پر مصیبت ہے افسوس کہ اب مسلمانوں کا عمل اس کے برعکس ہے۔
۳۔ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا کہ حرbi کافر کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جائے گا۔

۴۔ یعنی اگر ہمارا ذمی کافر کو قتل کر آئے تو ہم اس کے عوض اس ذمی کافر کو قتل نہ کریں گے، اس جملہ کے احتاف کے ہاں یہ ہی معنی ہیں لہذا مسلم قاتل کو حرbi کافر کے عوض بھی قتل نہ کیا جائے گا۔ اس صورت میں معطوف و معطوف علیہ میں مناسبت ہو گی، بعض ائمہ کے نزدیک اس کے معنی ہیں کہ متسامن ذمی کو قتل نہ کرو اور نہیں امان دو مگر اس صورت میں معطوف و معطوف علیہ میں مناسبت نہیں، نیز یہ معنے بھی مذهب حقی کی تائید کرتے ہیں کہ ذمی و متسامن کو قتل نہ کیا جائے اگر کوئی مسلمان اسے قتل کر دے تو قصاص ہو گا۔

(مرآۃ المنانجیح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۸۷)

(13) جامع الترمذی، کتاب الدیات، باب ما جاء فی الرجل يقتل ابنته... راجح، الحدیث: 1406، ج 3، ص 101.

حکیم الامت کے مدفنی پھول

۱۔ یعنی مسجد میں مجرموں کے نیسلے تو کو روگ مردوں میں سزا بھی نہ دو کہ اس میں مسجدوں کی بے حرمتی ہے کہ سزاوں میں خون وغیرہ بھی لکھتا ہے جس سے مسجد خراب ہو گی، مسجدیں نماز، ذکر، درس وغیرہ کے لیے ہیں یہ کام ان کے خلاف ہے۔

۲۔ یعنی اگر باپ اپنے بیٹے کو ظلمان قتل کر دے تو اس کے عوض باپ کو قتل نہ کیا جاوے گا بلکہ اس سے دیت لی جائے گی، مال، دادا، ناتا ب کا یہ ہی حکم ہے۔ یہ ہی مذهب ہے امام ابوحنیفہ و امام شافعی و احمد کا، امام مالک کے ہاں سب سے قصاص لیا جاوے گا۔ خیال رہے کہ اگر پیانا باپ کو قتل کر دے تو اس سے قصاص لیا جاوے گا۔ (مرآۃ المنانجیح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۸۲)

(14) المرجع السابق، الحدیث: 1404، ج 3، ص 100.

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واللہ وسلم) نے دریافت کیا، یہ کون ہے؟ میرے والد نے کہا، یہ میرا لڑکا ہے آپ اس کے گواہ رہیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واللہ وسلم) نے فرمایا: خبردار نہ یہ تمہارے اوپر جنایت کر سکتا ہے اور نہ تم اس پر جنایت کر سکتے ہو۔ (15) (بلکہ جو جنایت کریگا وہی ماخوذ ہوگا)

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ آپ کا نام سراج ابن مالک ابن جعفر ہے، مدینی کعافی ہیں، مقام قدیدہ میں رہتے تھے، بڑے شاعر تھے، ان کا داتعہ ہے کہ بھرت کے دن آپ غار ثور بیک بری نیت سے پہنچے تھے اور آپ کے گھوڑے کو زمین نے پکڑ لیا تھا، پھر اس جگہ ایمان بھی لائے اماں بھی حاصل کی، آپ ہی سے حضور نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ہاتھ میں کسری پرویز کے سکون دیکھتا ہوں، آپ کی وفات ۱۲ جون ۱۳۷۵ھ میں ہوئی۔ شعر
ابن مالک کو دی بشارت تاج

۲۔ یعنی اگر باپ کو بیٹا قتل کر دیتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا تھاں بیٹے سے لیتے تھے اور اگر اس کے بر عکس بیٹے کو باپ قتل کر دیتا تو باپ سے تھاں نہ لیتے تھے۔

۳۔ وجہ ضعیف یہ ہے کہ اس کی اسناد میں اضطراب ہے مگر خیال رہے کہ قریبًا تمام اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے کہ باپ سے بیٹے کا تھاں نہیں لیتے اس عمل علماء سے حدیث کا ضعف جاتا رہا، اس کی تحقیق ہماری کتاب جامع الحق حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

(مراۃ الناجیح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۸۳)

(15) سنن ابی داؤد، کتاب الدیات، باب لائلا خذ أحد بحریرة أخیه أبا بیہ، الحدیث: 4495، ج 4، ص 223.

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ آپ کا نام رفاعة ابن یثربی تھی ہے، آپ امراء القیم کی اولاد سے ہیں۔
۲۔ یا اشہد صیغہ مخاطب امر ہے یعنی حضور گواہ رہیں یا اشہد تکلم مختار ہے یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ میری پشت سے ہے۔ انکا مقصد یہ تھا کہ میں اور یہ چونکہ باپ بیٹے ہیں اس لیے میرے جرم کا یہ ذمہ دار ہوگا اور اس کے جرم کا میں ذمہ دار جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں مردج تھا اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فرمایا جو آگے مذکور ہے۔

۳۔ یعنی تمہارے جرم میں وہ نہ پکڑا جائے گا اور اس کے جرم میں تم نہ پکڑے جاؤ گے، اس کا تھاں تم سے اور تمہارا تھاں اس سے نہ لیا جائے گا یا کل قیامت میں تمہارے گناہ میں وہ نہ پکڑا جائے گا اور اس کے گناہ میں تم گرفتار ہو گے اپنی کرنی اپنی بھرنی ہوگی۔ خیال رہے کہ بچے کے گناہ پر باپ کی پکڑ جب ہوگی جب باپ نے بچہ کی تربیت میں کوئا ہی کر کے اسے مجرم بنایا ہو لہذا یہ حدیث دوسری احادیث کے خلاف نہیں۔

۴۔ مہربوت جو پشت پر دو کاندھوں کے درمیان پیدائش شریف سے ہی قدرتی طور پر انڈے کے برابر تھی ابھرا ہوا گوشت تھا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل تھی، یہ حضرت سعیہ کہ کوئی پھوڑا بغیرہ ہے عارضی یا ہری اس لیے وہ عرض کیا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ ←

حدیث 18: امام ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و داڑی ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا جب باغیوں نے محاصرہ کیا تو کھڑکی سے جھانک کر فرمایا کہ میں تم کو خدا (تعالیٰ) کی قسم دلاتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مرد مسلم کا خون حلال نہیں ہے۔ مگر تین وجہوں سے، احسان کے بعد (یعنی شادی شدہ ہونے کے بعد) زنا سے یا اسلام کے بعد کفر سے یا کسی نفس کو بغیر کسی نفس کے قتل کر دینے سے انہیں وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ قسم خدا کی، نہ میں نے زمانہ کفر میں زنا کیا اور نہ زمانہ اسلام میں اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی مرتد نہیں ہوا اور کسی ایسی جان کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا، قتل نہیں کیا پھر تم مجھے کیوں قتل کرتے ہو۔ (16)

۵۔ یعنی یہ حیر قابل علاج نہیں بلکہ تم قابل علاج ہو کہ اس قسم کی گفتگو کر رہے ہو اپنے کوشانی الامراض سمجھتے اور کہتے ہو، شافی امراض اللہ تعالیٰ ہے۔ خیال رہے کہ یہاں طبیب بمعنی شافی مطلق ہے نہ کہنے طب سیکھا ہوا ہدایۃ اللہ تعالیٰ کو طبیب کہنا شرعاً درست نہیں کہ یہ لفظ طبابت کا پیشہ کرنے والوں پر بھی بولا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو معلم نہیں کہہ سکتے اگرچہ وہ خود فرماتا ہے: ﴿عَلَمَ الْقُرْآنَ﴾ کیونکہ معلم عموماً تنخواہ دار مدرسین کو کہا جاتا ہے اور جو لفظ دو معنے رکھتا ہوا جھٹے اور برے اس کو اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ کے نام تو قبیل ہیں جو نص میں وارد ہو گئے انہی سے اسے پکارا جائے۔ (مرقات) (مراۃ النانجی شرح مشکوۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۸۳)

(16) جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء لاتحمل دم امریٰ مسلم... راجح، الحدیث: 2165، ج 4، ص 64.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ابو امامہ کا نام سعد ہے، علماء تابعین سے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف سے دو سال پہلے ولادت ہوئی، خود حضور نے ان کا نام اور کنیت جو یہ فرمائی، بہت لوگوں کی وجہ سے زیارت نہ کر سکے، اپنے والد کاہل اور حضرت ابو سعید خدری سے روایات میں، نہ اجوہ میں وفات پائی۔ (اشعر) آپ کے والد کاہل ابن حنیف صحابی ہیں، بدر واحد وغیرہ تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے احمد میں حضور کے قریب رہے ثابت قدم رہے اور خلافت علی مرتضیٰ میں حضرت علی کی طرف سے مدینہ منورہ کے گورنر رہے، سعید، میں وفات پائی۔ (مرقات)

۲۔ یعنی جب مصری و دیگر باغیوں نے آپ کا گھر گھیر لیا اور آپ مجبوڑا گھر میں مقید ہو گئے تب گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف جھانک کریے فرمایا۔

۳۔ اس کلام میں خطاب ان لوگوں سے ہے جو آپ کا گھر گھیرے ہوئے آپ کے قتل کے درپے تھے، چونکہ یہ حدیث سب میں شائع ہو چکی اس لیے آپ نے فرمایا اتعلمهون۔

۴۔ یہ حضرت عثمان کا بڑا ہی کمال ہے کہ عرب جیسے ملک میں رہ کر بہت مادر ہو کر اسلام سے پہلے بھی زنا سے محفوظ رہے ورنہ زمانہ جالمیت میں تو زنا پر فخر کیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے اس صحابی کو زنا سے پہلے ہی سے محفوظ رکھا۔

حدیث 19: ابو داود حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن تیز رو (17) اور صالح رہتا ہے جب تک حرام خون نہ کر لے اور جب حرام خون کر لیتا ہے تو اب وہ تحک جاتا ہے (18)۔ (19)

حدیث 20: ابو داود انہیں سے اور نسائی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امید ہے کہ گناہ کو اللہ (عزوجل) بخش دے گا مگر اس شخص کو نہ بخشنے گا جو مشرک ہی مر جائے یا جس نے کسی مرد مومن کو قصد ان حق قتل کیا۔ (20) (اس کی تاویل آگے آئے گی)

۵۔ یعنی میرے قتل سے پہلے یہ سوچ لو کہ تم کتنا بڑا گناہ کر رہے ہو اور رب تعالیٰ کے ہاں اس کا کیا جواب دو گے۔ خیال رہے کہ باقی خارجی کو بھی بغاوت یا خروج کی وجہ سے قتل کرنا جائز ہے مگر یہ دونوں چیزوں بہت کم واقع ہوتی ہیں اس لیے ان کا ذکر اس حدیث میں نہیں آیا، نیز بغاوت و خراج شخصی جرم نہیں تو قوی جرم ہے یہاں شخصی جرم کا ذکر ہے لہذا تو اس حدیث پر کوئی اعتراض ہے نہ یہ حدیث دوسری احادیث کے خلاف۔

۶۔ یعنی الفاظ حدیث داری نے نقل فرمائے ورنہ یہ تقدیر تو بہت کتب میں مردی ہے۔ (مراۃ المنایح شرح مشکلاۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۷۹)

(17) یعنی مومن نیکی میں جلدی کرنے والا ہوتا ہے۔

(18) یعنی قتل ناحق کی نحوست سے انسان توفیق خیر سے محروم رہ جاتا ہے اسی کو تحک جانے سے تعبیر فرمایا۔

(19) سنن ابی داود، کتاب لفظن واللاحِم، باب فی تعظیم قتل المؤمن، الحدیث: 4270، ج 4، ص 139.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ صانع لفظ موقنا کی تفسیر ہے یا تفصیل یعنی بندہ مومن کو نیک اعمال میں جلدی کرنے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ خیال رہے کہ توفیق خیر ملنا رب تعالیٰ کی خاص هبہ رہی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ شعر

جرم بخش و عفو کون بکشا گرہ
و سگیر و رہما توفیق رہ

۲۔ یعنی قتل ناحق کی نحوست سے انسان توفیق خیر سے محروم رہ جاتا ہے۔ بلح بلوخا کے معنے ہیں تحک جانا، محروم رہ جانا، حیران ہو جانا یہ حیرانی دنیا میں تو اس طرح ہو گی کہ اس کے دل کو اطمینان، نیکیوں کی توفیق میرنہ ہو گی اور خدا شہ ہے کہ جوابات قبر میں حیرانی رہ جائے اور ہو سکتا ہے کہ قیامت کے حساب میں حیران و سرگردان رہے، غرضکہ خون ناحق دنیا و آخرت کا وہاں ہے۔ خیال رہے کہ ظلمنا قتل کرنا، قتل کرنا، قتل میں مدد دینا، بعد قتل قاتل کی حمایت کرنا سب ہی اس سزا کے مستحق ہیں۔ مرقات میں ایک حدیث نقل فرمائی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے قتل ناحق میں آدمی بات سے مدد دی وہ کل قیامت میں اٹھنے کا تو اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا آئیں من رحمۃ اللہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ (مراۃ المنایح شرح مشکلاۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۸۰)

حدیث 21: امام ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده روایت کی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اس نے ماتحت جان بوجہ کر قتل کیا وہ اولیاً مقتول کو دے دیا جائے گا۔ پس وہ اگر چاہیں قتل کریں اور اگر چاہیں دیت لیں۔ (21)

حدیث 22: داری نے ابن شریح خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو فرماتے سنا ہے کہ جو اس بات کے ساتھ بنتا ہو کہ اس کے یہاں کوئی قتل ہو گیا یا زخمی ہو گیا تو تم چیزوں میں سے ایک اختیار کرے۔ اگر چوتھی چیز کا ارادہ کرے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو (یعنی روک دو) یہ اختیار ہے کہ قصاص لے یا معاف کرے یا دیت لے پھر ان تینوں باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کے بعد اگر کوئی زیادتی کرے تو اس کے لیے جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ (22)

حدیث 23: ابو داود جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ

حکیم الامت کے مدنی پھول

اس ہر گناہ سے مراد شرک و کفر کے علاوہ گناہ ہیں کیونکہ وہ دونوں لاکن بخشش نہیں۔ معلوم ہوا کہ حقوق العباد بھی لاکن بخشش ہیں کہ رب تعالیٰ صاحب حق سے معاف کرادے مگر قتل ماتحت لاکن بخشش نہیں اسکی ضرور سزا ملے گی الابرحة اللہ۔

۱۔ قتل موسمن سے مراد ظلمان قتل ہے عمداً قتل کی قید اس لیے لگائی کہ خطاء اور شبہ عمد قتل کا یہ حکم نہیں اسی لیے ان دونوں قتلوں میں قصاص نہیں۔ اس حدیث کی بناء پر بعض لوگوں نے گناہ کبیرہ کرنے والے کو کافر مانا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ کافر تو نہیں مگر موسمن بھی نہیں بلکہ فاسق ہے یعنی نہ موسمن نہ کافر، بعض نے فرمایا کہ وہ ہے تو موسمن مگر دوزخ میں ہمیشہ رہے گا، مگر مذہب اہل سنت یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے والا موسمن ہی ہے اور اس کی تجارت ضروری ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو ماتحت قتل کرے قتل کو حلال جان کریا اس لیے قتل کرے کہ وہ موسمن کیوں ہوا وہ دوزخی دائی ہے لاکن بخشش نہیں کہ اب یہ قاتل کافر ہو گیا اور کافر کی بخشش نہیں، یا یہ فرمان ڈرانے دھکانے کے لیے ہے کہ یہ جرم اسی لاکن تھا کہ اس کا مر عکب ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے اور اس کا گناہ بخشانہ جاتا اگر یہ توجیہیں نہ کی جائیں تو یہ حدیث بہت آیات و احادیث کے خلاف ہو گی۔ حضور فرماتے ہیں میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لیے بھی ہو گی، رب تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ شرک نہ بخشنے گا اس کے سواہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔

(مراة المناجح شرح مشکوٰۃ الصانع، ج ۵، ص ۳۸۱)

(21) جامی الترمذی، کتاب الدیات، باب ما جاء فی الدین کم میں الامل، الحدیث: 1392، ج 3، ص 95.

حکیم الامت کے مدنی پھول

دلیوں سے مراد وارث قرابت دار ہیں جو دیت لے سکتے ہیں۔ (مراة المناجح شرح مشکوٰۃ الصانع، ج ۵، ص ۳۸۲)

(22) سنن الدارمی، کتاب الدیات، باب الدین فی قتل العبد، الحدیث: 2351، ج 2، ص 247.

اس کو معاف نہیں کروں گا جس نے دیت لینے کے بعد قتل کیا۔ (23)

حدیث 24: امام ترمذی وابن ماجہ نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس کے جسم میں کوئی زخم لگ جائے پھر وہ اس کا صدقہ کر دے (معاف رکھے) تو اللہ (عزوجل) اس کا ایک درجہ بڑھاتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے۔ (24)

حدیث 25: امام بن خاری اپنی صحیح میں عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرد نے عرض کی یا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کون سا گناہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک بڑا ہے؟ فرمایا کہ اللہ (عزوجل) کا کوئی شریک بتائے، حالانکہ اللہ (عزوجل) ہی نے تم کو پیدا کیا۔ عرض کی پھر کون سا گناہ؟ فرمایا پھر یہ کہ

حکیم الامت کے مدفنی پھول

۱۔ آپ کا نام خویلہ ابن عمرو کعی عدوی خزاعی ہے، فتح کہ کے دن ایمان لائے، اپنی کنیت میں مشہور ہوئے۔ (مرقات)

۲۔ عذائقل و ذخیر مراد ہے کیونکہ خطاۓ قتل و ذخیر میں قصاص نہیں ہوتا، قتل کی صورت میں تو ولی مقتول کو اختیار ہے اور ذخیر کی صورت میں خود مجروح کو اختیار ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

۳۔ مثلاً قصاص بھی لے اور دیت بھی چاہے یا معاف بھی کرے قصاص بھی لے، یہ اجتماع چوہنی صورت ہے یا مثلًا خالم نے اس کی انگلی کاٹی تھی یہ مجروح اس کا پورا ہاتھ کاٹنا چاہے۔

۴۔ کس زخم کی کتنی دیت ہے اس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

۵۔ کہ معاف کر کنے کے بعد قصاص یا دیت لے لے یا دیت کے بعد قصاص یا قصاص کے بعد دیت لے لے۔

۶۔ اگر اس نے یہ ظلم حال سمجھ کر کیا تو اس کا دوزخ میں ہمیشہ ابد الایاد تک رہنا ظاہر ہے اور اگر حرام جان کر کیا تو یہاں خلوٰہ سے مراد بہت عرصہ تک دوزخ میں رہنا ہے کیونکہ دوزخ کی ہیئتی صرف کفار کے لیے ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۸۸)

(سنن ابی داود، کتاب الدیات، باب من يقتل بعد أخذ الدية، الحدیث: 4507، ج 4، ص 229)

حکیم الامت کے مدفنی پھول

۱۔ یعنی جو ولی مقتول قاتل سے دیت لے لے پھر اسے قتل بھی کر دے تو اسے معاف نہ کیا جائے گا۔ (لایٹنی) یا اسے میں نہ معاف کروں گا (لا اغفی)۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ ایسے ولی کو جو دیت لے کر بھی قاتل کو قتل کر دے قتل کیا جائے گا مگر مذہب جمہوریہ

ہے کہ اسے قتل نہ کیا جائے گا بلکہ کوئی اور سزادی جائے گی۔ اسے لا اغفی باب الفعال کا ماضی مجرمول بھی پڑھا گیا ہے جملہ بد دعا یعنی اللہ کرے اس کو معاف نہ کیا جائے، غرض کہ جمہور علماء کے نزدیک اس معاف نہ فرمانے سے مراد قتل کر دینا نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۵، ص ۳۹۰)

(24) جامع الترمذی، کتاب الدیات، باب ما جاء لغی المغفرة، الحدیث: 1398، ج 3، ص 97)

اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرو کہ وہ تمہارے ساتھ رکھائے گی۔ کہا۔ پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا، پھر یہ کہ اپنے پڑوی کی بیوی سے زنا کرو۔ یہ اللہ (عز وجل) نے اس کی تصدیق نازل فرمائی:

(وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّوْلَهَا أَخْرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ إِلَيْهِ حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَرْتَنُونَ وَمَنْ يَفْعُلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثْمًا) (۲۵) (يُضَعِّفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَاجِرًا) (۲۶) (مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَتَّلُ اللَّهُ سَيِّدُ الْمُحْسِنِينَ حَسَنَتْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا) (۲۷) (26)

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کوئی نہیں پوچھتے اور اس جان کو جسے اللہ نے حرام کیا ناحق قتل نہیں کرتے، اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا، اس کے لیے چند در چند (بہت زیادہ) عذاب کیا جائے گا قیامت کے دن۔ اور وہ اس میں مدتوں ذلت کے ساتھ رہے گا، مگر جو توبہ کر لے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے۔ اللہ ایسے لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ مغفرت والارحم والا ہے۔

حدیث 26: امام بخاری نے اپنی صحیح میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ان نقشباد سے ہوں جنہوں نے لیلۃ العقبہ (27) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ اللہ (عز وجل) کے ساتھ کسی کوشش کرنے کے لئے اور زنانہ کریں گے اور چوری نہ کریں گے اور ایسی جان کو قتل نہ کریں گے جس کو اللہ (عز وجل) نے حرام فرمایا اور لوث نہ کریں گے اور خدا (تعالیٰ) کی نافرمانی نہ کریں گے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم کو جنت دی جائے گی اور اگر ان میں سے کوئی کام ہم نے کیا تو اس کا فیصلہ اللہ (عز وجل) کی طرف ہے۔ (28)

حدیث 27: امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ (عز وجل) کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ مبغوض تین شخص ہیں۔ 1۔ حرم میں الحاد کرنے والا اور 2۔ اسلام میں طریقہ جاہلیت کا طلب کرنے والا اور 3۔ کسی مسلمان شخص کا ناحق خون طلب کرنے والا کہ اسے

(25) صحیح البخاری، کتاب الدیات باب قول اللہ تعالیٰ (وَمَنْ يَقْتَلْ مُؤْمِنًا مُّحَمَّدًا... إِنَّمَا)، الحدیث: 6861، ج 4، ص 356.

(26) الفرقان: 68-70.

(27) عقبہ سے مراد جمۃ العقبہ ہے جو منی میں واقع ہے، اس مقام پر رات کے وقت چند انصار مصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی جن میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

(28) صحیح البخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ (وَمَنْ أَحْيَاهَا)، الحدیث: 6873، ج 4، ص 359.

بہائے۔ (29)

حدیث 28: امام ابو جعفر طحاوی نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ قصاص میں قتل تکواری سے ہوگا۔ (30)



(29) المرجع السابق، باب من طلب دم لامریٰ بغیر حق، الحدیث: 6882، ج 4، ص 362.

(30) شرح معانی الآثار، کتاب الجنبیات، باب امریٰ بقتل رجل کیف يقتل؟، الحدیث: 4917، ج 3، ص 81.

مسائل فقہیہ

مسئلہ 1: قتل ناحق کی پانچ صورتیں ہیں۔ (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطأ (۴) قتل بالسیب۔ قتل عمد یہ ہے کہ کسی دھاردار آئے سے قصد اقتل کرے۔ آگ سے جلا دینا بھی قتل عمد ہی ہے۔ دھاردار آلہ مثلاً تکوار، چھری یا لکڑی اور بانس کی کھپٹی (بانس کا چڑا ہوا مکڑا) میں دھار نکال کر قتل کیا یا دھاردار پتھر سے قتل کیا، لوہا، ٹانڈا اور پتھل وغیرہ کی کسی چیز سے قتل کریگا، اگر اس سے جرح یعنی زخم ہوا تو قتل عمد ہے، مثلاً چھری، خجڑ، تیر، نیزہ، ٹیم (برچھا) وغیرہ کہ یہ سب آلہ جارحہ (یعنی زخمی کرنے والے آئے ہیں) ہیں۔ گولی اور چھرے سے قتل ہوا، یہ بھی اسی میں داخل ہے۔ (۱)

مسئلہ 2: قتل عمد کا حکم یہ ہے کہ ایسا شخص نہایت سخت گنہگار ہے۔ (۲)

کفر کے بعد تمام گناہوں میں سب سے بڑا گناہ قتل ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

(وَمَنْ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُّتَعَذِّلًا فَنَجَزَ أَوْلَاقَ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا) (۳)

جو کسی موسمن کو قصد اقتل کرے اس کی سزا جہنم میں مدتیں رہنا ہے۔

ایسے شخص کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں اس کے متعلق صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں اختلاف ہے جیسا کہ کتب حدیث میں یہ بات مذکور ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسے قاتل کی بھی مغفرت ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے۔ اگر وہ چاہے تو بخش دے (۴) جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا:

(إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشَرِّكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا كُونَ ذُلِّكَ لِمَن يَشَاءُ) (۵) (پ ۵، ع ۴)

بے شک اللہ (عز وجل) شرک یعنی کفر کو تو نہیں بخشنے گا۔ اس سے نیچے جتنے گناہ ہیں جس کے لیے چاہے گا مغفرت

(۱) الحدایہ کتاب البخاریات، ج ۲، ص 442.

والدر المختار، کتاب البخاریات، ج ۱۰، ص ۱۵۵-۱۵۷.

(۲) الدر المختار، کتاب البخاریات، ج ۱۰، ص ۱۵۸.

(۳) پ ۵، النساء: ۹۳.

(۴) الدر المختار و الدر المختار، کتاب البخاریات، ج ۱۰، ص ۱۵۸.

(۵) پ ۵، النساء: ۴۸.

فرمادے گا۔

اور چھلی آیت کا یہ مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ مومن کو جو بحیثیت مومن قتل کر لیا گیا اس کے قتل کو حلال سمجھے گا وہ بے شک ہمیشہ جنہم میں رہے گا یا خلوٰہ سے مراد بہت دنوں تک رہنا ہے۔

مسئلہ 3: قتل عمد کی سزا دنیا میں فقط قصاص ہے یعنی یہی معین ہے۔ ہاں اگر اولیاء مقتول معاف کر دیں یا قاتل سے مال لے کر مصالحت کر لیں تو یہ بھی ہو سکتا ہے مگر بغیر مرضی قاتل اگر مال لینا چاہیں تو نہیں ہو سکتا۔ یعنی قاتل اگر قصاص کو کبھی تو اولیاء مقتول اس سے مال نہیں لے سکتے۔ مال پر مصالحت کی صورت میں دیت کے برابر یا کم یا زیادہ تینوں ہی صورتیں جائز ہیں۔ یعنی مال لینے کی صورت میں یہ ضروری نہیں کہ دیت سے زیادہ نہ ہو اور جس مال پر صلح ہوئی وہ دیت کی قسم سے ہو یا دوسرا جنس سے ہو دنوں صورتوں میں کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ (6)

مسئلہ 4: قتل عمد میں قاتل کے ذمے کفارہ واجب نہیں۔ (7)

مسئلہ 5: اگر اولیاء میں سے کسی ایک نے معاف کر دیا تو بھی باقی کے حق میں قصاص ساقط ہو جائے گا لیکن دیت واجب ہو جائے گی۔ (8)

مسئلہ 6: اولیاء مقتول نے اگر نصف قصاص معاف کر دیا تو کل ہی معاف ہو گیا، یعنی اس میں تجزی نہیں ہو سکتی، اب اگر یہ چاہیں کہ باقی نصف کے مقابل میں مال لیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ (9)

مسئلہ 7: قتل کی دوسری قسم شبہ عمد ہے۔ وہ یہ کہ قصد اقتل کرے مگر اسلحہ سے یا جو چیزیں اسلحہ کے قائم مقام ہوں ان سے قتل نہ کرے مثلاً کسی کو لاٹھی یا پتھر سے مارڈا یا شبہ عمد ہے اس صورت میں بھی قاتل گنہ گار ہے اور اس پر کفارہ واجب ہے اور قاتل کے عصہ پر دیت مغلظہ واجب جو تین سال میں ادا کریں گے۔ دیت کی مقدار کیا ہوگی اس کو آئندہ ان شاء اللہ بیان کیا جائے گا۔ (10)

مسئلہ 8: شبہ عمد مارڈالنے ہی کی صورت میں ہے۔ اور اگر وہ جان سے نہیں مارا گیا بلکہ اس کا کوئی عضو تلف ہو گیا مثلاً لاٹھی سے مارا اور اس کا ہاتھ یا انگلی ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئی تو اس کو شبہ عمد نہیں کہیں گے بلکہ یہ عمد ہے اور اس صورت میں

(6) الدر المختار در الدختار، کتاب الجنایات، ج 10، ص 158.

(7) کنز الدقائق، کتاب الجنایات، ص 448.

(8) تبیین الحقائق، کتاب الجنایات، ج 7، ص 212.

(9) حاشیۃ الشیعی علی تبیین الحقائق، کتاب الجنایات، ج 7، ص 212.

(10) الدر المختار در الدختار، کتاب الجنایات، ج 10، ص 161.

قصاص ہے۔ (11)

مسئلہ 9: تیری قسم قتل خطاء ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس کے گمان میں غلطی ہوئی، مثلاً اس کو شکار سمجھ کر قتل کیا اور یہ شکار نہ تھا بلکہ انسان تھا یا حربی یا مرتد سمجھ کر قتل کیا حالانکہ کہ وہ مسلم تھا و سری صورت یہ ہے کہ اس کے فعل میں غلطی ہوئی مثلاً شکار پڑا یا چاند ماری پر گولی چلائی اور لگ گئی آدمی کو کہ یہاں انسان کو شکار نہیں سمجھا بلکہ شکار ہی کو شکار سمجھا اور شکار ہی پر گولی چلائی مگر ہاتھ بہک گیا۔ گولی شکار کو نہیں لگی بلکہ آدمی کو لگی، اسی کی یہ دو صورتیں بھی ہیں۔

نشانہ پر گولی لگ کر لوٹ آئی اور کسی آدمی کو لگی یا نشانہ سے پار ہو کر کسی آدمی کو لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا و سرے کو لگی یا ایک شخص کے ہاتھ میں مارنا چاہتا تھا و سرے کی گردن میں لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا مگر گولی دیوار پر لگی پھر پا کھا کر لوٹی اور اس شخص کو لگی یا اس کے ہاتھ سے لکڑی یا اینٹ چھوٹ کر کسی آدمی پر گری اور وہ مر گیا یہ سب صورتیں قتل خطاء کی ہیں۔ (12)

مسئلہ 10: قتل خطاء کا حکم یہ ہے کہ قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے عصبه پر دیت واجب ہے جو تین سال میں ادا کی جائے گی۔ قتل خطاء کی دو صورتیں ہیں اور ان میں اس کے ذمے قتل کا گناہ نہیں۔ یہ تو ضرور گناہ ہے کہ ایسے آلہ کے استعمال میں اس نے بے احتیاطی بر تی، شریعت کا حکم ہے کہ ایسے موقعوں پر احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ (13)

مسئلہ 11: مقتول کے جسم کے جس حصہ پر وار کرنا چاہتا تھا وہاں نہیں لگا۔ دوسری جگہ لگایہ خطاء نہیں ہے بلکہ عذر ہے اور اس میں قصاص واجب ہے۔ (14)

مسئلہ 12: قتل کی ان تینوں قسموں میں قاتل میراث سے محروم ہوتا ہے یعنی اگر کسی نے اپنے مورث کو قتل کیا تو اس کا ترکہ اس کو نہیں ملے گا بشرطیکہ جس سے قتل ہوا وہ مکلف (یعنی عاقل، بالغ ہو) ہو اور اگر مجنون یا بچہ ہے تو میراث سے محروم نہیں ہو گا۔ (15)

مسئلہ 13: چوتھی قسم قائم مقام خطاء جیسے کوئی شخص سوتے میں کسی پر گر پڑا اور یہ مر گیا اسی طرح چھٹ سے کسی انسان پر گرا اور مر گیا قاتل کی اس صورت میں بھی وہی احکام ہیں جو خطاء میں ہیں یعنی قاتل پر کفارہ واجب ہے اور اس کے

(11) در المختار در المحتر، کتاب الجنایات، الجزء الثاني، ص 90.

(12) الدر المختار در المحتر، کتاب الجنایات، ج 10، ص 161، 162.

(13) الدر المختار در المحتر، کتاب الجنایات، ج 10، ص 160، 161.

(14) المرجع السابق، ص 162.

(15) الدر المختار در المحتر، کتاب الجنایات، ج 10، ص 164.

عصب پر دیت اور قاتل میراث سے محروم ہوگا اور اس میں بھی قتل کرنے کا کناہ نہیں، مگر یہ گناہ ہے کہ ابھی بے احتیاطی کی جس سے ایک انسان کی جان ضائع کی۔ (16)

مسئلہ 14: پانچویں قسم قتل بالسبب، جیسے کسی شخص نے دوسرے کی ملک میں کنوں کھدا دیا، یا پھر رکھ دیا، یا راستہ میں لکڑی رکھ دی اور کوئی شخص کنوں میں گر کر یا پھر غیرہ یا لکڑی سے ٹھوکر کھا کر مر گیا۔ اس قتل کا سبب وہ شخص ہے جس نے کنوں کھدا تھا اور پھر غیرہ رکھ دیا تھا۔ اس صورت میں اس کے عصبه کے ذمے دیت ہے۔ قاتل پر نہ کفارہ ہے نہ قتل کا گناہ، اس کا گناہ ضرور ہے کہ پرانی ملک میں کنوں کھدا یا یا وہاں پھر رکھ دیا۔ (17)



کہاں قصاص واجب ہوتا ہے کہاں نہیں

بخاری، بیان

مسئلہ 1: قتل عمر میں قصاص واجب ہوتا ہے کہ ایسے کو قتل کیا جس کے خون کی محافظت ہمیشہ کے لیے ہو۔ چہرے مسلم یا ذمی کہ اسلام نے ان کی محافظت کا حکم دیا ہے۔ بشرطیکہ قاتل مکلف ہو، یعنی عاقل بالغ ہو۔ مجنون یا نابالغ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ اگر قاتل کے وقت عاقل تھا اور بعد میں مجنون ہو گیا۔ اگر قاتل کے لیے ابھی تک حوالے نہیں کیا گیا ہے۔ قصاص ساقط ہو جائے گا اور اگر قصاص کا حکم ہو چکا اور قاتل کرنے کے لیے دیا جا پکا ہے اس کے بعد مجنون ہو گیا تو قصاص ساقط نہیں ہو گا اور ان صورتوں میں بجائے قصاص اس پر دیت واجب ہو گی۔ (1)

مسئلہ 2: جو شخص کبھی مجنون ہو جاتا ہے اور کبھی ہوش میں آ جاتا ہے۔ اس نے اگر حالتِ افاقت میں کسی کو قتل کیا ہے تو اس کے بد لے میں قتل کیا جائے گا۔ ہاں اگر قاتل کے بعد اسے جنون مطمئن ہو گیا تو قصاص ساقط ہو گیا اور جنون مطمئن نہیں ہے تو قاتل کیا جائے گا۔ (2)

مسئلہ 3: قصاص کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ قاتل و مقتول کے ماہین شہر نہ پایا جاتا ہو۔ مثلاً باپ پیٹا اور آقا و غلام کہ یہاں قصاص نہیں اور اگر مقتول نے قاتل کو کہہ دیا کہ مجھے قتل کر ڈال، اس نے قتل کر دیا اس میں بھی قصاص واجب نہیں۔ (3)

مسئلہ 4: آزاد کو آزاد کے بد لے میں قتل کیا جائے گا اور غلام کے بد لے میں بھی قتل کیا جائے گا اور غلام کو (4) غلام کے بد لے میں اور آزاد کے بد لے میں قتل کیا جائے گا۔ مرد کو عورت کے بد لے میں اور عورت کو مرد کے بد لے میں قتل کیا جائے گا۔ مسلم کو ذمی کے بد لے میں قتل کیا جائے گا۔ حرbi اور متامن کے بد لے میں نہ مسلم سے قصاص لی جائے گا نہ ذمی سے، اسی طرح متامن سے متامن کے مقابل میں قصاص نہیں۔ ذمی نے ذمی کو قتل کیا، قصاص لیا جائے گا اور قاتل کے بعد قاتل مسلمان ہو گیا جب بھی قصاص ہے۔ (5)

(1) ر� المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود...، راجع 10، ص 164.

(2) الدر المختار و ر� المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود...، راجع 10، ص 164.

(3) المرجع السابق.

(4) جبکہ غلام کا مالک نہ ہو جیسا کہ مسئلہ نمبر 3، اور مسئلہ نمبر 8 میں مذکور ہے۔

(5) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني فیمن یقتل قصاصا...، راجع، ج 5، ص 3.

مسئلہ 5: مسلم نے مرتد یا مرتدہ کو قتل کیا اس صورت میں قصاص نہیں۔ دو مسلمان دارالحرب میں امان لے کر گئے اور ایک نے دوسرے کو دہن قتل کر دیا قصاص نہیں۔ (6)

مسئلہ 6: عاقل سے مجنوں کے بد لے میں اور بالغ سے نابالغ کے بد لے میں اور انکھیارے سے اندھے کے بد لے میں اور ہاتھ پاؤں والے سے لئے (یعنی ہاتھ پاؤں سے معدود) یا جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں اس کے بد لے میں تند رست سے بیمار کے بد لے میں اور مرد سے عورت کے بد لے میں قصاص لیا جائے گا۔ (7)

مسئلہ 7: اصول نے فروع کو قتل کیا مثلاً باپ ماں، دادا دادی، نانا نانی نے بیٹے یا پوتے یا نواسے کو قتل کیا اس میں قصاص نہیں بلکہ خود اس قاتل سے دیت دلوائی جائے گی بلکہ باپ کے ساتھ اگر بیٹے کے قتل میں کوئی اجنبی بھی شریک تھا تو اس اجنبی سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اس سے بھی دیت ہی لی جائے گی۔ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ دو شخصوں نے مل کر اگر کسی کو قتل کیا اور ان میں ایک وہ ہے کہ اگر وہ تنہا کرتا تو قصاص واجب ہوتا اور دوسرا وہ ہے کہ تنہا قتل کرتا تو اس پر قصاص واجب نہیں ہوتا تو اس پہلے سے بھی قصاص واجب نہیں، مثلاً اجنبی اور باپ دونوں نے قتل کیا یا ایک نے قصد ا قتل کیا اور دوسرے نے خطا کے طور پر، ایک نے توارے سے قتل کیا دوسرے نے لٹھی سے، ان سب صورتوں میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت واجب ہے۔ (8)

مسئلہ 8: مولیٰ نے اپنے غلام کو قتل کیا اس میں قصاص نہیں۔ اسی طرح اپنے مدبر یا مکاتب یا اپنی اولاد کے غلام کو قتل کیا یا اس غلام کو قتل کیا جس کے کسی حصہ کا قاتل مالک ہے۔ (9)

مسئلہ 9: قتل سے قصاص واجب تھا مگر اس کا وارث ایسا شخص ہوا کہ وہ قصاص نہیں لے سکتا تو قصاص ساقط ہو گیا مثلاً وہ قاتل اس وارث کے اصول میں سے ہے تو اب قصاص نہیں ہو سکتا۔ جیسے ایک شخص نے اپنے خسر کو قتل کیا اور اس کی وارث صرف اس کی لڑکی ہے یعنی قاتل کی بیوی۔ پھر یہ عورت مر گئی اور اس کا لڑکا وارث ہوا جو اسی شوہر سے ہے تو قصاص کی صورت میں بیٹے کا باپ سے قصاص لینا لازم آتا ہے، لہذا قصاص ساقط۔ (10)

مسئلہ 10: مسلم نے اگر مسلم کو مشرک سمجھ کر قتل کیا، مثلاً جہاد میں ایک مسلم کو کافر سمجھا اور مارڈا، اس صورت میں

(6) المرجع سابق۔

(7) الدر المختار در الحجۃ، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القوْد... راجع، ج 10، ص 168.

(8) المرجع سابق، ص 168، 169.

(9) الدر المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القوْد... راجع، ج 10، ص 169.

(10) الدر المختار در الحجۃ، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القوْد... راجع، ج 10، ص 171.

قصاص نہیں ہے بلکہ دیت و کفارہ ہے کہ یہ قتل عمد نہیں بلکہ قتل خطاء ہے اور اگر مسلم صرف کفار میں تھا اور کسی مسلم نے قتل کر ذالت و دیت و کفارہ بھی نہیں۔ (11)

مسئلہ 11: جن اگر ایسی شکل میں آیا جس کا قتل جائز ہے۔ مثلاً سانپ کی شکل میں آیا تو اس کے قتل میں کوئی مسواد نہیں۔ (12)

مسئلہ 12: قصاص میں جس کو قتل کیا جائے تو یہ ضرور ہے کہ تلوار ہی سے قتل کیا جائے اگرچہ قاتل نے اسے تلوار سے قتل کیا ہو بلکہ کسی اور طرح سے مارڈا لا ہو جس سے قصاص واجب ہوتا ہو۔ خبر یا نیزہ سے یاد دوسرے اسلحة سے قتل کرنا بھی تلوار ہی کے حکم میں ہے۔ لہذا اگر اسلحہ کے سوا کسی اور طرح سے قصاص میں قتل کیا، مثلاً کنویں میں گرا کر مارڈا لا یا پتھر وغیرہ سے قتل کیا تو ایسا کرنے سے تعزیر کا مستحق ہے۔ (13)

مسئلہ 13: کسی کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور وہ مر گیا تو قاتل کی گردن تلوار سے اڑادی جائے یہ نہیں کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر چھوڑ دیں۔ اسی طرح اگر اس کا سر توڑ ڈالا اور مر گیا تو قاتل کی گردن تلوار سے کاٹ دی جائے۔ (14)

مسئلہ 14: بعض اولیاء مقتول نے قصاص لے لیا تو باقی اولیاء اس سے حمان نہیں لے سکتے۔ (15)

مسئلہ 15: دو شخص ولی مقتول تھے، ان میں سے ایک نے معاف کر دیا اور دوسرے نے قاتل کو قتل کر ڈالا، اگر اسے یہ معلوم تھا کہ بعض اولیاء کے معاف کر دینے سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اگر نہیں معلوم تھا تو اس سے دیت لی جائے گی۔ (16)

مسئلہ 16: مقتول کے بعض اولیاء بالغ ہیں اور بعض نابالغ تو قصاص میں یہ انتظار نہیں کیا جائے گا کہ وہ نابالغ بالغ ہو جائیں بلکہ جو وہ نابالغ ہیں وہ ابھی قصاص لے سکتے ہیں۔ (17)

(11) المرجع السابق، ج 172، ص 172.

(12) المرجع السابق، ج 173، ص 173.

(13) الدر المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راجع، ج 10، ص 173.

(14) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني فیمن یعقل تصاصا... راجع، ج 6، ص 4.

(15) الدر المختار و رواجعه، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راجع، ج 10، ص 178.

(16) المرجع السابق.

(17) الحدایۃ، کتاب الجنایات، باب ما یوجب القصاص و مالا یوجبه، ج 2، ص 446.

مسئلہ 17: قاتل کو کسی اجنبی شخص نے (یعنی اس نے جو مقتول کا ولی (یعنی وارث) نہیں ہے) قتل کر دالا، اگر اس نے عمر اقتل کیا ہے تو اس قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ اور خطأ کے طور پر قتل کیا ہے تو اس قاتل کے عصہ سے دیت لی جائے گی، کیونکہ اس اجنبی کے لیے اس کا قتل حلال نہ تھا، اب اگر مقتول اول کا ولی یہ کہتا ہے کہ میں نے اس اجنبی سے قتل کرنے کو کہا تھا لہذا اس سے قصاص نہ لیا جائے تو جب تک گواہ نہ ہوں۔ اس کی بات نہیں مانی جائے گی اور اس اجنبی سے قصاص لیا جائے اور بہر صورت جب کہ قاتل کو اجنبی نے قتل کر دالا تو ولی مقتول کا حق ساقط ہو گیا (یعنی قصاص تو ہو ہی نہیں سکتا کہ قاتل رہا ہی نہیں اور دیت بھی نہیں لی جاسکتی کہ اس کے لیے رضامندی درکار ہے اور وہ پائی نہیں گئی۔ جس طرح قاتل مر جائے تو ولی مقتول کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں۔ (18)

مسئلہ 18: اولیاء مقتول نے گواہی سے یہ ثابت کیا کہ زید نے اسے زخمی کیا اور قتل کیا ہے اور زید نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ خود مقتول نے یہ کہا ہے کہ زید نے نہ مجھے زخمی کیا نہ قتل کیا تو انھیں گواہوں کو ترجیح دی جائے گی۔ (19)

مسئلہ 19: مجروح نے یہ کہا کہ فلاں نے مجھے زخمی نہیں کیا ہے، یہ کہہ کر مر گیا تو اس کے ورثہ اس شخص پر قتل کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ مجروح نے یہ کہا کہ فلاں شخص نے مجھے قتل کیا۔ یہ کہہ کر مر گیا اب اس کے ورثاء دوسرے شخص پر دعویٰ کرتے ہیں کہ اس نے قتل کیا ہے۔ یہ دعویٰ مسحون (یعنی قابل سماعت) نہیں ہوگا۔ (20)

مسئلہ 20: جس کو زخمی کیا گیا۔ اس نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا یا اس کے اولیاء نے مرنے سے پہلے معاف کر دیا یہ معافی جائز ہے۔ یعنی اب قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (21)

مسئلہ 21: کسی کو زہر دے دیا۔ اسے معلوم نہیں اور لا علمی میں کھاپی گیا تو اس صورت میں نہ قصاص ہے نہ دیت، مگر زہر دینے والے کو قید کیا جائے گا اور اس پر تعزیر ہوگی اور اگر خود اس نے اس کے منہ میں زبردستی ڈال دیا یا اس کے ہاتھ میں دیا اور پینے پر مجبور کیا تو دیت واجب ہوگی۔ (22)

مسئلہ 22: یہ کہا کہ میں نے اپنی بد دعا سے فلاں کو ہلاک کر دیا یا باطنی تیروں سے ہلاک کیا یا اسورہ بانفال پڑھ کر

(18) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راجح، ج 10، ص 177.

(19) المرجع السابق، ص 179.

(20) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راجح، بحث ثریف، ج 10، ص 179.

(21) المرجع السابق.

(22) المرجع السابق، ص 180.

ہلاک کیا تو یہ اقرار کرنے والے پر قصاص وغیرہ لازم نہیں۔ اسی طرح اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء تھریہ پڑھ کر اس کو ہلاک کر دیا، اس کہنے سے بھی کچھ لازم نہیں۔ نظر بد سے ہلاک کرنے کا اقرار کرے اس کے متعلق کچھ منقول نہیں۔ (23)

مسئلہ 23: کسی نے اس کا سر توڑا والا اور خود اس نے بھی اپنا سر توڑا اور شیر نے اسے زخم کیا اور سانپ نے بھی کاٹ کھایا اور یہ مر گیا تو اس شخص پر جس نے سر توڑا ہے تھائی دیت واجب ہوگی۔ (24)

مسئلہ 24: ایک شخص نے کئی شخصوں کو قتل کیا اور ان تمام مقتولین کے اولیاء نے قصاص کا مطالبہ کیا تو سب کے بد لے میں اس قاتل کو قتل کیا جائے گا اور فقط ایک کے ولی نے مطالبہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو باقیوں کا حق ساقط ہو جائے گا۔ یعنی اب ان کے مطالبہ پر کوئی مزید کارروائی نہیں ہو سکتی۔ (25)

مسئلہ 25: ایک شخص کو چند شخصوں نے مل کر قتل کیا تو اس کے بد لے میں یہ سب قتل کئے جائیں گے۔ (26)

مسئلہ 26: ایک سے زیادہ مرتبہ جس نے گلا گھونٹ کر مارڈا لاس کو بطور سیاست قتل کیا جائے اور گرفتاری کے بعد اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول نہیں اور اس کا وہی حکم ہے جو جادوگر کا ہے۔ (27)

مسئلہ 27: کسی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر شیر یا درندے کے سامنے ڈال دیا اس نے مارڈا لاء، ایسے شخص کو سزا دی جائے اور مارا جائے (یعنی پٹائی کی جائے) اور قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہیں قید خانہ ہی میں مر جائے اسی طرح اگر ایسے مکان میں کسی کو بند کر دیا جس میں شیر ہے جس نے مارڈا لاء یا اس میں سانپ ہے جس نے کاٹ لیا۔ (28)

مسئلہ 28: بچہ کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ یا برف پر ڈال دیا اور وہ مر گیا تو ان دونوں صورتوں میں دیت ہے اور اگر آگ میں ڈال کر نکال لیا اور تھوڑی سی زندگی باقی ہے مگر کچھ دنوں بعد مر گیا تو قصاص ہے اور اگر چلنے پھر نے لگا پھر مر گیا تو قصاص نہیں ہے۔ (29)

(23) رذخسار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راغ، بحث شریف، ج 10، ص 181.

(24) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني فیمن یقتل تصاصا... راغ، ج 6، ص 4.

(25) المرجع السابق

(26) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني، فیمن یقتل تصاصا... راغ، ج 6، ص 5.

(27) الدر المختار و رذخسار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راغ، بحث شریف، ج 10، ص 183.

(28) الدر المختار و رذخسار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راغ، بحث شریف، ج 10، ص 183.

(29) المرجع السابق، ص 184

مسئلہ 29: ایک شخص نے دوسرے کا پیٹ پھاڑ دیا کہ آنتیں نکل پڑیں۔ پھر کسی اور نے اس کی گردن اڑادی تو قاتل ہی ہے جس نے گردن ماری۔ اگر اس نے عمدًا کیا ہے تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہو تو دیت واجب ہے اور جس نے پیٹ پھاڑا اس پر تہائی دیت واجب ہے اور اگر پیٹ اس طرح پھاڑا کہ پیٹ کی جانب زخم نفوذ کر گیا تو دیت کی دو تہائیں۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ پیٹ پھاڑنے کے بعد وہ شخص ایک دن یا کچھ کم زندہ رہ سکتا ہو، اور اگر زندہ رہ سکتا ہو اور مقتول کی طرح ترپ رہا ہو تو قاتل وہ ہے جس نے پیٹ پھاڑا، اس نے عمدًا کیا ہو تو قصاص ہے اور خطا کے طور پر ہو تو دیت ہے اور جس نے گردن ماری اس پر تعزیر ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص نے ایسا زخم کیا تو قاتل وہی پہلا شخص ہے۔ اگر دونوں نے ایک ساتھ زخم کیا تو دونوں قاتل ہیں۔ اگرچہ ایک نے دس دار کئے اور دوسرے نے ایک ہی دار کیا ہو۔ (30)

مسئلہ 30: کسی شخص کا گلا کاث دیا۔ صرف حلقوم (31) کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہے اور ابھی جان باقی ہے دوسرے نے اسے قتل کر ڈالا تو قاتل پہلا شخص ہے دوسرے پر قصاص نہیں کیوں کہ اس کا میت میں شمار ہے لہذا اگر مقتول اس حالت میں تھا اور مقتول کا بیٹا مر گیا تو بیٹا وارث ہو گا یہ مقتول اپنے بیٹے کا وارث نہیں ہو گا۔ (32)

مسئلہ 31: جو شخص حالت نزع میں تھا اسے قتل کر ڈالا اس میں بھی قصاص ہے۔ اگرچہ قاتل کو یہ معلوم ہو کہ اب زندہ نہیں رہے گا۔ (33)

مسئلہ 32: کسی کو عمدًا زخم کیا گیا کہ وہ صاحب فراش ہو گیا (34) اور اسی میں مر گیا تو قصاص لیا جائے گا۔ ہاں اگر کوئی ایسی چیز پائی گئی جس کی وجہ سے یہ کہا گیا ہو کہ اسی زخم سے نہیں مرا ہے تو قصاص نہیں۔ مثلاً کسی دوسرے نے اس مجروح کی گردن کاٹ دی تو اب مرنے کو اس کی طرف نسبت کیا جائے گا یا وہ شخص اچھا ہو کر مر گیا تو اب یہ نہیں کہا جائے گا کہ اسی زخم سے مرا۔ (35)

مسئلہ 33: جس نے مسلمانوں پر تلوار کھینچی ایسے کو اس حالت میں قتل کر دینا واجب ہے یعنی اس کے شرک وفع کرنا

(30) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني نہیں یقتل قصاصا... راجح، ج 6، ص 6.

(31) مغلی میں سائبیں آنے جانے والی رگ۔

(32) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني نہیں یقتل قصاصا... راجح، ج 6، ص 6.

(33) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راجح، بحث شریف، ج 10، ص 184.

(34) یعنی ایسا زخم کر دیا کہ وہ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا اور صرف بستر پر لیٹا رہا۔

(35) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راجح، بحث شریف، ج 10، ص 185.

واجب ہے، اگرچہ اس کے لیے قتل ہی کرنا پڑے اسی طرح اگر ایک شخص پر تکوار کھینچی تو اسے بھی قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہی شخص قتل کرے جس پر تکوار اٹھائی یا دوسرا شخص۔ اسی طرح اگر رات کے وقت شہر میں لاٹھی سے حملہ کیا یا شہر سے باہر دن یا رات میں کسی وقت بھی حملہ کیا اور اس کو کسی نے مارڈا تو اس کے ذمہ پکھنیں۔ (36)

مسئلہ 34: مجنون نے کسی پر تکوار کھینچی اور اس نے مجنون کو قتل کر دیا تو قاتل پر دیت واجب ہے جو خود اپنے مال سے ادا کرے۔ یہی حکم بچپہ کا ہے کہ اس کی بھی دیت دینی ہوگی اور اگر جانور نے حملہ کیا اور جانور کو مارڈا تو اس کی قیمت کا تاثران وینا ہوگا۔ (37)

مسئلہ 35: جو شخص تکوار مار کر بھاگ گیا کہ اب دوبارہ مارنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ پھر اسے کسی نے مارڈا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ یعنی اسی وقت اس کو قتل کرنا جائز ہے جب وہ حملہ کر رہا ہو یا حملہ کرنا چاہتا ہے بعد میں جائز نہیں۔ (38)

مسئلہ 36: گھر میں چور گھسا اور مال چڑا کر لے جانے لگا صاحب خانہ نے پیچھا کیا اور چور کو مارڈا۔ تو قاتل کے ذمہ پکھنیں مگر یہ اس وقت ہے کہ معلوم ہے کہ شور کریگا اور چلائے گا تو مال چھوڑ کر نہیں بھاگے گا اور اگر معلوم ہے کہ شور کریگا تو مال چھوڑ کر بھاگ جائے گا تو قتل کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اس وقت قتل کرنے سے قصاص واجب ہوگا۔ (39)

مسئلہ 37: مکان میں چور گھسا اور ابھی مال لے کر نکلا نہیں اس نے شور و غل کیا مگر وہ بھاگا گا نہیں یا اس کے مکان میں یاد دسرے کے مکان میں نقب لگا رہا ہے (40) اور شور کرنے سے بھاگتا نہیں، اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ چور ہونا اس کا مشہور و معروف ہو۔ (41)

مسئلہ 38: ولی مقتول نے قاتل کو یا کسی دسرے کو قصاص ہبہ کر دیا۔ یہ ناجائز ہے۔ یعنی قصاص ایسی چیز نہیں جس کا مالک دسرے کو بنایا جاسکے اور اس کو ہبہ کرنے سے قصاص ساقط نہیں ہوگا۔ (42)

(36) الحدایۃ، کتاب الجنایات، باب ما یوجب القصاص و مالا یوجبه، فصل، ج 2، ص 448.

(37) الدر المختار و الرامخار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راجع، بحث شریف، ج 10، ص 188.

(38) الحدایۃ، کتاب الجنایات، ج 2، ص 448، 449.

(39) المرجع السابق، ص 449.

(40) یعنی چوری کے ارادے سے دیوار میں سوراخ کر رہا ہے۔

(41) الدر المختار و الرامخار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود... راجع، بحث شریف، ج 10، ص 189.

(42) المرجع السابق، ص 192.

مسئلہ 39: ولی مقتول نے معاف کر دیا یہ صلح سے افضل ہے اور صلح قصاص سے افضل ہے اور معاف کرنے کی صورت میں قاتل سے دنیا میں مطالبہ نہیں ہو سکتا ہے نہ اب قصاص لیا جا سکتا ہے نہ دیت لی جا سکتی ہے۔ (43) رہا مواخذہ اخروی (یعنی آخرت کی پکڑ)، اس سے بری نہیں ہوا، کیوں کہ قتل ناقن میں تین حق اس کے ساتھ متعلق ہیں۔ ایک حق اللہ، دوسرا حق مقتول، تیسرا حق ولی مقتول، ولی کو اپنا حق معاف کرنے کا اختیار تھا سو اس نے معاف کر دیا مگر حق اللہ اور حق مقتول بدنستور باقی ہیں۔ ولی کے معاف کرنے سے وہ معاف نہیں ہوئے۔ (44)

مسئلہ 40: مجروح کا معاف کرنا صحیح ہے یعنی معاف کرنے کے بعد مر گیا تو اب ولی کو قصاص لینے کا اختیار نہیں رہا۔ (45)

مسئلہ 41: قاتل کی توبہ صحیح نہیں جب تک وہ اپنے کو قصاص کے لیے پیش نہ کر دے۔ یعنی اولیائے مقتول کو جس طرح ہو سکے راضی کرے۔ خواہ وہ قصاص لے کر راضی ہوں یا کچھ لے کر مصالحت (یعنی صلح) کریں یا بغیر کچھ لے کر معاف کر دیں۔ اب وہ دنیا میں بری ہو گیا اور معصیت (گناہ) پر اقدام کرنے کا جرم و ظلم یہ توبہ سے معاف ہو جائے گا۔ (46)



(43) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، فصل فيما يوجب القود... الخ، بحث شریف، ج 10، ص 192.

(44) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، فصل فيما يوجب القود... الخ، بحث شریف، ج 10، ص 192.

(45) المرجع السابق، ص 179.

(46) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، فصل فيما يوجب القود... الخ، بحث شریف، ج 10، ص 192.

اطراف میں قصاص کا بیان

مسئلہ 1: اعضا میں قصاص وہیں ہوگا جہاں مماثلت (برابری، مساوات) کی رعایت کی جاسکے۔ یعنی جتنا اس نے کیا ہے اتنا ہی کیا جائے۔ یہ اختال نہ ہو کہ اس سے زیادتی ہو جائے گی۔ (1)

مسئلہ 2: ہاتھ کو جوڑ پر سے کاث لیا ہے، اس کا قصاص لیا جائے گا، جس جوڑ پر سے کاثا ہے اسی جوڑ پر سے اس کا بھی ہاتھ کاث لیا جائے۔ اس میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کا ہاتھ چھوٹا تھا اور اس کا بڑا ہے کہ ہاتھ ہاتھ دونوں یکساں قرار پائیں گے۔ (2)

مسئلہ 3: کلائی یا پنڈلی درمیان میں سے کاث دی یعنی جوڑ پر سے نہیں کائی بلکہ آدمی یا کم و بیش کاث دی اس میں قصاص نہیں کہ یہاں مماثلت ممکن نہیں اس طرح ناک کی ہڈی کل یا اس میں سے کچھ کاث دی یہاں بھی قصاص نہیں۔ (3)

مسئلہ 4: پاؤں کاٹا یا ناک کا نرم حصہ کاٹا یا کان کاٹ دیا۔ ان میں قصاص ہے اور اگر ناک کے نرم حصہ میں سے کچھ کاٹا ہے تو قصاص واجب نہیں اور ناک کی نوک کائی ہے تو اس میں حکومت عدل ہے۔ کائیے والے کی ناک اس کی ناک سے چھوٹی ہے۔ تو جس کی ناک کائی ہے اس کو اختیار ہے کہ قصاص لے یادیت اور اگر کائیے والے کی ناک میں کوئی خرابی ہے مثلاً وہ خشم ہے جسے بمحض نہیں ہوتی یا اس کی ناک کچھ کٹی ہوئی ہے یا اور کسی قسم کا نقصان ہے تو اس کو اختیار ہے کہ قصاص لے یادیت۔ (4)

مسئلہ 5: کان کائیے میں قصاص اس وقت ہے کہ پورا کاث لیا ہو۔ یا اتنا کاٹا ہو جس کی کوئی حد ہوتا کہ اتنا ہی اس کا کان بھی کاٹا جائے۔ اور اگر یہ دونوں باقیل نہ ہوں تو قصاص نہیں کہ مماثلت ممکن نہیں۔ کائیے والے کا کان چھوٹا ہے اور اس کا بڑا تھا۔ یا کائیے والے کے کان میں چھید (یعنی سوراخ) ہے یا یہ پھٹا ہوا ہے اور اس کا کان سالم تھا (یعنی پورا

(1) الدر المختار، کتاب البخایات، باب القووی فیما دوں النفس، ج 10، ص 195.

(2) الدر المختار و الدر المختار، کتاب البخایات، باب القووی فیما دوں النفس، ج 10، ص 195.

(3) الدر المختار و الدر المختار، کتاب البخایات، باب القووی فیما دوں النفس، ج 10، ص 195.

(4) الدر المختار و الدر المختار، کتاب البخایات، باب القووی فیما دوں النفس، ج 10، ص 195، 196.

تحاکثا ہوانہ تھا)، تو اسے اختیار ہے کہ قصاص لے یادیت۔ (5)

هَذَا مَا تَيَسَّرَ لِي إِلَى الْأَنْ وَمَا تُؤْفِيَنِي إِلَّا بِاللَّهِ وَهُوَ حَسِيبٌ وَنَعْمَ الْوَكِيلُ نَعْمَ الْمَوْلَى وَنَعْمَ
الْمُصِيرُ وَاللَّهُ الْمَسْئُولُ أَنْ يُوفِقَنِي لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ وَيُرْزُقَنِي حُسْنَ الْخَاتَمَةِ عَلَى الْكِتَابِ
وَالسُّنْنَةِ وَإِنَّا الْفَقِيرُ الْحَقِيرُ أَبُو الْعَلَاءِ فَخَمَدَ أَجْمَعُ عَلَى الْأَعْظَمِيِّ غُفرَلَهُ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمُعْتَبِيهِ
وَلِأَسَاطِينَهِ.



یہاں سے جدید تصنیف کا آغاز ہوتا ہے۔

مسئلہ 1: زخموں کا قصاص صحت کے بعد لیا جائے گا۔ (6)

مسئلہ 2: داہنے ہاتھ کی جگہ بایاں ہاتھ اور تند رست کی جگہ ایسا شل ہاتھ جو ناقابل انتفاع ہو اور عورت کے ہاتھ
کے بد لے مرد کا ہاتھ اور مرد کے ہاتھ کے بد لے میں عورت کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (7)

مسئلہ 3: آزاد کا ہاتھ غلام کے ہاتھ کے بد لے میں اور غلام کا ہاتھ آزاد کے ہاتھ کے بد لے میں نہیں کاٹا جائے گا
اور غلام کے ہاتھ کے بد لے میں غلام کا ہاتھ بھی نہیں کاٹا جائے گا۔ (8)

مسئلہ 4: مسلمان اور ذمی ایک دوسرے کے اعضاء کاٹ دیں تو ان میں قصاص لیا جائے گا اور یہی حکم ہے دو
آزاد عورتوں اور مسلمہ و کتابیہ اور دونوں کتابیہ عورتوں کا۔ (9)

(5) رواہ مخار، کتاب الجنایات، باب القود فی ما دون النفس، ج 10، ص 196.

(6) رواہ مخار، کتاب الجنایات، باب القود فی ما دون النفس، ج 10، ص 195.

(شامی، ص 485، جلد 5، تبیین الحقائق، ص 128، جلد 6، بحر الرائق ص 340 جلد 8، بداع صنائع ص 310، جلد 7، طحاوی ص 268 جلد 4)

(الفتاوی الحنبیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فی ما دون النفس، ج 6، ص 9).

(عامیگیری، ص 9 جلد 6، دریغات و شامی ص 488 ج 5، قاضی خان علی الحنبیہ ص 433 ج 3، بحر الرائق ص 303 ج 8، تبیین الحقائق ص 112 ج 6، مبسوط ص 136 ج 26، بداع صنائع ص 297 ج 7)

(8) المرجع السابق.

(عامیگیری ص 9 جلد 6، دریغات و شامی ص 488 جلد 5، تبیین الحقائق ص 112 جلد 6، بحر الرائق ص 306 جلد 8، فتح القدیر ص 271 جلد 8، مبسوط ص 136 جلد 26، بداع صنائع ص 308 جلد 7، مجمع الانہر ص 625 جلد 2، قاضی خان علی الحنبیہ ص 433 جلد 3)

(9) المرجع السابق.

(عامیگیری ص 9 جلد 6، شامی ص 488 جلد 5، تبیین الحقائق ص 112 ج 6، مجمع الانہر ص 626 جلد 2)

مسئلہ 5: بالوں، سر اور بدن کی کھال اور رخساروں اور نہڈی، پیٹ اور پینچھے کے گوشت میں قصاص نہیں ہے۔ (10)

مسئلہ 6: تھپڑ مارا یا گھونسہ مارا یاد یو چا تو ان کا قصاص نہیں ہے۔ (11)

مسئلہ 7: دانت کے سوا کسی ہڈی میں قصاص نہیں ہے۔ (12)



(10) حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار، کتاب الجنایات، باب التور فی ما دون النفس، ج 4 ص 267.

(عالمگیری ص 9 جلد 6، طحاوی علی الدر ص 267 جلد 4، بدائع صنائع ص 299 جلد 7)

(11) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فی ما دون النفس، ج 6، ص 9.

(12) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فی ما دون النفس، ج 6، ص 9.

(عالمگیری ص 9 جلد 6، در مختار و شامی ص 486 جلد 5، بحر الرائق ص 306 جلد 8، تبیین الحقائق ص 111 ج 6، عذایہ و فتح القدیر ص 270)

(مہسوط ص 135 جلد 26، در غرر فتنیہ ص 96 جلد 2)

آنکھ کا بیان

مسئلہ 8: کسی کی آنکھ پر الی ضرب لگائی کہ جس سے صرف روشنی جاتی رہی اور بظاہر آنکھ میں اور کوئی عجیب نہیں ہے تو اس طرح قصاص لیا جائے گا کہ مارنے والے کی آنکھ کی روشنی زائل ہو جائے اور کوئی دوسرا عجیب پیدا نہ ہو۔ (1)

مسئلہ 9: اگر آنکھ نکال لی یا اس طرح مارا کہ اندر دھنس گئی تو قصاص نہیں ہے، کیوں کہ مماثلت (برابری) نہیں ہو سکتی۔ (2)

مسئلہ 10: اعضاء میں جہاں قصاص واجب ہوتا ہے وہاں ہتھیار سے مارنا اور غیر ہتھیار سے مارنا برابر ہے۔ (3)

مسئلہ 11: اگر ضرب لگا کر آنکھ کا ڈھیلا (آنکھ کی پتلی) نکال دیا اور جس کا ڈھیلا نکالا گیا وہ کہتا ہے کہ میں اس پر تیار ہوں کہ جانی کی (یعنی ضرب لگانے والے کی) آنکھ پھوڑ دی جائے اور ڈھیلانہ نکالا جائے تو بھی ایسا نہیں کیا جائے گا۔ (4)

(1) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 9.

(ب) برازیہ علی الحندیہ ص 390 جلد 6، عالمگیری ص 9 جلد 6، دریغہ روشامی ص 486 جلد 5، تبیین الحقائق ص 111 جلد 6، بحر الرائق ص 303 جلد 8، فتح القدر ص 270 جلد 8 وہابیہ، قاضی خان علی الحندیہ ص 483 جلد 3، مجمع الانہر ص 625 جلد 2، طهطاوی علی الدرس ص 268 جلد 4، مبسوط ص 152 جلد 26، بدائع صنائع ص 308 جلد 7، درر غریر شربیلی ص 65 جلد 2)

(2) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 9.

(د) دریغہ روشامی ص 486 جلد 5، عالمگیری ص 9 جلد 6، قاضی خان علی الحندیہ ص 438 جلد 3، بحر الرائق ص 303 جلد 8، تبیین الحقائق ص 111 جلد 6، وہابیہ، فتح القدر ص 270 جلد 8، مبسوط ص 152 جلد 26)

(3) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 9.

(عالمگیری ص 9 جلد 6، دریغہ روشامی ص 468 جلد 5، بدائع صنائع ص 310 جلد 7، بحر الرائق ص 287 جلد 8، عناۃ ص 253 جلد 8، علی الہدایہ و فتح القدر، برازیہ علی الحندیہ ص 390 ج 6)

(4) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 9.

(عالمگیری ص 9 جلد 6، بدائع صنائع ص 308 جلد 7)

مسئلہ 12: اگر کسی نے کسی کی داہنی آنکھ ضائع کر دی اور جانی کی (آنکھ ضائع کرنے والے کی) باعثیں آنکھ نہیں ہے تو بھی اس کی داہنی آنکھ پھوڑ کر اس کو انداھا کروایا جائے گا۔ (5)

مسئلہ 13: بھینگے کی ایسی آنکھ جس میں پوری روشنی تھی، قصد اپھوڑ دی تو اس کا تقصاص لیا جائے گا اور اگر اتنا بھینگا ہے کہ کم دیکھتا ہے تو اس صورت میں انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا۔ (6)

مسئلہ 14: کم نظر بھینگے نے کسی کی اچھی آنکھ پھوڑ دی تو اس شخص کو اختیار ہے چاہے تو تقصاص لے اور تقصان پر راضی ہو جائے اور چاہے تو جانی کے مال سے آدمی دیت لے لے۔ (7)

مسئلہ 15: جس شخص کی داہنی آنکھ میں جالا ہے اور وہ اس سے کچھ دیکھتا ہے اس نے کسی شخص کی داہنی آنکھ ضائع کر دی تو جس کی آنکھ ضائع کی گئی ہے اس کو اختیار ہے کہ اس کی ناقص آنکھ ضائع کر دے یا آنکھ کی دیت لے لے اور اگر وہ جالے والی آنکھ سے کچھ نہیں دیکھتا تو تقصاص نہیں ہے۔ اور اگر اس شخص نے جس کی آنکھ ضائع ہوئی تھی ابھی کچھ اختیار نہیں کیا تھا کہ کسی اور شخص نے اس آنکھ پھوڑنے والے کی آنکھ پھوڑ دی تو پہلے والے کا حق اس کی آنکھ میں باطل ہو گیا اور اگر پہلے جس کی آنکھ پھوڑی گئی تھی۔ اس نے دیت اختیار کر لی تھی، پھر کسی شخص نے جانی کی آنکھ پھوڑ دی تو اگر اس کا اختیار صحیح تھا تو اس کا حق آنکھ سے دیت کی طرف منتقل ہو جائے گا اور آنکھ کے ضائع ہونے سے اس کا حق باطل نہیں ہو گا اور اگر اس کا اختیار صحیح نہیں تھا تو اس کا حق باطل ہو جائے گا۔ اختیار صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جنابت کرنے والے نے اختیار دیا ہوا اور اگر اس نے خود ہی دیت کو اختیار کر لیا ہے تو اختیار صحیح نہیں ہے اور اس صورت میں جس میں اختیار صحیح نہیں ہے اگر جانی کی جالے والی آنکھ میں روشنی آگئی تو پھر تقصاص لے سکتا ہے اور اس صورت میں جس میں اختیار صحیح ہے تقصاص کی طرف رجوع نہیں کر سکتا۔ (8)

مسئلہ 16: کسی کی جالے والی ایسی آنکھ کو تقصان پہنچایا جس میں روشنی ہے اور جانی کی آنکھ بھی ایسی ہے تو تقصاص

(5) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 9.

(عائییری ص 9 جلد 6، دریخوار ص 486 جلد 5، قاضی خان علی الحندی ص 438 جلد 3، برازی علی الحندی ص 390 جلد 6)

(6) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، باب القواعد فيما دون النفس، ج 10، ص 196.

(عائییری ص 9 جلد 6، قاضی خان علی الحندی ص 439 جلد 3، دریخوار و شامی ص 486 ج 5، طحاوی علی الدر ص 268 جلد 4، برازی علی الحندی ص 390 جلد 6)

(7) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 9.

(عائییری ص 9 جلد 6، قاضی خان علی الحندی ص 439 جلد 3، طحاوی علی الدر ص 269 جلد 4، برازی علی الحندی ص 390 جلد 6)

(8) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 9.

نہیں ہے۔ (9)

مسئلہ 17: اگر کسی کی آنکھ پر اس طرح ضرب لگائی کہ کچھ پتلی پر جالا (جھلی) آگیا یا آنکھ کو زخمی کر دیا یا اس میں چھالا یا جالا آگیا یا آنکھ میں کوئی ایسا عیب پیدا کر دیا کہ اس سے روشنی کم ہو گئی تب بھی انصاف کے ساتھ تاو ان لیا جائے گا۔ (10)

مسئلہ 18: اگر کسی کی باعثیں آنکھ پھوڑ دی تو جانی کی (یعنی آنکھ پھوڑنے والے کی) را ہن آنکھ سے اور اگر داہنی آنکھ پھوڑ دی تو باعثیں آنکھ سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (11)

مسئلہ 19: کسی کی آنکھ پر مارا کہ جالا آگیا پھر جالا جاتا رہا اور وہ دیکھنے لگا تو مارنے والے پر کچھ نہیں ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب پوری نظر واپس آجائے لیکن اگر پینائی میں نقصان رہا تو انصاف سے تاو ان لیا جائے گا۔ (12)

مسئلہ 20: اگر کسی بچے کی آنکھ پیدائش کے فوراً بعد یا چند روز بعد پھوڑ دی اور جانی کہتا ہے کہ بچہ آنکھ سے نہیں دیکھتا تھا یا کہتا ہے کہ مجھے اس کے دیکھنے یا نہ دیکھنے کا علم نہیں تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اسے تاو ان دینا ہوگا جس کا فیصلہ انصاف سے کیا جائے گا اور اگر یہ علم ہو جائے کہ بچے نے اس آنکھ سے دیکھا ہے۔ اس طرح کہ دو گواہ بچے کی آنکھ کی سلامتی کی گواہی دیں تو غلطی سے پھوڑنے کی صورت میں نصف دیت اور قصداً پھوڑنے کی صورت میں

(9) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما رون انفس، ج 6، ص 10.

(شای مص 486 ج 5، عالجیری ص 10 ج 6، طحاوی علی الدراری محيط ص 268 ج 4)

(10) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما رون انفس، ج 6، ص 10.

(شای مف تاثر خانی ص 486 ج 5، عالجیری ص 10 ج 6، دریارو شای از خانی ص 486 ج 5، مجمع الانہر ص 625 ج 2، طحاوی علی الدرص 268 ج 4، بدائع منائع ص 308 ج 7)

(11) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما رون انفس، ج 6، ص 10.
ور الدختر، کتاب الجنایات، باب القود فی ما رون انفس، ج 10، ص 196.

(شای مص 486 ج 5، عالجیری ص 10 ج 6، برازیہ علی الحمدیہ ص 360 ج 6، مجمع الانہر ص 625 ج 2، قاضی غان علی الحمدیہ ص 433 ج 2، بحر الرائق ص 303 ج 8)

(12) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما رون انفس، ج 6، ص 10.
ور الدختر، کتاب الجنایات، باب القود فی ما رون انفس، ج 5، ص 197.

(عالجیری ص 10 ج 6، مجمع الانہر ص 125 ج 2، طحاوی علی الدرص 268 ج 4، شای مص 486 ج 5)

قصاص ہے۔ (13)

مسئلہ 21: جس کی آنکھ پھوڑی گئی اس کی آنکھ پھوڑنے والے کی آنکھ سے چھوٹی ہو یا بڑی بہر صورت قصاص لیا جائے گا۔ (14)

مسئلہ 22: کسی کی آنکھ میں چوت لگ گئی یا زخم آگیا ذاکر نے اس شرط پر علاج کیا کہ اگر روشنی چلی گئی تو میں ضامن ہوں پھر اگر روشنی چلی گئی تو وہ ضامن نہیں ہو گا۔ (15)



(13) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 10.

(عامگیری ص 10 ج 6، قاضی خان ص 439 ج 3، بحر الرائق ص 337 ج 8، قاضی خان علی الحنفیہ ص 439 ج 3، تبیین الحقائق ص 135 ج 6)

(14) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 10.

(شامی ص 486 جلد 5، عامگیری ص 10 جلد 6، مجمع الانہر ص 625 جلد 2، طوطاوی علی الدر ص 268 جلد 4، بحر الرائق ص 303 جلد 8، تبیین الحقائق ص 111 جلد 6، برازیہ ص 390 جلد 6)

(15) البرازیہ علی الحنفیہ، کتاب الجنایات، (الفصل) الثالث فی الاطراف، ج 5، ص 391.

(برازیہ علی الحنفیہ ص 391 ج 6)

کان

مسئلہ 23: جب کسی کا پورا کان قصداً کاٹ دیا جائے تو قصاص ہے اور اگر کان کا بعض حصہ کاٹ دیا جائے اور اس میں برابری کی جاسکتی ہو تو بھی قصاص ہے ورنہ نہیں۔ (1)

مسئلہ 24: کسی نے کسی کا کان قصداً کاٹا اور کائنے والے کا کان چھوٹا یا پھٹا ہوا یا چرا ہوا ہے اور جس کا کان کاٹا گیا اس کا کان بڑا یا سالم ہے تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے وہ قصاص لے اور چاہے تو نصف دیت لے اور اگر جس کا کان کاٹا گیا ہے اس کا کان ناقص تھا تو انصاف کے ساتھ تاو ان ہے۔ (2)

مسئلہ 25: اگر کسی شخص نے کان کھینچا اور کان کی لوحدا کری تو اس میں قصاص نہیں۔ اس پر اپنے مال میں دیت ہے۔ (3)



(1) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 10.

(عاملکیری ص 10 جلد 6، شامی ص 486 جلد 5، طحطاوی علی الدرص 268 جلد 4، بحر الرائق ص 302 جلد 8، بدائع صنائع ص 308 جلد 7، نہیہ ص 95 ج 2، برازیر علی الحندیۃ ص 398 جلد 6)

(2) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 10.

(شامی ص 486 جلد 5، عاملکیری ص 10 جلد 6، بحر الرائق ص 303 جلد 8، طحطاوی علی الدرص 468 جلد 4)

(3) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 10.

(عاملکیری ص 10 جلد 6، بحر الرائق ص 303 جلد 8، طحطاوی علی الدرص 268 ج 4)

ناک

مسئلہ 26: اگر ناک کا نرم حصہ پورا قصداً کاٹ دیا تو اس میں قصاص ہے اور اگر بعض حصہ کا ناک تو اس نیں قصاص نہیں ہے۔ (1)

مسئلہ 27: اگر ناک کے بانے یعنی ہڈی کا کچھ حصہ عمداً کاٹ دیا تو قصاص نہیں ہے۔ (2)

مسئلہ 28: اگر ناک کی پھنک یعنی نرم حصہ کا بعض کاٹ دیا تو انصاف کے ساتھ تادا ان لیا جائے گا۔ (3)

مسئلہ 29: اگر ناک کا نئے والے کی ناک چھوٹی ہے تو مقطوع الانف کو (یعنی جس کی ناک کاٹ کاٹیں اس کو) اختیار ہے کہ چاہے قصاص اور چاہے ارش (4) لے۔ (5)

مسئلہ 30: اگر ناک کا نئے والے کی ناک میں سونگھنے کی طاقت نہیں یا اس کی ناک کثی ہوئی ہے یا اس کی ناک میں اور کوئی نقص ہے تو جس کی ناک کاٹ گئی ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کی ناک کاٹ لے اور چاہے تو دیت لے۔ (6)

(1) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6 ص 10.

(شامی ص 485 جلد 5، عالمگیری ص 10 جلد 6، طحطاوی علی الدرس 268 ج 4، بدائع صنائع ص 308 جلد 7)

(2) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6 ص 10.

(شامی ص 485 جلد 5، عالمگیری ص 10 جلد 6، بدائع صنائع ص 308 جلد 7، قاضی خان علی الحندیہ ص 435 جلد 3، طحطاوی علی الدرس 268 جلد 4)

(3) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6 ص 10.

ورواختار، کتاب الجنایات، باب التود فیما دون النفس، ج 10، ص 196.

(عالمگیری ص 10 جلد 6، شامی ص 485 جلد 5، قاضی خان علی الحندیہ ص 435 جلد 3، طحطاوی علی الدرس 268 ج 4، بدائع صنائع ص 308 جلد 7)

(4) یعنی وہ مال لے لے جو مادون النفس (قتل کے علاوہ) میں لازم ہوتا ہے۔

(5) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6 ص 10.

(عالمگیری ص 10 جلد 6، شامی ص 485 جلد 5، طحطاوی علی الدرس 268 جلد 4)

(6) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6 ص 10.

(عالمگیری ص 10 جلد 6، شامی ص 485 جلد 5، طحطاوی علی الدرس 268 جلد 4)

ہونٹ

مسئلہ 31: اگر کسی کا پورا ہونٹ قصد اکاٹ دیا تو قصاص ہے، اور پر کے ہونٹ میں اور پر کے ہونٹ سے، اور نیچے کے ہونٹ میں نیچے کے ہونٹ سے قصاص لیا جائے گا اور اگر بعض ہونٹ کاٹ دیا تو قصاص نہیں ہے۔ (1)



(1) الفتاوی المحمدیہ، کتاب الاجنیات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 5، ص 10.
 (عاملگیری ص 11 ج 6، بدایہ ص 555 جلد 4، بحر الرائق ص 303 جلد 8، تجیین الحقائق ص 112 ج 4، طحطاوی علی الدرس 270 جلد 4، بدائع صنائع ص 308، ج 7)

زبان

مسئلہ 32: زبان پوری کاٹی جائے یا بعض اس میں قصاص نہیں ہے۔ (1)



(1) القنادی الحمدی، کتاب البخایات، الباب الرابع فی القصاص فی ما دون النفس، ج 6، ص 11.
 (عامگیری ص 11 جلد 6، بحر الرائق ص 306 جلد 8، تبیین الحقائق ص 112 جلد 6، قاضی خاں علی الحمدی ص 437 جلد 3، درحقیار و شافعی ص 489 جلد 5، مجمع الانہر ص 626 جلد 2، طحطادی علی الدر ص 270 جلد 4، بدائع منائع ص 308 جلد 7)

دانت

مسئلہ 33: دانت میں ممائٹ (براہری) کے ساتھ قصاص ہے یعنی دانہ کے بد لے میں بایاں اور بائیں کے بد لے میں دایاں اور واٹے کے بد لے میں نیچے والا اور نیچے واٹے کے بد لے میں اوپر والا نہیں توڑا جائے گا۔ سامنے واٹے کے بد لے میں سامنے والا، کیلئے (یعنی نوکیلے دانت) کے بد لے میں کیلا اور ڈاڑھ کے بد لے میں ڈاڑھ توڑی جائے گی۔ (1)

مسئلہ 34: دانت میں چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار نہیں ہے۔ چھوٹے کے بد لے میں بڑا اور بڑے کے بد لے میں چھوٹا توڑا جائے گا۔ (2)

مسئلہ 35: سین رائک (فال تو دانت) میں قصاص نہیں ہے۔ اس میں انصاف کے ساتھ تاو ان لیا جائے گا۔ (3)

مسئلہ 36: اگر کسی نے دانت کا بعض حصہ قصداً توڑ دیا تو اگر ممائٹ کے ساتھ قصاص ممکن ہو تو قصاص لیا جائے گا ورنہ دیت لازم ہوگی۔ (4)

مسئلہ 37: اگر کسی کے دانت کا بعض حصہ توڑ دیا اور بعد میں بقیہ بعض خود گر گیا تو اس صورت میں قصاص نہیں ہے۔ (5)

(1) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، باب القواعد فيما دون النفس، ج 10، ص 197-199.

(عامگیری ص 11 جلد 6، دریختار و شای ص 488 جلد 5، بحر الرائق ص 304 جلد 8، برازیر علی الحمدیہ ص 391 جلد 6)

(2) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع في القصاص فيما دون النفس، ج 6، ص 11.

(عامگیری ص 11 جلد 6، دریختار و شای ص 485 جلد 5، قاضی خان علی الحمدیہ ص 438 جلد 3، بحر الرائق ص 304 جلد 8، طحاوی علی الدر ص 269 جلد 4، برازیر علی الحمدیہ ص 392 جلد 6)

(3) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع في القصاص فيما دون النفس، ج 6، ص 11.

(عامگیری ص 11 جلد 6، شای ص 486 جلد 5، طحاوی علی الدر ص 269 جلد 4، برازیر علی الحمدیہ ص 391 جلد 6، بحر الرائق ص 304 جلد 8)

(4) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع في القصاص فيما دون النفس، ج 6، ص 11.

(عامگیری ص 11 جلد 6، شای ص 487 جلد 5، طحاوی علی الدر ص 269 جلد 4، برازیر علی الحمدیہ ص 392 جلد 6، بحر الرائق ص 304 جلد 8)

(5) رواختار، کتاب الجنایات، باب القواعد فيما دون النفس، ج 10، ص 198.

مسئلہ 38: کسی شخص کے دانت کو ایسا مارا کہ دانت مل گیا اگر اکھڑا نہیں۔ پھر دوسرے شخص نے اس کو اکھڑ دیا تو اس صورت میں ہر ایک پر انصاف کے ساتھ تاداں ہے۔ (6)

مسئلہ 39: دانت کا بعض حصہ توڑ دیا۔ پھر باقی حصہ کالا یا سرخ یا سبز ہو گیا یا اس میں کوئی عیب اس کے توڑنے کی وجہ سے پیدا ہو گیا تو قصاص نہیں ہے دیت ہے۔ (7)

مسئلہ 40: دو شخص اکھڑاڑے میں (کشتی کے میدان میں) اس لیے اترے تھے کہ کمکے بازی کریں گے پس ایک نے دوسرے کو اس طرح مارا کہ اس کا دانت اکھڑ گیا تو مارنے والے پر قصاص ہے اور اگر ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ مار مار اور ایک نے دوسرے کو مکہ مار کر دوسرے کا دانت توڑ دیا تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (8)

مسئلہ 41: اگر کسی نے قصد اکسی کے سامنے کے دانت اکھڑ دیئے اور اکھڑ نے والے سے قصاص لے لیا گیا۔ پھر جس سے قصاص لیا گیا تھا اس کے دانت دوبارہ نکل آئے تو اس کے دانت دوبارہ نہیں اکھڑے جائیں گے۔ (9)

مسئلہ 42: زید نے بزر کا دانت اکھڑ دیا اور بزر نے قصاص میں زید کا دانت اکھڑ دیا اس کے بعد بزر کا دانت اگل گیا تو زید کو بزر دانت کی دیت دے گا۔ اور اگر دانت نیز ہا اگا تو بزر انصاف کے ساتھ زید کو تاداں دے گا اور اگر آدھا آگا تو نصف دیت دے گا۔ (10)

(شامی ص 487 جلد 5، تبیین الحقائق ص 137 جلد 6، برازیہ علی الحمد یہ ص 394 جلد 6، عالمگیری ص 11 جلد 6)

(6) روا الحمار، کتاب البخایات، باب القواد فی ما دون النفس، ج 10، ص 198.

(شامی ص 487 جلد 5، برازیہ علی الحمد یہ ص 392 جلد 6)

(7) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البخایات، الباب الرابع فی القصاص فی ما دون النفس، ج 6، ص 11.

(عالمگیری ص 11 جلد 5، طحاوی ص 269 جلد 4، در مختار و شامی ص 487 جلد 5، مجمع الانہر ص 647 جلد 2، برازیہ علی الحمد یہ ص 391 جلد 6، بحر الرائق ص 304 جلد 8، تبیین الحقائق ص 137 جلد 6)

(8) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البخایات، الباب الرابع فی القصاص فی ما دون النفس، ج 6، ص 11.

(عالمگیری ص 11 جلد 6، بحر الرائق ص 305 جلد 8، تبیین الحقائق ص 137 جلد 6)

(9) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البخایات، الباب الرابع فی القصاص فی ما دون النفس، ج 6، ص 11.

(عالمگیری ص 11 جلد 6، بحر الرائق ص 305 جلد 8، تبیین الحقائق ص 137 جلد 6)

(10) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البخایات، الباب الرابع فی القصاص فی ما دون النفس، ج 6، ص 11.

(عالمگیری ص 11 جلد 6، قاضی خان برحشیہ عالمگیری ص 437 جلد 3، بحر الرائق ص 305 جلد 8، برازیہ علی الحمد یہ ص 395 جلد 6،

القدری، بدایہ عنایہ ص 320 جلد 8، تبیین الحقائق ص 137 جلد 6)

- مسئلہ 43: کسی کے دانت کو ایسا مارا کہ دانت کالا ہو گیا اور مارنے والے کے دانت کا لے یا پہلے یا سرخ یا بزر ہیں تو جس پر جنایت کی گئی ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے لے اور چاہے تو دیت لے لے۔ (11)
- مسئلہ 44: کسی کے دانت کو ایسا مارا کہ دانت کالا ہو گیا پھر دوسرے شخص نے یہ دانت اکھیر دیا تو پہلے والے پر پوری دیت لازم ہے اور دوسرے پر انصاف کے ساتھ تاداں ہے۔ (12)
- مسئلہ 45: کسی شخص کا عیب دار دانت توڑا تو اس میں انصاف کے ساتھ تاداں ہے۔ (13)
- مسئلہ 46: اگر کسی کے دانت پر مارا اور دانت گر گیا تو قصاص لینے میں زخم کے مندل ہونے کا (یعنی زخم کے ٹھیک ہونے کا) انتظار کیا جائے گا، لیکن ایک سال تک انتظار نہیں ہو گا۔ (14)
- مسئلہ 47: اگر کسی نے بچے کے دانت اکھیر دیئے تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا اور چاہیے کہ جنایت کرنے والے سے خامن لے لیں پھر اگر اکھڑے دانت کی جگہ سے دوسرا دانت اگ آئے تو کچھ نہیں اور اگر دانت نہیں اگا تھا اور ایک سال پورا ہونے سے پہلے بچہ مر گیا تو بھی کچھ نہیں ہے۔ (15)
- مسئلہ 48: کسی نے کسی کے دانت پر ایسا مارا کہ دانت ہل گیا تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا۔ عام ازیں کہ جس کو مارا ہے وہ بالغ ہو یا نابالغ، ایک سال تک اگر دانت نہ گرا تو مارنے والے پر کچھ نہیں اور اگر سال کے اندر گر گیا

(11) رده المختار، کتاب الجنایات، باب القود فی ما دون النفس، ج 10، ص 197.

والبحر الرائق، کتاب الجنایات، باب القصاص فی ما دون النفس، ج 9، ص 37.

(شای مص 486 جلد 5، قاضی خان بر حاشیہ عالمگیری ص 438 جلد 3، عالمگیری ص 12 جلد 6، بحر الرائق ص 305 جلد 8)

(12) رده المختار، کتاب الجنایات، باب القود فی ما دون النفس، ج 10، ص 198.

(شای مص 487 جلد 5، قاضی خان بر حاشیہ عالمگیری ص 438 جلد 3، بحر الرائق ص 305 جلد 8)

(13) رده المختار، کتاب الجنایات، باب القود فی ما دون النفس، ج 10، ص 197.

(شای مص 486 جلد 5، عالمگیری ص 12 جلد 6، بزاریہ علی الحمدیہ ص 392 جلد 6، بحر الرائق ص 305 جلد 8)

(14) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فی ما دون النفس، ج 6، ص 11.

(عالمگیری ص 11 ج 6، شای مص 487 ج 5، بزاریہ علی الحمدیہ ص 392 ج 6، طحاوی علی الدر ص 269 ج 4، تبیین الحقائق ص 137 ج 6،

فتح القدر ص 320 ج 8)

(15) الدر المختار و رده المختار، کتاب الجنایات، باب القود فی ما دون النفس، ج 10، ص 198، 199.

(شای مص 487 جلد 5، عالمگیری ص 11 جلد 6، طحاوی علی الدر ص 269 جلد 4، بزاریہ علی الحمدیہ ص 392 جلد 6، فتح القدر ص 321

جلد 8)

اور قصد امارا تھا تو قصاص واجب ہے اور اگر خطأ مارا ہے تو دینت واجب ہے۔ (16)

مسئلہ 49: دانت ہلنے کی صورت میں قاضی نے ایک سال کی مہلت دی تھی اور سال پورا ہونے سے پہلے مضروب (جسے مارا تھا) کہتا ہے کہ اسی ضرب کی وجہ سے میرا دانت گر گیا۔ مگر ضارب (مارنے والا) کہتا ہے کہ کسی دوسرے کے مارنے سے اس کا دانت گرا ہے تو مضروب کا قول معتبر ہے اور اگر سال پورا ہونے کے بعد مضروب نے یہ دعویٰ کیا تو ضارب کا قول معتبر ہو گا۔ (17)

مسئلہ 50: کسی کے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹا، اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اس کے دانت اکھڑ گئے تو دانتوں کا تادان نہیں ہے۔ (18)

مسئلہ 51: کسی شخص کے کپڑے کو دانتوں سے پکڑ لیا اور اس نے اپنا کپڑا کھینچا اور کپڑا پھٹ گیا تو دانتوں سے پکڑنے والا کپڑے کا نصف تادان دے گا اور اگر کپڑا دانتوں سے پکڑ کر کھینچا کہ پھٹ گیا تو کپڑے کا کل تادان دے گا۔ (19)

مسئلہ 52: کسی نے کسی کا دانت اکھیر دیا اس کے بعد نصف دانت اگ آیا تو قصاص نہیں ہے بلکہ نصف دینت ہے اور اگر پہلا اگا یا ثیڑھا اگا تو انصاف کے ساتھ تادان لیا جائے گا۔ (20)

مسئلہ 53: اگر کسی نے کسی کے بتیسوں دانت توڑ دیئے تو اس پر 153 دینت لازم ہو گی۔ (21)

مسئلہ 54: اگر کسی نے کسی کا دانت اکھیر دیا اس کے بعد اس کا پورا دانت صحیح حالت میں دوبارہ نکل آیا تو جانی

(16) الفتاوى الحنبلية، كتاب الجنایات، الباب الرابع في القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 11.

(عامگیری ص 11 جلد 6، طبعاً على الدرس 269 جلد 4)

(17) الفتاوى الحنبلية، كتاب الجنایات، الباب الرابع في القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 12.

(عامگیری ص 12 جلد 6، بحر الرائق ص 304 جلد 8، بدائع صنائع ص 316 ج 7، تبیین الحقائق ص 137 جلد 6)

(18) الفتاوى الحنبلية، كتاب الجنایات، ج 2، ص 387.

(قاضی خان علی الحنبلي ص 437 جلد 3، برازیل علی الحنبلي ص 395 جلد 6)

(19) الفتاوى الحنبلية، كتاب الجنایات، ج 2، ص 387.

(قاضی خان علی الحنبلي ص 437 جلد 3)

(20) الدر المختار و الدر المختار، كتاب الجنایات، فصل في الشعاع، ج 10، ص 255.

(در مختار و شامی ص 515 جلد 5، بحر الرائق ص 305 جلد 8، طبعاً على الدرس 284 جلد 4، مجمع الانہر و ملتقی الابرس ج 2)

(الفتاوى الحنبلية، كتاب الجنایات، الباب الثامن في العدیات، ج 6، ص 25.)

(بحر الرائق ص 304 جلد 8، در مختار و شامی ص 509 جلد 5، طبعاً على الدرس 281 جلد 4، مجمع الانہر و ملتقی الابرس ج 2)

پر قصاص و دیت نہیں ہے مگر علاج معاملہ کا خرچ اس سے وصول کیا جائے گا۔ (22)

مسئلہ 55: اگر کسی نے کسی کا کوئی دانت اکھیر دیا اور اس وقت اکھیر نے والے کا وہ دانت نہیں تھا مگر جنایت کے بعد نکل آیا تو قصاص نہیں ہے، دیت ہے، خواہ جنایت کے وقت جانی کا (اکھیر نے والے کا) یہ دانت نکلا ہی نہ ہو، یا انکا ہو مگر اکھیر گیا ہو۔ (23)

مسئلہ 56: مریض نے ڈاکٹر سے دانت اکھیر نے کو کہا، اس نے ایک دانت اکھیر دیا، مگر مریض کہتا ہے کہ میں نے دوسرے دانت کو اکھیر نے کے لیے کہا تھا تو مریض کا قول یہیں کے ساتھ مان لیا جائے گا اور مریض کے قسم کھانے کے بعد ڈاکٹر پر دانت کی دیت واجب ہوگی۔ (24)

مسئلہ 57: کسی نے کسی کا دانت قصد اکھیر دیا اور جانی کے دانت کا لے یا پہلے یا سرخ یا سبز ہیں تو جس کا دانت اکھیر اگیا ہے اس کو اختیار ہے کہ چاہے قصاص لے اور چاہے دیت لے۔ (25)

مسئلہ 58: کسی بچے نے بچے کا دانت اکھیر دیا تو جس کا دانت اکھیر اگیا ہے اس کے بالغ ہونے تک انتظار کیا جائے گا، بلوغ کے بعد اگر صحیح دانت نکل آیا تو کچھ نہیں اور اگر نہیں نکلا یا عیب دار نکلا تو دیت لازم ہے۔ (26)

مسئلہ 59 (الف): کسی نے کسی کے دانت پر ایسی ضرب لگائی کہ دانت کالا یا سرخ یا سبز ہو گیا یا بعض حصہ ٹوٹ گیا اور بقیہ کالا یا سرخ یا سبز ہو گیا تو قصاص نہیں ہے، دانت کی پوری دیت واجب ہے۔ (27)

عامگیری ص 25 جلد 6، برازیہ ص 391 جلد 6، بدائع صنائع ص 315 جلد 7، تبیین الحقائق ص 131 جلد 6

(22) البحر الرائق، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج 9، ص 36.

(ب) بحر الرائق ص 305 ج 8، طحاوی علی الدر ص 269 ج 4، درحقیقت و شامی ص 515 جلد 5، برازیہ ص 391 ج 6، بیسوط ص 71 جلد 26، بہادر و

عمری علی الفتح ص 320 ج 8، تبیین الحقائق ص 137 ج 6

(23) البحر الرائق، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج 9، ص 36.

(24) البحر الرائق، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج 9، ص 37.

(25) الفتاوی الحنبیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 12.

(بحر الرائق ص 305 جلد 8، عامگیری ص 12 جلد 6)

(26) البزاری علی الحنبیہ، کتاب الجنایات، (الفصل) الثالث فی الاطراف، ج 6، ص 392.

والدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، فصل فی الشجاع، ج 10، ص 255.

(27) البحر الرائق، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج 9، ص 35.

(تبیین الحقائق ص 137 جلد 6، طحاوی ص 369 جلد 4، بدائع صنائع ص 315 جلد 7، بحر الرائق ص 304 ج 8)

انگلیاں

مسئلہ 59 (ب): انگلیاں اگر جوڑ پر سے کائی جائیں تو ان میں قصاص لیا جائے گا اور اگر جوڑ پر سے نہ کائی جائیں تو قصاص نہیں ہے۔ (1)

مسئلہ 60: ہاتھ کی انگلی کے بد لے میں وہر کی انگلی اور وہر کی انگلی کے بد لے میں ہاتھ کی انگلی نہیں کائی جائے گی۔ (2)

مسئلہ 61: داسنے ہاتھ کی انگلی کے بد لے میں باسیں ہاتھ کی اور باسیں ہاتھ کی انگلی کے بد لے میں داسیں ہاتھ کی انگلی نہیں کائی جائے گی۔ (3)

مسئلہ 62: ناقص انگلیوں والے ہاتھ کے بد لے میں صحیح ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (4)

مسئلہ 63: کسی نے چھٹی انگلی کو کاٹ دیا اور کائٹے والے کے ہاتھ میں بھی چھٹی انگلی ہے تو بھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (5)

مسئلہ 64: اگر ایسی ہتھیلی کاٹ دی جس کی گرفت میں حارج (حائل، رکاوٹ) زائد انگلی تھی تو قصاص نہیں ہے۔ اور اگر گرفت میں انگلی حارج نہیں تھی تو قصاص لیا جائے گا۔ (6)

(1) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الہدایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 12.

(عائشیری ص 12 جلد 6، قاضی خاں علی الحندیۃ ص 438 جلد 3، بحر الرائق ص 307 جلد 8)

(2) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الہدایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 12.

(3) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الہدایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 12.

(عائشیری ص 12 جلد 6، برازیلی علی الحندیۃ ص 393 جلد 6، طحطادی علی الدرس 268 جلد 4، بدائع صنائع ص 297 جلد 7)

(4) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الہدایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 12.

(5) بحر الرائق، کتاب الہدایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج 9، ص 39.

(عائشیری ص 12 جلد 6، بدائع صنائع ص 303 جلد 7، بحر الرائق ص 306 جلد 8)

(6) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الہدایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 12.

(عائشیری عن الحیط ص 12 جلد 6، بدائع صنائع ص 303 جلد 7)

مسئلہ 65: اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ کی انگلی کاٹ لے جس سے اس کی ہتھیلی شل ہو جائے یا جوز سے انگلی کا ایک پورا کاٹ لے جس سے بقیہ انگلی یا ہتھیلی شل ہو جائے تو انگلی کا تھاں نہیں ہے۔ ہاتھ یا شل انگلی کی دیت ہے۔ (7)



ہاتھ کے مسائل

مسئلہ 66: اگر کسی کا ایسا زخمی ہاتھ کا ناگیا جیا جس کا زخم گرفت میں حارج نہ تھا تو قصاص لیا جائے گا اور اگر زخم گرفت میں حارج تھا تو انصاف کے ساتھ تاو ان لیا جائے گا۔ (1)

مسئلہ 67: اگر کامل ناخن والا ہاتھ کا نا تو اس کا قصاص لیا جائے گا۔ (2)

مسئلہ 68: اگر کسی کا صحیح ہاتھ کاٹ دیا اور کامنے والے کا ہاتھ شل (یعنی بے جس و بے حرکت) یا ناقص ہے تو مقطوع الید کو (یعنی جس کا ہاتھ کٹا ہے اس کو) اختیار ہے، چاہے تو ناقص ہاتھ کاٹ دے یا چاہے تو پوری دیت لے لے یہ اختیار اس صورت میں ہے کہ ناقص ہاتھ کا رآمد ہو (یعنی اس سے کام وغیرہ کر سکتا ہو) ورنہ دیت پر اکتفا کیا جائے گا۔ (3)

مسئلہ 69: زید نے بکر کا ہاتھ کا نا اور زید کا ہاتھ شل یا ناقص تھا اور بکر نے ابھی اختیار سے کام نہیں لیا تھا کہ کسی شخص نے زید کا ناقص ہاتھ ظلم کاٹ دیا یا کسی آفت سے ضائع ہو گیا تو بکر کا حق باطل ہو جائے گا۔ اور اگر زید کا ناقص ہاتھ قصاص یا چوری کے جرم میں کاٹ دیا گیا تو بکر دیت کا حق دار ہے۔ (4)

مسئلہ 70: اگر کسی نے کسی کی انگلی یا ہاتھ کا کچھ حصہ کاٹ دیا پھر دوسرے شخص نے باقی ہاتھ کاٹ دیا اور زخمی مر گیا تو جان کا قصاص دوسرے شخص پر ہے، پہلے پر نہیں، پہلے کی انگلی یا ہاتھ کا نا جائے گا۔ (5)

مسئلہ 71: کسی کا ہاتھ قصد ا کا نا پھر کامنے والے کا ہاتھ آکلمہ (ایک قسم کی بیماری جو متاثرہ عضو کو کھاتی اور گلاتی

(1) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البُنیَات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 12.

(عاملگیری ص 12 جلد 6، شامی ص 490 جلد 5)

(2) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البُنیَات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 12.

(عاملگیری ص 12 جلد 2، شامی ص 490 جلد 5)

(3) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البُنیَات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 12.

(عاملگیری ص 12 جلد 6، درختار و شامی ص 489 جلد 5، تہیین الحقائق ص 112 جلد 6)

(4) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البُنیَات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 12.

(5) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البُنیَات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 15.

ہے) کی وجہ سے یا ظلمًا کاث دیا گیا تو قصاص اور دیت دونوں باطل ہو جائیں گے اور اگر کامنے والے کا ہاتھ کسی دوسرے قصاص یا چوری کی سزا میں کامنا گیا تو پہلے مقطوع الید کو دیت دے گا۔ (6)

مسئلہ 72: کسی شخص کی دو انگلیاں کاث دیں اور کامنے والے کی صرف ایک انگلی ہے تو یہ ایک انگلی کاث دی جائے گی اور دوسری انگلی کی دیت واجب ہو گی۔ (7)

مسئلہ 73: کسی شخص کا ہاتھ پہنچ سے (کلامی سے) کاث دیا اور قاطع سے (ہاتھ کامنے والے سے) اس کا قصاص لے لیا گیا اور زخم بھی اچھا ہو گیا پھر ان میں سے کسی نے دوسرے کا پہنچ سے کٹا ہوا ہاتھ کہنی سے کاث دیا تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (8)

مسئلہ 74: کسی شخص نے کسی کے دامنے ہاتھ کی انگلی جوڑ سے کامی پھر اسی قاطع نے کسی دوسرے شخص کا دامنہ ہاتھ کاث دیا، یا پہلے کسی کا دامنہ ہاتھ کامنا، پھر دوسرے کے دامنے ہاتھ کی انگلی کاث دی اس کے بعد دونوں مقطوع آئے اور انہوں نے دعویٰ کیا تو قاضی پہلے قاطع کی انگلی کاٹے گا اس کے بعد مقطوع الید کو اختیار ہے کہ چاہے تو ماقی ہاتھ کو کاث دے اور چاہے تو دیت لے اور اگر مقطوع الید پہلے آیا اور اس کی وجہ سے قاطع کا ہاتھ کاث دیا گیا، پھر انگلی کٹا آیا تو اس کے لیے دیت ہے۔ (9)

مسئلہ 75: اگر کسی نے کسی کی انگلی کامنا خن والا پورا کاث دیا، پھر دوسرے شخص کی اسی انگلی کو جوڑ سے کاث دیا اور پھر تیرے شخص کی اسی انگلی کو جڑ سے کاث دیا اور تینوں انگلیوں کے لیے قاضی کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا حق طلب کیا تو قاضی پہلے پورے والے کے حق میں قاطع کا پہلا پورا یعنی نامنا خن والا کاث دے گا پھر درمیان والے کو اختیار دے گا کہ چاہے تو درمیان سے قاطع کی انگلی کاث دے اور پہلے پورے کی دیت نہ لے اور چاہے تو انگلی کی دیت میں سے 32 دو تھائی لے لے۔ پھر جب درمیان والے نے انگلی کاث دی تو تیرے کو یعنی جس کی انگلی جڑ سے کامی گئی تھی اس کو اختیار ہے کہ چاہے تو قاطع کی انگلی جڑ سے کاث دے اور دیت پکھنہ لے اور چاہے تو پوری انگلی کی دیت قاطع کے مال

(6) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، ج 2، ص 386.

(قاضی خاں علی الحنفیہ ص 43 جلد 3)

(7) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص، ج 6، ص 13.

(8) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 13.

(9) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 13.

(عاملکری ص 13 جلد 6، مسیوط ص 143 جلد 2، بدائع منائع ص 300 جلد 7)

لے اور اگر تین میں سے قاضی کے پاس ایک آیا اور دو غائب اور جو آیا وہ پہلے پورے والا ہے تو اس کے حق میں قاطع کی انگلی کا پہلا پورا کام جائے گا۔ پورا کام نہ کے بعد اگر دونوں غائبین بھی آگئے تو ان کو مذکورہ بالا اختیار ہو گا۔ اور اگر پہلے وہ آیا جس کی پوری انگلی کاٹ تھی دوسرے دونوں نہیں آئے اور قاضی نے قاطع کی پوری انگلی کاٹ دی پھر دوسرے دونوں آگئے تو ان کے لیے دیت ہے۔ (10)

مسئلہ 76: اگر کسی کا پہنچا کاٹ دیا پھر اسی قاطع نے دوسرے شخص کا وہی ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا پھر دونوں مقطوع قاضی کے پاس آئے تو قاضی پہنچے والے کے حق میں قاطع کا پہنچا کاٹ دے گا۔ پھر کہنی والے کو اختیار دے گا کہ چاہے تو باقی ہاتھ کہنی سے کاٹ دے اور چاہے تو دیت لے اور اگر دونوں مقطوعوں میں سے ایک حاضر ہوا اور دوسرا غائب تو حاضر کے حق میں قصاص کا حکم دے گا۔ (11)

مسئلہ 77: کسی نے کسی کے ہاتھ کی انگلی کاٹ دی، پھر انگلی کئے نے قاطع کا ہاتھ جوڑ سے کاٹ دیا تو مقطوع الید کو اختیار ہے کہ چاہے تو اس کا ناقص ہاتھ ہی کاٹ دے اور چاہے تو دیت لے اور انگلی کا حق باطل ہے۔ (12)

مسئلہ 78 (الف): کسی شخص نے دو آدمیوں کے دابنے ہاتھ قصد اکاٹ دیئے پھر ایک نے بحکم قاضی قصاص لے لیا تو دوسرے کو دیت ملے گی اور اگر دونوں ایک ساتھ قاضی کے پاس آئے تو دونوں کے لیے قصاص میں قاطع کا داہنا ہاتھ کاٹ دے گا اور ہر ایک کو ہاتھ کی نصف دیت بھی ملے گی۔ (13)

مسئلہ 78 (ب): کسی شخص نے دو افراد کے سیدھے ہاتھ قصد اکاٹ دیئے اور قاضی نے دونوں کے قصاص میں قاطع کا ہاتھ کاٹ نہ اور پانچ ہزار درہم ہاتھ کی دیت دینے کا حکم دیا۔ دونوں نے پانچ ہزار درہم پر قبضہ کر لیا پھر ایک نے معاف کر دیا تو جس نے معاف نہیں کیا ہے اس کو نصف دیت یہ یعنی ڈھائی ہزار درہم ملیں گے۔ (14)

مسئلہ 79: کسی نے دو آدمیوں کے دابنے ہاتھ قصد اکاٹ دیئے۔ قاضی نے دونوں کے حق میں قصاص اور دیت

(10) الفتاوی الحنفیہ، کتاب البجایات، الباب الرابع فی القصاص فیما ودون النفس، ج 6، ص 13۔

(11) الفتاوی الحنفیہ، کتاب البجایات، الباب الرابع فی القصاص فیما ودون النفس، ج 6، ص 13۔

(عاملکری ص 13 جلد 6، مبسوط ص 145 جلد 26، بدائع صنائع ص 301 جلد 7)

(12) الفتاوی الحنفیہ، کتاب البجایات، الباب الرابع فی القصاص فیما ودون النفس، ج 6، ص 13۔

(13) الفتاوی الحنفیہ، کتاب البجایات، ج 2، ص 386۔

(قاضی خان ص 436 جلد 3، دریغات رالکھار ص 491 جلد 5، بدائع صنائع ص 299 جلد 7، دروغہ ص 97 ج 2)

(14) الفتاوی الحنفیہ، کتاب البجایات، ج 2، ص 386۔

(قاضی خان برعاملکری ص 436 جلد 3، شای ص 491 ج 5)

کا حکم دیا۔ دیت پر قبضہ سے پہلے ایک نے معاف کر دیا تو دوسرے کو صرف قصاص کا حق ہے۔ دیت معاف ہو جائے گی۔ (15)

مسئلہ 80: کسی کا ناخن والا پورا قصد اکٹ دیا وہ اچھا ہو گیا اور قصاص نہیں لیا گیا تھا کہ اسی انگلی کا اور ایک پورا کٹ دیا تو قصاص میں ناخن والا پورا کٹ دیا جائے گا اور دوسرے پورے کی دیت ملے گی اور اگر پہلا زخم اچھا نہیں ہوا تھا کہ دوسرا پورا کٹ دیا تو دونوں پورے ایک ساتھ کٹ کر قصاص لیا جائے۔ (16)

مسئلہ 81: کسی کا ناخن والا پورا قصد اکٹ دیا اور زخم اچھا ہو گیا اور اس کا قصاص بھی لے لیا گیا پھر اسی قاطع نے اسی انگلی کا دوسرا پورا کٹ دیا اور زخم اچھا ہو گیا تو اس کا قصاص بھی لیا جائے گا۔ یعنی قاطع کا دوسرا پورا پورا کٹ دیا جائے گا۔ (17)

مسئلہ 82: کسی شخص کا نصف پورا قصد انکڑے کر کے کٹ دیا اور زخم اچھا ہو گیا پھر بقیہ پورا جوڑ سے کٹ دیا تو اس صورت میں قصاص نہیں ہے اور اگر درمیان میں زخم اچھا نہیں ہوا تھا تو جوڑ سے پورا کٹ کر قصاص لیا جائے گا۔ (18)

مسئلہ 83: قصد اکسی کی انگلیاں کٹ دیں پھر زخم اچھا ہونے سے پہلے جوڑ سے پہنچا کٹ دیا تو قاطع کا پہنچا جوڑ سے کٹ کر قصاص لیا جائے گا انگلیاں نہیں کالی جائیں گی اور اگر درمیان میں زخم اچھا ہو گیا تھا تو انگلیوں میں قصاص لیا جائے گا اور پہنچ کا انصاف کے ساتھ تاداں لیا جائے گا۔ (19)

مسئلہ 84: کسی شخص کی انگلی کا ناخن والا پورا قصد اکٹ دیا، پھر زخم اچھا ہونے سے پہلے دوسرے پورے کا نصف کٹ دیا تو قصاص واجب نہیں ہے اور اگر درمیان میں زخم اچھا ہو گیا تھا تو پہلے پورے کا قصاص لیا جائے گا اور

(15) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البُنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 14.

(در مختار و شای ص 491 ج 5، عالمگیری ج 6 ص 14)

(16) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البُنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 14.

(17) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البُنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 14.

(عالمگیری ص 14 جلد 6، بدائع صنائع ص 303 ج 7)

(18) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البُنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 14.

(عالمگیری ص 14 جلد 6، بدائع صنائع ص 302 جلد 7)

(19) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البُنایات، الباب الرابع فی القصاص فیما دون النفس، ج 6، ص 14.

بائی کی دیت لی جائے گی۔ (20)

مسئلہ 85: اگر کسی کی انگلی قصد اکاٹ دی اور اس کی وجہ سے اس کی ہتھیلی میل ہو گئی تو انگلی کا قصاص نہیں ہے ہاتھ کی دیت لی جائے گی۔ (21)

مسئلہ 86: کسی کی انگلی قصد اکاٹ اور چھری نے پھسل کر دوسرا انگلی کو بھی کاٹ دیا تو پہلی کا قصاص لیا جائے گا اور دوسرا کی دیت لی جائے گی۔ (22)

مسئلہ 87: چند آدمیوں نے ایک ہی چھری کو پکڑ کر کسی شخص کا کوئی عضو قصد اکاٹ دیا تو قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (23)

مسئلہ 88: عورت اور مرد اگر ایک دوسرے کے اعضا کاٹ دیں تو ان میں قصاص نہیں ہے اسی طرح اگر غلام اور آزاد ایک دوسرے کا عضو کاٹ دیں یا دو غلام ایک دوسرے کا کوئی عضو کاٹیں تو قصاص نہیں ہے۔ چونکہ ان کے اعضا میں مماثلت (برابری) نہیں ہے۔ (24)



(20) الفتاوى الحنفية، كتاب الجنایات، الباب الرابع في القصاص فيما دون النفس، ج 6، ص 14.

(21) الفتاوى الحنفية، كتاب الجنایات، الباب الرابع في القصاص فيما دون النفس، ج 6، ص 14.

(22) الفتاوى الحنفية، كتاب الجنایات، الباب الرابع في القصاص فيما دون النفس، ج 6، ص 14.

(عامگیری ص 15 جلد 6، بدائع صنائع ص 306 جلد 7)

(23) دریحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الجنایات، باب القود فيما دون النفس، الجزء الثاني، ص 97.

(دریحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الجنایات، باب القود فيما دون النفس، الجزء الثاني، ص 97 جلد 2)

(24) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، باب القود فيما دون النفس، ج 10، ص 199.

(دریحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الجنایات، باب القود فيما دون النفس، ج 10، ص 302 ج 7)

مسائل متفرقہ

مسئلہ 89: ذکر (یعنی مرد کے پیشتاب کا عضو) کو اگر جڑ سے کاث دیا یا صرف پوری سپاری کو کاث دیا تو قصاص لیا جائے گا یعنی قاطع (کامنے والے) کا ذکر جڑ سے کاث دیا جائے گا اور سپاری کی صورت میں سپاری کامن جائے گی اور درمیان سے کامنے کی صورت میں قصاص نہیں ہے۔ چونکہ اس صورت میں مماثلت ممکن نہیں ہے۔ (1)

مسئلہ 90: خصی (2) یا عنین (یعنی نامرد) کا ذکر کاث دیا تو اس میں انصاف کے ساتھ تادا ان لیا جائے گا۔ (3)

مسئلہ 91: بچے کا ذکر کاث دیا گیا۔ اگر انتشار ہوتا تھا تو قصداً کامنے میں قصاص اور خطاء کامنے میں دیت واجب ہوگی اور اگر انتشار نہیں ہوتا تھا تو انصاف کے ساتھ تادا ان لیا جائے گا۔ (4)

مسئلہ 92: اگر عورت نے کسی کا ذکر کاث دیا تو اس میں قصاص نہیں ہے۔ (5)

مسئلہ 93: اگر کسی نے کسی کا خصیہ پکڑ کر مسل دیا جس سے وہ نامرد ہو گیا تو دیت لازم ہوگی۔ (6)



(1) الفتاوی الظہریہ، کتاب الجنایات، ج 2، ص 385، 386.

والدر المختار و رواجعه، کتاب الجنایات، باب القوو فیما دون النفس، ج 10، ص 202.

(شامی و دروغدار ص 489 جلد 5، تبیین الحقائق ص 112 جلد 6، بحر الرائق ص 306 جلد 8، قاضی خان علی الحنفی ص 434 جلد 3، طبع طاوی علی الدرس 270 جلد 4، مجمع الانہر ص 626 ج 2)

(2) جس کے خصیہ نکال دیے ہوں یا بیکار کر دیے ہوں

(3) الدر المختار و رواجعه، کتاب الجنایات، باب القوو فیما دون النفس، ج 10، ص 201.

(شامی و دروغدار ص 489 جلد 5)

(4) الدر المختار و رواجعه، کتاب الجنایات، باب القوو فیما دون النفس، ج 10، ص 201.

(شامی و دروغدار ص 489 جلد 5)

(5) رواجعه، کتاب الجنایات، باب القوو فیما دون النفس، ج 10، ص 202.

(6) البزاری علی الحنفی، کتاب الجنایات، فصل الثالث فی الاطراف، ج 6، ص 394.

فصل فی الْفَعْلِيْنَ

شخْصٌ وَاحِدٌ مِّنْ قَتْلٍ أَوْ قُطْعَةِ عَضْوٍ كَا اجْتِمَاعٍ

مسئلہ 94: کسی شخص کو عضو کاٹ کر قتل کر دیا جائے تو اس میں عقلی وجہ سولہ نکلیں گی مثلاً دونوں فعل یعنی قتل اور قطع عمدہ (یعنی جان بوجھ کر کاٹنا) ہوں گے یا خطأ یا قتل خطاء ہوگا اور قطع عمدہ یا قتل عمدہ ہوگا اور قطع خطاء تو یہ چار صورتیں ہوں گی۔ پھر ہر ایک صورت میں دونوں فعلوں کے درمیان میں صحت واقع ہوئی یا نہیں تو یہ آٹھ صورتیں ہوں گی۔ پھر یہ دونوں فعل ایک شخص سے صادر ہوں گے یا دو اشخاص سے اس طرح کل سولہ صورتیں بنیں۔ ان سولہ صورتوں میں سے آٹھ صورتیں وہ ہیں جن میں قاطع (یعنی کامنے والا) اور قاتل دو مختلف اشخاص ہوں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ اس کے فعل کے بموجب قصاص یادیت لی جائے گی۔ (1)

مسئلہ 95: بقیہ آٹھ صورتیں جن میں فاعل ایک شخص ہوان کا حکم یہ ہے کہ نمبر 1 قطع اور قتل جب دونوں قصدا ہوں اور درمیان میں صحت واقع ہو گئی ہو تو دونوں کا قصاص لیا جائے گا۔ (2)

مسئلہ 96: قتل و قطع جب دونوں قصدا ہوں اور درمیان میں صحت واقع نہ ہوئی ہو تو ولی کو اختیار ہے کہ چاہے تو پہلے عضو کاٹے پھر قتل کرے اور چاہے تو قتل پر اتفاق کرے۔ (3)

مسئلہ 97: قطع اور قتل اگر دونوں خطاء ہوں اور درمیان میں صحت ہو گئی تو دونوں کی دیت لی جائے گی۔ (4)

مسئلہ 98: قطع اور قتل اگر دونوں خطاء ہوں اور درمیان میں صحت واقع نہ ہوئی ہو تو صرف دیت نفس واجب ہوگی۔ (5)

مسئلہ 99: اگر قطع قصدا ہو اور قتل خطاء اور درمیان میں صحت واقع ہو گئی ہو تو قطع کا قصاص اور قتل کی دیت لی

(1) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، فصل فی الْفَعْلِيْنَ، ج 10، ص 211.

(2) روا المختار، کتاب الجنایات، فصل فی الْفَعْلِيْنَ، ج 10، ص 211.

(3) العنایۃ و نقیۃ القدر، کتاب الجنایات، فصل فی حکم الْفَعْلِيْنَ، ج 9، ص 184.

(4) تبیین الحقائق، کتاب الجنایات، باب القصاص فی ما دون النفس، فصل، ج 7، ص 248، 249.

(5) تبیین الحقائق، کتاب الجنایات، باب القصاص فی ما دون النفس، فصل، ج 7، ص 248، 249.

جائے گی۔ (6)

مسئلہ 100: اگر قطع عمدہ اور قتل خطاء ہو اور درمیان میں صحت واقع نہ ہو تو قطع میں قصاص اور قتل میں دیت لی جائے گی۔ (7)

مسئلہ 101: اگر قطع خطأ اور قتل عمدہ ہو اور درمیان میں صحت واقع ہو گئی ہو تو قطع کی دیت اور قتل کا قصاص لیا جائے گا۔ (8)

مسئلہ 102: اگر قطع خطأ اور قتل عمدہ ہو اور درمیان میں صحت واقع نہ ہو گئی ہو تو قطع کی دیت اور قتل کا قصاص واجب ہوگا۔ (9)

مسئلہ 103: اگر کسی شخص کونوے کوڑے کوڑے ایک جگہ مارے وہ جگہ اچھی ہو گئی ہو اور ضربات کے (یعنی مارنے کے) نشانات بھی باقی نہ رہے پھر دس کوڑے دوسری جگہ مارے اس سے وہ مر گیا تو اس صورت میں صرف دیت نفس واجب ہے۔ (10)

مسئلہ 104: اگر کسی شخص کونوے کوڑے مارے اور اس کے زخم اچھے ہو گئے مگر نشانات باقی رہ گئے پھر دس کوڑے مارے جن سے وہ مر گیا تو دیت نفس اور انصاف کے ساتھ تاداں لیا جائے گا۔ (11)

مسئلہ 105: اگر کسی نے کسی کا عضو کاٹا یا اس کو زخمی کر دیا اور زخمی نے جنایت کرنے والے کو معاف کر دیا اور اس کے بعد وہ زخمی اس زخم یا قطع عضو کی وجہ سے مر گیا تو اس میں چار صورتیں بنیں گی۔

(۱) یہ جنایت اگر قصد اتحمی اور معاف کرنے والے نے کہا کہ میں نے قطع عضو اور جنایت اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کو معاف کر دیا تو عام معافی ہو جائے گی اور جانی کے ذمے کچھ واجب نہ ہوگا۔ (12)

(6) تبیین الحقائق، کتاب البجايات، باب القصاص فيما دون النفس، فصل، ج 7، ص 248، 249.

(7) تبیین الحقائق، کتاب البجايات، باب القصاص فيما دون النفس، فصل، ج 7، ص 248، 249.

(8) تبیین الحقائق، کتاب البجايات، باب القصاص فيما دون النفس، فصل، ج 7، ص 248، 249.

(9) تبیین الحقائق، کتاب البجايات، باب القصاص فيما دون النفس، ج 7، ص 249.

(10) الدر المختار و ردا الحثار، کتاب البجايات، فصل في الفعلين، ج 10، ص 212.

(درستار و شامی ص 494 جلد 5، فتح القدیر ص 284 جلد 8، تبیین الحقائق ص 118 جلد 6، عنایہ ص 284 جلد 8)

(11) تبیین الحقائق، کتاب البجايات، باب القصاص فيما دون النفس، ج 7، ص 250.

(12) دررالحاکم شرح غررالاحکام، کتاب البجايات، باب القود فيما دون النفس،الجزء الثاني، ص 98.

(طبعاً وی ص 273 جلد 4، مجمع الانہر ص 630 جلد 2، دررغر ص 98 ج 2)

- (۲) اور اگر معاف کرنے والے نے کہا کہ میں نے قطع عضو اور جنایت کو معاف کر دیا اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کا کچھ ذکر نہیں کیا تو اتحسان آدیت واجب ہوگی۔ (13)
- (۳) اور اگر قطع عضو یا زخم خطاہ تھا اور مرنے والے نے یہ کہا کہ میں نے قطع عضو سے معاف کر دیا اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کا ذکر نہیں کیا تو سراہیت کی معافی نہیں ہوگی اور دیت نفس واجب ہوگی۔
- (۴) اور اگر قطع عضو یا زخم خطاہ تھا اور مرنے والے نے کہا کہ میں نے قطع عضو اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کو بھی معاف کر دیا تو بالکل معافی ہو جائے گی اور جانی پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ (14)
- مسئلہ 106: اگر ماں نے اپنے بچے کو تادیب کے لیے مارا اور بچہ مر گیا تو ماں ضامن ہے۔ (15)



-
- (13) البحر الرائق، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج 9، ص 56.
 (طبعاً علی الدرس 273 جلد 4، بحر الرائق ص 316 جلد 8)
- (14) البحر الرائق، کتاب الجنایات، باب القصاص فیما دون النفس، ج 9، ص 56.
 (عامیلیری ص 26 جلد 6، فتح القدر و عنایہ ص 285 جلد 8، دریختار و شامی ص 495 جلد 5، تہیین الحقائق ص 118 ج 6، بحر الرائق ص 316 ج 8)
- (15) رد المحتار، کتاب الجنایات، مطلب: أَسْأَى أَنَّ الْوُجُوبَ عَلَى الْقَاتِلِ... رَأْيُهُ، ج 10، ص 220.
 (شامی ص 499 جلد 5، طبعاً علی الدرس 275 جلد 4)

متفرقات

مسئلہ 107: کسی نے کسی شخص کے عمداء تیر مارا اور وہ تیر اس شخص کے جسم کے پار ہو کر کسی دوسرے شخص کو لگ گیا اور دونوں مر گئے تو پہلے کا قصاص لیا جائے گا اور دوسرے کی دیت قاتل کے عاقله پر واجب ہو گی۔ (1)

مسئلہ 108: کسی شخص پر سانپ گرا اس نے اس کو پھینک دیا اور وہ دوسرے شخص پر جاگرایی طرح اس نے بھی پھینکا اور وہ تیر رے شخص پر جاگرایا اور اس کو کاث لیا اور وہ مر گیا تو اگر سانپ نے گرتے ہی کاث لیا تھا تو اس آخری پھینکنے والے کے عاقله پر دیت ہے اور اگر گرنے کے کچھ دیر بعد کاٹا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ (2)

مسئلہ 109: کسی شخص نے راستہ میں سانپ یا بچھوڑاں دیا اور ڈالنے کے فوراً بعد اس نے کسی کو کاث لیا اور وہ مر گیا تو ڈالنے والے کے عاقله پر دیت ہے اور اگر کچھ دیر کے بعد یا اپنی جگہ سے ہٹ کر کاٹا تو کسی پر کچھ نہیں۔ (3)

مسئلہ 110: کسی شخص نے راستے میں تکوار رکھ دی اور کوئی ان پر گر پڑا اور مر گیا اور تکوار بھی ٹوٹ گئی تو مر نے والے کی دیت تکوار کھنے والے پر ہے اور تکوار کی قیمت مر نے والے کے مال سے ادا کی جائے گی۔ (4)

مسئلہ 111: عمداء قتل کرنے والے نے ایسے شخص کے ساتھ مل کر قتل کیا جس پر قصاص نہیں ہوتا۔ مثلاً اجنبی نے باپ کے ساتھ مل کر بیٹے کو قتل کیا یا عاقل نے مجنون کے ساتھ مل کر یا بالغ نے نابالغ کے ساتھ مل کر قتل کیا تو کسی پر قصاص نہیں ہے۔ (5)

(1) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، باب القواد فی ما دون النفس، ج 10، ص 208.

(در مختار و شامی ص 492 جلد 5، طحطاوی ص 272 جلد 4، بدائع صنائع ص 306 جلد 7، در غر ص 97 جلد 2، مجمع الانہر در المحتوى ص 629 جلد 2)

(2) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، باب القواد فی ما دون النفس، ج 10، ص 208.

(در مختار و شامی ص 492 جلد 5، طحطاوی ص 272، ج 4)

(3) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، باب القواد فی ما دون النفس، ج 10، ص 209.

(در مختار و شامی ص 492 جلد 5، طحطاوی علی الدر ص 272 جلد 4)

(4) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، باب القواد فی ما دون النفس، ج 10، ص 209.

(در مختار و شامی ص 493 جلد 5، طحطاوی ص 272 جلد 4)

(5) الدر المختار در المختار، کتاب الجنایات، باب القواد فی ما دون النفس، ج 10، ص 210.

مسئلہ 112: اگر کسی نے اپنی بیوی یا باندی کے ساتھ کسی کو ناجائز حالت میں دیکھا اور للاکارنے کے باوجود نہیں بھاگا تو اس کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص بھی نہیں اور کوئی گناہ بھی نہیں ہے۔ (6)

مسئلہ 113: کسی شخص نے کسی بچے کو اپنا گھوڑا دیا کہ اس کو باندھ دے اور گھوڑے نے لات مار دی جس سے بچے مر گیا تو گھوڑا دینے والے کے عاقله پر دیت ہے۔ اسی طرح بچے کو لٹھنی یا کوئی اسلحہ دیا اور کہا کہ اس کو بکڑے رہو بچے تھک گیا اور وہ اسلحہ اس کے جسم کے کسی حصہ پر گر پڑا جس کے صدمے سے بچے مر گیا اسلحہ والے کے عاقله پر بچے کی دیت ہے۔ (7)

مسئلہ 114: اگر کسی نے کسی کا پورا حشفہ (سپاری) قصد اکاٹ دیا تو اس میں قصاص ہے اور اگر بعض کاٹ تو قصاص نہیں ہے۔ (8)

مسئلہ 115: کوئی بچہ دیوار پر چڑھا ہوا تھا کہ کوئی شخص یونچ سے اچانک چینا جس سے بچہ ڈر کر مر گیا تو اس چینے والے پر دیت ہے۔ اور اسی طرح اگر اچانک کسی شخص نے چین ماری جس سے کوئی شخص مر گیا تو اس پر اس کی دیت واجب ہے۔ (9)

مسئلہ 116: کسی نے صورت تبدیل کر کے بچہ کو ڈرایا جس سے بچہ ڈر کر پاگل ہو گیا تو ڈرانے والا دیت دے گا۔ (10)

(دریختار و شامی ص 493 جلد 5، طحطاوی، ص 272 جلد 4)

(6) الدر المختار، کتاب الجنایات، باب القوادین مادون النفس، ج 10، ص 210.

و حافظۃ الطھطاوی علی الدر المختار، کتاب الجنایات، باب القوادین مادون النفس، ج 4، ص 272.

(دریختار و شامی ص 493 جلد 5، طحطاوی علی الدر، ص 272 جلد 4)

(7) الدر المختار و در المختار، کتاب الجنایات، باب القوادین مادون النفس، ج 10، ص 210.

(دریختار و شامی ص 493 جلد 5، طحطاوی، ص 272 جلد 4)

(8) الدر المختار و در المختار، کتاب الجنایات، باب القوادین مادون النفس، ج 10، ص 202.

(عامگیری ص 15 جلد 6، تبیین الحقائق ص 112 جلد 6، بحر الرائق ص 306 ج 8، دریختار و شامی ص 489 ج 5، مجمع الانہر ص 626 جلد 2، بدایہ ص 555 جلد 4، بدائع صنائع، ص 308 جلد 7)

(9) الدر المختار و در المختار، کتاب الجنایات، باب القوادین مادون النفس، ج 10، ص 211

(10) الدر المختار و در المختار، کتاب الجنایات، باب القوادین مادون النفس، ج 10، ص 211

مسئلہ 117: کسی نے کسی سے کہا پانی یا آگ میں کو دجا اور وہ کو دگیا اور مر گیا تو یہ دیت دے گا۔ (11)

مسئلہ 118: کسی نے کسی کو زخمی کر دیا اور وہ کمالی کرنے کے قابل نہ رہا تو زخمی کرنے والے پر اس کا نفقة علاج معاledge کے مصارف واجب الارادہوں گے۔ (12)

مسئلہ 119: کسی ظالم حاکم نے پولیس سے کسی کو اتنا پہلوایا کہ وہ کمالی سے عاجز ہو گیا تو اس کا نفقة اور علاج کے مصارف اس حاکم پر لازم ہیں۔ (13)

مسئلہ 120: کسی کے تلوار مارنا چاہتا تھا اور کسی نے تلوار کو پکڑ لیا تلوار والے نے تلوار کھینچی جس سے پکڑنے والے کی انگلیاں کٹ گئیں۔ اگر جوڑ سے کٹی ہیں تو قصاص ہے ورنہ دیت لازم ہے۔ (14)

مسئلہ 121: زید نے عمرد کا ہاتھ کاٹا اور اس کے قصاص میں زید کا ہاتھ کاٹا گیا پھر عمرد ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے مر گیا تو زید کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ (15)

مسئلہ 122: زید نے عمرد کا ہاتھ کاٹا اور اس کے قصاص میں زید کا ہاتھ کاٹا گیا اور اس ہاتھ کے کاٹنے کی وجہ سے زید مر گیا تو اگر زید کا ہاتھ بلا حکم حاکم کا ہاتھ کاٹا گیا ہے تو عمرد کے عاقله پر زید کی دیت واجب ہو گی اور اگر حاکم کے حکم سے ہاتھ کاٹا گیا ہے تو کچھ لازم نہیں ہو گا۔ (16)

مسئلہ 123: کسی شخص نے کسی کو قتل کر دیا۔ مقتول کے ولی نے قاتل کا ہاتھ کاٹ لیا اس کے بعد قاتل کو معاف کر دیا تو اس ولی پر ہاتھ کاٹنے کی دیت لازم ہو گی۔ (17)

(11) رده المختار، کتاب البخایات، باب القوو فی ما دون النفس، ج 10، ص 211.

(شامی ص 493 جلد 5، طحاوی، ص 272 جلد 4)

(12) الدر المختار، کتاب البخایات، فصل فی الفعلین، ج 10، ص 213.

(13) الدر المختار و رده المختار، کتاب البخایات، فصل فی الفعلین، ج 10، ص 213.

(14) البرازیہ علی الحندیہ، کتاب البخایات، (الفصل) الاثاث فی الاطراف، ج 6، ص 393.

(15) الفتاوی الحندیہ، کتاب البخایات، الباب الرابع فی القصاص فی ما دون النفس، ج 6، ص 15.

(طحاوی ص 274 جلد 4، در مختار و شامی ص 497 جلد 5، تہذیب الحقائق ص 120 جلد 6، عالمگیری ص 15 جلد 6، لیث القدير و عنایہ ص 290 جلد 8، مجمع

الانہر ص 632 جلد 2)

(16) الدر المختار و رده المختار، کتاب البخایات، فصل فی الفعلین، مطلب: أصحیح ان الوجوب... ارجح، ج 10، ص 218، 219.

(در مختار و شامی ص 497 جلد 5، عالمگیری ص 15 جلد 6، تہذیب الحقائق ص 120 جلد 6، طحاوی ص 275 ج 4، مجمع الانہر ص 632 ج 2)

(17) الدر المختار و رده المختار، کتاب البخایات، فصل فی الفعلین، مطلب: أصحیح ان الوجوب... ارجح، ج 10، ص 220

مسئلہ 124: اسی طرح اگر معلم نے بچہ کو باپ کی اجازت کے بغیر مارا اور بچہ مر گیا تو معلم پر ضمان ہے اور اگر باپ کی اجازت سے مارا اور بچہ مر گیا تو ضمان نہیں ہے اور اسی طرح شوہرنے اپنی بیوی کو تادیب کے لیے مارا اور وہ مر گئی تو شوہر پر ضمان ہے۔ (18)

مسئلہ 125: اگر قاضی نے چور کا ہاتھ کاٹا اور چور مر گیا تو قاضی پر کچھ نہیں ہے۔ (19)

مسئلہ 126: کسی اجنبی عورت کو اس طرح مارا کہ اس کے مخرج بول و حیض (پیشتاب اور حیض کا مقام) ایک ہو گئے۔ یا مخرج حیض و مقعد (آگے اور پیچھے کا مقام) ایک ہو گئے تو اگر وہ پیشتاب کو روک سکتی ہے تو جانی پر (مارنے والے پر) تہائی دیت واجب ہوگی اور اگر پیشتاب کو نہیں روک سکتی ہے تو جانی پر کل دیت واجب ہوگی۔ (20)

مسئلہ 127: اگر کسی شخص نے باکرہ (کنواری) سے زنا کیا جس سے اس کے مخربین (آگے اور پیچھے کا مقام) ایک ہو گئے اگر یہ فعل عورت کی رضامندی سے تھا تو دونوں کو حد لگائی جائے گی اور تاوان نہیں ہو گا اور اگر بالجبرا تھا تو مرد پر حد اور دیت دونوں واجب ہیں۔ (21)

مسئلہ 128: اگر اپنی زوجہ بالغ سے وطی کی جو اس کی استطاعت رکھتی تھی اور اس کی وجہ سے مخربین کی درمیانی جگہ پھٹ کر ایک ہو گئی تو شوہر پر کوئی تاوان نہیں ہے اور اگر زوجہ نابالغ سے یا ایسی زوجہ سے جو اس کی استطاعت نہیں رکھتی تھی یا کسی عورت سے جرأۃ وطی کی اور مخربین ایک ہو گئے یا موت واقع ہو گئی تو عاقله پر دیت لازم ہوگی۔ (22)

مسئلہ 129: جراح (سرجن، آپریشن کرنے والا) نے آنکھ کا آپریشن کیا اور آنکھ پھوٹ گئی اور جراح اس فن کا ماہر نہ تھا تو اس پر نصف دیت لازم ہے۔ (23)

(بجرالائق ص 319 ج 8، تہذین الحقائق ص 121 جلد 6، شامی و درمختار ص 498 جلد 5)

(18) الدر المختار و الدھنار، کتاب الہجایات، فصل فی الفعلین، مطلب: *اصح ان الوجوب... راجح، ج 10، ص 220، 221، 221*

(درمختار و شامی ص 498 جلد 5، طحطاوی ص 275 جلد 4، مجمع الانہر ص 632 ج 2)

(19) الدر المختار و الدھنار، کتاب الہجایات، فصل فی الفعلین، مطلب: *اصح ان الوجوب... راجح، ج 10، ص 219*

(درمختار و شامی ص 497 جلد 5، طحطاوی ص 275 جلد 4، مجمع الانہر، ص 632 جلد 2)

(20) الدر المختار و الدھنار، کتاب الہجایات، فصل فی الفعلین، مطلب: *اصح ان الوجوب... راجح، ج 10، ص 222*

(درمختار و شامی ص 499 جلد 5، طحطاوی، ص 275، جلد 4)

(21) الدر المختار و الدھنار، کتاب الہجایات، فصل فی الفعلین، مطلب: *اصح ان الوجوب... راجح، ج 10، ص 223*.

(22) الدر المختار و الدھنار، کتاب الہجایات، فصل فی الفعلین، مطلب: *اصح ان الوجوب... راجح، ج 10، ص 222*.

(23) الدر المختار و الدھنار، کتاب الہجایات، فصل فی الفعلین، مطلب: *اصح ان الوجوب... راجح، ج 10، ص 223*.

مسئلہ نمبر 130: بچہ چھت سے گر پڑا اور اس کا سر پھٹ گیا اکثر جراہوں نے یہ رائے دی کہ اگر اس کا آپریشن کیا گیا تو مر جائے گا اور ایک نے کہا کہ اگر آپریشن نہیں کیا گیا تو مر جائے گا لہذا میں آپریشن کرتا ہوں اور اس نے آپریشن کر دیا اور دو ایک دن بعد بچہ مر گیا تو اگر آپریشن صحیح طریقے پر ہوا اور ولی کی اجازت سے ہوا تو جراح ضامن نہیں ہے۔ اور اگر ولی کی اجازت کے بغیر تھا یا غلط طریقے سے ہوا تھا تو ظاہر یہ ہے کہ قصاص لیا جائے گا۔ (24)

مسئلہ 131: کسی کا ناخن اکھیز دیا اگر پہلے جیسا دوبارہ آگ آیا تو کچھ نہیں ہے اور اگر نہ اگا یا عیب دار اگا تو انصاف پکے ساتھ تاداں لیا جائے گا لیکن عیب دار اگنے کا تاداں نہ اگنے کے تاداں سے کم ہوگا۔ (25)



(24) الدر المختار و روا المختار، کتاب الجنایات، فصل فی الفعلین، مطلب: صحیح ان الوجوب... الخ، ج 10، ص 223.

(25) البرازیہ علی الحمدیہ، کتاب الجنایات، (الفصل) الثالث فی الاطراف، ج 6، ص 393.

بَابُ الشَّهادَةِ عَلَى الْقَتْلِ (قتل پر گواہی کا بیان)

مسئلہ 132: مستور الحال دو آدمیوں نے کسی کے خلاف قتل کی گواہی دی تو اس کو قید کر لیا جائے یہاں تک کہ گواہوں کے متعلق معلومات کی جائیں۔ اسی طرح اگر ایک عادل آدمی نے کسی کے خلاف قتل کی شہادت دی تو اس کو چند دن قید میں رکھا جائے گا۔ اگر مدعاً دوسرا گواہ پیش کرے تو مقدمہ چلے گا ورنہ رہا کر دیا جائے گا۔ (1)

مسئلہ 133: کسی نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرے باپ کو خطاء قتل کر دیا ہے اور کہتا ہے کہ گواہ شہر میں ہیں اور قاضی سے مطالبہ کرتا ہے کہ مدعاً علیہ سے ضمانت لے لی جائے تو قاضی مدعاً علیہ سے تمدن کے لیے ضمانت طلب کریگا اور اگر مدعاً کہتا ہے کہ میرے گواہ غائب ہیں اور گواہوں کے حاضر ہونے کے وقت تک کے لیے ضمانت کا مطالبہ کرتا ہے تو قاضی مدعاً کی بات نہیں مانے گا اور اگر دعویٰ کرتا ہے کہ میرے باپ کو عمداء قتل کیا گیا ہے اور ضمانت کا مطالبہ کرتا ہے تو قاضی ضمانت نہیں لے گا۔ (2)

مسئلہ 134: مقتول کے ایک بیٹے نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ کو عمداء زید نے قتل کر دیا اور اس پر گواہ بھی پیش کر دیئے مگر مقتول کا دوسرا بیٹا غائب ہے تو قاضی شہادت کو قبول کر لے گا اور قاتل کو قید کر دے گا لیکن ابھی تھاص نہیں لیا جائے گا۔ جب دوسرا بیٹا حاضر ہو کر دوبارہ شہادت پیش کریگا تو تھاص لیا جائے گا۔ (3)

مسئلہ 135: اور اگر مقتول کے ایک بیٹے نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ کو زید نے خطاء قتل کر دیا اور گواہ بھی پیش کر دیئے اور دوسرا بیٹا غائب ہے تو قاضی زید کو قید کر دے گا اور جب دوسرا بیٹا حاضر ہو گا تو اس کو دوبارہ شہادت پیش

(1) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والاقرار ب...، راجع، ج 6، ص 15۔

(عاملگیری ص 15 جلد 6، شامی ص 500 جلد 5، قاضی خان علی الحنفیہ ص 451 جلد 3)

(2) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والاقرار ب...، راجع، ج 6، ص 15۔

(مبسوط ص 106 جلد 26، قاضی خان ص 396 جلد 4، عاملگیری ص 16 جلد 6)

(3) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والاقرار ب...، راجع، ج 6، ص 16۔

(عاملگیری ص 16 جلد 6، در مختار و شامی ص 500 جلد 5، فتح القدر و عنایہ ص 292 جلد 8، تسبیح ص 121 جلد 6، بحر الرائق، ص 320 جلد 8)

کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی حاضری پر مقدمہ کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ (4)

مسئلہ 136: ورثا نے دو شخص پر اپنے باپ کے قتل عد کا الزام لگایا اور گواہ پیش کئے مگر ایک قاتل غائب ہے تو حاضر کے مقابلہ میں یہ گواہی قبول کر لی جائے گی اور اس کو قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔ پھر جب دوسرا آئے اور قتل کا انکار کرے تو ورثا کو دوبارہ گواہی پیش کرنا ہو گی۔ (5)

مسئلہ 137: دو گواہوں نے کسی کے خلاف گواہی دی کہ اس نے فلاں شخص کو توار سے زخمی کر دیا تھا اور وہ زخمی صاحب فرائش رہ کر مر گیا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا اور قاضی کو گواہوں سے یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ ان زخمیوں کی وجہ سے مرا یا کسی اور وجہ سے۔ اور اگر گواہوں نے صرف یہ کہا کہ اس نے توار سے زخمی کیا یہاں تک کہ مجروم حمر گیا۔ یہ بھی عمدۃ قتل مانا جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ قاضی گواہوں سے سوال کرے کہ اس نے قصد ایسا کیا ہے یا نہیں؟ (6)

مسئلہ 138: دو آدمیوں نے گواہی دی کہ زید نے فلاں شخص کو توار سے خطاۓ قتل کر دیا تو یہ شہادت قبول کر لی جائے گی اور عاقله پر دیت واجب ہو گی اور اگر گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ قصد قتل کیا ہے یا خطاۓ، تب بھی یہ گواہی مقبول ہو گی اور قاتل کے مال میں سے دیت دلائی جائے گی۔ (7)

مسئلہ 139: ایک گواہ نے کسی کے خلاف گواہی دی کہ اس نے خطاۓ قتل کیا ہے اور دوسرے گواہ نے کہا کہ قاتل نے اس کا اقرار کیا ہے کہ اس سے یہ فعل خطاۓ سرزد ہوا ہے تو یہ گواہی باطل ہے۔ (8)

مسئلہ 140: اگر دونوں گواہ زمان و مکان میں اختلاف کرتے ہیں تو گواہی باطل ہے مگر جب دونوں جگہیں قریب قریب ہیں۔ مثلاً ایک گواہ کسی چھوٹے مکان کے ایک حصہ میں وقوع قتل کی گواہی دیتا ہے اور دوسرا اسی مکان کے

(4) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجع، ج 6، ص 16.

(عالمگیری ص 16 جلد 6، دریتاروشای ص 500 جلد 5، تبیین الحقائق ص 121 جلد 6، بحر الرائق ص 320 جلد 8)

(5) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجع، ج 6، ص 16.

(6) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجع، ج 6، ص 16.

(عالمگیری ص 16 جلد 6، شامی ص 501 جلد 5، بحر الرائق ص 323 جلد 8، بیسوط ص 167 جلد 26، قاضی خان، ص 398 جلد 4)

(7) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجع، ج 6، ص 16.

(8) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجع، ج 6، ص 16.

(عالمگیری ص 16 جلد 6، قاضی خان ص 395 جلد 4، تبیین، ص 123 جلد 6، بیسوط ص 104 جلد 26، مجموع الانہر ص 635 جلد 2)

دوسراے حصے میں تو یہ گواہی مقبول ہوگی۔ (9)

مسئلہ 141: اگر دو گواہوں میں موضع زخم میں (یعنی زخم کی جگہ میں) اختلاف ہے تو بھی گواہی باطل ہے۔ (10)

مسئلہ 142: اگر دو گواہوں میں آله قتل میں اختلاف ہو، ایک کہے کہ تلوار سے قتل کیا اور دوسرا کہے کہ پتھر سے قتل کیا۔ یا ایک کہے کہ تلوار سے قتل کیا اور دوسرا کہے کہ چھری سے قتل کیا یا ایک کہے کہ پتھر سے قتل کیا اور دوسرا کہے کہ لامپ سے قتل کیا تو یہ گواہی باطل ہے۔ (11)

مسئلہ 143: ایک گواہ نے گواہی دی کہ قاتل نے تلوار سے قتل کرنے کا اقرار کیا تھا اور دوسراے گواہ نے کہا کہ قاتل نے چھری سے قتل کرنے کا اقرار کیا تھا اور مدعا کہتا ہے کہ قاتل نے دونوں باتوں کا اقرار کیا تھا لیکن اس نے قتل کیا ہے نیزہ مار کر تو یہ گواہی قبول کی جائے گی اور قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔ (12)

مسئلہ 144: ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس نے تلوار یا لامپ سے قتل کیا ہے اور دوسراے گواہ نے کہا کہ اس نے قتل کیا ہے مگر میں یہ نہیں جانتا کہ کس چیز سے قتل کیا ہے۔ تو یہ گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ (13)

مسئلہ 145: دو شخصوں نے گواہی دی کہ زید نے عمر و کو قتل کیا ہے اور ہم یہ نہیں جانتے کہ کس چیز سے قتل کیا ہے تو یہ گواہی قبول کر لی جائے گی اور قاتل کے مال سے دیت دلائی جائے گی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (14)

(9) الفتاوى الحمدية، كتاب الجنایات، الباب الخامس في الشهادة في القتل والاقرار به... راجع، ج 6، ص 16.

(ب) بحر الرائق ص 323 جلد 8، عالمگیری ص 16 جلد 5، فتح القدیر و عناية ص 295 جلد 8، در مختار و شامی ص 501 جلد 5

(10) الفتاوى الحمدية، كتاب الجنایات، الباب الخامس في الشهادة في القتل والاقرار به... راجع، ج 6، ص 16.

(11) الفتاوى الحمدية، كتاب الجنایات، الباب الخامس في الشهادة في القتل والاقرار به... راجع، ج 6، ص 16.

(عالمگیری ص 16 جلد 6، در مختار و شامی ص 501 جلد 5، تینیں ص 323 جلد 6، بہر الرائق ص 168 جلد 26، قاضی خان ص 395 ج 4، مجمع الانہر ص 634 ج 2)

(12) الفتاوى الحمدية، كتاب الجنایات، الباب الخامس في الشهادة في القتل والاقرار به... راجع، ج 6، ص 16.

(13) الفتاوى الحمدية، كتاب الجنایات، الباب الخامس في الشهادة في القتل والاقرار به... راجع، ج 6، ص 16.

(عالمگیری ص 16 جلد 6، قاضی خان ص 395 جلد 4، در مختار و شامی ص 501 جلد 5، تینیں ص 323 جلد 6، فتح القدیر و عناية ص 295 جلد 8، مجمع الانہر ص 634 ج 2)

(14) الفتاوى الحمدية، كتاب الجنایات، الباب الخامس في الشهادة في القتل والاقرار به... راجع، ج 6، ص 16.

(عالمگیری ص 16 ج 6، قاضی خان ص 395 ج 4، در مختار و شامی ص 502 ج 5، فتح القدیر ص 147، عناية ص 295 ج 8، ←

مسئلہ 146: اگر دو آئی دو اشخاص کے متعلق گواہی دیں کہ انہوں نے زید کے ایک ہی ہاتھ کی ایک ایک انگلی کاٹی ہے اور یہ نہ بتائیں کہ کس نے کوئی انگلی کاٹی ہے تو یہ شہادت باطل ہے۔ (15)

مسئلہ 147: دو آری دو اشخاص کے متعلق گواہی دیتے ہیں کہ ان دونوں نے ایک شخص کو قتل کیا ہے۔ ایک نے تلوار سے اور ایک نے لامبی سے اور گواہ یہ نہیں بتاتے کہ کس نے لامبی سے اور کس نے لامبی سے تلوار سے قتل کیا ہے تو یہ گواہی باطل ہے۔ (16)

مسئلہ 148: دو آدمیوں نے گواہی دی کہ زید نے عمر و کاپاونٹ خنچے سے (یعنی کلائی سے) قصد اکٹھا کاٹا ہے اور ایک تیر سے گواہ نے کہا کہ زید نے عمر و کاپاونٹ خنچے سے کاٹا ہے۔ پھر تینوں نے یہ گواہی دی کہ مجروح صاحب فراش رہ کر مر گیا (17) اور مقتول کا ولی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ دونوں فعل عمداء ہوئے ہیں تو قاتل کے مال سے نصف دیت دلائی جائے گی۔ (18)

مسئلہ 149: دو آدمیوں نے کسی کے خلاف گواہی دی کہ اس نے فلاں شخص کا ہاتھ پہنچے سے قصد اکٹھا کاٹا پھر اس کو قصد اکٹل کر دیا تو مقتول کے دراثاء کو یہ حق ہے کہ پہلے ہاتھ کاٹ کر قصاص لیں اور پھر قتل کریں۔ ہاں قاضی کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ ان سے کہے کہ صرف قتل پر اکتفاء کرو ہاتھ کا قصاص متلو۔ (19)

مسئلہ 150: دو آدمیوں نے زید کے خلاف گواہی دی کہ اس نے عمر و کو خطاۓ قتل کیا ہے اور قاضی نے اس پر دیت کا فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد عمر و جس کے قتل کی گواہی دی گئی تھی زندہ آگیا تو جن لوگوں نے دیت ادا کی تھی ان کو اختیار ہے کہ چاہیں تو عمر و کے ولی کو ضامن قرار دیں یا گواہوں کو، اگر گواہوں کو ضامن بنائیں اور وہ تادا ان دے دیں تو پھر وہ گواہ ولی سے دیت واپس لے لیں۔ (20)

(تمثیل مص 123 ج 6، بحر الرائق مص 223، ج 8، طحاوی مص 278 ج 4، مجمع الانہر، مص 635 ج 2، ملتقی الابرار مص 635 ج 2)

(15) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجح، ج 6، مص 16.

(16) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجح، ج 6، مص 16.

(17) یعنی زخمی ہونے کے بعد بستر پر پڑے پڑے مر گیا۔

(18) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجح، ج 6، مص 16.

(عاملگیری، مص 16 جلد 6، مسوط مص 168 جلد 2)

(19) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجح، ج 6، مص 16.

(20) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجح، ج 6، مص 17.

(عاملگیری، مص 17 جلد 6، درمختار دشائی، مص 502 جلد 5، مجمع الانہر، مص 635 جلد 2)

مسئلہ 151: دو آدمیوں نے زید کے خلاف گواہی دی کہ اس نے عمر و کو قصد اُقتل کیا ہے اور زید کو قصاص میں قتل کر دیا گیا اس کے بعد عمر و زندہ واپس آگیا تو زید کے درمیان کو اختیار ہے کہ عمر و کے ولی سے دیت لین یا گواہوں سے۔ (21)

مسئلہ 152: دو آدمیوں نے ایک شخص کے خلاف گواہی دی کہ اس نے قتل خطایا عمد کا اقرار کیا ہے اور اس پر فیصلہ کر دیا گیا اس کے بعد وہ شخص زندہ پایا گیا تو گواہوں پر کوئی تاویں نہیں۔ البتہ دونوں صورتوں میں ولی مقتول پر تاویں ڈالا جائے گا۔ (22)

مسئلہ 153: دو آدمیوں نے گواہی دی کہ فلاں دو اشخاص نے ہم کو گواہ بنایا ہے کہ زید نے عمر و کو خطاء قتل کر دیا ہے ان کی گواہی پر دیت کا حکم دے دیا گیا اس کے بعد عمر و زندہ پایا گیا تو ولی پر دیت واپس کرنا واجب ہے اور ان شاہدین فرع (23) پر کچھ تاویں نہیں ہے۔ اگرچہ اصل گواہ آکر ان کو گواہ بنانے سے انکار کریں اور اگر اصل گواہ آکر یہ اقرار کریں کہ ہم نے جان بوجھ کر غلط بات پر ان کو گواہ بنایا تھا تب بھی ان شاہدین فرع پر کچھ تاویں نہیں ہے۔ (24)

مسئلہ 154: کسی نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرے ولی کا سر پھاڑ دیا اور اسی سے اس کی موت واقع ہو گئی اور دو گواہوں نے زخم کی گواہی دی اور یہ کہا کہ وہ مرنے سے پہلے اچھا ہو گیا تھا۔ تو زخم کے بارے میں ان کی شہادت مان لی جائے گی۔ اور صرف زخم کے قصاص کا حکم دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک گواہ نے کہا کہ وہی زخم موت کا سبب بنا تھا اور دوسرے نے کہا کہ وہ مرنے سے پہلے اچھا ہو گیا تھا تب بھی صرف زخم کے قصاص کا حکم دیا جائے گا۔ (25)

مسئلہ 155: کسی مقتول نے دو بیٹے چھوڑے ان میں سے ایک نے کسی شخص کے خلاف گواہ پیش کئے کہ اس نے میرے باپ کو عمدًا قتل کیا ہے اور دوسرے بیٹے نے گواہ پیش کئے کہ اس نے اور دوسرے شخص نے مل کر میرے باپ کو

(21) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار ب... راجع، ج 6، ص 17.

(عاملگیری ص 17 ج 6، درجتار و شای ص 503 ج 5، مجمع الانہر، ص 635 جلد 2)

(22) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار ب... راجع، ج 6، ص 17.

(ہندیہ، ص 17 ج 6، درجتار و شای، ص 503 ج 5، مجمع الانہر، ص 636 جلد 2)

(23) یعنی وہ گواہ جنہیں دو گواہوں نے گواہ بنایا تھا۔

(24) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار ب... راجع، ج 6، ص 17.

(ہندیہ، ص 17 ج 6، درجتار و شای، ص 503 ج 5)

(25) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادة فی القتل والاقرار ب... راجع، ج 6، ص 17.

قصد اُقتل کیا ہے تو اس صورت میں قصاص نہیں ہے۔ (26)

مسئلہ 156: کسی مقتول کے دو بیٹے ہیں ان میں سے ایک نے گواہ پیش کئے کہ فلاں شخص نے میرے باپ کو عمدًا قتل کیا ہے اور دوسرے بیٹے نے گواہ پیش کئے کہ اس کے غیر فلاں شخص نے میرے باپ کو خطاء قتل کیا ہے تو کسی سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ پہلے بیٹے کے لیے اس کے مدعیٰ علیہ کے مال سے 3 سال میں نصف دیت لی جائے گی اور دوسرے بیٹے کے لیے مدعیٰ علیہ کے عاقلہ سے بقیہ نصف دیت 3 سال میں لی جائے گی۔ (27)

مسئلہ 157: کسی مقتول نے دو بیٹے اور ایک موصیٰ لہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) چھوڑے۔ پھر ایک بیٹے نے دعوےٰ کیا کہ فلاں شخص نے میرے باپ کو عمدًا قتل کیا ہے اور اس پر گواہ پیش کئے اور دوسرے بیٹے نے اسی قاتل یا دوسرے شخص پر خطاء قتل کا الزام لگا کر گواہ پیش کئے اور موصیٰ لہ قتل خطاء کے مدعیٰ کی تصدیق کرتا ہے تو اس بیٹے اور موصیٰ لہ کے لیے قاتل کے عاقلہ پر 3 سال میں 23 دیت ہے اور قتل عمد کے مدعیٰ بیٹے کے لیے قاتل کے مال میں 3 سال میں 13 دیت ہے اور اگر موصیٰ لہ نے قتل عمد کے مدعیٰ کی تصدیق کی تو قتل خطاء کے مدعیٰ کے لیے ایک تہائی دیت قاتل کے عاقلہ پر 3 برس میں ہے۔ اور نصف دیت کا تہائی موصیٰ لہ کے لیے اور نصف دیت کا دو تہائی قتل عمد کے مدعیٰ کے لیے قاتل کے مال میں ہے اور اگر موصیٰ لہ نے دونوں کی تصدیق یا تکذیب کی (یعنی جھپٹایا) تو موصیٰ لہ کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر موصیٰ لہ کہتا ہے کہ مجھ کو یہ معلوم نہیں کہ قتل خطاء ہوا ہے یا عمدًا تو اس کا حق ابھی باطل نہیں ہو گا۔ جس وقت بھی موصیٰ لہ کی ایک بیٹے کی تصدیق کر دے گا تو مذکورہ بالتفصیل کے مطابق موصیٰ لہ کو حق مل جائے گا اور اگر بجاۓ موصیٰ لہ کے مقتول کا تیرا بیٹا ہو اور تصدیق و تکذیب میں مذکورہ بالا صورتیں اختیار کرے، تو ایک صورت کے سواباتی تمام صورتوں میں وہی حکم ہے اور وہ ایک صورت یہ ہے کہ اگر تیرے بیٹے نے مدعیٰ قتل عمد کی تصدیق کی تو اس کو اور مدعیٰ قتل عمد کو ایک تہائی دیت ملے گی۔ (28)

مسئلہ 158: مقتول کے دو بیٹوں میں سے بڑے نے چھوٹے کے خلاف گواہ پیش کئے کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے اور چھوٹے نے گواہ پیش کئے کہ فلاں اجنبی نے قتل کیا ہے تو بڑے کو چھوٹے سے نصف دیت دلائی جائے گی اور چھوٹے کو اس اجنبی سے نصف دیت دلائی جائے گی۔ (29)

(26) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب البُحْنَیَات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار... راجع، ج 6، ص 17.

(27) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب البُحْنَیَات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار... راجع، ج 6، ص 17.

(28) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب البُحْنَیَات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار... راجع، ج 6، ص 18.

(29) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب البُحْنَیَات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار... راجع، ج 6، ص 18.

مسئلہ 159: مقتول کے تین بیٹوں میں سے بڑے نے بھخلے کے خلاف گواہ پیش کئے کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے اور بھخلے نے چھوٹے کے خلاف گواہ پیش کئے کہ اس نے باپ کو قتل کیا ہے اور چھوٹے نے بڑے کے خلاف قتل کے گواہ پیش کئے تو سب شہادتیں قبول کر لی جائیں گی، لیکن تھا ص کسی سے بھی نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ ہر مردی اپنے مدعا علیہ سے ایک تہائی دیت لے گا۔ (30)

مسئلہ 160: مقتول نے زید، عمر و اور بکر تین بیٹے چھوڑے، زید نے گواہ پیش کئے کہ عمر و بکر نے باپ کو قتل کیا ہے اور عمر و بکر نے زید کے قاتل ہونے پر گواہ پیش کئے تو قول امام پر (31) زید دونوں بھائیوں سے ان کے مال میں سے نصف دیت لے گا اگر قتلِ عمد کا دعویٰ تھا، اور ان کے عاقلوں سے نصف دیت لے گا اگر قتلِ خطاء کا دعویٰ تھا، اور عمر و بکر زید کے مال سے نصف دیت لیں گے اگر قتلِ عمد کا دعویٰ تھا اور اگر قتلِ خطاء کا دعویٰ تھا تو زید کے عاقلوں سے نصف دیت لیں گے۔ (32)

مسئلہ 161: مقتول نے ایک بیٹا اور ایک بھائی چھوڑا ان میں نے ہر ایک دوسرے پر قتل کا دعویٰ کر کے اس کے خلاف گواہ پیش کرتا ہے تو بھائی کے گواہ لغو قرار پائیں گے (یعنی قابل قبول نہیں ہوں گے) اور بیٹے کے گواہوں کی گواہی پر بھائی کے خلاف فیصلہ کر دیا جائے گا۔ (33)



(ہندی ص 18 ج 6، بحر الرائق ص 323 جلد 8)

(30) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجح، ج 6، ص 18.

(31) یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے مطابق۔

(32) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجح، ج 6، ص 18.

(33) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الخامس فی الشہادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجح، ج 6، ص 18.

(ہندی ص 18 ج 6، بحر الرائق ص 324 جلد 8)

اقرار قتل کا بیان

مسئلہ 162: دو آدمیوں میں سے ہر ایک نے زید کے قتل کا اقرار کیا اور ولی زید کہتا ہے کہ تم دونوں نے قتل کیا ہے۔ تو قصاص میں دونوں کو قتل کر دیا جائے گا۔ (1)

مسئلہ 163: اگر چند گواہوں نے گواہی دی کہ زید کو فلاں شخص نے قتل کیا ہے اور دوسرے چند گواہوں نے گواہی دی کہ زید کا قاتل دوسرا شخص ہے اور ولی نے کہا کہ دونوں نے قتل کیا ہے تو یہ دونوں شہادتیں باطل ہیں۔ (2)

مسئلہ 164: کسی شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کو قصد اُ قتل کیا ہے اور مقتول کے ولی نے اس کی تصدیق کر کے قصاص میں اس کو قتل کر دیا، پھر ایک دوسرے شخص نے آکر اقرار کیا کہ میں نے اس کو قصد اُ قتل کیا ہے تو ولی اس کو بھی قتل کر سکتا ہے اور اگر پہلے قاتل کے اقرار کے وقت ولی نے اس سے یہ کہا تھا کہ تو نے تنہا عمدًا قتل کیا تھا اور اس کو قصاص میں قتل کر دیا پھر دوسرے نے آکر یہ اقرار کیا کہ میں نے تنہا عمدًا قتل کیا ہے اور ولی نے اس کی تصدیق بھی کر دی تو ولی پر پہلے قاتل کے قتل کی دیت واجب ہوگی اور دوسرے قاتل پر ولی کے لیے دیت لازم ہوگی۔ (3)

مسئلہ 165: کسی نے کسی کے قتل خطا کا اقرار کیا اور ولی مقتول قتل عمد کا دعویٰ کرتا ہے تو قاتل کے مال سے ولی کو دیت دلوائی جائے گی۔ (4)

مسئلہ 166: اگر قاتل قتل عمد کا اقرار کرے اور ولی مقتول قتل خطا کا مدعا ہو تو مقتول کے درثاء کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر ولی نے بعد میں قاتل کے قول کی تصدیق کر دی اور کہہ دیا کہ تو نے قصد اُ قتل کیا ہے تو قاتل پر دیت لازم ہے۔ (5)

(1) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجع، ج 6، ص 18.

(ہندی ص 18 جلد 6، بحر الرائق ص 325 جلد 8، تبیین الحقائق ص 124 جلد 6، مجمع الانہر ص 635 ج 2، ملتقی الاحمر ص 635 جلد 2)

(2) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجع، ج 6، ص 19.

(ہندی ص 19 جلد 6، فتح القدیر ص 297 جلد 8 و عناہ، تبیین الحقائق ص 124 جلد 6، مجمع الانہر ص 236 جلد 2)

(3) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجع، ج 6، ص 18.

(ہندی از محیط ص 19 جلد 6، بحر الرائق ص 325 جلد 8)

(4) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجع، ج 6، ص 18.

(ہندی ص 19 جلد 6، بہ سوط ص 105 جلد 26)

(5) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرار بہ... راجع، ج 6، ص 19.

مسئلہ 167: کسی شخص نے دو آدمیوں پر دعویٰ کیا کہ انہوں نے میرے باپ کو عمدًاً آله دھاردار سے قتل کر دیا ہے ان میں سے ایک شخص نے تھا عمدًاً قتل کا اقرار کیا اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ دوسرے مدعاً علیہ نے تھا قصدًاً قتل کیا ہے تو یہ شہادت قبول نہیں کی جائے گی اور اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اگر خطاء قتل کا دعویٰ ہو تو اقرار کرنے والے سے نصف دیت لی جائے گی اور دوسرے مدعاً علیہ پر کچھ لازم نہیں ہے۔ (6)

مسئلہ 168: اگر دو مدعاً علیہ میں سے ایک نے تھا عمدًاً قتل کرنے کا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار۔ اور مدعاً کے پاس گواہ نہیں ہیں تو اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اگر دونوں میں سے ایک نے خطأ قتل کا اور دوسرے نے عمدًاً قتل کا اقرار کیا تو دونوں پر دیت لازم ہوگی۔ (7)

مسئلہ 169: کسی نے دو آدمیوں پر دعویٰ کیا کہ انہوں نے میرے ولی کو دھاردار آئے سے قتل کیا ہے ان میں سے ایک نے مدعاً کی تصدیق کی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے خطأ اللہی سے مارا تھا تو ان دونوں کے مال میں سے ولی کوتین 3 سال میں دیت دلائی جائے گی۔ اور اگر ولی کا دعویٰ قتل خطأ کا تھا اور ان دونوں نے قتل عمد کا اقرار کیا تو مدعاً علیہ بری کر دیئے جائیں گے اور اگر دعویٰ قتل خطأ کا تھا اور مدعاً علیہ نے مدعاً کی تصدیق کی تو دیت واجب ہوگی اور اگر دعویٰ قتل خطأ کا تھا اور ایک قاتل نے عمدًاً قتل کا اقرار کیا اور دوسرے نے قتل خطأ کا، تب بھی دونوں پر دیت لازم ہوگی۔ (8)

مسئلہ 170: کسی نے دو اشخاص پر دعویٰ کیا کہ انہوں نے میرے ولی کو عمدًاً قتل کیا ہے ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم نے عمدًاً قتل کیا ہے اور دوسرے نے قتل ہی کا انکار کر دیا تو اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اگر دعویٰ قتل خطأ کا ہو اور ایک مدعاً علیہ کہے کہ ہم نے عمدًاً قتل کیا ہے اور دوسرہ قتل ہی کا انکار کرے تو ملزم بری کر دیئے جائیں گے۔ (9)

مسئلہ 171: کسی نے زید سے کہا کہ میں نے اور فلاں شخص نے تیرنے ولی کو عمدًاً قتل کیا ہے اور اس کے ساتھی

(عاملگیری از محیط و قاضی خان ص 19 جلد 6)

(6) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرابة... راجع، ج 6، ص 19.

(7) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرابة... راجع، ج 6، ص 19.

(8) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرابة... راجع، ج 6، ص 19.

(عاملگیری از محیط ص 19 ج 6، بحر الرائق ص 325 ج 8)

(9) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس فی الشهادۃ فی القتل والاقرابة... راجع، ج 6، ص 19.

نے کہا کہ ہم نے خط قتل کیا ہے اور زید نے اقرار کرنے والے سے کہا کہ تھا تو نے عمدًا قتل کیا ہے تو زید قتل عمد کا اقرار کرنے والے سے قصاص لے گا اور اگر زید نے قتل خط کا دعویٰ کیا تو دونوں بری کردیئے جائیں گے۔ (10)

مسئلہ 172: کسی نے زید سے کہا کہ میں نے تیرے ولی کا ہاتھ قصد اکاٹا تھا اور فلاں شخص نے اس کا چیر قصد اکاٹا تھا اور اسی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی تھی اور زید یہ کہتا ہے کہ تو نے تھا اس کے ہاتھ پر عمدًا کاٹے ہیں اور دوسرا شخص اس جرم میں شرکت کا انکار کرتا ہے۔ تو اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور اگر زید نے کہا کہ تو نے عمدًا اس کا ہاتھ کاٹا تھا اور پیر کاٹنے والے کا مجھ کو علم نہیں تو ابھی قصاص نہیں لیا جائے گا۔ ہاں اگر کسی وقت زید اس ابہام کو دور کر دے اور یہ کہے کہ مجھے یاد آگیا کہ تیرے ساتھی نے قصد اپیر کاٹا تھا تو اقرار کرنے والا قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ لیکن اگر قاضی اس کے ابہام کو دور کرنے سے پہلے بطلان حق کا فیصلہ کر چکا ہے تو اس کا ابہام دور کرنے سے حق والیں نہیں ملتے گا۔ (11)

مسئلہ 173: کوئی شخص مقتول پایا گیا کہ اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے تھے اور ولی نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے اس کا داہنا ہاتھ قصد اکاٹا تھا اور فلاں شخص نے اس کا بایاں ہاتھ قصد اکاٹا تھا اور ان دونوں ہاتھوں کے کاٹنے سے اس کی موت واقع ہوئی تھی۔ بایاں ہاتھ کاٹنے والے نے قصد اپنے کاٹنے اور صرف اسی سبب سے موت واقع ہونے کا اقرار کیا اور دایاں ہاتھ کاٹنے والے نے قطع یہ کاٹا کیا تو اقرار کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا۔ اور اگر ولی نے کہا کہ فلاں شخص نے بایاں ہاتھ قصد اکاٹا تھا اور داہنا ہاتھ بھی قصد اکاٹا گیا ہے مگر اس کے کاٹنے والے کا مجھے علم نہیں ہے اور موت دونوں ہاتھوں کے کٹنے سے واقع ہوئی ہے بایاں ہاتھ کاٹنے والا اقرار کرتا ہے کہ میں نے عمدًا بایاں ہاتھ کاٹا ہے اور صرف اسی وجہ سے موت واقع ہوئی ہے، تو اقرار کرنے والا بھی بری ہو جائے گا۔ اور اگر ولی نے کہا کہ فلاں نے داہنا ہاتھ قصد اکاٹا اور فلاں نے بایاں قصد اکاٹا اور بائیں ہاتھ کا کاٹنے والا کہتا ہے کہ میں نے بایاں ہاتھ قصد اکاٹا ہے اور داہنا ہاتھ کاٹنے والے کا مجھے علم نہیں ہے لیکن یہ جانتا ہوں کہ داہنا ہاتھ قصد اکاٹا گیا اور موت اسی سے واقع ہوئی نہیں لیا جائے گا۔ اقرار کرنے والے پر نصف دیت لازم ہوگی۔ (12)

(10) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الیس فی الشہادۃ فی التکل والاقرار ب... راجع، ج 6، ص 19، 20.

(ہندی ص 19 ج 6، بحر الرائق ص 325 ج 8)

(11) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الیس فی الشہادۃ فی التکل والاقرار ب... راجع، ج 6، ص 20.

(ہندی ص 20 جلد 6، بحر الرائق ص 325 جلد 8)

(12) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الیس فی الشہادۃ فی التکل والاقرار ب... راجع، ج 6، ص 20.

(عامگیری از صحیح ص 20 جلد 6، بحر الرائق ص 325 جلد 8)

مسئلہ 174: کسی مقتول کے دو بیٹوں میں سے ایک حاضر اور دوسرا غائب ہے۔ حاضر نے کسی بھنپ پر اپنے باپ کے قتل عمد کا دعویٰ کیا اور گواہ پیش کر دیئے لیکن قاتل نے اس بات کے گواہ پیش کئے کہ غائب بیٹے نے مجھے معاف کر دیا ہے تو قصاص ساقط ہو جائے گا اور مدعی کو نصف دیت دلاتی جائے گی۔ (13)

مسئلہ 175: قتل خطا اور ہر ایسے قتل میں جس میں قصاص واجب نہ ہو ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قبول کری جائے گی۔ (14)

مسئلہ 176: کسی بچے نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اپنے باپ کو عمداء قتل کر دیا ہے تو اس پر قصاص واجب نہیں ہوگا اور مقتول کی دیت بچہ کے عاقله پر واجب ہوگی اور بچہ وارث بھی ہو گا۔ مجنون کا حکم بھی یہی ہے۔ (15)

مسئلہ 177: اگر نابالغ بچے کے کسی ایسے قریبی رشتہ دار کو قتل کر دیا گیا یا اعضاء کاٹ دیئے گئے جس کے قصاص کا حق بچے کو تھا، تو اس بچے کے باپ کو قصاص لینے اور دیت کے مساوی یا اس سے زیادہ مال پر صلح کرنے کا حق ہے اور اگر مقدار دیت سے کم پر صلح کر لے گا تب بھی صلح صحیح ہو جائے گی لیکن پوری دیت لازم ہوگی مگر معاف کرنے کا حق نہیں ہے اور وصی کو نفس کے قصاص و عفو کا (16) حق نہیں ہے۔ صرف دیت کے مساوی یا اس سے زیادہ مال پر صلح کا حق ہے اور مادون انسن میں (17) قصاص و صلح کا حق ہے، عفو کا حق نہیں ہے۔ (18)

مسئلہ 178: قاتل اور اولیائے مقتول اگر مال پر صلح کر لیں تو قصاص ساقط ہو جائے گا اور جس مال پر صلح کی ہے وہ لازم ہو گا اور اگر نقد و ادھار کا ذکر نہیں کیا تو فوراً ادا کرنا واجب ہو گا۔ (19)

(13) الدر المختار و رده المختار، کتاب الجنایات، باب الشهادة في القتل و اعتبار حالته، ج 10، ص 225، 226.

(دریتار و شای ص 500 جلد 5، بحر الرائق ص 320 جلد 8، تنبیہن ص 122 جلد 6، فتح القدر و عزایہ ص 293 جلد 8)

(الفتاوی الحنفی، کتاب الجنایات، باب الشهادة على الجنایة ج 2، ص 395.

(خانیہ ص 395 جلد 4، طوطاوی علی الدرس 276 جلد 4)

(الفتاوی الحنفی، کتاب الجنایات، باب الشهادة على الجنایة ج 2، ص 396.

(16) یعنی معاف کرنے کا۔

(17) یعنی قتل سے کم جسمانی نقصان میں مثلاً اتھہ پاؤں توڑنا وغیرہ۔

(18) رده المختار، کتاب الجنایات، فصل فیما یوجب القود و ما لا یوجبه، ج 10، ص 174، 175.

(شای ص 475 جلد 5، قاضی خان ص 442 ج 3، در غر ص 94 ج 2، طوطاوی ص 263 ج 4)

(الفتاوی الحنفی، کتاب الجنایات، الباب السادس في الصلح والغفو... الخ، ج 6، ص 20.

(عاملگیری ص 20 ج 6، فتح القدر و عزایہ ص 275 ج 8)

مسئلہ 179: اگر قتل خطائی تھا اور مال معین پر صلح کی اور اس کا کوئی وقت معین نہیں کیا تو اگر قاضی کی قضا اور دیت کی کسی خاص قسم پر فریقین کی رضامندی سے پہلے یہ صلح ہے تو یہ مال موجل ہو گا۔ (20)

مسئلہ 180: اگر ایک حر (آزاد یعنی جو غلام نہ ہو) اور ایک غلام نے مل کر کسی کو قتل کیا پھر حر نے اور غلام کے مالک نے کسی شخص کو مصالحت کے لیے وکیل بنایا۔ اس نے جس رقم پر مصالحت کی وہ حر اور غلام کے مالک پر نصف نصف واجب ہو گی۔ (21)

مسئلہ 181: قتل خطاء میں دیت کی کسی خاص قسم پر قضاۓ قاضی ہو چکی یا فریقین راضی ہو چکے تو اس کے بعد اسی نوع کی زیادہ مقدار پر صلح کرنا جائز نہیں ہے اور کم پر جائز ہے صلح نقد اور ادھار دونوں طرح جائز ہے اور اگر کسی دوسری قسم کے مال پر صلح کرنا چاہیں تو زیادہ پر بھی صلح جائز ہے لیکن اگر قاضی نے دراہم پر فیصلہ کیا اور انہوں نے اس سے زیادہ قیمت کے دنانیر (سونے کے سکے) پر صلح کی تو نقد جائز ہے اور ادھار ناجائز ہے اور اگر کسی غیر معین جانور پر صلح کی تو ناجائز ہے اور معین پر جائز ہے۔ اگرچہ مجلس میں قبضہ نہ کیا جائے۔ اور اگر ان دراہم سے کم مالیت کے دنانیر پر صلح کی تو ادھار ناجائز ہے اور نقد جائز ہے۔ اسی طرح اگر قاضی کا فیصلہ دراہم پر تھا اور انہوں نے غیر معین سامان پر صلح کی تو ناجائز ہے اور معین پر جائز ہے، مجلس میں قبضہ کریں یا نہ کریں۔ (22)

مسئلہ 182: قضاۓ قاضی اور فریقین کی دیت معین پر رضامندی سے پہلے اگر فریقین ان اموال پر صلح کرنا چاہیں جو دیت میں لازم ہوتے ہیں تو دیت کی مقدار سے زائد پر صلح ناجائز ہے اگرچہ نقد پر ہو اور کم پر نقد و ادھار دونوں طرح جائز ہے اور اگر دیت کے مقررہ اموال کے علاوہ کسی دوسری چیز پر صلح کرنا چاہیں تو ادھار ناجائز ہے اور نقد جائز ہے۔ (23)

مسئلہ 183: کسی شخص نے عمداً قتل کیا اور مقتول کے دو ولی ہیں۔ ایک ولی نے کل خون کے بد لے میں پچاس ہزار پر صلح کر لی تو اس کو پچیس ہزار لمبیں گے اور دوسرے کو نصف دیت ملے گی۔ (24)

(20) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 20.

(21) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 20.

(عامگیری ص 20 ج 6، بدایہ ص 571 ج 4)

(22) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 20.

(عامگیری ص 20 ج 6، بحر الرائق ص 318 ج 8)

(23) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 20.

(24) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 20.

مسئلہ 184: مقتول کے ورثاء میں سے مرد، عورت، ماں، والدی وغیرہ کسی ایک نے قصاص معاف کر دیا یا بھوی کا
قصاص شوہرنے معاف کر دیا تو قاتل سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (25)

مسئلہ 185: اگر ورثاء میں سے کسی نے قصاص کے اپنے حق کے بدالے میں مال پرصلح کر لی یا معاف کر دیا تو
باقی ورثاء کے قصاص کا حق ساقط ہو جائے گا اور دیت سے اپنا حصہ پائیں گے اور معاف کرنے والے کو کچھ نہیں ملے
گا۔ (26)

مسئلہ 186: قصاص کے دوستحق اشخاص میں سے ایک نے معاف کر دیا تو دوسرے کو نصف دیت تین سال میں
قاتل کے مال سے ملے گی۔ (27)

مسئلہ 187: دو اولیاء میں سے ایک نے قصاص معاف کر دیا دوسرے نے یہ جانتے ہوئے کہ اب قاتل کو قتل کرنا
حرام ہے، قتل کر دیا تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اور اس کو اصل قاتل کے مال سے نصف دیت ملے گی اور اگر خرمت
قتل کا علم نہ تھا تو اس پر اپنے مال میں اصل قاتل کے لئے دیت ہے۔ دوسرے ولی کے معاف کرنے کو جانتا ہو یا نہ
جانتا ہو۔ (28)

مسئلہ 188: کسی نے دو اشخاص کو قتل کر دیا اور ان دونوں کا ولی ایک شخص ہے اس نے ایک مقتول کا قصاص
معاف کر دیا تو اسے دوسرے مقتول کے قصاص میں قتل کرنے کا حق نہیں ہے۔ (29)

مسئلہ 189: دو قاتلوں میں سے ولی نے ایک کو معاف کر دیا تو دوسرے سے قصاص لیا جائے گا۔ (30)

مسئلہ 190: کسی نے دو اشخاص کو قتل کر دیا ایک مقتول کے ولی نے قاتل کو معاف کر دیا تو دوسرے مقتول کا ولی

(25) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 20، 21.

(26) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 20، 21.

(27) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 20، 21.

(28) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 21.

(ہندیہ از محیط ص 21 ج 6)

(29) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 21.

(عائیگری ص 21 جلد 6 از جوہرہ نیرہ)

(30) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 21.

(عائیگری از محیط ص 21 جلد 6، قاضی خان ص 390 جلد 4)

اس کو قصاص میں قتل کر سکتا ہے۔ (31)

مسئلہ 191: مجروح کی موت سے قبل ولی نے معاف کر دیا تو اسخانہ جائز ہے۔ (32)

مسئلہ 192: کسی نے کسی کو قصد اُن قتل کر دیا اور ولی مقتول کے لئے قاضی نے قصاص کا فیصلہ کر دیا اور ولی نے کسی شخص کو اس کے قتل کا حکم دیا۔ پھر کسی شخص نے ولی نے معافی کی درخواست کی اور ولی نے قاتل کو معاف کر دیا مامور کو اس معافی کا علم نہیں ہوا اور اس نے قتل کر دیا تو مامور پر دیت لازم ہے اور وہ ولی سے یہ دیت وصول کر لے گا۔ (33)

مسئلہ 193: ولی یا وصی کو نابالغ مقتول کے خون کو معاف کرنے کا حق نہیں۔ (34)

مسئلہ 194: کسی نے کسی کے بھائی کو عمدًا قتل کر دیا اور مقتول کے بھائی نے گواہ پیش کئے کہ اس کے سو اُن مقتول کا کوئی اور وارث نہیں ہے اور قاتل نے گواہ پیش کئے کہ مقتول کا پیٹا زندہ ہے تو ابھی فیصلہ ملتوی رہے گا۔ اگر قاتل نے گواہ پیش کئے کہ مقتول کے بیٹے نے دیت پر صلح کر کے قبضہ بھی کر لیا ہے یا اس نے معاف کر دیا ہے تو قاتل کے گواہوں کی شہادت قبول ہو گی۔ اس کے بعد بیٹا اگر اس کا انکار کرے تو قاتل کو بیٹے کے مقابلے میں دوبارہ گواہ پیش کرنے ہوں گے اور بھائی کے مقابلے میں جو شہادت پیش کی تھی کافی نہیں ہو گی۔ (35)

مسئلہ 195: مقتول کے دو بھائی ہیں اور قاتل نے گواہ پیش کئے کہ ایک غائب بھائی نے مال پر مجھ سے صلح کر لی ہے تو یہ شہادت قبول کر لی جائے گی پھر اگر اس غائب بھائی نے آکر صلح کا انکار کیا تو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس صورت میں حاضر بھائی کو نصف دیت مل جائے گی اور غائب کو کچھ نہیں ملے گا۔ (36)

(31) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 21.

(عاملکیری از سراج الوہاج ص 21 جلد 6، قاضی خان ص 390 ج 4)

(32) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 21.

(33) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 21.

(عاملکیری از ظہیری ص 21 ج 6)

(34) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 21.

(عاملکیری از محیط سرخی ص 21 جلد 6، قاضی خان ص 390 ج 4)

(35) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 21.

(قاضی خان ص 397 جلد 4، عاملکیری ص 21 جلد 6)

(36) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 21.

(قاضی خان ص 398 جلد 4، ہند پی ص 21 جلد 6)

مسئلہ 196: مقتول کے دو اولیاء میں سے ایک غائب ہے اور قاتل نے گواہ پیش کئے کہ غائب نے معاف کر دیا ہے تو یہ شہادت قبول کر لی جائے گی اور غائب کے حق میں معافی مان لی جائے گی اور اس عفو کے فیصلے کے بعد غائب کے آنے پر دوبارہ شہادت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر قاتل غائب کی معافی کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کے پاس گواہ نہیں ہیں لیکن چاہتا ہے کہ حاضر کو قسم دی جائے تو یہ فیصلہ غائب کے آنے تک ملتوی رکھا جائے گا۔ پھر اگر غائب نے آکر معافی کا انکار کیا اور قسم کھائی تو قاتل سے تقصیص لیا جائے گا۔ (37)

مسئلہ 197: قاتل کہتا ہے کہ ولی غائب کے معاف کرنے کے گواہ میرے پاس ہیں تو قاضی گواہوں کو پیش کرنے کے لیے اپنی صوابدید کے مطابق مہلت دے دے اور ابھی فیصلہ نہ کرے۔ مقررہ مدت گزرنے کے بعد یا ابتداء مقدمہ ہی میں قاتل نے گواہوں کے غائب ہونے کی بات کہی تو استخانا اب بھی فیصلہ ملتوی رکھے۔ ہاں اگر قاضی کا گمان غالب یہ ہو کہ قاتل جھوٹا ہے اس کے پاس گواہ نہیں ہیں تو تقصیص کا حکم دے سکتا ہے۔ (38)

مسئلہ 198: دو اولیاء میں سے ایک نے دوسرے کے عفو کی شہادت پیش کی تو اس کی پانچ صورتیں ہوں گی۔

- 1۔ قاتل اور دوسرا ولی اس کی تصدیق کریں۔
- 2۔ دونوں اس کی تکذیب کریں۔ (یعنی اس کو جھٹا لیں)
- 3۔ ولی تکذیب کرے اور قاتل تصدیق کرے۔
- 4۔ ولی تصدیق کرے اور قاتل تکذیب کرے۔
- 5۔ دونوں سکوت اختیار کریں۔ (یعنی خاموش رہیں)

تقصیص ہر صورت میں معاف ہو جائے گا۔ لیکن دیت میں سے عفو کی گواہی دینے والے کو نصف دیت ملے گی۔ اگر عفو پر تینوں متفق تھے اور اگر قاتل اور ولی آخر نے اس کی تکذیب کی تھی تو اس کو کچھ نہیں ملے گا اور سکوت کرنے کی صورت میں ولی آخر کو نصف دیت ملے گی اور اگر ولی آخر نے اس کی تکذیب کی تھی اور قاتل نے تصدیق کی تھی تو ہر ایک ولی کو نصف نصف دیت ملے گی۔ اور اگر قاتل نے شہادت دینے والے ولی کی تکذیب کی اور ولی آخر نے تصدیق کی تو ولی اول کو نصف دیت ملے گی اور ولی آخر کو کچھ نہیں ملے گا۔ (39)

(37) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 21.

(عائیجی ص 21 جلد 6، مہسوط ص 162 جلد 26)

(38) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 21.

(ہندی ص 21 جلد 6، مہسوط ص 162 جلد 26)

(39) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 21.

مسئلہ 199: اگر دو اولیاء میں سے ہر ایک دوسرے کے معاف کرنے کی گواہی دیتا ہے تو دونوں کی گواہی بیک وقت ہے یا اوقات مختلف میں۔ اگر دونوں نے بیک وقت گواہی دی تو دونوں کا حق باطل ہو جائے گا۔ قاتل ان کی تکذیب کرے یا بیک وقت تصدیق کرے۔ اور اگر قاتل نے مختلف اوقات میں دونوں کی تصدیق کی تو دونوں کو نصف نصف دیت ملے گی۔ اور اگر قاتل نے ایک کی تصدیق کی اور ایک کی تکذیب کی تو جس کی تصدیق ہے اس کو نصف دیت ملے گی۔ اور اگر دونوں نے مختلف اوقات میں شہادت دی تھی اور قاتل نے دونوں کی تکذیب کی تو بعد کے شہادت دینے والے کے لیے نصف دیت ہے اور پہلے شہادت دینے والے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر قاتل نے دونوں کی بیک وقت تصدیق کی تو بھی پہلے گواہی دینے والے کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور بعد میں گواہی دینے والے کو نصف دیت ملے گی۔ اور اگر قاتل نے مختلف اوقات میں دونوں کی تصدیق کی تو دونوں کو نصف نصف دیت ملے گی اور اگر قاتل نے پہلے گواہی دینے والے کی تصدیق کی اور دوسرے کی تکذیب، جب بھی دونوں کے لیے پوری دیت کا ضامن ہوگا، اور اگر بعد کے شہادت دینے والے کی تصدیق کی اور پہلے والے کی تکذیب تو بعد والے کو نصف دیت ملے گی اور پہلے کو کچھ نہیں ملے گا۔ (40)

مسئلہ 200: مقتول کے تین ولی ہیں۔ ان میں سے دونے گواہی دی کہ تیرے نے معاف کر دیا ہے تو اس کی چار صورتیں ہیں۔

(1) قاتل اور تیرا ولی ان دونوں کی تصدیق کریں تو تیرے کا حق باطل ہو جائے گا اور دونوں گواہی دینے والوں کا حق قصاص سے مال کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

(2) اور اگر قاتل اور تیرا وہ دونوں گواہی دینے والوں کی تکذیب کریں تو گواہی دینے والوں کا حق باطل ہو جائے گا اور تیرے کا حق قصاص سے مال کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

(3) اور اگر صرف تیرے ولی نے دونوں گواہی دینے والوں کی تصدیق کی تو قاتل دونوں گواہی دینے والوں کے لیے ایک تہائی دیت کا ضامن ہوگا۔

(4) اور اگر صرف قاتل نے دونوں گواہی دینے والوں کی تصدیق کی تو تینوں اولیاء کو ایک ایک تہائی دیت ملے گی۔ (41)

(مبسوط ص 155 جلد 26، عالمگیری ص 21 ج 6)

(40) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... الخ، ج 6، ص 21، 22.

(41) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... الخ، ج 6، ص 22.

مسئلہ 201: مقتول خطا کے وارثوں میں سے دونے گواہی دی کہ بعض وارثوں نے اپنا حصہ دیت معاف کر دیا ہے اگر یہ گواہی دینے سے پہلے اپنے حصہ پر انہوں نے قبضہ نہیں کیا ہے تو یہ گواہی قبول کر لی جائے گی۔ (42)

مسئلہ 202: بہت سے لوگ جمع ہو کر ایک باوے (پاگل) کتے کو تیر مار رہے تھے کہ ایک تیر غلطی سے کسی بچے کو لگ گیا اور وہ مر گیا، لوگوں نے گواہی دی کہ یہ تیر فلاں شخص کا ہے لیکن یہ گواہی نہیں دیتے کہ فلاں شخص نے یہ تیر مارا ہے بچہ کے باپ نے اس تیر والے سے صلح کر لی تو اگر یہ جانتے ہوئے صلح کی ہے کہ اسی کا پھینکا ہوا تیر بچے کو لگ کر اس کی موت کا سبب بناتے ہے تو یہ صلح جائز ہے اور اگر تیر کی شناخت کے سوا اور کوئی دلیل نہ ہو تو صلح باطل ہے اگر تیر انداز کا علم تو ہے مگر تیر لگنے کے بعد باپ نے بڑھ کر بچہ کو طمانچہ مارا اور بچہ گر کر مر گیا۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ موت کا سبب تیر ہوا یا طمانچہ، تو اس صورت میں اگر دوسرے ورثا مقتول کی اجازت سے باپ نے صلح کی تو یہ صلح جائز ہے اور صلح کا مال سب ورثاء میں تقسیم ہو گا اور باپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر ورثاء کی اجازت کے بغیر صلح کی ہے تو یہ صلح باطل ہے۔ (43)

مسئلہ 203: کسی نے کسی کے سر پر خطا دو گھرے زخم لگائے۔ زخمی نے ایک زخم اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کو معاف کر دیا اس کے بعد زخمی مر گیا تو اگر جرم کا ثبوت اقرار مجرم سے ہوا تھا تو یہ عفو باطل ہے اور مجرم کے مال میں دیت لازم ہوگی۔ اور اگر جرم کا ثبوت گواہی سے ہوا تھا تو یہ عفو عاقله کے حق میں وصیت مانا جائے گا اور نصف دیت عاقله پر معاف ہو جائے گی اگر مقتول کے کل ترک کے تہائی سے زیادہ نہ ہو اور اگر یہ دونوں زخم قصد الگائے ہوں اور صورت یہی ہو تو مجرم پر کچھ لازم نہیں ہو گا نہ قصاص نہ دیت۔ (44)

مسئلہ 204: اگر کسی نے کسی کا سر قصد آپھاڑ دیا۔ مجروح نے (یعنی زخمی نے) مجرم کو زخم اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات سے معاف کر دیا۔ اس کے بعد مجرم نے عمد़اً (یعنی جان بوجھ کر، ازادہ) ایک اور زخم لگا دیا۔ زخمی نے اس کو معاف نہیں کیا اور مر گیا تو قصاص نہیں لیا جائے گا لیکن پوری دیت 3 سال میں لی جائے گی۔ (45)

مسئلہ 205: کسی نے کسی کو قصد آگھرا زخم لگایا۔ پھر مجروح سے زخم اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات سے معین مال پر صلح کر لی اور مجروح نے مال پر قبضہ بھی کر لیا اس کے بعد کسی دوسرے شخص نے اس مجروح کو گھرا زخم قصد ا لگایا۔ مجروح دونوں زخموں کی وجہ سے مر گیا تو دوسرے جارح (زنگی کرنے والا) سے قصاص لیا جائے گا اور پہلے پر کچھ

(42) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفرة... راجع، ج 6، ص 22.

(43) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفرة... راجع، ج 6، ص 22.

(44) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفرة... راجع، ج 6، ص 23.

(45) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفرة... راجع، ج 6، ص 23.

لازم نہیں ہے اور اگر مجروح نے دونوں زخم کھانے کے بعد مجرم اول سے صلح کی تب بھی یہی حکم ہے۔ (46)

مسئلہ 206: کسی نے کسی کو قصد آگہرا زخم لگایا پھر زخم اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کے بدلہ میں دس ہزار 10,000 درہم پر صلح کر کے مجروح کو ادا بھی کر دیے۔ پھر کسی دوسرے شخص نے اسی مجروح کو خطہ زخی کر دیا اور مجروح دونوں زخموں سے مر گیا تو دوسرے جارح کے عاقله پر نصف دیت لازم ہوگی۔ اور پہلا جارح مقتول کے مال میں سے پانچ ہزار درہم واپس لے لے گا۔ (47)

مسئلہ 207: کسی نے بچے کا دانت اکھیز دیا یا کسی عورت کا سر موٹا دیا اس کے بعد مجرم نے بچے کے باپ سے یا اس عورت سے مال پر صلح کر لی۔ اس کے بعد عورت کے سر پر بال نکل آئے یا بچہ کا دانت نکل آیا تو اس مال کا واپس کر دینا لازمی ہے اور یہی صورت اس صورت میں بھی ہے جب کسی کا ہاتھ توڑ دیا ہوا اور اس سے مال پر صلح کر لی ہوا اور اس کے بعد پلاسٹر کر دیا گیا ہوا اور ہڈی جڑ گئی ہو۔ پھر اگر ہاتھ ٹوٹنے والا یہ کہے کہ میرا ہاتھ پہلے سے کمزور ہو گیا ہے اور جیسا تھا وینا نہیں ہوا تو کسی ماہر فن سے تحقیقات کرائی جائے گی۔ (48)

مسئلہ 208: قصاص کا حق ہر اس وارث کو ہے جس کا حصہ میراث قرآن میں معین کر دیا گیا ہے۔ اور دیت کا بھی یہی حکم ہے۔ (49)

مسئلہ 209: اگر سب ورثاء بالغ ہوں تو سب کی موجودگی میں قصاص لیا جائے گا۔ صرف بعض کو قصاص لینے کا حق نہیں ہے۔ اور اگر بعض ورثاء بالغ ہیں اور بعض نابالغ ہیں تو بالغ ورثاء ابھی قصاص لے لیں گے اور نابالغوں کے بلوغ کا انتظار نہیں کریں گے۔ (50)

مسئلہ 210: مقتول فی الحمد کے بعض ورثاء نے قاتل کو معاف کر دیا پھر باقی ورثاء نے یہ جانتے ہوئے قاتل کو قتل کر دیا کہ بعض کے معاف کردینے سے قصاص ساقط ہو جاتا ہے تو ان سے قصاص لیا جائے گا اور اگر یہ حکم ان کو

(46) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 23.

(47) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس فی الصلح والغفو... راجع، ج 6، ص 23.

(48) تکملۃ البحر الرائق، کتاب الجنایات، باب القصاص نیہادون نفس، ج 9، ص 60.

(بجز اول ص 318 ج 8)

(49) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، فصل فیمن یستوفی فی القصاص، ج 2، ص 390.

(قاضی خان ص 390 ج 4)

(50) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، فصل فیمن یستوفی فی القصاص، ج 2، ص 390.

معلوم نہیں اور قاتل کو قتل کر دیا اگرچہ بعض کے معاف کردینے کو جانتے ہوں تو ان سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ (51)



باب اعتبار حالت القتل

مسئلہ 211: قتل میں آہل قتل کے استعمال کرنے کے وقت کی حالت معتبر ہے۔ (1)

مسئلہ 212: کسی شخص نے مسلمان کو تیر مارا قبل اس کے کہ تیر اسے لگے معاذ اللہ وہ مرتد ہو گیا اس کے بعد تیر لگا اور وہ مر گیا تو مقتول کے درثاء کے لیے تیر مارنے والے پر دیت واجب ہے اور اگر مرتد کو تیر مارا اور تیر لگنے سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا اور پھر تیر لگنے سے مر گیا تو تیر مارنے والے پر کچھ تاداں نہیں ہے۔ (2)

مسئلہ 213: کسی شخص نے غلام کو تیر مارا تیر لگنے سے قبل اس کے مولانے اسے آزاد کر دیا تو تیر مارنے والے پر غلام کی قیمت لازم ہو گی۔ (3)

مسئلہ 214: اگر کسی نے کسی قاتل کو قصاص معاف کر دینے کے بعد قتل کر دیا تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ (4)

مسئلہ 215: کسی کافر نے شکار کو تیر مارا اور شکار کو تیر لگنے سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا تو وہ گوشت حرام ہے اور اگر مسلمان نے مارا اور معاذ اللہ لگنے سے پہلے وہ مرتد ہو گیا تو وہ گوشت حلال ہے۔ (5)

مسئلہ 216: حکومت عدل یعنی انصاف کے ساتھ تاداں لینے کا طریقہ ہے کہ اس شخص کو غلام فرض کر کے یہ

(1) الدر المختار و رد المغارب، کتاب الجنایات، باب الشهادة في القتل و اعتبار حالت القتل، ج 10، ص 224.

(بجر الرائق ص 326 ج 8، تجیین الحقائق ص 134 ج 6، در مختار و شامی ص 503 ج 5)

(2) الفتاوى الحندسية، کتاب الجنایات، الباب السابع في اعتبار حالة القتل، ج 6، ص 23.

(عامگیری ص 23 ج 6، تجیین الحقائق ص 124 جلد 6، در مختار و شامی ص 503 ج 5، بجر الرائق ص 326 ج 8، فتح القدر و عزاء ص 292 ج 8)

(3) الفتاوى الحندسية، کتاب الجنایات، الباب السابع في اعتبار حالة القتل، ج 6، ص 23.

(عامگیری ص 23 ج 6، تجیین الحقائق ص 124 ج 6، در مختار و شامی ص 503 ج 5، بجر الرائق ص 326 ج 8، فتح القدر و عزاء ص 292 ج 8)

(4) بدائع الصنائع، کتاب الجنایات، فصل و آمایان ما يسقط القصاص... رائج، ج 6، ص 293.

(5) الفتاوى الحندسية، کتاب الجنایات، الباب السابع في اعتبار حالة القتل، ج 6، ص 23.

(بجر الرائق ص 326 جلد 8، تجیین الحقائق ص 125 جلد 6، فتح القدر ص 300 ج 6، عامگیری ص 23 ج 6، در مختار و شامی ص 503 جلد 5)

اندازہ کیا جائے کہ جنایت کے اثر کی وجہ سے اس کی قیمت میں کس تدریکی آگئی۔ یہ کمی حکومت عدل کہلانے گی۔ مثلاً غلام کی قیمت کا دسوال حصہ کم ہو گیا تو وہاں دیت کا دسوال حصہ لازم ہو گا۔ یا قیمت نصف رہ گئی تو نصف دیت لازم ہو گی۔ (6)

مسئلہ 217: یا ان زخموں میں سے جن میں شارع نے ارش معین کیا ہے کسی قریب ترین جگہ کے زخم کے ساتھ اس زخم کا مقابلہ دو ماہر عادل جراحوں (طبیبوں، هرجنوں، ڈاکٹروں) سے کرائے پہ معلوم کیا جائے گا کہ اس زخم کو اس زخم سے کیا نسبت ہے؟ اور قاضی ان کے قول کے مطابق اس زخم سے اس زخم کو جو نسبت ہو اسی نسبت سے ارش کا حصہ معین کر دے۔ مثلاً یہ زخم اس زخم کا نصف ہے تو نصف اور بیلچ ہے تو بیلچ ارش۔ (7)

مسئلہ 218: حکومت عدل جنایات مادوں نفس میں سے جن میں قصاص نہیں اور شارع نے کوئی ارش بھی معین نہیں کیا ہے ان میں جوتا و ان لازم آتا ہے اس کو حکومت عدل کہتے ہیں۔ (8)



(6) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، ج 2، ص 385.

(قاضی خان ص 385 جلد 4، شامی ص 494 جلد 5)

(7) بدائع الصنائع، کتاب الجنایات، فصل داما الذی سبب فی ارش... راجع، ج 6، ص 413.

(8) بدائع الصنائع، کتاب الجنایات، فصل داما الذی سبب فی ارش... راجع، ج 6، ص 412.

(بدائع صنائع ص 323 جلد 7، شامی ص 511 جلد 5)

کتاب الدّیات

مسئلہ 219: دیت اس مال کو کہتے ہیں جو نفس کے بدالے میں لازم ہوتا ہے۔ اور ارش اس مال کو کہتے ہیں جو ما دون انفس میں (1) لازم ہوتا ہے۔ اور کبھی ارش اور دیت کو بطور مترادف بھی بولتے ہیں۔ (2)

مسئلہ 220: قطع و قتل کی چار صورتوں میں دیت واجب ہوتی ہے۔ (1) قتل خطا (2) شبہ عمد (3) قتل بالسبب (4) قائم مقام خطا۔ ان سب صورتوں میں دیت عصبات پر واجب ہوتی ہے۔ سوائے اس صورت میں کہ باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو اس کو اپنے مال میں دیت واجب ہوگی اور ہر اس قتل و قطع عمد میں جس میں کسی شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو جائے مجرم کے اپنے مال میں دیت واجب ہوگی اور جنایت عمد کی صلح کا مال بھی مجرم کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ (3)

مسئلہ 221: دیت صرف تین قسم کے مالوں سے ادا کی جائے گی۔ (1) اونٹ ایک سو (2) دینار ایک ہزار (3) دراہم دس ہزار۔ قاتل کو اختیار ہے کہ ان تینوں میں سے جو چاہے ادا کرے۔ (4)

مسئلہ 222: اونٹ سب ایک عمر کے واجب نہیں ہوں گے بلکہ مختلف العمر لازم آئیں گے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ خطأ قتل کی صورت میں پانچ قسم کے اونٹ دیئے جائیں گے۔ بیس بنت مخاض یعنی اونٹ کا وہ ماڈہ بچہ جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور بیس ابن مخاض یعنی اونٹ کے وہ زنبچے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور بیس بنت بیون یعنی اونٹ کا وہ ماڈہ بچہ جو تیرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور بیس حق یعنی اونٹ کے وہ زنبچے جو عمر کے چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور بیس جذعہ یعنی وہ اثاثی جو پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہے اور شبہ عمد میں، پچھیس بنت مخاض اور پچھیس بنت بیون اور پچھیس حق اور پچھیس جذعہ صرف یہ چار قسمیں دی جائیں گی۔ (5)

(1) یعنی قتل سے کم جسمانی نقصان میں مثلاً ہاتھ پاؤں وغیرہ توڑنا۔

(2) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج 6، ص 24

(عائیگری ص 24 جلد 6، درجیار و شای ص 504 ج 5)

(3) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج 6، ص 24.

(ہندی ص 24 ج 6، قاضی خان ص 392 ج 4)

(4) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج 6، ص 24.

(5) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الدّیات، ج 6، ص 24.

مسئلہ 223: مسلم، ذی، مستامن سب کی دیت ایک برابر ہے اور عورت کی دیت نصف، مادون النفس میں مرد کی دیت کی نصف دی جائے گی اور وہ جنایات جن میں کوئی دیت معین نہیں ہے بلکہ انصاف کے ساتھ تاداں دلایا جاتا ہے ان میں مرد و عورت کا تاداں برابر ہو گا۔ (6)

مسئلہ 224: خلیل کا ہاتھ عمداً کائیشے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ اگرچہ قاطع عورت ہو اور خلیل سے بھی قصاص نہیں لیا جائے گا اور اگر اس کو کسی نے خطہ قتل کر دیا، یا ہاتھ پیر کاٹ دیئے تو عورت کی دیت یعنی مرد کی نصف دیت دے دی جائے گی، جب آثار رجولیت ظاہر ہوں گے (یعنی جب خلیل کا مرد ہونا ظاہر ہو جائے گا) تو بقیہ نصف بھی اس کو دے دی جائے گی۔ (7)

مسئلہ 225: مقتول کی دیت کے مستحقین میں ایک نابالغ بچہ اور ایک بالغ شخص ہے جو آپس میں باپ بیٹے ہیں تو باپ کل دیت پر قبضہ کر لے گا اور اگر وہ آپس میں بھائی بھائی پاچھا بنتیجے ہیں اور بالغ نابالغ کا ولی نہیں ہے تو بالغ صرف اپنے حصے پر قبضہ کریگا، نابالغ کے حصے پر نہیں۔ (8)

مسئلہ 226: اگر کوئی کسی کا سر بالجبر مونڈ دے تو ایک سال تک انتظار کیا جائے گا، اگر ایک سال میں سر پر بال آگ آئیں تو حلق پر (یعنی سر مونڈ نے والے پر) کچھ تاداں نہیں ہے۔ درست پوری دیت واجب ہو گی۔ اس میں مرد، عورت، صغیر و کبیر سب کا حکم یکساں ہے اور اگر جس کا سر مونڈ اگیا تھا، وہ سال گزرنے سے پہلے مر گپا اور اس وقت تک اس کے سر پر بال نہیں اگے تھے تو حلق کے ذمے کچھ نہیں ہے۔ (9)

مسئلہ 227: اگر کسی نے کسی کی دنوں بھنوؤں کو اس طرح اکھیڑا یا مونڈا کہ آئندہ بال اگنے کی امید نہ رہی تو پوری

در راجحہ، کتاب الذیات، ج 10، ص 236، 237.

(عامگیری ص 24 ج 6، در راجحہ دشامی ص 504 ج 5)

(الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 24).

(شامی ص 505 جلد 5، عامگیری ص 24 جلد 6)

(در راجحہ، کتاب الذیات، ج 10، ص 237).

(شامی از الابراهی و النظار ص 505 جلد 5)

(الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 24).

(الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 24).

(عامگیری ص 24 ج 6، بحر الرائق ص 331 ج 8، عناصر دہایہ ص 309 ج 8)

دیت لازم ہوگی اور ایک میں نصف دیت۔ (10)

مسئلہ 228: چاروں پپلوں سے پلک اس طرح اکھیزدیئے جائیں کہ آئندہ بال نہ ہمیں تو پوری دیت واجب ہے۔ دو پلکوں میں نصف دیت اور ایک پلک میں زرع دیت واجب ہے۔ (11)

مسئلہ 229: اگر کسی مرد کی پوری داڑھی اس طرح مونڈ دی کہ ایک سال تک بال نہ اگے تو پوری دیت واجب ہے اور نصف میں نصف دیت اور نصف سے کم میں انصاف کے ساتھ تاوان لیا جائے گا اور سال سے پہلے مر گیا تو کچھ تاوان نہیں لیا جائے گا۔ سر اور داڑھی کے مونڈ نے میں عمد و خطایں کوئی فرق نہیں ہے۔ (12)

مسئلہ 230: کوچ، یعنی جس کی داڑھی نہ اگے، اگر اس کی ٹھہری پر چند بال تھے اور وہ کسی نے مونڈ دیئے تو کچھ لازم نہیں ہے۔ اور اگر ٹھہری اور خساروں پر چند متفرق بال ہیں تو ان کے مونڈ نے والے پر انصاف کے ساتھ تاوان ہے اور اگر ٹھہری اور خساروں پر چھدرنے بال ہیں (یعنی کہیں کہیں بال ہیں) تو پوری دیت ہے۔ کیونکہ یہ کوچ ہی نہیں ہے یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مونڈ نے کے بعد ایک سال تک بال نہ اگیں، لیکن اگر سال کے اندر حسب سابق بال اگ آگیں تو کچھ تاوان نہیں ہے، لیکن غبیہ کے طور پر مزادی جائے گی اور اگر سال تمام ہونے سے پہلے مر گیا اور اس وقت تک بال نہ اگے تو کچھ نہیں اور اگر دوبارہ سفید بال اگے تو اگر سفیدی کی عمر ہے تو کچھ نہیں اور اگر اس عمر سے پہلے سفید نکلنے تو آزاد اور غلام دونوں میں انصاف کے ساتھ تاوان واجب ہو گا سر اور داڑھی وغیرہ ہر جگہ کے بالوں میں صرف اس صورت میں تاوان لازم ہوتا ہے کہ ایک سال تک نہ اگیں ورنہ نہیں، اور سال تمام ہونے سے پہلے مر جانے کی صورت میں کوئی تاوان لازم نہیں آتا ہے۔ (13)

(10) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 24.

(ہدایہ و عناویہ ص 309 جلد 8، دریکار و شامی ص 507 جلد 5، عالمگیری ص 24 جلد 6، تبیین الحقائق ص 129 جلد 6)

(الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 24).

والدر المختار و روا المختار، کتاب الذیات، ج 10، ص 240.

(دریکار و شامی ص 508 جلد 5، بحر الرائق ص 331 ج 8، عالمگیری ص 24 جلد 6، ہدایہ و عناویہ ص 310 جلد 8، تبیین الحقائق ص 129 ج 6)

(الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 24).

(دریکار و شامی ص 507 جلد 5، عالمگیری ص 24 جلد 6)

(الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 24).

والدر المختار و روا المختار، کتاب الذیات، ج 10، ص 240.

(تبیین الحقائق ص 129 ج 6، فتح التدیر و ہدایہ و عناویہ ص 309 جلد 8، شامی و دریکار ص 507 جلد 5، عالمگیری ص 24 جلد 6)

مسئلہ 231: کسی کی داڑھی بالجبر مونڈ دی پھر چدری اُگی، یعنی کہیں بال اُگے اور کہیں نہیں اُگے تو انصاف کے ساتھ تادان لیا جائے گا۔ (14)

مسئلہ 232: اگر موٹھیں اور داڑھی دونوں مونڈ دیں تو صرف ایک دیت واجب ہوگی۔ اور اگر صرف موٹھیں مونڈ دیں تو انصاف کے ساتھ تادان لیا جائے گا۔ (15)

مسئلہ 233: اگر عورت کی داڑھی مونڈ دی تو کچھ نہیں ہے۔ (16)

مسئلہ 234: اگر سر مونڈ نے والا کہتا ہے کہ جس کا سر میں نے مونڈا ہے وہ چند لا تھا۔ (یعنی کہیں کہیں پیدائشی بال نہ تھے، گنجائی تھا) اس لیے چند لی جگہوں پر بال نہیں اُگے ہیں تو جتنی جگہ پر بال ہونے کا اقرار کرتا ہے اس کے بعد رحمہ دیت دے گا اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ داڑھی مونڈ نے کے بعد کہے کہ کوچ تھا اور اس کے رخساروں پر بال نہ تھے یا بھنویں اور پلکمیں مونڈ نے کے بعد کہے کہ بال نہ تھے۔ ان سب صورتوں میں مونڈ نے والے کا قول قسم کے ساتھ مان لیا جائے گا اگر مدعا کے پاس گواہ نہ ہوں اور اگر گواہ ہیں تو اس کی بات مانی جائے گی۔ (17)

مسئلہ 235: اعضاء کی دیت میں قاعدہ یہ ہے کہ اعضاء پانچ قسم کے ہیں۔ (۱) ایک ایک جیسے ناک، زبان، ذکر (۲) دو دو جیسے آنکھیں، کان، بھنویں، ہونٹ، ہاتھ، پیر، عورت کے پستان، خصیتین (۳) چار ہوں جیسے پوٹے (۴) دس ہوں جیسے ہاتھوں کی انگلیاں، پیروں کی انگلیاں (۵) دس سے زائد ہوں جیسے دانت۔ اگر جنایت کی وجہ سے حسن صورت یا منفعت عضوی بالکل فوت ہو جائے تو پوری دیت نفس لازم ہوگی۔ (18) اور اگر حسن صوری یا منفعت عضوی پہلے ہی ناقص تھی۔ اس کو ضائع کر دیا جیسے گونگے کی زبان یا خصی یا عنین کا ذکر یا کسی کا شل ہاتھ یا انگڑے کا پیر یا کسی کی اندھی آنکھ یا کسی کا کالا دانت اکھیر دیا تو ان اعضاء میں تصدی جنایت کی صورت میں بھی قصاص نہیں ہے اور خطأ میں

(14) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 24.

والفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، فصل فی یستوفی فی القصاص، ج 2، ص 385.

(قاضی خان ص 385 جلد 4، عالمگیری ص 24 جلد 6)

(15) رد المحتار، کتاب الذیات، ج 10، ص 240.

(شانی ص 507 جلد 5، تنبیہن الحقائق ص 130 جلد 6)

(رد المحتار، کتاب الذیات، ج 10، ص 240).

(17) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25.

(18) رد المحتار، کتاب الذیات، ج 10، ص 238.

دیت بھی نہیں بلکہ حکومت عدل ہے۔ (19)

مسئلہ 236: اگر قسم اول کا عضو کاٹا تو اس میں پوری دیت ہے اور اگر قسم ثانی کے دونوں عضو کو کاٹا تو پوری دیت ہے اور ایک میں نصف دیت اور اگر تیسرا قسم کے چاروں اعضاء کو ضائع کیا تو پوری دیت ہے۔ دو میں نصف دیت اور ایک میں چوتھائی دیت ہے اور اگر چوتھی قسم کے دونوں الگیوں کو کاٹا تو پوری دیت ہے۔ اور ایک میں دسوال حصہ ہے اور اگر پانچویں قسم یعنی سب رانت تو ڈیئے تو پوری دیت ہے اور ایک میں بیسوال حصہ۔ (20)

مسئلہ 237: اگر دونوں کان خطاطا کاٹ دیئے تو پوری دیت لازم ہوگی۔ ایک میں نصف دیت ہے۔ اور اگر بوجہ بنادیا (کن کٹا بنادیا یعنی پورا کان نہیں کاٹا بلکہ تھوڑا کاٹا) تو حکومت عدل ہے۔ (21)

مسئلہ 238: اگر کان پر ایسی ضرب لگائی کہ بہرا ہو گیا تو پوری دیت واجب ہوگی۔ (22)

مسئلہ 239: خطاء دونوں آنکھیں پھوڑ دینے کی صورت میں پوری دیت اور ایک میں نصف دیت ہے اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ آنکھیں نہ پھوٹیں مگر بینائی جاتی رہے۔ (23)

مسئلہ 240: کانے کی اچھی آنکھ پھوڑ دینے سے نصف دیت لازم ہوگی۔ (24)

مسئلہ 241: اگر پوٹوں کو مع پلکوں کے کاٹ دیا تب بھی ایک ہی دیت ہے۔ (25)

مسئلہ 242: اگر ایسے پپرٹے کو کاٹا جس پر بال نہ تھے تو حکومت عدل ہے اور اگر ایک نے پلک کاٹے اور

(19) رواجخار، کتاب الذیات، ج 10، ص 239.

(عنایہ ہدایہ ص 307 ج 8، شامی ص 506 جلد 5)

(20) رواجخار، کتاب الذیات، ج 10، ص 238.

(تبیین الحقائق ص 130 ج 6، شامی ص 505 ج 5، بسوط ص 68 ج 26)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25).

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25،

(تبیین ص 131 جلد 6، عالمگیری ص 25 جلد 6)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25).

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25).

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25).

(تبیین ص 131 ج 6، ہدایہ فتح القدير و عنایہ ص 310 جلد 8، عالمگیری ص 25 جلد 6، درجتار و شامی ص 508 جلد 5)

پورے درے نے تو پونٹ کائے والے پر پوری دیت ہے اور پک کائے والے پر حکومت عدل ہے۔ (26)
مسئلہ 243: اگر کسی نے کسی کی پوری ناک کاٹ دی یا انک کا نرم حصہ کاٹ دیا یا نرم حصے میں سے کچھ کاٹ دیا تو پوری دیت واجب ہے۔ (27)

مسئلہ 244: اگر ناک کی نوک کاٹ دی تو اس میں حکومت عدل ہے۔ (28)

مسئلہ 245: کسی نے کسی کی ناک توڑ دی یا اس پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ ناک سے سانس لینے کے قابل نہیں رہا۔ صرف موٹھے سے سانس لے سکتا ہے تو اس میں حکومت عدل ہے۔ (29)

مسئلہ 246: کسی کی ناک پر ایسی ضرب لگائی کہ سو گھنے کی قوت ضائع ہو گئی تو پوری دیت واجب ہو گی۔ (30)

مسئلہ 247: کسی نے پہلے ناک کا نرم حصہ کاٹا پھر اچھا ہونے کے بعد پوری ناک کاٹ دی تو نرم حصے کی پوری دیت اور باقی میں حکومت عدل ہے۔ اور اگر اچھے ہونے سے پہلے پوری ناک کاٹ دی تو ایک ہی دیت ہے۔ (31)

مسئلہ 248: اگر دونوں ہونٹ کاٹ دیجئے تو پوری دیت واجب ہو گی اور ایک میں نصف دیت اور اور پر نیچے کے ہونٹوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (32)

مسئلہ 249: بچہ کے کان اور ناک میں بھی پوری دیت ہے۔ (33)

(26) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25.

(27) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25.

(بدائع صنائع، ص 308 جلد 7، بحر الرائق ص 329 جلد 8، قاضی خان ص 385 جلد 4، دریغات و شایی ص 506 ج 5، عالمگیری ص 25 جلد 6)

(الدر المختار، کتاب الذیات، ج 10، ص 238).

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25).

(عالمگیری ص 25 ج 6، بحر الرائق ص 329 ج 8)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25).

(قدوری ہدایہ ص 587 جلد 4، عالمگیری ص 25 ج 6، بحر الرائق ص 329 ج 8، قاضی خان ص 385 ج 4)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25).

(عالمگیری ص 25 جلد 6، بحر الرائق ص 229 جلد 8)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25).

(عالمگیری ص 25 ج 6، دریغات ص 507 ج 5، تبیین الحقائق ص 129 ج 6، بدائع صنائع ص 314 ج 7)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25).

مسئلہ 250: ہر دانت کے ضائع کرنے پر دیت کا بیسواں حصہ ہے۔ سامنے کے دانتوں، کیلوں اور ڈاڑھوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (34)

مسئلہ 251: کسی نے کسی کا دانت اکھیر دیا اس کے بعد دوسرا اس جیسا دانت اگ آیا تو دیت ساقط ہو جائے گی اور اگر دوسرا دانت کالا اگ آیا تو دیت ساقط نہیں ہو گی۔ (35)

مسئلہ 252: کسی نے کسی کا دانت اکھیر دیا جس کا دانت اکھڑا تھا اس نے اکھڑا ہوا دانت اپنی جگہ پر لگا دیا اور وہ جم گیا تو اگر حسن صوری اور منفعت میں کوئی فرق نہیں آیا تو دیت نہیں ہے ورنہ دانت کی پوری دیت واجب ہے۔ (36)

مسئلہ 253: کسی نے کسی کے دانت پر ایسی ضرب لگائی کہ دانت ہل گیا تو ایک سال کی مهلت دی جائے۔ اگر اس مدت میں دانت سرخ، بزر یا سیاہ پڑ گیا اور چبانے کے قابل نہیں رہا تو دانت کی پوری دیت واجب ہو گی اور اگر چبانے کے قابل ہے لیکن رنگ بدل گیا تو سامنے کے دانتوں میں حسن صوری فوت ہو جانے کی وجہ سے دانت کی پوری دیت واجب ہو گی اور ڈاڑھوں اور کیلوں میں نہیں ہے۔ اور اگر چبانے کے قابل ہے لیکن رنگ پیلا پڑ گیا تو دیت واجب نہیں ہو گی۔ (37)

مسئلہ 254: اگر ضارب (مارنے والا) کہتا ہے کہ میری ضرب سے رنگ نہیں بدل بلکہ میری ضرب کے بعد کسی دوسری ضرب سے رنگ بدل ہے اور مضروب (جس کو مارا) اس کی تکذیب کرتا ہے تو اگر ضارب اپنے قول پر گواہ پیش کر دے تو اس کی بات مان لی جائے گی ورنہ قسم کے ساتھ مضروب کا قول معین ہو گا۔ (38)

(34) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25.

(عاملکیری ص 25 ج 6، بحر الرائق ص 332 ج 8، تبیین الحقائق ص 131 ج 6، بہسٹا مص 71 ج 26)

(35) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 25، 26.

(تبیین الحقائق ص 137 جلد 6، عاملکیری ص 26 ج 6، بحر الرائق ص 340 ج 8)

(36) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26

(عاملکیری ص 26 جلد 6، دریغ ارشادی ص 515 جلد 5، تبیین الحقائق ص 137 جلد 6، مجمع الانہر ملکی الابصر، ص 647، ج 6، طبع طاوی ص 284 جلد 4)

(37) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

(عاملکیری ص 26 ج 6، قاضی خان ص 287 ج 4، تبیین ص 137 ج 6، بحر الرائق ص 340 ج 8)

(38) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

(عاملکیری ص 26 ج 6، تبیین الحقائق ص 137 ج 6)

زبان کی دیت

مسئلہ 255: کسی نے کسی کی پوری زبان کاٹ دی یا اس قدر کاٹ دی کہ کلام پر قادر نہ رہا تو پوری دیت نفس واجب ہے اور اگر بعض حروف کے ادا کرنے پر قادر ہے اور بعض پر نہیں تو یہ دیکھا جائے گا کہ کتنے حروف ادا کر سکتا ہے۔ جتنے حروف ادا کر سکتا ہے اس کے بقدر دیت ساقط ہو جائے گی مثلاً اگر آدھے حرف ہجا ادا کر سکتا ہے تو آدھی دیت ساقط ہو جائے گی۔ اور اگر چوتھائی حروف ادا کر سکتا ہے تو چوتھائی دیت ساقط ہو جائے گی۔ علی ہذا القیاس۔ (1)

مسئلہ 256: اگر زبان کاٹنے والے اور اس شخص میں جس کی زبان کاٹی گئی، یہ اختلاف ہے کہ کلام پر قدرت ہے یا نہیں تو خفیہ طریقے سے یہ معلوم کرنا ہو گا کہ وہ کلام کر سکتا ہے یا نہیں۔ (2)

مسئلہ 257: گونگے کی زبان کو کاٹنے کی صورت میں حکومت عدل ہے۔ (3)

مسئلہ 258: ایسے بچے کی زبان کاٹ دی جس نے ابھی بولنا نہیں شروع کیا، صرف روتا ہے تو حکومت عدل ہے اور اگر بولنے لگا ہے تو دیت ہے۔ (4)

مسئلہ 259: دونوں ہاتھ خطاء کاٹنے کی صورت پوری دیت نفس واجب ہے اور ایک میں نصف۔ اور اس میں دانہنے بائیں ہاتھ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (5)

(1) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

(عامگیری ص 26 ج 6، شامی و درختار ص 506 ج 5، فتح ص 308 ج 8، بحر الرائق ص 330 ج 8)

(2) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

(عامگیری ص 26، ج 6، بحر الرائق ص 330 جلد 8)

(3) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

(عامگیری ص 26 جلد 6، بحر الرائق ص 330 جلد 8)

(4) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

(عامگیری ص 226 جلد 6، تہذین الحقائق ص 134، جلد 6)

(5) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

(عامگیری ص 26 جلد 6، فتح القدر وہادیہ ص 310 جلد 8، تہذین ص 131 ج 6)

مسئلہ 260: خنثی کا ہاتھ کامنے والے پر عورت کے ہاتھ کی دیت واجب ہوگی۔ (6)

مسئلہ 261: ہر انگلی میں دیت نفس کا دسوال حصہ ہے۔ اور جن انگلیوں میں تین جوڑ ہیں۔ ایک جوڑ پر انگلی کی دیت کا تھائی حصہ ہے اور جن میں دو جوڑ ہیں ان میں ایک جوڑ پر انگلی کی دیت کا نصف حصہ ہے۔ (7)

مسئلہ 262: زائد انگلی کامنے پر حکومت عدل ہے۔ (8)

مسئلہ 263: شل ہاتھ یا لگڑا پیر کامنے پر حکومت عدل ہے۔ (9)

مسئلہ 264: کسی کی ایسی ہتھیلی کو کاث دیا جس میں پانچوں انگلیاں یا چار یا تین یا دو یا ایک انگلی یا کسی انگلی کا صرف ایک پورا لگا ہوا تھا تو انگلیوں یا پورے کی دیت ہوگی اور ہتھیلی کی کچھ دیت نہیں ہوگی۔ (10)

مسئلہ 265: اور اگر ایسی ہتھیلی کو کٹا جس میں نہ کوئی انگلی تھی اور نہ کسی انگلی کا جوڑ تھا تو ایسی ہتھیلی میں حکومت عدل ہے اور یہ تاداں ایک انگلی کی دیت سے کم ہو گا۔ (11)

مسئلہ 266: کسی کے ہاتھ پر ایسا مارا کہ ہاتھ شل ہو گیا، تو ہاتھ کی پوری دیت واجب ہوگی جو دیت نفس کی نصف ہوگی۔ (12)

(6) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

(7) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

(ع) عالمگیری ص 26 جلد 6، تہذیب الحقائق ص 131، جلد 6، در مختار دشائی ص 508 جلد 5، بحر الرائق ص 332 ج 8، مبسوط ص 75، جلد 26، قاضی خان ص 385 ج 4)

(8) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

(ع) عالمگیری ص 26 جلد 6، در مختار دشائی ص 513 جلد 5، بدایہ و فتح القدیر ص 316 جلد 8، بحر الرائق، ص 337 جلد 8)

(9) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26، 27.

(ع) عالمگیری ص 26 جلد 5، قاضی خان، ص 386 جلد 4)

(10) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

(ع) عالمگیری ص 26 جلد 6، بحر الرائق ص 336 ج 8، مبسوط ص 82، ج 26، شائی در مختار ص 512 جلد 5، بدایہ و فتح القدیر ص 316 ج 8، بدائع صنائع ص 318 ج 7)

(11) رداختار، کتاب الذیات، فصل فی الشیخ، ج 10، ص 251.

(بحر الرائق ص 337 جلد 8، شائی ص 512 جلد 5، مبسوط، ص 82، جلد 26)

(12) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

مسئلہ 267: اگر کلائی یا باز توڑ دیا تو حکومت عدل ہے۔ (13)

مسئلہ 268: کسی کی انگلی کا ایک پورا کاث دیا جس کی وجہ سے باقی انگلی یا پورا ہاتھ ایسا شل ہو گیا کہ قابل انتقال نہیں رہا تو پوری انگلی کی یا پورے ہاتھ کی دیت ہو گی اور اگر قابل انتقال ہے تو پورے کی دیت اور شل حصہ میں حکومت عدل ہو گی۔ (14)

مسئلہ 269: انگلی کے پورے کا بعض حصہ کامنے میں حکومت عدل ہے اگر ناخن جدا کر دیا اور پھر دوسرا ناخن مل پہلے کے آگ گیا تو ناخن میں سچنہ نہیں اور اگر نہ آگا تو حکومت عدل ہے۔ اور اگر خراب آگا تو بھی حکومت عدل ہے۔ مگر نہ آگنے کی صورت سے کم ہو گی۔ (15)

مسئلہ 270: ایسے کمزور چھوٹے بچے کا ہاتھ یا پیر یا ذکر کاث دیا جس نے ابھی ہاتھ پیر ہلانے تک نہ تھے اور ذکر میں حرکت نہ تھی تو حکومت عدل ہے اور اگر ہاتھ پیر ہلاتا تھا اور ذکر میں حرکت تھی تو پوری دیت ہے۔ (16)

مسئلہ 271: مرد کے دونوں پستان کامنے میں حکومت عدل ہے اور اگر صرف گھنڈیاں (یعنی پستان کے سر) کامنیں تو اس سے کم حکومت عدل ہے اور اگر ایک پستان کامنا تو اس کا نصف ہے اور ایک گھنڈی کامنی تو اس کا نصف ہے۔ (17)

(عائیروی ص 26 جلد 6، دریخار و شایی، ص 509 جلد 5)

(13) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.

(عائیروی ص 26 جلد 6، مبسوط ص 80، جلد 26، قاضی خان ص 386 جلد 4)

(14) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 26.
ورد الحخار، کتاب الدینیات، نصل فی الشجاع، ج 10، ص 251-152.

(شایی ص 313 جلد 5، عائیروی ص 26 جلد 6، فتح القدير، بدایہ عنایی ص 318 جلد 8، تبیین الحقائق ص 136، جلد 6، ج 6، ص 339 ج 8)

(15) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27.

(عائیروی ص 27 جلد 6، بدائع صنائع، ص 323 جلد 7)

(16) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27.

(عائیروی از سراج الوجه ص 27 ج 6، بدائع صنائع ص 323 ج 7، قاضی خان، ص 382 ج 4)

(17) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27.

(عائیروی ص 27 ج 6، شایی ص 508 ج 5، تبیین الحقائق ص 131 ج 6)

مسئلہ 272: انسلی یا پسلی کی ہڈی توڑ دینے میں حکومت عدل ہے۔ (18)

مسئلہ 273: عورت کے دونوں پستان یا دونوں گھنٹہ یاں کاٹ دیں تو پوری دیت نفس ہے اور ایک میں نصف دیت نفس ہے اور اس حکم میں صغیرہ و کبیرہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (19)

مسئلہ 274: کسی کی پیٹھ پر ایسی ضرب لگائی کہ قوت جماع بھی فوت نہ ہوئی (وہ رطوبت جو مادہ منویہ کا سبب بنتی ہے) خشک ہو گئی یا کبڑا ہو گیا تو پوری دیت ہے۔ (20)

مسئلہ 275: اور اگر کبڑا نہ ہوا اور منفعت جماع بھی فوت نہ ہوئی مگر نشان زخم باقی رہا تو حکومت عدل ہے اور اگر نشان بھی باقی نہ رہا تو اجرت طبیب (یعنی علاج کا خرچ) ہے۔ (21)

مسئلہ 276: اگر کبڑا تھا مگر ضرب کے بعد سیدھا ہو گیا تو کچھ نہیں۔ (22)

مسئلہ 277: عورت کے سینے کی ہڈی توڑ دی جس سے پانی خشک ہو گیا تو دیت نفس ہے۔ (23)

مسئلہ 278: ذکر (آلہ تنازل) کائیں کی صورت میں پوری دیت ہے اور خصی کا ذکر کائیں کی صورت میں حکومت عدل ہے۔ خواہ اس میں حرکت ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو۔ اور جماع پر قادر ہو یا نہ ہو۔ اور عنین اور ایسا شیخ کبیر جو جماع پر قادر نہ ہو، ان کا بھی یہی حکم ہے۔ (24)

(18) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27.

(عائیگری از ذخیرہ ص 27 ج 6، قاضی خان ص 386 ج 4)

(19) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27.

(عائیگری ص 27 جلد 6، قاضی خان ص 385 ج 4، بدائع صنائع ص 314 ج 7، تبیین الحقائق ص 129 جلد 6)

(20) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27.

(تبیین الحقائق، کتاب الذیات، فصل فی النفس... راجع، ج 7، ص 277.)

(تبیین الحقائق ص 132 جلد 6، عائیگری ص 27 جلد 6)

(21) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27.

(عائیگری ص 27 جلد 6، دریگار و شامی ص 509 جلد 5)

(22) تبیین الحقائق، کتاب الذیات، فصل فی النفس... راجع، ج 7، ص 278.)

(تبیین الحقائق ص 132 جلد 6)

(23) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27.

(24) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27.

مسئلہ 279: حشفہ (آلہ تناسل کا سر) کاٹنے کی صورت میں پوری دیت نفس ہے اور اگر پہلے حشفہ کاٹا اس کے بعد باقی عضو (یعنی باقی آلہ تناسل) بھی کاٹ دیا تو اگر درمیان میں صحبت نہیں ہوئی تھی تو ایک ہی دیت ہے اور اگر درمیان میں صحبت ہو گئی تھی تو حشفہ میں پوری دیت نفس اور باقی میں حکومت عدل ہے۔ (25)

مسئلہ 280: خصیتین کاٹنے کی صورت میں پوری دیت نفس ہے۔ (26)

مسئلہ 281: تند رست آدمی کے خصیتین و ذکر خطاء مکاٹنے کی صورت میں اگر پہلے ذکر کاٹا اور بعد میں خصیتین تو دو دیتیں لازم ہوں گی اور اگر پہلے خصیتین کاٹے اور پھر ذکر تو خصیتین میں پوری دیت نفس اور ذکر میں حکومت عدل ہے۔ اور اگر انوں کی جانب سے اس طرح کاٹا کہ سب ایک ساتھ کٹ گئے تو بھی دو دیتیں لازم ہوں گی۔ (27)

مسئلہ 282: اگر خصیتین میں سے ایک کاٹا کہ پانی منقطع ہو گیا تو پوری دیت ہے اور اگر پانی منقطع نہیں ہوا تو نصف دیت ہے۔ (28)

مسئلہ 283: اگر دونوں چوتھا (عمرین کے دونوں اطراف) خطاء اس طرح کاٹے کہ کوئی لہے کی ہڈی پر گوشت نہ رہا تو پوری دیت نفس ہے اور اگر گوشت باقی رہ گیا تو حکومت عدل ہے۔ (29)

مسئلہ 284: پیٹ پر ایسا نیزہ مارا کہ امساکِ غذا (یعنی پیٹ میں غذا کارکنا) ناممکن ہو گیا یا مقعد پر (یعنی عمرین پر) ایسا نیزہ مارا کہ پیٹ میں غذائیں ٹھہر سکتی یا پیشتاب روکنے پر قادر نہ رہا اور سلس البول (30) میں بیٹلا ہو گیا یا عورت کے دونوں مخرج (آگے اور پیچھے کے مقام) پھٹ کر ایک ہو گئے، اور پیشتاب روکنے کی قدرت نہ رہی تو ان سب

(عامگیری ص 27 جلد 6، قاضی خان، ص 386 جلد 4)

(25) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب البُنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27، 28.

(عامگیری ص 28، ج 6، تبیین الحقائق ص 129، ج 6، بدائع صنائع، ص 311 جلد 7)

(26) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب البُنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27، 28.

(بدائع صنائع ص 314 ج 7، عامگیری ص 28 ج 6)

(27) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب البُنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27، 28.

(عامگیری ص 28 جلد 6، بدائع صنائع ص 324 جلد 7)

(28) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب البُنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 27، 28.

(29) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب البُنایات، ج 2، ص 385.

(قاضی خان ص 385 ج 4)

(30) ایک بیماری جس میں وتنے و قرنے سے پیشتاب کے قطرے گرتے رہتے ہیں۔

صورتوں میں پوری دیت نفس ہے۔ (31)

مسئلہ 285: عورت کی شرم گاہ کو خطاء ایسا کاٹ دیا کہ اس میں پیشاب روکنے کی قدرت نہ رہی یادہ جماع کے قابل نہ رہی تو پوری دیت نفس ہے۔ (32)

مسئلہ 286: عورت کو ایسا مارا کہ وہ مستحاضہ ہو گئی تو ایک سال کی مهلت دی جائے گی۔ اگر اس وزان اچھی ہو گئی تو کچھ نہیں درستہ پوری دیت ہے۔ (33)

مسئلہ 287: ایسی صغیرہ سے جماع کیا جو اس قابل نہ تھی اور وہ مر گئی تو اجنبیہ (یعنی غیر منکوحة) ہونے کی صورت میں عاقله پر دیت ہے اور منکوحة ہونے کی صورت میں عاقله پر دیت ہے اور شوہر پر مہر۔ (34)

مسئلہ 288: ازالہ عقل، سمع، بصر، شم، کلام، ذوق (35)، ازال، عجھ (یعنی پیٹھ میں ٹیڑھا پن) پیدا کرنے، سر اور داڑھی کے بال موڑنے، دونوں کان، دونوں بھنوؤں، دونوں آنکھوں کے پپلوں، دونوں ہاتھوں یا دونوں پیروں کی الگیوں یا عورت کے پستانوں کی دونوں گھنڈیوں کے کامنے میں، عورت کے مخربین کا اس طرح ایک کر دینا کہ پیشاب یا پاخانے کے اسماں کی قدرت نہ رہے۔ خفے، ناک کے نرم حصے، دونوں ہونٹوں، دونوں جبڑوں، دونوں چورڑوں، زبان کے کامنے، چہرے کے ٹیڑھا کر دینے۔ عورت کی شرم گاہ کو اس طرح کاٹ دینے میں کہ جماع کے قابل نہ رہے اور پہیت پر ایسی ضرب لگانے میں کہ پانی منقطع ہو جائے، پوری دیت نفس ہے۔ بشرطیکہ یہ جرائم خطاء صادر ہوں۔ (36)

مسئلہ 289: کسی باکرہ لڑکی کو دھکا دیا کہ وہ گر پڑی اور اس کی بکارت زائل ہو گئی (کنوارہ پن ختم ہو گیا) تو دھکا دینے والے پر مہر مثل لازم ہے۔ (37)

(31) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 28.

(عائیری ص 28 جلد 6، قاضی خان ص 385 جلد 4)

(32) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 28.

(33) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 28.

(34) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، ج 6، ص 28.

(35) عقل، سمنے کی قوت، دیکھنے کی صلاحیت، ہو گھنٹے کی صلاحیت، بولنے کی صلاحیت، چکھنے کی صلاحیت کو ختم کر دینا۔

(36) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، ج 2، ص 385، 386.

(37) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، ج 2، ص 386.

مسئلہ 290: کسی رسی پر دو آدمیوں نے جھکڑا کیا اور ہر آدمی ایک سراپکڑ کر کھینچ رہا تھا، تیرے نے آگر درمیان سے رسی کاٹ دی اور وہ دونوں شخص مگر پڑے اور مر گئے، رسی کا شنے والے پرنہ قصاص ہے نہ دیت۔ (38)



فصل فی الشجاع

چہرے اور سر کے زخموں کا بیان

(چہرے اور سر کے زخموں کو شجاع کہتے ہیں)

مسئلہ 291: اس کی دس 10 قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ (1) حارصہ (2) دامعہ (3) دامیہ (4) باضعہ (4) متلاحمہ (5) سمحاق (6) موضحہ (7) ہاشمہ (8) منقلہ آمد۔

(1) حارصہ: جلد کے اس زخم کو کہتے ہیں جس میں جلد پر خراش پڑ جائے مگر خون نہ چھکنے۔

(2) دامعہ: سر کی جلد کے اس زخم کو کہتے ہیں جس میں خون چھک آئے مگر بہنے نہیں۔

(3) دامیہ: سر کی جلد کے اس زخم کو کہتے ہیں جس میں خون بہرہ جائے۔

(4) باضعہ: جس میں سر کی جلد کٹ جائے۔

(5) متلاحمہ: جس میں سر کا گوشت بھی پھٹ جائے۔

(6) سمحاق: جس میں سر کی ہڈی کے اوپر کی جھلی (یعنی باریک کھال) تک زخم پہنچ جائے۔

(7) موضحہ: جس میں سر کی ہڈی نظر آجائے۔

(8) ہاشمہ: جس میں سر کی ہڈی ٹوٹ جائے۔

(9) منقلہ: جس میں سر کی ہڈی ٹوٹ کر ہٹ جائے۔

(10) آمۃ: وہ زخم جو ام الدناغ، یعنی دماغ کی جھلی تک پہنچ جائے۔

ان کے علاوہ زخموں کی ایک قسم جائفہ بھی کی گئی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ زخم جوف تک پہنچے اور یہ زخم پیٹھے، پیٹ اور سینے میں ہوتا ہے۔ اور اگر گلے کا زخم غذائی نالی تک پہنچ جائے تو وہ بھی جائفہ ہے۔ (1)

مسئلہ 292: موضحہ اور اس سے کم زخم اگر قصد الگائے گئے ہوں تو ان میں قصاص ہے اور اگر خطاء ہوں تو موضحہ سے کم زخموں میں حکومت عدل ہے اور موضحہ میں دیت نفس کا بیسوال حصہ ہے اور ہاشمہ میں دیت نفس کا دسوال حصہ ہے اور منقلہ میں دیت نفس کا پندرہ فیصد حصہ اور آمۃ اور جائفہ میں دیت کا تھائی حصہ ہے۔ ہاں اگر جائفہ آر پار ہو گیا

(1) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البھایات، الباب الثامن فی اللہ یات، فصل فی الشجاع، ج 6، ص 28.

(مالکیہ میں ص 28 ج 6، شافعی میں ص 510 ج 5، بحر الرائق میں ص 333 ج 8)

تو دو تہائی دیت ہے۔ (2)

مسئلہ 293: ہاشم، منقلہ، آئندہ اگر قصداً بھی لگائے تو قصاص نہیں ہے جوں کہ مساوات ممکن نہیں ہے اس لیے ان میں خطاء اور عدم ادنوں صورتوں میں دیت ہے۔ (3)

مسئلہ 294: اگر کسی نے کسی کے چہرے یا سر کے کسی حصہ پر ایسا زخم لگایا کہ اچھا ہونے کے بعد اس کا اثر بھی زائل ہو گیا تو اس پر کچھ نہیں۔ (4)

مسئلہ 295: چہرے اور سر کے علاوہ جسم کے کسی اور حصہ پر جو زخم لگایا جائے اس کو جراحت (یعنی زخمی کرنا) کہتے ہیں اور اس میں حکومت عدل ہے۔ (5)

مسئلہ 296: سر اور چہرے کے علاوہ جسم کے دوسرے زخموں میں حکومت عدل اسی وقت ہے جب زخم اپنے ہونے کے بعد اس کے نشانات باقی رہ جائیں ورنہ کچھ نہیں ہے۔ (6)

مسئلہ 297: شجاج کی جن صورتوں میں قصاص واجب ہے ان میں زخم کی لمبائی چوڑائی میں مساوات کے ساتھ قصاص لیا جائے گا اور سر کے مقدم یا مورخ حصہ یا وسط میں جس جگہ بھی زخم ہوگا زخمی کرنے والے کے اسی حصے میں مساوات کے ساتھ قصاص لیا جائے گا۔ (7)

مسئلہ 298: اگر قرئین (یعنی پیشانی کے دونوں اطراف) کے مابین پیشانی پر ایسا موضع (ایسا زخم جس سے سرکی

(2) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاج، ج 6، ص 29.

(عامگیری ص 29 جلد 6، بحر الرائق ص 334، جلد 8، بدایہ و فتح القدیر ص 312، جلد 8، بداعع صالح ص 316، جلد 7)

(3) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاج، ج 6، ص 29.

(عامگیری ص 29 ج 6، شامی ص 510 ج 5، مبسوط ص 74 جلد 26، بحر الرائق ص 335 ج 8)

(4) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاج، ج 6، ص 29.

(عامگیری ص 29، ج 6، تبیین الحقائق ص 138، جلد 6، بداعع صالح ص 316، جلد 7، بحر الرائق ص 340، جلد 8)

(شامی و در مختار و در المختار، کتاب الذیات، فصل فی الشجاج، ج 10، ص 245)

(شامی و در مختار ص 510 جلد 5، فتح القدیر و بدایہ ص 312 جلد 8)

(6) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاج، ج 6، ص 29.

(عامگیری ص 29 جلد 6، در مختار و شامی ص 511 جلد 5)

(7) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاج، ج 6، ص 29.

(عامگیری ص 29 جلد 6، بداعع صالح ص 309 جلد 7، قاضی خان ص 386 جلد 4)

ہڈی نظر آئے) لگایا کہ قر نین سے مل گیا اور زخم لگانے والے کی پیشانی بڑی ہونے کی وجہ سے اتنا مبارزم لگانے سے اس کے قر نین تک نہیں پہنچتا ہے تو زخمی کو اختیار دیا جائے گا کہ چاہے تو قصاص لے لے اور جس قرن سے چاہے شروع کر کے اتنا مبارزم اس کی پیشانی پر لگادے اور اگر چاہے تو ارش لے لے۔ اور اگر زخمی کرنے والے کی پیشانی چھوٹی ہے کہ مساوات سے قصاص لینے کی صورت میں زخم قر نین سے تجاوز کر جاتا ہے، تب زخمی کو اختیار ہے کہ چاہے ارش لے لے اور چاہے تو صرف قر نین کے درمیان زخم لگا کر قصاص لے لے۔ قر نین سے زخم متجاوز نہیں ہونا چاہیئے۔ (8)

مسئلہ 299: اگر اتنا مبارزم لگایا کہ پیشانی سے گدی تک پہنچ گیا تو زخمی کو حق ہے کہ اسی جگہ پر اتنا ہی بڑا زخم لگا کر قصاص لے یا ارش لے، اگر زخمی کرنے والے کا سر بردا ہے لہذا اتنا بڑا زخم لگانے سے اس کی قفاعیت گدی تک نہیں پہنچتا ہے۔ تو بھی زخمی کو اختیار ہے کہ چاہے ارش لے لے اور چاہے اتنا مبارزم لگا کر قصاص لے لے۔ خواہ پیشانی کی طرف سے شروع کرے خواہ گدی کی طرف سے۔ (9)

مسئلہ 300: اگر میں 20 موسمیہ زخم لگائے اور درمیان میں صحت نہ ہوئی تو پوری دیت نفس تین سال میں ادا کی جائے گی اور اگر درمیان میں صحت واقع ہو گئی تو ایک سال میں پوری دیت نفس ادا کرنا ہوگی۔ (10)

مسئلہ 301: کسی کے سر پر ایسا موضع لگایا کہ اس کی عقل جاتی رہی۔ یا پورے سر کے بال ایسے اڑے کہ پھر نہ اُگے تو صرف دیت نفس واجب ہوگی اور اگر سر کے بال مختلف جگہوں سے اڑ گئے تو بالوں کی حکومت عدل اور موضع کی ارش میں سے جو زیادہ ہو گا وہ لازم آئے گا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ بال پھر نہ اُگیں، لیکن اگر دوبارہ پہلے کی طرح بال اُگ آئیں تو کچھ لازم نہیں ہے۔ (11)

مسئلہ 302: کسی کی بھنوں پر خطاء ایسا موضع لگایا کہ بھنوں کے بال گر گئے اور پھر نہ اُگے تو صرف نصف دیت لازم ہوگی۔ (12)

(8) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاع، ج 6، ص 29.

(بدائع صنائع، ج 309 جلد 7، عالمگیری ص 29 جلد 5، مبسوط ص 145، جلد 26)

(9) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاع، ج 6، ص 29.

(عالمگیری از محیط ذخیرہ ص 29 جلد 6، بدائع صنائع ص 10 جلد 7، مبسوط ص 146 جلد 26)

(10) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاع، ج 6، ص 29.

(11) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاع، ج 6، ص 29.

(شامی و درختار ص 513 جلد 5، عالمگیری ص 29 جلد 6)

(12) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاع، ج 6، ص 30.

مسئلہ 303: کسی کے سر پر ایسا موصحہ لگایا کہ اس سے سننے یا دیکھنے یا بولنے کے قابل نہ رہا۔ تو اس پر نفس کی دیت کے ساتھ موصحہ کا ارش بھی واجب ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس زخم سے موت نہ ہوئی ہو، اور اگر موت واقع ہو گئی تو ارش ساقط ہو جائے گا۔ اور عمدہ کی صورت میں جنایت کرنے والے کے مال سے تین سال میں دیت ادا کی جائے گی اور بصورت خطاء عاقلہ پر تین سال میں دیت ہے۔ (13)

مسئلہ 304: کسی نے کسی کے سر پر ایسا موصحہ عمدہ لگایا کہ اس کی پینائی جاتی رہی تو ذہاب بصر (یعنی نظر کے ختم ہو جانے) اور موصحہ دونوں کی دیتیں واجب ہوں گی۔ (14)

مسئلہ 305: کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے چندلا ہو گیا تھا۔ اس کے سر پر کسی نے عمدہ موصحہ لگایا تو قصاص نہیں لیا جائے گا دیت لازم ہوگی اور اگر زخم لگانے والا بھی چندلا ہے تو قصاص لیا جائے گا۔ (15)

مسئلہ 306: ہر وہ جنایت جو بالقصد ہو لیکن شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو گیا ہو اور دیت واجب ہو گئی ہو تو جنایت کرنے والے کے مال سے دیت ادا کی جائے گی اور عاقلہ سے مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ اور یہی حکم ہر اس مال کا ہے جس پر بالقصد جنایت کی صورت میں صلح کی گئی ہو۔ (16)

مسئلہ 307: حکومت عدل سے جو مال لازم آتا ہے وہ جنایت کرنے والے کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ عاقلہ نے اس کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ (17)



(13) الدر المختار در المختار، کتاب الذیات، فصل فی الشجاع، ج 10، ص 253.

(14) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاع، ج 6، ص 30.

(عاملگیری ص 30 جلد 6، در مختار و شامی ص 513، جلد 5، تجیین ص 136، جلد 6، بحر الرائق ص 339 ج 8)

(15) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثامن فی الذیات، فصل فی الشجاع، ج 6، ص 30.

(تجیین الحقائق، کتاب الذیات، فصل فی الشجاع، ج 7، ص 289.)

(تجیین ص 138 جلد 6، در مختار و شامی ص 468 جلد 5، شیخ القدر ص 322 جلد 8)

(در المختار در المختار، کتاب الذیات، فصل فی الشجاع، ج 10، ص 257.)

فصل فی الجھنین (حمل کا بیان)

مسئلہ 308: کسی نے کسی حاملہ عورت کو ایسا مارا، یا ذرا یا، یا وہ کایا، یا کوئی ایسا فعل کیا جس کی وجہ سے ایسا مرابو
بچہ ساقط ہوا جو آزاد تھا۔ اگرچہ اس کے اعضاء کی خلقت (بناؤٹ) مکمل نہیں ہوئی تھی بلکہ صرف بعض اعضاء ظاہر ہوئے
تھے تو مارنے والے کے عاقله پر مرد کی دیت کا بیسوال حصہ یعنی پانچ سو درہم ایک سال میں واجب الادا ہوں گے۔
ساقط شدہ بچہ مذکور ہو یا موئث اور ماں مسئلہ ہو یا کتابیہ یا مجوہ، سب کا ایک ہی حکم ہے۔ (1)

مسئلہ 309: اگر مذکورہ الصدر اسباب کے تحت (یعنی پچھے ذکر کئے گئے اسباب کے تحت) زندہ بچہ ساقط ہوا، پھر
مر گیا تو پوری دیت نفس عاقله پر واجب ہو گی اور کفارہ ضارب پر واجب ہے اور اگر مردہ ساقط ہوا اور اس کے بعد ماں
بھی مر گئی تو ماں کی پوری دیت اور بچہ کی دیت غرہ یعنی پانچ سو درہم عاقله پر واجب ہوں گے۔ (2)

مسئلہ 310: اگر مذکورہ اسباب کے تحت حاملہ مر گئی پھر ماں بچہ خارج ہوا تو صرف عورت کی دیت نفس عاقله پر
واجب ہے۔ (3)

مسئلہ 311: اگر مذکورہ اسباب کی بناء پر دو مردہ بچے ساقط ہوئے تو دو غرے یعنی ایک ہزار درہم عاقله پر واجب

(1) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجھنین، ج 6، ص 34.

والدر المختار و الدھنار، کتاب الدہنیات، فصل فی الجھنین، ج 10، ص 257، 258.

والحدایۃ، کتاب الدہنیات، فصل فی الجھنین، ج 2، ص 471، 472.

(شای و دریخار ص 516 جلد 5، تمیین الحقائق ص 139 ج 6، عالمگیری ص 34 ج 6، بحر الرائق ص 341 جلد 8، فتح القدر ص 324 جلد 8،

بساط ص 87 جلد 26)

(2) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجھنین، ج 6، ص 34، 35.

(دریخار و شای ص 517 جلد 5، عالمگیری ص 34 ج 6، بحر الرائق ص 342 ج 8، فتح القدر ص 327 ج 8، تمیین الحقائق ص 140 جلد 6،

بساط ص 89 جلد 26)

(3) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجھنین، ج 6، ص 34، 35.

(دریخار و شای ص 517 جلد 5، عالمگیری ص 35، جلد 6، تمیین، ص 140، جلد 6، بحر الرائق ص 342 جلد 8، فتح القدر ص 327 جلد 8،

بساط ص 89 جلد 26)

ہوں گے۔ اور اگر ایک زندہ پیدا ہو کر مر گیا اور دوسرا مردہ پیدا ہونے والے کی دیت نفس اور مردہ پیدا ہونے والے کا غرہ یعنی پانچ سو درہم عاقلہ پر ہیں اور اگر ماں مر گئی پھر دو 2 مردہ پنجے پیدا ہوئے تو صرف ماں کی دیت نفس عاقلہ پر واجب ہو گی اور اگر ماں کے مرنے کے بعد دو 2 پنجے زندہ پیدا ہو کر مر گئے تو عاقلہ پر تین دینیں واجب ہوں گی اور اگر ایک مردہ بچہ ماں کی موت سے پہلے خارج ہوا اور دوسرا مردہ بچہ ماں کی موت کے بعد تو پہلے پیدا ہونے والے کا غرہ اور ماں کی دیت نفس عاقلہ پر ہے اور بعد میں پیدا ہونے والے کا کچھ نہیں۔ (4)

مسئلہ 312: اگر ماں کی موت کے بعد زندہ بچہ ساقط ہو کر مر گیا تو ماں اور بچہ دونوں کی دو دینیں عاقلہ پر واجب ہیں۔ (5)

مسئلہ 313: استقطاٹ کی ان سب صورتوں میں جن میں جنین کا غرہ یادیت لازم ہو گی وہ جنین کے ورثاء میں تقسیم کی جائے گی۔ اور اس کی ماں بھی اس کی وارث ہو گی، ساقط کرنے والا (یعنی حمل گرانے والا) وارث نہیں ہو گا۔ (6)

مسئلہ 314: کسی نے حاملہ کے پیٹ پر توار ماری کہ رحم کو کاٹ کر دو جنینوں کو محروم کر گئی اور ایک محروم زندہ ساقط ہوا اور دوسرا محروم مردہ ساقط ہوا اور عورت بھی مر گئی تو عورت کا قصاص لیا جائے گا اور زندہ ساقط ہونے والے پنجے کی دیت اور مردہ پیدا ہونے والے بچہ کا غرہ عاقلہ پر واجب ہو گا۔ (7)

مسئلہ 315: کسی نے حاملہ کے پیٹ پر چھری ماری جس کی وجہ سے رحم میں بچہ کا ہاتھ کٹ گیا اور وہ زندہ پیدا ہوا اور ماں بھی زندہ رہی تو پنجے کے ہاتھ کی وجہ سے نصف دیت نفس عاقلہ پر واجب ہو گی۔ (8)

مسئلہ 316: شوہرنے اپنی حاملہ بیوی کو ایسا ذرا یا، دھمکایا، یا مارا کہ مردہ بچہ ساقط ہو گیا تو شوہر کے عاقلہ پر غرہ

(4) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.

در المختار، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج 10، ص 259.

(شامی ص 517 جلد 5، عالمگیری ص 35 جلد 6، مبسوط ص 90 جلد 26)

(5) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.

(در مختار و شامی ص 518 جلد 5، مبسوط ص 90 جلد 26، عالمگیری ص 35 جلد 6، قاضی خان ص 393 جلد 4)

(6) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 34.

(در مختار و شامی ص 518 ج 5، تہذیب الحقائق ص 141 ج 6، عالمگیری ص 34 ج 6، بحر الرائق ص 342 ج 8، شیخ القذیر ص 328 ج 8)

بدائع صنائع ص 326 ج 7، مبسوط ص 90 ج 26)

(7) الدر المختار، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج 10، ص 264.

(8) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 36.

لازم ہے اور یہ اس بچہ کا وارث نہیں ہوگا۔ (9)

مسئلہ 317: کسی نے اپنی حاملہ بیوی کو ڈرایا، دھمکایا، یا ایسا مارا کہ ایک بچہ زندہ ساقط ہو کر مر گیا۔ پھر دوسرا مردہ ساقط ہوا پھر وہ عورت بھی مر گئی تو اس شخص کے عائلہ پر بیوی اور زندہ پیدا ہونے والے بچے کی دو دستیں اور مردہ ساقط ہونے والے بچے کا غرہ واجب ہوگا اور اس شخص پر دو کفارے واجب ہوں گے۔ (10)

مسئلہ 318: بچہ کا سر ظاہر ہوا اور وہ چیخا کہ ایک شخص نے اس کو ذبح کر دیا تو اس پر غرہ ہے۔ (11)

مسئلہ 319: اگر حاملہ باندی کو ڈرایا، دھمکایا، یا ایسا مارا کہ اس کا ایسا حمل ساقط ہو گیا جو زندہ پیدا ہوتا تو غلام ہوتا تو اس کے زندہ رہنے کی صورت میں اس کی جو قیمت ہوتی مذکور میں اس کی قیمت کا بیسوال اور موہنث میں قیمت کا دسوال مارنے والے کے مال میں نہ لازم آئے گا۔ (12)

مسئلہ 320: اگر مذکورہ بالا صورت میں مذکرو موہنث ہونے کا پتہ نہ چلے تو جس کی قیمت کم ہوگی وہ لازم ہوگی اور اگر باندی کے مالک اور ضارب (یعنی مارنے والے) میں ساقط شدہ حمل کی قیمت کی تعیین میں اختلاف ہو تو ضارب کی بات ملنی جائے گی۔ (13)

مسئلہ 321: اگر مذکورہ بالا صورت میں زندہ بچہ پیدا ہوا جس سے باندی میں کوئی نقش پیدا ہو کر اس کی قیمت گھٹ گئی تو ضارب پر جنین کی قیمت لازم ہوگی اور یہ قیمت اگر باندی کی قیمت میں جو کمی واقع ہوئی اس سے کم ہو تو اس

(9) الدر المختار، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج 10، ص 260.

(درستار و شای ص 518 جلد 5، بدائع صالح ص 326 جلد 7، تبیین الحقائق ص 126، جلد 6، بحر الرائق ص 342 جلد 8، فتح القدیر ص 328 جلد 8)

(10) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.

(11) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.

(عالمگیری از خزانۃ الفتن ص 35 ج 6)

(12) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.

(درستار و شای ص 518 ج 5، عالمگیری ص 35 ج 6، بحر الرائق ص 342 ج 8، تبیین الحقائق ص 140 ج 6، فتح القدیر ص 328 ج 8)

(13) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.
فتح القدیر، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج 9، ص 237.

(شای ص 518 جلد 5، عالمگیری ص 35 جلد 6، عناصر ص 328 جلد 8)

کی کو جنین کی قیمت میں اضافہ کر کے پورا کر دیا جائے گا۔ (14)

مسئلہ 322: مذکورہ بالا صورت میں باندی کے مردہ حمل گرا پھر باندی بھی مر گئی تو ضارب پر باندی کی قیمت تین سال میں واجب الادا ہوگی۔ (15)

مسئلہ 323: مذکورہ بالا صورت میں ضرب کے بعد مولیٰ نے حمل کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد زندہ بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو اس بچے کے زندہ ہونے کی صورت میں جو قیمت ہوتی وہ ضارب پر لامہ ہوگی۔ (16)

مسئلہ 324: کسی نے غیر کی باندی سے زنا کیا جس سے وہ حاملہ ہو گئی پھر زانی اور اس کی بیوی نے کوئی تدبیر کر کے حمل گرا دیا اس سے باندی مر گئی تو باندی کی قیمت، اور اگر حمل مردہ ساقط ہوا تھا تو غرہ اور اگر ساقط ہو کر مر اتو اس کی پوری قیمت واجب ہو گی اور اگر مضغہ تھا تو کچھ نہیں۔ (17)

مسئلہ 325: ضرب واقع ہونے کے بعد باندی کے مالک نے باندی کو شیخ دیا اس کے بعد اسقاط ہوا تو غرہ بچنے والے کو ملے گا اور اگر بچہ کا باپ ضرب کے وقت غلام تھا پھر آزاد ہو گیا اس کے بعد حمل ساقط ہوا تو باپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ (18)

مسئلہ 326: مولیٰ نے باندی کے حمل کو آزاد کر دیا اس کے بعد کسی شخص نے باندی کے پیٹ پر ضرب لگائی کہ مردہ حمل ساقط ہوا اور اس بچے کا باپ آزاد تھا تو ضارب پر غرہ لازم ہے اور غرہ باپ کو ملے گا۔ (19)

مسئلہ 327: حمل کے والدین میں سے جو ضرب سے پہلے آزاد ہو چکا ہو گا وہ حمل کے معاوضہ کا حق دار ہو گا، مولیٰ نہیں ہو گا۔ (20)

مسئلہ 328: کسی نے حاملہ باندی خریدی اور قبضہ نہیں کیا تھا کہ اس کے حمل کو آزاد کر دیا۔ پھر کسی نے اس کے پیٹ پر ضرب لگائی جس سے مردہ بچہ پیدا ہوا تو مشتری کو اختیار ہے کہ باندی کو پوری قیمت میں لے لے اور ضارب

(14) الدر المختار در الدھار، کتاب الدیات، فصل فی الجنین، ج 10، ص 260.

(15) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.

(16) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.

(عاملکی میں 35 جلد 6، در مختار دشائی میں ص 518 جلد 5، تجین میں ص 141 ج 6، بحر الرائق میں ص 343 ج 8، شیخ القدیر میں ص 329 ج 8)

(17) تکمیلۃ البحر الرائق، کتاب الدیات، فصل فی الجنین، ج 9، ص 103.

(18) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.

(19) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.

(20) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.

سے آزاد بچہ کا ارش وصول کرے اور اگر چاہے تو باندی کی بیع کو فتح کر دے اور بچے کے حصہ کی قیمت اس پر لازم ہوگی۔ (21)

مسئلہ 329: کسی نے اپنی باندی سے کہا جو کسی اور سے حاملہ تھی، کہ تیرے پیٹ میں جو دو بچے ہیں ان میں سے ایک آزاد ہے اور یہ کہہ کر مولیٰ مر گیا۔ پھر کسی نے اس حاملہ کو ایسی ضرب لگائی جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی مردہ پیدا ہوئے تو ضرب لگانے والے پر لڑکے کا نصف غرہ اور اس کو غلام مان کر اس کی قیمت کا چالیسوائیں حصہ اور لڑکی کا نصف غرہ اور اس کو باندی مان کر جو قیمت ہوگی اس کا بیسیسوائیں حصہ لازم ہوگا۔ (22)

مسئلہ 330: کسی حاملہ عورت نے اپنے پیٹ پر ضرب لگا کر یادو اپی کر، یا کوئی اور تدبیر کر کے عمدًا اپنے حمل کو ساقط کر دیا تو اگر بغیر اجازت شوہر ایسا کیا تو اس عورت کے عاقله پر غرہ لازم ہوگا اور اگر عاقله نہ ہوں تو اس کے مال سے غرہ ایک سال میں ادا کیا جائے گا۔ اور اگر شوہر کی اجازت سے ایسا کیا ہے تو کچھ لازم نہیں ہے۔ اسی طرح اس نے اگر کوئی دواپی جس سے اسقاط مقصود نہ تھا مگر اسقاط ہو گیا تو بھی کچھ لازم نہ ہوگا۔ (23)

مسئلہ 331: اگر شوہر نے بیوی کو اسقاط کی اجازت دی اور بیوی نے کسی دوسری عورت سے اسقاط کر لیا تو یہ دوسری عورت بھی ضامن نہیں ہوگی۔ (24)

مسئلہ 332: اُتم ولد نے خود اپنا حمل ساقط کر لیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے۔ (25)

مسئلہ 333: کسی حاملہ نے عمدًا اسقاط کی دواپی اس سے زندہ بچہ پیدا ہو کر مر گیا، تو اس کے عاقله پر دیت لازم ہوگی اور اس پر کفارہ لازم ہے اور وہ وارث نہیں ہوگی اور اگر مردہ بچہ ساقط ہوا تو اس کے عاقله پر غرہ ہے اور اس پر

(21) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 36.

(عامگیری ص 36 جلد 6، بحر الرائق ص 342 ج 6)

(22) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.

(23) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35.

و تبیین الحقائق، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج 7، ص 297.

(عامگیری ص 35 جلد 6، ثانی ص 519 جلد 5، تبیین ص 142 ج 6، بحر الرائق ص 343 جلد 8، قاضی خان ص 392 جلد 4)

(24) الدر المختار و راجحه، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج 10، ص 262، 263.

(25) الدر المختار، کتاب الذیات، فصل فی الجنین، ج 10، ص 263.

(دریختار و شامی ص 520 جلد 5، بحر الرائق ص 343 ج 8)

کفارہ ہے اور یہ محروم الارث ہے (یعنی وراثت سے محروم ہے)۔ اور اگر مفسدہ ساقط ہو تو استغفار و توبہ کرے۔ (26)

مسئلہ 334: خلع کرنے والی حاملہ نے عذت ختم کرنے کے لیے اسقاط حمل کر لیا تو اس پر شوہر کے لیے غرہ واجب ہے۔ (27)

مسئلہ 335: اگر کسی نے کسی کے جانور کا حمل گردیا تو اگر مردہ بچہ پیدا ہوا ہے اور اس سے ماں کی قیمت میں نقصان آگیا تو یہ شخص اس نقصان کا ضامن ہو گا۔ اگر قیمت میں نقصان نہیں آیا تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر زندہ بچہ پیدا ہو کر مر گیا تو مارنے والے کے مال میں سے بچے کی قیمت نقد ادا کی جائے گی۔ (28)

مسئلہ 336: جنین کے ائتلاف میں کفارہ نہیں ہے اور جس حمل میں بعض اعضا بن چکے ہوں اس کا حکم تام الخلق ت کی طرح ہے۔ (29)

مسئلہ 337: اگر ایسے مفسدہ کا اسقاط کیا جس میں اعضا نہیں بنے تھے اور معتبر دائیوں نے یہ شہادت دی کہ یہ مفسدہ بچہ بننے کے قابل ہے اگر باقی رہتا تو انسانی صورت اختیار کر لیتا تو اس میں حکومتِ عدل ہے۔ (30)



(26) مکملۃ البحر الرائق، کتاب الدیات، فصل فی الجنین، ج 9، ص 105.

(27) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب العاشر فی الجنین، ج 6، ص 35، 36.

(ب) بحر الرائق ص 344 ج 8، عالمگیری ص 36 جلد 6

(28) الدر المختار و رواه المختار، کتاب الدیات، فصل فی الجنین، ج 10، ص 264.

(در مختار و شامی ص 520 جلد 5، مہسوط ص 87، جلد 26)

(29) مکملۃ البحر الرائق، کتاب الدیات، فصل فی الجنین، ج 9، ص 104، 105.

(ب) بحر الرائق ص 343، جلد 8، فتح القدیر ص 329، جلد 8، تمییز الحقائق ص 141، جلد 6

(30) الدر المختار و رواه المختار، کتاب الدیات، فصل فی الجنین، ج 10، ص 262.

بچوں سے متعلق جنایات کے احکام

مسئلہ 338: کسی شخص نے کسی آزاد بچے کو اخوا کر لیا اور بچہ اس کے پاس سے غائب ہو گیا تو اس اخوا کرنے والے کو قید کیا جائے گا تاوقتیکہ بچہ واپس آجائے یا اس کی موت کا علم ہو جائے۔ (1)

مسئلہ 339: کسی نے کسی آزاد بچے کو اخوا کیا اور وہ بچہ اس کے پاس اچانک یا کسی بیماری سے مر گیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔ اور اگر کسی سبب سے مثلاً سخت سردی یا بھلی گرنے، پانی میں ڈوبنے، چھٹ سے گرنے یا سانپ کے کائے سے مر گیا تو اخوا کرنے والے کے عاقله پر دیت لازم ہوگی (2)۔

اور اگر بچے نے غاصب کے پاس خودکشی کر لی یا کسی کو قتل کر دیا تو غاصب پر ضمان نہیں ہے۔ (3)

مسئلہ 340: اسی طرح اگر آزاد کو اخوا کر کے پابہ زنجیر کر دیا (یعنی پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں) اور وہ مذکورہ بالا اسباب میں سے کسی سبب سے مر گیا تو بھلی اخوا کرنے والے کے عاقله پر دیت ہے اور اگر اس کو پابہ زنجیر نہیں کیا تھا اور وہ ان اسباب مذکورہ سے خود کو بچا سکتا تھا مگر اس نے بچنے کی کوشش نہیں کی اور مر گیا تو اخوا کرنے والے پر نفس کا ضمان نہیں ہے۔ (4)

مسئلہ 341: ختنہ کرنے والے سے کہا کہ بچے کی ختنہ کر دے۔ غلطی سے بچہ کا حشفہ کٹ گیا اور بچہ مر گیا تو ختنہ کرنے والے کے عاقله پر نصف دیت ہوگی اور اگر زندہ رہا تو پوری دیت لازم ہوگی۔ (5)

(1) الفتاوی الیمنیہ، کتاب الجنایات، فصل فی إتلاف الجنین... راجح، ج 2، ص 393.

(قاضی خان ص 393 ج 4، دریغہ مختار ص 547 ج 5، طحاوی علی الدرس 303 جلد 4)

(2) الدر المختار در المختار، کتاب الذیات، فصل فی غصب الاقن، ج 10، ص 314.

(شامی دریغہ 547 ج 5، رفع القدر ص 382 ج 8، تبیین الحقائق ص 167 جلد 6، بحر الرائق ص 390 جلد 8، مبسوط ص 186 جلد 26،

عائشی ص 34 جلد 6)

(3) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... راجح، ج 6، ص 34.

(مبسوط ص 186 جلد 26، عائشی ص 34 جلد 6)

(4) الدر المختار در المختار، کتاب الذیات، فصل فی غصب الاقن وغیره، ج 10، ص 314.

(عناویں 382 جلد 8، دریغہ مختار ص 547 جلد 5، بحر الرائق ص 390 جلد 8)

(5) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... راجح، ج 6، ص 34.

مسئلہ 342: کسی نے بچے کو جانور پر سوار کر کے کہا کہ اس کو روکے رہنا اور بچہ نے جانور کو چلا یا نہیں لیکن اگر مر گیا تو اس سوار کرنے والے کے عاقله پر بچہ کی دیت لازم ہوگی۔ (6)

مسئلہ 343: کسی نے بچے کو جانور پر سوار کر کے کہا کہ اس کو میرے لیے روکے رہو۔ اس بچہ نے جانور کو چلا یا اور اس جانور نے کسی شخص کو کچل کر ہلاک کر دیا تو بچہ کے عاقله پر اس مرنے والے کی دیت لازم ہوگی اور سوار کرنے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر بچہ اتنا خور دسال (یعنی اتنا کم سن) ہے کہ جانور پر سواری نہیں کر سکتا ہے تو اس صورت میں مرنے والے کی دیت کسی پر لازم نہیں ہوگی۔ (7)

مسئلہ 344: کسی نے بچے کو جانور پر سوار کر دیا اور اس سے کہا کہ اس کو روکے رہو۔ بچے نے جانور کو چلا دیا اور اگر مر گیا تو سوار کرنے والے کے عاقله پر بچہ کی دیت نہیں ہے۔ (8)

مسئلہ 345: بچہ کسی دیوار یا پیڑ پر چڑھا ہوا تھا، بچے سے کسی نے چیخ کر کہا اگر مت جانا جس سے بچہ گر کر مر گیا تو چھٹنے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس نے کہا کہ کو دجا اور بچہ کو دا اور مر گیا تو اس کہنے والے پر بچہ کی دیت ہے۔ (9)

مسئلہ 346: اگر کسی نے اتنے چھوٹے بچے کو جانور پر اپنے ساتھ سوار کر لیا جو تھا جانور پر سوار نہیں ہو سکتا اور چلا بھی نہیں سکتا، اس جانور نے کسی کو کچل کر ہلاک کر دیا تو مرنے والے کی دیت صرف اس سوار کے عاقله پر ہوگی اور سوار

(دریکار و شامی ص 548 جلد 5، عالمگیری ص 34 جلد 6، طحطاوی علی الدرس 303 جلد 4، قاضی خان علی الحمدیہ ص 47 جلد 3)

(6) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... راجع، ج 6، ص 33.

(دریکار و شامی ص 548 ج 5، طحطاوی علی الدرس 304 جلد 4، عالمگیری ص 33 جلد 6، بیسوط ص 186 ج 26، قاضی خان علی الحمدیہ ص 447 جلد 3)

(7) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... راجع، ج 6، ص 33.

ورد الحکار، کتاب الذیات، فصل فی غصب القن، ج 10، ص 316.

(دریکار و شامی ص 548 ج 5، عالمگیری ص 33 ج 6، طحطاوی علی الدرس 304 ج 4، بیسوط ص 186 ج 26، قاضی خان علی الحمدیہ ص 447 ج 3)

(8) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... راجع، ج 6، ص 33.

(شامی ص 548 جلد 5، طحطاوی علی الدرس 304 جلد 4، عالمگیری ص 33 جلد 6، بیسوط ص 187 ج 26، قاضی خان علی الحمدیہ ص 447 جلد 3)

(9) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... راجع، ج 6، ص 33.

(عالمگیری ص 33 ج 6، قاضی خان علی الحمدیہ ص 444، ج 3)

پر کفارہ بھی ہے۔ بچہ کے عاقلہ پر کچھ نہیں ہے اور اگر بچہ سواری کو چلا سکتا ہے تو دونوں کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی۔ (10)

مسئلہ 347: باپ اپنے بچہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا اس بچہ کو کسی شخص نے کھینچا اور باپ اس بچہ کا ہاتھ پکڑے رہا اور اس شخص کے کھینچنے کی وجہ سے بچہ مر گیا تو اس بچہ کی دیت کھینچنے والے پر ہے اور باپ بچہ کا وارث ہو گا اور اگر دونوں نے کھینچا اور بچہ مر گیا تو دونوں پر دیت لازم ہو گی اور باپ وارث نہیں ہو گا۔ (11)

مسئلہ 348: اتنا چھوٹا بچہ جو اپنے نفس کی حفاظت کر سکتا ہے اگر پانی میں ڈوب کر یا چھٹ سے گز کر مر جائے تو ماں باپ پر کچھ نہیں ہے اور اگر اپنے نفس کی حفاظت نہیں کر سکتا تھا تو جس کی نگرانی میں تھا اس پر توبہ و استغفار لازم ہے اور اگر اس کی گود سے گز کر مر گیا تو کفارہ بھی لازم ہے۔ (12)

مسئلہ 349: ماں شیر خوار بچہ کو باپ کے پاس چھوڑ کر چلی گئی اور بچہ دوسری عورتوں کا دودھ پی لیتا تھا۔ لیکن باپ نے کسی دودھ پلانے والی کا انتظام نہ کیا اور بچہ بھوک سے مر گیا تو باپ پر کفارہ اور توبہ لازم ہے اور اگر بچہ دوسری عورت کا دودھ قبول نہیں کرتا تھا اور ماں یہ بات جانتی تھی تو گناہ ماں پر ہے ماں توبہ کرے اور کفارہ بھی دے۔ (13)

مسئلہ 350: چھ سال کی بچی کو بخار تھا اور آگ کے پاس بیٹھی تاپ رہی تھی۔ باپ گھر میں نہ تھا ماں اسی حالت میں بچی کو چھوڑ کر کہیں چلی گئی اور بچی جل کر مر گئی تو ماں پر دیت نہیں ہے لیکن توبہ و استغفار کرے اور مستحب یہ ہے کہ کفارہ بھی دے۔ (14)

مسئلہ 351: کسی نے کسی بچہ سے کہا کہ درخت پر چڑھ کر میرے پھل توڑ دے بچہ درخت سے گز کر مر گیا تو

(10) الفتاوى الحندية، کتاب الجنایات، الباب التاسع في الامر بالجناية... راجع، ج 6، ص 33.

(خانیہ علی الحندیہ ص 447، ج 3، عالمگیری ص 33 ج 6، مبسوط ص 187، ج 26)

(الفتاوى الحندية، کتاب الجنایات، الباب التاسع في الامر بالجناية... راجع، ج 6، ص 33.

(عالمگیری ص 33، ج 6، خانیہ علی الحندیہ ص 445، ج 3)

(الفتاوى الحندية، کتاب الجنایات، الباب التاسع في الامر بالجناية... راجع، ج 6، ص 33.

(عالمگیری ص 33 ج 6، تاضی خان علی الحندیہ ص 447 ج 3، شامی ص 529 ج 5)

(الفتاوى الحندية، کتاب الجنایات، الباب التاسع في الامر بالجناية... راجع، ج 6، ص 33.

(عالمگیری از محیط ص 33 ج 6، خانیہ علی الحندیہ ص 447، جلد 3)

(الفتاوى الحندية، کتاب الجنایات، الباب التاسع في الامر بالجناية... راجع، ج 6، ص 33.

(عالمگیری از ظہیریہ ص 33، ج 6)

چڑھانے والے کے عاقله پر دیت لازم ہوگی اسی طرح کوئی چیز اٹھانے کو کہا یا لکڑی توڑنے کو کہا اور بچہ اس چیز کو اٹھانے سے یا پیڑ سے گر کر مر گیا تو اس حکم دینے والے کے عاقله پر بچہ کی دیت لازم ہوگی۔ (15)

مسئلہ 352: کسی نے بچہ کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کر دے، بچہ نے قتل کر دیا تو بچہ کے عاقله پر دیت لازم ہوگی پھر وہ عاقله اس دیت کو حکم دینے والے کے عاقله سے وصول کریں گے۔ (16)

مسئلہ 353: کسی بچے نے دسرے بچہ کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کر دے اور اس نے قتل کر دیا تو قتل کرنے والے کے عاقله پر دیت لازم ہے اور یہ دیت حکم دینے والے کے عاقله سے وصول نہیں کریں گے۔ (17)

مسئلہ 354: بچے نے کسی بالغ کو حکم دیا کہ فلاں کو قتل کر دے اور اس نے قتل کر دیا، تو حکم دینے والا بچہ ضامن نہیں ہوگا۔ اپنے طرح بالغ نے اگر کسی دسرے بالغ کو حکم دیا اور اس نے قتل کر دیا تو قاتل پر ضامن ہے حکم دینے والے پر نہیں۔ (18)

مسئلہ 355: کسی شخص نے بچہ کو حکم دیا کہ فلاں شخص کا مکھانا کھالے یا مال جلا دے یا اس کے جانور کو ہلاک کر دے تو اس مال کا ضامن اس بچے کے مال میں لازم ہے اور بچے کے اولیاء اس ضامن کو ادا کرنے کے بعد حکم دینے والے سے وصول کریں۔ (19)

اور اگر بچے نے بالغ کو ان کاموں کا حکم دیا اور اس نے عمل کر لیا تو بچے پر ضامن نہیں ہے۔ (20)

مسئلہ 356: اگر کسی نابالغ نے نابالغ سے زنا کیا اور اس کی بکارت زائل کر دی تو اس پر مهر مشل لازم آئے گا اور

(15) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایۃ... راجح، ج 6، ص 33، 32.

(عاملگیری ص 32 ج 6، قاضی خان علی الحندیۃ ص 445 ج 3)

(16) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایۃ... راجح، ج 6، ص 30.

(قاضی خان علی الحندیۃ ص 444 ج 3، عاملگیری از خزانۃ المحتفین ص 30 ج 6، مسوط ص 185 ج 26)

(17) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایۃ... راجح، ج 6، ص 30.

(قاضی خان علی الحندیۃ ص 445 ج 3، عاملگیری ص 30 ج 6، مسوط ص 185 ج 26)

(18) الفتاوی الحنافیۃ، کتاب البخایات، فصل فی التخل الذی یوجب الذیۃ، ج 2، ص 392.

(خانی علی الحندیۃ ص 445 ج 3، عاملگیری ص 30 ج 6)

(19) الفتاوی الحنافیۃ، کتاب البخایات، فصل فی التخل الذی یوجب الذیۃ، ج 2، ص 392.

(خانی علی الحندیۃ ص 445 ج 3، عاملگیری ص 30 ج 6)

(20) الفتاوی الحنافیۃ، کتاب البخایات، فصل فی التخل الذی یوجب الذیۃ، ج 2، ص 392.

اگر بالغہ کی بکارت زبردستی زنا کر کے نابالغ نے زائل کر دی تو بھی اس پر مہر مش لازم آئے گا اور اگر بالغہ سے نابالغ نے برضاز ناکیا تھا تو مہر لازم نہیں ہے۔ (21)

مسئلہ 357: بچے تیر اندازی کا کھیل کھیل رہے تھے کسی نوبس تک کے بچے کا تیر کسی شخص کی آنکھ میں لگ گیا جس سے وہ شخص کا نا ہو گیا تو اس کی آنکھ کا تاو ان بچے کے مال سے ادا کیا جائے گا اس کے باپ پر کچھ نہیں ہے اور اگر بچے کے پاس مال نہیں ہے تو جب مال ملے گا اس وقت تاو ان ادا کر دے گا مگر شرط یہ ہے کہ یہ بات شہادت سے ثابت ہو کہ اسی بچے کا تیر اس شخص کی آنکھ میں لگا ہے صرف بچے کا اقرار یا اس کے تہرا کا پایا جانا تاو ان کے لیے کافی نہیں ہے۔ (22)

مسئلہ 358: کسی نے اپنے کسی کام کے لیے کسی کے بچے کو ولی کی اجازت کے بغیر کہیں بھیجا۔ راستے میں بچے دوسرے بچوں کے ساتھ چھٹ پر چڑھ گیا اور چھٹ پر سے گر کر مر گیا تو بھینجنے والے پر ضمان لازم ہو گا۔ (23)

مسئلہ 359: کسی نے بچے کو اغوا کر کے قتل کر دیا یا اس کے پاس درندہ نے پھاڑ کھایا یا دیوار سے گر کر مر گیا تو غاصب ضامن ہو گا۔ (24)

مسئلہ 360: کسی غلام نے آزاد بچے کو سواری پر سوار کر دیا بچہ سواری سے گر کر مر گیا تو اس بچے کی دیت غلام پر ہے۔ مولیٰ غلام ہی کو اس کی دیت میں دے دے یا فدیہ دے دے اور اگر سواری پر غلام بھی سوار ہوا اور سواری کو چلا یا، سواری نے کسی کو کچل دیا اور وہ مر گیا تو نصف دیت بچے کے عاقله پر ہے اور نصف غلام پر۔ (25)

مسئلہ 361: کسی آزاد شخص نے ایسے نابالغ غلام بچے کو سواری پر سوار کر دیا جو سواری پر ٹھہر سکتا ہے اور اس کو چلا بھی سکتا ہے پھر اس کو حکم دیا کہ وہ جانور کو چلائے اس نے کسی آدمی کو کچل کر مار دیا تو اس کا تاو ان غلام بچے پر ہے اس کی

(21) الفتاویٰ الخاتمة، کتاب الجنایات، فصل فی التسلی اللذی یوجب الذمیة، ج 2، ص 392.

(22) الفتاویٰ الخاتمة، کتاب الجنایات، فصل فی إعلاف الجنین، ج 2، ص 393.

(قاضی خاں علی الحنفی ص 447، ج 3)

(23) الفتاویٰ الخاتمة، کتاب الجنایات، فصل فی إعلاف الجنین، ج 2، ص 393.

(قاضی خاں علی الحنفی ص 447 ج 3)

(24) الفتاویٰ الخاتمة، کتاب الجنایات، فصل فی إعلاف الجنین، ج 2، ص 393.

(قاضی خاں علی الحنفی ص 447 ج 3، عالمگیری ص 34 ج 6، مبسوط ص 186 ج 26)

(25) الفتاویٰ الخاتمة، کتاب الجنایات، فصل فی إعلاف الجنین، ج 2، ص 393، 394.

(عالمگیری ص 33 ج 6، قاضی خاں علی الحنفی ص 448 ج 3، مبسوط ص 187 ج 26)

دیت میں مولیٰ یا تو غلام کو دے دے یا اس کا فریہ دے دے پھر وہ مولیٰ حکم دینے والے سے یہ رقم وصول کرے۔ (26)

مسئلہ 362: کسی عبد ماذون نے کسی بچے کو حکم دیا کہ فلاں کے کپڑے پھاڑ دے یا بچہ کو اپنے کام کے لیے بھیجا اور بچہ ہلاک ہو گیا تو حکم دینے والا ضامن ہو گا۔ (27)

مسئلہ 363: کسی بچے کے پاس غلام کو دیعت رکھا اور اس بچے نے غلام کو قتل کر دیا تو بچے کے عاقلهٗ پر غلام کی قیمت ہے۔ (28) اور اگر ماذون انفس میں جنایت کی ہے تو اس کا ارش بچہ کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ (29)

مسئلہ 364: اگر کسی بچے کے پاس کھانا بلا اجازت ولی امامت رکھا گیا اور بچہ نے اس کو کھا لیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔ (30)

اور اگر ولی کی اجازت سے رکھا تھا تو ضامن ہو گا جب کہ بچہ عاقل ہو ورنہ نہیں ہو گا۔ (31)

مسئلہ 365: ماں یا باپ یا صی نے بچے کو تعلیم قرآن کے لیے معتاد طریقے سے مارا جس سے بچہ مر گیا تو ان پر ضمان نہیں ہے اور یہی حکم معلم کا بھی ہے جب کہ اس نے ان کی اجازت سے مارا ہوا اور اگر انہوں نے غیر معتاد طریقے سے مارا اور بچہ مر گیا تو یہ لوگ ضامن ہوں گے۔ (32)

(26) الفتاوی الحنبیۃ، کتاب الجنایات، فصل فی ائتلاف الجنین، ج 2، ص 394.

(قاضی خان علی الحمد یہ ص 448 جلد 3، مسوط ص 188 ج 26)

(27) الفتاوی الحنبیۃ، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... الخ، ج 6، ص 30، 31.

(28) رد المحتار، کتاب الدیات، فصل فی غصب القن وغیره، ج 10، ص 316.

(تبیین الحقائق ص 168 ج 6، بحر الرائق ص 390 ج 8، عالمگیری ص 34 ج 6، شامی ص 548 ج 5)

(29) رد المحتار، کتاب الدیات، فصل فی غصب القن وغیره، ج 10، ص 316.

(شامی و در مختار ص 548، ج 5)

(30) الفتاوی الحنبیۃ، کتاب الجنایات، الباب التاسع فی الامر بالجنایة... الخ، ج 6، ص 34.

(تبیین الحقائق ص 168، ج 6، بحر الرائق ص 390 ج 8، عالمگیری ص 34 ج 6، شامی و در مختار ص 568 ج 5)

(31) الجنایۃ وفتح القدر، کتاب الدیات، باب غصب العبد... الخ، ج 9، ص 302.

(ہدایہ و عنایہ ص 383، ج 8)

(32) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الجنایات، باب القود... الخ، فصل فی لفظین، مطلب: الحجج... الخ، ج 10، ص 220.

(در مختار و شامی ص ۲۹۸ ج ۵)

مسئلہ ۳۶۲: باپ یا وصی نے بچہ کو تادیباً مارا اور بچہ مر گیا تو ان پر ضمان نہیں ہے جب کہ مقاوم طریقے پر مارا ہو (یعنی جیسا کہ عام طور پر مارا جاتا ہے) اور اگر غیر مقاوم طریقے سے مارا تو ضمان ہے۔ (33)

مسئلہ ۳۶۳: ماں نے اگر اپنے بچہ کو تادیباً (یعنی ادب سکھانے کے لیے) مارا اور بچہ مر گیا تو بہر حال ماں ضامن ہوگی۔ (34)

مسئلہ ۳۶۴: کسی نے بچہ کو ہتھیار دیئے، بچہ اس کو اٹھانے سے تھک گیا اور ہتھیار اس کے ہاتھ سے اس پر گرا اور بچہ مر گیا تو اسلحہ دینے والے کے عاقلوں پر دیت واجب ہوگی اور اگر بچہ نے اس اسلحہ سے خود کشی کر لی یا کسی دوسرے کو قتل کر دیا تو دینے والے پر ضمان نہیں ہے۔ (35)

مسئلہ ۳۶۵: کسی آزاد بچے کو ایسے غلام بچے نے جو محور تھا حکم (یا کہ فلاں شخص کو قتل کر دیے) اور اس نے قتل کر دیا تو قاتل بچہ ضامن ہوگا اور حکم دینے والے غلام بچے سے اس کا تاو ان اس کے آزاد ہونے کے بعد بھی واپس نہیں لے سکے گا۔ (36)

مسئلہ ۳۶۶: اور اگر بالغہ باندی نے نابالغ کو دعوت زنا دی اور اس نے زنا کر کے اس کی بکارت زائل کر دی تو بچہ پر اس کا مہر لازم ہے۔ (37)



(33) الدر المختار، کتاب البخایات، باب القوو... راجع، فصل فی الفعلین، ج 10، ص 220.

(در مختار و شامی ص ۲۹۸، ج ۵)

(34) الدر المختار، کتاب البخایات، باب القوو... راجع، فصل فی الفعلین، مطلب: صحیح... راجع، ج 10، ص 220.

(در مختار و شامی ص ۲۹۸، ج ۵)

(35) الفتاوی الحمدیہ، کتاب البخایات، الباب التاسع فی الامر بالبخایة... راجع، ج 6، ص 32.

(عامگیری ص ۲۳۲ ج ۲، قاضی خان علی الحمدیہ ص ۲۲۲ ج ۳، مسوط عص ۸۵ ج ۲۶)

(36) الفتاوی الحنبیہ، کتاب البخایات، فصل فی القتل الذی یوجب الدین، ج 2، ص 392.

(قاضی خان علی الحمدیہ ص ۲۲۵ ج ۳)

(37) الفتاوی الحنبیہ، کتاب البخایات، فصل فی القتل الذی یوجب الدین، ج 2، ص 392.

(قاضی خان علی الحمدیہ ص ۲۲۶ ج ۳)

دیوار وغیرہ گرنے سے حادثات کا بیان

مسئلہ 371: یہ جانتا ضروری ہے کہ ابھی دیوار جو سلامی میں ہو یعنی ثیرہ می ہو، اگر بناتے وقت اس کے بنانے والے نے ثیرہ می بنائی پھر وہ کسی انسان پر گرفتاری اور وہ مر گیا یا کسی کے مال پر گرفتاری اور وہ مال تلف ہو گیا تو دیوار کے مالک کو ضمان دینا ہو گا خواہ اس دیوار کو گرانے کا مطالبہ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو، اور اگر اس دیوار کو سیدھا بنا یا تھا مگر بعد میں ثیرہ می ہو گئی مرور زمانہ کی وجہ سے (یعنی طویل وقت گزرنے کی وجہ سے)، پھر کسی انسان پر گرفتاری یا مال پر گرفتاری میں ثیرہ می ہو گئی مرور زمانہ کی وجہ سے (یعنی طویل وقت گزرنے کی وجہ سے)، اور اس کو تلف کر گئی تو کیا دیوار کے مالک پر ضمان ہے؟ ہمارے علمائے ملاشہ کے نزدیک اگر مطالبہ نقض سے پہلے (یعنی اور اس کو تلف کر گئی تو کیا دیوار کے مالک پر ضمان ہے) گری ہے تو اس کا ضمان نہیں ہے، اور مطالبہ نقض سے اتنے بعد گری ہے جس میں اس گرانے کا مطالبہ کرنے سے پہلے) گری ہے تو اس کا ضمان نہیں ہے، اور مطالبہ نقض سے اتنے بعد گری ہے جس میں اس کا گرانا ممکن تھا، مگر اس نے اس کو نہیں گرا کیا تو قیاس چاہتا ہے کہ ضمان نہ ہو۔ مگر استحساناً ضامن ہو گا۔ ہلگذا فی اللّٰہ خیرۃ۔

پھر جو جان تلف ہوئی اس کی دیت صاحب دیوار کے عاقله پر ہے۔ اور جو مال تلف ہوا اس کا ضمان دیوار کے مالک پر ہے۔ (1)

مسئلہ 372: تقدم کی تفسیر یہ ہے کہ صاحب حق دیوار کے مالک سے کہے کہ تیری دیوار خطرناک ہے یا کہے کہ سلامی میں ہے یعنی ثیرہ می ہے، تو اس کو گرادے تاکہ کسی پر گرنے پڑے اور اس کو تلف نہ کر دے اور اگر یہ کہا کہ تجوہ کو چاہیے کہ تو اس کو گرادے، تو یہ مشورہ ہو گا مطالبہ نہ ہو گا۔ بحوالہ قاضی خان۔ تقدم میں مطالبہ شرط ہے اشہاد شرط نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کے گرانے کا مطالبہ کیا بغیر اشہاد کے اور مالک دیوار نے امکان کے باوجود دیوار نہیں گرائی ہے۔ یہاں تک کہ وہ خود گرفتاری اور اس سے کوئی چیز تلف ہو گئی اور وہ تلف کا اقرار کرتا ہے تو ضمان دے گا۔ گواہ بنانے کا فائدہ یہ ہے کہ اگر مالک دیوار انکار طلب کرے تو گواہوں کے ذریعے سے طلب کو ثابت کیا جاسکے۔ (2)

(1) الفتاوی الحندیہ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشرنی جنایۃ الحالظ... لامع، ج 6، ص 36.

(عائیہ مکری ص 36 ج 6، بہوضاں 9 ج 27، تجیین الحقائق م 147 ج 6، دریافت و شای م 526 ج 5، مجمع الانہر م 657 ج 2، فتح القدری

وعنایہ م 341 ج 8، بحر الرائق م 354 ج 8)

(2) الفتاوی الحندیہ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشرنی جنایۃ الحالظ... لامع، ج 6، ص 36.

(عائیہ از کافی ص 36 ج 6، مجمع الانہر م 656 ج 2، بحر الرائق م 384 ج 8، قاضی خاص علی الحندیہ م 354 ج 3، ←

مسئلہ 373: دیوار کے متعلق دیوار گرانے کا مطالبہ کرنا دیوار کے مالک سے یہی ملبوہ ہٹانے کا مطالبہ ہے یہاں تک کہ اگر تقدم کے بعد دیوار گر پڑے اور اس کے بلے سے ٹکرا کر کوئی مرجاع تو دیوار کے مالک پر اس کی دیت لازم ہوگی۔ (3)

مسئلہ 374: مکان کی زیریں منزل (چلی منزل) ایک شخص کی ہے اور بالائی دوسرے کی اور پورا مکان گراہ ہے اور دونوں سے گرانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ پھر بالائی حصہ گرا اور اس سے کوئی آدمی ہلاک ہو گیا تو اس کا ضمان بالائی حصہ کے مالک پر ہے۔ (4)

مسئلہ 375: مالک دیوار سے گرا و دیوار (جھکی ہوئی دیوار) کے انہدام کا مطالبہ (گرانے کا مطالبہ) کیا گیا اس نے نہیں گرائی اور مکان شیخ دیا تو مشتری ضامن نہیں ہو گا۔ ہاں اگر خریدنے کے بعد اس سے مطالبہ تقض کر لیا گیا تھا اور اس پر گواہ بنانے کے تھے تو یہ ضامن ہو گا۔ (5)

مسئلہ 376: لقیط (لاوارث، ملا ہوا بچہ) کی گرا و دیوار کے انہدام کا مطالبہ کیا گیا تھا اور اس نے نہیں گرائی تھی پھر وہ دیوار گری جس سے کوئی آدمی مر گیا تو اس کی دیت بیت المال دے گا۔ اسی طرح وہ کافر جو مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے کسی سے عقد موالۃ نہیں کیا تھا۔ اس کی دیوار کے گرنے سے ہلاک ہونے والے کی دیت بھی بیت المال ہی دے گا۔ (6)

مسئلہ 377: کسی کی گرا و دیوار مطالبہ انہدام سے پہلیگر پڑی پھر اس سے راستہ پر سے ملبوہ ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا

بسط ص 9 ج 27، شامی ص 526 ج 5، تبیین ص 147 ج 6)

(3) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحالظ... الخ، ج 6، ص 36.

(عاملکبری از ذخیرہ ص 36 ج 6، تبیین الحقائق ص 147 ج 6، عنایہ فتح القدر ص 341 ج 8، دریغہ روشنامی ص 528 ج 5، بحر الرائق ص 354 ج 8، قاضی خان علی الحندیہ ص 464 ج 3)

(4) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، فصل فی جنایة الحالظ، ج 2، ص 406.

(قاضی خان علی الحندیہ ص 467 ج 3)

(5) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة الحالظ... الخ، ج 6، ص 37.

(عاملکبری ص 37 ج 6، بحر الرائق ص 355 ج 8، هدایہ فتح القدر ص 342 ج 8)

(6) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، فصل فی جنایة الحالظ، ج 2، ص 405.

(قاضی خان علی الحندیہ ص 466 ج 3، بحر الرائق ص 354 ج 8)

اور اس نے نہ اٹھایا یہاں تک کہ اس سے عکرا کر کوئی آدمی یا جانور ہلاک ہو گیا تو یہ ضامن ہو گا۔ (7)

مسئلہ 378: مطالبہ نقض کی صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ یہ اس سے کیا جائے جس کو گرانے کا حق حاصل ہے یہاں تک اگر کرایہ دار یا عاریت کے طور پر اس میں رہنے والے سے مطالبہ کیا اور اس نے دیوار کو نہیں گرا کیا، حتیٰ کہ وہ دیوار کسی انسان پر گر پڑی تو اس صورت میں کسی پر ضمان نہیں ہے۔ (8)

مسئلہ 379: دیوار گرنے کے وقت تک اس شخص کا مالک رہنا بھی شرط ہے جس پر مطالبہ کے وقت گواہ ہاتھ گئے تھے۔ یہاں تک کہ اگر اس کی ملک سے وہ دیوار بیچ کے ذریعہ خارج ہو گئی اور دوسرے کی ملک میں آنے کے بعد گر پڑی تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (9)

مسئلہ 380: دیوار کے گراو ہونے سے قبل اشہاد صحیح نہیں ہے، چونکہ تعدادی معدوم ہے۔ (10)

مسئلہ 381: اگر گراو دیوار کے مالک سے اس کے گرانے کا مطالبہ کیا گیا۔ درآں حالیکہ وہ عاقل بالغ مسلمان تھا اور اس مطالبہ نقض پر گواہ بھی بنایا گئے۔ پھر اس مالک دیوار کو طویل المیعاد شدید قسم کا جنون ہو گیا۔ یا معاذ اللہ و مرتد ہو گیا اور دارالحرب میں چلا گیا اور قاضی نے اس کے دارالحرب میں چلنے جانے کی تصدیق کر دی اور پھر وہ مسلمان ہو کر واپس آگیا اور وہ گھر جس کی دیوار گراو تھی اس کو واپس مل گیا اس کے بعد وہ گراو دیوار کسی انسان پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو اس کا خون ہدر ہے یعنی اس کا ضمان کسی پر نہیں ہے۔ اسی طرح جنون سے صحت کے بعد کی صورت کا حکم ہے۔ ہاں اگر مرتد کے مسلمان ہونے یا مجنوں کے افاقہ کے بعد ان پر اشہاد کر لیا ہے تو یہ ضامن ہوں گے۔ (11)

(7) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، فصل فی جنایۃ الحائل، ج2، ص406

(قاضی خان علی الحسندیہ ص467 ج3، بحر الرائق ص354 ج8)

(8) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجح، ج6، ص37.

تمیین الحقائق کتاب الذیات، باب ما یحده شارل الجل فی الطريق، ج7، ص308.

(ہندیہ از ز خیرہ ص37 ج6 بحر الرائق ص353 ج8، در مختار ص527 ج5، خانیہ علی الحسندیہ ص464 ج3، تمیین الحقائق ص148 ج6، راجح

القدیر ص342 ج8)

(9) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجح، ج6، ص37.

(تمیین الحقائق ص148 ج6، عالمگیری ص37 ج6، بحر الرائق ص354 ج8، در مختار ص527 ج5، راجح القدیر ص342 ج8)

(الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجح، ج6، ص37.)

(عالمگیری از خزانۃ المقتین ص37 ج6، در مختار دشائی ص529 ج5، تمیین الحقائق ص148 ج6)

(الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجح، ج6، ص37.)

مسئلہ 382: اسی طرح اگر گھر کو بیچ دیا، بعد اس کے کہ اس سے گراو دیوار کے گرانے کا مطالبہ کیا جا پکا تھا اور اس پر گواہ بھی قائم کر لیے گئے تھے۔ پھر وہ مکان کسی عیب کی وجہ سے قضاۓ قاضی یا بلا قضاۓ قاضی سے اس کی ملک میں لوٹ آیا یا خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے جو مشتری (خریدار) کو تھا پھر وہ دیوار گر پڑی اور کوئی چیز تلف ہو گئی (ضائع ہو گئی) تو مالک دیوار پر ضمان نہیں ہے۔ ہاں اگر روکے بعد دوبارہ اس سے دیوار کے گرانے کا مطالبہ کیا گیا اور اس پر گواہ بھی پیش کئے گئے تو تصامن ہو گا۔ یا باائع کو اختیار تھا اور اس نے بیع کو فتح کر دیا اور اس کے بعد دیوار گر پڑی اور اس سے کوئی چیز تلف ہو گئی تو باائع ضامن ہو گا۔ (12)

مسئلہ 383: اگر باائع نے اپنا خیار ساقط کر دیا اور بیع کو واجب کر دیا تو اشہاد باطل ہو جائے گا۔ چونکہ اس نے دیوار کو اپنی ملک سے نکال دیا۔ (13)

مسئلہ 384: کسی دیوار کا بعض حصہ گراو اور بعض صحیح تھا۔ صحیح حصہ گر پڑا جس سے کوئی مر گیا اور گراو حصہ نہیں گرا خواہ اس پر اشہاد کر لیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔ یہ خون رائیگاں جائے گا۔ (14)

مسئلہ 385: مطالبہ بیع کے بعد اگر کسی شخص پر دیوار گر پڑے اور وہ مر جائے یا دیوار گرنے کے بعد اس کے ملبے سے ٹکرای کر کوئی گر پڑے اور مر جائے تو اس کی دیت مالک دیوار کے عاقله پر ہے اور اگر اس میت سے ٹکرای کر کوئی گرے اور مر جائے تو اس کی دیت نہ مالک دیوار پر ہے نہ اس کے عاقله پر ہے۔ اگر کسی نے راستے کی طرف پھجہ (15) نکلا اور وہ راستے میں گر پڑا۔ اس کے گرنے سے کوئی مر گیا یا اس کے ملبے سے ٹکرای کر مر گیا یا اس مردے کی لاش سے ٹکرای کر کوئی گر پڑا اور مر گیا تو ہر صورت میں پھجہ کے مالک پر دیت واجب ہو گی۔ (16)

مسئلہ 386: مطالبہ ثابت کرنے کے لیے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی چاہیے۔ اگر ایسے گواہ بنائے گئے جن میں شہادت کی الہیت نہیں، مثلاً دو غلام یا دو کافر یا دو بچے۔ اس کے بعد یہ دیوار گر گئی اور کوئی آدمی دب

(خانیہ علی الحمد یہ ص 464 ج 3، عالمگیری ص 37 ج 6، بحر الرائق ص 354 ج 8)

(12) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجح، ج 6، ص 37.

(عالمگیری از ظہیریہ ص 37 ج 6، خانیہ علی الحمد یہ ص 464 ج 3، بحر الرائق ص 354 ج 8، شانی ص 528 ج 5)

(الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجح، ج 6، ص 37.)

(قاضی خان علی الحمد یہ ص 464 ج 3، بحر الرائق ص 355 ج 8، عالمگیری ص 37 ج 6، درختار دشائی ص 527، ج 5)

(14) تکمیلۃ البحر الرائق، کتاب الذیات، باب ما سحدث الرجل فی الطريق، ج 9، ص 123.

(15) چھٹ سے آگے بڑھایا ہوا وہ حصہ جو بارش سے خاللت یا دھوپ سے بچاؤ کے لئے ہوتا ہے۔

(16) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجح، ج 6، ص 36.

کر مر گیا اور جب شہادت کا وقت آیا تو یہ کافر مسلمان، یا ملام آزاد، یا نجیب بالغ ہو پچھے ہے۔ ان کی شہادت قبول ہے اور دیوار کا مالک صامن ہو گا۔ خواہ ان کی گواہی کی امیت دیوار گرنے سے پہلے پائی گئی ہو یا دیوار گرنے کے بعد۔ (17)

مسئلہ 387: اگر اس گھر کے مشتری سے جس کی دیوار گرا دھی، دیوار گرانے کا مطالبہ کیا اور اس کو تین دن کا خیار تھا پھر اس نے اس گھر کو خیار کی وجہ سے باائع کو لوٹا دیا تو اشہاد باطل ہو گیا اور اگر اس نے باائع کو واجب کر لہا تو اشہاد صحیح ہے باطل نہیں ہوا، اور اگر اس حالت میں باائع پر اشہاد کیا تو باائع صامن نہیں ہو گا اور اگر باائع کو خیار تھا اور اس سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا اور اس نے باائع کو فسخ کر دیا تو اشہاد باطل ہے۔ اور اگر باائع کو لازم کر دیا تو اشہاد باطل ہے اور اگر اس حالت میں مشتری سے مطالبہ کیا گیا تو مطالبہ صحیح نہیں ہے۔ (18)

مسئلہ 388: خنان کے لیے یہ شرط ہے کہ مالک دیوار کو اشہاد کے بعد اتنا وقت مل جائے کہ وہ اسکو گرا سکے۔ ورنہ اگر مطالبہ انہدام کے فوراً بعد دیوار گر پڑے اور مالک کو اتنا وقت نہ ملے جس میں گرانا ممکن تھا اور اس سے کوئی چیز تلف ہو جائے تو خنان واجب نہیں ہو گا۔ (19)

مسئلہ 389: تقدیم اور طلب کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ یہ صاحب حق کی طرف سے ہو اور عام راستہ میں عوام کا حق ہے۔ لہذا کسی ایک کا تقدیم اور مطالبہ صحیح ہے۔ (20)

مسئلہ 390: گرا دیوار کے گرانے کا مطالبہ کرنے میں مسلمان اور ذمی دونوں برابر ہیں۔ اگر دیوار عام راستے کی طرف جھک گئی ہو تو ہر گز رہنے والے کو تقدیم کا حق ہے۔ مسلمان ہو یا ذمی۔ بشرطیکہ آزاد، عاقل، بالغ ہو۔ یا اگر بچہ ہو تو اس کے والی نے اس کو اس مطالبے کی اجازت دی ہو۔ اسی طرح اگر غلام ہو تو اس کے مولیٰ نے اس کو مطالبے کی

(17) الفتاوی الحمدیہ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... الخ، ج ۶، ص ۳۶.

(خانیہ علی الحمدیہ ص 464 ج 3، عالمگیری ص 36 ج 6، مبسوط ص 12 ج 27، درحقیار دشائی ص 529 ج 5)

(18) الفتاوی الحمدیہ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... الخ، ج ۶، ص ۳۷.
(عالمگیری از مبسوط ص 37، ج 6)

(19) الفتاوی الحمدیہ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... الخ، ج ۶، ص ۳۷.

(تبیین الحقائق ص 148 ج 6، عالمگیری 37 ج 6، درحقیار دشائی ص 527 ج 5، فتح القدير ص 341 ج 8، مبسوط ص 9 ج 27)

(20) الفتاوی الحمدیہ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... الخ، ج ۶، ص ۳۷.

(عالمگیری از ذخیرہ ص 37 ج 6، تبیین الحقائق ص 148 ج 6، خانیہ علی الحمدیہ ص 466 ج 3)

اجازت دی ہو۔ (21)

مسئلہ 391: خاص گلی میں اس گلی والوں کو مطالبہ کا حق ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا مطالبہ کرنا بھی کافی ہے اور جس گھر کی طرف دیوار گرا ہے تو اس گھر کے مالک کا یا اس میں رہنے والے کا مطالبہ کرنا شرط ہے۔ (22)

مسئلہ 392: کسی کے گھر کی طرف کسی شخص کی دیوار جھک گئی اس گھر والے نے اس سے دیوار کے گرانے کا مطالبہ کیا اس نے قاضی سے دو تین دن یا اس کے مثل مهلت مانگی۔ قاضی نے مهلت دے دی پھر وہ دیوار گر پڑی اور اس سے کوئی چیز تلف ہو گئی تو دیوار کے مالک پر ضمان واجب ہے۔ (23)

مسئلہ 393: اور اگر گھر کے مالک نے دیوار والے کو مهلت دے دی تھی یا مطالبہ سے اس کو بری کر دیا تھا یا یہ مہلت و برآٹ گھر کے رہنے والوں کی طرف سے تھی اور دیوار گر پڑی جس سے کوئی چیز تلف ہو گئی تو دیوار کے مالک پر ضمان نہیں۔ (24)

مسئلہ 394: اور اگر مہلت کی مدت گزرنے کے بعد دیوار گری تو اس سے جو نقصان ہوا اس کا ضمان دیوار والے پر واجب ہے۔ (25)

مسئلہ 395: اگر راستے کی طرف دیوار گراؤ تھی اور اس سے انهدام کا مطالبہ ہو چکا تھا مگر قاضی نے اس کو مہلت

(21) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البُنیَات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجع، ج 6، ص 37.

(عاملکیری از کفاری ص 37 ج 6، تبیین الحقائق ص 148 ج 6، بحر الرائق ص 354، ج 8، درحقار و شامی ص 527، ج 5، مبسوط ص 9، ج 27، عناوی علی الحمدیۃ ص 342 ج 8)

(22) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البُنیَات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجع، ج 6، ص 37.

(عاملکیری از ذخیرہ ص 37 ج 6، درحقار و شامی ص 528 ج 5، تبیین الحقائق ص 148 ج 6، بحر الرائق ص 355 ج 8، فتح القدر ص 342 ج 8)

(23) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البُنیَات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجع، ج 6، ص 37

(عاملکیری از صحیط ص 37 ج 6، بحر الرائق ص 354 ج 8)

(24) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البُنیَات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجع، ج 6، ص 37.

(عاملکیری از کافی ص 37، ج 6، بحر الرائق ص 354 ج 8، درحقار و شامی ص 528، ج 5، تبیین الحقائق ص 148 ج 6، فتح القدر ص 342 ج 8)

(25) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب البُنیَات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجع، ج 6، ص 37.

(عاملکیری از صحیط ص 37، ج 6، بحر الرائق ص 354 ج 8)

دے دی تو یہ باطل ہے۔ (26)

مسئلہ 396: اور اگر قاضی نے تو اس کو مہلت نہیں دی، مگر مطالبہ کرنے والے نے مہلت دے دی تو یہ صحیح نہیں ہے۔ نہ اس کے اپنے حق میں نہ کسی دوسرے کے حق میں۔ (27)

مسئلہ 397: اگر دیوار را ہم تھی اور گرانے کا مطالبہ مر ہم سے کیا گیا تو نہ را ہم ضامن ہو گا نہ مر ہم۔ اور اگر مطالبہ را ہم سے کیا گیا ہے تو را ہم ضامن ہو گا۔ (28)

مسئلہ 398: اور اگر گھر کسی نا بالغ کا ہو تو اس کے ماں باپ یا وصی سے گرانے کا مطالبہ کرنا اور اس پر گواہ بنانا صحیح ہے۔ اگر مطالبہ کے بعد دیوار گر پڑی جس سے کسی کی کوئی چیز تلف ہو گئی تو خمان نا بالغ پر واجب ہو گا۔ (29)

مسئلہ 399: اگر اشہاد کے بعد نا بالغ بچہ کے قبل بلوغ باپ یا وصی مر جائے تو اشہاد باطل ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اگر ان کی موت کے بعد دیوار گر پڑے جس سے کوئی چیز تلف ہو جائے تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ چون کہ موت نے ان کی ولایت کو منقطع کر دیا۔ (30)

مسئلہ 400: اور اگر نا بالغ کے بالغ ہونے تک دیوار نہیں گری اس کے بالغ ہونے کے بعد گری جس سے کوئی آدمی مر گیا تو اس کا خون رائیگاں گیا۔ اور اگر نا بالغ کے بلوغ کے بعد اس سے نئے سرے سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا

(26) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجح، ج 6، ص 37.

(عاملگیری از خزانۃ المقتین ص 37، ج 6، بحر الرائق ص 354 ج 8، تبیین الحقائق ص 148 ج 6، درختار دشتی ص 528، ج 5، مجمع الانبر ص 659، ج 2، فتح القدیر ص 342، ج 8)

(27) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجح، ج 6، ص 37.

(عاملگیری از صحیح ص 37 ج 5، بحر الرائق ص 354 ج 8، درختار دشتی ص 528 ج 5، تبیین الحقائق ص 148 ج 6، مجمع الانبر ص 659 ج 2)

(28) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجح، ج 6، ص 37.

(عاملگیری از شرح مبسوط ص 37 ج 6، قاضی خان علی الحندیۃ ص 464 ج 3، مبسوط ص 10 ج 27، درختار دشتی ص 526 ج 5، بحر الرائق ص 353 ج 8، فتح القدیر ص 342 ج 8)

(29) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجح، ج 6، ص 37.

(خانیہ علی الحندیۃ ص 464 ج 3، عاملگیری ص 37 ج 8، عناصر علی الحندیۃ ص 343 ج 8، درختار دشتی ص 526 ج 5، مبسوط ص 10 ج 27، فتح القدیر ص 342 ج 8، بحر الرائق ص 353 ج 8، تبیین الحقائق ص 147 ج 6)

(30) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجح، ج 6، ص 38.

(خانیہ علی الحندیۃ ص 465 ج 3، عاملگیری ص 37 ج 6، شای ص 526 ج 5)

گیا اس کے بعد دیوار گر پڑی جس سے کوئی آدمی مر گیا تو اس کی دیت مالک دیوار کے عاقله پر ہوگی۔ (31)

مسئلہ 401: مسجد کی دیوار اگر گراو ہو جائے تو اس کے انهدام کا مطالبہ اس کے بنانے والے سے کرنا چاہیے۔ (32)

مسئلہ 402: کسی نے مسکین پر گھر وقف کیا جس کی دیوار گرا و تھی اور اس کا قبضہ ایک شخص کو دے دیا۔ جو اس کی آمدنی مسکین پر خرچ کرتا تھا اس دکیل سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا گیا اور اس پر اشہاد کیا گیا اور وہ دیوار کسی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو اس کی دیت واقف کے عاقله پر ہے اور اگر مسکین سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا تو کسی پر کچھ نہیں۔ (33)

مسئلہ 403: گراو دیوار کا مالک تاجر غلام تھا اس سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا گیا وہ دیوار کسی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو اس کی دیت غلام تاجر کے مولا کے عاقله پر واجب ہوگی۔ غلام مفترض ہو یا نہ ہو، اور اگر دیوار گرانے سے کسی کا مال تلف ہو گیا تو اس مال کا ضمان غلام پر واجب ہے اس میں اس کو بیچا جائے گا اور اگر اس کے مولا سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا گیا تب بھی صحیح ہے۔ (34)

مسئلہ 404: اگر کسی مکان کی گراو دیوار کے گرانے کا مطالبہ اس شخص سے کیا جس کے قبضہ میں وہ گھر ہے جس کی دیوار گرا و تھی اور اس نے مطالبے کے باوجود دیوار نہیں گرائی۔ یہاں تک کہ وہ خود کسی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا اور اس کے عاقله کہتے ہیں کہ یہ گھر جس کی دیوار گری ہے اس کا ہے ہی نہیں۔ یا عاقله کہتے ہیں کہ ہم کو نہیں معلوم کہ یہ گھر اس کا ہے یا کسی اور کا ہے تو مرنے والے کی دیت اس کے عاقله پر نہیں ہوگی۔ ہاں اگر اس پر گواہ پیش کر دیئے جائیں کہ یہ گھر اسی کا ہے تو اس کے عاقله پر دیت واجب ہوگی۔ اس لیے کہ اگرچہ مکان پر قابض ہونا بظاہر مالک ہونے کی دلیل

(31) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجع، ج 6، ص 38، 37.

(عامگیری از محیط ص 38 جلد 6)

(32) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجع، ج 6، ص 38.

(عامگیری از خزانۃ المنقین ص 38 ج 6، در مختار و شای ص 529 ج 5)

(33) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجع، ج 6، ص 38.

(عامگیری از محیط بحوالہ مشتمل ص 38 ج 6، در مختار و شای ص 529 ج 5)

(34) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجع، ج 6، ص 38.

(خاتم علی الحمدیۃ ص 466 ج 3، عامگیری ص 38 ج 6، در مختار ص 529 ج 5، مسوط ص 10 ج 27، تہیین ص 147 ج 6، فتح القدر

ص 343 ج 8)

ہے مگر یہ عاقله پر وجوب مال کے لیے جھت نہیں ہو سکتی۔ عاقله پر مال واجب ہونے کے لیے تین چیزوں کا ہوتا ضروری ہے۔ اول اس بات کا ثبوت کہ یہ گمراہی کا ہے۔ دوم یہ کہ دیوار گرانے کا مطالبہ کرنے کے وقت اس پر گواہ بھی بنا لے۔ تیسرا یہ کہ مقتول پر یہ دیوار گری تھی جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ (35)

مسئلہ 405: اگر قبضہ کرنے والا اقرار کرے کہ یہ گمراہی کا ہے تو عاقله پر دیت کے لزوم کے لئے اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور ان پر ضمان نہیں ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص اس مکان میں جس میں وہ رہتا ہے۔ محدث (36) نکالے اور وہ صحیح کسی آدمی پر گر پڑے جس سے وہ آدمی مر جائے اور اس کے عاقله کہیں کہ یہ اس گھر کا مالک نہیں ہے۔ اس نے صحیح گھر کے مالک کے کہنے سے نکلا تھا اور قبضہ والا اس بات کا اقرار کرے کہ وہ اس گھر کا مالک ہے تو یہ اپنے مال سے دیت دے گا۔ اسی طرح یہاں بھی اس پر دیت واجب ہو گی۔ (37)

مسئلہ 406: کسی کی دیوار گراؤ تھی، اس سے انهدام کا مطالبہ کیا گیا مگر اس نے دیوار نہیں گرا لی پھر وہ دیوار خود بخود پڑوں کی دیوار پر گر پڑی جس سے پڑوی کی دیوار بھی مگر پڑوی کی دیوار کا ضمان واجب ہے اور پڑوی کو اختیار ہے کہ چاہے تو وہ اپنی دیوار کی قیمت اس سے بطور ضمان وصول کرے اور ملہے ضامن کو دے دے اور چاہے تو ملہے اپنے پاس رکھے اور نقصان پڑوی سے وصول کرے اور اگر وہ ضامن سے یہ مطالبہ کرے کہ اس کی دیوار جیسی تھی ویسی ہی نئی بنانا کر دے، تو یہ اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ اور اگر پہلی گری ہوئی دیوار سے ٹکرا کر کوئی شخص مگر پڑا تو اس کا ضمان پہلی دیوار کے مالک کے عاقله پر ہے۔ اور اگر دوسری دیوار کے ملہے سے ٹکرا کر کوئی شخص مگر پڑا تو اس کا ضمان کسی پر نہیں ہے۔ اگر دوسری دیوار کا مالک بھی وہی ہے جو پہلی دیوار کا مالک ہے تو دوسری دیوار سے مرنے والے کا ضامن بھی وہی ہو گا۔ (38)

مسئلہ 407: اگر پہلی دیوار کے مالک نے صحیح نکالا اور وہ دوسری دیوار پر گرا جس سے دوسری دیوار گر گئی اور اس سے ٹکرا کر کوئی شخص گرا اور کچلا گیا تو اس کا ضمان پہلی دیوار کے مالک پر ہے اور اگر دوسری دیوار بھی اس کی ملک ہے تو

(35) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، فصل فی جنایۃ المخاطط، ج 2، ص 405.

(خانیہ علی الحنفیہ ص 465 ج 3، مہسوط ص 11 ج 27)

(36) بیت سے آگے بڑھا یا ہوا و حصہ جو بارش سے حفاظت یاد ہو پس سے بجاوے کے لئے ہوتا ہے۔

(37) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، فصل فی جنایۃ المخاطط، ج 2، ص 405.

(خانیہ علی الحنفیہ ص 465 جلد 3، عالمگیری ص 39 ج 6، مہسوط ص 11 ج 27)

(38) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المخاطط... الخ، ج 6، ص 39.

(عالمگیری از صحیط ص 39 ج 6، بحر الرائق ص 355 جلد 8)

بھی اس پر ضمان واجب ہے۔ (39)

مسئلہ 408: اگر دیوار گرانے کا مطالبہ بعض ورثا سے کیا تو حکم یہ ہے کہ جس وارث سے مطالبہ ہوا ہے۔ وہ یقیناً اپنے حصہ کے ضامن ہو گا۔ (40)

مسئلہ 409: کسی گراو دیوار کے پانچ مالک تھے۔ ان میں سے کسی ایک سے دیوار گرانے کا مطالبہ ہوا تھا اور وہ دیوار کسی آدمی پر ڈی جس سے وہ مر گیا تو جس سے مطالبہ ہوا تھا وہ دیت کے پانچویں حصے کا ضامن ہو گا۔ اور یہ پانچویں حصہ بھی اس کے عاقله سے لیا جائے گا اسی طرح کسی گھر میں اگر تین آدمی شریک ہیں ان میں سے ایک نے اس گھر میں اپنے دوسرے دونوں شریکوں کی اجازت کے بغیر کنوں کھودا، یا دیوار بنائی اور اس سے کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو اس کے عاقله پر دو تھائی دیت واجب ہو گی۔ (41)

مسئلہ 410: اور اگر کنوں یا دیوار اپنے شریکوں کے مشورے سے بنائی گئی تھی تو یہ جنایت متصور نہیں ہو گی۔ (42)

مسئلہ 411: کسی شخص نے صرف ایک بیٹا اور ایک مکان چھوڑا اور اس پر اتنا قرض تھا جو مکان کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ تھا اور اس مکان کی دیوار راستہ کی طرف گرا ہتھی۔ اس کے انهدام کا مطالبہ اس کے بیٹے سے کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ اس کا مالک نہیں ہے، اور اگر اس کی طرف تقدم کے بعد (گرانے کا مطالبہ کرنے کے بعد) دیوار گر پڑے تو باپ کے عاقله پر دیت ہو گی۔ بیٹے کے عاقله پر دیت واجب نہیں ہو گی۔ (43)

(39) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الہدایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءط... راجع، ج 6، ص 39.

(قاضی خان علی الحنفی میں ص 467 ج 3، عالمگیری میں ص 39 ج 6، دریغات و شای میں ص 529 ج 5)

(40) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الہدایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءط... راجع، ج 6، ص 38.

(مبسوط میں 10 ج 27، عالمگیری میں ص 38 ج 6، دریغات و شای میں ص 527 ج 5، عنایہ میں ص 343 ج 8)

(41) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الہدایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءط... راجع، ج 6، ص 38.

(عالمگیری میں ص 38 ج 6، رفع القدر و عنایہ میں ص 344 ج 8، دریغات و شای میں ص 528 ج 5، بحر الرائق میں ص 355 ج 8، تہذیب الحقائق میں ص 448 ج 6،

مجموع الانہر میں ص 659 ج 6)

(42) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الہدایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءط... راجع، ج 6، ص 38

(عالمگیری از سراج الوجہ میں ص 38 ج 6)

(43) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الہدایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءط... راجع، ج 6، ص 38.

(عالمگیری از محيط میں ص 38 ج 6، بحر الرائق میں ص 356 ج 8، دریغات و شای میں ص 527 ج 5)

مسئلہ 412: غلام مکاتب گراوہ دیوار کا مالک تھا، اس سے دیوار گرانے کا مطالبه کیا گیا اور اس پر گواہ بھی بنائیے گئے تو اگر غلام کے لیے دیوار کے انہدام (گرنے) کے امکان سے پہلے ہی دیوار گر پڑی تو غلام ضامن نہیں ہوگا۔ اور اگر مکن کے بعد (44) گری ہے تو ضامن ہوگا۔ اور یہ احساناً ہے اور قتیل (مقتول) کے ولی کے لیے اپنی قیمت اور قتیل کی دیت سے کم کا ضامن ہوگا۔ اور اگر دیوار اس کے آزاد ہونے کے بعد گری ہے تو اس کے عاقلہ پر دیت واجب ہوگی۔ اور اگر وہ غلام مکاتب زرکتابت ادا نہ کر سکا اور پھر غلامی میں لوٹ آیا، پھر دیوار گری تو دیت نہ اس پر واجب ہے نہ اس کے مولا پر۔ اور اسی طرح اگر دیوار پیچ دی پھر گر پڑی تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر پیچی نہ تھی کہ گر پڑی اور اس سے ٹکرایا کر کوئی آدمی گر پڑا اور مر گیا تو یہ غلام ضامن ہوگا۔ اور اگر زرکتابت ادا کرنے سے عاجز رہا اور غلامی میں لوٹ آیا تو مولا کو اختیار ہے چاہے غلام اس کو دے دے چاہے فدیہ دے دے۔ اور اگر کوئی آدمی اس قتیل سے ٹکرایا اور مر گیا تو صاحب دیوار پر ضمان نہیں ہے۔ (45)

مسئلہ 413: اور اگر غلام مکاتب نے راستے کی طرف کوئی بیت الخلاء وغیرہ نکالا اور پھر اس کے مولانے اس کو پیچ دیا یا آزاد ہو گیا۔ پھر وہ دیوار گر پڑی تو اپنی قیمت اور آرش سے کم کا ضامن ہوگا۔ اور اگر زرکتابت ادا کرنے سے عاجز رہا اور غلامی میں لوٹ آیا تو مولا کو اختیار ہے چاہے غلام کو دے دے اور چاہے اس کا فدیہ دے دے اور اگر کوئی آدمی بیت الخلاء کے لمبے سے ٹکرایا کر ہلاک ہو گیا ہو تو بیت الخلاء کا نکالنے والا غلام ضامن ہوگا۔ اور اسی طرح اگر اس قتیل سے ٹکرایا کر کوئی دوسرا آدمی گرا اور مر گیا تو بھی یہی ضامن ہوگا۔ (46)

مسئلہ 414: اگر کسی ایسے شخص کی دیوار گر پڑی جس کی ماں کسی کی مولاۃ عთاقہ (آزاد کردہ باندی) تھی اور اس کا باپ غلام۔ اس سے کسی نے دیوار گرانے کا مطالبه کیا اور اس نے نہیں گرائی۔ یہاں تک کہ اس کا باپ آزاد ہو گیا پھر وہ دیوار گر پڑی جس سے کوئی آدمی مر گیا تو اس کی دیت باپ کے عاقلہ پر ہے اور اگر باپ کے آزاد ہونے سے قبل دیوار گر پڑی تو ماں کے عاقلہ پر دیت واجب ہے۔ اسی طرح اگر راستے کی طرف بیت الخلاء نکالا پھر اس کا باپ آزاد ہو گیا پھر بیت الخلاء کسی پر گر پڑا اور وہ مر گیا تو اس کی دیت ماں کے عاقلہ پر ہے چونکہ راستے کی طرف بیت الخلاء نکالنا ہی جنایت ہے اور اس وقت عاقلہ موالي ام تھے۔ (47)

(44) یعنی دیوار گرانا، مکن تھا اس کے بعد

(45) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الہجایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 38.

(46) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الہجایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 38.

(47) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الہجایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 38.

مسئلہ 415: کوئی شخص اپنی دیوار پر چڑھا ہوا تھا۔ قطع نظر اس سے کہ دیوار گرا تھی یا نہ تھی پھر یہ دیوار گر پڑی جس سے ایک آدمی مر گیا۔ اور دیوار گرنے میں دیوار کے مالک کا کوئی عمل نہ تھا، تو اگر وہ دیوار گرا تھی اور اس کے گرانے کا مطالبہ بھی اس سے کیا جا چکا تھا تو وہ ضامن ہو گا۔ اور اس کے سوا کسی صورت میں ضامن نہیں ہو گا اور اگر وہ خود دیوار پر سے کسی آدمی پر گر پڑا اور دیوار نہیں گری اور وہ آدمی مر گیا تو بھی ضامن ہو گا۔ اور اگر دیوار سے گرنے والا مر گیا تو نیچے والے کو دیکھیں گے، اگر وہ چل رہا تھا تو یہ ضامن نہیں ہو گا۔ (48) (بحر الرائق ص 354 ج 8) اور اگر وہ ٹھیکرا ہوا تھا راستے میں، یا بیٹھا ہوا تھا یا کھڑا ہوا تھا یا سویا ہوا تھا تو یہ گرنے والے کی دیت کا ضامن ہو گا۔ اور اگر نیچے والا ملک میں تھا تو یہ ضامن نہیں ہو گا اور ان حالات میں اور پر سے گرنے والے پر نیچے والے کا ضامن واجب ہو گا۔ اگر نیچے والا مر جائے۔ اور اسی طرح اگر وہ غافل تھا کہ گر پڑا یا سو گیا تھا اور کروٹ بد لی اور گر پڑا تو یہ نیچے والے کے نقصان کا ضامن ہو گا اور اس صورت میں اس پر کفارہ بھی واجب ہو گا۔ اور اسی طرح اگر پہاڑ پر سے پھسل پڑا کسی شخص پر جس سے وہ شخص ہلاک ہو گیا تو اس کا ضامن پھسلنے والے پر ہو گا اور اس صورت میں مرنے والے کا اپنی ملک میں ہونا نہ ہونا برابر ہے اور اسی طرح اگر کنویں میں جو اپنی ملک میں کھودا تھا اگر پڑا، اس میں کوئی آدمی تھا، یہ اس پر گر پڑا اور وہ مر گیا تو اس کی دیت کا ضامن ہو گا۔ اور اگر کنوں راستے میں تھا تو کنویں کا مالک دیت کا ضامن ہو گا۔ ساقط (یعنی گرنے والا) اور مسقوط علیہ (یعنی جس پر گرا) دونوں کا نقصان اس پر واجب ہو گا۔ (49)

مسئلہ 416: کسی نے دیوار پر منکار کھا، وہ کسی شخص پر گر پڑا جس سے وہ مر گیا تو اس پر اس کا ضامن نہیں ہے۔ (50)

مسئلہ 417: اگر کسی شخص نے دیوار کے اوپر کوئی چیز اس کے طول میں رکھی اور وہ کسی آدمی پر گر پڑی تو اس پر اس کا ضامن نہیں ہے۔ اور اگر عرض میں رکھی کہ اس کا ایک سر ار راستے کی طرف نکلا ہوا تھا اور وہ کسی چیز پر نکلی ہوئی طرف سے گری تو رکھنے والا ضامن ہو گا۔ اور اگر دوسری طرف سے کسی چیز پر گری تو وہ ضامن نہیں ہو گا۔ اور اسی طرح اگر

(عامگیری از محيط ص 38 ج 6، بحر الرائق ص 354 ج 8)

(48) حکملۃ البحر الرائق، کتاب الدیات، باب ما ہدث الرجل فی الطريق، ج 9، ص 123، 124، 125.

(49) القوادی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة المخالف... راجع، ج 6، ص 38.

(مبسوط ص 12 ج 27، عامگیری ص 38 ج 6، قاضی خان علی الحندیہ ص 465 ج 3)

(50) القوادی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایة المخالف... راجع، ج 6، ص 38.

(عامگیری از فصول عمادیہ ص 39 ج 6، عناویہ علی الحق ص 344 ج 8، تبیین الحقائق ص 149 ج 6)

دیوار گرا دھی اور اس پر کسی نے شہتیر رکھا، لمبائی میں اس طرح کہ اس کا کوئی حصہ راستے کی طرف نکلا ہوا نہیں تھا، پھر وہ شہتیر کسی پر گر پڑا اور اس کو قتل کر دیا تو اس پر ضمان نہیں ہے۔ (51)

مسئلہ 418: گرا دیوار جس کے گرانے کا مطالبہ اس کے مالک سے کیا جا چکا تھا اس پر دیوار کے مالک یا کسی اور نے مٹکا رکھا اور دیوار گر پڑی اور مٹکا کسی آدمی کے لگا جس سے وہ مر گیا تو دیوار کے مالک پر ضمان ہے اور اگر مٹکے سے نکلا کر کوئی شخص گر پڑا یا اس کے ملے سے نکلا کر گر پڑا تو اگر مٹکا کسی اور کا تھا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ (52) اور اگر مٹکا دیوار کے مالک کا تھا تو وہ ضامن ہو گا۔ (53)

مسئلہ 419: گرا دیوار جس کے گرانے کا مطالبہ کیا جا چکا تھا مگر دیوار کے مالک نے اس کو نہیں گرا یا۔ پھر ہو اسے گر پڑی تو دیوار کا مالک نقصان کا ضامن ہو گا۔ (54)

مسئلہ 420: دو گرا دیواریں تھیں جن کے گرانے کا مطالبہ کیا جا چکا تھا ان میں سے ایک دوسری پر گر پڑی جس سے وہ بھی ڈھنے گئی (یعنی گر گئی) تو پہلی یا دوسری دیوار کے گرنے سے جو اتفاق ہوا (یعنی جو کچھ نقصان ہوا) یا پہلی کے ملے سے جو اتفاق ہوا اس کا ضامن پہلی دیوار کا مالک ہو گا اور دوسری کے گرنے سے اور اس کے ملے سے جو اتفاق ہوا اس کا ضامن کسی پر نہیں ہو گا۔ (55)

مسئلہ 421: ایسا جھجھہ جو کسی شخص نے نکلا تھا وہ جھجھہ کسی ایسی گرا دیوار پر گر پڑا جس کے گرانے کا مطالبہ اس کے مالک سے کیا جا چکا تھا اور وہ دیوار کسی شخص پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا یا اس دیوار کے زمین پر گرنے کے بعد کوئی شخص اس سے نکلا کر گر پڑا تو ان سب صورتوں میں جھجھہ نکالنے والے پر ضمان واجب ہے۔ (56)

مسئلہ 422: کسی کی دیوار کا کچھ حصہ راستے کی طرف اور کچھ حصہ لوگوں کے مکان کی طرف جھکا ہوا تھا اور دیوار کے مالک سے دیوار گرانے کا مطالبہ گھروالوں نے کر دیا تھا، مگر دیوار راستے کی طرف گر پڑی، یا مطالبہ راستے والوں نے

(51) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المائنط... راجع، ج 6، ص 38.

(عائیری ص 39 ج 6، بحر الرائق ص 356 ج 8)

(52) تکملۃ البحر الرائق، کتاب الدیات، باب ما یحدث الرجل فی الطريق، ج 9، ص 125.

(53) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المائنط... راجع، ج 6، ص 39.

(54) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المائنط... راجع، ج 6، ص 39.

(عائیری از محیط ص 39 ج 6، بحر الرائق ص 355 ج 8)

(55) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المائنط... راجع، ج 6، ص 39.

(56) الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المائنط... راجع، ج 6، ص 39.

کیا تھا، مگر دیوار گھروالوں پر گر پڑی تو دیوار کا مالک ضامن ہو گا۔ (57)

مسئلہ 423: کسی شخص کی لانبی دیوار تھی جس کا بعض حصہ گرا و نہیں تھا اور اس سے مطالبة نقض (یعنی گرانے کا مطالبه) کیا گیا تھا۔ پھر پوری دیوار کسی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو دیوار کا مالک گرا و حصے کے نقصان کا ضامن ہو گا۔ اور جو حصہ دیوار کا گرا و نہیں تھا اس کے حصے کے نقصان کا ضامن نہیں ہو گا۔ اور اگر دیوار چھوٹی تھی تو پوری دیوار کے نقصان کا ضامن ہو گا۔ (58)

مسئلہ 424: کسی شخص کی دیوار گرا و تھی، قاضی نے اس کو گرانے کے مطالبے میں پکڑا کسی دوسرے نے اس کی ضمانت دی کہ اس کے حکم سے یہ دیوار گرادے گا تو یہ ضمانت جائز ہے۔ اور جس نے یہ ضمانت دی ہے اس کو حق پے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر گرادے۔ (59)

مسئلہ 425: کسی کی گرا و دیوار پر دو گواہ بنائے کہ اس کی دیوار گرا و ہے پھر وہ دیوار کسی ایک گواہ پر یا اس کے باپ یا اس کے غلام یا اس کے مکاتب پر گر پڑی اور دیوار کے مالک کے خلاف ان دو گواہوں کے سوا اور کوئی گواہ نہیں ہے تو اس صورت میں اس ایک کی گواہی معتبر نہیں ہے جو اس گواہی سے خود یا اس کا متعلق فائدہ اٹھائے۔ (60)

مسئلہ 426: لقیط کی دیوار جھکی ہوئی تھی اور اس سے دیوار گرانے کا مطالبه بھی کیا گیا تھا۔ وہ دیوار کسی پر گر پڑی جس سے وہ مر گیا تو قتیل کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ اسی طرح اگر کوئی کافر مسلمان ہوا اور اس نے کسی سے موالاة نہیں کی ہے تو وہ بھی لقیط کے حکم میں ہے۔ (61)

(57) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجح، ج 6، ص 39.

(مبسوط ص 13، ج 27، ہندیہ ص 39، ج 6، قاضی خاں علی الحندیہ ص 366 ج 3، درجتار و شای ص 528، ج 5)

(58) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجح، ج 6، ص 39.

(عائیکری از ظہیریہ ص 39، ج 6، بحر الرائق ص 354 ج 8، مبوسط ص 13 ج 27، قاضی خاں علی الحندیہ ص 366، ج 3، شای درجتار ص 529، ج 5)

(59) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط، ج 6، ص 39.

(عائیکری بحوالہ مشتملی از صحیط، ص 39 ج 6، مبوسط ص 13 ج 27)

(60) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط، ج 6، ص 39.

(مبوسط ص 12 ج 27، عائیکری ص 39 ج 6)

(61) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط، ج 6، ص 40.

(قاضی خاں علی الحندیہ ص 466 ج 3، عائیکری ص 40 ج 6، مبوسط ص 12 ج 27، بحر الرائق ص 354 ج 8)

مسئلہ 427: ایک گراؤ دیوار کے دو مالک تھے ایک اوپری حصے کا، دوسرا نیچے کے حصے کا ان میں سے کسی ایک سے دیوار گرانے کا مطالبہ کیا گیا پھر پوری دیوار گر پڑی تو جس سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ وہ نصف دیت کا ضامن ہو گا اور اگر اوپر والی دیوار گری اور اسی کے مالک سے مطالبہ بھی کیا گیا تھا تو یہ ضامن ہو گا، نیچے والی کا مالک ضامن نہیں ہو گا۔ (62)

مسئلہ 428: کسی شخص نے دیوار گرانے کے لیے کچھ مزدور مقرر کئے ان کے دیوار گرانے سے ایک شخص ان ہی میں سے مر گیا یا کوئی غیر شخص مر گیا تو کفارہ و ضمان ان ہی پر ہو گا دیوار کے مالک پر کچھ نہیں۔ (63)

مسئلہ 429: کسی کی دیوار اشہاد سے پہلے (یعنی دیوار گرانے کا مطالبہ کرنے سے پہلے) گر پڑی پھر اس سے مطالبہ کیا گیا کہ اس کا لمبہ راستے سے اٹھائے مگر اس نے نہیں اٹھایا۔ یہاں تک کہ کوئی آدمی یا جانور اس کے ساتھ نکلا کر گر پڑا اور ہلاک ہو گیا تو دیوار کا مالک ضامن ہو گا۔ (64)

مسئلہ 430: کسی نے اپنی دیوار سے باہر کی طرف بیت الخلاء وغیرہ بنایا اگر وہ بڑا تھا اور اس سے کسی کو نقصان پہنچا تو ضامن ہو گا اور اگر چھوٹا تھا تو ضامن نہیں ہوا۔ (65)

مسئلہ 431: کسی کی دو دیواریں تھیں ایک گراؤ ایک صحیح، گراؤ کے انهدام کا مطالبہ کیا گیا تھا وہ نہ گری لیکن صحیح گر گئی جس سے کوئی چیز تلف ہو گئی تو اس کا ضمان کسی پر نہیں ہے۔ (66)

مسئلہ 432: کسی شخص کی ایسی جھکی ہوئی دیوار گرانے کا اس سے مطالبہ کیا گیا جس میں راستہ کی طرف مجھے نکلا ہوا تھا اور اس کو اس نے نکلا تھا جس نے یہ گھر بیچا تھا پھر وہ دیوار اور مجھے گر پڑے اور صورت یہ ہوئی کہ دیوار کے گرنے کی

(62) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب البنایات، الباب الحادی عشرنی جنایۃ الحالط، ج 6، ص 40.

(عائیگری از محیط سرخی، ص 40 جلد 6، مسیط ص 13 ج 27، بحر الرائق ص 354 ج 8، خانیہ علی الحمدیہ ص 466 جلد 3)

(63) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب البنایات، الباب الحادی عشرنی جنایۃ الحالط، ج 6، ص 40.

(مسیط ص 14 ج 27، عائیگری ص 40 ج 6)

(64) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب البنایات، فصل فی جنایۃ الحالط، ج 2، ص 406.

(قضی خال علی الحمدیہ ص 467 ج 3، عائیگری ص 41 ج 6)

(65) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب البنایات، الباب الحادی عشرنی جنایۃ الحالط... ملخص، ج 6، ص 40.

(عائیگری از محیط ص 40 ج 6)

(66) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب البنایات، فصل فی جنایۃ الحالط، ج 2، ص 406.

(درستار ص 529 ج 5، خانیہ علی الحمدیہ ص 466 ج 3 بحر الرائق ص 354 ج 8)

وہ سے چھپہ گرا تو دیوار کے مالک پر نقصان کا ضمانت ہے اور اگر نقطہ چھپہ گرا ہے تو یعنی والانقصان کا ضامن ہو گا جس نے راستہ کی طرف اس کو نکالا تھا۔ (67)

مسئلہ 433: ایک شخص ایک مکان کے زیریں حصہ کا (یعنی پھلی منزل کا) مالک تھا اور اس کے بالائی حصہ کا (یعنی اوپر والی منزل کا) دوسرا شخص مالک تھا اور دونوں حصے گرا و تھے اور دونوں کے مالکوں سے ان کے گرانے کا مطالہ بھی کیا جا پکا تھا مگر انہوں نے نہیں گرا کیا۔ اس کے بعد زیریں حصے کے مالک کے عاقله پر ہے اور جو شخص یعنی کے بلے سے ٹکرایا کر گئے اس کا ضمان بھی اور اگر بالائی حصے کے گئے ہوئے بلے سے ٹکرایا کر کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ (68)

مسئلہ 434: ایک مکان کا بالائی حصہ ایک شخص کا ہے اور زیریں حصہ دوسرے کا اور کل مکان کمزور ہے۔ بالائی حصہ کسی پر گر پڑا اور وہ مر گیا اور اس مکان کے گرانے کا مطالہ دونوں سے کیا جا پکا تھا تو بالائی حصہ کا مالک ضامن ہو گا۔ (69)

مسئلہ 435: کسی شخص سے اس کی ایسی گراود دیوار کے گرانے کا مطالہ کیا گیا جس کا راستہ کی طرف گرنے کا خطرہ نہیں تھا۔ لیکن یہ اندیشہ تھا کہ یہ دیوار اسی شخص کی ایسی صحیح دیوار پر گر سکتی ہے، جس کے گرانے کا اندیشہ نہیں ہے ہاں یہ ممکن ہے کہ اگر گراود دیوار پر گر پڑی تو صحیح دیوار بھی راستے میں گر پڑے گی۔ لیکن وہ گراود دیوار جس کے گرانے کا مطالہ کیا گیا تھا نہ گری اور صحیح دیوار خود بخود راستے میں گر پڑی جس سے کوئی انسان ہلاک ہو گیا یا اس کے بلے سے ٹکرایا کر کوئی آدمی مر گیا تو اس کا خون رائیگاں جائے گا۔ (70)



(67) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجع، ج 6، ص 40.

(بمسطی ص 14 ج 27، ہندیہ ص 40 ج 6)

(68) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجع، ج 6، ص 40،
(عامگیری از محیط ص 40 ج 6)

(69) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجع، ج 6، ص 40،
(قاضی خان علی الحمدیہ ص 467 ج 3، عامگیری ص 40 ج 6)

(70) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالط... راجع، ج 6، ص 39

فصل في الطريق

راستے میں نقصان پہنچنے کا بیان

مسئلہ 436: عام راستے کی طرف بیت الخلاء یا پرانالہ یا برج یا شہیر (بڑی کڑی) یا دکان وغیرہ نکالنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے عوام کو کوئی ضرر نہ ہو اور گزرنے والوں میں سے کوئی مانع نہ ہو اور اگر کسی کو کوئی تکلیف ہو یا کوئی معارض ہو تو ناجائز ہے۔ (1)

مسئلہ 437: اگر کوئی شخص عام راستے پر مذکورہ بالتعیرات اپنے لئے امام کی اجازت کے بغیر کرے تو شروع کرتے وقت ہر عاقل بالغ مسلمان مرد عورت اور ذمی کو اس کے روکنے کا حق ہے۔ غلام اور بچوں کو اس کا حق نہیں ہے اور بن جانے کے بعد اس کے انہدام کے مطالبے کا بھی حق ہے۔ بشرطیکہ اس مطالبہ کرنے والے نے عام راستے پر اس قسم کی کوئی تعیرہ کر رکھی ہو۔ خواہ اس تعیرے سے کسی کو ضرر ہو یا نہ ہو۔ (2)

مسئلہ 438: عام راستے پر خرید و فروخت کے لیے بیٹھنا جائز ہے جبکہ کسی کے لیے تکلیف دہ نہ ہو اور اگر کسی کو تکلیف دے تو وہ ناجائز ہے۔ (3)

مسئلہ 439: اور اگر یہ تعیرات امام کی اجازت سے کی گئی ہیں تو کسی کو ان پر اعتراض کا حق نہیں ہے۔ لیکن امام کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ان تصرفات کی اجازت دے جبکہ لوگوں کو ان سے تکلیف ہو اور اگر اس نے کسی مصلحت

(1) الفتاوى الحندية، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشری جنایۃ الحائط... راجح، ج 6، ص 40.

والدر المختار وردا المختار، کتاب الذیات، باب ما سُمِّدَ شَرِّ الرَّجُلِ... راجح، ج 10، ص 265.

(دریخوار و شامی ص 521 ج 5، بحر الرائق ص 347 ج 8، تمیین الحقائق، ص 142، ج 6، ہدایہ ص 585 ج 4، عالمگیری ص 40 ج 6)

(2) الدر المختار وردا المختار، کتاب الذیات، باب ما سُمِّدَ شَرِّ الرَّجُلِ... راجح، ج 10، ص 265.

وتحمیله البحر الرائق، کتاب الذیات، باب ما سُمِّدَ شَرِّ الرَّجُلِ فی الطَّرِيقِ، ج 9، ص 110.

(دریخوار و شامی ص 521 ج 5، بحر الرائق ص 347 ج 8، ہدایہ ص 585 ج 4، تمیین الحقائق 142، ج 6، عالمگیری ص 40 ج 6، رفع القدر

ص 330 ج 8)

(3) الدر المختار وردا المختار، کتاب الذیات، باب ما سُمِّدَ شَرِّ الرَّجُلِ... راجح، ج 10، ص 267.

(بحر الرائق ص 347 ج 8، دریخوار و شامی ص 521 ج 5، تمیین الحقائق، ص 142، ج 6)

کی بناء پر اجازت دے دی تو جائز ہے۔ (4)

مسئلہ 440: عام راستے پر اگر یہ تغیرات پرانی ہیں تو ان کے ہٹوانے کا کسی حق نہیں ہے۔ اور اگر ان کا حال معلوم نہ ہو تو نئی فرض کر کے امام ان کو ہٹوا دے گا۔ (5)

مسئلہ 441: اگر عام راستے پر مسلمانوں کے فائدے کے لیے مسجد وغیرہ کوئی عمارت بنادی جائے اور اس سے کسی کو کوئی ضرر بھی نہ ہو تو نہیں توڑی جائے گی۔ (6)

مسئلہ 442: ایسے خاص راستے پر جو آگے سے بند ہو کسی کو کچھ بنانا جائز نہیں ہے خواہ اس میں لوگوں کا ضرر ہو یا نہ ہو مگر یہ کہ اس گلی کے رہنے والے اجازت دے دیں اور یہ تغیرات اگر جدید ہیں تو امام کو حق ہے کہ ان کو ڈھادے اور قدیم ہیں تو یہ حق نہیں ہے اور اگر ان کا حال معلوم نہ ہو تو قدیم مان کر باقی رکھی جائیں گی۔ (7)

مسئلہ 443: اگر کسی نے راستے میں کوڑا ڈالا اور اس سے کوئی پھسل کر گرا اور مر گیا اس پر ضمان نہیں ہے مگر جبکہ کوڑا جمع کر کے انٹھا کر دیا جس سے نکلا کر کوئی گرا اور مر گیا تو کوڑا ڈالنے والا ضامن ہو گا۔ (8)

مسئلہ 444: کسی شخص نے شارع عام پر (عام راستے پر) کوئی بڑا پتھر رکھا یا اس میں کوئی عمارت بنادی یا اپنی دیوار سے شہتیر یا پتھر وغیرہ باہر راستے کی طرف نکال دیا یا بیت الخلاء یا مسجد یا پرنالہ یا سائبان نکالا یا راستے میں شہتیر رکھا اس سے اگر کسی چیز کو کوئی نقصان پہنچے یا وہ تلف ہو جائے (ضائع ہو جائے) تو یہ اس کا تباہانہ ادا کریگا اور اگر اس سے کوئی آدمی مرجاہے تو اس کی دیت اس کے عاقله پر ہو گی۔ اور اگر کوئی انسان زخم ہوا مگر مر انہیں تو اگر اس زخم کا ارش موضوہ (سر کا وہ زخم جس میں سر کی ہڈی دکھائی دے) کے ارش کے برابر ہو تو یہ ارش اس کے عاقله پر ہو گا اور اگر اس سے

(4) رد المحتار، کتاب الجنایات، باب بحمد الله ارجل... راجع، ج 10، ص 266.

الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 41.

(5) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 40.

(عائیری از محيط ص 40 ج 6، بحر الرائق ص 347 ج 8، شامی ص 522 ج 5)

(6) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 40.

(عائیری ص 40 ج 6، بحر الرائق ص 346 ج 8، تہذیب الحفاظ ص 146 ج 6، دریغہ روشنی ص 521 ج 5)

(7) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 40.

(دریغہ روشنی ص 522، ج 5، بحر الرائق ص 347 ج 8، تہذیب الحفاظ ص 143 ج 6، عائیری ص 40 ج 6)

(الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 41)

(عائیری از ذخیرہ ص 41 ج 6، قاضی خاں علی الحنفی، ص 458 ج 3)

کم بتو بنا نے والے کے مال سے دیا جائے گا۔ اور اس سب سے اگر کوئی مر گیا تو اس پر کفارہ نہیں ہے اور اگر مرنے والا اس کا میراث تھا تو یہ اس کا وارث بھی ہو گا جانور اور مال کے نقصان کا ضامن یہ خود ہو گا۔ ان سب صورتوں میں ضمناً اس پر اس وقت واجب ہو گا جب اس نے امام کی اجازت کے بغیر یہ تصرفات کئے ہوں۔ ورنہ یہ ضامن نہیں ہو گا۔ (9)

مسئلہ 445: سربندگی (یعنی وہ گلی جو ایک طرف سے بند ہو) میں جن رہنے والوں کے دروازے کھلتے ہیں ان کو اس راستے میں کسی قسم کی تعمیر کی اجازت نہیں مگر اس گلی کے سب رہنے والوں کی اجازت سے تعمیر کی جاسکتی ہے۔ ہاں اس گلی کے رہنے والے اس قسم کے تصرفات کر سکتے ہیں۔ مثلاً جانور باندھنا، لکڑی رکھنا، وضو کرنا، گارا بنانا یا کوئی چیز عارضی طور پر رکھنا وغیرہ، بشرطیکدگی والوں کے لیے راستہ چھوڑ دیا گیا ہو اور جو کام نہیں کر سکتے وہ یہ ہیں: مثلاً پر نالہ نکالنا، دوکان بنانا، جھجھے نکالنا، برج بنانا (یعنی گنبد نما عمارت بنانا)، بیت الحلاء بنانا وغیرہ مگر جب سب گلی والے اجازت دے دیں تو یہ چیزیں بھی بنائی جاسکتی ہیں۔ (10)

مسئلہ 446: سربندگی میں جو کام جائز تھے، اس کی وجہ سے کسی نقصان کا ضامن نہیں ہو گا اور جو کام ناجائز ہیں اور بغیر اجازت سکاں (یعنی رہنے والوں کی اجازت کے بغیر) کئے تو ان سے جو نقصان ہو گا وہ سب رہنے والوں پر تقسیم ہو گا اور تصرف کرنے والا اپنے حصہ کے سوا دوسروں کے حصوں کا تاوان ادا کریگا۔ (11)

مسئلہ 447: راہیں (گردی رکھنے والا) نے دائرہ ہونہ میں (یعنی گردی رکھنے ہوئے گھر میں) مرہن کی (جس کے پاس رہنے والے اس کی) اجازت کے بغیر کچھ تعمیر کی یا کنوں کھودا، یا جانور باندھے، تو اس سے جو نقصان ہو گا راہیں اس کا ضامن نہیں ہو گا۔ (12)

(9) الفتاوی الحنفیہ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 40.

(عائیگری ص 40 ج 6، دریافتار و شامی ص 522 ج 5، بحر الرائق ص 347 ج 8، فتح القدير ص 331 ج 8، مبسوط ص 6، ج 27، تبیین الحقائق، ص 143، ج 6)

(10) الفتاوی الحنفیہ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 40، 42.

والدر المختار و الدلیل، کتاب اللہ یات، باب ما محدث الرجل... راجع، ج 10، ص 267.

(دریافتار و شامی ص 522 ج 5، عائیگری ص 42 ج 6، بحر الرائق ص 347 ج 8، تبیین الحقائق ص 143 ج 6)

(الفتاوی الحنفیہ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 41)

(عائیگری ص 41 ج 6، شامی ص 522 ج 5، قاضی خاں علی الحنفیہ ص 458 ج 3، تبیین الحقائق ص 145 جلد 6، مبسوط ص 8 ج 27)

(الفتاوی الحنفیہ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 41.)

مسئلہ 448: کسی نے مزدوروں کو سائبان یا متحجہ (13) بنانے کے لیے مقرر کیا اگر اتنا یعنی تعمیر میں عمارت کے گرنے سے کوئی ہلاک ہو گیا تو اس کا ضمان مزدوروں پر ہو گا اور ان سے دیت کفارہ اور دراثت سے محرومی لازم ہو گی اور اگر تعمیر سے فراغت کے بعد یہ صورت ہو تو مالک پر ضمان ہو گا۔ (14)

مسئلہ 449: ان مزدوروں میں سے کسی کے ہاتھ سے اینٹ، پتھر یا لکڑی گر پڑی جس سے کوئی آدمی مر گیا تو جس کے ہاتھ سے گری ہے اس پر کفارہ اور اس کے عاقله پر دیت واجب ہے۔ (15)

مسئلہ 450: کسی نے دیوار میں راستے کی طرف پر نالہ لگایا وہ کسی پر گرا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ اگر یہ معلوم ہے کہ دیوار میں گڑا ہوا حصہ لگ کر ہلاک ہوا تو ضمان نہیں ہے اور اگر بیرونی حصہ لگ کر ہلاک ہوا تو ضمان ہے اور دونوں حصے لگ کر ہلاک ہوا تو نصف ضمان ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکتے تو بھی نصف ضمان ہے۔ (16)

مسئلہ 451: کسی نے راستے کی طرف چھپے نکالا تھا پھر وہ مکان پیچ دیا اس کے بعد چھپے گرا اور کوئی آدمی ہلاک ہو گیا یا کسی نے راستے میں لکڑی رکھی پھر اس کو پیچ کر مشتری (خریدار) کو قبضہ دے دیا مشتری نے وہیں رہنے دی اور اس سے کوئی آدمی ہلاک ہو گیا تو دونوں صورتوں میں بینے والے پر ضمان ہے مشتری پر کچھ نہیں۔ (17)

مسئلہ 452: کسی نے راستے میں لکڑی رکھ دی جس سے کوئی نکلا گیا تو رکھنے والا ضامن ہے۔ اگر گزرنے والا اس لکڑی پر چڑھا اور گر کر مر گیا تو بھی رکھنے والا ضامن ہو گا بشرطیکہ چڑھنے والے نے اس پر سے پھسلنے کا ارادہ نہ کیا ہو اور لکڑی بڑی ہو لیکن اگر لکڑی اتنی چھوٹی ہے کہ اس پر چڑھا ہی نہیں جا سکتا تو رکھنے والے پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ (18)

(13) چھت کے اوپر سے آگے بڑھا یا ہوا حصہ جو بارش سے حفاظت یادھوپ سے بچاؤ کے لئے ہوتا ہے۔

(14) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشرنی جنایۃ الحالط... راجح، ج 6، ص 41.

(عائیگری از جوہرہ نیرہ ص 41 ج 6، مبسوط ص 8 ج 27، سراج الوج و بحر الرائق ص 348 ج 8، تمیین الحقائق ص 144 ج 6)

(15) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشرنی جنایۃ الحالط... راجح، ج 6، ص 41.

(16) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشرنی جنایۃ الحالط... راجح، ج 6، ص 41.

(عائیگری از محيط ص 41 ج 6، تمیین الحقائق ص 143 ج 6، مبسوط ص 6 ج 27، بحر الرائق ص 347 ج 8، قاضی خان علی الحندیہ ص 458 ج 3، درستار و شایی ص 522 ج 5)

(17) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشرنی جنایۃ الحالط... راجح، ج 6، ص 41.

(عائیگری ص 41 ج 6، مبسوط ص 8 ج 27، قاضی خان علی الحندیہ ص 408 ج 3، بحر الرائق ص 347 ج 8، تمیین ص 143 ج 6، شایی و درستار ص 522 ج 5)

(18) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشرنی جنایۃ الحالط... راجح، ج 6، ص 41.

مسئلہ 453: کسی نے شارع عام پر اتنا پانی چھڑ کا کہ اس سے پھسلن ہو گئی جس سے پھسل کر کوئی آدمی گرا اور مر گیا تو پانی چھڑ کنے والے کے عاقله پر دیت واجب ہے۔ اور اگر کوئی جانور پھسل کر گرا اور مر گیا یا کسی کا کوئی مالی نقصان ہو گیا تو اس کا تاداں چھڑ کنے والے کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ پورے راستے میں پانی چھڑ کا ہوا اور گزرنے کے لیے جگہ نہ رہے۔ لیکن اگر بعض حصہ میں چھڑ کا ہے اور بعض قابل گزر چھوڑ دیا ہے تو اگر پانی والے حصے سے گزرنے والا اندھا ہے اور اسے پانی کا علم نہ تھا یا گزرنے والا جانور ہے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر علم کے باوجود بینا یا نابینا پانی والے حصے سے بالقصد گزرا اور پھسل کر ہلاک ہو گیا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ (19)

مسئلہ 454: شربت بیچنے والے یا کسی ریڑھی والے نے اتنا پانی اپنی دکان کے سامنے بھا دیا کہ پھسلن ہو گئی تو پانی چھڑ کنے والے کے عاقله پر دیت واجب ہے اگر کوئی شخص اس سے پھسل کر ہلاک ہو جائے۔ بشرطیکہ وہ زمین اس کی ملک نہ ہو۔ (20)

مسئلہ 455: کسی نے شارع عام پر اتنا پانی چھڑ کا کہ پھسلن ہو گئی۔ اس پر سے کوئی شخص دو گدھے لے کر گزرا ایک کی ڈوری اس کے ہاتھ میں تھی اور دوسرا اس کے ساتھ جا رہا تھا۔ ساتھ جانے والا گدھا پھسل کر گرا جس سے اس کا پیر ٹوٹ گیا۔ گدھے والا اگر دونوں کو پیچھے سے ہانک رہا تھا تو کسی پر کچھ نہیں اور اگر پیچھے سے نہیں ہانک رہا تھا تو پانی چھڑ کنے والے پر تاداں ہے۔ (21)

مسئلہ 456: کسی نے شارع عام پر اتنا پانی بھایا کہ جمع ہو کر برف بن گیا۔ یا برف راستے میں ڈال دی۔ اس سے پھسل کر کوئی آدمی ہلاک ہو گیا یا راستے میں کچھ سے بیچنے کے لیے پتھر رکھ دیئے تھے اس پر سے پھسل کر گر پڑا اور ہلاک ہو گیا تو اگر امام کی اجازت سے یہ کام کیا تھا تو ضامن نہیں ہوگا اور اگر بلا اجازت امام کیا تھا تو ضامن ہوگا۔ (22)

(19) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءک... راجح، ج 6، ص 41.

در المختار، کتاب الذمایت، باب ما یحکم بالرجل... راجح، ج 10، ص 267.

(عالیگیری ص 41 ج 6، بسوط اص 7 جلد 27، بحر الرائق ص 350 ج 5، تبیین الحقائق ص 145 ج 6، بدایہ ص 586 ج 3، فتح القدیر ص 333 جلد 8، قاضی خان علی الحمدیہ ص 458 ج 3)

(20) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءک... راجح، ج 6، ص 41.

(قاضی خان علی الحمدیہ ص 458 ج 3، تبیین الحقائق ص 145 ج 6، عالیگیری ص 41 ج 6، بدایہ ص 587 ج 4، بحر الرائق ص 350 ج 8، در المختار و شافعی ص 526 ج 5)

(21) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءک... راجح، ج 6، ص 42.

(22) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءک... راجح، ج 6، ص 42.

مسئلہ 457: کسی شارع عام پر دو پتھر رکھنے ہونے شتم۔ مزرنے والا ایک سے نکرا کر دوسرے پر گرا اور مر گیا پتھر رکھنے والا ضامن ہوگا اور اگر پہلے کا واضح معلوم نہ ہو تو دوسرا پتھر رکھنے والا ضامن ہوگا۔ (23)

مسئلہ 458: کسی نے شارع عام پر بلا اجازت امام یا شارع خاص پر اس گلی کے رہنے والوں کی اجازت کے بغیر کوئی جدید تعمیر کی جس سے نکرا کر کوئی کسی دوسرے آدمی پر گرا اور جس پر گرا وہ مر گیا تو تعمیر کرنے والا ضامن ہوگا۔ مگر نے والا ضامن نہیں ہوگا۔ (24)

مسئلہ 459: کسی نے راستے میں کوئی چیز رکھی۔ دوسرے نے اس کو ہٹا کر دوسری طرف رکھ دیا اور اس سے نکرا کر کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو ہٹانے والا ضامن ہوگا۔ رکھنے والا ضامن نہیں ہوگا۔ (25)

مسئلہ 460: کسی نے شارع عام پر بلا اجازت امام یا شارع خاص پر اس گلی کے رہنے والوں کی اجازت کے بغیر کچھ جدید تعمیر کی جس سے نکرا کر کوئی آدمی دوسرے آدمی پر گرا اور دونوں مر گئے تو تعمیر کرنے والے کے عاقله پر دونوں کی دیت واجب ہے۔ (26)

مسئلہ 461: کسی نے راستے میں انگارہ رکھ دیا اس سے کوئی چیز جل گئی تو رکھنے والا اس کا ضامن ہوگا۔ اور اگر ہوا سے اڑ کر وہ آگ دوسری جگہ چل گئی اور کسی چیز کو جلا دیا تو اگر رکھتے وقت ہوا چل رہی تھی تو رکھنے والا ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔ (27)

مسئلہ 462: لوہار نے اپنی دکان میں بھٹی سے لوہا نکال کر این (نهائی) (وہ چیز جس پر لوہار لوہا رکھ کر کوئی

(23) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجح، ج 6، ص 42.

(24) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجح، ج 6، ص 42.

(عاملگیری ص 42 ج 6، مبسوط ص 7 ج 27، قاضی خان علی الحنفیہ، ص 458 ج 3)

(25) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجح، ج 6، ص 42.

(عاملگیری ص 42 ج 6، مبسوط ص 7 ج 27، قاضی خان علی الحنفیہ، ص 458 ج 3، تبیین الحقائق ص 145 ج 6، ہدایہ ص 587 ج 4، در مختار و شایی ص 523 ج 5)

(26) تکملۃ البحر الرائق، کتاب الدیات، باب ما سحدث الرجل فی الطريق، ج 9، ص 112.

واعتبین الحقائق، کتاب الدیات، باب ما سحدث الرجل فی الطريق، ج 7، ص 299.

(بحر الرائق ص 347 ج 8، تبیین الحقائق، ص 145، ج 6)

(27) الفتاوی الخوییہ، کتاب الدیات، فصل فیما سحدث فی الطريق... راجح، ج 2، ص 400، 401.

(خانیہ علی الحنفیہ ص 458 ج 3، مبسوط ص 8، ج 27، عاملگیری ص 42 ج 6، ہدایہ ص 586 ج 4، تبیین الحقائق، ص 144، ج 6)

ہیں) پر کوئا جس سے چنگاری نکل کر شارع عام پر چلنے والے کسی آدمی پر گری جس سے وہ جل کر مر گیا یا اس کی آنکھ پھوٹ گئی تو اس کی دیت لوہار کے عاقله پر ہے اور اگر کسی کا کپڑا جلا دیا یا کوئی مالی نقصان کر دیا تو اس کا تادا ان لوہار کے مال سے دیا جائے گا اور اگر اس کے کوئے سے چنگاری نہیں اڑی بلکہ ہوا سے اڑ کر کسی پر گری تو لوہار پر کچھ نہیں ہے۔ (28)

مسئلہ 463: لوہار نے اپنی دکان میں راستے کی جانب یہ جانتے ہوئے کہ راستے کی ہوا سے آگ بھڑکے گی، بھٹی جلائی اور اس سے راستے میں کوئی چیز جل گئی تو وہ ضامن ہوگا۔ (29)

مسئلہ 464: کوئی شخص آگ لے کر ایسی جگہ سے گزرنے کا اس کو حق تھا۔ اس سے کوئی چنگاری خود گر گئی یا ہوا سے گر گئی اور اس سے کوئی چیز جل گئی تو وہ ضامن نہیں ہے۔ اور اگر ایسی جگہ سے گزرنے کا اس کو حق نہ تھا تو اگر ہوا سے چنگاری اڑ کر گری تو ضامن نہیں ہوگا، اور اگر خود گری اور اس سے کوئی چیز جل گئی تو وہ ضامن ہوگا۔ (30)

مسئلہ 465: کوئی شخص شارع عام پر (فت پا تھ) پر بیٹھ کر حکومت کی اجازت کے بغیر خرید و فروخت کرتا ہے اس کے سامان میں پھنس کر کوئی شخص گر پڑا اور اس کا کچھ نقصان ہو گیا تو بیٹھنے والا ضامن ہوگا اور حکومت کی اجازت سے بیٹھنا ہے تو یہ ضامن نہیں ہوگا۔ (31)

مسئلہ 466: شارع عام کے کنارے بیٹھ کر خرید و فروخت اگر کسی چیز کو ضرر نہ دے اور حکومت کی اجازت سے ہو تو جائز ہے اور اگر مضر ہو تو ناجائز ہے۔ (32)

مسئلہ 467: کوئی آدمی سونے والے کے پاس سے گزرا اور اس کی خوکر سے سونے والے کی پندلی ٹوٹ گئی پھر اس پر گر پڑا جس سے اس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی۔ اس کے بعد خود مر گیا تو سونے والے پر مرنے والے کی دیت ہے اور مرنے والے پر سونے والے کا ارش واجب ہوگا اور اگر دونوں ہی مر گئے تو سونے والے پر گرنے والے کی دیت ہے اور اگر نہ والے پر سونے والے کی نصف دیت ہے۔ (33)

(28) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءط... راجح، ج 6، ص 42.

(29) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءط... راجح، ج 6، ص 42.

(30) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءط... راجح، ج 6، ص 42.

(31) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءط... راجح، ج 6، ص 42.

(32) الدر المختار و رواجتار، کتاب الدینیات، باب ما یحمد اللہ الرجل... راجح، ج 10، ج 267.

(33) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماءط... راجح، ج 6، ص 43.

مسئلہ 468: کوئی آدمی راستے سے گزر رہا تھا کہ اچانک گر کر مر گیا اور اس سے نکلا کر دوسرا شخص مر گیا تو کسی پر کچھ نہیں۔ (34)

مسئلہ 469: کوئی راہ چلتا ہے ہوش ہو کر یا ضعف کی وجہ سے (یعنی کمزوری کی وجہ سے) کسی پر گر پڑا جس سے وہ مر گیا یا راہ چلتا گر کر مر گیا اور اس سے نکلا کر کوئی دوسرا شخص مر گیا تو راہ گیر کے عاقلوں پر مرنے والے کی دیت واجب ہے۔ دوسرے کی موت اگر گرنے والے سے دب کر ہوئی ہے تو گرنے والے پر کفارہ بھی ہے جو اس کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ اور وراثت سے محروم ہوگا اور اگر راہ گیر زمین پر گرا اور دوسرا اس سے نکلا کر مر گیا تو کفارہ اور حرمان میراث (یعنی وراثت سے محرومی) نہیں ہے۔ (35)

مسئلہ 470: کوئی شخص بوجھ اٹھائے راستے سے گزر رہا تھا کہ اس کا بوجھ کسی شخص پر گرا جس سے وہ شخص مر گیا یا بوجھ زمین پر گرا اور اس سے نکلا کر کوئی شخص مر گیا تو بوجھ اٹھانے والا ضامن ہوگا۔ (36)

مسئلہ 471: کوئی شخص راستہ میں کوئی ایسی چیز پہن کر گزرا جو عام طور پر پہنی جاتی ہے۔ اس چیز سے الجھ کر کوئی شخص مر گیا یا کسی شخص پر وہ چیز گر پڑی جس سے وہ مر گیا یا راستے میں گر پڑی جس سے نکلا کر کوئی مر گیا تو ان سب صورتوں میں گزرنے والے پر ضمان نہیں ہے۔ اور اگر اس قسم کی چیز ہے جو پہنی نہیں جاتی ہے تو اس کا حکم بوجھ اٹھانے والے کا سا ہے اور اس سے جو نقصان ہوگا یہ ضامن ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص جانور کو ہاںک رہا تھا یا اس کو ہجتیج رہا تھا یا اس پر سوار تھا اور اس کے سامان میں سے کوئی چیز مثلاً زین لگام وغیرہ گر پڑی جس سے کوئی آدمی مر گیا یا جانور یا اس کے سامان میں سے کوئی چیز راستے پر گری اور اس سے نکلا کر کوئی آدمی مر گیا تو بہر صورت جانور و الاضامن ہوگا۔ (37)

مسئلہ 472: دو آدمیوں نے اپنے منکرے راستہ پر رکھ دیئے تھے ایک لڑک کر دوسرے سے نکلا یا تو اگر لڑکنے والا ٹوٹا تو دوسرے کا مالک اس منکرے کا ضمان دے گا اور اگر دوسرा ٹوٹا تو لڑکنے والے کا مالک ضمان نہیں دے گا اور اگر دونوں لڑکے تو کسی پر کچھ نہیں۔ (38)

(34) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجع، ج 6، ص 43.

(35) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجع، ج 6، ص 43.

(36) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجع، ج 6، ص 43.

(37) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجع، ج 6، ص 43.

(38) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجع، ج 6، ص 43.

(عامگیری ص 43 ج 6، خانیہ علی الحندیۃ ص 459 ج 3)

مسئلہ 473: دو آدمیوں نے اپنے جانور راستے پر کھڑے کر دیئے تھے۔ ایک بھاگا جس سے دوسرا اگر اور مر گیا تو کسی پر کچھ نہیں ہے اور اگر بھاگنے والا اس سے نکرا کر مر گیا تو دوسرے کا مالک ضمان دے گا۔ (39)

مسئلہ 474: کسی نے راستے میں کوئی چیز رکھ دی جس کو دیکھ کر ادھر سے گزرنے والا جانور بدک کر بھاگا اس نے کسی آدمی کو مار دیا تو اس شے کے رکھنے والے پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ اسی طرح ایسی ہی گراؤ دیوار (وہ دیوار جو گرنے کے قریب ہے) جس کے گرانے کا مطالبہ کیا جا چکا تھا زمین پر گری اس سے کوئی جانور بھڑک کر بھاگا، جس سے کچل کر کوئی شخص مر گیا تو دیوار والا ضامن نہیں ہوگا۔ دیوار کا مالک اور راستے میں چیز رکھنے والا صرف اس صورت میں ضامن ہوں گے کہ دیوار یا اس چیز سے لگ کر ہلاکت واقع ہو۔ (40)

مسئلہ 475: اہل مسجد نے بارش کا پانی جمع کرنے کے لیے مسجد میں کنوں کھدا دیا، یا بڑا سامنہ کارکھا یا یا چٹائی بچھائی یا دروازہ لگایا یا چھت میں قند میں (ایک قسم کا فانوس) لٹکائی یا سائبان ڈالا اور ان سے کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو اہل مسجد پر ضمان نہیں۔ اور اگر اہل محلہ کے علاوہ دوسرے لوگوں نے یہ سب کام اہل محلہ کی اجازت سے کئے تھے اور ان سے کوئی ہلاک ہو گیا تب بھی کسی پر کچھ نہیں۔ اور بغیر اجازت یہ کام کئے اور ان سے کوئی ہلاک ہو گیا تو کنوں اور سائبان کی صورت میں ضامن ہوں گے اور باقیہ صورتوں میں ضامن نہیں ہوں گے۔ (41)

مسئلہ 476: کوئی شخص مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا یا نماز کے انتظار میں بیٹھا تھا یا قراءت قرآن میں مشغول تھا یا فقد و حدیث کا درس دے رہا تھا یا اعتکاف میں تھا یا کسی عبادت میں مشغول تھا کہ اس سے نکرا کر کوئی شخص گر پڑا اور مر گیا تو فتویٰ یہ ہے کہ اس پر ضمان نہیں۔ (42)

مسئلہ 477: مسجد میں کوئی شخص ٹہل رہا تھا کہ کسی کو کھل دیا یا مسجد میں سورہ تھا اور کروٹ لی اور کسی پر گر پڑا جس

(39) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 43.

(عاملکیری ص 43 ج 6، قاضی خاں علی الحنفی ص 459 ج 3)

(40) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 44.

(41) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحافظ... راجع، ج 6، ص 44.

(عاملکیری ص 44 ج 6، بہسط ص 24، ج 27، ثانی ص 523 ج 5، بحر الرائق ص 352 ج 8، خانیہ علی الحنفیہ ص 463 ج 3)

(42) راجحہ، کتاب الدینیات، باب ما ہمذہ الرجل... راجع، ج 10، ص 270.

(عاملکیری ص 44 ج 6، ثانی ص 524 ج 5، بحر الرائق ص 352 ج 8، تہیین الحقائق ص 146 ج 6، بہسط ص 25 ج 27، خانیہ علی الحنفیہ

ص 463 ج 3، ہدایہ ص 589 ج 4)

سے وہ مر گیا تو وہ خاص میں ہو گا۔ (43)

مسئلہ 478: کسی نے امام (یعنی حاکم وقت یا قاضی) کی اجازت سے راستے میں چیز پر (44) کھو دا، یا اپنی لکھ میں کھو دا، یا راستے میں کوئی لکڑی رکھ دی یا بلا اجازت امام ٹیک بخوا دیا۔ اس پر سے کوئی شخص تصدیق کر کر کہ بلا ک بوجی تو فاعل خاص میں ہو گا۔ (45)

مسئلہ 479: کسی نے راستے میں کنوں کھو دا اس میں کسی نے گر کر خود کشی کر لی تو کنوں کھو دنے والا خاص نہیں ہے۔ (46)

مسئلہ 480: کسی نے مسلمانوں کے راستے میں اپنے گھر کے گرد اگر دے سے ہٹ کر کنوں کھو دا جس میں گر کر کوئی شخص مر گیا تو اس کے عاقلہ پر مرنے والے کی دیت واجب ہو گی اور اس پر کفارہ نہیں ہے اور وہ میراث سے بھی محروم نہیں ہو گا۔ (47)

مسئلہ 481: اگر کسی دوسرے کے مکان کے گرد اگر کنوں کھو دا جو مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہے۔ یا ایسے راستے پر کھو دا جو آگے جا کر بند ہو جاتا ہے اور اس کنوں میں کوئی گر کر مر گیا تو یہ خاص ہو گا اور اپنے گھر کے گرد اپنی مملوک رہیں پر کھو دا، یا اسی زمین پر کھو دا، یا ایسی جگہ کھو دا جہاں اس کو پہلے سے کنوں کھو دنے کا حق حاصل تھا اور اس میں گر کر کوئی مر گیا تو اس پر خاص نہیں ہے۔ (48)

مسئلہ 482: کسی نے راستے میں کنوں کھو دا اور اس میں کوئی شخص گر پڑا اور بھوک پیاس یا وہاں کے تعفن کی وجہ

(43) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجح، ج 6، ص 44.

(44) چھوٹا حوض جو بارش وغیرہ کا پانی جمع کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔

(45) حکملہ البحرا نق، کتاب الدیات، باب محدث الرجل فی الطريق، ج 9، ص 117.

(ب) بر الرائق ص 350 ج 8، عالجیہ از محيط ص 44 ج 6، تہیین الحقائق ص 145 ج 6، شای و دریمارص 524 ج 5، بسوط ص 22 ج 27،

القدر ص 236 ج 8)

(46) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجح، ج 6، ص 45.

(عالجیہ ص 45 ج 6، خانیہ علی الحمدیہ ص 461 ج 3، بسوط ص 16، ج 27، بر الرائق، ص 348 ج 8)

(47) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجح، ج 6، ص 45.

(عالجیہ ص 45 ج 6، بر الرائق ص 348 ج 8، تہیین الحقائق ص 144، ج 6، شای و دریمارص 522 ج 5، بسوط ص 14، ج 27)

(48) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجح، ج 6، ص 45.

(عالجیہ ص 45 ج 6، تہیین الحقائق، ص 145، ج 6)

سے (یعنی بدبو وغیرہ کی وجہ) دم گھٹ گیا اور مر گیا تو کنوں کھونے والا ضامن نہیں ہو گا۔ (49)

مسئلہ 483: کسی نے ایسے میدان میں بغیر اجازت امام کنوں کھونا جہاں لوگوں کی گز رگاہ نہیں ہے اور راستہ بھی نہیں ہے اور کوئی اس میں گر گیا تو کنوں کھونے والا ضامن نہیں ہے۔ اسی طرح اس میدان میں کوئی شخص بینجا ہوا تھا یا کسی نے خیمه لگایا تھا۔ اس شخص سے یا خیمه سے کوئی شخص مکر اُمگیا تو بیٹھنے والا اور خیمه لگانے والا ضامن نہیں ہے اور اگر یہ صورتیں راستہ میں واقع ہوں تو ضامن ہو گا۔ (50)

مسئلہ 484: ایک شخص نے راستہ پر نصف کنوں کھونا پھر دوسرے نے بقیہ حصہ کھوند کر اسے تہہ تک پہنچایا اس میں کوئی شخص گر گیا تو پہلا کھونے والا ضامن ہے۔ (51)

مسئلہ 485: کسی نے راستے میں کنوں کھونا پھر دوسرے نے اس کا منہ چوڑا کر دیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس نے چوڑائی میں کتنا اضافہ کیا ہے اگر اتنا زیادہ اضافہ ہے کہ گرنے والے کا قدم چوڑا کرنے والے کے حصہ پر پڑے گا تو یہ ضامن ہو گا اور اگر اتنا کم اضافہ کیا ہے کہ گرنے والے کا قدم اس کے اضافہ پر نہیں پڑے گا تو پہلا کھونے والا ضامن ہو گا اور اگر اضافہ اتنا ہے کہ دونوں حصوں پر قدم پڑنے کا احتمال ہو اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ قدم کس حصے پر پڑا تھا تو دونوں نصف نصف کے ضامن ہوں گے۔ (52)

مسئلہ 486: کسی نے راستے میں کنوں کھونا پھر اس کو مٹی چونا یا جنس ارض (یعنی زمینی اشیا جیسے مٹی، پتھر وغیرہ) میں سے کسی چیز سے پاٹ دیا (یعنی بھر دیا)۔ پھر دوسرے نے آکر یہ چیزیں نکال کر اس کو خالی کر دیا پھر اس میں کوئی شخص گر کر مر گیا تو خالی کرنے والا ضامن ہو گا اور اگر پہلے نے کھانے وغیرہ سے یا کسی ایسی چیز سے پاٹا جو جنس ارض سے نہیں ہے اور دوسرے شخص نے اس کو نکال کر خالی کر دیا پھر اس میں گر کر کوئی آدمی ہلاک ہو گیا، یا کنوں کو پاٹا

(49) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجح، ج 6، ص 45.

(عالمگیری ص 45 ج 6، شایی در مختارص 522 ج 5، تبیین الحقائق ص 145، ج 6، بحر الرائق ص 348 ج 8، مسوطص 15، ج 27، خانیہ علی الحندیہ، ص 461 ج 3)

(50) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجح، ج 6، ص 45.

(عالمگیری ص 39 ج 6، خانیہ علی الحندیہ، ص 460 ج 3)

(51) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجح، ج 6، ص 45.

(عالمگیری ص 45 ج 6، بحر الرائق ص 349 ج 8، خانیہ علی الحندیہ، ص 463 ج 3، مسوطص 17 ج 27)

(52) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائل... راجح، ج 6، ص 45.

(عالمگیری ص 45 ج 6، مسوطص 17، ج 27)

نہیں تھا، اس کا منہ کسی چیز سے ڈھک دیا تھا (یعنی اس کے منہ پر کوئی چیز رکھ کر بند کر دیا تھا)۔ پھر دوسرے نے اس کا منہ کھول دیا پھر اس میں گر کر کوئی شخص ہلاک ہو گیا تو پہلے والا ضامن ہو گا۔ (53)

مسئلہ 487: کسی نے کنویں کے قریب راستے پر پتھر رکھ دیا اور کوئی شخص اس میں پھنس کر کنویں میں گر پڑا تو پتھر کھنے والا ضامن ہو گا اور اگر کسی نے پتھر نہیں رکھا تھا بلکہ سیالاب وغیرہ سے بہہ کر پتھر دہاں آگیا تھا تو کنوں کھونے والا ضامن ہو گا۔ (54)

مسئلہ 488: کسی شخص نے کنویں میں پتھر یا لوبہ ڈال دیا۔ پھر اس میں کوئی گر پڑا اور پتھر یا لوبہ سے ٹکرا کر مر گیا تو کنوں کھونے والا ضامن ہو گا۔ (55)

مسئلہ 489: راستے میں کسی نے کنوں کھودا۔ اس کے قریب کسی نے پانی چھڑک دیا جس سے پھسل کر کوئی شخص کنویں میں گر پڑا تو پانی چھڑکنے والا ضامن ہو گا۔ اور اگر پانی چھڑکنے والا کوئی نہیں تھا بلکہ بارش سے پھسلن ہو گئی تھی تو کنوں کھونے والا ضامن ہو گا۔ (56)

مسئلہ 490: کسی شخص نے کسی کو کنویں میں ڈھکیل دیا تو ڈھکیلنے والا ضامن ہو گا کنوں اس کی ملک ہو یا نہ ہو۔ (57)

مسئلہ 491: کسی نے راستے میں کنوں کھودا۔ اس میں گر کر کوئی ہلاک ہو گیا۔ کنوں کھونے والا کہتا ہے کہ اس نے خودگشی کی ہے اس لیے کچھ ضمان نہیں ہے اور مقتول کے درثا کہتے ہیں کہ اس نے خودگشی نہیں کی ہے بلکہ اتفاقیہ کنویں میں گر پڑا ہے۔ تو کنوں کھونے والے کا قول معتبر ہے اور اس پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ (58)

(53) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المحافظ... راجع، ج 6، ص 45.

(عاملگیری ص 45 جلد 6، خانیہ علی الحمدیہ ص 460 ج 3، مہسوط ص 17 ج 27)

(54) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المحافظ... راجع، ج 6، ص 45.

(مبسوط ص 17، ج 27، عاملگیری ص 45 ج 6، خانیہ علی الحمدیہ ص 462 ج 3، بحر الرائق، ص 349 ج 8)

(55) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المحافظ... راجع، ج 6، ص 45.

(مبسوط ص 18، ج 27، عاملگیری ص 45 ج 6، بحر الرائق، ص 349 ج 8)

(56) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المحافظ... راجع، ج 6، ص 45.

(57) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المحافظ... راجع، ج 6، ص 45.

(عاملگیری ص 45 ج 6، مہسوط ص 19، ج 27، بحر الرائق، ص 348 ج 8)

(58) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المحافظ... راجع، ج 6، ص 45.

مسئلہ 492: کسی نے راستہ میں کنوں کھودا اس میں کوئی آدمی گر گیا مگر چوتھی نہیں آئی پھر کنوں سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کچھ اور پر کو چڑھنے کے بعد گر کر مر گیا تو کنوں کھونے والے پر کوئی ضمان نہیں۔ اور اگر کنوں کی تہہ میں چلا گیا پھر اور کسی پتھر سے مکرا کر ہلاک ہو گیا تو اگر وہ پتھر زمین میں خلقہ گڑا ہوا ہے (یعنی قدرتی طور پر زمین میں موجود ہے) تو کنوں کھونے والا ضامن نہیں ہے اور اگر کنوں کھونے والے نے یہ پتھر کنوں میں رکھا تھا یا اصل جگہ سے اکھیز کر دوسرا جگہ پر رکھ دیا تھا تو کنوں کھونے والا ضامن ہو گا۔ (59)

مسئلہ 493: کسی نے دوسرے شخص کے مکان سے ملحق جگہ پر (یعنی مکان سے ملی ہوئی جگہ پر) کنوں کھونے کے لیے کسی کو مزدور رکھا اور مزدور خود یہ جانتا تھا کہ یہ جگہ مستاجر کی (یعنی کنوں کھونے والے کی) نہیں ہے یا مستاجر نے مزدور کو بتا دیا تھا تو مزدور ضامن ہو گا اگر اس کنوں میں کوئی گر کر مر گیا اور اگر مزدور کو نہیں بتایا گیا اور وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ جگہ مستاجر کی نہیں ہے تو مستاجر ضامن ہو گیا۔ اور اگر مستاجر نے اپنے احاطہ سے ماحقہ اپنی زمین میں کنوں کھونے پر مزدور رکھا اور اس کو یہ بتایا کہ اس جگہ کنوں کھونے کا مجھے حق حاصل ہے۔ پھر اس کنوں میں کوئی شخص گر کر ہلاک ہو گیا تو مستاجر ضامن ہو گا۔ اور اگر مستاجر نے یہ کہا تھا کہ یہ جگہ میری ہے مگر مجھے کنوں کھونے کا حق نہیں ہے تو بھی مستاجر ہی ضامن ہو گا۔ (60)

مسئلہ 494: چار آدمیوں کو کسی نے کنوں کھونے کے لیے مزدوری پر رکھا وہ کنوں کھود رہے تھے کہ ان پر کچھ حصہ گر پڑا جس سے ایک مزدور ہلاک ہو گیا تو باقی تین مزدور چوتھائی چوتھائی دیت کے ضامن ہوں گے۔ اور ایک چوتھائی حصہ ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر ایک ہی مزدور کنوں کھود رہا تھا اس پر کنوں گر پڑا اور وہ مزدور مر گیا تو اس کا کوئی ضمان نہیں۔ (61)

مسئلہ 495: کسی شخص نے اپنی زمین میں نہر کھودی جس میں گر کر کوئی انسان یا جانور ہلاک ہو گیا تو یہ شخص ضامن نہیں ہو گا اور اگر پرانی زمین میں نہر کھودی تھی تو یہ ضامن ہو گا۔ (62)

(عامگیری ص 45 ج 6، مبسوط ص 20 ج 27، خانیہ علی الحندیہ ص 462 ج 3، بحر الرائق، ص 348 جلد 8)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجع، ج 6، ص 45.)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجع، ج 6، ص 46.)

(عامگیری ص 46 ج 6، دریخار دشامی ص 524 ج 5)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجع، ج 6، ص 4647.)

(عامگیری ص 46 ج 6، مبسوط ص 16 جلد 27، دریخار دشامی ص 525 جلد 5، قاضی خان علی الحندیہ ص 462 ج 3)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب البخایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحائط... راجع، ج 6، ص 47.)

مسئلہ 496: کسی نے اپنی زمین میں نہر یا کنوں کھودا جس سے پڑوی کی زمین سیم زدہ ہو گئی (یعنی ناقابل کاشت ہو گئی)۔ تو یہ دیکھا جائے گا کنوں کھونے والے کی اپنی زمین عادتاً جتنا پانی برداشت کر سکتی تھی اتنا پانی اس نے دیا ہے یا اس سے زیادہ اگر زیادہ دیا ہے تو ضامن ہو گا۔ اور اگر عادۃ اتنا پانی برداشت کر سکتی تھی تو یہ ضامن نہیں ہو گا۔ اور اس کو کنوں کی جگہ تبدیل کرنے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ (63)

مسئلہ 497: اگر کسی نے اپنی زمین میں پانی دیا اور وہ اس کی زمین سے بہہ کر دوسرے کی زمین میں پہنچ گیا اور اس کی کسی چیز کو نقصان پہنچایا اور وہ پانی دیتے وقت یہ جانتا تھا کہ یہ پانی بہہ کر دوسرے کی زمین میں چلا جائے گا تو یہ ضامن ہو گا ورنہ نہیں۔ (64)

مسئلہ 498: راستے پر کنوں بننا ہوا تھا۔ اس میں کوئی آدمی گر کر مر گیا۔ ایک شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے یہ کنوں کھودا ہے تو اس کے اس اقرار کی وجہ سے اس کے مال میں سے تین سال میں دیت دی جائے گی اس کے عاقلو پر نہیں ہو گی۔ (65)

مسئلہ 499: کسی نے دوسرے کی زمین میں کنوں کھودا۔ اس میں گر کر کوئی شخص ہلاک ہو گیا۔ زمین کا مالک کہتا ہے کہ میں نے اس کو کنوں کھونے کا حکم دیا تھا مگر مقتول کے ورثاء کہتے ہیں کہ اس نے حکم نہیں دیا تھا تو زمین کے مالک کی بات مان لی جائے گی اور کسی پر ضمان لازم نہیں ہوا۔ (66)

مسئلہ 500: کسی نے اپنی ملک میں کنوں کھودا۔ اس میں کوئی آدمی یا جانور گرا اس کے بعد دوسرا شخص گرا۔ اس کے گرنے سے وہ آدمی یا جانور ہلاک ہو گیا۔ تو اوپر گرنے والا ہلاکت کا ضامن ہو گا اور اگر کنوں راستے میں امام کی اجازت کے بغیر کھودا گیا تھا تو کنوں کھونے والا دونوں کے نقصان کا ضامن ہو گا۔ (67)

(عامگیری ص 47 ج 6، مبسوط ص 22 ج 27، قاضی خان ص 460 ج 3)

(63) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المحافظ... راجع، ج 6، ص 46.

(عامگیری ص 47 ج 6، خانیہ علی الحمدیۃ ص 461 ج 3)

(64) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المحافظ... راجع، ج 6، ص 46.

(قاضی خان علی الحمدیۃ ص 461 ج 3، عامگیری ص 47 ج 6)

(65) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المحافظ... راجع، ج 6، ص 46.

(66) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المحافظ... راجع، ج 6، ص 46.

(مبسوط ص 22، ج 27، عامگیری ص 46 ج 6)

(67) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ المحافظ... راجع، ج 6، ص 46.

مسئلہ 501: کسی نے دوسرے کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر گزرا کھودا۔ اس میں کسی کا گدھا گر کر مر میا تو کھونے والا ضامن ہوگا۔ (68)

مسئلہ 502: کسی نے راستے میں کنوں کھودا اس میں کوئی شخص گرسیا اور اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ پھر کنوں سے نکلا تو دو شخصوں نے اس کا سر پھاڑ دیا جس سے وہ بیمار ہو کر پڑا رہا پھر مر گیا تو اس کی دیت تینوں پر تقسیم ہو جائے گی۔ (69)

مسئلہ 503: کسی نے کنوں کھونے کے لیے کسی کو مزدور رکھا۔ مزدور نے کنوں کھودا۔ اس کے بعد کوئی آدمی اس میں گر کر ہلاک ہو گیا۔ یہ کنوں اگر مسلمانوں کے ایسے عام راستے پر کھودا گیا تھا جس کو ہر شخص عام راستہ خیال کرتا تھا تو مزدور ضامن ہوگا۔ متاجر نے اس کو یہ بتایا ہو کہ یہ عام راستہ ہے یا نہ بتایا ہوا یہ طرح غیر معروف راستہ پر اگر کنوں کھودا گیا اور متاجر نے مزدور کو یہ بتا دیا تھا کہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے تو بھی مزدور ضامن ہوگا۔ اور اگر مزدور کو یہ نہیں بتایا تھا کہ یہ عام راستہ مسلمانوں کا ہے تو متاجر ضامن ہوگا۔ (70)

مسئلہ 504: کسی نے اپنی زمین میں پانی دیا۔ وہ پڑوی کی زمین میں پہنچ گیا تو اگر پانی دیا ہی اس طرح پر ہے کہ پانی اس کی زمین میں ٹھیرنے کے بجائے پڑوی کی زمین میں جمع ہو جائے تو ضامن ہوگا۔ اور اگر اس کی اپنی زمین میں ٹھیرنے کے بعد فالتو پانی پڑوی کی زمین میں چلا گیا اور پڑوی نے پانی دینے سے پہلے اس سے یہ کہا تھا کہ تم اپنا بند مضبوط بناؤ اور اس نے اس کے کہنے پر عمل نہیں کیا تو ضامن ہوگا اور اگر پڑوی نے یہ مطالبہ نہیں کیا تھا تو ضامن نہیں ہوگا۔ ہاں اگر اس کی زمین بلند تھی اور پڑوی کی زمین پیچی اور یہ جانتا تھا کہ اپنی زمین میں پانی دینے سے پڑوی کی زمین میں پانی چلا جائے گا تو ضامن ہوگا اور اس کو یہ حکم دیا جائے گا کہ مینڈھیں باندھ کر پانی دے۔ (71)

مسئلہ 505: کسی نے اپنی زمین میں پانی دیا اور اس کی اپنی زمین میں چوہوں وغیرہ کے مل تھے اور یہ ان کو جانتا تھا اور ان کو بند نہیں کیا تھا۔ ان سوراخوں کی وجہ سے پانی پڑوی کی زمین میں چلا گیا اور اس کا کچھ نقصان ہوا تو یہ

(عامگیری ص 46 جلد 6، خانیہ علی الحندیہ ص 361 ج 3)

(68) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالۃ... راجح، ج 6، ص 46.

(69) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالۃ... راجح، ج 6، ص 46.

(مسوٹ ص 18 جلد 27، عامگیری ص 46 جلد 6)

(70) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالۃ... راجح، ج 6، ص 46.

(71) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الحالۃ... راجح، ج 6، ص 47.

(عامگیری ص 47 ج 6، قاضی خان علی الحندیہ ص 461 ج 3)

ضامن ہوگا اور اس کو سوراخوں کا علم نہ تھا تو ضامن نہیں ہوگا۔ (72)

مسئلہ 506: کسی نے عام نہر سے اپنی زمین کو سیراب کیا اور اس نہر سے چھوٹی چھوٹی نالیاں نکل کر دوسروں کی زمینوں پر جاری تھیں۔ ان نالیوں کے دہانے کھلتے ہوئے تھے۔ اس کے پانی دینے کی وجہ سے ان نالیوں میں پانی چلا گیا تو دوسروں کی زمین کے نقصان کا یہ ضامن ہوگا۔ (73)



(72) الفتاوى الحندية، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماء کاظم، ج 6، ص 47.

(عامگیری ص 47 ج 6، قاضی خان علی الحندیہ، ص 461 ج 3)

(73) الفتاوى الحندية، کتاب الجنایات، الباب الحادی عشر فی جنایۃ الماء کاظم، ج 6، ص 47.

(عامگیری ص 47 ج 6، قاضی خان علی الحندیہ، ص 461 ج 3)

جنایات بہائم کا بیان جانوروں سے نقصان کا بیان

مسئلہ 507: بہائم کی جنایتوں کی تین صورتیں ہیں:

- (1) جس جگہ پر جنایت واقع ہوئی وہ جگہ جانور کے مالک کی ملکیت ہے۔
- (2) کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہے۔
- (3) وہ جگہ شاہراہ عام ہے۔ (1)

پہلی صورت میں اگر جانور کا مالک جانور کے ساتھ نہ ہو تو وہ کسی نقصان کا ضامن نہیں ہو گا خواہ جانور کھڑا ہو یا چل رہا ہو اور ہاتھ پیر سے کسی کو کچل دے یا دم یا پیر سے کسی کو نقصان پہنچائے یا کاٹ لے اور اگر جانور کا مالک اس کی رسی پکڑ کر آگے آگے چل رہا تھا یا پیچھے سے ہاںک رہا تھا جب بھی مذکورہ بالا صورت میں ضامن نہیں ہے۔ (2)

مسئلہ 508: اگر جانور کا مالک اپنی ملک میں سوار ہو کر چلا رہا تھا اور جانور نے کسی کو کچل کر ڈالا تو مالک کے عاقله پر دیت ہے اور مالک پر کفارہ ہے اور دراشت سے بھی مالک محروم ہو گا۔ (3)

مسئلہ 509: اگر مالک اپنی ملک میں سوار ہو کر جانور کو چلا رہا تھا اور جانور نے کسی کو کاٹ لیا یا الات ماری یا دم مار دی تو مالک پر ضمان نہیں ہے۔ (4)

(1) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشر فی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 49.

(عامگیری ص 50 ج 6، عنایہ علی الفتح، ص 345 ج 8)

(2) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشر فی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 50.

(عامگیری ص 50 ج 6، در مختار دشای ص 530 ج 5، تہیین الحقائق ص 149 ج 6، بحر الرائق مر 357 ج 8، عنایہ علی الفتح ص 345 ج 8، مبسوط ص 5 ج 27)

(3) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشر فی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 50.

(عامگیری ص 50 ج 6، در مختار دشای ص 530 ج 5، تہیین الحقائق ص 149 ج 6، بحر الرائق ص 457 ج 8، عنایہ علی الفتح القدیر ص 345 ج 8، مبسوط ص 5 ج 27)

(4) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشر فی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 50.

مسئلہ 510: دوسری صورت یعنی اگر جنایت کسی دوسرے شخص کی زمین میں ہوئی اور یہ جانور مالک کے داخل کے بغیر رہی تو اکر اس کی زمین میں داخل ہو گیا تو مالک ضامن نہیں ہو گا۔ اور اگر مالک نے خود غیر کی زمین میں جانور کو داخل کیا تھا تو ہر صورت میں مالک ضامن ہو گا۔ خواہ جانور کھڑا ہو یا چل رہا ہو۔ مالک اس پر سوار ہو یا سوار نہ ہو۔ رسی پکڑ کر چلا رہا ہو یا پچھے سے ہائک رہا ہو یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مالک زمین کی اجازت کے بغیر جانور کے مالک نے اس زمین میں جانور کو داخل کیا ہو اور اگر صاحب زمین کی اجازت سے جانور کو داخل کیا تھا تو اس کا حکم وہی ہے جو اپنی زمین کا ہے۔ (5)

مسئلہ 511: جانور کے مالک نے شارع عام پر جانور کو کھڑا کر دیا تھا اور اس نے اسی جگہ کوئی نقصان کر دیا تو سب صورتوں میں نقصان کا ضامن ہو گا مگر پیشاب یا الید کرنے کے لیے کھڑا کیا تھا تو ضامن نہیں۔ (6)

مسئلہ 512: مالک نے جانور کو راستہ پر چھوڑ دیا اور مالک اس کے ساتھ نہیں ہے تو جب تک وہ جانور سیدھا چلتا رہا اور کسی طرف مڑا نہیں تو مالک نقصان کا ضامن ہو گا اور اگر داہنے باعیں مڑ گیا اور راستہ بھی صرف اسی جانب تھا تو بھی مالک ضامن ہو گا اور اگر دورا ہے سے کسی طرف مڑا اور اس کے بعد جنایت واقع ہوئی تو مالک ضامن نہیں ہو گا۔ (7)

مسئلہ 513: مالک نے جانور کو شارع عام (لوگوں کے آنے جانے کا عام راستہ) پر چھوڑ دیا۔ جانور آگے جا کر پکھو دیر کا اور پھر چل پڑا تو تغیر نے کے بعد جب چلا اور اس سے کوئی جنایت سرزد ہوئی تو مالک نقصان کا ضامن نہیں

(عامگیری ص 50 ج 6، دریغہ روشنائی ص 530 ج 5، تبیین الحقائق ص 149 ج 6، بحر الرائق ص 357 ج 8، عنایہ علی فتح القدر ص 345 ج 8)

(5) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 50.

(عامگیری ص 50 ج 6، تبیین الحقائق ص 149 ج 6، دریغہ روشنائی ص 530 ج 5، بحر الرائق ص 357 ج 8، عنایہ علی فتح القدر ص 345 ج 8)

(6) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 50.

(عامگیری ص 50 ج 6، تبیین الحقائق ص 149 ج 6، مسوط ص 5 ج 27، بحر الرائق ص 357 ج 8، قاضی خان علی الحندیۃ ص 455 ج 3، بدایہ ص 610 ج 4، فتح القدر، حاشیہ چلپی ص 35 ج 8، بدائع صنائع ص 273، ج 7)

(7) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 50.

(عامگیری ص 50 ج 6، بحر الرائق ص 362 ج 8، تبیین الحقائق ص 152، ج 6، بدائع صنائع ص 272 ج 7)

ہوگا۔ (8)

مسئلہ 514: مالک نے راستے پر جانور چھوڑ دیا اور کسی شخص نے اس جانور کو لوٹانے کی کوشش کی مگر جانور نہ لوٹا اور اسی طرف چلتا رہا جس طرف مالک نے چلا کر چھوڑ دیا تھا پھر اس سے جنایت سرزد ہوئی تو اس نقصان کا ضامن جانور کا مالک ہوگا اور اگر روکنے والے کے روکنے سے جانور کچھ دیر ٹھیکر کر پھر چلا اور اس سے کوئی نقصان ہوا تو کوئی ضامن نہیں ہوگا اور اگر روکنے والے کے روکنے سے پلٹا مگر ٹھیکر انہیں تو نقصان کا ضامن لوٹانے والا ہوگا۔ (9)

مسئلہ 515: جانور خود ری ترا کر شارع عام پر دوڑنے لگا تو اس کے کسی نقصان کا ضامن مالک نہیں ہوگا۔ (10)

مسئلہ 516: شارع عام پر چلنے والا سوار اپنی سواری سے ہونے والے نقصان کا ضامن ہوگا۔ سوائے اس نقصان کے جولات مارنے یا دم مارنے سے ہو۔ ری پکڑ کر آگے چلنے والے کا بھی یہی حکم ہے۔ ہاں کچل دینے کی صورت میں راکب پر کفارہ اور حرمان میراث (یعنی وراثت سے محرومی) بھی ہے لیکن قائد (تمکیل پکڑ کر چلانے والا) پر نہیں ہے۔ (11)

مسئلہ 517: کسی جانور پر دوآدمی سوار ہیں ایک ری پکڑ کر آگے گئے کھینچ رہا ہے اور ایک پیچھے سے ہائک رہا ہے اور اس جانور نے کسی کو کچل کر ہلاک کر دیا تو چاروں پر دیت برابر تقسیم ہوگی اور دونوں سواروں پر کفارہ بھی ہے۔ (12)

مسئلہ 518: جانور نے شارع عام پر چلتے ہوئے گور یا پیشاب کر دیا اس سے پھسل کر کوئی آدمی ہلاک ہو گیا تو کوئی ضمان نہیں ہے۔ کھڑے ہوئے اگر گور یا پیشاب کیا تب بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ جانور پیشاب یا لید کے لیے کھڑا

(8) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 50.

(عائیگیری ص 50 ج 6، بحر الرائق ص 362 ج 8، تہذین المحتالق، ص 152، ج 6)

(9) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 50.

(10) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 50.

(عائیگیری ص 50 ج 8، بحر الرائق ص 362 ج 8، بدائع صنائع ص 273، ج 7)

(11) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 50.

(عائیگیری ص 50 ج 6، دروغدار دشا می ص 530 جلد 5، ہدایہ ص 610 ج 4، بحر الرائق ص 357 ج 8، تہذین المحتالق ص 149، ج 6، بدائع صنائع ص 272، ج 7)

(12) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 50.

(عائیگیری بحوالہ محيط ص 50 ج 6، بحر الرائق، ص 359 ج 8)

کیا تھا۔ اور اگر کسی دوسرے کام سے کھڑا کیا تھا اور اس نے پیش اب یا الیڈ کر دی تو اس کے نقصان کا ضامن ہو گا۔ (13) مسئلہ 519: جانور کے پلنے سے کوئی سکندری یا گھٹلی یا گرد و غبار اڑ کر کسی کی آنکھ میں لگا، یا کچھ دغیرہ نے کسی کے پڑے خراب کر دیئے تو اس کا ضامن نہیں ہے اور اگر بڑا پتھر اچھل کر کسی کے لگا تو نقصان کا ضامن ہو گا۔ یہ حکم سوار اور قائد و سائق (یعنی ہائکنے والا) سب کے لیے ہے۔ (14)

مسئلہ 520: کسی شخص نے راستہ میں پتھر دغیرہ کوئی چیز رکھ دی تھی یا پانی چھڑک دیا تھا کوئی سوار اوہر سے گزرا۔ اس کے جانور نے ٹھوکر کھائی یا چھل گیا اور کسی آدمی پر گر پڑا جس سے وہ شخص مر گیا تو اگر سوار نے دیدہ و دانستہ (یعنی جان بوجھ کر) وہاں سے اپنے جانور کو گزارا تو سوار ضامن ہو گا اور اگر سوار کو ان باتوں کا علم نہ تھا تو پانی چھڑ کنے والا یا پتھر رکھنے والا ضامن ہو گا۔ (15)

مسئلہ 521: اگر کسی شخص نے مسجد کے دروازے پر اپنا جانور کھڑا کر دیا تھا۔ اس نے کسی کولات مار دی تو کھڑا کرنے والا ضامن ہے اور اگر مسجد کے دروازے کے قریب جانور کے باندھنے کی کوئی جگہ مقرر ہے اس جگہ کسی نے اپنا جانور باندھ دیا یا کھڑا کر دیا تھا تو اس کے کسی نقصان کا ضامن نہیں ہے لیکن اگر اس جگہ کوئی شخص اپنے جانور کو سوار ہو کر یا ہائک کر یا آگے سے کھینچ کر چلا رہا تھا تو چلانے والا نقصان کا ضامن ہو گا۔ (16)

مسئلہ 522: نخاسہ (یعنی مویشی منڈی) میں کسی نے اپنے جانور کو کھڑا کیا اس نے کسی کوئی نقصان پہنچایا تو مالک ضامن نہیں ہو گا۔ (17)

(13) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 50.

(عامگیری ص 50 ج 6، دروغدار و شامی ص 530 ج 5، بحر الرائق ص 358 ج 8)

(14) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 50.

(عامگیری ص 50 ج 6، قاضی خان علی الحندیہ ص 455 ج 3، دروغدار و شامی ص 530 ج 5، بحر الرائق ص 357 ج 8، تبیین المحتاکن، ص 150، ج 6)

(15) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 50.

(عامگیری ص 50 ج 6، بحر الرائق ص 359 ج 8، مہسوط ص 4 ج 27، بدائع صنائع ص 272، ج 7)

(16) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 50.

(عامگیری ص 50 ج 6، دروغدار و شامی ص 530 ج 5، بحر الرائق ص 357 ج 8، بدائع صنائع ص 272 ج 7)

(17) الفتاوی الحندیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 51.

(عامگیری ص 51 ج 6، بحر الرائق ص 357 ج 8، بدائع صنائع ص 272، ج 7)

مسئلہ 523: کسی نے میدان میں اپنا جانور کھڑا کیا تو اس کے نقصان کا ضامن کھڑا کرنے والا نہیں ہو گا لیکن میدان میں لوگوں کے چلنے سے جو راستہ بن جاتا ہے اس پر اگر کھڑا کیا تو ضامن ہو گا۔ (18)

مسئلہ 524: شارع عام پر اگر کسی نے اپنا جانور بغیر باندھے کھڑا کر دیا جانور نے وہاں سے ہٹ کر کوئی نقصان کر دیا تو ضامن نہیں ہے۔ (19)

مسئلہ 525: کسی نے عام راستے میں جانور باندھ دیا اگر اس نے رسی تڑا کر اپنی جگہ سے ہٹ کر کوئی نقصان پہنچایا تو ضامن نہیں ہے اور اگر رسی تڑا کی اور کوئی نقصان کیا تو ضامن ہے۔ (20)

مسئلہ 526: جانور نے سوار سے سرکشی کی اور سوار نے اسے مارا یا لگام کھینچی اور جانور نے پیر یا ذم سے کسی کو مارا تو سوار پر ضامن نہیں ہے۔ اسی طرح اگر سوار گر پڑا اور جانور بچاگ گیا اور راستے میں کسی کو مارڈا لاتب بھی سوار پر کچھ نہیں ہے۔ (21)

مسئلہ 527: کسی نے کرائے پر گدھا لیا اور اس کو اہل مجلس کے قریب راستہ پر کھڑا کر دیا اور اہل مجلس سے سلام کلام کیا پھر اس کو چلانے کے لیے مارا یا کوئی چیز اس کے چھوڑی یا اس کو ہاتکا اور اس گدھے نے کسی کو لات مار دی تو سوار ضامن ہو گا۔ (22)

مسئلہ 528: سوار اپنی سواری پر جا رہا تھا کسی نے سواری کو کوئی چیز چھوڑی اس نے سوار کو گردیا تو اگر یہ چھوٹا سوار کی اجازت سے تھا تو چھوٹے والا کسی نقصان کا ضامن نہیں ہے اور اگر بغیر اجازت سوار کو کی چیز چھوڑی تو چھوٹے والا ضامن ہو گا۔ اور اگر سواری نے چھوٹے والے کو ہلاک کر دیا تو اس کا خون رائیگاں جائے گا۔ (23)

مسئلہ 529: سواری کو سوار کی اجازت کے بغیر کسی نے مارا یا کوئی چیز چھوڑی جس کی وجہ سے سواری نے ہاتھ یا

(18) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 51.

(عامگیری ص 50 ج 6، قاضی خان علی الحندیۃ ص 456 ج 3، شایی ص 530 ج 5، بدائع صنائع ص 272 ج 7)

(19) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 51.

(20) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 51.

(21) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 51.

(22) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 51.

(23) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 51.

(عامگیری ص 51 ج 6، قاضی خان علی الحندیۃ ص 456 ج 3، درختار و شایی ص 534 ج 5، فتح القدر و عنایہ ص 310 ج 8، ہدایہ ص 615 ج

4، بحر الرائق ص 357 ج 8، مہسوط ص 2 ج 27)

پیر یا جسم کے کسی حصے سے کسی شخص کو فوراً کچل کر ہلاک کر دیا تو چھوٹے اور مارنے والا ضامن ہو گا سوار ضامن نہیں ہو گا اور اگر سوار کی اجازت سے ایسا کیا اور سواری نے فوراً کسی کو کچل کر ہلاک کر دیا تو سوار اور چھوٹے والے دونوں کے عاقله پر دیت لازم ہے اور اگر سواری نے کسی کولات یا ذم مار دی تو اس کا ضمان نہیں ہے۔ (24)

مسئلہ 530: سوار کسی غیر کی ملک میں اپنی سواری کو روک کر ہٹرا تھا اس نے کسی شخص کو حکم دیا کہ اس کو کوئی چیز چھوڑ دو۔ اس نے چھوڑ دی اور اس کی وجہ سے سواری نے کسی کولات مار دی تو دونوں ضامن ہوں گے اور اگر بغیر اجازت سوار ایسا کیا تھا تو چھوڑنے والا ضامن ہو گا مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہو گا۔ (25)

مسئلہ 531: کوئی شخص جانور کو رسی پکڑ کر کھینچ رہا تھا یا پیچھے سے ہانک رہا تھا کہ کسی نے جانور کے کوئی چیز چھوڑ دی اور اس کی وجہ سے جانور نے بدک کر چلانے والے کے ہاتھ سے رسی چھڑا لی اور بھاگ پڑا اور فوراً کسی کا کچھ نقصان کر دیا تو چھوڑنے والا ضامن ہو گا۔ (26)

مسئلہ 532: کسی جانور کو ایک آدمی آگے سے کھینچ رہا تھا اور دوسرا پیچھے سے چلا رہا تھا۔ ان دونوں کی اجازت کے بغیر کسی اور شخص نے جانور کو کوئی چیز چھوڑ دی جس کی وجہ سے جانور نے کسی آدمی کے لات مار دی تو چھوڑنے والا ضامن ہو گا۔ اور اگر کسی ایک کی اجازت سے ایسا کیا تھا تو کسی پر ضمان نہیں ہے۔ (27)

مسئلہ 533: راستے میں کسی شخص نے کوئی چیز نصب کر دی تھی کسی کا جانور وہاں سے گزرا اور اس چیز کے چینے کی وجہ سے کسی کولات مار کر ہلاک کر دیا تو نصب کرنے والا ضامن ہو گا۔ (28)

(24) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني، عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 51.

والفتاوی الخنیۃ، کتاب الجنایات، باب جنایۃ البھائم... راجع، ج 2، ص 399.

(قاضی خان علی الحندی ص 456 ج 3، درستار و شاہی ص 534، ج 5، عالیگیری ص 51 ج 6، فتح القدر و عنایہ ص 54 ج 8، ہدایہ ص 615 ج 4، بحر الرائق ص 357، ج 8، مبسوط ص 2 ج 27)

(25) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 51.

(عالیگیری از محیط ص 51 ج 6، شاہی ص 535، ج 5، بحر الرائق ص 357 ج 8)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 51.)

(عالیگیری ص 51 ج 6، شاہی ص 535 ج 5، ہدایہ ص 617 ج 4، مبسوط ص 2، ج 27، قاضی خان علی الحندی ص 456 ج 3)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 51.)

(عالیگیری ص 51 ج 6، قاضی خان علی الحندی ص 456 ج 3، مبسوط ص 2 ج 27)

(الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.)

مسئلہ 534: کسی سوار نے اپنی سواری کو راستہ میں روک رکھا تھا پھر اس کے حکم سے کسی نے سواری کو کوئی چیز چھوٹی جس کی وجہ سے سواری نے اسی جگہ کسی کو ہلاک کر دیا تو دونوں ضامن ہوں گے۔ اور اگر سوار کو گرا کر ہلاک کر دیا تو اس کا خون رائیگاں جائے گا اور اگر اس چھونے کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہٹ کر کسی کو ہلاک کر دیا تو صرف چھونے والا ضامن ہوگا۔ (29)

مسئلہ 535: کوئی سوار اپنی سواری کو راستہ پر روک کر رکھا تھا پھر اس کے حکم سے کسی نے اس کو کوئی چیز چھوڑی جس کی وجہ سے سواری نے اسی جگہ پر چھونے والے کو اور ایک دوسرے شخص کو ہلاک کر دیا تو اجنبی کی دیت سوار اور چھونے والے دونوں بے واجب الادا ہوگی اور چھونے والے کی آدمی دیت سواز پر ہے۔ (30)

مسئلہ 536: کسی سوار کی سواری رک کر راستہ میں کھڑی ہو گئی، سوار نے یا کسی دوسرے شخص نے اس کو چلانے کے لیے کوئی چیز چھوٹی اور اس کی وجہ سے سواری نے کسی کے لات مار دی تو کوئی ضامن نہیں ہے۔ (31)

مسئلہ 537: کسی سوار نے اپنی سواری کو راستہ پر روک رکھا تھا، ایک دوسرًا شخص بھی اس پر سوار ہو گیا، اس کی وجہ سے کسی کو جانور نے لات مار دی اور ہلاک کر دیا تو دونوں نصف نصف دیت کے ضامن ہوں گے۔ (32)

مسئلہ 538: کسی نے دوسرے کے جانور کو راستے پر باندھ دیا اور خود غائب ہو گیا، جانور کے مالک نے کسی کو حکم دیا کہ اس کو کوئی چیز چھوڑے اور اس نے چھوڑی جس کی وجہ سے جانور نے حکم دینے والے کو یا اور کسی اجنبی کو لات مار کر ہلاک کر دیا تو اس کی دیت چھونے والے پر ہے اور اگر جانور کو کھڑا کرنے والے ہی نے چھونے کا حکم دیا تھا اور جانور نے کسی کو مار دیا تو چھونے والے اور حکم دینے والے دونوں پر نصف نصف دیت ہے۔ (33)

(عاملکیری ص 52 ج 6، شامی ص 535 ج 5، بدایہ ص 617 ج 4، بسوط ص 3 ج 27)

(29) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(عاملکیری ص 52 ج 6، شامی ص 535 ج 5، بحر الرائق ص 358 ج 8)

(30) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(عاملکیری ص 52 ج 6، شامی ص 535 ج 5، بحر الرائق ص 358 ج 8)

(31) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(عاملکیری ص 52 ج 6، شامی ص 535 ج 5، بحر الرائق ص 358 ج 8)

(32) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(33) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(عاملکیری ص 52 ج 6، بحر الرائق ص 358، ج 8)

مسئلہ 539: کسی شخص نے راستہ پر پھر رکھ دیا تھا اس سے بدک کر جانور جو نقصان کر گیا اس کے احکام وہی ہیں جو چھوٹے والے کے ہیں، یعنی پھر رکھنے والا چھوٹے والے کے حکم میں ہے۔ (34)

مسئلہ 540: کسی نے اپنا گدھا چھوڑ دیا، اس نے کسی کی کھیت کو نقصان پہنچایا تو اگر مالک نے اس کو خود کھیت میں لے جا کر چھوڑا ہے تو مالک ضامن ہو گا اور اگر مالک ساتھ نہیں گیا لیکن گدھا کھولنے کے فوراً بعد سیدھا چلا گیا۔ وابستے باعثیں مژا نہیں یا مژا تو صرف اس وجہ سے کہ راستہ صرف اسی طرف مرتباً تھا تب بھی مالک ضامن ہو گا۔ اور اگر کھولنے کے بعد کچھ دیر کھڑا رہا پھر کھیت میں گیا۔ یا اپنی مرضی سے کسی طرف مژا کر کھیت میں چلا گیا تو مالک نقصان کا ضامن نہیں ہے۔ (35)

مسئلہ 541: اگر کسی نے جانور کو آبادی سے باہر کر کے اپنے کھیت کی طرف ہائک دیا۔ راستہ میں اس جانور نے کسی دوسرے کی زراعت کو نقصان پہنچایا تو اگر راستہ صرف یہی تھا تو ضامن ہو گا اور اگر چند راستے تھے تو ضامن نہیں ہو گا۔ (36)

مسئلہ 542: باڑہ سے نکل کر جانور خود باہر چلا گیا یا مالک نے چراگاہ میں چھوڑا تھا مگر وہ کسی اور کے کھیت میں گھس گیا اور کوئی نقصان کر دیا تو مالک ضامن نہیں ہو گا۔ (37)

مسئلہ 543: پالتویلی اور ستا اگر کسی کے مال کا نقصان کر دے تو مالک ضامن نہیں ہے۔ شکاری پرندہ کا بھی حکم یہی ہے اگرچہ چھوڑنے کے فوراً بعد کوئی نقصان کر دے۔ (38)

مسئلہ 544: اگر کسی شخص نے اپنا کتنا کسی کی بکری پر چھوڑ دیا مگر کتنا کچھ دیر پھر کر اس پر حملہ آور بکری کو

(34) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(عامگیری ص 52 ج 6، بہسوٹص 4 ج 27)

(35) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

والفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، باب جنایۃ البھائم... راجع، ج 2، ص 398.

(عامگیری ص 52 ج 6، قاضی خان علی الحنفیہ ص 455 ج 3، شامی دروغنارص 537 ج 5، بدایہ ص 614 ج 4، عنایہ ص 350 ج 8)

(36) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(37) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(38) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(عامگیری از سراج الوجه ص 52 ج 6، دروغنارو شامی ص 534 ج 5، بحر الرائق ص 359 ج 8، بداعع صنائع ص 273 ج 7)

ہلاک کر دیا تو ضمانت نہیں ہے۔ اگر چھوڑنے کے فوراً بعد حملہ کیا تو ضامن ہو گا۔ (39)

مسئلہ 545: اگر کسی آدمی پر کتنے کو چھوڑ دیا اور اس نے فوراً اس کو قتل کر دیا یا اس کے کپڑے پھاڑ دیئے یا کاٹ کھایا تو چھوڑنے والا ضامن ہو گا۔ (40)

مسئلہ 546: کسی کا نکلنا کھانا کتا ہے (یعنی کامنے والا کتا ہے) اور گزرنے والوں کو ایذا دیتا ہے تو اہل محلہ کو حق ہے کہ اس کو مار دیں اور اگر مالک کو تنبیہ کرنے کے بعد اس کتے نے کسی کا کچھ نقصان کیا تو مالک ضامن ہو گا ورنہ نہیں۔ (41)

مسئلہ 547: کسی نے کتاب جانور پر (یعنی شکار پر) چھوڑا اور مالک ساتھ نہ گیا۔ کتے نے کسی انسان کو ہلاک کر دیا تو مالک ضامن نہیں ہو گا۔ (42)

مسئلہ 548: کسی نے اپنے مست اوٹ کو دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت داخل کر دیا اور اس گھر میں دوسرا اوٹ بھی تھا جس کو مست اوٹ نے مارڈا تو ضامن ہو گا اور اگر صاحب خانہ کی اجازت سے داخل کیا تھا تو ضمانت نہیں ہے۔ (43)

مسئلہ 549: اوٹوں کی قطار کو آگے سے چلانے والا پوری قطار کے نقصان کا ضامن ہو گا۔ خواہ کتنی ہی بڑی قطار ہو جب کہ پیچھے سے کوئی ہائکنے والا نہ ہو اور اگر پیچھے سے ہائکنے والا بھی ہو تو دونوں ضامن ہوں گے اور اگر قطار کے درمیان میں تمیرا ہائکنے والا بھی ہے جو قطار کے برابر برابر چل کر رہا ہے اور کسی کی نکیل کو کپڑے ہوئے نہیں ہے تو

(39) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(عامگیری ص 52، ج 6، قاضی خان علی الحمدیہ ص 455، ج 3)

(40) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(عامگیری ص 52، ج 6، قاضی خان علی الحمدیہ ص 455، ج 3)

(41) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(عامگیری ص 52، ج 6، بحر الرائق ص 363 ج 8، تبیین الحقائق ص 152 ج 6)

(42) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52.

(عامگیری ص 52، ج 6، قاضی خان علی الحمدیہ ص 455 ج 3، بحر الرائق ص 362 ج 8)

(43) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 52، 53.

(عامگیری ص 52، ج 6، شای ص 537 ج 5)

تینوں ضامن ہوں گے۔ (44)

مسئلہ 550: اگر ایک آدمی نکیل پکڑ کر قطار کے آگے چل رہا ہے اور دوسرا قطار کے درمیان میں کسی اونٹ کی نکیل پکڑ کر چل رہا ہے تو درمیان والے سے پچھے کے اونٹوں کے نقصان کا ضمان صرف درمیان والے پر ہے اور درمیان والے سے آگے کے اونٹوں کے نقصان کا ضمان دونوں جگہ بدلتے رہتے ہیں یعنی کبھی درمیان والا آگے اور آگے والا درمیان میں آجاتے ہیں تو ہر صورت میں نقصان کا ضمان دونوں پر ہوگا۔ (45)

مسئلہ 551: ایک شخص قطار کے آگے آگے نکیل پکڑ کر چل رہا ہے اور دوسرا قطار کے درمیان میں نکیل پکڑ کر اپنے پچھے والے اونٹوں کو چلا رہا ہے مگر اپنے آگے والوں کو ہائک نہیں رہا ہے تو درمیان والا پچھلے اونٹوں کے نقصان کا ضمان ہے اور اس سے آگے کے اونٹوں کے نقصان کا ضمان اگلے نکیل پکڑنے والے پر ہے۔ (46)

مسئلہ 552: قطار کے درمیان میں کسی اونٹ پر کوئی شخص سوار تھا لیکن کسی کو ہائک نہیں رہا تھا تو اپنے سے اگلے اونٹوں کے ضمان میں وہ شریک نہیں ہوگا۔ لیکن اپنی سواری اور اپنے سے پچھلے اونٹوں کے نقصان میں شریک ہوگا جب کہ پچھلے اونٹ کی نکیل اس کے ہاتھ میں ہو۔ اور اگر یہ اپنے اونٹ پر سورہا تھا یا صرف بیٹھا ہوا تھا اور نہ کسی اونٹ کو ہائک رہا تھا نہ کھینچ رہا تھا تو اپنے سے پچھلے اونٹوں کے نقصان کا بھی ضامن نہیں ہوگا۔ صرف اپنی سواری کے اونٹ سے ہونے والے نقصان کے ضمان میں شریک ہوگا۔ (47)

مسئلہ 553: ایک شخص قطار کے آگے نکیل پکڑ کر چل رہا ہے اور دوسرا پچھے سے ہائک رہا ہے اور تیسرا آدمی درمیان میں کسی اونٹ پر سوار ہے اور سوار کے اونٹ نے کسی انسان کو ہلاک کر دیا تو تینوں ضامن ہوں گے اور اسی طرح راکب سے پچھے کے اونٹ نے اگر کسی کو ہلاک کر دیا تو بھی تینوں ضامن ہوں گے اور اگر سوار سے آگے کے کسی اونٹ

(44) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشر فی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 53.

(عاملگیری ص 53 ج 6، قاضی خان علی الحمدیہ ص 456 ج 3، درختار و شامی ص 533 ج 5، ہدایہ ص 613 ج 4، بحر الرائق ص 359 ج 8، بہسط ص 3 ج 27، تبیین الحقائق ص 151 ج 6)

(45) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشر فی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 53.

(عاملگیری ص 53 ج 6، درختار و شامی ص 533 ج 5، بہسط ص 3 ج 27)

(46) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشر فی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 53.

(عاملگیری ص 53 ج 6، بحر الرائق ص 359 ج 8)

(47) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشر فی جنایۃ البھائم... راجح، ج 6، ص 53.

(عاملگیری ص 53 ج 6، بحر الرائق ص 359 ج 8، بہسط ص 4 ج 27)

نے کسی کو ہلاک کر دیا تو صرف ہاتھ نے والے اور آگے سے چلانے والے پر ضمان ہے سوار پر نہیں۔ (48)

مسئلہ 554: ایک شخص اونٹوں کی قطار کو آگے سے چلا رہا تھا یا رود کے کھڑا تھا کہ کسی نے اپنے اونٹ کی تکمیل کو اس قطار میں اس کی اطلاع کے بغیر باندھ دیا اور اس اونٹ نے کسی شخص کو ہلاک کر دیا تو اس کی دیت آگے سے چلانے والے کے عاقله پر ہوگی۔ اور اس کے عاقله باندھنے والے کے عاقله سے واپس لیں گے اور اگر آگے والے کو باندھنے کا علم تھا تو باندھنے والے کے عاقله سے دیت واپس نہیں لیں گے۔ (49)

مسئلہ 555: کسی کا جانور دن یا رات میں رسی تڑا کر بھاگا اور کسی مال یا جان کا لفظان کر دیا تو جانور کا مالک خامن نہیں ہوگا۔ (50)

مسئلہ 556: کسی نے رات کے وقت اپنے کھیت میں دونبیل پائے اور یہ گمان کیا کہ اپنے گاؤں والوں کے ہیں اور وہ ان کو پکڑ کر اپنے مویشی خانے میں لے جانے لگا کہ ان میں سے ایک بھاگ گیا اور دوسرے کو اس نے باندھ دیا۔ اس کے بعد بھاگنے والے کو تلاش کیا مگر نہ ملا اور درحقیقت یہ دونوں بیل کسی دوسرے گاؤں والے کے تھے چنانچہ بیلوں کے مالک نے آکر اپنے گم شدہ بیل کا ضمان طلب کیا تو اگر بیل پکڑنے والے کی نیت پکڑتے وقت لوٹانے کی نہ تھی تو خامن ہوگا اور اگر نیت یہ تھی کہ مالک جب آئے گا تو واپس کر دوں گا لیکن اپنے اس ارادے پر اس کو گواہ بنانے کا موقع نہیں ملا تو خامن نہیں ہوگا۔ (51)

مسئلہ 557: اگر وہ بیل اسی گاؤں والوں کے تھے اور اس نے صرف اپنی کھیت سے ان کو نکال دیا اور پکھنہ کیا تو بیل کے گم ہو جانے کی صورت میں یہ خامن نہیں ہوگا اور اگر اس نے کھیت سے نکال کر کسی طرف کو ہائک دیا تھا تو یہ خامن ہوگا۔ (52)

(48) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 53.

(49) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 53.

(عاملگیری ص 53 ج 6، قاضی خان علی الحنفیہ ص 456 ج 3، درستار و شاہی ص 533 ج 5، ہدایہ ص 612 ج 4، عنایہ ص 350 ج 8، مہسوط ص 4 ج 27، بحر الرائق ص 361 ج 8، تبیین الحقائق ص 152 ج 6)

(50) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 53.

(عاملگیری از ہدایہ ص 53 ج 6، قاضی خان علی الحنفیہ ص 457 ج 3، ہدایہ ص 615 ج 4، فتح القدر و عنایہ ص 351 ج 8)

(51) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 53.

(عاملگیری از قاضی خان ص 53 ج 6، قاضی خان علی الحنفیہ ص 457 ج 3، بحر الرائق ص 353 ج 8)

(52) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثانی عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 53.

مسئلہ 558: کسی نے اپنی کھیت میں کسی کا جانور پایا اور اس کو اپنے کھیت سے نکال دیا اور کسی طرف کو ہانکھیں۔ اس جانور کو کسی درندے نے چھاڑ کھایا تو کھیت والا ضامن نہیں ہے اور اگر کھیت سے نکال کر کسی طرف کو ہانک دیا تھا تو ضامن ہو گا۔ (53)

مسئلہ 559: کسی نے اپنے کھیت میں کسی کا جانور پایا اس کو ہانکتا ہوا لے چلا تاکہ مالک کے سپرد کر دے۔ راستہ میں جانور ہلاک ہو گیا یا اس کا پیر ٹوٹ گیا تو یہ ضامن ہو گا۔ (54)

مسئلہ 560: کسی نے اپنی چراگاہ میں دوسرے کے جانور کو دیکھا اور اس کو اتنی دور تک ہانکا کہ وہ اس کی چراگاہ سے باہر نکل جائے اس اثناء میں اگر جانور ہلاک ہو جائے یا اس کی ٹانگ ٹوٹ جائے تو یہ ضامن نہیں ہو گا۔ (55)

مسئلہ 561: کوئی کاشت کا رابنے کھیت میں رہتا تھا۔ اس نے کسی چڑواہے سے بکری مانگ لی تاکہ رات میں اس کے پاس رہے اور اس کا دودھ دو دلیا کرنے۔ کاشت کا را ایک رات سورہا تھا کہ اس کی بکری نے پڑھی کے کھیت میں جا کر نقصان کر دیا تو کوئی ضامن نہیں ہو گا۔ (56)

مسئلہ 562: کسی کے جانور نے کھیت یا باغ میں گھس کر کسی کا کچھ نقصان کر دیا کھیت والے نے پکڑ کر جانور کو باندھ دیا اور جانور ہلاک ہو گیا تو یہ جانور کی قیمت کا ضامن ہو گا۔ (57)

مسئلہ 563: کسی نے اپنا جانور کسی دوسرے کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر گھسیر دیا اور گھر والا اس کو باہر نکال رہا تھا کہ جانور ہلاک ہو گیا تو ضامن نہیں ہو گا۔ (58)

مسئلہ 564: کسی نے دوسرے کے مکان میں اس کی اجازت کے بغیر کپڑا رکھ دیا تھا۔ مالک مکان نے کپڑے

(عامگیری ص 53 ج 6، قاضی خان علی الحمدیہ ص 457 ج 3)

(53) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 53، 54.

(عامگیری ص 54 ج 6، قاضی خان علی الحمدیہ ص 457 ج 3، شامی ص 538 ج 5، بحر الرائق ص 360 ج 8)

(54) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 54

(عامگیری ص 54 ج 6، قاضی خان علی الحمدیہ ص 457 ج 3)

(55) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 54

(عامگیری ص 54 ج 6، قاضی خان علی الحمدیہ ص 457 ج 3)

(56) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 54

(57) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 54

(58) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشرنی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 54

واسے کی عدم موجودگی میں کپڑا انکال کر باہر پھینک دیا اور کپڑا اضافی ہو گیا تو یہ کپڑے کی قیمت کا ضامن ہو گا۔ (59)

مسئلہ 565: کوئی شخص اپنے گدھے پر لکڑی لا دے جا رہا تھا اور پھوپھو کہہ رہا تھا اس کے آگے ایک شخص چل رہا تھا اس کی آواز کو نہیں سنا یا سنا مگر اس کو اتنا موقع نہ ملا کہ کسی طرف کو بجھ جائے تو گدھے پر لا دی ہوئی لکڑی سے اگر اس کا کپڑا اپھٹ جائے تو گدھے والا ضامن ہے اور اگر وہ بجھ سکتا تھا اور سننے کے باوجود نہ بچا تو گدھے والا ضامن نہیں ہے۔ (60)

مسئلہ 566: کسی نے دوسرے کے حلال یا حرام جانور کا ہاتھ یا پیر کاٹ دیا تو کامنے والا جانور کی قیمت کا ضامن ہے اور مالک کو یہ حق نہیں ہے کہ جانور کو اپنے پاس رکھے اور نقصان کا ضامن لے لے۔ (61)

مسئلہ 567: کسی نے راستہ پر سانپ ڈال دیا جس جگہ ڈالا تھا اسی جگہ پر سانپ نے کسی کو دس لیا تو سانپ ڈالنے والا ضامن ہو گا اور اگر اس جگہ سے ہٹ کر ڈالتا تو ضامن نہیں ہو گا۔ (62)

مسئلہ 568: راستے پر چلتے ہوئے جانور نے گوبر یا پیشتاب کیا یا منہ سے لعاب گرا یا یا اس کا پیشہ بہا اور کسی کو لگ گیا کسی کی کوئی چیز گندی کر دی تو جانور کا سوار ضامن نہیں ہو گا۔ (63)

مسئلہ 569: کسی نے شارع عام پر لکڑی پتھر یا لوبہ اورغیرہ کوئی چیز رکھ دی۔ وہاں سے کوئی شخص اپنا جانور ہاٹکے ہوئے گزر را اور ان چیزوں سے ٹھوکر کھا کر جانور ہلاک ہو گیا تو رکھنے والا ضامن ہو گا۔ (64)

مسئلہ 570: کوئی شخص اپنا جانور ہاٹک رہا تھا اور جانور کی پیٹھ پر لدا ہوا سامان یا چار جامد یا زین یا لگام کسی شخص پر گر پڑی جس سے وہ ہلاک ہو گیا تو ہاٹکنے والا ضامن ہو گا۔ (65)

(59) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 54.

(60) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 54.

(عامگیری ص 54 ج 6، قاضی خان علی الحنفیہ ص 457 ج 3، بحر الرائق ص 357 ج 8)

(61) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الثاني عشر فی جنایۃ البھائم... راجع، ج 6، ص 54.

(62) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، باب جنایۃ البھائم... راجع، ج 2، ص 398.

(قاضی خان علی الحنفیہ ص 455 ج 3، بداعی منائع ص 273 ج 7)

(63) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، باب جنایۃ البھائم... راجع، ج 2، ص 398.

(قاضی خان علی الحنفیہ ص 455 ج 3، بداعی منائع ص 272 ج 7)

(64) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، باب جنایۃ البھائم... راجع، ج 2، ص 400

(65) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، باب جنایۃ البھائم... راجع، ج 2، ص 399.

مسئلہ 571: اندھے کو ہاتھ پکڑ کر کوئی شخص چلا رہا تھا اور اس اندھے نے کسی کو کچل کر ہلاک کر دیا تو انہوں نامن ہو گا۔ چلانے والا ضامن نہیں ہو گا۔ (66)

مسئلہ 572: کوئی شخص اپنے گدھے پر لکڑیاں لاد کر لے جا رہا تھا اور ہٹو بچو نہیں کہہ رہا تھا۔ یہ گدھا راہ گیروں کے پاس سے گزرا اور کسی کا کپڑا اور غیرہ پھاڑ دیا تو گدھے والا ضامن ہو گا۔ اور اگر راہ گیروں نے گدھے کو آتے دیکھا تھا اور بچنے کا موقع بھی ملا تھا مگر نہ بچے تو گدھے والا ضامن نہ ہو گا۔ (67)

مسئلہ 573: ایک شخص نے اپنا گدھا کسی ستون سے باندھ دیا تھا پھر دوسرے آدمی نے بھی اپنا گدھا دیں باندھ دیا پہلے والے گدھے کو دوسرے گدھے نے کاٹ کھایا تو ان دونوں کو اگر اس جگہ باندھنے کا حق حاصل تھا تو ضمان نہیں ہے۔ ورنہ دوسرے گدھے والا ضامن ہو گا۔ (68)



(شای و درحقیار ص 533 ج 5، قاضی خان علی الحنفی ص 456 ج 3، ہدایہ ص 613 ج 4، عنایہ ص 349 ج 8، بحر الرائق ص 359 ج 8،

تمیین الحقائق ص 151 ج 6، بسط ص 4 ج 27)

(66) رد المحتار، کتاب الدیات، باب جنایۃ الْبَهِیْمَةِ وَالْجَنَّایَۃِ عَلَیْهَا، ج 10 ص 288.

(67) رد المحتار، کتاب الدیات، باب جنایۃ الْبَهِیْمَةِ وَالْجَنَّایَۃِ عَلَیْهَا، ج 10 ص 296

(68) رد المحتار، کتاب الدیات، باب جنایۃ الْبَهِیْمَةِ وَالْجَنَّایَۃِ عَلَیْهَا، ج 10 ص 297.

متفرقات

مسئلہ 1: دو آدمی رسہ کشی کر رہے تھے کہ درمیان سے رسی ثوٹ گئی اور دونوں گدی کے بل گر کر مر گئے تو دونوں کا خون رائیگاں جائے گا اور اگر منہ کے بل گر کر مرے تو ہر ایک کی دیت دوسرے کے عاقله پر ہے۔ اور اگر ایک منہ کے بل گر کر مر اور دوسرا گدی کے بل گر کر مر ا تو گدی کے بل گرنے والے کا خون رائیگاں جائے گا اور منہ کے بل گرنے والے کی دیت گدی کے بل گرنے والے کے عاقله پر ہے۔ (1)

مسئلہ 2: دو آدمی رسہ کشی کر رہے تھے کہ کسی شخص نے درمیان سے رسی کاش دی اور دونوں رسہ کش گدی کے بل گر کر مر گئے تو دونوں کی دیت رسی کاشنے والے کے عاقله پر ہے۔ (2)

مسئلہ 3: کسی شخص نے کسی کے پرندے یا بکری یا بیلی، یا سکتے کی ایک آنکھ پھوڑ دی تو آنکھ کی وجہ سے قیمت کے نقصان کا ضامن آنکھ پھوڑنے والا ہوگا۔ اور اگر دونوں آنکھیں پھوڑ دیں تو جانور کے مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو نقصان وصول کر لے اور چاہے تو آنکھ پھوڑنے والے کو جانور دے کر پوری قیمت وصول کر لے۔ (3)

مسئلہ 4: کسی کے اونٹ، گائے، گدھا، گھوڑا، خچر، بھینس یعنی باربرداری، سواری، اور کاشت کاری کے جانور زیا مادہ کی ایک آنکھ پھوڑنے کی صورت میں چوتھائی قیمت کا ضامن آنکھ پھوڑنے والا ہوگا۔ اور دونوں آنکھوں کو پھوڑنے کی صورت میں مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو جانور آنکھ پھوڑنے والے کو دے کر پوری قیمت وصول کرے اور چاہے تو دونوں آنکھوں کے ضائع ہونے کی وجہ سے قیمت میں جو نقصان آیا ہے وہ وصول کر لے اور جانور اپنے پاس رکھے۔ (4)

(1) الدر المختار در الدختار، کتاب الجنایات، باب جنایۃ الْبَهِیْمَةِ وَالْجَنَّایَۃِ عَلَیْهَا، ج 10، ص 287.

(در مختار و شای مص 532 ج 5، بحر الرائق ص 360 ج 8، تبیین الحقائق ص 151 ج 6، بداع صنائع ص 273 ج 7)

(2) الدر المختار در الدختار، کتاب الجنایات، باب جنایۃ الْبَهِیْمَةِ وَالْجَنَّایَۃِ عَلَیْهَا، ج 10، ص 287

(در مختار و شای مص 532 ج 5، بحر الرائق ص 360 ج 8، تبیین الحقائق ص 151 ج 6، بداع صنائع ص 273 ج 7)

(3) الدر المختار در الدختار، کتاب الذیات، باب جنایۃ الْبَهِیْمَةِ ... لائخ، ج 10، ص 293، 294، 293.

(4) الدر المختار در الدختار، کتاب الذیات، باب جنایۃ الْبَهِیْمَةِ ... لائخ، ج 10، ص 293، 293.

(در مختار و شای مص 536 ج 5، بدایہ و فتح القدير و عنایہ مص 352 ج 8، بحر الرائق ص 363 ج 8، تبیین الحقائق ص 153 ج 6)

مسئلہ 5: دوسوار یا پیدل چلنے والے آپس میں ٹکرائی کر مر گئے اگر یہ حادثہ خطاء ہوا تھا تو ہر ایک کے عاقله پر دوسرے کی دیت ہے۔ (5)

مسئلہ 6: کسی شخص نے اپنی ملک میں شہد کی کھیوں کا چھٹہ لگایا۔ ان کھیوں نے دوسرے لوگوں کے انگور یا دوسرے پھل کھایے تو چھٹہ والا اس کا ضامن نہیں ہو گا اور چھٹہ والے کو اس پر مجبور بھی نہیں کیا جائے گا کہ وہ چھٹہ کو وہاں سے ہٹا دے۔ (6)

مسئلہ 7: کسی شخص نے دوسرے کی ملک میں لمبی رسی سے اپنے جانور کو باندھ دیا تھا جانور نے بندھے بندھے کو دپھاند کر کسی کا کچھ نقصان کر دیا تو باندھنے والا ضامن ہو گا۔ (7)

مسئلہ 8: جنایت بہائم میں یہ قاعدہ ہے کہ جب جانور اپنی جگہ اور اسی حالت پر رہا جس پر کھڑا کرنے والے نے کھڑا کیا تھا تو مالک اس کے ہر نقصان کا ضامن ہو گا۔ اور اگر جانور نے وہ جگہ اور حالت بدلتی تو مالک اس کے کسی نقصان کا ضامن نہیں ہے۔ (8)

مسئلہ 9: کسی شخص نے کسی کو درندے کے آگے چینک دیا اور درندے نے اس کو پھاڑ کھایا تو پھینکنے والے پر دیت نہیں لیکن اس کو تعزیر کی جائے گی اور توہہ کرنے تک قید میں رکھا جائے گا۔ (9)

مسئلہ 10: اگر کوئی شخص کسی آدمی پر سانپ وغیرہ ڈال دے اور وہ اس کو کاش لے تو یہ ضامن ہو گا۔ (10)

مسئلہ 11: کوئی شخص کسی کے گھر میں گیا۔ اجازت سے گیا ہو یا بلا اجازت اور صاحب خانہ کے کتنے اس کو

(5) الفتاوى الحنبليه، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر في المتفقات، ج 6، ص 87، 88.

(ہدایہ، فتح القدير ص 348 ج 8، بحر الرائق ص 359 ج 8، تبیین الحقائق ص 150 ج 6، بداعی صالح ص 273 ج 7، عالمگیری ص 87 ج 6، قاضی خان علی الحمدی ص 444 ج 3)

(6) الدر المختار ورد الدر المختار، کتاب الذیات، باب جنایۃ الہمیة... راجع، ج 10، ص 295.

(7) البحر الرائق، کتاب الذیات، باب جنایۃ الہمیة... راجع، ج 9، ص 129.
(بحر الرائق ص 357 ج 8، بداعی صالح ص 273 ج 7)

(8) البحر الرائق، کتاب الذیات، باب جنایۃ الہمیة... راجع، ج 9، ص 130.

(9) البحر الرائق، کتاب الذیات، باب جنایۃ الہمیة... راجع، ج 9، ص 139.
(بحر الرائق ص 362 ج 8، تبیین الحقائق ص 153 ج 6)

(10) المبسوط، کتاب الذیات، باب النافع، ج 27، ص 6.

کاث کھایا تو صاحب خانہ ضامن نہیں ہے۔ (11)



(11) بدائع الصنائع، کتاب الجنایات، کیفیۃ وجوب الفدائی، ج 6، ص 333.

(بدائع صنائع ص 273 ج 7، مبسوط ص 5 ج 27)

باب القسامۃ

مسئلہ 1: قسامت کا مطلب یہ ہے کہ کسی جگہ مقتول پایا جائے اور قاتل کا پتہ نہ ہو اور اولیا یہ مقتول اہل محلہ پر قتل عذر یا قاتل خطا کا دعوے کریں اور اہل محلہ انکار کریں تو اس محلے کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں اور یہ قسم کھانے والے عاقل بالغ آزاد مرد ہوں۔ (1)



قسمت واجب ہونے کے لیے چند شرائط ہیں:

- (۱) مقتول کے جسم پر زخم یا ضرب کے نشانات یا گلاں گھوٹنے کی علامات پائی جائیں یا ایسی جگہ سے خون بہے جہاں سے عادتاً نہیں نکلتا۔ مثلاً آنکھ، کان۔ (۱)
 - (۲) قاتل کا پتہ نہ ہو۔ (فتح القدر ص 390 ج 8، بہسط ص 114 ج 26، بدائع الصنائع ص 287 ج 7)
 - (۳) مقتول انسان ہو۔ (بدائع الصنائع ص 288 ج 7)
 - (۴) مقتول کے اولیاء دعویٰ کریں۔ (۲)
 - (۵) اہل محلہ قتل کرنے کا انکار کریں۔ (۳)
 - (۶) مدعی قسامت کا مطالبہ کرے۔ (۴)
 - (۷) جس جگہ مقتول پایا گیا وہ کسی شخص کی ملکیت ہو یا کسی کے قبضے میں ہو یا محلہ میں پایا جائے یا آبادی کے اتنا قریب پایا جائے کہ وہاں کی آواز بستی میں سنی جاسکے۔ (۵)
 - (۸) مقتول زمین کے مالک یا قابض کا مملوک نہ ہو۔ (۶)
- مسئلہ ۲: اگر کسی جگہ ایسا مردہ پایا جائے کہ اس پر ضرب کا کوئی نشان نہ ہو، یا اس کے منہ یا ناک یا پیشہ و پاخانہ کے مقام سے خون بہہ رہا ہو یا اس کے گلے میں سانپ لپٹا ہوا ہو تو وہاں کے لوگوں پر قسامت و دیرت کچھ نہیں

(۱) تہذیب الحقائق، کتاب الدیات، باب القسامۃ، ج ۷، ص 353.

(قاضی خان علی الحسند یہ ص 452 ج 3، بحر الرائق ص 392 ج 8)

(۲) بدائع الصنائع، کتاب البنايات، فصل فی شرائط وجوب القسامۃ والدیۃ، ج ۶، ص 357.

(۳) رد المحتار، کتاب الدیات، باب القسامۃ، ج 10، ص 318.

(۴) بدائع الصنائع، کتاب البنايات، فصل فی شرائط وجوب القسامۃ والدیۃ، ج ۶، ص 357.

(۵) الفتاوی الحسند پڑھ، کتاب البنايات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 77.

(۶) رد المحتار، کتاب الدیات، باب القسامۃ، ج 10، ص 318.

(ہند نیہ ص 77 ج 6، شامی ص 549 ج 5، بدائع الصنائع ص 287 ج 7، بہسط ص 106 ج 22، فتح القدر و معانیہ ص 384 ج 8، بحر الرائق

ص 391 ج 8)

(7) ہے۔

مسئلہ 3: قسمت کا حکم یہ کہ اگر مقتول کے اولیاء نے قتلِ عمد کا دعویٰ کیا ہے اور اہل محلہ نے قسم کھائی کہ نہ انہوں نے قتل کیا ہے نہ ان کو قاتل کا علم ہے تو اہل محلہ پر دیت لازم ہوگی اور اگر اولیاء مقتول نے قتلِ خطأ کا دعوے کیا ہے اور اہل محلہ نے قسم کھائی تو اہل محلہ کے عاقلوں پر دیت لازم ہوگی جس کو وہ لوگ تین سال میں ادا کریں گے اور انکار کی صورت میں ان کو قید کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ قسم کھائیں۔ (8)

مسئلہ 4: کسی محلہ میں مقتول پایا جائے اور اس کے اولیاء تمام یا بعض اہل محلہ پر دعویٰ کریں کہ انہوں نے اس کو عمدآ یا خطأ قتل کیا ہے اور اہل محلہ انکار کریں تو ان میں سے پچاس آدمیوں سے اس طرح قسم لی جائے گی کہ ہر آدمی اللہ (عزوجل) کی قسم کھا کر یہ کہے کہ نہ میں نے اس کو قتل کیا ہے نہ میں قاتل کو جانتا ہوں۔ اگر وہاں کی آبادی میں پچاس سے زیادہ مرد ہیں تو ان میں سے پچاس کے انتخاب کا حق مقتول کے اولیاء کو ہے۔ اگر پچاس سے کم مرد ہیں تو ان سے قسم کی تکرار کر کر پچاس کے عدد کا پراکیا مانے گا۔ (9)

مسئلہ 5: مدعا (دعویٰ کرنے والا) ہے، اس بات کی قسم نہیں لی جائے گی کہ اہل محلہ نے قتل کیا ہے۔ خواہ ظاہری حالات مدعی کی تائید میں ہوں مثلاً مقتول اور اہل محاب کے درمیان کھلی دشمنی تھی یا ظاہری حالات مدعی کی تائید میں نہ ہوں۔ مثلاً مقتول اور اہل محلہ کے زینٹی عداوت (یعنی دشمنی) کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ (10)

مسئلہ 6: اگر اولیاء مقتول یہ دعویٰ کریں کہ اہل محلہ میں سے فلاں فلاں اشخاص نے قتل کیا ہے۔ یا بغیر معین کئے یوں کہیں کہ اہل محلہ میں سے بعض لوگوں نے قتل کیا ہے، جب بھر قسمت و دیت کا وہی حکم ہے جو اور پر مذکور ہوا۔ (11)

(7) الدر المختار و روا المحار، کتاب الدیات، باب القسمات، ج 10، ص 323.

(8) الدر المختار و روا المحار، کتاب الدیات، باب القسمات، ج 10، ص 321.

(درستار و شامی ص 550 ج 5، ملتقی الاجمیع 668 ج 2، فتح القدر ص 388 ج 8)

(الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمات، ج 6، ص 77.)

(قاضی خان علی الحنفیہ ص 451 ج 3، عالمگیری ص 77 ج 6، درستار و شامی ص 550 جلد 5، بحر الرائق ص 392 ج 8، فتح القدر و عنایہ ص 384 ج 8)

(الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمات، ج 6، ص 77.)

(عالمگیری ص 77 ج 6، درستار و شامی ص 550 ج 5، بحر الرائق ص 392 ج 8)

(الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمات، ج 6، ص 77.)

(عالمگیری ص 77 ج 6، درستار و شامی ص 550 ج 5، بحر الرائق ص 392 ج 8)

مسئلہ 7: اگر ولی مقتول نے یہ دعویٰ کیا کہ اہل محلہ کے غیر کسی شخص نے قتل کیا ہے تو اہل محلہ پر قسامت و دیت کچھ نہیں ہے بلکہ مدعا سے گواہ طلب کئے جائیں گے۔ اگر گواہ پیش کردیئے تو اس کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا اور اگر گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ سے ایک مرتبہ قسم لی جائے گی۔ (12)

مسئلہ 8: اولیاً نے مقتول کو یہ اختیار ہے کہ جس خاندان کے درمیان مقتول پایا جائے اس خاندان کے یا جس محلہ میں پایا جائے تو اس محلے کے صالحین کو قسم کھانے کے لیے منتخب کریں، اگر صالحین کی تعداد پچاس سے کم ہو تو وہ باقی لوگوں میں سے منتخب کر کے پچاس پورے کر لیں۔ ولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ ان میں سے جوانوں کو یا فساق کو قسم کھانے کے لیے منتخب کر لیں۔ یہ اختیار صرف ولی کو ہے امام کو نہیں ہے۔ (13)

مسئلہ 9: قسامت میں بچہ اور پاگل اور عورت اور غلام داخل نہیں ہیں لیکن انہما اور محدود فی القذف اور کافر قسامت میں داخل ہیں۔ (14)

مسئلہ 10: جس جگہ مقتول کا پورا جسم یا جسم کا اکثر حصہ یا نصف حصہ بشرطیکہ اس کے ساتھ سر بھی پایا جائے تو اس جگہ کے لوگوں پر قسامت و دیت ہے۔ اور اگر لمبائی میں سے چراہو نصف پایا جائے یا بدن کا نصف سے کم حصہ پایا جائے اگرچہ عرضہ ہو اور اس کے ساتھ سر بھی ہو یا صرف ہاتھ یا پیر یا سر پایا جائے تو قسامت و دیت کچھ نہیں ہے۔ (15)

مسئلہ 11: اگر کسی محلے میں کوئی مردہ بچہ نام الخلق (یعنی اس کے اعضاء مکمل بن چکے ہیں) یا ناقص الخلق (یعنی اس کے اعضاء مکمل نہیں بنے ہیں) پایا جائے اور اس پر ضرب کے کچھ نشانات نہ ہوں تو اہل محلہ پر کچھ نہیں ہے

(12) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 77، 78.

(عاملگیری ص 77 ج 6، درختار و شامی ص 552 ج 8، قاضی خان علی الحمدیہ ص 453 ج 3، مبسوط ص 115 ج 26، بدائع صنائع ص 295 ج 7).

(13) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 78.

(عاملگیری ص 78 ج 6، شامی ص 550 ج 5، قاضی خان علی الحمدیہ ص 451 ج 3، مبسوط ص 110 ج 26)

(14) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 78.

(عاملگیری ص 78 ج 6، درختار و شامی ص 551 ج 5، بحر الرائق ص 392 ج 8)

(15) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، باب الشهادۃ علی الجنایۃ، ج 2، ص 397.

(درختار و شامی ص 549 ج 5، قاضی خان علی الحمدیہ ص 453 ج 3، تہذین الحقائق ص 172 ج 6، بحر الرائق ص 392 ج 8، شیخ القدر ص 390 ج 8، مبسوط ص 116 ج 26، بدائع صنائع ص 288 ج 7)

اور اگر ضرب کے نشانات ہوں اور بچھہ تام الخلقہ ہو تو قسامت و ذیت واجب ہے اور اگر ناقص الخلقہ ہو تو کچھ نہیں ہے۔ (16)

مسئلہ 12: اگر کسی کے مکان میں مقتول پایا جائے اور صاحب خانہ کے عاقلو بھی وہاں موجود ہوں تو قسامت میں سب شریک ہوں گے اور اگر اس کے عاقلو بھی وہاں موجود نہ ہوں تو گھر والا ہی پچاس مرتبہ قسم کھائے گا اور دیت دونوں صورتوں میں عاقلو پر ہوگی۔ (17)

مسئلہ 13: اگر کسی محلہ میں مقتول پایا جائے اور اہل محلہ دعوی کریں کہ محلہ کے باہر کے فلاں شخص نے اس کو قتل کیا ہے اور اس محلے کے دو گواہ بھی اس پر شہادت دین تو اہل محلہ قسامت و دیت سے بری ہو جائیں گے۔ ولی مقتول نے یہ دعوی کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ (18)

مسئلہ 14: اگر ولی مقتول دعوی کرے کہ جس محلے میں مقتول پایا گیا ہے اور اس محلے کے باہر رہنے والے فلاں شخص نے اس کے آدمی کو قتل کیا ہے تو ولی کو اپنا دعوی گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا۔ ورنہ مدعا علیہ سے ایک مرتبہ قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھائے تو بری الذمہ ہو جائے گا اور اگر قسم سے انکار کرے اور دعوی قتل خطا کا ہو تو دیت لازم ہوگی اور اگر دعوی قتل عمد کا تھا تو قید کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ قتل کا اقرار کرے یا قسم کھائے یا بھوکا مر جائے۔ (19)

مسئلہ 15: کسی محلہ یا قبیلے میں کوئی شخص زخمی کیا گیا۔ وہاں سے وہ زخمی حالت میں دوسرے محلے میں منتقل کیا گیا اور اسی وجہ صاحب فراش رہ کر مر گیا (یعنی بستر پر پڑے پڑے مر گیا) تو قسامت اور دیت پہلے محلے والوں پر ہے۔ (20)

(16) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 78.

(عاملگیری ص 78 ج 6، درحقیار و شامی ص 552 ج 5، قاضی خان ص 453 ج 3، تبیین الحقائق ص 172 ج 6، بحر الرائق ص 394 ج 8، شیخ القدیر ص 391 ج 8)

(17) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 78.

(عاملگیری ص 78 ج 6، درحقیار و شامی ص 555 ج 5، بحر الرائق ص 394 ج 8)

(18) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 78.

(الدر المختار، کتاب الدینیات، باب القسامۃ، ج 10، نمبر 323)

(20) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 79.

(عاملگیری ص 79 ج 6، درحقیار و شامی ص 558 ج 5، تبیین الحقائق ص 176 ج 6، بحر الرائق ص 394 ج 8، بہسط ص 118 ج 26، بدائع

مسئلہ 16: اگر تین مختلف قبائل کے لوگوں کو کوئی محظہ زمین الاث کیا گیا وہاں انہوں نے مکانات یا مسجد بنائی اور اسی آبادی یا مسجد میں کوئی مقتول پایا گیا تو دیت تین قبیلوں پر لازم ہوگی۔ ہر قبیلے پر ایک تھائی اگرچہ ان کے افراد کی تعداد کم و بیش ہو۔ یہاں تک کہ اگر کسی قبیلے کا صرف ایک ہی شخص ہو تو اس پر بھی ایک تھائی دیت لازم ہوگی اور یہ دیت ان سب کے عاقله ادا کریں گے۔ (21)

مسئلہ 17: اگر کسی بازار یا مسجد میں کوئی مقتول پایا جائے اور وہ مسجد یا بازار کسی خاص قبیلے کی ملکیت ہو تو قسمت دیت ان پر لازم ہوگی۔ اور اگر وہ مسجد و بازار حکومت کی ملک میں ہیں تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ (22)

مسئلہ 18: اگر شارع عام پر یا پل پر مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ (23)

مسئلہ 19: مسجد حرام یا میدان عرفات میں اثر دہام (بھیر، ہجوم) کے بغیر کوئی مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بھی قسمت کے بغیر بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ (24)

مسئلہ 20: اگر کسی ایسی زمین یا مکان میں مقتول پایا جائے جس کو معین لوگوں پر وقف کیا گیا تھا تو قسمت و دیت انہی لوگوں پر ہے جن پر وقف کیا گیا ہے اور اگر مسجد پر وقف کیا گیا تھا تو اس کا حکم مقتول فی المسجد کا ہے۔ (25)

مسئلہ 21: اگر کسی ایسے گاؤں میں مقتول پایا جائے جو ذمی کفار اور مسلمانوں کی ملکیت ہے تو قسمت اور دیت دونوں فریقوں پر ہے۔ مسلمانوں پر دیت کا جتنا حصہ لازم ہو گا وہ ان کے عاقله ادا کریں گے اور کفار پر جتنا حصہ لازم ہو گا، اگر ان کے عاقله ہوں تو ان کے عاقله ادا کریں گے۔ درہ ان کے مال سے وصول کیا جائے گا۔ (26)

(21) الفتاوی الحندیہ، کتاب البخایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 79.

(22) الفتاوی الحندیہ، کتاب البخایات، الباب اثنا عشر فی القسمة، ج 6، ص 79.

(عاملکری ص 75 ج 6، فاضل نامہ علی الحندیہ ص 45 ج 3، تبیین الحقائق ص 174 ج 6، دریثار و شامی ص 556 ج 5، بحر الرائق ص 396 ج 8، مہسوط ص 118 ج 24، دار المکار الص. لئے ص 290 ج 7)

(23) الفتاوی الحندیہ، کتاب البخایات، الباب اثنا عشر فی القسمة، ج 6، ص 80

(عاملکری ص 80 ج 6، دریثار و شامی ص 556 ج 5، بحر الرائق ص 397 ج 8، بدائع صنائع ص 290 ج 7)

(24) الفتاوی الحندیہ، کتاب البخایات، الباب اثنا عشر فی القسمة، ج 6، ص 80.

(25) الفتاوی الحندیہ، کتاب البخایات، الباب اثنا عشر فی القسمة، ج 6، ص 80.

(عاملکری از صحیط سرخی ص 80 ج 6، تبیین الحقائق ص 176 ج 6، دریثار و شامی ص 560 ج 5، بحر الرائق ص 397 ج 8)

(26) الفتاوی الحندیہ، کتاب البخایات، الباب اثنا عشر فی القسمة، ج 6، ص 80.

مسئلہ 22: اگر دو محلوں یا دو گاؤں کے درمیان مقتول پایا جائے اور دونوں چکر آواز پہنچتی ہو تو جس آبادی کا فاصلہ کم ہوگا اس آبادی کے لوگوں پر قصاصت و دیت ہے اور اگر کسی جگہ آواز نہیں پہنچتی ہے تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ (27)

مسئلہ 23: اگر دو بستیوں کے درمیان مقتول پایا جائے اور دونوں جگہوں کا فاصلہ وہاں سے برابر ہو اور دونوں چکر آواز پہنچتی ہو تو دونوں بستیوں والوں پر دیت نصف نصف ہوگی، اگرچہ ان کے افراد کی تعداد مختلف ہو۔ (28)

مسئلہ 24: اگر کسی شخص کے گھر میں مقتول پایا جائے تو اس کے عاقلہ اس وقت دیت ادا کریں گے جب گواہوں سے یہ ثابت کر دیا جائے کہ یہ گھر اس کی ملکیت ہے۔ (29)

مسئلہ 25: اگر کسی شخص کے گھر میں مقتول پایا جائے اور اس گھر میں مالک کے غلام یا آزاد ملازم رہتے ہوں تو قصاصت و دیت گھر کے مالک پر ہوگی۔ ملازمین یا غلاموں پر نہیں۔ (30)

مسئلہ 26: ملک مشترک میں اگر قتل (مقتول) پایا جائے تو سب مالکوں پر دیت برابر برابر لازم ہوگی جس کو ان کے عوائل (قاتل کے وہ متعلقین جو دیت ادا کرتے ہیں) ادا کریں گے اگرچہ ملک میں ان کے حصے کم و بیش ہوں۔ (31)

مسئلہ 27: اگر کسی ایسے شخص کے گھر میں مقتول پایا جائے جس کی شہادت مقتول کے حق میں مقبول نہیں ہوتی ہے یا عورت اپنے شوہر کے گھر میں مقتول پائی جائے تو ان صورتوں میں بھی قصاصت و دیت لازم ہوگی اور مالک مکان میراث سے محروم نہیں ہوگا۔ (32)

(27) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 80.

(عاملکیری ص 80 ج 6، قاضی خاں علی الحمدیہ ص 451 ج 3، بحر الرائق ص 393 ج 8، مسوط ص 111 ج 26، بدائع صنائع ص 289 ج 7)

(28) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 80.

(29) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 80.

(عاملکیری ص 80 ج 6، تہذیب الحقائق ص 174 ج 6، دریغات و شای ص 555 ج 5، بحر الرائق ص 396 ج 8)

(30) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 80.

(31) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 80.

(عاملکیری ص 80 ج 6، قاضی خاں علی الحمدیہ ص 452 ج 3، تہذیب الحقائق ص 173 ج 6، دریغات و شای ص 555 ج 5، بحر الرائق ص 395 ج 8، مسوط ص 113 ج 26، بدائع صنائع ص 293 ج 7)

(32) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 81.

مسئلہ 28: اگر کسی ایسی عورت کے گھر میں مقتول پایا جائے جو ایسے شہر میں رہتی ہے کہ وہاں اس کا کوئی رشتہ دار نہیں رہتا، تو اس عورت سے پچاس مرتبہ قسم لی جائے گی اس کے بعد اس کے قریب تین رشتہ داروں پر دیت لازم ہوگی۔ اگر اس کے رشتہ دار بھی اس شہر میں رہتے ہیں تو وہ بھی عورت کے ساتھ قسامت میں شریک ہوں گے۔ (33)

مسئلہ 29: اگر کسی بچے یا پاگل کے گھر میں مقتول پایا جائے تو بچے اور پاگل سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ ان کے عاقله سے قسم بھی لی جائے گی اور دیت بھی لی جائے گی۔ (34)

مسئلہ 30: اگر تیموں کے گھر میں مقتول پایا جائے یا ان کے محلہ میں پایا جائے تو ان تیموں میں جو بالغ ہے اس سے قسم لی جائے گی اور دیت سب کے عاقله پر ہوگی۔ اور اگر ان میں سے کوئی بالغ نہیں ہے تو قسامت دیت دونوں سب کے عاقله پر واجب ہیں۔ (35)

مسئلہ 31: اگر کسی ذی کے گھر میں مقتول پایا جائے تو اس سے پچاس مرتبہ قسم لی جائے گی۔ اس کے بعد اگر ان ذمیوں میں یہ رواج ہے کہ دیت ان کے عاقله ادا کرتے ہیں تو ان کے عاقله سے دیت وصول کی جائے گی ورنہ اس کے مال سے ادا کی جائے گی۔ (36)

مسئلہ 32 (الف): اگر کسی قوم کی مملوکہ چھوٹی نہر میں مقتول پایا جائے تو اس نہر کے مالکوں پر قسامت اور ان کے عاقله پر دیت واجب ہے۔ (37)

(علمگیری از محيط شخصی ص 81 ج 6، بحرائق ص 394 ج 8، درختار و شامی ص 561 ج 5، قاضی خان علی الحمدیہ ص 453 ج 3، مبسوط ص 116 ج 26)

(33) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 81.

(علمگیری از کفایہ ص 81 ج 6، درختار و شامی ص 559 ج 5، قاضی خان علی الحمدیہ ص 452 ج 3، مبسوط ص 120 ج 26)

(34) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 81.

(علمگیری از ذخیرہ ص 81 ج 6، درختار و شامی ص 561 ج 5)

(35) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 81.

(علمگیری از محيط شخصی ص 81 ج 6، درختار و شامی ص 561 ج 5، مبسوط ص 121 ج 26)

(36) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 81.

(علمگیری از ذخیرہ ص 81 ج 6، درختار و شامی ص 561 ج 5)

(37) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسامۃ، ج 6، ص 82.

(علمگیری از ذخیرہ ص 82 ج 6، قاضی خان علی الحمدیہ ص 453 ج 3، تہذیب الحقائق ص 174 ج 6، درختار و شامی ص 557 ج 5، ...)

مسئلہ 32 (ب): اگر کسی بڑی بھتی ہوئی نہر میں مقتول ہوتا ہوا پایا جائے اور وہ نہر دار الاسلام سے نکلی ہے تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی اور اگر وہ نہر دار الحرب سے نکلی ہے تو اس کا خون رائیگاں جائے گا۔ اور اگر لاش نہر کے کنارے پر انکلی ہوئی ہے اور اس کنارے کے اتنے قریب کوئی آبادی ہے جہاں تک اس جگہ کی آواز پہنچ سکتی ہے تو اس آبادی والوں پر دیت واجب ہوگی اور اگر وہاں تک آواز نہیں پہنچ سکتی تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی۔ (38)

مسئلہ 33: اگر کسی کشتی میں مقتول پایا جائے تو اس کشتی کے سواروں پر قسمت و دیت ہے جس میں ملاح مسافر اور اگر اس میں مالک بھی ہو تو وہ بھی داخل ہے اور پھر (39) کا حکم بھی یہی ہے۔ (40)

مسئلہ 34: اگر کسی جانور کی پیٹھ پر مقتول پایا جائے اور اس جانور کا کوئی سائق (ہائکنے والا) یا قائد (تمیل پکڑ کر لے جانے والا) یا اس پر کوئی سوار ہے تو دیت اسی پر ہے، اور اگر سائق و قائد و راکب تینوں ہیں تو تینوں پر برابر برابر دیت واجب ہوگی۔ اور اگر جانور اکیلا ہے تو قسمت و دیت اس محلہ کے لوگوں پر ہے جہاں اس جانور پر مقتول پایا گیا ہے۔ (41)

مسئلہ 35: اگر دو آبادیوں کے درمیان کسی جانور پر مقتول پایا جائے اور جانور اکیلا ہو تو جس بستی تک آواز پہنچ سکتی ہو اس کے رہنے والوں پر اور اگر دونوں جگہ آواز پہنچتی ہو تو دونوں بستیوں میں قریب والی کے باشندوں پر قسمت و

بخارائی ص 397 ج 8، مبسوط ص 118 ج 26، بداعظ صالح ص 290 ج 7

(38) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 82.

(عالمگیری از ذخیرہ ص 82 ج 6، تہذیب الحقائق ص 174 ج 6، درحقیار و راحتر ص 557 ج 5، بخارائی ص 397 ج 8، مبسوط ص 118

ج 26)

(39) روپیہوں کی لمبی گازی جس میں بیل جوتے جاتے ہیں جو بار برداری کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

(40) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 82.

(عالمگیری ص 82 ج 6، بدایہ ص 624 ج 4، درحقیار و راحتر ص 556 ج 5، تہذیب الحقائق ص 174 ج 6، بخارائی ص 296 ج 8، مبسوط ص 117 ج 26، بداعظ صالح ص 291 ج 7)

(41) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 82.

(عالمگیری ص 82 ج 6، تہذیب الحقائق ص 172 ج 6، بخارائی ص 393 ج 8، درحقیار و راحتر ص 553 ج 5، بدایہ ص 622 ج 4، مبسوط ص 117 ج 26، بداعظ صالح ص 292 ج 7)

دیت واجب ہوگی۔ (42)

مسئلہ 36: اگر کسی کی افداہ زمین میں مقتول پایا جائے تو زمین کے مالک اور اس کے قبلیے والوں پر قسامت و دیت ہے اور اگر وہ زمین کسی کی ملکیت نہیں ہے اور اس کے اتنے قریب کوئی آبادی ہے جس میں وہاں کی آواز سنی جاسکتی ہے تو اس آبادی والوں پر قسامت و دیت واجب ہوگی اور اگر اس کے قریب کوئی آبادی نہیں ہے یا آبادی اس قدر دور ہے کہ وہاں کی آواز اس آبادی تک نہیں پہنچتی ہے تو اگر اس زمین سے مسلمان کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں مثلاً وہاں سے لکڑی یا گھاس کاٹتے ہیں۔ یا وہاں جانور چراتے ہیں تو بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی۔ اور اگر وہ زمین اتفاق کے قابل نہیں ہے تو مقتول کا خون رائیگاں جائے گا۔ (43)

مسئلہ 37: گرسی پل پر مقتول پایا جائے تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی اور اگر شہر کے ارد گرد کی خدق میں مقتول پایا جائے تو اس کا حکم شارع عام پر پائے جانے والے مقتول کا سا ہے۔ (44)

مسئلہ 38: مسلمان لشکر کسی مباح زمین میں جو کسی شخص کی ملکیت نہ تھی پڑا وہ ڈالے ہوئے تھا۔ ان میں سے کسی لشکری کے خیمے میں مقتول پایا جائے تو اس خیمے والوں پر دیت و قسامت ہے اور اگر خیمے کے باہر پایا جائے اور لشکریوں کے قبائل الگ الگ ٹھیرے ہوں تو جس قبلیے میں پایا جائے گا اس قبلیے پر دیت و قسامت ہے اور اگر دونوں کے درمیان پایا جائے تو قریب والے قبلیے پر قسامت و دیت ہے اور اگر دونوں کا فاصلہ برابر ہو تو دونوں پر قسامت و دیت ہے۔ (45)

مسئلہ 39: اگر لشکریوں کے قبلیے ملے جائے ٹھیرے ہوں اور مقتول کسی کے خیمے میں پایا گیا تو صرف اس خیمے والوں پر ہی قسامت و دیت واجب ہوگی اور اگر خیمے سے باہر پایا جائے تو سب لشکر پر قسامت و دیت واجب ہوگی۔ (46)

(42) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 82.

(عاملگیری ص 82 ج 6، تبیین الحقائق ص 172 ج 6، بحر الرائق ص 393 ج 8، دریخوار و شامی ص 553 ج 5)

(43) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 82.

(عاملگیری از محیط سرخی ص 82 ج 6، بحر الرائق ص 393 ج 8، دریخوار و شامی ص 554 ج 5)

(44) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 82.

(45) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 82.

(عاملگیری ص 82 ج 6، تبیین الحقائق ص 176 ج 6، بحر الرائق ص 394 ج 8، دریخوار و شامی ص 560 ج 5، مبسوط ص 119 ج 26)

(46) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الجنایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 82.

مسئلہ 40: مسلمانوں کا لشکر کسی کی مملوکہ زمین (یعنی وہ زمین جو کسی کی ملکیت میں ہے) میں پڑا تو ڈالے ہوئے تھا تو ہر صورت میں زمین کے مالک پر قسامت و دیت واجب ہے۔ (47)

مسئلہ 41: اگر مسلمان لشکر کا کافروں سے مقابلہ ہوا پھر وہاں کوئی مسلمان مقتول پایا گیا تو کسی پر قسامت و دیت نہیں اور اگر دو مسلمان گروہوں میں مقابلہ ہوا اور ان میں سے ایک گروہ باغی اور دوسرا حق پر تھا اور جو مقتول پایا گیا وہ اہل حق کی جماعت کا تھا تو کسی پر کچھ نہیں ہے۔ (48)

مسئلہ 42: اگر کسی متفل مکان میں (یعنی تالاگے ہوئے مکان میں) مقتول پایا جائے تو گھر کے مالک کے عاقله پر قسامت و دیت ہے۔ (49)

مسئلہ 43: اگر کوئی شخص اپنے باپ یا مام کے گھر میں مقتول پایا جائے یا ہبھی شوہر کے گھر میں مقتول پائی جائے تو اس میں قسامت ہے اور دیت عاقله پر ہے۔ مگر مالک مکان میراث سے محروم نہیں ہوگا۔ (50)

مسئلہ 44: اگر کسی ایسے دیران محلے میں جس میں کوئی شخص نہیں رہتا ہے مقتول پایا جائے تو اس کے اتنے قریب کی آبادی پر قسامت و دیت واجب ہے۔ جہاں تک وہاں کی آواز پہنچتی ہے۔ (51)

مسئلہ 45: اگر کسی جگہ دو گروہوں میں عصیت (یعنی دشمنی) کی وجہ سے تواریخی پھر ان لوگوں کے متفرق ہو جانے کے بعد وہاں کوئی مقتول پایا گیا تو اہل محلہ پر قسامت و دیت ہے۔ مگر جب ولی مقتول ان متحاربین پر (یعنی اونٹے والوں پر) یا ان میں سے کسی معین شخص پر قتل کا دعویٰ کرے تو اہل محلہ بری ہو جائیں گے اور متحاربین کے خلاف غیر اہل محلہ میں سے دو گواہ اگر اس بات کی گواہی دیں کہ مدعا علیہم نے قتل کیا ہے تو تقصاص یادیت واجب ہوگی ورنہ وہ

(عامگیری از محیط ص 82 ج 6، تبیین الحقائق ص 176 ج 6، بحر الرائق ص 394 ج 8، درختار و شامی ص 561 ج 5)

(47) الفتاویٰ الحمدیۃ، کتاب البجایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 82.

(عامگیری از محیط ص 82 ج 6، تبیین الحقائق ص 176 ج 6، بحر الرائق ص 394 ج 8، بذرائع صنائع ص 292 ج 7، درختار و شامی ص 561 ج 5)

(48) الفتاویٰ الحمدیۃ، کتاب البجایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 82.

(49) الفتاویٰ الحمدیۃ، کتاب البجایات، الباب الخامس عشر فی القسمة، ج 6، ص 83.

(عامگیری از محیط ص 83 ج 6، شامی ص 555 ج 5، بحر الرائق ص 395 ج 8)

(50) الفتاویٰ الحمدیۃ، کتاب البجایات، باب الشہادة علی البجایۃ، ج 2، ص 397.

(قاضی خان علی الحمدیہ ص 453 ج 3)

(51) بحر الرائق، کتاب الدیيات، باب القسمة، ج 9، ص 195.

بھی بری ہو جائیں گے۔ (52)

مسئلہ 46: اگر کسی کا جانور کسی جگہ مردہ پایا جائے تو اس میں کچھ نہیں ہے۔ (53)

مسئلہ 47: اگر جیل خانے میں کوئی مقتول پایا جائے تو اس کی ذیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔ (54)



(52) الہمرالائق، کتاب الدینیات، باب القسمۃ، ج 9، ص 200.

(دریخوار و شامی ص 558 ج 5، بحرالائق ص 397 ج 8)

(الفتاویٰ الٹوبیہ، کتاب الجنبیات، باب الشہادۃ علی الجنبیۃ، ج 2، ص 397).

(قاضی خان علی الحمد یہ ص 453 ج 3، دریخوار ص 561 ج 5، فتح القدیر ص 384 ج 8، بہرط ص 116 ج 26، بدائع صنائع ص 288 ج 7)

(الفتاویٰ الٹوبیہ، کتاب الجنبیات، باب الشہادۃ علی الجنبیۃ، ج 2، ص 396).

(ہدایہ ص 625 ج 4، قاضی خان علی الحمد یہ ص 452 ج 3، تبیین الحقائق ص 174 ج 6، بحرالائق ص 397 ج 8، بہرط ص 112 ج 26).

بدائع صنائع ص 290 ج 7)

متفقات

مسئلہ 1: اگر کسی شخص کو عمداءِ زخمی کیا گیا۔ اس نے دو آدمیوں کو گواہ بنا کر یہ کہا کہ فلاں شخص نے مجھے زخمی نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد وہ مر گیا تو اس میں اگر قاضی اور عام لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ اسی شخص نے زخمی کیا ہے تو ان گواہوں کی شہادت مقبول نہیں ہے اور اگر کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس شخص نے زخمی کیا ہے تو یہ شہادت صحیح ہے اور اس کے بعد اگر اولیاء مقتول گواہوں سے اسی شخص کے زخمی کرنے کا ثبوت فراہم کر دیں تو یہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ (1)

مسئلہ 2: اگر کسی زخمی نے یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص نے مجھے زخمی کیا ہے پھر وہ مر گیا اور اولیاء نے گواہوں سے کسی دوسرے کو زخمی کرنے والا ثابت کیا تو یہ گواہی مقبول نہیں ہوگی۔ (2)

مسئلہ 3: اگر کسی زخمی نے یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص نے مجھے زخمی کیا ہے پھر مر گیا پھر مقتول کے ایک لڑکے نے اس بات پر گواہ پیش کئے کہ مقتول کے دوسرے لڑکے نے اس کو خطاءِ زخمی کیا تھا تو یہ شہادت مقبول ہوگی۔ (3)

مسئلہ 4: اگر کوئی سوار کسی را گیرے سے پیچھے کی طرف آ کر ٹکرایا اور سوار مر گیا تو راہ گیر پر اس کا ضمان نہیں ہے اور راہ گیر مر گیا تو سوار پر اس کا ضمان ہے کشتیوں کی ٹکر کی صورت میں بھی یہی حکم ہے۔ (4)

مسئلہ 5: اگر دو جانور آپس میں ٹکرائے اور ایک مر گیا اور دونوں کے ساتھ ان کے سائق تھے تو دوسرے پر ضمان واجب ہے۔ (5)

مسئلہ 6: اگر دو ایسے سوار آپس میں ٹکرائے گئے کہ ایک ٹھیرا ہوا تھا اور دوسرا چل رہا تھا اور اسی طرح دو آدمی آپس میں ٹکرائے گئے کہ ایک چل رہا تھا اور دوسرا کھڑا ہوا تھا اور ٹھیرے ہوئے کو کچھ صدمہ پہنچا تو اس کا تاو ان چلنے والے پر واجب ہوگا۔ (6)

(1) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب المائیع عشری المتفقات، ج 6، ص 87.

(2) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب المائیع عشری المتفقات، ج 6، ص 87.

(3) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب المائیع عشری المتفقات، ج 6، ص 87.

(4) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب المائیع عشری المتفقات، ج 6، ص 88.

(قاضی خان علی الحنفیہ، ص 444، ج 3، عالمگیری ص 88 ج 6).

(5) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، فصل فی القتل الذی یوجب الدین، ج 2، ص 391.

(6) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب المائیع عشری المتفقات، ج 6، ص 88.

مسئلہ 7: کوئی شخص راستے میں سورہاتھا کہ ایک راہ گیر نے اس کو کچل دیا اور دونوں کی ایک ایک انگلی نوٹ میں تو چلنے والے پر تادان ہے سونے والے پر کچھ نہیں ہے اور اگر ان میں سے کوئی مر جائے درآں حالیکہ ایک دوسرے کے دارث ہوں تو سونے والا چلنے والے کا ترکہ پائے مگر چلنے والا سونے والے کا ترکہ نہیں پائے گا۔ (7)

مسئلہ 8: دو شخص کسی درخت کو کھینچ رہے تھے کہ وہ ان پر گر پڑا جس سے وہ دونوں مر گئے ہر ایک کے عاقله پر دوسرے کی نصف دیت ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک مر گیا تو دوسرے کے عاقله پر نصف دیت ہے۔ (8)

مسئلہ 9: اگر کسی نے کسی کا ہاتھ پکڑا اور اس نے اپنا ہاتھ کھینچا اور ہاتھ کھینچنے والا اگر کر مر گیا تو اگر پکڑنے والے مصافحہ کرنے کے لیے پکڑا تھا تو کوئی خمائنہ نہیں ہے اور اگر اس کے موڑ نے اور ایذا دینے کے لیے پکڑا تھا تو پکڑنے والا اس کی دیت کا ضامن ہے اور اگر پکڑنے والے کا ہاتھ ثبوت گیا تو ہاتھ کھینچنے والا ضامن نہیں ہے۔ (9)

مسئلہ 10: ایک شخص نے دوسرے کو پکڑا اور تیرے شخص نے پکڑے ہوئے آدمی کو قتل کر دیا تو قاتل سے تھاص لیا جائے گا اور پکڑنے والے کو قید کی سزا دی جائے گی۔ (10)

مسئلہ 11: کسی نے دوسرے کو پکڑا اور تیرے نے آکر پکڑے ہوئے کامال چھین لیا تو پھینے والا ضامن ہے پکڑنے والا ضامن نہیں ہے۔ (11)

مسئلہ 12: کوئی شخص کسی کے پکڑے پر بیٹھ گیا پکڑے والے کو علم نہ تھا وہ کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے کپڑا پھٹ گیا تو بیٹھنے والا کپڑے کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا۔ (12)

مسئلہ 13: اگر کسی نے اپنے گھر میں لوگوں کو دعوت دی اور ان لوگوں کے چلنے یا بیٹھنے سے فرش یا سکر پھٹ گیا تو یہ ضامن نہیں ہیں۔ اور اگر کسی برتن کو ان میں سے کسی نے کچل دیا یا ایسے کپڑے کو جو بچھایا نہیں جاتا ہے کچل کر خراب

(قاضی خان علی الحسن یہ ص 444 ج 3، عالمگیری ص 88 ج 6)

(7) الفتاوی الاصنفیۃ، کتاب الجنایات، فصل فی التکل الذی یوجب الدیۃ، ج 2، ص 391.

(8) الفتاوی الاصنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر فی المتفقات، ج 6، ص 90.

(قاضی خان علی الحسن یہ ص 444، ج 3، عالمگیری، ص 90، ج 6)

(9) الفتاوی الاصنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر فی المتفقات، ج 6، ص 88

(10) الفتاوی الاصنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر فی المتفقات، ج 6، ص 90.

(11) الفتاوی الاصنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر فی المتفقات، ج 6، ص 90.

(12) الفتاوی الاصنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السابع عشر فی المتفقات، ج 6، ص 90.

کردیا تو ضامن ہوں گے اور اگر ان کے ہاتھ سے گر کر کوئی برتن ٹوٹ گیا تو ضامن نہیں ہیں اور اگر ان مہمانوں میں سے کسی کی تکوار لکلی ہوئی تھی اور اس سے فرش پھٹ گیا تو ضامن نہیں ہے۔ (13)

مسئلہ 14: اگر صاحب خانہ نے مہمانوں کو بستر پر بیٹھنے کی اجازت دی اور وہ بیٹھنے کے بستر کے نیچے صاحب خانہ کا چھوٹا بچہ لیٹا ہوا تھا ان کے بیٹھنے سے وہ کچل کر مر گیا تو مہمان اس کی دیت کا ضامن ہے۔ اسی طرح اگر بستر کے نیچے کسی اور کے شیشے وغیرہ کے برتن تھے وہ ٹوٹ گئے تو مہمان کوتاوان رینا ہو گا۔ (14)

مسئلہ 15: اگر کسی نے کسی سوئے ہوئے آدمی کی فصد کھول دی جس سے اتنا خون بہا کہ سونے والا مر گیا تو فصد کھونے والے پر تقصیص واجب ہے۔ (15)

مسئلہ 16: اگر کسی نے یہ کہا کہ میں نے فلاں شخص کو قتل کیا ہے لیکن عمداً یا خطاء کچھ نہیں کہا تو اس کے اپنے مال سے دیت ادا کی جائے گی۔ (16)

مسئلہ 17: اگر کسی نے کسی کو ہاتھ یا پیر سے مارا اور وہ مر گیا تو یہ شبہ عمد کھلانے گا اور اگر تنہیہ کے لیے کسی ایسی چیز سے مارا تھا جس سے مرنے کا اندیشہ نہیں تھا مگر مر گیا تو قتل خطا کھلانے گا اور اگر مارنے میں مبالغہ کیا تھا تو یہ شبہ عمد کھلانے گا۔ (17)

مسئلہ 18: اگر کسی نے کسی کو تکوار مارنے کا ارادہ کیا جس کو مارنا چاہتا تھا اس نے تکوار ہاتھ سے پکڑ لی۔ تکوار والے نے تکوار کھنچنے سے پکڑ لئے والے کی انگلیاں کٹ گئیں تو اگر جوڑ سے کٹ گئی ہیں تو تقصیص لیا جائے گا۔ اگر جوڑ کے علاوہ کسی جگہ سے کٹی ہیں تو دیت لازم ہو گی۔ (18)

مسئلہ 19: اگر کسی کے دانت میں درد ہو اور وہ دانت معین کر کے ڈاکٹر سے کہے کہ اس دانت کو اکھیر دو اور ڈاکٹر دوسرا دانت اکھیر دے پھر دونوں میں اختلاف ہو جائے تو مریض کا قول حلف کے ساتھ معتبر ہو گا اور ڈاکٹر کے مان میں دیت لازم ہو گی۔ (19)

(13) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السابع عشری المتفقۃ، ج 6، ص 90.

(14) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السابع عشری المتفقۃ، ج 6، ص 88.

(15) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السابع عشری المتفقۃ، ج 6، ص 88.

(16) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السابع عشری المتفقۃ، ج 6، ص 88.

(17) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السابع عشری المتفقۃ، ج 6، ص 89.88.

(18) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السابع عشری المتفقۃ، ج 6، ص 89.88.

(19) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الجنایات، الباب السابع عشری المتفقۃ، ج 6، ص 89.88.

مسئلہ 20: اگر دو آدمی کسی تیرے کا دامت خطاء توڑ دیں تو دونوں کے مال سے دیت ادا کی جائے گی۔ (20)
 مسئلہ 21: اگر کسی نے حرب معمول اپنے گھر میں آگ جلائی۔ اتفاقاً اس سے اس کا اور اس کے پڑوی کا گھر جل گیا تو یہ ضامن نہیں ہوگا۔ (21)



عقلہ کا بیان

مسئلہ 1: عاقلہ وہ لوگ کہلاتے ہیں جو قتل خطاہ یا شہد میں ایسے قاتل کی طرف سے دیت ادا کرتے ہیں جو ان کے متعلقین میں سے ہے اور یہ دیت اصالۃ واجب ہوئی ہو اور اگر وہ دیت اصالۃ واجب نہ ہوئی ہو مثلاً قتل شہد میں قاتل نے اولیاً مقتول ہے مال پر صلح کر لی ہو تو قاتل کے مال سے ادا کی جائے گی اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کو عمدًا قتل کر دیا ہو تو گواصالۃ قصاص واجب ہونا چاہیے تھا مگر شبہ کی وجہ سے قصاص کے بجائے دیت واجب ہو گی جو باپ کے مال سے ادا کی جائے گی۔ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں عاقلہ پر دیت واجب نہ ہوگی۔ (1)

مسئلہ 2: حکومت کے مختلف مکھموں کے ملازمین اور ایسی جماعتیں جن کو حکومت بیت المال سے سالانہ یا ماہان وظیفہ دیتی ہے یا ہم پیشہ جماعتیں ایک شہر یا ایک قصبہ یا ایک گاؤں یا ایک محلے کے لوگ یا ایک بازار کے تاجر جن میں یہ معاهده یا رواج ہو کہ اگر ان کے کسی فرد پر کوئی افتاد پڑے تو سب مل کر اس کی اعانت و مدد کرتے ہیں تو وہی فریق اس قاتل کا عاقلہ ہو گا جس کا یہ فرد ہے اور اگر ان میں اس قسم کا رواج نہیں ہے تو قاتل کے آبائی رشتہ دار اس کے عاقلہ کہلا سکیں گے جن میں الاقرب فالاقرب کا اصول جاری ہو گا اور دیت کی ادائیگی میں قاتل بھی عاقلہ کے ساتھ شریک ہو گا لیکن اس زمانہ میں چونکہ اس قسم کا رواج نہیں ہے اور بیت المال کا نظام بھی نہیں ہے لہذا آج کل عاقلہ صرف قاتل کے آبائی رشتہ دار ہوں گے اور اگر کسی شخص کے آبائی رشتہ دار بھی نہ ہوں تو قاتل کے مال سے تین سال میں دیت ادا کی جائے گی۔ (2)

(1) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس عشری المعاقل، ج 6، ص 83.

والدر المختار در المختار، کتاب المعاقل، ج 10، ص 341، 342، 346.

(در مختار دشامی، ص 561، ج 5، عالیگیری، ص 83، ج 6، بحر الرائق، ص 399، ج 8، فتح القدر، ص 402، ج 8، تبیین الحقائق، ص 176، ج 6، بدائع صنائع، ص 256، ج 7، قاضی خان علی الحنفیہ، ص 448، ج 3)

(2) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الجنایات، الباب السادس عشری المعاقل، ج 6، ص 83.

والدر المختار در المختار، کتاب المعاقل، ج 10، ص 350.

(در مختار دشامی، ص 566، ج 5، عالیگیری، ص 83، ج 6، بحر الرائق، ص 400، ج 8، فتح القدر، ص 405، ج 8، تبیین الحقائق، ص 178، ج 6، بدائع صنائع، ص 556، ج 7، قاضی خان علی الحنفیہ، ص 448، ج 3)

فاکدہ: آج کل کارخانوں اور مختلف اداروں میں ملازمین اور مزدوروں کی یونینیں (3) بنی ہوئی ہیں جن کے مقاصد میں بھی یہ شامل ہے کہ کسی ممبر پر کوئی افتاد پڑے تو یونین اس کی مدد کرتی ہے لہذا کسی یونین کے ممبر کے عاقله کے قائم مقام اسی یونین کو مانا جائے گا جس کا یہ ممبر ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى الْإِلَٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَفْضَلِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَأَوْلَيَاءِهِ
وَعَلٰيَّتَا مَعْهُمْ يَا أَكَرَّ حَمْمَ الرَّاجِحِينَ وَأَخِرُّ دَعْوَاتَا أَنِّي الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.



فقہ حنفی کی عالمہ بنیاز وائل کتاب



فیضان شریعت
بہار شریعت

مصنف
حضرت مولانا محمد امجد علی^ح
اگلی بندی سخن منی تواریخ برائے

شارح

شیخ محمد صریل دین ناصر^{علیه السلام}

یوسف ناکریت ۔ غزنی سٹریٹ

اردو بازار ۔ لاہور

نون 352795 042-37124354

پروگریم و پکیج

جملع حقوق الطبع محفوظ للناشر
جمله حقوق ناشر محفوظ هي

فیضان شریعت

بہار شریعت

مفت

جنت مولانا محمد علی علی

شراح

بہبود مختار الدین ماصر

مئی 2017



باراول

پرنترز

آر آر پرنترز

سرور

النافع گرافیک

تعداد

600/-

ناشر

چوہدری غلام رسول - میاں جوادر رسول

میاں شہزاد رسول

= 1 روپے

قیمت

ملنے کے پڑے

طبع میلٹی گلوب

فیصل مسجد اسلام آباد 111-2254051

E-mail: millat_publication@yahoo.com

مسٹر ۱۳ بیکری پور

042-37112841
0323-6636776

0321-4146464 دکان نمبر 5 - کائنات نیوار دہار لاهور
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239201

بیسٹ کریکٹ ہوٹل سریت

ا

ا

ا

ا

ا

اردو بازار لاهور

فون: 042-37352795 فax: 042-37124354

پروگریم سوسائٹی

فہرست

صفحہ

عنوانات

تذکرہ

13	الحج عبد المصطفیٰ ازھری
17	الحج فاری رضاع المصطفیٰ
19	قرآن پاک سے آپ کا شغف
22	مؤلف کتاب

مقدمہ

31	وصیت کی اہمیت و افادیت:
31	حکیم الامت کے مدñی پھول
32	وصیت کی افادیت
32	حکیم الامت کے مدñی پھول
33	وصیت میں درثاء کو نقصان پہنچانا
33	وصیت کے ذریعے نقصان پہنچانے کی ایک صورت:
36	وصیت کا طریقہ

وصیت کا بیان

40	احادیث وصیت
40	حکیم الامت کے مدñی پھول
41	حکیم الامت کے مدñی پھول
42	حکیم الامت کے مدñی پھول
43	حکیم الامت کے مدñی پھول
44	حکیم الامت کے مدñی پھول

44	حکیم الامت کے مدینی پھول
46	حکیم الامت کے مدینی پھول
47	مسائل فقہیہ
54	وصیت سے رجوع کرنے کا بیان
57	وصیت کے الفاظ کا بیان
64	ٹکٹ مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کا بیان بیٹے کا اپنے مرض الموت میں اپنے باپ کی وصیت کو جائز کرنے اور اپنے اوپر یا اپنے باپ کے اوپر دین (ادھار) کا اقرار کرنے کا بیان
78	کس حالت میں وصیت معتبر ہے
81	کون سی وصیت مقدم ہے کون سی موخر
84	اقارب و همایہ وغیرہم کے لئے وصیت کا بیان
87	مکان میں رہنے اور خدمت کرنے، درختوں کے پھلوں، باغ کی متفرق مسائل
94	وصی اور اس کے اختیارات کا بیان
108	وصیت پر شہادت کا بیان
115	ذمی کی وصیت کا بیان
138	اسلام اور علم کی اہمیت، آداب فتویٰ، طبقاتِ فقہاء، قواعدِ فقہیہ
144	ارتسام
145	حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں
148	اس کے بعد نوکری پر تجارت اور صنعت و حرفت کا یوں اظہار کیا: حضرت سیدنا خیاء الدین مدائی علیہ رحمۃ اللہ العالی
151	روزانہ محفلِ میلاد
151	طبع نہیں، مفہع نہیں اور جمع نہیں
151	وصال
152	

مقدمہ

156	دنیا کے چالنیات میں سب سے بڑا عجوبہ فقہ الاسلام ہے
156	علم اصول فقہ کی اصطلاحی تعریف:
158	کیا اسلامی فقہ روی قوانین سے متاثر یا مانع ہے
162	عینی اعرابی

اسلام اور علم کی اہمیت

168	فقہ کیا ہے؟
169	فقہ کی ضرورت
171	علم فقہ کی خصیلیت:
171	مطلوب:
173	مطلوب:
174	شریعی اور فقہی اعتبار سے علم کی اقسام
175	دوسری قسم
176	تیسرا قسم
177	پچھی قسم
179	پانچویں قسم
180	چھٹی قسم
195	امام صاحب اور آپ کے تلامذوں میں اختلاف کی وجہ
197	حضرت امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اختلاف روایت کی وجوہات آداب الافتاء
199	طبقات مسائل
200	(۱) مسائل نواور
201	(۲) الواقعات
203	کتاب الجامع الصغیر کی وجہ تصنیف
204	وجہ تصنیف السیر الکبر

طبقات الفقها،

- 205 - طبقۃ المُجتہدین فی الشرع:
- 206 - طبقۃ المُجتہدین فی المَلْهَب:
- 207 - طبقۃ المُجتہدین فی الْمَسَائل:
- 208 - طبقۃ اصحاب التحریر من المُقْتَدِرِین:
- 209 - طبقۃ اصحاب الترجیح من المُقْلِدِین:
- 210 - طبقۃ المُقلِدِین القادِرِین علی التَّمْپَیْز:
- 211 - طبقۃ المُقلِدِین الَّذِین لا يَقْدِرُونَ علی مَا ذُكِرَ:
- 212 - تعبیر:
- 215 - فاکہہ
- 217 - وہ الفاظ جو فقہائے کرام فتویٰ دینے میں استعمال فرماتے ہیں

القواعد الفقهیہ۔۔۔۔۔ والاصول الكلیہ

- 221 - فقہ اسلامی کی بنیادیں
- 221 - اسلامی احکام شرعیہ کا سچشمہ اور مأخذ:
- 224 - قاعدة نمبر ۱: لَا تَوَابُ إِلَّا بِالثِّيَّةِ
- 225 - قاعدة نمبر ۲: أَلَا مُؤْرِّي مَقَاصِدِهَا
- 226 - قاعدة نمبر ۳: أَلَّا يَقِينٌ لَا يُرْوَلُ بِالشَّكِ
- 227 - قاعدة نمبر ۴: أَلَا ضُلُّ بَرَاءَةُ الْنِّمَةِ
- 228 - قاعدة نمبر ۵: مَنْ شَكَّ هَلْ فَعَلَ شَيْئًا أَمْ لَا فَالاَضْلُّ أَنَّهُ لَمْ يَفْعَلْ
- 229 - قاعدة نمبر ۶: مَنْ تَيقَنَ الْفَعْلَ وَشَكَ فِي الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرُ حِمْلٌ عَلَى الْقَلِيلِ
- 230 - قاعدة نمبر ۷: مَا ثَبَتَ بِيَقِينٍ لَا يَرْتَفَعُ إِلَّا بِيَقِينٍ
- 231 - قاعدة نمبر ۸: أَلَا ضُلُّ الْعَدْمُ فِي الصِّفَاتِ الْعَارِضَةِ
- 231 - قاعدة نمبر ۹: وَالاَضْلُّ الْوُجُودُ فِي الصِّفَاتِ الْاَضْلِيَّةِ
- 232 - قاعدة نمبر ۱۰: أَلَا ضُلُّ فِي الْاُشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ
- 234 - قاعدة نمبر ۱۱: أَلَا ضُلُّ إِضَافَةُ الْحَادِثِ إِلَى أَقْرَبِ أَوْقَاتِهِ

235	قاعدة نمبر ١٢: الْمَسْقَةُ تَجْلِبُ الشَّيْسِيرَ
236	(١) سفر:
236	(٢) مرض:
236	(٣) اكراه:
238	نقص:
243	قاعدة نمبر ١٣: الْمَسْقَةُ وَالْحَرْجُ إِنْمَا يُعْتَدَانِ فِي مَوْضِعٍ لَا نَصَّ فِيهِ
244	قاعدة نمبر ١٤: الْأَمْرُ إِذَا ضَاقَ الْسَّعَ وَإِذَا التَّسْعَ ضَاقَ
245	قاعدة نمبر ١٥: الضررُ إِلَيْهِ أَلْ
246	قاعدة نمبر ١٦: الضررُ وَرَاثُ ثُبِيَّحُ الْمُحْظُورَاتِ
247	قاعدة نمبر ١٧: مَا أُبَيَّحَ لِلضَّرْرِ وَرَاهُ يُقْدَرُ بِقَدَرِهَا
248	قاعدة نمبر ١٨ (الف): مَا جَازَ بِعُذْرٍ يَطْلَبُ زَوَالَهُ
249	قاعدة نمبر ١٨ (ب): الضررُ لَا يُزَالُ بِالضررِ
250	قاعدة نمبر ١٩: يُتَحْمَلُ الضررُ الْخَاصُ لِاجْلِ دَفْعِ الضررِ الْعَامِ
251	قاعدة نمبر ٢٠: مَنْ ابْتُلِيَ بِبَلِيشَتَينِ وَهُمَا مُتَسَاوِيَتَانِ يَأْخُذُ بِأَيْتِهَا شَاءَ وَإِنْ اخْتَلَفَا بِعَنْهُ أَهُوَ نَهَمَا
251	قاعدة نمبر ٢١: دَرُءُ الْمَفَاسِدِ أَوْلَى مِنْ جَلِبِ الْمَصَاصِ
252	قاعدة نمبر ٢٢: الْحَاجَةُ تَنْزَلُ مَنْزِلَةَ الضررِ وَرَاهُ
254	قاعدة نمبر ٢٣: الْعَادَةُ هُوكَيَّةٌ
255	قاعدة نمبر ٢٤: تَغْيِيرُ
257	فَائِدَةٌ:
258	فَائِدَةٌ:
261	قاعدة نمبر ٢٥: أَلَا جِهَادُ لَا يَنْفُضُ بِالْجِهَادِ
262	قاعدة نمبر ٢٦: إِذَا جَتَّمَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ
263	قاعدة نمبر ٢٧: لَا إِيْشَارَةٌ فِي الْقُرْبِ
264	قاعدة نمبر ٢٨: الْتَّابِعُ تَابِعٌ
265	قاعدة نمبر ٢٩: الْتَّابِعُ يَسْقُطُ بِسُقُوطِ الْمَتَبَوِّعِ

وصیت کے مسائل

مذکورہ

استاذی و ملا ذی حضرت صدر الشریعہ الحاج مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیضان علمی سے اس ناجیز نے آپ کی مصنفہ کتاب بہار شریعت کے بقا یا ابواب فقہ میں سے انیسوں حصہ کتاب الوصایا کے نام سے مرتب و مولف کیا۔ اس نسبت کی سعادت نے قلب میں تحریک پیدا کی کہ اظہار تشکر و امتنان کے جذبہ کے ماتحت حضرت کے صاحبزادگان میں جن سے اس حقیر کو گھری وابستگی اور خصوصی ربط و تعلق رہا ان کا ذکر بھی مختصر انداز میں بطور زیب تالیف کر دیا جائے۔

قارئین کرام حضرت علامہ عبدالصطiphy الازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی پاکستان مرحوم و مغفور و مولانا الحاج قاری رضا المصطفی خطیب نیویمن مسجد بولشن مارکیٹ کراچی پاکستان زادِ غفران، و شرفہ، سے تعارف حاصل کریں اور اس ناجیز کے حق میں دعائے خیر و استغفار فرمائیں۔

الفقیر ظہیر احمد زیدی القادری غفرلہ،

اللہ تعالیٰ جل و علیٰ نے قرآن پاک میں یہ فرمایا کرو تلک الا کاہم نہ اولہا ایکون النّاسِ (۱) اس امر کی طرف راہنمائی فرمائی کہ علم ہو، دولت ہو یا حکومت، عظمت ہو یا اقتدار دنیا میں یہ کسی ایک فرد یا ایک خاندان یا ایک ہی گروہ یا ایک ہی بستی اور علاقہ کے ساتھ مخصوص نہیں کی گئی ہے۔ ان کے مراکز بدلتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس کو اپنے فضل سے نوازتا ہے، تاریخ بتلاتی ہے کہ مااضی میں علم کے مراکز بھی مختلف علاقے اور مختلف خاندان رہے ہیں، سمرقند، بخارا، شیراز و عراق سے جب علمی مراکز ہندوستان منتقل ہوئے تو مراکز کبھی پنجاب رہا، کبھی سندھ، کبھی دہلی اور کبھی یوپی وغیرہ، صوبہ یوپی میں لکھنؤ، جو پور، خیر آباد، الہ آباد، بدایوں، بریلی وغیرہ اپنے اپنے وقت میں مرکز علم رہے، ایسا ہی ایک مرکز علم قصبہ گھوی ضلع عظم کڑھ بنا جہاں کی خاک سے صدر الشریعہ ابوالعلیٰ حضرت مولانا الحاج امجد علیہ الرحمۃ ایسے فقیر العصر، علامہ الدھر فاضل اجل متین عالم پیدا ہوئے۔ ان کے علم کی تابانیوں نے ہندوستان و پاکستان کے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا، بالخصوص ان کی فقہی خیاء پاشیوں نے علماء ہی کوئی نہیں عامۃ المسلمين کو بھی نور علم سے نیضیاب فرمایا۔ آپ نے فقہ حنفی اردو زبان میں منتقل فرمایا، ہندوپاک کے مسلمانوں پر آپ کا یہ وہ احسان ہے جو رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل و کرم سے اس کا اجر عظیم عطا فرمائے، اور آپ کی قبر پر اپنی

(۱) ترجمہ کنز الایمان: اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں۔ (پ ۴، سورہ آل عمران ۱۴۰)

بزار ہزار بلکہ بے شمار حصیں نازل فرمائے اور اعلیٰ علمیں میں آپ کو مقامِ طافر مانے۔ آئین۔

حضرت صدر الشریعت کے علمی فیوض و برکات نے سرز میں گھوی کو مرکزِ علم و فن بنادیا۔ اس ذمہ سے ایسے علماء و فضلا پیدا ہوئے جنہوں نے جن الاقوای دنیا میں عظیم شہرت و نیک تاریخ پیدا کی ان میں مدرسین بھی ہیں، فقہاء بھی اور صاحب فہم و بصیرت مفتی بھی، اب اس چھوٹے سے خطہ ارض میں کئی دارالعلوم ہیں جو ہر سال علماء کی ایک معتمدہ تعداد کو علم و فضل سے شرف بخستے ہیں، حضرت صدر الشریعت علیہ الرحمۃ کو علم دین سے کتنا شغف تھا اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی اولاد امجاد میں سات صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک کو علم دین کی تعلیم دی اور علومِ دینیہ کے حصول میں لگایا ان میں سے اس وقت میں آپ کے دو صاحبزادوں کا ذکر کروں گا، جنہوں نے آپ کی وراحت علم کی نہ صرف حفاظت کی بلکہ اس علم کی ترویج و ترقی میں حصہ لیا اور دین کی قابل قدر خدمات انجام دیں۔



(1) الحاج عبد المصطفیٰ ازھری

آپ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے تیرے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے بڑے دو بھائیوں کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کی ولادت چودھویں صدی ہجری کی چوتھی دھائی میں ہوئی، قرآن پاک کی تعلیم دار العلوم منظر اسلام محلہ سودا گران بریلی میں حاصل کی، پھر اپنے والد محترم کے ساتھ اجمیر شریف جامعہ معینیہ عثمانیہ چلے گئے اور وہاں درس نظامی عربی کی تعلیم حاصل کی۔ دورہ حدیث بریلی شریف میں کیا، آپ کے اساتذہ میں حضرت صدر الشریعہ، مولانا عبدالحمید و مولانا مفتی امیاز احمد علیہم الرحمۃ ہیں۔ احادیث کی سند اجازت آپ کو حضرت صدر الشریعہ ابوالعلیٰ مولانا امجد علیٰ صاحب مصنف بہار شریعت وجۃ الاسلام سیدی مولانا شاہ حامد رضا خاں مفتی اعظم ہند، حضرت مولانا ضیاء الدین مدفنی علیہم الرحمۃ والرضوان سے حاصل ہے۔ درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ مزید تعلیم کے لیے مصر تشریف لے گئے وہاں جامعہ ازہر میں آپ نے تین سال تعلیم حاصل کی۔ اوائل 1937ء میں آپ واپس تشریف لائے اور تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا، سب سے پہلے آپ نے داروں ضلع علی گڑھ کے مشہور و معروف دار العلوم حافظیہ سعیدیہ میں درس دیا۔ اس وقت آپ کے والد محترم حضرت صدر الشریعہ وہاں صدر مدرس اور شیخ الحدیث تھے، اس کے بعد آپ بریلی تشریف لے گئے اور دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی محلہ بہاری پور بریلی میں پھر جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں درس دیا۔ آزادی کے بعد 1948ء میں آپ جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ پنجاب پاکستان میں بحیثیت شیخ الحدیث تشریف لائے۔

1952ء میں آپ حکومت پنجاب کے مکملہ اسلامیات میں مقرر ہوئے۔ اس مکملہ میں آپ کے ذوق علمی کی تکمیل کا کوئی ماحول اور سامان نہ تھا۔ تو آپ اس مکملہ کو چھوڑ کر جامعہ رضویہ مظہر اسلام بھاول نگر پنجاب میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے، یہاں آپ کی آمد سے مدرسہ کو بڑی ترقی ہوئی۔ اب اس عمارت میں رضویہ کالج ہے اور مدرسہ کی عمارت دوسری جگہ بنادی گئی ہے۔ 1958ء میں آپ دار العلوم امجدیہ آرام باغ میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے تشریف لائے اور تادم تحریر بذا اسی دار العلوم کو فیض بخش رہے ہیں۔ (1) جس وقت آپ کراچی میں تشریف لائے دار العلوم امجدیہ کا آغاز ہی ہوا تھا اس کی نہ کوئی خاص عمارت تھی نہ اس کے پاس کوئی زمین، دو 2 کشادہ دکانیں کرائے پر حاصل کر کے اس میں مدرسہ قائم کر دیا گیا۔

اور تعلیم شروع کر دی گئی، آج محمدہ تعالیٰ اس کی عظیم الشان عمارت ہے، تدریسی اور غیر تدریسی مملکہ کی بڑی تعداد ہے، اور تقریباً پانچ سو کی تعداد میں اقامتی اور غیر اقامتی طلبہ میں تین ساڑھے تین سو طلبہ کے لیے مع ماشرہ دونوں وقت کھانے کا انتظام ہے اور ہر طالب علم کو بس کی صفائی اور دیگر اخراجات کے لیے نقد و خیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ یہ دارالعلوم کراچی کے ان علمی مرکز میں ہے جن پر بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے جو دینی تعلیم کو مروج کرنے میں عظیم کردار ادا کر رہے ہیں، اس دارالعلوم کے قیام اور ترقی میں بڑا حصہ مفتی ظفر علی نعماںی (2) کا ہے۔ جن کی پر خلوص اور شب و روز کی محنت اور لگن نے اس ادارہ کو یہ عظمت بخشی اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر دے آئیں۔ لیکن علامہ ازہری صاحب کا ایثار، ان کا خلوص اور ان کا خون جگر بھی اس میں شامل ہے کسی ادارہ کا قائم کر دینا کوئی بڑا مشکل کام نہیں اس کی بقاء و ترقی جوئے شیر لانے سے کم نہیں؛ اس کے لیے سخت جدوجہد اور بڑی قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ عزم و استقلال حوصلہ اور صبر و قناعت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلاشبہ علامہ ازہری ان مقامات سے بڑی سلامتی اور جوانمردی کے ساتھ گزرے اور اپنے صدق و صفا کا ثبوت فراہم کیا اگر علامہ ازہری تشریف نہ لاتے تو دارالعلوم اتنی جلدی ترقی کی منازل طے نہ کرتا ممکن تھا کہ اس کا وجود بھی غیر یقینی کی حالت میں آ جاتا۔

علامہ ازہری دو مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر بھی رہے اگرچہ وہ قطعاً سیاسی آدمی نہیں ہیں، اور ایک بوریائیں قانع اور دین و دینی تعلیم سے شغف رکھنے والے کو یہ فرصت بھی کہاں کہ وہ پارلیمنٹری سیاست میں حصہ لے، لیکن اپنی بے لوث خدمات، اپنے خلوص، اپنے تقویٰ اور اپنی ایمانداری کی وجہ سے انہیں عوام میں اتنی مقبولیت حاصل ہے کہ پہلے نے ان کا ایکشن خود ہی لڑا اور کامیاب کر دیا اس خصوصیت میں بھی وہ اپنے معاصرین میں متاز ہیں۔

علامہ ازہری اپنے علم و فضل اور تدریس و تعلیم میں بھی ایک اعلیٰ اور امتیازی مقام رکھتے ہیں، علم حدیث میں آپ کو کافی عبور حاصل ہے، طلبہ آپ پڑائیں شارکرتے ہیں آپ کا طریقہ تعلیم طلبہ میں نہایت مقبول ہے۔ آپ دورہ حدیث

(2) مفتی ظفر علی نعماںی حضرت صدر الشریعہ کے بڑے صاحبزادہ مولوی حکیم نسیم الہدی مرحوم کے دادا ہیں، مرحوم کی لڑکی شریف النساء ان کی زوجیت میں ہیں، یہ ایک صاحب فکر و نظر اور عملی خصیت کے مالک ہیں دینی خدمت کا جذبہ ان میں زبردست ہے۔ دارالعلوم امجدیہ کراچی کا قائم اور اس کو ترقی کی اس منزل پر لانا انہیں کی محنت اور جدوجہد کا نتیجہ ہے، آپ ہی کی کوشش سے علامہ ازہری اس دارالعلوم میں تشریف ائے اور کراچی میں قیام پذیر ہوئے، آپ پاکستان کی متعدد ذہبی سماجی و سیاسی اور معاشی انجمنوں کے ممبر ہیں ایوان بالائیں کے ممبر اسلامی نظریاتی کوسل کے ممبر بھی ہیں، آپ نے پاکستان میں سب سے پہلے قرآن پاک نزد الایمان مع تفسیر خزانہ العرفان کے شائع کیا۔ آپ دارالعلوم امجدیہ کے ہاتھم بھی ہیں اور اس وقت مجلس اتحاد ہمین العلماء کے صدر بھی ہیں مسکن الرماز، امانت دار اور بڑی صدردار ہیں۔ معاملات کو سمجھتے ہیں اور بہتر فصلہ لیتے ہیں۔

میں طلبہ کو کتب احادیث کی تلاوت و قراءت ہی نہیں کرتے بلکہ ایک ایک حدیث کی اس کے مفہوم و مطلب کے ساتھ وضاحت و تشریح بیان فرماتے ہیں اور جہاں جہاں مناسب اور ضروری خیال فرماتے ہیں رجال حدیث سے بھی متعارف کرتے ہیں، کس راوی کافی حدیث میں کیا درجہ اور کیا مقام ہے، طلبہ کو اس سے بھی آگاہی بخشنے ہیں آپ کے درس میں طلباً نہ کبھی تھکنے ہیں نہ کبھی بے کیف ہوتے ہیں، ازاول تا آخر یکساں دچپی یکساں لذت علم محسوس کرتے ہیں یہی خصوصیات آپ کو طلبہ میں مقبول و ہر ذلعزیز بنلاتے ہوئے ہیں ایک اور خصوصیت جو آپ کو اپنے معاصرین میں احتیاز بخشتی ہے وہ آپ کا توکل اور غناء نفس ہے، آپ نے اپنے تمام معاملات دینی و دنیوی میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کیا آپ دین کی خدمت میں یکسوئی کے ساتھ مشغول رہے اور جو کچھ وظیفہ ملتار ہا اسی پر قناعت کی، رزق کے حصول میں آپ نے کبھی بے صبری نہیں کی، نہ اہل ثروت سے اپنی غرض کے لیے کوئی ربط قائم کیا، نہ دولت کے حصول کے لیے ادھر ادھر نگاہ ڈالی بڑے صبر و سکون سے اللہ کے دین کی خدمت میں لگے رہے اور جو کچھ بارگاہِ الہی سے ملتار ہا برضا و رغبت اسی پر قناعت کی، اللہ تعالیٰ آپ کی ہر ضرورت کا کفیل ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل سے یہ حصہ عطا فرمایا ہے کہ آپ کو نہ سرمایہ دار اور دولتمند بننے کی تمنا ہوئی اور نہ آپ نے ایسے ذرائع اختیار کیے جو شرعی قبائلتوں کے ساتھ آپ کو مال و دولت سے ہم آغوش کریں، آپ دوبار قومی اسمبلی کے ممبر رہے، اس درمیان میں بڑے بڑے صنعتکاروں، تاجریوں اور سرمایہ داروں سے آپ کا ربط و ضبط رہا، کافی تعداد میں ایسے لوگ آپ کے پاس آتے جاتے تھے لیکن یہ آپ کا سندھیں تقویٰ اور قناعت اور ایثار نفس تھا کہ آپ نے ان سب سے خود کو محفوظ رکھا اور مالدار بننے کی کوئی خواہش اپنے اندر نہ پیدا ہونے دی، آپ جس مکان میں رہتے تھے اسی میں رہتے رہے۔ ذلیک فضل اللہ یعنی
من یشاء

آپ نے اس قول کا عملی نمونہ پیش فرمایا ہے۔

درمیان قدر دریا تختہ بندم کر دہ بازی گوئی کہ دامن ترکمن ہشیار باش (3)

بلاشبہ آپ دریائے مال و منفعت اور دولت و ثروت کے سمندر میں قناعت کے ایک تختہ پر تیرتے رہے، مگر اپنے اس تقویٰ پر خواہشاتِ نفس کے چھینٹے بھی نہ آنے دیئے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو غناء نفس، قناعت صبر و توکل کا ایک مقام عطا فرمایا ہے جو ہر ایک کا نصیب نہیں، آپ نہایت متواضع، خلیق، مہمان نواز، خوش مزاج اور خنده جیسیں ہیں، عالمانہ کمال و جلال کے ساتھ فقر و درد و لشی آپ کی خصوصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی جن نعمتوں سے سرفراز فرمایا ان میں سے ایک عظیم نعمت یہ ہے کہ آپ کی ذات میں ریاء و نفاق نہیں ہے جو آپ کا ظاہر ہے وہی باطن

(3) ترجمہ: تیریا میں ایک تختے پر باندھ کر پھر تو مجھ سے کہتا ہے کہ دامن بھی تر نہ ہو ہوشیار ہوں۔

ہے، عبادت میں، ریاضت اور اوراد و غائب میں، تعلیم و تعلم میں، آپ کی رفتار و گختار میں، نشست و برخاست میں خلوت ہو یا جلوت، ہر حالت میں آپ کے ٹھیکانے میں یکسانیت ملے گی، غاہبر و بالمن کا کوئی تضاد آپ کی زندگی میں نہیں ہے۔ سلسلہ روحانی میں آپ کی بیعت دارادت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان سے ہے، آپ کی عمر مبارک اُس وقت پانچ سال کی ہو گی، آپ کا سلسلہ قادریہ رخوبی ہے، آپ کا نام بھی اعلیٰ حضرت نے یہ عبد المصطفیٰ کے حاجب کہ حضرت صدر الشریعہ نے آپ کا نام ماجد علی رکھا تھا۔ سن شعور کو پہنچ کر جب آپ دریں نکائی سے فارغ ہوئے اور شعر گولی کا ذوق پیدا ہوا آپ نے اپنا تھص ماجد رکھا۔ یہ وہی نام ہے جو آپ کے والدہ مختصر حضرت صدر الشریعہ نے ابتداء آپ کا رکھا تھا۔ شعر گولی میں آپ نے اصنافِ سخن میں صنفِ تعکو اختیار فرمایا۔ آپ کی مشق سخن کا میدان نعت گولی ہے، آپ نے اپنا کوئی دیوان مرتب فرمایا یا نہیں اس کا مجھے علم نہیں البتہ یہ ضرور معلوم ہے کہ آپ نے بہت سی نعمتیں کی ہیں۔ تدریسی مشغله جاری رہنے کی وجہ سے آپ تصانیف کتب کے لئے تو وقت نہیں نکال سکے، جمیعت علماء پاکستان کے صدر بھی رہے، ان مصروفیات نے تصنیف و تالیف کا موقعہ نہیں دیا۔ صرف تفسیر قرآن کریم کی طرف توجہ فرمائی جس میں آپ نے پانچ پاروں کی تفسیر مکمل فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ آپ سے یہ خدمت لے لے اور یہ تفسیر مکمل ہو جائے، آمین۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو نورانی صورت عطا فرمائی ہے، بڑی بڑی غزالی آنکھیں، گول چہرہ تقریباً بلا لی رنگ، قد میانہ، جسم موزوں، لباس شریعت کے مطابق سادہ اور دیدہ زیب، مزاج میں خوش خلقی، آپ کی مجلس باغ و بہار، آپ کی مجلس میں کوئی رنجیدہ دل اور ملوں نہیں ہوتا بلکہ محزون و مغموم اپنا غم بھلا دیتے ہیں، دینی اور دنیاوی لحاظ سے آپ کی مجلس و صحبت کے لیے بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے۔

وہ اپنی ذات میں اک انجمن ہیں

بہت لگتا ہے جی صحبت میں ان کی

یہ ہیں علامہ عبد المصطفیٰ از ہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجد یہ کراچی مقبول عوام و خواص

14 جنوری 1986ء



(2) الحجّ قارئِ رَضَامُ الْمُصْطَفَى

آنکھیں روشن اور پر نور، اوپنی ناک و مکفارم لب، بینا وی چہرہ، کشادہ پیشائی، ہمکا پھلا کا چاق و چوبند جسم اور سیانہ قد، خندہ رو، خندہ جبیں، سانولار گنگ، شکفتہ مزانج اور صاحبہ صدق و صفاء، یہ یہی الحاج قاری مولانا رضام المصطفیٰ۔ آپ صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب بہار شریعت علیہ الرحمہ کے پانچویں صاحبزادے اور علامہ عبدالصطافی ازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی کے برادر خورد، آبائی دلن قصہ گھوی ضلع عظیم گڑھ (انڈیا) اپنا دلن شہر کراچی (پاکستان) 1925ء میں اپنے آبائی دلن میں پیدا ہوئے۔ 1936ء میں دارالعلوم عربیہ حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ (انڈیا) میں حفظ قرآن کیا، آپ کے استاد مولوی حافظ صوفی عبدالرحمیم مرحوم ہی تھے، جو نہایت نیک ترقی اور پاک باز تھے، بڑی مخت اور خلوص کے ساتھ طلبہ کو قرآن حفظ کرتے اور صحت تلفظ کا خیال رکھتے تھے۔ درس نظامیہ کی تعلیم کا آغاز دادوں ہی میں ہو گیا تھا۔ اس وقت حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ دادوں کے مدرسہ میں ہی صدر مدرس اور شیخ الحدیث تھے، آواخر 1943ء میں حضرت صدر الشریعہ نے دادوں چھوڑ دیا، اس کے بعد قاری صاحب نے بریلی، مبارک پور، الہ آباد اور میرٹھ میں علم کی تکمیل کی، الہ آباد مدرسہ بیجانیہ میں تجوید و قرأت حاصل کی، آپ کے مشہور اساتذہ میں حضرت صدر الشریعہ و حافظ ملت مولانا عبدالعزیز، مولانا عبدالرؤف، مولانا عبدالصطافی عظیمی، مولانا سید غلام جیلانی صاحبہ بشیر القاری میرٹھی علیہم الرحمۃ والرضوان اور علامہ عبدالصطافی ازہری ہیں۔

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے سر آدم ہے ہمیں مگن فکا ہے زندگی

قاری صاحب کی زندگی کا اگر مطالعہ کیا جائے تو وہ جہد مسلسل اور عمل و ہم اور اپنی دنیا آپ بنانے کی بہترین تفسیر ہے۔ آپ ابتداء ہی سے سخت جفا کش رہے اور بڑے ہی صبر آزمائی حالات سے دو چار رہے لیکن کسی بھی دشواری اور پریشانی نے آپ کا حوصلہ پست نہ کیا۔ آپ کی والدہ محترمہ مرحومہ کا انتقال ابتدائی عمر میں ہی ہو گیا تھا، آپ نے ہوش سنجھالا تو ماں کی شفقت و رحمت کا کوئی حصہ آپ کو نہ ملا، تعلیم کا آغاز حفظ قرآن سے ہوا جو بڑی ہی مخت طلب ہے اور سخت جدوجہد کی طالب ہے۔ دن ورات کی مخت سے بحمدہ تعالیٰ آپ بہت جلد اس کوشش میں کامیاب ہو گئے اور صرف دس گیارہ سال کی عمر میں آپ کو حفظ قرآن کریم کی عظیم نعمت حاصل ہو گئی۔ پھر آپ درس نظامی کے حصول و تکمیل کی طرف متوجہ ہو گئے اور علم کی طلب اور اس کے حصول میں آپ کو جن دشواریوں اور پریشانیوں سے گزرنا پڑا ان سے آپ مانیوں ہوئے اور نہ حوصلہ ہارا، جدو جهد جاری رہی منزل کی طرف قدم بڑھتے رہے اور عزم دار ادوں کا کارروائی

برابر چلتا رہا، آخر کار منزل سے ہمکنار ہوئے اور درسِ نظامی سے سند فراغت حاصل کی، اس درمیان میں والد محترم حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا سایہ غاظفت بھی اٹھ گیا۔ علامہ ازہری پہلے ہی پاکستان تشریف لے جا چکے تھے، قاری صاحب نے درسِ نظامی سے فراغت کے بعد دارالعلوم سے باہر قدم نکالا تو آپ نے معركہ وجود اور کارگاہ ہستی میں خود کو تنہا پایا بجز جبہ دستار اور سند الفراغ کے اور کوئی آپ کا رفیق اور منس و دمساز نہ تھا لیکن آپ کی ہمت بلند اور عزم جواں تھا۔ علم و عرفان کی شمع ہاتھ میں لئے آپ سب سے پہلے ظلمت و جہالت سے تاریک و سیاہ سرز میں پچھڑواضلع دیوریا میں تشریف لے گئے اور وہاں علم کی روشنی پھیلانے کے لئے ایک چھوٹا سا دینی مدرسہ قائم کیا، اور اسے اپنی محنت و جانشنازی سے بہت جلد ترقی کے راستے پر ڈال دیا، آج وہ ایک بڑا مدرسہ بن گیا ہے جو الہ آباد بورڈ یوپی سے منظور شدہ ہے۔ تقریباً ایک لاکھ روپیہ سالانہ گورنمنٹ سے امداد مل رہی ہے آپ نے پچھڑوا کے لوگوں کا شعور بیدار کیا ان میں علمی ذوق پیدا کیا اور علم حاصل کرنے کی طرف مائل ہوئے اور پچھڑوا علم کی روشنی سے جنم گانے لگا۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے وہاں کے لوگوں کی معاشی اور سماجی خدمات کیں، آج بھی وہاں کے لوگ دینی و دنیاوی دونوں معاملوں میں آپ کے احسان مند ہیں اور آپ کے گیت گاتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک ہی شکل و صورت، ایک ہی رنگ و روب، ایک ہی عقل و فہم، ایک ہی الہیت و صلاحیت اور ایک ہی عادت و خلق پر پیدا نہیں فرمایا۔ وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انسان کی معاشی و معاشرتی اور سیاسی و ذاتی، مقامی و آفاتی، اصلاحی و عرفانی اور روحانی ضرورتیں الگ الگ ہیں یہ وہ ضرورتیں ہیں جن پر انسانی زندگی کی بقا و نشوونما اور ترقی کا دار و مدار ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان کو جدا گانہ شاکله عطا فرمایا۔ جس کے مطابق وہ عمل کرتا ہے قرآن کریم میں فرمایا: (قُلْ كُلُّ يَعْمَلُ عَلَى شَائِكَلَتِهِ) (۱) ہر ایک اپنی الہیت، صلاحیت اپنی استعداد اور قابلیت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جس سے جو کام لینا چاہتا ہے اسی اعتبار سے اس کا شاکله پیدا فرماتا ہے، اور اس میں اسی مناسبت سے قابلیت اور الہیت عطا فرماتا ہے، انہیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں یا اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ یا علماء و دانشوروں ہوں یا اصحاب صنعت و حرفت، اہل سیاست ہوں یا سلطین و اصحاب حکومت، ہر کے را بہر کارے ساختند (۲) کا اصول ہر طبقہ اور ہر فرد میں نظر آئے گا، قاری رضا، المصطفیٰ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک شاکله عطا فرمایا ہے اسی کے مطابق آپ کا عمل جاری ہے۔ آپ نہایت متحرک، فعال، سیما ب پا، جفا کش، طبائع اور ذہن ہیں۔ دینی و ملی خدمات کا جذبہ رکھتے ہیں اور قومی مسائل سے بھی ایک گونہ پچپی ہے۔ قرآن پاک سے آپ کو بے حد شغف ہے اور وقت کے قدر شناس۔ یہ ہے وہ شاکله اور صلاحیتیں جو قدرت نے

(1) ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ سب اپنے کینڈے (طریقے) پر کام کرتے ہیں۔۔۔ (۱۵، سورہ بن اسرائیل: ۸۲)

(2) جو شخص جس کے قابل تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ہوئی ہی صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا۔

آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ اس شاکلہ کے ساتھ جب آپ امامت اور خطابت کے منصب پر فائز ہوئے تو آپ نے اس کی ذمہ داریوں کو بوجہ احسن ادا کیا، آپ کے مقتدی آپ سے مطمئن اور مسرور اور آپ ان میں مقبول و ہر لعزمیز 1958 سے آپ نیو میمن مسجد بولشن مارکیٹ کراچی میں یہ خدمت انجام دے رہے ہیں اور آپ کی مقبولیت روزافزوں ہے۔ حکام، افسران، تجارت اور جملہ خواص و عوام آپ کا احترام کرتے ہیں یا آپ کے اخلاص عمل کی دلیل ہے۔

آپ نے دارالعلوم امجدیہ کراچی میں 1958 سے 1983 تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ اسی درمیان میں آپ نے ایک نئے ادارہ کی بنیاد قائم کی جو دارالعلوم نوریہ رضویہ کے نام سے معروف ہے، کہکشاں میں آپ نے اس کی شاندار عمارت تعمیر کرائی نہایت خوبصورت اور جدید رہائشی تقاضوں کو پورا کرنے والی یہ عمارت فی الحال دو منزلہ ہے، تاکہ علم دین حاصل کرنے والے طلبہ زندگی کے جدید تقاضوں سے نا آشنا رہیں اور اپنی زندگی میں احساسِ کتری کا شانہ نہ بنیں، اسی کے ساتھ ایک خوبصورت مسجد بھی زیر تعمیر ہے جو ہر مسلمان کی ایک لازمی و بنیادی ضرورت ہے، یہ درس گاہ 1981 میں تعمیر ہوئی، قاری صاحب اس کے میمنونگ مرشی بھی ہیں اور اس میں اپنے مخصوص انداز میں تعلیم بھی دیتے ہیں، عربی زبان آپ ڈائریکٹ میئھڈ سے پڑھاتے ہیں، جس سے مختنی طلباء بہت جلد باصلاحیت ہو جاتے ہیں، قاعدہ خواں بچوں کا تلفظ صحیح کرنے میں آپ کو کمال حاصل ہے، چند ہی دنوں میں آپ قرآن پڑھنے والے بچوں میں اتنا شعور پیدا کر دیتے ہیں کہ وہ آسانی بہت جلد قرآن پاک ختم کر لیتے ہیں اور صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن پڑھنے لگتے ہیں۔

قرآن پاک سے آپ کا شغف

آپ حافظ قرآن مجید بھی ہیں، آپ کا شمار جید حفاظ و قراءہ میں ہے۔ قرآن پاک کا ورد کرنے میں بھی آپ نے اپنا ایک مخصوص طریقہ اپنایا ہے، آپ روزانہ ہی ورد کرتے ہیں، آپ کے ورد کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ قرآن پاک کو براۓ تلاوت تین حصوں میں تقسیم کر لیتے ہیں اور ہر ٹکٹ سے ترتیب دار روزانہ ایک ایک پارہ تلاوت کرتے ہیں۔ قرآن شریف پڑھانے کا بھی آپ کو بہت زیادہ شوق ہے اس طرح آپ اس فضیلت کے حامل ہیں جس کے متعلق حدیث میں فرمایا: خَيْرٌ كُمْ مَنْ تَعْلَمَ الْقُرْآنَ وَعَلَمَهُ (3) تم میں سے سب سے بہتر قرآن سیکھنے اور سکھانے والا ہے۔

1957 میں اشاعت و طباعت قرآن پاک کے لئے ایک مکتبہ قائم ہوا جو مکتبہ رضویہ آرام باغ کے نام سے متعارف ہے۔ اس مکتبہ کا جملہ انتظام و النصرام آپ کی ذمہ داری ہے۔ اس مکتبہ سے آپ نے بہت بڑی تعداد میں

قرآن پاک کی طباعت کرائی اب تک تیس ہزار کی تعداد میں قرآن پاک آپ نے رفاؤ عام کے لیے بلا قیمت تقسیم کر اچھے ہیں اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اسی مکتبہ سے آپ نے قرآن پاک معہ ترجمہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کنز الایمان و تفسیر نصیحی موسوم پڑزاں العرفان ہزاروں کی تعداد میں طبع کر کے شائع کیا۔ جس سے امت مسلمہ کو عظیم دینی فائدہ حاصل ہوا، اس کی طباعت میں آپ ہر بار نئے نئے افادات کا اضافہ کرتے ہیں، مثلاً تلاوت قرآن کے قواعد، فضائل قرآن، مسائل تلاوت قرآن، تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ وغیرہ، اس قسم کے افادات مقدمہ اشاعت و طباعت میں بیان کرتے ہیں تاکہ امت مسلمہ کی رغبت مزید ہو۔ اس مکتبہ کو آپ نے دینی خدمت کے لئے وقف کر دیا ہے اور اس سے ایسی کتابیں شائع کرتے ہیں جس سے ملت بیضاء کے عوام و خواص کو زیادہ سے زیادہ دینی فائدے پہنچیں۔ اسی مکتبہ سے آپ بہار شریعت کامل شائع کر رہے ہیں، اور اسی مکتبہ سے امام الفقہ مجدد دین و ملت، فقیہ الزماں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی معرکۃ الاراء و بے مثال تصنیف فتاویٰ رضوی شائع کی اور اس کی اشاعت برابر جاری ہے، تذکیرہ نفس اور روحانی سکون حاصل کرنے والوں کے لئے نیز اپنے دینی و دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے آپ نے مجموعہ وظائف بھی شائع کیا ہے جو بہت بڑی تعداد میں بلا قیمت تقسیم کرتے ہیں۔

آپ وقت کے بہت بڑے قدر شاس ہیں۔ اپنا زیادہ تر وقت تو دین کی خدمت میں صرف کرتے ہیں اور بقیہ اپنی ذاتی، خاندانی اور معاشرتی جائز ضرورتوں میں، آپ کا نظام الاوقات کچھ اس طرح ہے، علی لصحح ائمہ ضروریات سے فارغ ہو کر نماز فجر پڑھانا، کچھ تلاوت کرنا، بعدہ، ناشتہ سے فارغ ہو کر فراؤ دار العلوم نوریہ رضویہ کلفشن جانا وہاں تعلیم دینا اور اس کا انتظام دیکھنا، ساڑھے بارہ بجے وہاں سے روانہ ہو کر ایک بجے تک نیویمن مسجد پنج کر امامت کا فرض انجام دینا، نماز سے فراغت کے معا بعد مکتبہ رضویہ آرام باغ چلا جانا اور وہاں قرآن پاک اور دینی کتب کی اشاعت و طباعت سے متعلق کام دیکھنا، وہاں سے آکر نماز عصر پڑھانا، عصر و مغرب کے درمیان اپنے کمرہ میں قیام رکھتے ہیں، اور منصب قاضی نکاح سے متعلق امور کی انجام دہی کرتے ہیں اور بعد نماز مغرب مابین مغرب و عشاء بھی فرائض انجام دیتے ہیں، عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور رات کا ایک حصہ خانگی امور اور اعزہ سے ملاقات میں صرف کرتے ہیں، آپ اپنے وقت کی کتنی قدر کرتے ہیں اور اسے کس طرح کار آمد بناتے ہیں اس کا اندازہ آپ اس طرح سے لگا سکتے ہیں کہ گھر سے دارالعلوم نوریہ جانے تک راستہ میں اور وہاں سے واپسی میں، پھر مکتبہ رضویہ جانے اور آنے میں راستہ میں جو وقت ملتا ہے اس میں آپ طبع کی جانے والی کتابوں کی تصحیح کرتے ہیں اس طرح یہ وقت بھی بے کار امور میں ضائع نہیں ہونے دیتے۔ ان عظیم مشاغل اور مصروفیتوں کے باوجود آپ جماعت قراء

پاکستان کے صدر بھی ہیں یہ ذمہ داری 1980ء سے آپ کے پاس ہے اور آپ پوری توجہ اور للہیت کے ساتھ قراءت کے ملکی اور بین الاقوامی مقابلوں میں شریک ہوتے ہیں اور ان اجتماعات کی صدارت کے فرائض انجام دیتے ہیں، قومی و ملکی مسائل سے دلچسپی اور وطن کی خدمت کے جذبہ نے آپ کو آمادہ کیا کہ آپ جماعت اہل سنت پاکستان کے نائب صدر ہونے کا منصب قبول کر لیں۔ بین الاقوامی جماعت درلہ اسلام کمشن کراچی شاخ کی ذمہ داریاں آپ کے سپرد ہیں۔ اس کا دفتر بھی آرام باغ میں مکتبہ رضویہ کے ساتھ ساتھ ہے آپ کی ذہانت و ذکاوت طبع کا تینیں اس طرح سے کیا جاسکتا ہے آپ واقف ہفت زبان ہیں، اردو تو آپ کی مادری زبان ہے، عربی ادب و دیگر علوم عربیہ کی آپ نے دس سال تعلیم حاصل کی، عربی و فارسی میں آپ بلا تکلف کلام کر لیتے ہیں۔ پنجابی، سندھی، پشتو، ان کے ساتھ گجراتی اور بنگالی میں بات کر لیتے ہیں۔ بلاشبہ قدرت نے آپ کو عظیم صلاحیتوں سے نوازا ہے اور اپنی بے شمار نعمتیں بھی عطا کی ہیں، اخلاص للہیت کے ساتھ شگفتہ مزاجی کی نعمت بھی آپ کو مبدع فیاضی سے عطا ہوئی ہے، احباب کے ساتھ حسن سلوک شرعاً ایک محمود صفت ہیں اور آپ اسی سے متصف ہیں، آپ کے دو صاحبزادے ہیں: مصطفیٰ انور مصطفیٰ سرور اول الذکر لندن میں انجینئر ہیں اور چھوٹے صاحبزادے حافظ مولوی مصطفیٰ سرور کو آپ نے اولاً حفظ قرآن کرایا اور پھر درس نظامیہ کی تکمیل کرائی اور ان کو دین کی خدمت کے لیے وقف کر دیا، مولوی حافظ مصطفیٰ سرور بھی نہایت سعادت مند اور فرمانبردار فرزند ہیں، اپنے والدِ محترم کے اشاروں پر چلتے ہیں اور والدین کی خدمت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، مکتبہ رضویہ سے دین کی تبلیغ و تعلیم سے متعلق جو کتابیں شائع ہوتی ہیں ان سب کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے اور انہیں دین کی خدمت کی توفیق والہیت عطا فرمائے۔ (آمين)

قاری صاحب اب تک آٹھ مرتبہ حج بیت اللہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اور نو مرتبہ عمرہ ادا کر چکے ہیں۔ اس طرح آپ سترہ بار زیارت بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ مبارک سے فیوضِ روحانی حاصل کرتے رہے۔ میری دعا ہے کہ رب کریم روف و رحیم انہیں دنیا و آخرت کی سعادتیں اور نعمتیں عطا فرمائے ان کی زندگی میں برکتیں دے اور امت مسلمہ کے لیے انہیں مفید اور باعث برکت بنائے۔

آمین بِحَمْدِ النَّبِيِّ الْأَعْظَمِ الْكَرِيمِ عَلَيْهِ الْوُفُّ التَّعْلِيقَةُ وَالتَّسْلِيمُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ
وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ وَآلِهِ وَاصْحَّابِهِ أَجْمَعِينَ۔

7 جنوری 1989ء



مؤلف کتاب

نوٹ: ڈاکٹر مولانا غلام سعیجی انجمن بستوی استاد شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے یہ مضمون بعنوان مولانا سید ظہیر احمد زیدی، ایک تعارف تحریر فرمایا جس میں مصنف سے متعلق اپنے تاثرات، تجربات اور مشاہدات مختصر انداز میں بیان کیے ہیں، ان کی خواہش پر اس کو شائع کیا جا رہا ہے، قارئین کرام دعا ہے خیر فرمائیں۔

فروری 1926ء میں جب شعبہ اسلامیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے نصاب کی تشکیل ہو رہی تھی تو اس میں ملک کے جن عجھر علماء کو دعوت دی گئی تھی ان میں نواب صدر یار جنگ، مولانا حبیب الرحمن خاں شیروالی، مولانا سید سلیمان اشرف صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مولانا مناظر احسن گیلانی استاذ دینیہ حیدر آباد، مولانا عبدالعزیز امیم یراجکوٹی صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مولانا سید سلیمان ندوی کے علاوہ حضرت صدر الشریعہ مولانا حکیم امجد علی اعظمی بھی تھے۔ (معارف فروری 1926ء ص 2 مرتبہ سید سلیمان ندوی)

صدر الشریعہ نے اس اجلاس میں جب شرکت کی تھی تو ان دونوں دارالعلوم معینیہ اجمیر میں عہدہ صدارت پر مأمور تھے، پھر بریلی شریف آکر تدریسی خدمات میں مصروف ہوئے، وہاں تقریباً تین سال کا ہی عرصہ گزرا ہو گا کہ 1936ء میں نواب حاجی غلام محمد خاں شیروالی رئیس ریاست دادوں مرحوم کی دعوت پر بحیثیت صدر مدرس دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ تشریف لائے، دادوں اس زمانے میں مذہبی علوم کی ترویج و اشتاعت میں نمایاں کردار ادا کر رہا تھا۔ علی گڑھ کے علاوہ دوسرے کئی اضلاع میں اس کی شہرت پھیل چکی تھی، اقصائے عالم سے تشنگان علوم کا وہاں جھنمگھا ہو گیا تھا، جن لوگوں نے حضرت صدر الشریعہ کے علمی پنچھت سے سیرابی حاصل کی وہ اپنے زمانے کے تشنگان علوم کے لیے ابرکرم ثابت ہوئے اُن ہی علمی پیاس بجھانے والوں میں مولانا مسیم الدین امرود ہوی مرحوم، مولانا مفتی محمد خلیل خاں مرحوم مارہروی اور وقت کے دوسرے اجلہ علمائے کرام کے علاوہ مولانا سید ظہیر احمد زیدی بھی تھے۔

مولانا سید ظہیر احمد زیدی نبی شرافت، علمی وجاہت اور جسمانی شکل و شباہت میں اپنی مثال آپ ہیں، خاندانی اعتبار سے ان کا پایہ بہت بلند ہے، والد کے توئیط سے ان کا تعلق مظفر گر کے سادات بارہہ (۱) اور پھر ان سے ہوتے

ہوئے زید شہید بن امام زین العابدین علی بن مسیم بن علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جانتا ہے جب کہ ماں کی نسبت سے ان کا سلسلہ سید شاہ کمال الدین ترمذی نزیل ہنسی خناب سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ جاتا ہے، شاہ کمال الدین ترمذی علیہ الرحمہ اپنے زمانے کے جلیل القدر بزرگ تھے، آج بھی ان کا مزار اقدس مرچن امام ہے، حضرت زید شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت سے سید صاحب اپنے نام کے ساتھ زیدی لکھتے ہیں۔ سادات بارہہ میں سے کچھ بزرگ منصور پور ضلع مظفر ٹگر یونی سے ترک وطن کر کے تگیوہ ضلع بجنور میں آبے، سید ظہیر احمد کی ولادت 1339ھ یا 1920ء میں عالی جناب سید داوم علی زیدی مرحوم کے گھر ہوئی، خاندان متذمین پاک باز تھا اس لئے گھر والوں نے بچے کو حصول علم دین کی طرف رکاویا، پہلے تو انہوں نے مسجد کفرتوڑ اور مدرسہ قاسمیہ تگیوہ بجنور ہی میں درس لیا۔ 1935ء میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مدرسہ حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ سے دا بستہ ہو گئے اور ایسا دا بستہ ہوئے کہ پھر ہمیشہ کے لیے علی گڑھ ہی کے ہو کر رہ گئے دارالعلوم حافظیہ کا نصاب تعلیم دس سال کا تھا مگر سید صاحب نے اسے آٹھ ہی سال میں مکمل کر لیا۔ دوران تعلیم دوبار دہری ترقی ملی اور اس طرح درس نظامی کی تکمیل کی، صدر الشریعہ اور دیگر اساتذہ دارالعلوم سے اکتساب فیض کیا اور 1943ء میں سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔

مولانا سید ظہیر احمد زیدی دوران تعلیم دادوں میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ صدر الشریعہ کی خدمت میں گزارتے جس کے سبب صدر الشریعہ سے انہیں ایک روحاںی تعلق ہو گیا تھا۔ صدر الشریعہ خود بھی سید صاحب سے بہت پیار و محبت فرماتے تھے، اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ مولانا سید ظہیر احمد زیدی صدر الشریعہ کے آخری دور کے ارشد تلامذہ میں سے

ایک دوسرا قیاس یہ بھی ہے کہ ان سادات میں سے کچھ لوگ مذہبی عقیدہ کی بناء پر اثناء عشری شیعہ ہیں، یعنی بارہ اماموں کے ماتنے والے ہیں اس لیے یہ لوگ سادات بارہ کھلانے جو بعد میں کثرتاً استعمال کے باعث سادات بارہہ مشہور ہو گیا۔ (سید سلیمان علی خان سادات بارہہ کا تاریخی جائزہ ص ۱۲ و ۱۳ء ۱۹۸۰ء)

садات بارہہ کے پہلے بزرگ جو ہندوستان آئے وہ سید عبداللہ الحسن ابوالفرح الواسطی ۵۵۰ھ ہیں۔ ہوا بیوی کہ سلطان محمود غزنوی جب آخری بارہہ ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو مذکورہ الصدر بزرگ سے اس فوج میں شرکت کے لئے کہا چنانچہ وہ اپنے چار صاحبزادگان سمیت اس فوج میں شریک ہو گئے، جب ہندوستان فتح ہو گیا تو سلطان محمود نے شاہزادہ کامیابی پر مسرور ہو کر اور ان کی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے سر ہند اور کل انور کا علاقہ انہیں بطور انعام جا گیر کی صورت میں عطا کیا، سید عبداللہ خود تو سلطان کے ہمراہ واسط طے گئے مگر ان کے صاحبزادے ہندوستان رہ گئے۔ پھر انہیں میں سے کچھ لوگ آکر مظفر ٹگر میں آبے موجودہ سادات بارہہ انہیں کی نسل سے ہیں۔ انہیں میں سے ایک بزرگ امیر سید ابوالمظفر جنہیں نواب خاں سے شہرت حاصل تھی، شاہجهہاں کے دور حکومت میں اہم منصب پر فائز تھے انہوں نے اپنا طن منصور پور کو قرار دیا۔ آج بھی ان کا مقبرہ منصور پور ضلع مظفر ٹگر میں ہے، سید ظہیر احمد زیدی صاحب انہیں کی اولاد میں سے ہیں۔

ہیں تو بے جانہ ہو گا۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جس کا اعتراف صدر الشریعہ نے خود کیا ہے۔ فرماتے ہیں: محرم 1362ھ میں فقیر نے چند طلبہ خصوصاً عزیزی مولوی معین الدین صاحب امر و ہوی و عزیزی مولوی سید ظہیر احمد صاحب نگینوی و نبی مولوی حافظ قاری محبوب رضا خاں صاحب بریلوی و عزیزی مولوی محمد خلیل مارہروی کے اصرار پر شرح معانی الآثار معروف بہ طحاوی شریف کا تحسیلیہ شروع کیا گیا۔ (مولانا احمد علی، بہار شریعت، 17:102) (مطبوعہ لاہور)

مولانا سید ظہیر احمد زیدی فراخخت کے بعد دو سال مدرسہ عربیہ خدام الصوفیہ گجرات پنجاب میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے ان دنوں اس ادارہ میں مدرس اول حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ پھر ایک سال کے لیے مدرسہ عربیہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلوی چلے آئے اور مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ محدث پاکستان، مولانا وقار الدین پیلی بھٹتی حال مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی کے ساتھ تدریسی فرائض انجام دینے لگے۔ ستمبر 1947ء سے ان کا تعلق مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ہو گیا جہاں وہ عبد اللہ کالج میں پہلے پکھرارہے پھر 1954ء میں اسی یونیورسٹی کے سٹی ہائی اسکول میں دینیات کے استاد مقرر ہوئے اور 1984ء تک انتہائی ذمہ داری کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد سکدوش ہو گئے، اس طرح بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ سید صاحب زندگی کے جس مرحلے پر ہیں بچپن سے لے کر اب تک عمر کا بیشتر حصہ دین سکھنے اور سکھانے میں بسرا ہے۔

علی گڑھ کالج اور اسکول میں جن طلباء نے ان سے دینیات پڑھی ان کی فہرست موجب تطولیل ہونے کے ساتھ ساتھ وقت طلب بھی ہے، البتہ مدارس عربیہ میں جن لوگوں نے ان سے اکتساب فیض کیا ہے ان میں درج ذیل حضرات کافی مشہور ہوئے

(1) مولانا تحسین رضا خاں بریلوی شیخ الحدیث مدرسہ نوریہ بریلوی شریف

(2) مولانا سعیدین رضا خاں بریلوی مقیم حال مدھ پردوش

(3) مولوی معین الدین بانی مدرسہ نوریہ غوثیہ فیصل آباد پاکستان

(4) مولانا عبد القادر شہید گجراتی ثم فیصل آبادی

(5) مولانا مفتی لطف اللہ خطیب جامع مسجد متحررا

(6) مولانا مظہر ربانی صاحب باندہ

مولانا سید ظہیر احمد زیدی وعظ و تبلیغ میں بھی اپنی یگانگت برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ کا حقہ تبلیغی خدمات اس زمانے میں تونہ کر سکے جب ان کا یونیورسٹی سے تعلق رہا لیکن تدریسی ذمہ داریوں سے سکدوش ہونے کے بعد بڑے بڑے سیرت کے جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت ہونے لگی، وعظ و تبلیغ میں ان کا لب ولہجہ شستہ ہوتا ہے، ایک ایک بات

دلائل کی روشنی میں سمجھا کر کہنے کی عادت ہے، بے جا الفاظ کا استعمال ان کے لیے یہاں ہرگز نہیں، فتویٰ کی زبان بولتے اور لکھتے بھی ہیں اسی وجہ سے شاید ان کی تقریروں سے عوام سے زیادہ خواص کا طبقہ لطف انداز ہوتا ہے، بہر حال مولانا کا انداز منفرد ویگانہ ہے، عبرت آمیز فصیحت انگلیز اور سبق آموز مقررین میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ مولانا سید ظہیر احمد زیدی کی تحریری صلاحیتوں کا اندازہ زیر نظر کتاب سے با آسانی کر سکتے ہیں، اس کتاب سے جہاں ان کے قلم کی شکلی اور نپے تلے الفاظ کی بندش کا اندازہ ہوتا ہے وہیں مولانا کی علوم مروجہ و متداولہ میں فقہ سے دلچسپی اور لگاؤ کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے۔ فقہ اور اس کے اصول و قواعد سے متعلق کچھ رسائی بھی زیب قرطاس بنے ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد مقالات و مضمایں بھی رسائل و جرائد میں چھپ کر ارباب فکر و نظر سے خارج تحسین حاصل کوچکے ہیں، مقالات کی فہرست تو دستیاب نہ ہو سکی، البتہ مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب و رسائل کی فہرست جن سے ان کی وقت نظر اور وسعت مطالعہ کا پناہ چلتا ہے یہ ہے:

- (۱) رسالہ مسلم پرنل لامطبوعہ فروری ۱۹۷۲ھ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ
- (۲) مسلم تاریخ تمدن غیر مطبوعہ
- (۳) بہار شریعت کتاب الوصایا انسوان حصہ
- (۴) رسالہ الحج غیر مطبوعہ
- (۵) رسالہ القواعد الفقهیہ والاصول الکلیۃ

مولانا ظہیر احمد صاحب کو زبان و ادب سے گہرا ربط ہے، اردو، فارسی ہو یا عربی انھیں تمام زبانوں پر یکساں قدرت حاصل ہے ان تینوں زبانوں میں مشق سخن کرتے رہتے ہیں، شاعری کا تخلص سید اختیار فرماتے ہیں۔ مولانا کوئی باضابطہ صاحب دیوان شاعر تو نہیں البتہ اردو، فارسی اور عربی نعمتوں کا ایک اچھا خاصاً ذخیرہ جمع ہو چکا ہے۔ درج ذیل اشعار ان کی سخن گسترشی اور سخن سنجی کی بین دلیل ہیں۔

إِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ لَا كَفَرَ شَدَّا إِذْنُ	فَوَاللَّهُ لَا يَمْتَلِّ عُمُرُكَ سَاعَةً
بِإِنْكَ تَبَغِي دَائِمًا لَا تُبَايِعُ (۲)	لَقَدْ بَعْثَتْ خَيْرًا بِالْمَعَاصِي وَتَحْسَبْ

جَعَلْنَا فِي الْخَلَائِقِ خَيْرًا بَعْثَ فِينَا حَبَّةَ خَبْرَا

(۲) ترجمہ اللہ کی قسم تجھے ایک لمحے کی مہلت نہیں ملے گی، جب اللہ کا حکم آجائے تو مصالب و آلام آپنچھے ہیں، نیکوں کے ساتھ ساتھ تو نے گناہوں کے ذمہ رکاویے اور تیراخیاں ہے کہ تو ہمیشہ زندہ رہے گا مرے گا نہیں۔

حَفِظْنَا مِنْ عَدُوٍّ تَأْخُذُهُ
نَصَرْنِي مِنْ مَعَارِضِي نَصْرًا (3)

أَسْرِي بِكَسْبِيَانَةَ
أَجْلِي بِكَبْرِيَانَةَ
قَدْ أَنْزَلْ قُرْآنَةَ
إِسْمَاعِيلَ كَلَّتَنَا (4)

رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي مُسْتَجِيْرٌ
وَأَنْتَ يَرْجِيْهُ اللَّهُ شَهِيْرٌ
نَدِيْمِي لَا تَخْفِيْهُ مِنْ شَرِّ عَادٍ
أَكَافِيْهُ حَضْرَةَ الرَّبِّ سَمِيْرٌ (5)

فَأَكُرِمْنِي بِلُطْفِكَ يَا حَبِيْبِي
أَنَا مِنْ أَفْقَرِ النَّاسِ حَقِيْرٌ (6)

عِرْفَانٌ وَوَصْلٌ وَجَامٌ وَشَرَابٌ	مُحَمَّدٌ أَسْتَحِيْرٌ
ذُو الْفَضْلِ وَالْكَمَالِ خَطَابٌ مُحَمَّدٌ أَسْتَ	
دِيدِمْ هَرَارْ بَارْ وَ لَيْكِنْ تَوَالْ نَهْ دِيدْ	
صَدِ جَلْوَهَ كَمَالٌ نَقَابٌ مُحَمَّدٌ أَسْتَ	
سَيْدَ پَنَاهَ دَامَنْ مُحَبُّوبٌ حَقْ بَحُو	
حَقَّا كَهْبَ لِي امْتِيَابٌ مُحَمَّدٌ أَسْتَ (7)	

(3) ترجمہ: ہمیں تمام امور میں بہترین امت بنایا، ہم میں اپنا محبوب پیغمبر مبعوث فرمایا، ہمیں ہمارے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا، مصائب دلائل میں ہماری مدد و نصرت کی۔

(4) ترجمہ: اللہ عز وجل نے آپ کو سیر کرائی، اور آپ کے ذریعے اپنی برہان کو واضح کیا، آپ پر اپنا قرآن نازل فرمایا، اے حبیب ہماری فریاد سنئے، ہماری فریاد رسی کجھے۔

(5) ترجمہ: یا رسول اللہ امیں پناہ کا طلبگار ہوں۔ اور آپ رحمۃ للعائنین کے لقب سے مشہور ہیں، اے میرے دوست اشمن کے شر سے خوفزدہ نہ ہو، میں بارگاوا الہی میں شب کو مناجات کرنے والا ہوں۔

(6) ترجمہ: اے میرے حبیب (علیہ الصلوٰۃ والتسیم) اپنے اطف و کرم سے میری عزت افزائی کجھے، میں محتاج ترین لوگوں میں سے حریر ہوں۔

(7) ترجمہ: عِرْفَانٌ وَوَصْلٌ وَجَامٌ وَشَرَابٌ عَشْتَ مُحَمَّدٌ عَرَبِیٌّ ہیں، ذُو الْفَضْلِ وَالْكَمَالِ آپ صَلَی اللَّهُ تَعَالَیٰ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمَ کا لقب ہے، میں نے ہزار بار دیکھا مگر نہ دیکھ سکا، زیغِ مصطفیٰ میں سینکڑوں جلوہ کمال پہاں ہیں۔ سید محبوب خدا کے دامن میں پناہ تلاش کر، بے شکر حب لی اشتکپتے کی ہمت محمد صَلَی اللَّهُ تَعَالَیٰ عَلَیْہِ وَآلِہ وَسَلَّمَ ہی کوئے۔

بہار وصل ساماں بود شب جائے کہ من بودم
کجا ہستی کجا مستی کجا ہنگامہ آرائی
جمال یار مہماں بود شب جائے کہ من بودم
نشاط روئے تاہاں بود شب جائے کہ من بودم (8)

کچھ اس اداء سے وہ سرتاج مہوشان گزرے
مہک رہی ہیں فضا بھیں جہاں جہاں گزرے
کہاں کہاں تجھے پایا کہاں کہاں گزرے

تو نہ ہو تو بزم سخن نہ ہو، تو نہ ہو تو رنگ چمن نہ ہو
تو ہی روح بزم وجود ہے تو ہی تسری جلوہ ذات ہے
تو خیاں کن فکاں ترا نور حسن کہاں نہیں

اللہ کا احسان ہو آدم کی صدا ہو
کلیوں کا تبسم ہو عنا دل کی نوا ہو
پھر تو مری تقدیر میں جنت کی ہوا ہو
موئی کی تمنا کہوں عینی اکی بشارت
تم رحمت باری ہو صدا باد بہاری
مل جائے جو سید گوتے در کی حضوری

1/1 پریل 1980ء میں جب میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں حصول علم کی غرض سے حاضر ہوا تو ان دنوں سید صاحب یونیورسٹی میں استاد تھے، میری ان سے پہلی ملاقات ان کے دولت کدہ بیت السادات تھب گرامی ڈاکٹر محب الحق کی معیت میں ہوئی، میں موصوف کا ممنون کرم ہوں کہ انہوں نے علی گڑھ کے آخری ایام میں ایسے معزز اور مخلص لوگوں سے تعلقات پیدا کر دیئے جن کی شخصیت آج بھی ہمارے لئے ابر کرم اور ترقی درجات کے لیے مشعل راہ ہیں، اگرچہ میں ان دنوں علی گڑھ کے لیے بالکل نیا تھا علی گڑھ کا ہر ذرہ میرے لئے اجنبی تھا، مگر سید صاحب اور ان جیسے دوسرے کرم فرماؤں کی عنایات و نوازشات اس طرح ہوئیں کہ چند ہی دنوں میں اس دیوار کے ہر کوچے اور ہر ذرے سے محبت کی بو آنے لگی۔

سید صاحب سے قربت اس لیے بھی ہوئی کہ اس دور کے چند مخلص طلباء نے ایک باوقار سنجیدہ تنظیم بنائی جس کا نام

(8) ترجمہ: زندگی میری آنکھ پر نازل تھی، آج شب میں جہاں تھا۔ ساماں وصل سے لطف اندوز ہوا ہوں آج شب میں جہاں تھا۔

اس سے وجود کہاں کیفیت جنوں کہاں وجد و بے خودی کہاں، جمال یار مہماں تھا آج شب میں جہاں تھا۔ بڑی پرسکون و آرکش والی جگہ تھی جہاں سے خوار تھا، روئے تاہاں کی شادمانی تھی آج شب میں جہاں تھا۔

مرکز تعلیمات اسلامیہ کھا گیا جس کے اغراض و مقاصد میں دو باتیں بڑی اہم تھیں ایک تو ہفتہ وار قرآن و حدیث کی تعلیم اور دوسرے ایک موقر سہ ماہی جریدہ تعلیمات کا اجراء۔

میرے علی گڑھ آنے کے بعد اس تنظیم کی تشکیل جدید ہوئی اور اس مجلہ کا مدیر معاون مجھے بنایا گیا، جب کہ ادارت کی ذمہ داری تاجدار مارہرہ حسن میاں کے فرزند ارجمند سید محمد امین کے پرود کی گئی اور اسی نشست میں حکیم خلیل احمد جائسی اور سید صاحبجہ کو علی الترتیب مرلي و مرشد نامزد کیا گیا۔ اگرچہ کچھ اسباب کی بناء پر تنظیم تو کامیاب نہ ہو سکی مگر ملاقات کا سلسلہ کبھی نہیں ٹوٹا اس طویل ملاقات میں میں نے انہیں ہمدرد اور کہتر نواز، مہمان نواز پایا۔

سید صاحب کی وجیہہ اور پروقار شخصیت کی بناء پر حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں اور حضرت مولانا خیاء الدین مدفنی علیہما الرحمہ نے شرف خلافت سے نوازا جب کہ ججۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیعت و ارادت کے ذریعے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے سے وابستہ کر لیا۔ سید ظہیر احمد زیدی صاحب صوری اور معنوی دونوں حسن سے مزین ہیں، صاف و شفاف نورانی چہرہ، سفید داڑھی جس سے بزرگی کے آثار نمایاں، چمکتی دور نہیں آنکھیں، موزوں قد، بڑے مشکلات کی گریں کھولنے والی چھوٹی چھوٹی انگلیاں مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ نبی شرافت، علمی و جاہت اور جسمانی شکل و شباہت ہر اعتبار سے سید ظہیر احمد زیدی منفرد و نمایاں ہیں اور حدیث مبارکہ **إِبْتَغُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوهِ** (۹) کا مصدقہ ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ سید صاحب کے حسن و جمال میں مزید نکھار پیدا کر دے، اور اس کی نورانیت سے لوگوں کے دلوں کو منور و روشن کرے۔

آمین، بخاہ حبیبیہ سید المرسلین و علی آلہ و آٹھا بیہ الطیبین و الطاهرین۔



مقدمہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ امَا بَعْدُ:

بہار شریعت کا انیسوال حصہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، رب تبارک و تعالیٰ قبول فرمائے اور میرے لئے اس کو ذخیرہ آخرت بنائے، آمین۔ فقیر وقت مصنف بہار شریعت ابوالعلیٰ صدر الشریعہ حضرت مولانا الحاج امجد علی علیہ الرحمۃ والرضوان نے مکمل فقہ خلقی کو عام فہم اردو زبان میں منتقل کرنے کا جو عظیم الشان کارنامہ انجام دیا اس کی نہ ماضی میں کوئی مثال ہے اور نہ مستقبل میں کوئی ایسی امید، حضرت مدوح علیہ الرحمۃ کا مقصد یہ تھا کہ بر صغیر کے مسلمان اپنے دین کے مسائل سے بہ سہولت مستفید ہو جائیں، حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ اخلاص فکر و عمل کے ساتھ ارادہ رکھتے تھے کہ جملہ ابواب فقہ سے ضروری اور روزمرہ پیش آنے والے مسائل سے متعلق مفتی بہ شرعی احکام اردو زبان میں بیان فرمادیں۔ ان کی حیات مبارکہ میں کتاب بہار شریعت کے سترہ حصے مرتب ہو کر طبع ہو چکے تھے کہ آپ مقام ابتلاء و آزمائش سے گزرے، **بِحَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَوْدَّتِهِ وَبَيْثِرِ الصَّدِيقِينَ**۔ (۱) سے سرفراز ہوئے، جیسا کہ مقریبین بارگاہ کا طرہ امتیاز ہے، اس وقت تک بہار شریعت کے سترہ حصے مکمل ہو چکے تھے صرف حدود و قصاص، وصایا اور میراث میں تین حصے اور تصنیف ہونا باقی تھے کہ موائع پیش آگئے، حضرت نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ بقیہ یہ تین حصے میرے تلامذہ مکمل کریں گے، چنانچہ دو ۲ حصے حضرت علامہ عبدالمحضی ازہری شیخ الحدیث اور حضرت مولانا مفتی وقار الدین صاحب دارالعلوم امجدیہ کراچی وقاری محبوب رضا خاں صاحب وقاری رضا، المصطفیٰ صاحب خطیب نیویمن مسجد بلوش مارکیٹ کراچی نے تالیف فرمادیئے، یعنی اٹھارہواں حصہ کتاب الحدود و قصاص میں اور بیسوال حصہ کتاب المیراث میں، باقی رہا انیسوال حصہ کتاب الوصایا، اس کی تالیف و ترتیب اس ناجیز کے حصے میں آئی، اس سلسلے میں بہ خلوص قلب شکر گزار ہوں اپنے استاذزادہ مولانا الحاج قاری رضا المصطفیٰ زاد شرفہ کا کہ ان کے پیغم اصرار اور تعاون نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں یہ سعادت و فضیلت حاصل کروں۔ **جَزَّا اللّٰهُ تَعَالٰى خَيْرَ الْجَزَّا فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ** ترتیب کے لحاظ سے اگرچہ بیسوال حصہ آخری حصہ ہے جو مسائل میراث میں ہے، لیکن تالیف کے اعتبار سے انیسوال حصہ آخری ہے جو سب سے آخر میں اس ناجیز نے مرتب کیا ہے۔ یہ حصہ مسائل وصیت میں ہے، اس میں 450 مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ وصیت کے مسائل بھی اپنی جگہ بڑی اہمیت رکھتے ہیں، شریعت مطہرہ نے وصیت کو بڑی اہمیت دی ہے اور بعض

(۱) ترجمہ کنز الایمان: اور خوشخبری سنان صبر والوں کو۔ (پ ۲، البقرہ: ۱۵۵)

شرح بہار شریعت (حصہ نو اور دهم)

مکالمت پر اسے ضروری اور واجب قرار دیا جائے



وصیت کی اہمیت و افادیت:

شریعت میں اس کی اہمیت یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس شخص کو جو وصیت کر کے وفات کر گیا تھی، شہید اور عامل بالستہ فرمایا اور اسکی مغفرت کی بشارت دی۔ (۱) اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: تیرا اپنے درثا کو غمی چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں محتاج چھوڑے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا سکیں۔ (۲) اس سے معلوم ہوا کہ اپنے مفلس و نادار غیر وارث کے لیے وصیت کرنی چاہئے تاکہ انہیں بھی مال کا ایک حصہ مل جائے اور ان کی غربت و ناداری اور افلاس دور ہو اور وہ ایک باعزت زندگی گزار سکیں اور خود وصیت کرنے والوں کو تقویٰ و شہادت اور مغفرت کا مقام مل جائے، ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کی مغفرت ہو جائے، اور شہادت کا درجہ مل جائے اور یہ بات بھی اس کے لیے کس درجہ عزت، اجر اور نیک نامی کی ہے کہ اس کے غیر وارث اعزٰزہ غیروں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر ذلیل و رسوانہ ہوں اور معاشرہ میں آبرو مندانہ زندگی بسر کریں۔

۱) سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب الحجت علی الوصیة، الحدیث: ۲۷۰۱، ج ۳، ص ۳۰۳۔

حضرت جابر سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اچھی وصیت پر مرا لے دو دین کے راستے اور سنت پر مرا اور تقویٰ و شہادت کی سوت مرا اور بخشنا ہوا مرا ۲۱۔ (ابن ماجہ)

یتم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ مرتبے وقت اپنے مال کا کچھ حصہ فقراء پر یا کسی کا رخیر میں لگانے کی وصیت کر گیا، یا کسی دینی ادارہ میں لگانے کی وصیت کر گیا۔

۲۔ سنبھل سے مراد رضاۓ الہی کا راستہ ہے اور سنت سے مراد اچھا طریقہ ہے یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضور انور کا مال بعد وفات را خدا میں خرچ ہوا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مال کی وصیت نہ فرمائی، پہلے فرمادیا تھا کہ ہمارا مال بعد وفات صدقہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض نیک عمل بظاہر معمولی تر ہیں مگر ان کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے، زیکھو بعد موت مال را خدا میں خرچ کرنا معمولی کام ہے کہ وہ انسان اب مال سے بے نیاز ہو چکا مگر اس پر بھی اتنا بڑا ثواب ملا، ایسے درجے کا مستحق ہوا اس لیے صوفیاء فرماتے ہیں کہ معمولی نیکی کو بھی ہمکانہ جانو، کبھی ایک گھونٹ پانی جان بچالیتا ہے اور معمولی گناہ کرنہ لو کہ کبھی چھوٹی چنگاری گھر جلا دیتی ہے۔ خیال رہے کہ یہاں شہادت سے مراد حکمی شہادت ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکلۃ المصالح، ج ۳، ص ۶۶۹)

۱) صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب ان یترک و رہنمہ، ... راجع، الحدیث ۲۷۲۲، ج ۲، ص ۲۳۲۔

وصیت کی افادیت

(۱) یہ ہے کہ متوفی کے ایسے اعزہ جو وارثوں میں شامل نہیں ہیں مگر نادار اور حاجتمند ہیں، ان کو اس کے مال سے نفع پہنچے اور کسپ معاش کے لئے سہارا مل جائے، جیسے وہ بچہ جس کے باپ کا انتقال اس کے دادا کی حیات میں ہو گیا اور دادا کا انتقال بعد میں ہوا اور دادا نے وارثوں میں بینا بھی چھوڑا تو بچہ محروم ہو جائے گا۔ اس کے لیے دادا کو انتقال سے پہلے وصیت کرنا چاہیے۔

(۲) ایسے پڑوی یا احباب یا دیگر حضرات جو نہ رشتہ دار ہیں اور نہ وارث گرستہ احتیاج و تنگدستی اور پریشانی میں ہیں ان کو متوفی وصیت کے ذریعے اپنے مال کے ایک حصہ کا مالک بنادے اور اس طرح ان کی مدد ہو جائے۔

(۳) متوفی اگر مدرسہ، مسجد، سرائے، قبرستان یا دیگر امور خیر اپنی موت کے بعد بھی کرنا چاہتا ہے اور وہ رفاه عامہ اور خدمتِ خلق کے کام انجام دینا چاہے تو بذریعہ وصیت اپنے مال کا ایک حصہ ان کی انجام دہی کے لیے مقرر کر دے، لیکن شریعت نے متوفی کو درثاء کی موجودگی میں اپنے تمام مال کی وصیت کرنے کی اجازت نہیں دی کہ اس سے وارثوں کو ضرر پہنچتا ہے، اور ان کا حق ضائع ہوتا ہے، قرآن پاک میں یعنی بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُؤْطَى إِلَهًا أُوَدَّيْنَ ۝ غَيْرَ مُضَارٌ^(۱) فرمایا ہے کہ وصیت تو کرو مگر وارثوں کو نقصان پہنچا کر نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: جو شخص اپنے وارث کی میراث کا ٹے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث کو کاٹے گا۔^(۲)

(۱) ترجمہ کنز الایمان: میت کی وصیت اور دین کا کمال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو۔ (پ ۲، النساء: ۱۲۰)

(۲) سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب الحیف فی الوصیة، الحدیث: ۲۷۰۳، ج ۲، ص ۳۰۳۔

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اپنے وارث کو اس کی میراث سے محروم کرے اے تو اللہ کیا۔

حکیم الامت کے مدنی پھول
اپنے وارث کو میراث سے محروم کرنے کی بہت صورتیں ہیں: کسی کو وصیت کرنا کہ ورثہ کا حصہ کم ہو جائے، کسی کے لیے قرض کا جھوٹ اقرار کر لینا تاکہ وارث کے حصے کم ہوں، بھروسی کو طلاق دے دینا تاکہ وہ وارث نہ ہو سکے، اپنا کل مال کسی کو دے جانا تاکہ وارثوں کو

شریعت اسلامیہ نہ یہ اجازت دیتی ہے کہ وارث کو اس کی میراث سے محروم کر دیا جائے، نہ یہ گوارا کرتی ہے کہ اہل ژوٹ اپنے غیر وارث اعزہ کو متناجی و ناداری کی حالت میں چھوڑ کر وفات پائیں، بلکہ ایسے محتاج غیر وارث اعزہ

کچھ نہ ملے، کسی وارث کو قتل کر دینا تاکہ میراث نہ پاسکے یا اپنے بچے کا انکار کر دینا کہ یہ بچہ میرا ہے یہی نہیں تاکہ میراث نہ پاسکے، ابھی زندگی میں سارا مال برہاد کر دینا تاکہ وارثوں کے لیے کچھ نہ بچے دغیرہ، بعض اپنے کسی بیٹے کو عاق کر دیتے ہیں یا کہہ دیتے ہیں کہ ہماری میراث سے اسے کچھ نہ دیا جائے یہ شخص بے کار ہے اس سے وہ وارث محروم نہ ہو گا۔ میراث سے محروم کرنے والی چیز مسلمان کے لیے صرف تین ہیں: غلام ہوتا، قتل، اختلاف دین، ان کے سوا کسی اور وجہ سے محروم نہیں ہو سکتی۔

۲۔ جو چیز بغیر عقد اور بغیر مشقت کے ملے اسے میراث کہہ دیتے ہیں، یہاں یہی مراد ہے۔ نیز ہر جنتی جنت میں اپنا حصہ بھی لے گا اور کافر کے جنتی حصہ پر قبضہ کر لے گا، اس لحاظ سے بھی اسے میراث کہہ دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ ایسے خالم کو جنت سے محروم کر دے گا۔ محرومی سے مراد ہے اولاً داخلہ سے محروم کردے گا ورنہ ہر مسلمان خواہ کتنا ہی گنہگار ہو گا آخر کار جنت میں داخل ہو گا جیسے اس شخص نے اپنے منتظر وارث کو محروم کر دیا ایسے ہی اسے جنت کا انتظار کرنے کے بعد جب قیامت میں اسے جنت کا سخت انتظار ہو گا اسے محروم کر دیا جائے گا، بہر حال یہ جرم بدترین ہے رب تعالیٰ ظلم سے بچنے کی توفیق دے۔ (مراۃ النانجیح شرح مشکوۃ المصالح، ج ۳، ص ۱۷۸)

وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانا

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مردی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے نزد و رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانا کیرہ گناہوں میں سے ہے۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہی آیت مبارکہ حلاوت فرمائی: **تِلْكَ حُذْوَذُ اللَّهِ يَعْنِي يَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ كی حدیث: ۲۲۹، ج ۳، ص ۱۷۸**

پس دو جہاں کے تابوئر، سلطانِ بحر و برسلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ صراحت فرمادی کہ وصیت میں نقصان پہنچانا کیرہ گناہ ہے اور ذکورہ آیت مبارکہ کالانا اس پر گواہ ہے، اسی لئے ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت اور دیگر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کے کیرہ گناہ ہونے کی صراحت فرمائی ہے۔

شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک و مختار بیاذن پروردگار عز و جل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ عز و جل کی فرض کردہ میراث کا لی اللہ عز و جل جنت سے اس کی میراث کاٹ دے گا۔

(کنز العمال، کتاب الفرائض، قسم الاقوال، الفصل الاول فی فضل الاقوال، الحدیث: ۳۰۳۹، ج ۱۱، ص ۵)

وصیت کے ذریعے نقصان پہنچانے کی ایک صورت:

وصیت کے ذریعے نقصان پہنچانے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اپنے بچوں وغیرہ پر ایسے شخص کو پرورش کے لئے مقرر کرنے کی وصیت کرے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ یہ شخص ان کا مال کھالے گایا صحیح طریقے سے تصرف نہ کرنے کی وجہ سے ان کے مال کو ضائع کر دیتے گا۔ میری کردہ یہ باتیں ان روحاحدیث مبارکہ سے لی گئی ہیں:

کے لیے وصیت کے ذریعے اپنے مال کا ایک حصہ ان کو پہنچا دیں۔ مسلمان اگر شریعت مطہرہ کے احکام کے مطابق وصیت کے طریقے کو اپنا سمجھ تو اس سے عظیم فائدے اور فیض و برکات حاصل ہوں، اور دشمنانِ اسلام نے بیٹھے کی موجودگی میں تیتم پوتے کے محروم الارث ہونے پر شریعتِ اسلامیہ کے خلاف جو طوفان بدتریزی اٹھایا اور آج بھی اٹھایا جاتا ہے وہ نہ اٹھا سکتے، اگرچہ اس کا مدلل و معقول جواب بارہا دیا جا چکا ہے، لیکن مخالفینِ اسلام، اسلام دشمنی میں شرپھیلانے سے نہیں تھکتے، ان کا مقصد حق و صداقت کو سمجھنا نہیں بلکہ اسلام کو بدنام کرنا ہے، اگر مسلمان بذریعہ وصیت

پہلی حدیث مبارکہ کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح روایت کیا ہے: آدمی 70 برس تک جنتیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے پھر اپنی وصیت میں انصاف سے کام لیتا ہے تو اس کا خاتمہ برے عمل پر ہوتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور کوئی آدمی 70 برس تک جہنمیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے پھر اپنی وصیت میں انصاف سے کام لیتا ہے تو اس کا خاتمہ اچھے عمل پر ہوتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الوصایا، باب الحیف فی الوصیة، الحدیث: ۲۷۰۳، ص ۲۷۳۹)
دوسری حدیث پاک کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے: جو اپنے وارث کی میراث سے بھاگے کا اللہ عزوجل بروز قیامت جنت سے اس کی میراث کاٹ دے گا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الوصایا، باب الحیف فی الوصیة، الحدیث: ۲۷۰۳، ص ۲۷۳۹)

پہلی حدیث پاک کی تائید حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی یہ حدیث پاک بھی کرتی ہے جسے امام البودا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما روایت کیا ہے کہ،

حسن اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجوں، محبوب رب اکبر عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مردیا عورت 70 برس تک اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کرتے ہیں، پھر جب ان کی موت کا وقت آتا ہے تو وصیت میں نصان پہنچاتے ہیں تو ان کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ پھر حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَمَنْ يَعْدُ وَصِيَّةً تُؤْصُنَ بِهَا أُوْذِنٌ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُؤْرُثُ كُلَّهُ أَوْ امْرَأٌ أَوْ لَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلٍّ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الشَّرْسُ
فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شَرٌ كَاءِفٌ إِنَّ الْقُلُبَيْنِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُؤْطَى بِهَا أُوْذِنٌ غَيْرَ مُضَارٍ وَصِيَّةٌ مِنْ اللَّهِ وَاللَّهُ
عَلَيْهِمْ حَلِيمٌ (12) تلک حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُذْكَرُ لَهُ جَنَّتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ خَلِيلُنَّ فِيهَا وَذِلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (13)

ترجمہ کنز الایمان: وصیت کی وصیت اور وصیت نکال کر جس میں اس نے نصان نہ پہنچایا ہو یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا ہے یہ اللہ کی حدیث ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے سچے نہریں روایا ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔ (پ 4، النساء: 12-13)

(جامع الترمذی، ابواب الوصایا، باب ما جاء فی الفرار فی الوصیة، الحدیث: ۲۱۱۷، ص ۱۸۶۳ سبعین بدلہ تین)

تیم اور محروم الارث پوتے کو اپنی حیثیت کی مناسبت سے مال کا ایک حصہ دیا کرتے تو مفترضین اسلام کو یہ ایک عمل جواب بھی ہوتا، وہ عند اللہ ماجور بھی ہوتے اور ایک بہتر معاشرہ بھی وجود میں آتا۔



وصیت کا طریقہ

مغربی اقوام میں بھی رائج ہے، اگرچہ وہ اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں، ان کی اپنی خواہشات کے مطابق ہے۔ اسی لیے اس کا نام بھی Will جس کے معنی ہیں خواہشعام طور سے وہاں لوگ مرنے سے بہت پہلے Will لکھ چھوڑتے ہیں لیکن اس ول Will اور وصیت میں بزرگ دست فرق ہے، وصیت اسلامی احکام کے مطابق ہوتی ہے اور ول Will اپنی خواہشات نفس کے مطابق، ول لکھتے والا قطعاً یہ نہیں سوچتا کہ وہ جو کچھ لکھ رہا ہے وہ اخلاقی اقدار کے مطابق ہے یا نہیں، اس سے معاشرہ میں فلاج و بہبود آئے گی یا تباہی و بر بادی، اس کا واحد مقصد یہ ہوتا ہے کہ میرا مال میرے مرنے کے بعد بھی صرف میری خواہش کے مطابق خرچ کیا جائے اس میں وہ اچھے بُرے، جائز و ناجائز اور حرام و حلال میں کوئی فرق نہیں کرتا، جب کہ اسلام نے وصیت کرنے والے کو کچھ ہدایات دی ہیں اور وصیت کا مقصد معاشرہ کی فلاج اور اعمال خیر کا اجراء مقرر کیا ہے۔ اسی لیے اس نے معصیت کے کاموں کے لیے اور معاشرے کو بگاؤ نے والی چیزوں کے لیے وصیت کرنے کی اجازت نہیں دی۔

نا انصافی ہوگی اگر میں الحاج مولانا قاضی عبدالرحیم، (۱) مفتی آستانہ رضویہ رضا گر محلہ سودا گران بریلی کا شکریہ نہ ادا کروں، عزیز موصوف نے اپنا بیش قیمت وقت خالصتاً لوجه اللہ تعالیٰ اس کتاب پر نظر ثانی کرنے کے لئے دیا، ان کے اس تعاون سے میں اس قابل ہو سکا کہ اس میں مندرجہ مسائل کے لیے کتب فقہ کے حوالوں میں اضافہ کروں جس نے کتاب کے اعتبار و استناد میں اضافہ کیا ہے۔ موصوف ایک صاحب نظر اور ذہین عالم ہیں، فقہ میں بصیرت رکھتے ہیں،

(۱) قاضی عبدالرحیم صدیقی موضع جگجو تحصیل ذور یا سمجھ پر گنہ رسول پور ضلع بستی کے ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ ۱۹۵۴ء میں اپنے آبائی دلیں میں پیدا ہوئے، مذل پاس کرنے کے بعد عربی کی ابتدائی تعلیم دارالعلوم فضل رحمانیہ بھپڑا بازار ضلع دیور یا میں مولانا رضاۓ المصطفیٰ پر حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ آخر میں ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۰ء تک مدرسہ اسلامیہ عربیہ محلہ اندر کوٹ میرٹھ میں عالم شہیر امام الخو حضرت مولانا سید غلام جیلانی سہوانی ثم میرٹھ کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم عربیہ کی تکمیل اور ۱۹۶۱ء سے مرکزی دارالاوقافہ محلہ سودا گران بریلی میں زیر تربیت و تکرانی حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ افقاء نویسی کی خدمت ۱۹۶۹ء تک انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد آج تک اکیس سال ہوئے جا رہے ہیں آپ اسی مرکزی دارالاوقافہ سے افقاء نویسی کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اکیس سال میں آپ نے ہر قسم کے فتوے تحریر کئے ہیں۔ ہندوستان کے مفتیان کرام میں فی الوقت آپ غالباً سب سے کہنہ مشق اور صاحب تحریر مفتی ہیں۔

آپ کے پاس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قلمی حاشیہ جدا المتأر ہے، جو رد الحجات پر تحریر فرمایا گیا ہے، اس کے حوالے بھی اس کتاب میں ملیں گے، اللہ تعالیٰ موصوف کے علم، عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور ان سے اپنے دین کی خدمت لے۔ آمین۔ اسی کے ساتھ عزیز گرامی قدر مولوی عطاء المصطفیٰ زاد علمہ مدرس دارالعلوم امجدیہ کراچی بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کا اصل سے مقابلہ کرنے میں مدد وی، جس سے نقل میں جو اغلاط تھے وہ صحیح ہو گئے۔ موصوف ایک باشرع، صالح، سعادت مند اور با ادب عالم دین ہیں۔ حضرت صدر الشریعہ صاحب بہار شریعت کے پوتے ہیں اور خدمتِ دین کرنے کا با اخلاص جذبہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل صالح میں ترقی عطا فرمائے اور ان کی عمر میں برکت دے آمین۔

آخر میں اللہ جل و علاتبار ک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے اس عاجز و حقیر بندے کی اس خدمت کو قبولیت عطا فرمائے اور میرے لئے اسے ذخیرہ آخرت بنائے اور دین کی خدمت کرنے کی مزید توفیق والہیت عطا فرمائے۔ آمین۔

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ وَعَلَى أَلِهٖ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.
الْفَقِيرُ إِلَى اللَّهِ وَالصَّمَدُ

ظہیر احمد زیدی غفرلہ ولوالدیہ

جمادی الاولی 1409ھ

مطابق 5 جنوری 1986ء



وصیت کا بیان

وصیت کرنا قرآن مجید اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

(يُوصِّيْكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلَّذِنَّ كَرِيمُ مِثْلُ حَيْثُ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنْتِ نِسَاءً فَوَقَ الْمُنْتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلَّةً مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا الْتِضْفُ وَلَا يَبُوِيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ هِمَا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرَثَةُ أَبُوْهُ فَلِأُمِّهِ الْثُلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُؤْوِضُّيْهَا أَوْ دَيْنِ أَبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَنْدُوْنَ أَيْمَنَهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فِيْرِضَةٌ مِنَ اللَّهِ وَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْهَا حَكِيمًا ﴿١١﴾) (1)

ترجمہ اس کا یہ ہے اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں میٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگر چہ دو سے اپر، تو ان کو ترکہ کی دو تھائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا، اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا حصہ اگر میت کے اولاد ہو، پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑتے تو ماں کا تھائی حصہ، پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ، بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور بعد دین کے، تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا، یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے پیشک اللہ علیم والا ہے۔

قرآن مجید کے چوتھے بارے میں سورہ نساء کے اس دوسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے وصیت کا ذکر چار مرتبہ فرمایا جس میں تقسیم و راثت کو ادائیگی وصیت اور ادائیگی قرض کے بعد رکھا اسی رکوع کی آخری آیات سے کچھ پہلے فرمایا:

(وَمِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُؤْوِضُّيْهَا أَوْ دَيْنِ غَيْرِ مُضَارٍ وَصِيَّةٌ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَلِيمٌ ﴿١٢﴾) (2)

میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو، یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علیم والا حلم والا

ہے۔

اور فرماتا ہے:

(1) پ 4، النساء: 11.

(2) پ 4، النساء: 12.

(رَأَيْهَا الَّذِينَ أَمْنُوا شَهَادَةً بَيْنَنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَئْتَ لَهُ الْمَوْتُ حِينَ الْمُصِيَّةُ أُثْنَيْنِ دَوَاعَنْدِلٍ
مِنْ كُمْ أَوْ أَخْزِنٍ مِنْ سَعْيِرٍ كُفَّرٌ إِنَّ أَنْتُمْ ضَرَبْنَتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَنَتُمْ مُصِيَّةَ الْمَوْتِ) (۳)

یعنی اے ایمان والو! تمہاری آپس کی کوئی، جب تم میں ای کوہوت آئے، وہیت لرتے رہتے، تم میں سے جو شخص ہیں یا غیروں میں کے درجہ بتم ملک میں سفر کو جاؤ پھر تمیں موت کا حادثہ پہنچے۔



احادیث وصیت

حدیث 1: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کے پاس وصیت کے قابل کوئی شے ہو اور وہ بلا تأخیر اس میں اپنی وصیت تحریر نہ کر دے۔⁽¹⁾

حدیث 2: صحیح بخاری و صحیح مسلم سعد بن ابی و قاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، وہ فرماتے ہیں کہ میں فتح کہ کے سال اس قدر بیمار ہوا کہ موت کے قریب ہو گیا تو میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیادت فرمانے کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے پاس کثیر مال ہے اور میری بیٹی کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں (اصحاب فرانش میں سے) تو کیا میں اپنے کل مال کی وصیت کر دوں، آپ نے جواب ارشاد فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: تو کیا دو شکست کی وصیت کر دوں، آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: تو کیا آدھے مال کی، آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا کہ کیا تھا مال کی وصیت کر دوں، آپ نے فرمایا: تھا مال اور تھا مال بہت ہے۔ تیرا اپنے ورثاء کو غنی چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں محتاج چھوڑے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا کیں اور

(1) صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا... راجح، الحدیث: 2738، ج 2، ص 230.

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ یہ معرف بھی ہو سکتا ہے مجہول بھی، شیخ نے مجہول پڑھا ہے اور مرقات نے دونوں طرح لاکن وصیت کی قید اس لیے لگائی کہ جس مال کی وصیت ہی نہیں ہو سکتی اس کا حکم یہ نہیں، قابل میراث مال کی وصیت ہو سکتی ہے دوسرے کی نہیں، قرض، امانت، وقف مالوں میں میراث جاری نہیں ہوتی لہذا ان کی وصیت بھی نہیں ہوتی، نبی کا مال قابل میراث نہیں تو قابل وصیت بھی نہیں۔ جو لوگ حضرت علی کو حصی رسول مانتے ہیں باسیں معنی کہ حضور انور نے آپ کو اپنے مال یا خلافت کی وصیت فرمائی وہ بہت ہی نادان ہیں، ہر مسلمان وصی رسول ہے، سرکار نے ہر شخص کو تقویٰ اور پرہیز گاری کی وصیت فرمائی ہے کہ فرمایا: "أَوْصِنِيْكُمْ بِتَقْوَىِ اللَّهِ"۔

۲۔ اگر یہ حکم وجوبی ہے تو منسوخ ہے کہ اب میراث کے احکام آپکے اور اگر استحبابی ہے تو اب بھی باقی ہے، واقعی جو وصیت کرنا چاہیے وہ بغیر وصیت کیے ایک رات بھی نہ گزارے، کیا خبر موت کہاں اور کب آئے، نیز وصیت لکھ کرے بلکہ آج کل رجسٹری کرادے کہ زبانی وصیتیں بدلتی ہیں، ہاں ادائے قرض اور ادائے امانت کی وصیت اب بھی واجب ہے جب کہ ان قرضوں اور امانتوں کی کسی کو خبر نہ ہو۔

بلا شہہ تو اللہ کی رضا جوئی کے لئے کچھ خرچ نہیں کریا مگر یہ کہ تمہے اس کا اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ لفظہ جو تو اپنی بیوی کے موئھہ میں اٹھا کر رکھے۔ (2)

(2) مفتکۃ المصالح، کتاب الفرائض والوصایا، باب الوصایا، الحدیث: 3071، ج 1، ص 566.

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہر یہار کی مراجع پر سی فرماتے تھے، اس سلسلہ میں آپ کے پاس بھی تشریف لے گئے۔ آشْفَقِيْتُ شِفَاءً سے بنا بمعنی کنارہ، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ قِنْ النَّارِ"۔ اس کا استعمال اکثر مصیبت و تکلیف کے موقعہ پر ہوتا ہے۔ آشْفَقِيْتُ کے معنی ہوئے میں کنارہ موت پر بچنے گیا۔

۲۔ یہاں وارث سے مراد ذی فرض وارث ہے یعنی سوائے میری بیٹی کے اور کوئی ذی فرض وارث نہیں عصہ وارث بہت ہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ وارث سے مراد کمزور وارث ہیں جن کے صالح ہونے کا اندیشہ ہو کیونکہ آپ کے ذی فرض وارث بھی کئی تھے۔ (مرقات و اشعر)

۳۔ کہ سارا مال فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیا جائے یا کسی کار خیر میں لگادیا جائے میں وغیرہ کسی وارث کو کچھ نہ ملے کیونکہ یہ سب اللہ کے حکم سے غنی ہیں۔

۴۔ پہلا آنفلوڈ یا منصوب ہے یا مرفع کہ وہ یا فاعل ہے یا مبتدا، جس کا فعل یا خبر مذکوف ہے یا مفعول ہے اور دوسرا آنفلوڈ مرفع ہی ہے کہ وہ مبتدا ہے جس کی خبر کثیر۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے والا مرتبے وقت صرف تہائی کی وصیت کر سکتا ہے زیادہ کی نہیں اور اگر زیادہ کی کر بھی گیا تو جاری نہ ہوگی، یہ بھی معلوم ہوا کہ تہائی سے بھی کم کی وصیت کرنا بہتر ہے کہ حضور انور نے تہائی کو بھی زیادہ فرمایا۔

۵۔ اس سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت سعد کے بہت وارث تھے ذی فرض صرف بیٹی تھی اور بعض وارث فقراء بھی تھے مالدار نہ تھے، یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اپنے عزیزوں سے سلوک کرنا غیروں سے سلوک کرنے سے افضل ہے کہ وصیت میں غیروں سے سلوک ہے میراث میں اپنوں سے سلوک۔ خیال رہے کہ ان تذریمیں ان شرطیہ ہے اور خبر سے پہلے لھو پوشیدہ ہے، خیر اس لھو کی خبر ہے۔

۶۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اپنی موت کے بعد وارثین کا بھیک مانگتے پھر تا اپنی ذلت کا باعث ہے اور قبر میں روحانی تکلیف کا بھی ذریعہ۔ یعنی تم وصیت کیوں کرتے ہو حصول ثواب کے لیے اور میراث جو وارثوں کو پہنچے گی اگر اس میں تم رضائے الہی کی نیت کرو کہ اپنے عزیزوں کو اپنا مال پہنچا رہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے جب بھی تم کو ثواب ملے گا بلکہ زیادہ ملے گا، لہذا وصیت تہائی ہے بھی کم کی کرو۔ اس حدیث سے بہت مسائل معلوم ہوئے: مال جمع کرنا درست ہے اور مرتبے وقت تک اسے پاس رکھنا مباح، تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نافذ نہیں ہوتی، اللہ کی راہ میں خرچ کرنا باعث ثواب ہے۔ جب مباح میں نیت خیر کر لی جائے تو مستحب بن جاتا ہے، مؤمن کی نیت عمل سے افضل ہے، ویکھو بیوی کے منہ میں لقدمہ دینا خوشی و محبت کے وقت ہوتا ہے جس میں عبادت کا احتال بھی نہیں مگر اس پر بھی رب کا وعدہ ہے اپنے وارثوں سے عدل و انصاف کرنا ضروری ہے۔ (مرقات) (مراۃ الناجی شرح مشکوۃ المصالح، ج ۲، ص ۲۶۵)

حدیث 3: امام ترمذی نے حضرت سعد بن ابی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری بیماری میں عیادت کے لئے تشریف لائے آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے وصیت کر دی؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: کتنے مال کی وصیت کی؟ میں نے عرض کیا: راہ خدا میں اپنے کل مال کی، آپ نے فرمایا: اپنی اولاد کے لئے کیا چھوڑا؟ میں نے عرض کیا: وہ لوگ اغذیا یعنی صاحب مال ہیں، آپ نے فرمایا: دسویں حصہ کی وصیت کرو۔ تو میں برابر کم کرتا رہا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: ثلث مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کرو اور شش مال (یعنی تہائی مال) بہت ہے۔ (3)

حدیث 4: ابو داؤد اور ابن ماجہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے سنا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق عطا فرمادیا پس وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں۔ (4) ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ مزید ہیں کہ بچے

(3) جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الوصیة بالثلث... راجح، الحدیث: 977، ج 2، ص 292.

(4) سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب لا وصیة لوارث، الحدیث: 2713، ج 3، ص 310.

حکیم الامت کے مدفن پھول

۱۔ ظاہر یہ ہے کہ اس خطبہ سے مراد حج کا خطبہ ہے جو آپ نے عرفات میں دیا اور ہو سکا ہے کہ کوئی اور خطبہ مراد ہو۔

۲۔ آیات میراث آنے سے پہلے اہل قرابت کے لیے وصیت کرنا از روئے قرآن فرض تھی کہ رب نے فرمایا: "كُفَّبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَخَدَ كُفْرَ الْمُؤْمِنِ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَلِيدَيْنِ وَالْأَقْرَبَيْنِ"۔ آیات میراث ہے یہ فرضیت منسوب ہو گئی مگر جواز وصیت کا نسخ اس حدیث سے ہوا کہ اب جسے ایک پائی میراث لے اس کے لیے وصیت نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوا کہ قرآن کا نسخ حدیث سے جائز بلکہ واقع ہے۔

۳۔ بیوی اور لوگوں کو فراش کہا جاتا ہے کیونکہ اسے اپنے خاوند اور مولیٰ کے بستر پر لیٹنے کا حق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کی لوگوں یا بیوی کے بچے کے متعلق کوئی اجنیہ شخص کہے کہ یہ بچہ میرا ہے تو اس کی بات نہ مانی جائے گی۔ بچہ اس عورت کے خاوند یا مالک کا ہو گا، ہاں اس کہنے والے کو زنا کی مزادی جائے گی کہ اس نے زنا کا اقرار کر لیا۔ مجرم سے مراد رجم ہے اور اگر یہ شخص اس قول سے توبہ کر لے تو بھی اسے حد قذف لگھے گی یعنی پا کردا من عورت کو تہمت لگانے کی مزادی۔

۴۔ اس جملہ کے کئی معنے ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ اگر اس نے زنا کا جھوٹا اقرار کیا ہے اور ہم نے مزادی دی تو ہم مجرم نہیں۔ دوسرے یہ کہ زنا کی مزادی کے بعد بھی زانی کی بخشش تھیں نہیں، رب چاہے تو معاف کرے۔ تیسرا یہ کہ جن گناہوں کی شریعت میں مزادی ہے ان کا حساب اللہ کے ہاں ہے۔ (مرقات، لعات)

۵۔ منقطع وہ روایت ہے جس میں تابعی سے پہلے کوئی راوی رہ گیا ہو یا راوی کا نام نہ مذکور ہو بلکہ رجل یا شیخ کہہ دیا گیا ہو کیونکہ ۔۔۔

عورت کا ہے اور زانی کے لئے سگساری، اور ان را حساب اللہ پر ہے۔ (۵) دارقطنی کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا: وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں مگر یہ کہ ورش چاہیں۔ (۶)

حدیث ۵: امام ترمذی، ابو داود، ابن ماجہ اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مرد و عورت اللہ جل جلالہ کی اطاعت و فرمانبرداری سائھو سال (لبے زمانہ) تک کرتے رہیں پھر ان کا وقت موت قریب آجائے اور وصیت میں ضرر پہنچا سکیں تو ان کے لئے دوزخ کی آگ واجب ہوتی ہے، پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت تلاوت فرمائی۔

(وَمِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُؤْطَىٰ لَهَا أُوْدَنْ غَيْرٌ مُضَارٌ اللَّهُ تَعَالَىٰ كَيْمَ وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ) تک۔ (۷)

حدیث ۶: ابن ماجہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

مجہول شل مendum کے ہے۔ (مرقات)

۱۔ یعنی وارث کے لیے وصیت جائز نہ ہونا دوسرے وارثوں کے حق کی وجہ سے تھا اگر وہی اس کو جائز کر دیں تو جائز ہے، لیکن مسئلہ تمام آئندہ کے ہاں ہے اگرچہ اس کی ایک اسناد منقطع ہے مگر چونکہ دوسری اسناد میں متصل بھی ہیں اس لیے یہ حدیث صحیح ہے۔

(مراۃ الناجی شرح مشکوۃ المصالح، ج ۲، ص ۲۶۷)

(۵) جامع الترمذی، کتاب الوصایا، باب ما جاء لاصحیہ لوارث، الحدیث: 2127، ج 4، ص 42.

(۶) سنن الدارقطنی، کتاب الفرائض...، ج ۴، الحدیث: 4104، ج 4، ص 112.

(۷) جامع الترمذی، کتاب الوصایا، باب ما جاء فی الضرار فی الوصیہ، الحدیث: 2124، ج 4، ص 41.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہاں سائھو سال سے مراد بڑی مدت ہے خواہ اس سے زیادہ ہو یا کم۔ سائھو تجدید کے لیے بلکہ بخشندر کے لیے ہے اور موت آنے سے مراد موت کے علامات نہ دار ہونا ہیں درست خاص موت آجائے پر بولنا مشکل ہو جاتا ہے، وصیت کرنا یا وصیت میں نقصان پہنچانا کیسا۔

۲۔ وصیت میں نقصان پہنچانے کی چند صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اپنے وارثوں کو نقصان پہنچانے کی نیت سے وصیت کر جائے کہ تھائی مال وصیت میں نکل جائے تو وارثوں کے حصے کم ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ تالاقی اور برے لوگوں کو وصیت کر جائے، اپنا تھائی مال کسی بدمعاش کو دے جائے تاکہ وہ وارثوں کے ساتھ رہ کر انہیں بُلگ کرے۔ تیسرا یہ کہ پہلے وصیت کی تھی پھر مرتے وقت وصیت سے رجوع کرے یا اس میں کچھ ترمیم کرے تاکہ وصیت والے کو نقصان ہو۔ غرضکہ فی الوصیہ کی فی یا بعین ب ہے یا اپنے ہی معنی میں ہے۔

۳۔ یعنی دوزخ کا مستحق ہو جاتا ہے، رہا دوزخ میں جانا یہ رب تعالیٰ کی مرضی پر ہے یہاں وجب استحقاق کا ہے نہ کہ دخول کا۔ (مرقات)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ نے اس میں جو لفظ غیر مضرار ہے اس سے دلیل پکڑی، یہاں آیت میں مضرار م فاعل ہے یعنی مرنے والے نے وصیت میں کسی کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔ (مراۃ الناجی شرح مشکوۃ المصالح، ج ۲، ص ۲۶۸)

ارشاد فرمایا: جس کی سوت و صیت پر ہو (جو صیت کرنے کے بعد اتنا لکھ کرے) وہ فظیم سنت پر مرا اور اس کی موت تقویٰ اور شہادت پر ہوئی اور اس حالت میں مرا کہ اس کی مغفرت ہو گئی۔ (8)

حدیث 7: ابو داؤد حضرت عمرو بن شعیب سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے باپ شعیب سے اور شعیب اپنے باپ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ عاص بن واکل نے صیت کی کہ اس کی جانب سے 100 غلام آزاد کئے جائیں تو اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کئے پھر اس کے بیٹے عمرو نے چاہا کہ اس کی جانب سے بقایا پچاس غلام آزاد کر دے پس اس نے (اپنے بھائی یا ساتھیوں یا اپنے دل میں) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کرلوں پس وہ آئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے باپ نے صیت کی تھی کہ اس کی جانب سے 100 غلام آزاد کئے جائیں اور یہ کہ ہشام نے اس کی جانب سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں اور اس پر پچاس باتی رہ گئے ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے (اپنے باپ کی طرف سے) یہ پچاس آزاد کر دوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا پھر تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج ادا کرتے تو اس کو یہ پہنچتا۔ (9)

(8) سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب الحف على الوصیة، الحدیث: 2701، ج 3، ص 304.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ مرتبے وقت اپنے مال کا کچھ حصہ فقراء پر یا کسی کارخیر میں لگانے کی وصیت کر گیا، یا کسی دینی ادارہ میں لگانے کی وصیت کر گیا۔

۲۔ سنبھل سے مراد رضائے الہی کا راست ہے اور سنت سے مراد اچھا طریقہ ہے یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضور انور کا مال بعد وفات را خدا میں خرچ ہوا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مال کی وصیت نہ فرمائی، پہلے فرمادیا تھا کہ ہمارا مال بعد وفات صدقہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض نیک عمل بظاہر معمولی تر ہیں مگر ان کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے، دیکھو بعد موت مال را خدا میں خرچ کرنا معمولی کام ہے کہ وہ انسان اب مال سے بے نیاز ہو چکا مگر اس پر بھی اتنا بڑا ثواب ملا، ایسے درجے کا سختی ہوا اس لیے صوفیاء فرماتے ہیں کہ معمولی نیکی کو بھی ہلکا نہ جانو، بھی ایک گھونٹ پالی جان بھاگیتا ہے اور معمولی گناہ کرنے لو کہ بھی چھوٹی چنگاری گھر جلا دیتی ہے۔ خیال رہے کہ یہاں شہادت سے مراد حکیمی شہادت ہے۔ (مراۃ النازح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۳، ص ۶۸)

(9) سنن ابی داود، کتاب الوصایا، باب ما جاء في وصیة الحرمي... الخ، الحدیث: 2883، ج 3، ص 163.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ عمرو بن شعیب کے دادا عبداللہ ابن عمرو ابن عاص ہیں، وہ خود اپنا واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ میرے باپ عاص ابن واکل نے مرتبے وقت سو غلام لونڈ یا آزاد کرنے کی وصیت کی تھی، عاص ابن واکل قریشی سہی ہے، حضور انور کا زمانہ پایا مگر ۲۔

حدیث ۸: ابن ماجہ و تیہلی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ لایا، اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "إِنَّ شَانِقَكُمْ هُوَ الْأَكْبَرُ" آپ کا بدگواہت یعنی بے اولاد ہے کہ اللہ نے اس کی اولاد کو اسلام کی تولیت دے کر اسے حکما لاولد کر دیا، اس کی ساری اولاد ایمان لے آئی۔

۲۔ شام قدیمِ اسلام صحابی ہیں، پہلے جہش کی طرف ہجرت کر گئے تھے پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سن کر کہ معلم یہ پڑے کرنے آئے کہ حضور نے ہجرت کہاں کی ہے باپ نے پکڑ لیا، پھر غزوہ نجد کے بعد مدینہ بنورہ پہنچ، بڑے نقیہ عالم تھمر ۳۱ھ میں غزوہ یرموک میں شہید ہوئے۔ (مرقات) انہوں نے حضور انور سے بغیر پوچھنے پھر اس غلام آزاد کر دیئے یہ سمجھ کر کہ اسلام والدین کے ساتھ احسان کرنے سے منع نہیں فرماتا۔

۳۔ حضرت ابن عمر و ابن عاص میں اپنے بھائی ہشام سے عمر میں بڑے ہیں، آپ ۵۵ھ میں حضرت خالد ابن ولید اور عثمان ابن طلحہ کے ساتھ ایمان لائے، حضور انور نے آپ کو تباہ کا حاکم بنایا، پھر حضرت عمر کے زمانہ میں آپ نے ہی مصر لٹھ کیا، حضرت عثمان، معاویہ کے زمانہ میں عامل رہے امیر معاویہ نے آپ کو اپنے زمانہ میں مصر میں جا گیر بخشی، آپ وہاں ہی رہے، ۴۲ھ میں نافوئے سال کی عمر میں مصر ہی میں وفات پائی، پھر ان کے بیٹے عبد اللہ ابن عمر و مصر کے حاکم رہے جنہیں بعد میں امیر معاویہ نے معزول کر دیا۔

۴۔ یعنی اگرچہ عاص میرا بابا پ تھا مگر کافر بھی تھا اس لیے اس کی دعیت حضور انور سے پوچھ کر پوری کروں گا، یہ اجتہاد سے تھا مگر پہلے اجتہاد سے اعلیٰ یا تو آپ نے اپنے بھائی ہشام سے یہ فرمایا یادل میں سوچا۔

۵۔ اس سوال سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی بزرگوں کے مشورہ اور ان کی اجازت سے کرنا چاہیے، دیکھو غلام آزاد کرنا بہر حال ثواب تھا اگر عاص کو اس کا ثواب نہ بھی ملے تب بھی خود حضرت عمر و ابن عاص کو تو ثواب ملتا ہی تھا مگر پھر بھی حضور انور سے اجازت مانگ کر آزاد کرنا چاہتے ہیں۔ صوفیاء کے نزدیک درد و ظیفے شیخ کی اجازت سے کیے جاتے ہیں کہ اجازت کی برکت سے ان میں الفاظ کی تاثیر کے ساتھ زبان کی تاثیر بھی جمع ہو جاتی ہے، گولی بارود کی مدد سے مار کرتی ہے، تکوار کی دھار بغیر درست وار کے نہیں کامی۔

۶۔ مگر چونکہ عاص کافر ہو کر مر اس لیے اسے تمہاری کسی نیکی کا ثواب نہیں پہنچ سکتا، نہ وہ عذاب الہی سے نجات سکتا ہے۔ اس فرمان عالیٰ سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ کافر کو ثواب بخدا منع ہے کہ حضور انور نے اس کی اجازت نہ دی۔ دوسرے یہ کہ اگر اسے ایصال ثواب کیا بھی جائے تو ثواب پہنچتا نہیں، جب اسے اپنی نیکیوں کا ثواب نہیں ملتا تو دوسرے کی نیکیوں کا بخشا ہوا ثواب کیے ملے گا۔ مردہ کو کوئی دو فاقہ مدد نہیں پہنچاتی، کافر کو کوئی دعا عذاب سے نہیں بچاتی۔ تیسرا یہ کہ مسلمانوں کو ہر قسم کی عہادات کا ثواب بخشا جائز ہے اور انہیں پہنچتا بھی ہے، دیکھو غلام آزاد کرنا، صدقہ و خیرات، مج مخالف قسم کی عہادات ہیں مگر سب کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ فرمایا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو ثواب پہنچ جاتا۔ خیال رہے کہ کافر کو بعض نیکیوں کی بدولت عذاب ہلاکا ہو جاتا ہے مگر عذاب سے رہائی نہیں ہوتی نہ وہ جنت کی کسی نعمت کا مستحق ہوتا ہے، دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے باعث ابو طالب کا عذاب ہلاکا ہے، ولادت پاک کی خوشی منانے کے سبب ابوالہب کو سو موارکے دن عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ (بخاری شریف) لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں۔ آج بعض لوگ ایصال ثواب کے انکاری ہیں وہ ان احادیث میں غور کریں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصائب، ج ۲، ص ۶۷۰)

علیہ وسلم نے: جو شخص اپنے وارث کی میراث کا لے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث کو کاٹ دے گا۔ (10)



(10) سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب الحیف فی الوصیة، الحدیث: 2703، ج 3، ص 304.

حکیم الامت کے مدفنی پھول

۱۔ اپنے وارث کو میراث سے محروم کرنے کی بہت صورتیں ہیں: کسی کو ورثہ کا حصہ کم ہو جائے، کسی کے لیے قرض کا جھونا اقرار کر لینا تاکہ وارث کے حصے کم ہوں، بیوی کو طلاق دے دینا تاکہ وہ وارث نہ ہو سکے، اپنا کل مال کسی کو دے جانا تاکہ وارثوں کو کچھ نہ ملے، کسی وارث کو قتل کر دینا تاکہ میراث نہ پاسکے یا اپنے بچہ کا انکار کر دینا کہ یہ بچہ میرا ہے اسی نہیں تاکہ میراث نہ پاسکے، اپنی زندگی میں سارا مال برپا کر دینا تاکہ وارثوں کے لیے کچھ نہ پچھے وغیرہ، بعض اپنے کسی بیٹے کو عاق کر دیتے ہیں یا کہہ دیتے ہیں کہ ہماری میراث سے اسے کچھ نہ دیا جائے یہ مخفی بے کار ہے اس سے وہ وارث محروم نہ ہو گا۔ میراث سے محروم کرنے والی چیز مسلمان کے لیے صرف تین ہیں: غلام ہوتا، قتل، اختلاف دین، ان کے سوا کسی اور وجہ سے محرومی نہیں ہو سکتی۔

۲۔ جو چیز بغیر عقد اور بغیر مشقت کے ملے اسے میراث کہہ دیتے ہیں، یہاں یہی مراد ہے۔ نیز ہر جتنی جنت میں اپنا حصہ بھی لے گا اور کافر کے جتنی حصہ پر تقسیم کر لے گا، اس لحاظ سے بھی اسے میراث کہہ دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ ایسے ظالم کو جنت سے محروم کر دے گا۔ محرومی سے مراد ہے اولاً داخلہ سے محروم کردے گا اور نہ ہر مسلمان خواہ کتنا ہی گنہ گار ہو گا آخر کار جنت میں داخل ہو گا جیسے اس شخص نے اپنے متظر وارث کو محروم کر دیا ایسے ہی اسے جنت کا انتظار کرنے کے بعد جب قیامت میں اسے جنت کا سخت انتظار ہو گا اسے محروم کر دیا جائے گا، بہر حال یہ جرم بدترین ہے رب تعالیٰ ظلم سے بچنے کی توفیق دے۔ (مراۃ المنازع شرح مشکوۃ المصالح، ج ۲، ص ۲۷۱)

مسائل فقہہتیہ

وصیت کرنا جائز ہے قرآن کریم سے، حدیث شریف سے اور اجماع امت سے اس کی مشروعیت ثابت ہے۔ حدیث شریف میں وصیت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (۱) شریعت میں ایصال، یعنی وصیت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بطور احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک بنانا (۲) وصیت کارکن یہ ہے کہ یوں کہہ میں نے فلاں کے لئے اتنے مال کی وصیت کی یا فلاں کی طرف میں نے یہ وصیت کی۔ (۳) وصیت میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ (۱) موصلی یعنی وصیت کرنے والا (۲) موصی اللہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) یعنی جس کے لئے وصیت کی جائے (۳) موصلی بہ یعنی جس چیز کی وصیت کی جائے (۴) وصی یعنی جس کو وصیت کی جائے۔ (۵)

مسئلہ ۱: وصیت کرنا مستحب ہے جب کہ اس پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی نہ ہو، اگر اس پر حقوق اللہ کی ادائیگی باقی ہے جیسے اس پر کچھ نمازوں کا ادا کرنا باقی ہے یا اس پر حج فرض تھا ادا نہ کیا یا روزہ رکھنا تھا نہ رکھا تو ایسی صورت میں ان کے لئے وصیت کرنا واجب ہے۔ (۶)

مسئلہ ۲: وصیت چار چسم کی ہے۔ (۱) واجبه جیسے زکوٰۃ کی وصیت اور کفارات واجبه کی وصیت اور صدقہ، صیام و صلوٰۃ کی وصیت (۲) مباحہ، جیسے وصیت اغذیا کے لئے (یعنی مالداروں کے لیے) (۳) وصیت مکروہہ، جیسے اہل فقہ و معصیت کے لئے وصیت جب یہ گمان غالب ہو کہ وہ مال وصیت گناہ میں صرف کریگا۔ (۴) اس کے علاوہ کے لئے وصیت مستحب ہے۔ (۵)

مسئلہ ۳: وصیت کارکن ایجاد و قبول ہے، ایجاد وصی کی طرف سے اور قبول موصی لہ کی طرف سے، امام اعظم

(۱) بدائع الصنائع، کتاب الوصایا، ج ۶، ص 422.

(۲) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حاء... راجع، ج ۶، ص 90.

(۳) المرجع السابق.

(۴) المرجع السابق.

(۵) المرجع السابق.

(۶) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الوصایا، ج ۱۰، ص 354.

اور صاحبین کے نزدیک۔ (7)

مسئلہ ۳: موصی لہ صراحة یا دلالۃ موصی کی وصیت کو قبول کر لے، صراحة یہ ہے کہ صاف الفاظ میں کہہ دے کہ میں نے قبول کیا اور دلالۃ یہ ہے کہ مثلاً موصی لہ وصیت کو منظور یا نامنظور کرنے سے قبل انتقال کر جائے تو اس کی موت اس کی قبولیت صحیحی جائے گی اور وہ چیز اس کے درثاناء کو وراثت میں دیدی جائے گی۔ (8)

مسئلہ ۵: وصیت قبول کرنے کا اعتبار موصی کی موت کے بعد ہے اگر موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) نے موصی کی زندگی ہی میں اسے قبول کیا یا رد کیا تو یہ باطل ہے، موصی اللہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) کو اختیار ہے گا کہ وہ موصی کے انتقال کے بعد وصیت کو قبول کرے۔ (9)

مسئلہ ۶: وصیت کو قبول کرنا کبھی عملًا بھی ہوتا ہے جیسے حصی کا وصیت کو نافذ کرنا یا موصی کے درثاناء کے لئے کوئی چیز خریدنا یا موصی کے قرضوں کو ادا کرنا وغیرہ۔ (10)

مسئلہ ۷: وصیت کی شرط یہ ہے کہ موصی مالک بنانے کا اہل ہو اور موصی اللہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) مالک بننے کا اہل ہو اور موصی ابہ موصی کی موت کے بعد قابل تملیک مال یا منفعت ہو۔ (11)

مسئلہ ۸: الیصاء کا حکم یہ ہے کہ مال وصیت (یعنی جس مال کے متعلق وصیت کی گئی ہے) موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کی ملکیت میں اسی طرح داخل ہو جاتا ہے جیسے ہبہ کیا ہو اماں۔ (12)

مسئلہ ۹: مستحب یہ ہے کہ انسان اپنے تہائی مال سے کم میں وصیت کرے خواہ درثاناء المدار ہوں یا فقراء۔ (13)

مسئلہ ۱۰: جس کے پاس مال تھوا ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ وصیت نہ کرے جب کہ اس کے وارث موجود ہوں اور جس شخص کے پاس کثیر مال ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ اپنے ثلث مال (یعنی تہائی مال) سے زیادہ کی وصیت نہ کرے۔ (14)

(7) بدائع الصنائع، کتاب الوصایا، ج ۶ ص ۴۲۵۔

(8) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حا... راجع، ج ۶، ص ۹۰۔

(9) المرجع السابق۔

(10) المرجع السابق۔

(11) المرجع السابق۔

(12) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حا... راجع، ج ۶، ص ۹۰۔

(13) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حا... راجع، ج ۶، ص ۹۰۔

(14) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حا... راجع، ج ۶، ص ۹۰۔

مسئلہ ۱۱: موصی لد (جس کے لئے وصیت کی گئی) وصیت قول کرتے ہی موصی اپنے مالک بن جاتا ہے خواہ اس کے موصی پر کو قبضہ ممکن نہ ہو یا نہ ادا ہو اور اگر موصی لد (جس کے لئے وصیت کی گئی) اے وصیت قول کر دیا تو وصیت باطل ہو جائے گی۔ (15)

مسئلہ ۱۲: وصیت ٹھٹھ مال (یعنی تہائی مال) سے زیادہ کی جائز نہیں مگر یہ کہ وارث اگر بالغ ہے اور نابالغ یا مجنون نہیں، اور وہ موصی (وصیت کرنے والا) کی موت کے بعد ٹھٹھ مال (یعنی تہائی مال) سے زائد کی وصیت جائز نہیں تو صحیح ہے۔ موصی کی زندگی میں اگر وارثوں نے اجازت دی تو اس کا اعتبار نہیں۔ موصی کی موت کے بعد اجازت معینہ ہے۔ (16)

مسئلہ ۱۳: وارثوں کی اجازت کے بغیر اجنبی شخص کے لئے تہائی مال میں وصیت صحیح ہے۔ (17)

مسئلہ ۱۴: موصی نے اگر اپنے کل مال کی وصیت کر دی اور اس کا کوئی وارث نہیں ہے تو وصیت نافذ ہو جائے گی بیت المال سے اجازت لینے کی حاجت نہیں۔ (18)

مسئلہ ۱۵: احتفاظ کے ٹزدیک وارث کے لئے وصیت جائز نہیں مگر اس صورت میں جائز ہے کہ وارث اس کی اجازت دیدے یہ اور اگر کسی نے وارث اجنبی دونوں کے لئے وصیت کی تو اجنبی کے حق میں صحیح ہے اور وارث کے حق میں ورثہ کی اجازت پر موقوف رہے گی اگر انہوں نے جائز کر دی تو جائز ہے اور اجازت نہیں دی تو باطل، اور یہ اجازت موصی کی حیات میں معینہ نہیں یہاں تک کہ اگر وارثوں نے موصی کی حیات میں اجازت دی تھی پھر بھی انہیں موصی کی موت کے بعد رجوع کر لینے کا حق ہے۔ (19)

مسئلہ ۱۶: وارث اور غیر وارث ہونے کا اعتبار موصی کی موت کے وقت ہے نہ کہ بوقت وصیت یعنی اگر موصی ا

ائی حضرت، امام الحسن، مجدد دین ولیت الشاہ، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لتوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تہائی مال سے کم کی وصیت اگرچہ مستحب ہے مگر جب ورثہ محتاج ہوں اور انہیں اس کے متراد کہ سے ہر ایک کو اتنا نہ پہنچا ہو جو اسے غنی کر دے تو وصیت کا ترک ہی اولی ہے، اور غنی ہونے کی مقدار یہ ہے کہ ہر وارث محتاج کو کم سے کم چار ہزار روپہ کے قدر مال پہنچ جو یہاں کے روپے سے گیارہ سو ہیں روپے ہوتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۵، ص ۲۵۶۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(15) الفتاویٰ الحسنیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حاء... لام، ج ۶، ص ۹۰۔

(16) الفتاویٰ الحسنیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حاء... لام، ج ۶، ص ۹۰۔

(17) الفتاویٰ الحسنیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حاء... لام، ج ۶، ص ۹۰۔

(18) الفتاویٰ الحسنیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حاء... لام، ج ۶، ص ۹۰۔

(19) الفتاویٰ الحسنیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حاء... لام، ج ۶، ص ۹۰۔

ل (جس کے لیے وصیت کی گئی) بوقت وصیت موصی کا وارث تھا اور موصی کی موت کے وقت وارث نہ رہا تو وصیت صحیح ہوگی اور بوقت وصیت وارث نہیں تھا پھر بوقت موت وارث ہو گیا تو وصیت باطل ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر اگر موصی نے اپنے بھائی کے لئے وصیت کی اس حال میں کہ بھائی وارث تھا پھر موت سے پہلے موصی کے لڑکا پیدا ہو گیا تو بھائی کے حق میں وصیت صحیح ہو گئی۔ اور اگر اس نے اپنے بھائی کے لیے اس حال میں وصیت کی کہ موصی کا لڑکا موجود ہے پھر موت سے پہلے اس کے لڑکے کا انتقال ہو گیا تو بھائی کے حق میں وصیت باطل ہو جائے گی۔ (20)

مسئلہ ۱۷: وارثوں کی اجازت سے جب وصیت جائز ہو گئی تو جس کے حق میں وصیت جائز کی گئی وہ موصی بے کا مالک ہو جائے گا خواہ اس نے قبضہ نہ لیا ہو وارث کو اب رجوع کرنے کا حق نہیں رہا، وارث کی اجازت صحیح ہونے کے لئے شیوع مانع نہیں (یعنی موصی ابہ کا مشترک ہونا)۔ (21)

مسئلہ ۱۸: کسی نے وارث کے لئے وصیت کی دوسرے وارث نے اس کی اجازت دیدی اگر یہ اجازت دینے والا وارث بالغ مریض ہے تو اگر یہ اپنے مریض سے صحت یا ب ہو گیا تو اس کی اجازت صحیح ہو گئی اور اگر اس بیماری میں فوت ہو گیا تو اس کی یہ اجازت بمنزلہ ابتدائی وصیت کے قرار پائے گی یہاں تک کہ اگر موصی الہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) اس متوفی (فوت شدہ) اجازت دینے والے کا وارث ہے تو یہ وصیت جائز نہ ہوگی مگر یہ کہ متوفی کے دوسرے ورثاء اس کی اجازت دیدیں اور اگر اس صورت میں موصی الہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) وارث نہیں بلکہ اجنبی تھا تو یہ وصیت صحیح ہوگی مگر ثلث مال (یعنی تہائی مال) میں جاری ہوگی۔ (22)

مسئلہ ۱۹: جس وصیت کا جواز و نفاذ (یعنی جائز و نافذ ہونا) ورثہ کی اجازت پر ہے اُن میں اگر بعض ورثہ نے اجازت دے دی اور بعض نے اجازت نہ دی یعنی بعض نے رد کر دی تو اجازت دینے والے ورثہ کے حصہ میں نافذ ہوگی اور دوسرے کے حق میں باطل۔ (23)

مسئلہ ۲۰: ہر وہ مقام جہاں ورثہ کی اجازت کی حاجت ہے اس اجازت میں شرط یہ ہے کہ محیز اہل اجازت سے ہو مثلاً بالغ اور عاقل اور صحیح یعنی غیر مریض ہو۔ (24)

(20) المرجع السابق.

(21) المرجع السابق، ص 91.

(22) الفتاوى الحندية، كتاب الوصايا، الباب الاول في تفسير حاء... زاخ، ج 6، ص 91.

(23) الفتاوى الحندية، كتاب الوصايا، الباب الاول في تفسير حاء... زاخ، ج 6، ص 91.

(24) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۱: موصی کی وصیت اپنے قاتل کے لئے جائز نہیں خواہ موصی کا قتل اس نے عمدًا کیا ہو یا خطاء، خواہ موصی نے اپنے قاتل کے لئے وصیت زخی ہونے سے قبل کی ہو یا بعد میں لیکن اگر وارثوں نے اس وصیت کو جائز کر دیا تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے۔⁽²⁵⁾

مسئلہ ۲۲: ان صورتوں میں قاتل کے لئے وصیت جائز ہے جب کہ قاتل نابالغ بچہ یا پاگل ہو اگرچہ ورثہ اس کو جائز نہ کریں یا یہ کہ قاتل کے علاوہ موصی کا کوئی دوسرا وارث نہ ہو یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔⁽²⁶⁾

مسئلہ ۲۳: کسی عورت نے مرد کو کسی دھمازدار لو ہے کی چیز سے یا بغیر دھماز چیز سے ما را پھر اسی مرد نے اس قاتلہ کے لئے وصیت کی پھر اس سے نکاح کر لیا تو اس عورت کو اس مرد کی میراث نہ ملے گی نہ وصیت، اس کو صرف اس کا مهر مثل ملے گا، مهر مثل مهر معین سے جس قدر زیادہ ہو گا وہ وصیت شمار ہو کر باطل قرار پائے گا۔⁽²⁷⁾

مسئلہ ۲۴: عمدًا (ارادۃ، جان بوجھ کر) قتل میں معاف کر دینا جائز ہے اور اگر خطاء قتل ہوا اور معاف کر دیا تو یہ وصیت شمار ہو گا لہذا ثلث مال (یعنی تہائی مال) میں نافذ ہو گا۔⁽²⁸⁾

مسئلہ ۲۵: موصی نے کسی شخص کے لئے وصیت کی پھر موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کے خلاف دلیل قائم ہو گئی کہ وہ موصی کا قاتل ہے اور بعض ورثاء نے اس کی تصدیق کی اور بعض نے تکذیب، تو موصی اللہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) مقتول کی دیت ادا کرنے میں تکذیب کرنے والے وارثوں کے بقدر حصہ بری ہو گا اور موصی کی وصیت ان کے حصہ میں بقدر ثلث نافذ ہو گی اور تصدیق کرنے والے ورثہ کو موصی اللہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) بقدر ان کے حصہ کے دیت ادا کریگا اور ان کے حصہ میں اس کے لئے وصیت باطل ہو گی۔⁽²⁹⁾

مسئلہ ۲۶: وصیت جائز ہے اپنے وارث کے بیٹے کے لئے اور جائز ہے وصیت قاتل کے باپ وادا کے لئے اور قاتل کے بیٹے پوتے کے لئے۔⁽³⁰⁾

(25) المرجع السابق.

(26) المرجع السابق.

(27) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حا... راجع، ج 6، ص 91.

(28) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حا... راجع، ج 6، ص 91.

(29) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حا... راجع، ج 6، ص 91.

(30) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۷: اگر یہ وصیت کی کہ فلاں کے گھوڑے پر ہر ماہ دس روپے خرچ کے جامیں تو وصیت صاحب فرس (یعنی گھوڑے کے مالک) کے لئے ہے لہذا اگر مالک نے گھوڑا بیچ دیا تو وصیت باطل ہو جائے گی۔ (31)

مسئلہ ۲۸: مسلم کی وصیت ذمی کے لئے اور ذمی کی وصیت مسلمان کے لئے جائز ہے۔ (32)

مسئلہ ۲۹: ذمی کی وصیت کافر حربی غیر مستامن کے لئے (جودار الاسلام میں امان لئے نہ ہو) صحیح نہیں۔ (33)

مسئلہ ۳۰: کافر حربی دار الحرب میں ہے اور مسلمان دار الاسلام میں ہے اس کافر حربی کے لئے وصیت کی تو یہ وصیت جائز نہیں اگرچہ ورشہ اس کی اجازت دیں اور اگر حربی موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) دار الاسلام میں امان لے کر داخل ہوا اور اپنی وصیت حاصل کرنے کا قصد و ارادہ کیا تو اسے مال وصیت سے کچھ لینے کا اختیار نہیں خواہ ورثاء اس کی اجازت دیں اور اگر موصی بھی دار الحرب میں ہو تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ (34)

مسئلہ ۳۱: کافر حربی دار الاسلام میں امان لے کر آیا مسلمان نے اس کے لئے وصیت کی تو یہ وصیت ملک مال (یعنی تہائی مال) میں جائز ہوگی خواہ ورثاء اس کی اجازت دیں یا نہ دیں لیکن ملک مال (یعنی تہائی مال) سے زائد میں ورشہ کی اجازت کی ضرورت ہے، کافر حربی مستامن کے لئے یہی حکم ہبہ کرنے اور صدقہ ناقلوہ دینے کا ہے۔ (35)

مسئلہ ۳۲: مسلمان کی وصیت مرتد کے لئے جائز نہیں۔ (36)

مسئلہ ۳۳: کسی شخص نے وصیت کی لیکن اس پر اتنا قرض ہے کہ اس کے پورے مال کو محیط ہے (یعنی گھیرے ہوئے ہے) تو یہ وصیت جائز نہیں مگر یہ کہ قرض خواہ اپنا قرض معاف کر دیں۔ (37)

مسئلہ ۳۴: وصیت کرنا اس کا صحیح ہے جو اپنا مال بطور احسان و حسن سلوک کی کو دے سکتا ہو لہذا پاگل، دیوانے اور مکاتب و ماذون کا وصیت کرنا صحیح نہیں اور یونہی اگر مجنون نے وصیت کی پھر صحت پا کر مر گیا یہ وصیت بھی صحیح نہیں کیونکہ بوقت وصیت وہ امیل نہیں تھا۔ (38)

(31) المرجع السابق.

(32) المرجع السابق.

(33) المرجع السابق.

(34) المرجع السابق، ص 92.

(35) المرجع السابق.

(36) المرجع السابق.

(37) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تغیر عما... راجع، ج 6، ص 92.

(38) المرجع السابق.

مسئلہ ۳۵: بچہ کی وصیت خواہ وہ قریب البلوغ ہو جائز نہیں۔ (39)

مسئلہ ۳۶: وصیت مذاق میں، جبرا کراہ کی حالت میں اور خطاء مونہ سے نکل جانے سے صحیح نہیں۔ (40)

مسئلہ ۳۷: آزاد عاقل خواہ مرد ہو یا عورت اس کی وصیت جائز ہے اور وہ مسافر جو اپنے مال سے دور ہے اس کی وصیت جائز ہے۔ (41)

مسئلہ ۳۸: پیٹ کے بچہ کی اور پیٹ کے بچے کے لئے وصیت جائز ہے بشرطیہ وہ بچہ وقت وصیت سے چھ ماہ سے پہلے پہلے پیدا ہو جائے۔ (42)

مسئلہ ۳۹: اگر کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ میری یہ لونڈی فلاں کے لئے ہے مگر اس کے پیٹ کا بچہ نہیں تو یہ وصیت اور استثناء دونوں جائز ہیں۔ (43)

مسئلہ ۴۰: موصی نے اپنی بیوی کے پیٹ میں بچہ کے لئے وصیت کی پھر وہ بچہ موصی کے انتقال اور اسکی وصیت کے ایک ماہ بعد مرا ہوا پیدا ہوا تو اس کے لئے وصیت صحیح نہیں اور اگر زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا تو وصیت جائز ہے موصی کے تہائی ماں میں نافذ ہوگی اور اس بچہ کے وارثوں میں تقسیم ہوگی، اور اگر موصی کی بیوی کے دو جزوں اس بچے ہوئے یعنی ایک ہی حمل میں اور ان میں سے ایک زندہ اور ایک مردہ ہے تو وصیت زندہ کے حق میں نافذ ہوگی اور اگر دونوں زندہ پیدا ہوئے پھر ایک انتقال کر گیا تو وصیت ان دونوں کے درمیان نصف نصف نافذ ہوگی اور جس بچہ کا انتقال ہو گیا اس کا حصہ اس کے وارثوں کی میراث ہوگا۔ (44)

مسئلہ ۴۱: موصی نے یہ وصیت کی کہ اگر فلاں عورت کے پیٹ میں لڑکی ہے تو اس کے لئے ایک ہزار روپے کی وصیت ہے اور اگر لڑکا ہے تو اس کے لئے دو ہزار روپے کی وصیت ہے پھر اس عورت نے چھ ماہ سے ایک یوم قبل لڑکی کو جنم دیا اور اس کے دو دن یا تین دن بعد لڑکا جنا تو دونوں کے لئے وصیت نافذ ہوگی اور موصی کے تہائی ماں ہے دی جائے گی۔ (45)

(39) المرجع السابق.

(40) المرجع السابق.

(41) المرجع السابق.

(42) المرجع السابق.

(43) المرجع السابق.

(44) الفتاوى الحمدية، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حا... راجع، ج 6، ص 92.

(45) المرجع السابق.

وصیت سے رجوع کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: وصیت کرنے والے کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی وصیت سے رجوع کر لے، یہ رجوع کبھی صریحاً ہوتا ہے اور کبھی دلالت۔ صریحاً کی صورت یہ ہے کہ صاف لفظوں میں کہے کہ میں نے وصیت سے رجوع کر لیا یا اسی قسم کے اور کوئی صریح لفظ بولے اور دلالت رجوع کرنے کی صورت یہ ہے کہ کوئی ایسا عمل کرے جو رجوع کر لینے پر دلالت کرے، اس کے لئے اصل کلی (یعنی قاعدہ کلیہ) یہ ہے کہ ہر ایسا فعل جسے ملک غیر (یعنی دوسرے کی ملکیت) میں عمل میں لانے سے مالک کا حق منقطع (ختم) ہو جائے، اگر موصی ایسا کام کرے تو یہ اس کا اپنی وصیت سے رجوع کرنا ہو گا۔ اسی طرح ہر وہ فعل جس سے موصی اپنے میں زیادتی اور اضافہ ہو جائے اور اس زیادتی کے بغیر موصی پر (جس چیز کی وصیت کی گئی) کو موصی الہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) کے حوالے نہ کیا جاسکے تو یہ فعل بھی رجوع کرنا ہے، اسی طرح ہر وہ تصرف جو موصی بہ کو موصی کی ملکیت سے خارج کر دے یہ بھی رجوع کرنا ہے۔ (۱) ان اصولوں سے مندرجہ ذیل مسائل نکلتے ہیں:

مسئلہ ۲: موصی نے کسی کپڑے کی وصیت کی پھر اس کپڑے کو کاٹا اور سی لیا یا رولی کی وصیت کی پھر اسے سوت بنالیا یا سوت کی وصیت کی پھر اسے بیٹھا لیا یا لو ہے کی وصیت کی پھر اسے برتن بنالیا تو یہ سب صورتیں وصیت سے رجوع کر لینے کی ہیں۔ (۲)

مسئلہ ۳: چاندی کے ٹکڑے کی وصیت کی پھر اس کی انگوٹھی بنالی یا سونے کے ٹکڑے کی وصیت کی پھر اس کا کوئی زیور بنالیا یہ رجوع صحیح نہیں ہے۔ (۳)

مسئلہ ۴: اگر موصی نے موصی اپنے کو فروخت کر دیا پھر اس کو خرید لیا یا اس نے موصی اپنے کو ہبہ کر دیا پھر اس سے رجوع کر لیا تو وصیت باطل ہو جائے گی۔ (۴)

مسئلہ ۵: جس بکری کی وصیت کردی تھی اُسے ذبح کر لیا یہ بھی وصیت سے رجوع کر لینا ہے لیکن جس کپڑے کی

(۱) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حا... الخ، ج ۶، ص ۹۲.

(۲) المرجع السابق، ص ۹۲، ۹۳.

(۳) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیر حا... الخ، ج ۶، ص ۹۳.

(۴) المرجع السابق.

وصیت کی تھی اسے دھو یا تو یہ رجوع نہیں۔ (5)

مسئلہ ۶: پہلے وصیت کردی پھر اس سے مکر ہو گیا تو اس کا یہ انکار اگر موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کی عدم موجودگی میں ہو تو یہ رجوع نہیں لیکن اگر موصیٰ اللہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) کی موجودگی میں انکار کیا تو یہ وصیت سے رجوع ہے۔ (6)

مسئلہ ۷: موصیٰ نے کہا کہ میں نے فلاں کے لئے جو بھی وصیت کی وہ حرام ہے یا ربو (سود) ہے تو یہ رجوع نہیں لیکن اگر یہ کہا کہ وہ باطل ہے تو یہ رجوع ہے۔ (7)

مسئلہ ۸: لو ہے کی وصیت کی پھر اس کی تکوار یا زبرہ (جنگ میں پہنچانے والا لو ہے کا لباس) بنالی تو یہ رجوع ہے۔ (8)

مسئلہ ۹: گیہوں کی وصیت کی پھر اس کا آٹا پسوالیا یا آٹے کی وصیت کی پھر اس کی روٹی پکالی تو یہ وصیت سے رجوع کر لیتا ہے۔ (9)

مسئلہ ۱۰: گھر کی وصیت کی پھر اس میں چج کرایا (یعنی چونے کا پلستر کرایا) یا اس کو گرا دیا تو یہ رجوع نہیں اگر اس کی بہت زیادہ لہسائی (لپائی) کرائی تو یہ رجوع ہے۔ (10)

مسئلہ ۱۱: زمین کی وصیت کی پھر اس میں انگور کا باغ لگایا یا دیگر پیڑ لگادیئے تو یہ رجوع ہے اور اگر زمین کی وصیت کی پھر اس میں سبزی اگالی تو یہ رجوع نہیں۔ (11)

مسئلہ ۱۲: انگور کی وصیت کی پھر وہ منٹی ہو گیا یا چاندی کی وصیت کی پھر وہ انگوٹھی میں تبدیل ہو گئی یا انڈے کی وصیت کی پھر اس سے بچہ نکل آیا، گیہوں کی بال کی وصیت کی پھر وہ گیہوں ہو گیا اگر یہ تبدیلیاں موصیٰ کی موت سے پہلے وقوع میں آئیں تو وصیت باطل ہو گئی اور اگر موصیٰ کے انتقال کے بعد یہ تبدیلیاں ہوئیں تو وصیت نافذ ہوگی۔ (12)

(5) المرجع السابق.

(6) المرجع السابق.

(7) المرجع السابق.

(8) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرها... راجع، ج 6، ص 93.

(9) المرجع السابق.

(10) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرها... راجع، ج 6، ص 93.

(11) المرجع السابق.

(12) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الاول فی تفسیرها... راجع، ج 6، ص 94.

مسئلہ ۱۳: ایک شخص نے دوسرے کے مال میں ایک ہزار روپے کی وصیت کسی کے لئے کر دی یا اس کے پڑے کی وصیت کر دی اور اس دوسرے شخص یعنی مالک نے وصیت کرنے والے کی موت سے پہلے یا موت کے بعد اسے جائز کر دیا تو اس مالک کے لئے اس وصیت سے رجوع کر لینا جائز ہے جب تک موصیٰ لہ کے پردہ کر دے لیکن اگر موصیٰ لہ نے قبضہ لے لیا تو وصیت نا لذ ہو جائے گی کیونکہ مال غیر کی وصیت ایسی ہے جیسے مال غیر کو ہبہ کرنا لہذا بغیر تسلیم اور قبضہ کے صحیح نہیں۔ (13)



وصیت کے الفاظ کا بیان

کن الفاظ سے وصیت ثابت ہوتی ہے اور کن الفاظ سے نہیں نیز کوئی وصیت جائز ہے اور کوئی نہیں۔

مسئلہ ۱: کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد میرا وکیل ہے تو وہ اس کا وصی ہوگا اور اگر یہ کہا کہ تو میری زندگی میں میرا وصی ہے تو وہ اس کا وکیل ہوگا۔ (۱)

مسئلہ ۲: اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ تجھے سو ۱۰۰ روپے اجرت ملے گی اس شرط پر کہ تو میرا وصی بن جائے، تو یہ شرط باطل ہے سو ۱۰۰ روپے اس کے حق میں وصیت ہیں اور وہ اس کا وصی مانا جائے گا۔ (۲)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے فلاں شخص کے لئے ایک ہزار روپے کی وصیت کر دی اور میں نے وصیت کی کہ میرے مال میں فلاں کے ایک ہزار روپے ہیں تو پہلی صورت وصیت کی ہے اور دوسری صورت اقرار کی ہے۔ (۳)

مسئلہ ۴: کسی نے وصیت میں یہ لفظ کہے کہ میرا تھائی مکان فلاں کے لئے ہے میں اس کی اجازت دیتا ہوں، تو یہ وصیت ہے اور اگر یہ الفاظ کہے کہ میرے مکان میں فلاں شخص کا چھٹا حصہ ہے تو یہ اقرار ہے۔ (۴) اسی اصول پر اگر اس نے وصیت کے موقع پر یوں کہا کہ فلاں کے لئے میرے مال سے ہزار درہم ہیں تو یہ اتحساناً وصیت ہے اور اگر یوں کہا کہ فلاں کے میرے مال میں ہزار درہم ہیں تو یہ اقرار ہے۔ (۵)

مسئلہ ۵: اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ میرا یہ مکان (گھر) فلاں کے لئے اور اس وقت وصیت کا کوئی ذکر نہ تھا نہ یہ کہا کہ میرے مرنے کے بعد، تو یہ ہبہ ہے اگر موبہب لئے ہبہ کرنے والے کی زندگی ہی میں قبضہ لے لیا تو صحیح ہو گیا اور اگر قبضہ نہ لیا تھا کہ ہبہ کرنے والے کی سوت واقع ہو گئی تو ہبہ باطل ہو گیا۔ (۶)

(۱) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۴۔

(۲) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۴۔

(۳) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۴۔

(۴) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۴۔

(۵) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۴۔

(۶) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۴۔

مسئلہ ۶: وصیت کرنے والے نے کہا کہ میں نے وصیت کی کہ فلاں شخص کو میرے مرنے کے بعد میرا تھائی مکان ہبہ کر دیا جائے تو یہ وصیت ہے اور اس میں موصی کی زندگی میں قبضہ لینا شرط نہیں ہے۔ (7)

مسئلہ ۷: میریض نے کسی شخص سے کہا کہ میرے ذمہ کا قرض ادا کر دے تو یہ شخص اس کا وصی بن گیا۔ (8)

مسئلہ ۸: کسی شخص نے حالت مرض یا حالت صحت میں کہا کہ اگر میرا حادثہ ہو جائے تو فلاں کے لئے اتنا ہے تو یہ وصیت ہے، اور حادثہ کا مطلب موت ہے، اسی طرح اگر اس نے یہ کہا کہ فلاں کے لئے میرے ثلث مال (یعنی تھائی مال) سے ہزار درہم ہیں تو یہ وصیت شمار ہو گی۔ (9)

مسئلہ ۹: کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ میرے والد کی وصیت سے جو تحریر شدہ وصیت ہے اور میں نے اسے نافذ نہ کیا ہو تو تم اسے نافذ کر دینا یا اس نے بحالت مرض اپنے نفس پر اس کا اقرار کیا (یعنی یہ اقرار کیا کہ میرے والد کی وصیت کا نفاذ میرے ذمہ باقی ہے) تو وصیت ہے اگر درستہ اس کی تصدیق کر دیں اور اگر درستہ نے اس کی تکذیب کی تو یہ موصی کے ثلث مال (یعنی تھائی مال) میں نافذ ہو گی۔ (10)

مسئلہ ۱۰: میریض نے صرف اتنا کہا کہ میرے مال سے ایک ہزار نکال لو یا یہ کہا ایک ہزار درہم نکال لو اور اس کے علاوہ کچھ نہ کہا پھر وہ مر گیا تو اگر یہ الفاظ وصیت میں کہے تو وصیت صحیح ہو گئی، اتنا مال فقراء پر صرف کیا جائے گا۔ اسی طرح کسی میریض سے کہا گیا کہ کچھ مال کی وصیت کر دو اس نے کہا میرا تھائی مال، اس سے زیادہ نہ کہا، تو اگر یہ سوال کے فوراً بعد کہا تو اس کا تھائی مال فقراء پر صرف کیا جائے گا۔ (11)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص نے وصیت کی کہ لوگوں کو ایک ہزار درہم دیے جائیں تو یہ وصیت باطل ہے اگر اس نے یہ کہا ایک ہزار درہم صدقہ کر دو تو یہ جائز ہے فقراء پر خرچ کئے جائیں۔ (12)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے یہ کہا کہ اگر میں اپنے اس سفر میں مر جاؤں تو فلاں شخص کے مجھ پر ہزار درہم قرض ہیں تو یہ وصیت شمار ہو گی اور اس کے تھائی مال میں نافذ ہو گی۔ (13)

(7) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۴.

(8) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۴.

(9) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۴.

(10) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۴.

(11) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۵.

(12) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۵.

(13) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثاني فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۵.

مسئلہ ۱۳: کسی شخص نے وصیت کی کہ میرا جنازہ فلاں بستی یا شہر میں لے جایا جائے اور وہاں فن کیا جاوے اور وہاں میرے تھائی مال سے ایک رباط (سرائے) (مسافر خانہ) تعمیر کیا جائے تو یہ رباط تعمیر کرنے کی وصیت جائز ہے اور جنازہ وہاں لے جانے کی وصیت باطل اور اگر صیغہ بغیر درشت کی اجازت و رضا مندی کے اُس کا جنازہ وہاں لے گیا تو اس کے اخراجات کا ضامن خود ہوگا۔ (14)

مسئلہ ۱۴: اگر کسی شخص نے اپنی قبر کو پختہ خوبصورت بنانے کی وصیت کی تو یہ وصیت باطل ہے۔ (15)

مسئلہ ۱۵: کوئی شخص یہ وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد کھانا تیار کیا جائے اور تعزیت کرنے کے لئے آنے والوں کو کھلایا جائے تو یہ وصیت ثلث مال (یعنی تھائی مال) میں نافذ ہوگی یہ کھانا ان لوگوں کے لئے ہوگا جو میت کے مکان پر طویل قیام رکھتے ہیں یا وہ دور دراز علاقے سے آئے ہوں اور اس میں غریب امیر سب برابر ہیں سب کو یہ کھانا جائز ہے لیکن جو لمبی مسافت طے کر کے نہیں آیا یا اس کا قیام طویل نہیں ہے ان کے لئے یہ کھانا جائز نہیں، اگر صیغہ نے کھانا زیادہ تیار کر دیا کہ یہ لوگ کھا چکے اور کھانا بہت زیادہ بیچ رہا تو وصی اس زیادہ خرچ کا ضامن ہوگا اور کھانا بہت تھوڑا بچا تو وصی ضامن نہ ہوگا۔ (16)

مسئلہ ۱۶: ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد لوگوں کے لئے تین دن کھانا پکوایا جائے تو یہ وصیت باطل ہے۔ (17)

فائدہ: اہل مصیبت یعنی جس کے گھر میں موت ہوئی ان کو کھانا پکا کر دینا اور کھلانا پہلے دن میں جائز ہے کیونکہ وہ میت کی تجمیع و تنفس میں مشغولیت اور شدت غم کی وجہ سے کھانا نہیں پکا سکتے ہیں لیکن موت کے بعد تیرے دن غیر مستحب کروہ ہے۔ (18) اور اگر تعزیت کے لئے عورتیں جمع ہوں کہ نوحہ کریں تو انہیں کھانا نہ دیا جائے کہ گناہ پر مدد دینا ہے۔ (19)

مسئلہ ۱۷: کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اسے ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم کی قیمت کا کفن دیا جائے تو یہ وصیت نافذ نہ ہوگی اسے او سط درجہ کا کفن دیا جائے گا جس میں نہ فضول خرچی ہو اور نہ بخل اور نہ تنگی۔ اسی میں دوسری

(14) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الّتی تکون وصیۃ... راجح، ج ۶، ص ۹۵.

(15) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الّتی تکون وصیۃ... راجح، ج ۶، ص ۹۵.

(16) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الّتی تکون وصیۃ... راجح، ج ۶، ص ۹۵.

(17) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الّتی تکون وصیۃ... راجح، ج ۶، ص ۹۵.

(18) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الّتی تکون وصیۃ... راجح، ج ۶، ص ۹۵.

(19) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، ج ۲، ص 422.

جگہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے شخص کو کفن مثل دیا جائے گا اور کفن مثل یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں جمعہ و عیدین اور شادیوں میں شرکت کے لئے جس قسم کا اور جس قیمت کا کپڑا پہنتا تھا اسی قیمت اور اسی قسم کے کپڑے کا کفن اُسے دیا جائے گا۔ (20)

مسئلہ ۱۸: عورت نے اپنے شوہر کو وصیت کی کہ اس کا کفن وہ اس کے مہر میں سے دے جو شوہر پر وااجب ہے تو عورت کا اپنے کفن کے بارے میں کچھ کہنا یا منع کرنا باطل ہے۔ (21)

مسئلہ ۱۹: اپنے گھر میں دفن کرنے کی وصیت کی تو یہ وصیت باطل ہے لیکن اگر اس نے یہ وصیت کی کہ میرا گھر مسلمانوں کے لئے قبرستان بنادیا جائے تو پھر اس گھر میں اس کا دفن کرنا جائز صحیح ہے۔ (22)

مسئلہ ۲۰: یہ وصیت کی کہ مجھے اپنے کمرے میں دفن کیا جائے تو یہ وصیت صحیح نہیں، اسے مقابر مسلمین میں دفن کیا جائے گا۔ (23)

مسئلہ ۲۱: یہ وصیت کی کہ میرے جنازے کی نمازوں میں شخص پڑھائے تو یہ وصیت باطل ہے۔ (24)

مسئلہ ۲۲: کسی نے وصیت کی کہ میرا ثلث ماں (یعنی تہائی ماں) مسلمان میتوں کے کفن یا اُن کی میں (یعنی قبریں کھونے میں) یا مسلمانوں کو پانی پلانے میں خرچ کیا جائے، تو یہ وصیت باطل ہے اور اگر وصیت کی کہ میرا ثلث ماں (یعنی تہائی ماں) فقراء مسلمین کے کفن میں خرچ کیا جائے یا اُن کی قبریں کھودوانے میں خرچ کیا جائے تو یہ جائز ہے وصیت صحیح ہے۔ (25)

مسئلہ ۲۳: موصی نے وصیت کی کہ میرا گھر قبرستان بنادیا جائے پھر اس کے کسی وارث کا انتقال ہوا تو اس میں اس وارث کو دفن کرنا جائز ہے۔ (26)

مسئلہ ۲۴: کسی شخص نے وصیت کی کہ میرا گھر لوگوں کو شہر ان کے لئے سرائے بنادیا جائے تو یہ وصیت صحیح نہیں۔ (27)

(20) الفتاوی الحنبیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج 6، ص 95.

(21) الفتاوی الحنبیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج 6، ص 95.

(22) الفتاوی الحنبیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج 6، ص 95.

(23) الفتاوی الحنبیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج 6، ص 95.

(24) الفتاوی الحنبیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج 6، ص 95.

(25) الفتاوی الحنبیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج 6، ص 95.

(26) الفتاوی الحنبیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج 6، ص 95.

(27) الفتاوی الحنبیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج 6، ص 95.

خلاف اس کے کہ اگر یہ وصیت کی کہ میراگھر مقایہ (پانی پلانے کی جگہ) بنادیا جائے تو وصیت صحیح ہے۔ (28)

مسئلہ ۲۵: مرنے والے نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد مجھے اسی ٹالٹ یا کمبل میں فن کیا جائے یا میرے ہاتھوں میں چھکڑی لگادی جائے یا میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دی جائے تو یہ وصیت خلاف شرع اور باطل ہے۔ (29) اور اسے کفن مثل دیا جائے گا اور اسے عام مسلمانوں کی طرح فن کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۶: اپنی قبر کو مٹی گارے سے لینپنے کی وصیت کی یا اپنی قبر پر قبہ (یعنی گنبد) تعمیر کرنے کی وصیت کی تو یہ وصیت باطل ہے لیکن اگر قبر ایسی جگہ ہے جس کو درندوں اور جانوروں کے خوف سے لینپنے کی ضرورت ہے تو وصیت نافذ ہوگی۔ (30)

مسئلہ ۲۷: اپنے مرض الموت میں کسی نے اپنی لڑکی کو پچاس روپے دیئے اور کہا کہ اگر میری موت ہو جائے تو میری قبر تعمیر کرانا اور اسی کے قریب رہنا اور اس میں سے تیرے لئے پانچ روپے ہیں باقی روپے سے گیہوں خرید کر کے صدقہ کر دینا تو اس لڑکی کو یہ پانچ روپے لینا جائز نہیں اور اگر قبر کو مضبوطی کے لئے بنانے کی ضرورت ہے نہ کہ زینت و آرائش کے لئے تو بقدر ضرورت اسے تعمیر کرایا جائے گا اور باقی فقراء پر صدقہ کر دیا جائے گا۔ (31)

مسئلہ ۲۸: یہ وصیت کی کہ میرے مال سے کسی آدمی کو اتنا مال دیا جائے کہ وہ میری قبر پر قرآن پاک کی تلاوت کرے تو یہ وصیت باطل ہے۔ (32)

مسئلہ ۲۹: کسی نے وصیت کی کہ اس کی کتابیں فن کر دی جائیں تو ان کتابوں کو فن کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ ان کتابوں میں ایسی چیزیں ہوں جو کسی کی سمجھ میں نہ آتی ہوں یا ان کتابوں میں ایسا مواد ہو جس سے فساد پیدا ہوتا ہو۔ (33) فساد معاشرہ کا ہو یا عقیدہ و مذہب کا۔

مسئلہ ۳۰: بیت المقدس کے لئے اپنے ثلث مال (یعنی تھائی مال) کی وصیت کی تو جائز ہے اور یہ مال بیت المقدس کی عمارت اور چار غیری و روشنی وغیرہ پر خرچ ہو گا۔ فقہاء نے اس مسئلہ سے وقف مسجد کی آمدی سے مسجد کے اندر

(28) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 95.

(29) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 95.

(30) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 96.

(31) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 96.

(32) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 96.

(33) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 96.

روشنی کر لے کے جواز کا قول کیا ہے۔ (34)

مسئلہ ۱۳: موصیٰ نے اپنے مال سے جہادی سبیل اللہ کرنے کی وصیت کی تو موصیٰ کو جہاد کرنے والے شخص کو اس کے کھانے پینے آنے جانے اور مورچہ پر رہنے کا خرچ موصیٰ کے مال سے دینا ہوگا، لیکن مجاہد کے گھر کا خرچ اس میں نہیں، اگر مجاہد پر خرچ کرنے سے کچھ مال بچ گیا تو وہ موصیٰ کے درشتہ کو واپس کر دیا جائے گا اور مناسب یہ ہے کہ موصیٰ کی طرف سے جہاد کے لئے موصیٰ کے گھر سے روانہ ہو جیسے کہ حجٔ کی وصیت میں موصیٰ کے گھر سے روانہ ہونا ہے۔ (35)

مسئلہ ۱۴: مسلمان کی وصیت عیسائی فقراء کے لئے جائز ہے لیکن ان کے لئے گر جاتی تیر کرنے کی وصیت جائز نہیں کیوں کہ یہ گناہ ہے اور جو شخص اس گناہ میں اعانت کریگا گناہ گار ہوگا۔ (36)

مسئلہ ۱۵: یہ وصیت کی کہ میرا اٹھ مال (یعنی تہائی مال) مسجد پر خرچ کیا جائے تو یہ جائز ہے اور یہ مال مسجد کی تعمیر اور اس کے چراغ و بtic وغیرہ پر خرچ ہوگا۔ (37)

مسئلہ ۱۶: ایک شخص نے اپنی اس زمین کی وصیت کی جس میں کھیتی (یعنی فصل) کھڑی ہے لیکن کھیتی کی وصیت نہیں کی تو یہ جائز ہے اور یہ کھیتی کھٹنے کے وقت تک اس میں باقی رہے گی اور اس کا معاوضہ دیا جائے گا۔ (38)

مسئلہ ۱۷: کسی نے وصیت کی کہ میرا گھوڑا امیری طرف سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے میں استعمال کیا جائے تو یہ وصیت جائز ہے اور اسے غزوہ میں استعمال کیا جائے گا، استعمال کرنے والا امیر ہو یا غریب اور جب غازی غزوہ سے واپس آئے تو گھوڑا اور شہ کو واپس کر دے اور درشتہ اس گھوڑے کو ہمیشہ غزوہ کے لئے دیتے رہیں گے۔ (39)

مسئلہ ۱۸: اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ میرا گھوڑا اور میرے ہتھیار فی سبیل اللہ ہیں تو اس کا مطلب کسی کو مالک بنادیا ہے لہذا کوئی غریب و فقیر آدمی ان کا مالک بنادیا جائے گا۔ (40)

(34) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۶.

(35) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۶.

(36) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۶.

(37) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۶.

(38) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۶.

(39) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۶.

(40) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثانی فی بیان الالفاظ الاتی تکون وصیة... راجع، ج ۶، ص ۹۶.

مسئلہ ۳۷: کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اس کی آراضی (زمین) مسکین کے لئے قبرستان کروی جائے یا یہ وصیت کی کہ اسے آنے جانے والوں کے لئے سرائے بنادیا جائے تو یہ وصیت باطل ہے۔ (41)

مسئلہ ۳۸: مصحف (قرآن شریف) کی وصیت کی کہ وہ مسجد میں وقف کر دیا جائے تو یہ وصیت جائز ہے۔ (42)

مسئلہ ۳۹: یہ وصیت کی کہ اس کی زمین مسجد بنادی جائے تو یہ بلا اختلاف جائز ہے۔ (43)

مسئلہ ۴۰: وصیت کرنے والے نے کہا کہ میرا تھائی مال اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو یہ وصیت جائز ہے اور یہ مال نیک و بھلائی کے راستے میں خرچ ہوگا اور فقراء پر صرف کیا جائے گا۔ (44)

مسئلہ ۴۱: وصیت کرنے والے نے کہا میرا تھائی مال فی سبیل اللہ (راہ خدا میں) ہے یہاں فی سبیل اللہ کا مطلب غزوہ ہے۔ (45)

مسئلہ ۴۲: اگر یہ کہا کہ میرا تھائی مال نیک کاموں کے لئے ہے تو اسے تعمیر مسجد اور اسکی چراغ و بھی میں خرچ کرنا جائز ہے لیکن مسجد کی آرائش وزیباش میں خرچ کرنا جائز نہیں۔ (46)

مسئلہ ۴۳: اگر کسی نے اپنے تھائی مال کی وجہہ خیر میں خرچ کرنے کی وصیت کی تو اسے پل بنانے، مسجد بنانے اور طالبان علم پر خرچ کیا جائے گا۔ (47)

مسئلہ ۴۴: کسی نے وصیت کی کہ میرا تھائی مال گاؤں کے مصالح میں خرچ کیا جائے تو یہ وصیت باطل ہے۔ (48)



(41) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 97.

(42) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 97.

(43) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 97.

(44) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 97.

(45) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 97.

(46) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 97.

(47) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 97.

(48) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثاني في بيان الالفاظ التي تكون وصية... راجع، ج 6، ص 97.

ثلث مال (یعنی تھائی مال) کی وصیت کا بیان

وصیت ثلث مال (یعنی تھائی مال) کی یا زیادہ یا کم کی، ورثہ نے اس کی اجازت دی یا بعض نے اجازت دی، بعض نے نہ دی، بھی یا بیٹے کے حصہ کے برابر کی وصیت دغیرہ۔

مسئلہ ۱: مرنے والے نے کسی آدمی کے حق میں اپنے چوتھائی مال کی وصیت کی اور ایک دوسرے آدمی کے حق میں اپنے نصف مال کی، اگر ورثہ نے اس وصیت کو جائز رکھا تو نصف مال اس کو ملنے گا جس کے حق میں نصف مال کی وصیت ہے اور چوتھائی مال اسے دیا جائے گا جس کے لئے چوتھائی مال کی وصیت کی اور باقی مال وارثوں کے درمیان مقررہ حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے گا اور اگر وارثوں نے اس کی وصیت کو جائز نہ رکھا تو اس صورت میں مرنے والے موصی کی وصیت اس کے ثلث مال (یعنی تھائی مال) میں صحیح ہوگی اور اس کا ثلث مال (یعنی تھائی مال) سات حصوں میں منقسم (تقسیم) ہو کر چار حصے نصف مال کی وصیت والے کو اور تین حصے چوتھائی مال کی وصیت والے کو ملیں گے۔ (۱)

مسئلہ ۲: ایک شخص کے حق میں اپنے ثلث مال (یعنی تھائی مال) (تھائی مال) کی وصیت کی اور دوسرے کے حق میں اپنے سدس مال کی (چھٹے حصے کی) تو اس صورت میں اس کے ثلث مال (یعنی تھائی مال) کے تین حصے کئے جائیں گے اس میں سے دو حصے ثلث مال (یعنی تھائی مال) کی وصیت والے کے لئے اور ایک حصہ اسے جس کے حق میں سدس مال کی وصیت کی۔ (۲)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے وصیت کی کہ میرا کل مال فلاں شخص کو دیدیا جائے اور ایک دوسرے شخص کے لئے وصیت کی کہ اسے میرے مال کا تھائی حصہ دیا جائے تو اگر اس کے وارث نہیں ہیں یا ہیں مگر انہوں نے اس وصیت کو جائز کر دیا تو اس کا مال دونوں (موصی لہما) (یعنی جن دونوں کے لئے وصیت کی گئی) کے درمیان بطریق منازعہ تقسیم ہوگا اور اس کی صورت یہ ہے کہ ثلث مال (یعنی تھائی مال) نکال کر بقیہ کل اس کو دیدیا جائے گا جس کے حق میں کل مال کی وصیت ہے رہا ثلث مال (یعنی تھائی مال) تو وہ دونوں کے مابین نصف نصف تقسیم کر دیا جائے گا۔ (۳)

مسئلہ ۴: موصی نے ایک شخص کے لئے اپنے ثلث مال (یعنی تھائی مال) کی وصیت کی اور دوسرے شخص کے لئے

(۱) الفتاوی الحندیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج ۶، ص ۹۷۔

(۲) الفتاوی الحندیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج ۶، ص ۹۸۔

(۳) الفتاوی الحندیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج ۶، ص ۹۸۔

بھی اپنے ملک مال (یعنی تھائی مال) کی وصیت کر دی اور ورثہ اس کے لئے راضی نہ ہوئے تو اس کا ملک مال (یعنی تھائی مال) دونوں کے مابین تقسیم ہوگا۔ (4)

مسئلہ ۵: کسی نے وصیت کی کہ میرے مال کا ایک حصہ یا میرا کچھ مال فلاں شخص کو دیدیا جائے تو اسکی تشریع کا حق موصی کو ہے اگر وہ زندہ ہے اور اسکی موت کے بعد اس کی تشریع کا حق ورثہ کو ہے۔ (5)

مسئلہ ۶: کسی نے اپنے مال کے ایک جزو کی وصیت کی تو ورثہ سے کہا جائے گا کہ تم جتنا چاہو موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو دیدو۔ (6)

مسئلہ ۷: اپنے مال کے ایک حصہ کی وصیت کی پھر اس کا انتقال ہو گیا اور اس کا کوئی وارث بھی نہیں ہے تو موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو نصف ملے گا اور نصف بیت المال (7) میں جمع ہوگا۔ (8)

مسئلہ ۸: ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے وارثوں میں ایک مان اور ایک بیٹا چھوڑا اور یہ وصیت کر گیا کہ فلاں کو میرے مال سے بیٹی کا حصہ ہے (اگر بیٹی ہوتی اور اس سے حصہ ملتا) تو وصیت جائز ہے اور اس کا مال سترہ حصوں میں منقسم ہو کر موصی لہ کو پانچ حصے ملیں گے دو حصے مان کو اور دس حصے بیٹے کو ملیں گے۔ (9)

مسئلہ ۹: اگر میت نے اپنے ورثہ میں ایک بیوی اور ایک بیٹا چھوڑا اور ایک دوسرے بیٹے کے برابر حصہ کی وصیت کی کہ لئے کی (اگر دوسرا بیٹا ہوتا) اور وارثوں نے اس کی وصیت کو جائز رکھا تو اس کا ترکہ پندرہ حصوں میں منقسم ہوگا، موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) (جس کے حق میں وصیت کی) کو سات حصے، بیوہ بیوی کو ایک حصہ اور بیٹے کو سات حصے دیئے جائیں گے۔ (10)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے وارثوں میں ایک لڑکی اور ایک بھائی چھوڑا اور کسی شخص کے لئے بقدر حصہ بیٹے کے وصیت کی (اگر ہوتا) اور وارثوں نے اس وصیت کو جائز رکھا تو اس صورت میں موصی لہ (جس کے لئے

(4) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیة: بیلک الممال... راجع، ج 6، ص 98.

(5) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیة: بیلک الممال... راجع، ج 6، ص 98.

(6) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیة: بیلک الممال... راجع، ج 6، ص 98.

(7) آج کل بیت المال کا وجود نہیں اس لئے یہ مال کسی مسلم مکین یا مدارس دینیہ میں دے دیا جائے۔ 12 عطاء المصطفی قادری۔

(8) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیة: بیلک الممال... راجع، ج 6، ص 99.

(9) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیة: بیلک الممال... راجع، ج 6، ص 99.

(10) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیة: بیلک الممال... راجع، ج 6، ص 99.

وصیت کی گئی) کو اس کے مال کے دو ٹکڑے (دو تھائی) حصے میں گے اور ایک ٹکڑہ بھائی اور بیٹی کے درمیان نصف نصف تقسیم ہو گا اور اگر وارثوں نے اس کی وصیت کو جائز نہ رکھا تو اس صورت میں موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو ایک ٹکڑہ ملے گا اور دو ٹکڑے بھائی اور بیٹی میں نصف نصف تقسیم ہوں گے۔ (11)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے ورثہ میں ایک بھائی اور ایک بہن چھوڑے اور یہ وصیت کی کہ فلاں کو میرے مال سے بقدر بیٹی کے حصے کے دینا (اگر بیٹا ہوتا) اور وارثوں نے اس کی اجازت دیدی تو اس صورت میں کل مال موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو ملے گا اور بھائی اور بہن کو اس کے مال سے کچھ حصہ نہ ملے گا اور اگر یہ وصیت کی کہ فلاں کو بیٹی کے حصے کے مثل دینا تو اس صورت میں موصیٰ اللہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) کو اس کے مال کا نصف ملے گا اور باقی نصف میں بھائی بہن شریک ہوں گے بھائی کو دو حصے اور بہن کا ایک حصہ۔ (12)

مسئلہ ۱۲: وصیت کرنے والے نے وصیت کی کہ میرے مال سے فلاں کو بقدر بیٹی کے حصے کے دیا جائے اور وارثوں میں اس نے ایک بیٹی، ایک بہن چھوڑی تو اس صورت میں موصیٰ لہ کو اس کا تھائی مال ملے گا ورثہ اجازت دیں یا نہ دیں۔ (13)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے اپنے وارثوں میں ایک بیٹا اور باپ چھوڑے اور وصیت کی کہ فلاں شخص کو میرے بیٹی کے حصے کے مثل حصہ دیا جائے تو اگر وارثوں نے اس کی وصیت کو جائز رکھا تو اس کا مال گیارہ حصوں میں تقسیم ہو کر موصیٰ اللہ کو پانچ حصے، باپ کو ایک حصہ اور بیٹی کو پانچ حصے میں گے اور اگر وارثوں نے اس کی وصیت کو جائز نہ رکھا تو موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو اس کے مال کا تھائی حصہ ملے گا اور باقی باپ اور بیٹی کے درمیان حصہ رسیدی تقسیم ہو گا باپ کو ایک حصہ، بیٹی کو پانچ، یعنی کل مال کے نو حصے کئے جائیں گے، تین حصے موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو، ایک حصہ باپ کو اور پانچ حصے بیٹی کو دیے جائیں گے۔ (14) مذکورہ بالا صورتوں میں میت کے وارثوں میں سے اگر ایک نے میت کی وصیت کو جائز نہ کیا اور ایک نے جائز کر دیا تو جائز کرنے والے وارث کے حصے میں موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو حصہ ملے گا اور جائز نہ کرنے والے وارث کے حصے میں سے نہیں ملے گا بلکہ اس کا پورا پورا حصہ ملے گا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر ایک وارث نے وصیت کو جائز کیا اور دوسرے

(11) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 100.

(12) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 100.

(13) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 100.

(14) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 100.

وارث نے جائز نہ کیا تو دیکھا جائے گا کہ دونوں وارثوں کے اجازت دینے کی صورت میں مسئلہ کا حساب گیارہ حصوں سے ہوا تھا اور اجازت نہ دینے کی صورت میں مسئلہ کا حساب نو ۹ سے ہوا تھا، ان دونوں کو باہم ضرب کیا جائے $9 \times 11 = 99$ ہوئے، اب دونوں کے وصیت کو جائز نہ کرنے کی صورت میں نوادے ۹۹ میں سے ایک ٹکٹ لیعنی ۳۳ حصے موصی الہ کو ملیں گے اور بقیہ ۶۶ حصوں میں سے ایک سدس (چھٹا حصہ) یعنی گیارہ باپ کو ملیں گے اور بقیہ پانچ سدس یعنی ۵۵ حصے بیٹے کو ملیں گے کل میزان ۹۹۔ اور وارثوں کے اس وصیت کو جائز کرنے کی صورت میں موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو گیارہ میں سے $5 \times 9 = 45$ ، باپ کو گیارہ میں سے $1 \times 9 = 9$ ، اور بیٹے کو بقیہ $5 \times 9 = 45$ حصے ملیں گے (کل میزان ۹۹) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ان دونوں حالتوں کے درمیان موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو بارہ حصے زیادہ ملے جن میں سے دو حصے باپ کے حق میں سے اور دس حصے بیٹے کے حق میں سے، کیونکہ اجازت نہ دینے کی صورت میں باپ کو گیارہ حصے ملے اور اجازت نہ دینے کی صورت میں نو ۹، فرق دو حصوں کا ہوا اور بیٹے کو اجازت دینے کی صورت میں ۴۵ حصے ملے اور اجازت نہ دینے کی صورت میں ۵۵، فرق دس حصوں کا ہوا۔ اس طرح دس ۱۰ اور دو ۲ بارہ ۱۲ حصے موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو زیادہ ملتے ہیں۔ اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ موصی الہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو باپ کے حق میں سے دو حصے اور بیٹے کے حق میں سے دس حصے ملے لہذا اگر باپ نے وصیت کو جائز رکھا اور بیٹے نے نہیں تو باپ کے حق میں سے دو حصے موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو مل جائیں گے اور بیٹے کو اس کا پورا حق ملے گا۔ اس طرح تنانوے میں سے $33 + 2 = 35$ حصے موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو، نو ۹ حصے بیٹے کو ملیں گے، کل میزان ۹۹ ہوا۔ اور اگر بیٹے نے وصیت کو جائز رکھا اور باپ نے نہیں تو بیٹے کے حق میں سے دس حصے موصی الہ کو مل جائیں گے باپ کو اس کا پورا حق ملے گا یعنی تنانوے میں سے $10 + 33 = 43$ حصے موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو، گیارہ حصے باپ کو اور ۴۵ حصے بیٹے کو ملیں گے کل میزان ۹۹ ہوا۔ (15)

فائدہ: اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ مسئلہ کی تصحیح ایک بار کی جائے۔ اس صورت میں کہ سب وارثوں نے اجازت دیدی اور دوسری بار مسئلہ کی تصحیح کی جائے اس صورت میں کہ کسی وارث نے اجازت نہیں دی پھر دونوں تصحیحوں کو ایک مبلغ سے کر دیا جائے (یعنی دونوں تصحیحوں کو باہم ضرب دیدی جائے) پھر اس صورت میں کہ ایک وارث نے اس وصیت کو جائز کر دیا اور دوسرے نے جائز نہ کیا یا اس کی اجازت معتبر نہ ہو جیسے بچہ اور پاگل کی اجازت معتبر نہیں، تو جائز کرنے والے وارثوں کے سہام کو مسئلہ اجازت سے لیا جائے اور باقی دوسروں کے سہام کو مسئلہ عدم اجازت سے لیا جائے وہ ہر

وارث کا حصہ ہوگا اور جو باقی نپچے گا وہ موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کے لئے ملکہ پر زیادہ ہوگا (یعنی موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کے ملکہ میں بڑھا دیا جائے گا) (16) اس کی مثال یہ ہے موصی نے باپ اور بیٹے کو چھوڑا اور موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کے لئے بیٹے کے مشل حصہ کی وصیت کی۔

ورثہ کے اجازت دینے کی صورت میں مسئلہ گیارہ سے ہوگا۔

ورثہ کے اجازت نہ دینے کی صورت میں مسئلہ ۹ سے ہوگا۔

ضابطہ کے مطابق دونوں تصحیحوں کا مبلغ واحد کیا $99 = 11 \times 9$ مبلغ واحد ہوا۔

محیر (یعنی اجازت دینے والا) اگر باپ ہو تو اجازت کی صورت میں باپ کا حصہ 9 سہام ہے اور اجازت نہ دینے کی صورت میں باقی دوسروں کا حصہ 88 سہام ہے دونوں کو جمع کیا $9+88=89$ ، فرق $99-89=10$ سہام لہذا موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو دو سہام زائد علی انشکت ملیں گے یعنی $89+2=91$ سہام اور محیر اگر بیٹا ہو تو اجازت کی صورت میں اس کا حصہ 45 سہام ہے اور اجازت نہ دینے کی صورت میں باقی دوسروں کا حصہ 44 سہام ہے، دونوں کو جمع کیا $44+45=89$ فرق $99-89=10$ لہذا موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو دس 10 سہام زائد علی انشکت ملیں گے، $89+10=99$ سہام۔

مسئلہ ۱۲: مرنے والے نے دو بیٹے چھوڑے اور ایک شخص کے لئے اپنے ملکہ مال (یعنی تہائی مال) (تہائی مال) کی وصیت کی اور ایک دوسرے شخص کے لئے مشل ایک بیٹے کے حصے کی وصیت کی اور دونوں وارث بیٹوں نے مرنے والے باپ کی دونوں وصیتوں کو جائز رکھا تو اس صورت میں جس کے لئے تہائی مال کی وصیت کی اسے میت کے مال کا تہائی حصہ ملے گا اور بقیہ دو ملکہ دونوں بیٹوں اور اس شخص کے درمیان جس کے لئے بیٹے کے مشل حصہ کی وصیت کی تہائی تہائی تقسیم ہوگا۔ حساب اس کا اس طرح ہوگا کہ کل مال نو حصوں میں منقسم ہوگا اس میں سے تین حصے اُسے ملیں گے جس کے لئے ملکہ مال (یعنی تہائی مال) (تہائی مال) کی وصیت ہے باقی رہے چھ حصے تو دو 2 حصے دونوں بیٹوں کے درمیان اور دو 2 حصے اُس کے جس کے لئے بیٹے کے حصے کے مشل وصیت کی ہے۔ اور اگر ان دونوں بیٹوں نے باپ کی وصیت کو جائز نہ کیا تو ایک تہائی مال اُن دونوں موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو دیا جائے گا جن کے حق میں وصیت ہے اور بقیہ دو ملکہ (دو تہائی) دونوں بیٹوں کو مل جائے گا۔ اور اگر دونوں بیٹوں نے ملکہ مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کو جائز نہ رکھا اور اس وصیت کو جائز جو اس نے دوسرے شخص کے لئے مشل ایک بیٹے کے حصے کے کی تھی تو اس صورت میں صاحب ملکہ یعنی ملکہ مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت والے کو نصف ملکہ یعنی سدس (چھٹا حصہ) ملے گا

اور صاحب مثل یعنی جس شخص کے حق میں مثل حصہ بیٹھے کے وصیت کی اسے بقیہ مال کا ایک ثلث ملے گا۔ اس صورت میں حساب ایسے عدد سے ہوگا جس میں سے اگر سدس (چھٹا حصہ) نکالا جائے تو بقیہ مال ایک ایک تہائی کے حساب سے تقسیم ہو جائے اور ایسا چھوٹے سے چھوٹا عدد اٹھا رہ ہے لہذا کل مال وصیت اٹھا رہ حصوں میں تقسیم ہوگا، چھٹا حصہ یعنی تین حصے ثلث مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت والے کو، باقی پندرہ حصوں میں ایک ثلث یعنی پانچ حصے اس شخص کو جس کے لئے مثل بیٹھے کے حصے کی وصیت کی بقیہ ایک ثلث یعنی پانچ پانچ حصے دونوں بیٹوں کو۔ (17) اور اگر یہ صورت ہے کہ ایک بیٹھے نے صاحب مثل کے حق میں وصیت کو جائز رکھا اور صاحب ثلث کے حق میں وصیت کو رد کر دیا اور دوسرے بیٹھے نے دونوں وصیتوں کو رد کر دیا تو مسئلہ اس طرح ہوگا کہ صاحب مثل کو چار حصے اور صاحب ثلث کو تین حصے اور جس بیٹھے نے ایک وصیت کو جائز کیا اس کو پانچ حصے اور جس بیٹھے نے دونوں وصیتوں کو رد کر دیا اس کو چھوٹا حصہ، کل میزان اٹھا رہ حصے، اس طرح صاحب مثل کے حق میں وصیت جائز رکھنے والے بیٹھے کا ایک حصہ صاحب مثل کو ملا اور اس کا حصہ بجائے تین کے چار ہو گیا اور اس بیٹھے کے چھے کے بجائے پانچ حصے رہ گئے۔ (18)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص کے پانچ بیٹے ہیں اس نے وصیت کی..... کہ فلاں شخص کو میرے ثلث مال (یعنی تہائی مال) میں سے میرے ایک بیٹے کے حصے کے مثل دینا اور ثلث مال (یعنی تہائی مال) میں سے یہ حصہ نکال کر بقیہ کا ثلث ایک دوسرے شخص کو دیا جائے، تو اس وصیت کرنے والے کا کل مال اکیاون ۵۱ حصوں میں تقسیم ہو کر ان میں سے آٹھ حصے اس موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو ملیں گے جس کے حق میں بیٹھے کے حصے کے مثل کی وصیت کی اور تین حصے دوسرے موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو ملیں گے جس کے حق میں ثلث ما بقیہ من الثلث کی وصیت کی وصیت کی (یعنی جس کے حق میں باقی ماندہ ثلث مال (یعنی تہائی مال) سے ایک ثلث کی وصیت کی)۔ (19) اور ہر بیٹے کو آٹھ آٹھ حصے ملیں گے۔ (مؤلف)

مسئلہ ۱۶: ایک شخص کے پانچ بیٹے ہیں اس نے وصیت کی کہ فلاں شخص کو میرے ثلث مال (یعنی تہائی مال) سے میرے ایک بیٹے کے حصے کے مثل دیا جائے اور اس ثلث مال (یعنی تہائی مال) سے یہ حصہ نکال کر جو باقی بچے اس کا ثلث (یعنی تہائی) ایک دوسرے شخص کو دیا جائے تو اس صورت میں اس وصیت کرنے والے کا مال اکیاون ۵۱ حصوں میں تقسیم ہو کر جس کے لئے بیٹے کے حصے کے مثل کی وصیت کی ہے اسے آٹھ حصے ملیں گے، اور اسکے ثلث مال (یعنی تہائی

(17) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 100.

(18) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 100.

(19) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 100.

مال) میں سے یہ آٹھ نکال کر جو باقی بچے گا اس کا ایک ٹکٹ یعنی تین حصے اس کو ملیں گے، جس کے لئے ٹکٹ ماہی میں اٹکٹ (یعنی اس کے تہائی مال سے آٹھ حصے نکال کر جو باقی بچا اس کا تہائی حصہ) کی وصیت کی تھی اور پانچ بیٹوں میں سے ہر ایک کو آٹھ آٹھ حصے ملیں گے۔ مسئلہ کی تخریج اس طرح ہو گی کہ پانچ بیٹوں کو بحساب فی کس ایک حصہ = پانچ حصے اور ایک حصہ اس میں صاحب مثل کا بڑھایا (یعنی اس کا جس کے لئے بیٹے کے حصے کے مثل کی وصیت کی) اس طرح کل چھ حصے ہوئے چھ کو تین میں ضرب دیا جائے $18 \times 3 = 54$ ہوئے، اٹھارہ 18 میں ایک کم کیا جوز یادہ کیا گیا تھا تو سترہ 17 رہ گئے یہ سترہ 17 اس کے کل مال کا ایک ٹکٹ ہے اس کے دو ٹکٹ چوتیس 34 ہوئے، اس طرح کل حصے اکیاون 51 ہوئے، جب یہ معلوم ہو گیا کہ ٹکٹ مال (یعنی تہائی مال) سترہ 17 حصے ہیں تو اس میں سے صاحب مثل کا حصہ (یعنی جس کے لئے ایک بیٹے کے حصہ کی مثل کی وصیت کی) معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اصل حصہ کی طرف دیکھا جائے وہ پانچ بیٹوں کے پانچ اور صاحب مثل کا ایک تھا، اس ایک کو تین سے ضرب کیا تو تین ہوئے پھر تین کو تین سے ضرب کیا تو نو 9 ہوئے، نو 9 میں سے ایک جو بڑھایا تھا کم کیا تو آٹھ باقی رہے، یہ حصہ ہوا صاحب مثل کا، پھر اس آٹھ کو سترہ میں سے گھٹایا تو نو 9 باقی رہے اس کا ایک تہائی یعنی تین حصے دوسرے شخص کے جس کے حق میں ٹکٹ مابقی میں اٹکٹ کی (بقیہ تہائی مال کے تہائی کی) وصیت کی تھی، نو میں سے تین نکال کر چھ بچے، ان چھ کو دو تہائی مال یعنی چوتیس حصوں میں جمع کیا تو چالیس ہو گئے اور یہ چالیس پانچ بیٹوں میں برابر برابر بحساب فی کس آٹھ حصے تقسیم ہوں گے یہ کل ملا کر اکیاون 51 ہوئے یعنی موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) نمبر ایک کو آٹھ، موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) نمبر 2 کو تین اور پانچ بیٹوں کو چالیس = کل اکیاون 51 (20)

مسئلہ ۱: کسی شخص نے وصیت کی کہ میرے مال کا چھٹا حصہ فلاں شخص کے لئے ہے پھر اسی مجلس میں یا دوسرا مجلس میں کہا کہ اسی کے لئے میرے مال کا تہائی حصہ ہے اور وارثوں نے اسے جائز کر دیا تو اسے تہائی مال ملے گا اور چھٹا حصہ اسی میں داخل ہو جائے گا۔ (21)

مسئلہ ۱۸: کسی نے وصیت کی کہ فلاں شخص کے لئے ایک ہزار روپیہ ہے اور اس کا کچھ مال نقد ہے اور کچھ دوسروں کے ذمہ ادھار ہے، تو اگر یہ ایک ہزار روپیہ اس کے نقد مال سے نکالا جاسکتا ہے تو یہ ایک ہزار روپیہ موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو ادا کر دیا جائے گا اور اگر یہ روپیہ اس کے نقد مال سے نہیں نکالا جاسکتا تو نقد مال کا ایک تہائی جس قدر رہتا ہے وہ فی الوقت ادا کر دیا جائے گا اور ادھار میں پڑا ہوار روپیہ جیسے جیسے اور جتنا جتنا وصول ہوتا جائے گا

(20) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ ٹکٹ المال... ارجح، ج 6، ص 100.

(21) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ ٹکٹ المال... ارجح، ج 6، ص 104.

وصول شدہ روپیہ کا ایک تھائی موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو دیا جاتا رہے گا تا آنکہ اس کی ایک ہزار کی رقم پوری ہو جائے جو کہ مرنے والے نے اس کے لئے وصیت کی تھی۔ (22)

مسئلہ ۱۹: زید نے وصیت کی کہ اس کا ایک تھائی مال عمر و اور بکر کے لئے ہے اور بکر کا انتقال ہو چکا ہے خواہ اس کا علم موصیٰ یعنی وصیت کرنے والے کو ہو یا نہ ہو، یا یہ وصیت کی کہ میرا تھائی مال عمر و اور بکر کے لئے ہے اگر بکر زندہ ہو حالانکہ وہ انتقال کر چکا ہے یا یہ وصیت کی کہ میرا تھائی مال عمر و کے لئے اور اس شخص کے لئے ہے جو اس گھر میں ہو اور اس گھر میں کوئی نہیں ہے یا یہ وصیت کی کہ میرا تھائی مال عمر و کے لئے اور اس کے بعد ہونے والے بیٹے کے لئے، یا یہ کہا کہ میرا تھائی مال عمر و کے لئے اور بکر کے بیٹے کے لئے اور بکر کا بیٹا وصیت کرنے والے سے پہلے مر گیا تو ان تمام صورتوں میں اس کا تھائی مال پورا پورا صرف اکیلے عمر و کو ملے گا۔ (23)

مسئلہ ۲۰: کسی نے وصیت کی کہ میرا تھائی مال زید اور بکر کے مابین تقسیم کر دیا جائے اور بکر کا اس وقت انتقال ہو چکا ہو، یا یہ کہا کہ میرا تھائی مال زید اور بکر کے درمیان تقسیم کیا جائے اگر وہ میرے بعد زندہ ہو، یا یہ کہا کہ میرا تھائی مال زید اور فقیر کے مابین تقسیم ہو پھر اس کا انتقال ہو گیا اور فقیر زندہ ہے یا مر چکا یا یہ کہا کہ میرا تھائی مال زید اور بکر کے مابین تقسیم ہو اگر بکر گھر میں ہو اور وہ گھر میں نہیں ہے، یا یہ کہا کہ میرا تھائی مال زید اور بکر کے لڑکے کے درمیان تقسیم ہو اور بکر کے یہاں لڑکا پیدا ہوا یا لڑکا موجود تھا پھر مر گیا اور دوسرا لڑکا پیدا ہو گیا، یا یہ کہا کہ میرا تھائی مال زید اور فلاں کے لڑکے کے مابین تقسیم ہو اگر وہ لڑکا فقیر ہو اور وہ لڑکا فقیر و محتاج نہ ہوا تھا یہاں تک کہ موصیٰ کا انتقال ہو گیا، یا یہ وصیت کی کہ میرا تھائی مال زید اور اس کے وارث کے لئے ہے، یا زید اور اس کے دو بیٹوں کے لئے ہے اور اس کے بیٹا صرف ایک ہے تو ان تمام صورتوں میں زید کو نصف ثلث یعنی اس کے مال کا چھٹا حصہ ملے گا۔ (24)

مسئلہ ۲۱: موصیٰ (وصیت کرنے والا) نے زید اور عمر و کے لئے اپنے ثلث مال (یعنی تھائی مال) کی وصیت کی، یا یہ کہا کہ میرا ثلث مال (یعنی تھائی مال) زید اور عمر و کے مابین تقسیم کیا جائے پھر موصیٰ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد زید اور عمر و دونوں میں سے کسی ایک کا انتقال ہو گیا تو جو زندہ رہا اس کو ثلث مال (یعنی تھائی مال) کا آدھا ملے گا اور آدھا مرنے والے کے وارثوں کو ملے گا یہی حکم اس وقت ہے جب موصیٰ کے انتقال کے بعد موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) میں زید اور عمر و میں سے کسی کے وصیت قبول کرنے سے پہلے ایک کا انتقال ہو جائے اور دوسرا جو زندہ رہا اس نے وصیت

(22) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج ۶، ص 104.

(23) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج ۶، ص 105.

(24) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج ۶، ص 105.

کو قبول کر لیا تو دونوں وصیت کے مال کے مالک ہوں گے آدھا زندہ کو اور آدھا مرنے والے کے دارثوں کو ملے گا، اور اگر ان دونوں میں سے ایک وصیت کرنے والے سے پہلے انتقال کر گیا تو اس کا حصہ موصی کو واپس ہو جائے گا۔ (25)

مسئلہ ۲۲: یہ وصیت کی کہ میراث مال (یعنی تہائی مال) (تہائی مال) زید کے لئے ہے اور اس کے لئے جو عبد اللہ کے بیٹوں میں سے محتاج و فقیر ہو پھر موصی (وصیت کرنے والے) کا انتقال ہو گیا اور عبد اللہ کے سب بیٹے اس وقت غنی اور مالدار ہیں تو اس کا ملکث مال (یعنی تہائی مال) سب کا سب زید کو مل جائے گا، اور اگر موصی کی موت سے قبل عبد اللہ کے کچھ بیٹے (یعنی سب نہیں) غریب و فقیر ہو گئے تو اس کا ملکث مال (یعنی تہائی مال) زید اور عبد اللہ کے غریب بیٹوں کے درمیان بھ حصہ مساوی ان کی تعداد کے مطابق تقسیم ہو گا اور اگر عبد اللہ کے سب ہی بیٹے غریب و فقیر ہیں تو ان کو کچھ حصہ نہ ملے گا وصیت کا کل مال زید کو مل جائے گا۔ (26)

مسئلہ ۲۳: ایک عورت کا انتقال ہوا اس نے اپنے وارثوں میں صرف اپنا شوہر چھوڑا اور اپنے نصف مال کی وصیت کر دی کسی اجنبی شخص کے لئے، تو یہ وصیت جائز ہے اس صورت میں شوہر کو ملٹ ملے گا، اجنبی کو نصف، بچا سدس (چھٹا حصہ) وہ بیت المال میں جمع ہو گا، تقسیم اس طرح ہو گی کہ پہلے متوفیہ کے مال سے بقدر ملکث مال (یعنی تہائی مال) کے نکال لیا جائے گا کیونکہ وصیت وراثت پر مقدم ہے، تہائی مال نکالنے کے بعد دو تہائی مال باقی بچا اس میں سے نصف شوہر کو وراثت میں دیا جائے گا جو کہ کل مال کے ایک ملکث کے برابر ہے اب باقی رہا ایک ملکث اس کا کوئی وارث ہے ہی نہیں لہذا متوفیہ کی باقی وصیت اس میں جاری ہو گی اور موصی اللہ جس کو ملکث ملا تھا اس کا نصف پورا کرنے کے لئے اس بقیہ ملکث میں سے ایک حصہ دے کر اس کا نصف پورا کر دیا جائے گا، اب باقی بچا ایک سدس (چھٹا حصہ) وہ بیت المال میں جمع ہو گا کیونکہ اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔ (27)

مسئلہ ۲۴: شوہر کا انتقال ہوا، وارثوں میں اس نے ایک بیوی چھوڑی اور اپنے کل مال کی کسی اجنبی کے لئے وصیت کر دی لیکن اس کی زوجہ نے اس وصیت کو جائز نہ کیا تو اس کا کل مال چھ حصوں میں تقسیم ہو کر ایک حصہ زوجہ کو اور پانچ حصے اجنبی کو ملیں گے جس کے حق میں کل مال کی وصیت کی تھی، مال ترکہ کی تقسیم اس طرح ہو گی کہ کل مال کے چھ حصے کر کے پہلے اس میں سے ایک ملکث یعنی دو حصے اجنبی کو ملیں گے کیونکہ وصیت وراثت پر مقدم ہے بقیہ چار حصوں میں سے ایک ربع یعنی ایک حصہ بیوی کو ملے گا باقی رہے تین حصے، یہ بھی اجنبی کو مل جائیں گے کیونکہ وصیت بیت المال پر بھی

(25) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بملکث المال... راجع، ج ۶، ص ۱۰۵.

(26) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بملکث المال... راجع، ج ۶، ص ۱۰۵.

(27) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بملکث المال... راجع، ج ۶، ص ۱۰۵.

مقدم ہے۔ (28)

مسئلہ ۲۵: یہ وصیت کی کہ میراث کی مال (یعنی تھائی مال) فلاں کے بیٹوں کے لئے ہے اور بوقت وصیت فلاں کے بیٹے نہیں تھے بعد میں پیدا ہوئے اس کے بعد موصی (وصیت کرنے والے) کا انتقال ہوا تو اس کا تھائی مال اس فلاں کے بیٹوں میں تقسیم ہو گا اور اگر بوقت وصیت فلاں کے بیٹے موجود تھے لیکن وصیت کرنے والے نے ان بیٹوں کے نام لئے نہ ان کی طرف اشارہ کیا۔ (یعنی اس طرح کہنا کہ ان بیٹوں کے لئے) تو یہ وصیت ان بیٹوں کے حق میں نافذ ہو گی جو موصی کی موت کے وقت موجود ہوں گے خواہ یہ بیٹے وہی ہوں جو بوقت وصیت موجود تھے یا وہ بیٹے مر گئے ہوں اور دوسرے پیدا ہوئے اور اگر بوقت وصیت فلاں کے بیٹوں میں سے ہر ایک کا نام لیا تھا یا ان کی طرف اشارہ کر دیا تھا تو یہ وصیت خاص انہی کے حق میں ہو گی، اگر ان کا انتقال موصی کی موت سے پہلے ہو گیا تو وصیت باطل بخہرے گی۔ (29)

مسئلہ ۲۶: یہ وصیت کی کہ میراث کی مال (یعنی تھائی مال) عبداللہ اور زید اور عمرو کے لئے ہے اور عمر و کو اس میں سے سورپے دیں اور اس کا تھائی مال کل سو 100 ہی روپے ہے تو یہ کل عمر و کو ملے گا اور اگر اس کا تھائی مال ایک سو 150 پچاس روپے ہے تو اس صورت میں سو 100 روپے عمر و کو اور باقی پچاس میں آدھے آدھے عبداللہ اور زید کو ملیں گے۔ (30)

مسئلہ ۲۷: کسی کے لئے ثلث مال (یعنی تھائی مال) کی وصیت کردی اور وصیت کرنے والے کی ملکیت میں بوقت وصیت کوئی مال نہ تھا بعد میں اس نے کمالاً تو بوقت موت وہ جتنے مال کا مالک ہے اس کا ثلث موصی اللہ (جس کے حق میں وصیت کی) کو ملے گا جب کہ موصی بہ شے معین اور نوع معین نہ ہو۔ (31)

مسئلہ ۲۸: اگر کسی نے اپنے مال میں سے کسی خاص قسم کے مال کے ثلث حصہ کی وصیت کی مثلاً کہا کہ میری بکریوں یا بھیڑوں کا تھائی حصہ فلاں کو دیا جائے اور یہ بکریاں یا بھیڑیں موصی کی موت سے پہلے ہلاک ہو جائیں تو یہ وصیت باطل ہو جائے گی حتیٰ کہ اس نے ان کے ہلاک ہونے کے بعد دوسری بکریاں یا بھیڑیں خریدیں تو موصی لہ کا ان بکریوں یا بھیڑوں میں کوئی حصہ نہیں۔ (32)

(28) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 105.

(29) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 105.

(30) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 105.

(31) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 105.

(32) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 106.

مسئلہ ۲۹: وصیت کرنے والے نے وصیت کی کہ فلاں کے لئے میرے مال سے ایک بکری ہے اور اس کے مال میں بکری موجود نہیں تو موصیٰ لہ کو بکری کی قیمت دی جائے گی اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں کے لئے ایک بکری ہے یہ نہیں کہا تھا کہ ”میرے مال سے“ اور اس کی ملکیت میں بکری نہیں ہے تو بقول بعض وصیت صحیح نہیں اور بقول بعض وصیت صحیح ہے اور اگر یوں وصیت کی کہ فلاں کے لئے میری بکریوں میں سے ایک بکری ہے اور اس کی ملکیت میں بکری نہیں ہے تو وصیت باطل نہ ہرے گی اسی اصول پر گائے، بھیں اور اونٹ کے مسائل کا استخراج کیا جائے گا۔ (33)

مسئلہ ۳۰: یہ وصیت کی کہ میرے مال کا تھا کی حصر صدقہ کر دیا جائے اور کسی شخص نے وصی سے وہ مال غصب کر لیا اور ضائع کر دیا اور وصی یہ چاہتا ہے کہ وصیت کے اس مال کو اس غاصب پر بھی صدقہ کر دے اور غاصب اس مال کا اقراری ہے تو یہ جائز ہے۔ (34)

مسئلہ ۳۱: وصیت کرنے والے نے کہا کہ میں نے تیرے لئے اپنے مال سے ایک بکری کی وصیت کی تو اس وصیت کا تعلق اس بکری سے نہ ہو گا جو وصیت کرنے کے دن اس کی ملکیت میں تھی بلکہ اس کا تعلق اس بکری سے ہو گا جو موجودی کی موت کے دن اس کی ملکیت میں ہو گی اور جب یہ وصیت صحیح ہے تو موصیٰ کی موت کے بعد اگر اس کے مال میں بکری ہے تو وارثوں کو اختیار ہے اگر وہ چاہیں تو موصیٰ اللہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) کو بکری دیں یہ یا چاہیں تو بکری کی قیمت دیدیں۔ (35)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص نے کہا کہ میرا سرخ رنگ کا عجمی انسل گھوڑا فلاں کے لئے وصیت ہے تو یہ وصیت اس میں جاری ہو گی جس کا وہ وصیت کے دن مالک تھا نہ کہ اس میں جو وہ بعد میں حاصل کر لے ہاں اگر اس نے یہ کہا کہ میرے گھوڑے فلاں کے لئے وصیت ہیں اور ان کی تعین یا تخصیص نہ کی تو اس صورت میں وصیت بوقت وصیت موجود گھوڑوں اور بعد میں حاصل کئے جانے والے گھوڑوں دونوں کو شامل ہو گی۔ (36)

مسئلہ ۳۳: اگر کسی نے اپنے ثلث مال (یعنی تھاکی مال) کی فلاں شخص اور مسَاکین کے لئے وصیت کی تو اس ثلث مال (یعنی تھاکی مال) کا نصف فلاں کو دیا جائے گا اور نصف مساکین کو۔ (37)

(33) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 106.

(34) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 106.

(35) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 106.

(36) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 106.

(37) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 106.

مسئلہ ۳۴: کسی نے اپنے ٹیکٹ مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت ایک شخص کے لئے کی، پھر دوسرے شخص سے کہا کہ میں نے تجھے اس وصیت میں اس کے ساتھ شریک کر دیا تو یہ ٹیکٹ ان دونوں کے لئے ہے اور اگر ایک کے لئے سو روپے کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے سو کی پھر تیرے شخص سے کہا کہ میں نے تجھے ان دونوں کے ساتھ شریک کیا تو اس تیرے کے لئے ہر سو 100 میں تہائی حصہ ہے۔ (38)

مسئلہ ۳۵: کسی اجنی شخص اور وارث کے لئے وصیت کی تو اجنی کو وصیت کا نصف حصہ ملے گا اور وارث کے حق میں وصیت باطل ٹھہرے گی، اس طرح اپنے قاتل اور اجنی کے حق میں وصیت کی تھی تو وصیت قاتل کے حق میں باطل اور اجنی کو نصف حصہ ملے گا۔ اس کے برخلاف اجنی یا وارث کے لئے عین (نقد) یادیں کا اقرار کیا تو اجنی کے لئے صحیح نہیں اور وارث کے لئے صحیح ہے۔ (39)

مسئلہ ۳۶: متعدد کروں پر مشتمل ایک مکان دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہے ان میں سے ایک نے کسی کے لئے ایک معین کمرے کی وصیت کر دی تو مکان تقسیم کیا جائے گا پس اگر وہ معین کمرہ موجودی کے حصہ میں آگیا تو وہ موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو دے دیا جائے گا اور اگر وہ معین کمرہ دوسرے شریک کے حصہ میں آیا تو موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو بقدر کمرے کے زمین ملے گی۔ (40)

مسئلہ ۳۷: وارث نے اقرار کیا کہ اس کے باپ نے فلاں کے لئے ٹیکٹ مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی اور کچھ گواہوں نے گواہی دی کہ اس کے باپ نے کسی دوسرے کے لئے ٹیکٹ مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی تو فیصلہ گواہوں کی گواہی کے مطابق ہو گا اور وارث نے جس کے لئے اقرار کیا اسے کچھ نہ ملے گا۔ (41)

مسئلہ ۳۸: اگر کسی وارث نے اقرار کیا کہ اس کے باپ نے اپنے ٹیکٹ مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت فلاں کے لئے کی پھر اس کے بعد کہا کہ بلکہ اس کی وصیت فلاں کے لئے کی، تو اس صورت میں جس کے لئے پہلے اقرار کیا اس کو ملے گا اور دوسرے کے لئے کچھ نہیں اور اگر اس نے دونوں کے لئے محصلہ بلا فصل اقرار کیا تو ٹیکٹ مال (یعنی تہائی مال) دونوں کے ماہین نصف کر دیا جائے گا۔ (42)

(38) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثالث في الوصية بثلث المال... راجع، ج 6، ص 106.

(39) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثالث في الوصية بثلث المال... راجع، ج 6، ص 106.

(40) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثالث في الوصية بثلث المال... راجع، ج 6، ص 107.

(41) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثالث في الوصية بثلث المال... راجع، ج 6، ص 107.

(42) الفتاوى الحنبليه، كتاب الوصايا، الباب الثالث في الوصية بثلث المال... راجع، ج 6، ص 107.

مسئلہ ۳۹: وارث تین ہیں اور مال تین ہزار ہے ہر وارث نے ایک، ایک ہزار پایا پھر ان میں سے ایک نے اقرار کیا کہ اس کے باپ نے فلاں کے لئے ٹھنڈہ مال (یعنی تھائی مال) کی وصیت کی تھی اور باقی دو وارثوں نے انکار کیا تو اقرار کرنے والا اپنے حصے میں سے ایک تھائی اس کو دے گا جس کے لئے اس نے اقرار کیا۔ (43)

مسئلہ ۴۰: اگر دو بیٹوں میں سے ایک نے تقسیم ترکہ کے بعد اقرار کیا کہ مرحوم باپ نے ٹھنڈہ مال (یعنی تھائی مال) کی وصیت فلاں کے لئے کی تھی تو اس کا اقرار صحیح ہے اور اس اقرار کرنے والے ہی کے حصے کے ٹھنڈہ میں نافذ ہوگی۔ (44) اور یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ اس کے کئی بیٹوں میں سے ایک نے اقرار کیا ہو تو اقرار کرنے والے کے حصے کے ٹھنڈہ میں وصیت نافذ ہوگی۔ (45)

مسئلہ ۴۱: وارث دو ہیں اور مال ایک ہزار نقد ہے اور ایک ہزار ان میں سے ایک پر ادھار ہے پھر اس وارث نے جس پر ادھار نہیں ہے اقرار کیا کہ اس کے باپ نے کسی کے حق میں ایک ٹھنڈہ کی وصیت کی تھی تو اس ایک ہزار نقد میں سے تھائی حصے لے کر موصی اللہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) کو دیا جائے گا اور اقرار کرنے والے کو باقی دو تھائی ملے گا۔ (46)

تفصیل: موضی بہ (جس چیز کی وصیت کی گئی) سے پیدا ہونے والی کوئی بھی زیادتی جیسے بچہ، یا غلطہ وغیرہ اگر موصی کی موت کے بعد اور موصی اللہ کے قبول وصیت سے پہلے ہو تو وہ زیادتی اور اضافہ موضی بہ میں شامل ہو گا اور ٹھنڈہ مال (یعنی تھائی مال) میں شامل ہو گا لیکن اگر یہ اضافہ اور زیادتی موضی لہ کے قبول وصیت کے بعد مگر مال تقسیم ہونے سے پہلے ہو تو بھی وہ موضی بہ میں شامل ہو گی۔ (47) مثال کے طور پر ایک شخص کے پاس چھو 600 سو درہم اور ایک لوندی قیمتی تین سو درہم کی ہیں اس نے کسی آدمی کے لئے لوندی کی وصیت کی اور مر گیا پھر لوندی نے ایک بچہ جنا جس کی قیمت تین سو درہم کے برابر ہے پس یہ ولادت اگر تقسیم مال اور قبول وصیت سے پہلے ہوئی تو موصی اللہ کو وصیت میں وہ لوندی ملے گی اور اس بچہ کا تھائی حصہ، اور اگر موصی لہ کے وصیت قبول کرنے کے بعد اور مال تقسیم ہو جانے کے بعد ولادت ہوئی تو بلا اختلاف موصی اللہ کی ملکیت ہے اور اگر موصی لہ نے وصیت قبول کر لی تھی اور مال ابھی تقسیم نہ ہوا تھا کہ لوندی کے بچہ پیدا

(43) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 107.

(44) الدر المختار، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ بثلث المال، ج 10، ص 401.

(45) روا البخاری، کتاب الوعایا، باب الوصیۃ بثلث المال، ج 10، ص 401.

(46) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 107.

(47) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثالث فی الوصیۃ بثلث المال... راجع، ج 6، ص 107.

ہو گیا تب بھی وہ موصیٰ ہے میں شامل ہو گا جیسا کہ قبول وصیت سے قبل کی صورت میں وہ موصیٰ ہے میں شامل کیا گیا تھا، اور اگر لوندی نے موصیٰ کی موت سے پہلے بچہ جناتو وہ وصیت میں داخل نہ ہو گا۔ (48)



بیٹے کا اپنے مرض الموت میں اپنے باپ کی وصیت کو جائز کرنے اور اپنے اوپر یا اپنے باپ کے اوپر دین (ادھار) کا اقرار کرنے کا بیان

مسئلہ 1: ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس نے تین ہزار روپے اور ایک بیٹا چھوڑا اور دو ہزار روپے کی کسی شخص کے لئے وصیت کی پھر بیٹے نے اپنے مرض الموت میں اس وصیت کو جائز کر دیا اور مر گیا اور بیٹے کا بھر اس وراثت کے اور کوئی مال بھی نہیں تو اس صورت میں موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) ایک ہزار روپے تو بیٹے کی اجازت کے بغیر ہی پانے کا مستحق ہے اور بقیہ دو ہزار میں سے ایک ٹھنڈا اور پائی گا جو کہ بیٹے کے مال کا تھاںی حصہ ہوتا ہے۔ (1)

مسئلہ 2: وارث کی طرف سے مرض الموت میں اپنے مورث کی وصیت کو جائز کرنا بمنزلہ وصیت کرنے کے ہے اسی طرح مرض الموت میں اپنی موت کے بعد غلام کو آزاد کرنا بھی بمنزلہ وصیت کے ہے اور جب دو وصیتیں جمع ہوں جن میں سے ایک عتق (آزاد کرنا) ہو تو عتق مقدم و اولیٰ ہے اور دین (یعنی ادھار) مقدم ہے وصیت پر۔ (2)

مسئلہ 3: وارث نے اگر بحالت صحیت و تندرستی اپنے مورث کی وصیت کو جائز کر دیا تو وہ اولیٰ اور مقدم ہے عتق سے، اور ادھار کے اقرار سے اور وصیت سے۔ (3)

مسئلہ 4: وارث نے اگر بحالت صحیت اپنے باپ کی وصیت کو جائز کر دیا پھر اپنے باپ پر ادھار ہونے کا اقرار کیا تو پہلے باپ کی وصیت پوری کی جائے گی اس کے بعد اگر کچھ بچے گا تو ادھار والوں کو ادا کیا جائے گا لیکن وارث کی کی صورت میں ان ادھار والوں کے ادھار کی کامل ادائیگی کا ذمہ دار نہ ہو گا ہاں اگر وصیت پوری کرنے کے بعد اتنا مال بچ رہا کہ ادھار کی کامل ادائیگی ہو جائے تو ادھار کا اقرار کرنے کے بعد وہ اس کی کامل ادائیگی کا ذمہ دار ہے اور اگر وہ بچا ہوا مال قرض کی ادائیگی کے لئے پورا نہ ہو تو اقرار کرنے والا وارث اتنا ادا کرنے کا ضامن ہو گا جتنے کا اس نے اقرار کیا ہے۔ (4)

(1) الفتاوى الحندية، کتاب الوصايا، الباب الرابع في اجازة الولد من وصية... راجع، ج 6، ص 108.

(2) الفتاوى الحندية، کتاب الوصايا، الباب الرابع في اجازة الولد من وصية... راجع، ج 6، ص 108.

(3) الفتاوى الحندية، کتاب الوصايا، الباب الرابع في اجازة الولد من وصية... راجع، ج 6، ص 108.

(4) الفتاوى الحندية، کتاب الوصايا، الباب الرابع في اجازة الولد من وصية... راجع، ج 6، ص 108.

مسئلہ 5: ایک شخص نے اپنے باپ پر دین کا دعویٰ کیا اور موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) نے میت کی طرف سے دعویٰ کیا کہ اس نے اپنے باپ کی وصیت کو جائز کر دیا ہے اور اس شخص نے ان دونوں باتوں کی تصدیق کی تو دین کی ادائیگی مقدم ہو گی اور وہ صاحب اجازت کے لئے کسی چیز کا ذمہ دار نہ ہو گا خواہ اس نے یہ تصدیق بحالت صحیت کی ہو یا بحالت مرض۔ (5)

مسئلہ 6: مریض وارث نے اپنے باپ کی وصیت کو جائز کیا پھر اس نے اپنے باپ پر دین (ادھار) کا اقرار کیا اور اپنی ذات پر بھی دین کا اقرار کیا تو پہلے باپ کا دین ادا کیا جائے گا پھر اس کا اپنادین ادا کیا جائے گا۔ (6)

مسئلہ 7: وارث نے اپنے باپ کی وصیت کی اجازت دے دی پھر اپنی ذات پر دین کا اقرار کیا تو دین مقدم و اولیٰ ہے، پہلے دین ادا ہو گا اس کے بعد دیکھا جائے گا اگر دین کی ادائیگی کے بعد کچھ بیج رہا تو اگر اس وارث کے ورثہ نے اس وصیت کو جائز نہیں کیا جس کو وارث نے جائز کر دیا تھا تو بقیہ مال کا ثلث اس وصیت میں دیا جائے گا۔ (7)

مسئلہ 8: ایک مریض جس کے پاس دو ہزار روپے ہیں اور اس کے پاس ان کے علاوہ اور کوئی مال نہیں، اس کا انتقال ہوا اس نے کسی شخص کے لئے ان میں سے ایک ہزار روپے کی وصیت کر دی اور ایک دوسرے شخص کے لئے بقیہ ایک ہزار کی وصیت کر دی اور اس کے وارث بیٹے نے اس کی ان دونوں وصیتوں کو کیے بعد دیگرے اپنی بیماری کی حالت میں جائز کر دیا اور اس وارث بیٹے کے پاس سوائے ان دو ہزار روپے کے جو وراثت میں ملے اور مال نہیں ہے تو اس صورت میں ان دو ہزار کا تھامی حصہ ان دونوں کو نصف نصف تقسیم کر دیا جائے گا جن کے لئے میت اول نے وصیت کی تھی۔ (8)

مسئلہ 9: ایک شخص کے پاس ایک ہزار درہم ہیں اس نے ان کی کسی شخص کے لئے وصیت کر دی اور انتقال کر گیا اس کا وارث جو اس کے مال کا مالک ہوا اس کی ملکیت میں بھی ایک ہزار درہم تھے۔ (یعنی اس کے پاس کل دو ہزار درہم ہو گئے) پھر اس وارث نے کسی شخص کے لئے اپنے ذاتی ایک ہزار درہم کی اور ان ایک ہزار درہم کی جو وراثت میں ملے تھے دونوں کی وصیت کر دی پھر اس وارث کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنا ایک وارث چھوڑا اس نے اپنے باپ اور اپنے دادا کی وصیت کو اپنے مرض الموت میں جائز کر دیا اور مر گیا اور اس مرنے والے کا بجز اس ترکہ کے اور کوئی مال

(5) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد من وصیة... راجع، ج 6، ص 108.

(6) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد من وصیة... راجع، ج 6، ص 108.

(7) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد من وصیة... راجع، ج 6، ص 108.

(8) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد من وصیة... راجع، ج 6، ص 108.

نہیں تو اس صورت میں پہلے والے موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو یعنی دادا کے موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو پہلے ایک ہزار درہم کا ایک ٹکٹ وصیت جائز کے بغیر ہی ملے گا پھر باقی دو تھائی کو دوسرے ایک ہزار درہم میں ملا دیا جائے گا اور اس مجموعہ کا ایک ٹکٹ موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) دوم کو یعنی اس میت کے باپ کے موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو ملے گا اور یہ بھی وصیت کو جائز کے بغیر ہی دے دیا جائے گا۔ یہ ٹکٹ ادا کرنے کے بعد اس تیسری میت کے بقیہ مال کو دیکھا جائے اور اسے موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) اول اور موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) دوم کے درمیان وصیت جائز کر دینے کے بعد بقدر اپنے اپنے بقیہ حصے کے تقسیم کر دیا جائے گا۔⁽⁹⁾



کس حالت میں وصیت معتبر ہے

مسئلہ 1: مریض نے کسی عورت کے لئے دین (ادھار) کا اقرار کیا یا اس کے لئے وصیت کی یا اسے کچھ ہبہ کیا اس کے بعد پھر اس سے نکاح کر لیا اس کے بعد اس مریض کا انتقال ہو گیا تو اس کا اقرار جائز ہے اور وصیت اور ہبہ باطل ہے۔⁽¹⁾

مسئلہ 2: مریض نے اپنے کافر بیٹے یا غلام کے لئے وصیت کی یا اسے کچھ ہبہ کیا اور اسے سونپ دیا، یا اس کے لئے دین کا اقرار کیا، بعد میں وہ کافر بیٹا مسلمان ہو گیا یا غلام آزاد ہو گیا اور یہ مریض کی موت سے پہلے پہلے ہو گیا تو یہ وصیت یا ہبہ یا اقرار باطل ہو جائے گا۔⁽²⁾

مسئلہ 3: مریض نے وصیت کی اس حالت میں کہ وہ ضعف و ناطقی کی وجہ سے بات کرنے پر قادر نہ تھا، اس نے سر سے اشارہ کیا اور یہ معلوم ہو کہ اگر اس کا اشارہ سمجھ لیا گیا تو وہ جان لے گا کہ اس کا اشارہ سمجھ لیا گیا ہے تو اس کی وصیت جائز ہے ورنہ نہیں۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ مریض کلام کرنے پر قدرت حاصل ہونے سے قبل ہی انتقال کر جائے کیوں کہ اس صورت میں یہ ظاہر ہو گا کہ اس کے کلام کرنے سے ناامیدی ہو گئی ہے الہذا وہ اخس یعنی گونگلے کی طرح ہے۔⁽³⁾

مسئلہ 4: جس کے ہاتھ مارے گئے ہوں یا جس کے پیر مارے گئے ہوں، فائع زده اور تپ دت (الی بی کا بخار) کا مارا جکہ ان کے امراض کو لمبی مدت گزر جانے اور ان مرحلوں کی وجہ سے موت کا اندیشہ نہ رہے تو یہ سب صحیح لجسم (یعنی غیر مریض) کے حکم میں ہیں کہ اگر یہ اپنا تمام مال ہبہ کر دیں تو یہ ہبہ کرنا صحیح ہے لیکن اگر دوبارہ ان کو مرض ہو تو وہ بمنزلہ نئے مرض کے ہے اگر اس وقت ان کی موت کا اندیشہ ہو تو یہ ان کا مرض الموت ہو گا الہذا ایسی صورت میں ان کا ہبہ کرنا صرف تھائی مال میں معتبر ہو گا یعنی وہ اپنا تھائی مال ہبہ کر سکتے ہیں زیادہ نہیں۔ اگر اسے ان امراض میں سے کوئی مرض لاحق ہوا اور وہ صاحب فراش ہوا تو یہ اس کا مرض الموت ہو گا اور اس کا ہبہ ثلث مال (یعنی تھائی مال) میں

(1) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... راجع فصل فی اعتبار حالت الوصیة، ج 6، ص 109.

(2) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... راجع فصل فی اعتبار حالت الوصیة، ج 6، ص 109.

(3) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... راجع فصل فی اعتبار حالت الوصیة، ج 6، ص 109.

جاری ہوگا۔ (4)

مسئلہ 5: کسی نے وصیت کی پھر اس پر جنون طاری ہو گیا اگر اس کا جنون مطبق ہے (یعنی ہمه وقت مستقل ہے) تو معاملہ قاضی کی رائے پر ہے اگر وہ اس کی وصیت کو جائز قرار دے تو جائز ہے ورنہ باطل، اور اگر جنون سے اچھا ہونے کی میعاد مقرر کرنے کی ضرورت ہو تو فتویٰ اس پر ہے کہ حق تصرفات میں جنون مطبق کی مدت ایک سال مقرر کی جاتی ہے۔ (5)

مسئلہ 6: جو شخص قید خانے میں مجبوس ہے، قصاص میں قتل کیا جائے یا رجم (سنگار) کیا جائے وہ مریض کے حکم میں نہیں ہے۔ لیکن جب وہ قتل کرنے کے لئے نکلا جائے اس حالت میں وہ مریض کے حکم میں داخل ہے۔ (6)

مسئلہ 7: جو شخص میدان کارزار میں قتال کرنے والوں کی صفت میں ہو وہ صحیح و تند رست کے حکم میں ہے لیکن جب وہ جنگ و قتال شروع کر دے تو وہ مریض کے حکم میں ہے۔ (7)

مسئلہ 8: جو شخص کشتی میں سفر کر رہا ہے اس کا حکم صحیح و تند رست آدمی کا ہے لیکن اگر دریا میں زبردست تمونج ہو کہ کشتی ڈوب جانے کا اندیشہ ہو تو اس حالت میں وہ مریض کے حکم میں ہے۔ (8)

مسئلہ 9: قیدی قتل کے لئے لا یا سگیا لیکن قتل نہیں کیا گیا قید خانہ واپس بھیج دیا گیا یا جنگ کرنے والا جنگ کے بعد بغیرت اپنی صفت میں واپس آگیا یا دریا کا تمونج نہ پھر گیا اور کشتی سلامت رہی تو ان صورتوں میں اس شخص کا حکم اس مریض جیسا ہے جو اپنے مرض سے شفا پا گیا اچھا ہو گیا اب اس کے تمام تصرفات اس کے تمام مال میں نافذ ہوں گے۔ (9)

مسئلہ 10: مجدد (کوڑھی) اور باری سے بخار والا خواہ چوتھے دن بخار آتا ہو یا تیرے دن، یہ لوگ اگر صاحب فراش ہوں تو اس مریض کے حکم میں ہیں جو مرض الموت میں ہے۔ (10)

مسئلہ 11: کسی شخص پر فانج گرا اور اس کی زبان جاتی رہی یعنی بیکار ہو گئی یا کوئی شخص بیکار ہوا اور کلام کرنے پر

(4) الفتاویٰ الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... راجع، فصل فی اعتبار حالة الوصیة، ج 6، ص 109.

(5) الفتاویٰ الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... راجع، فصل فی اعتبار حالة الوصیة، ج 6، ص 109.

(6) الفتاویٰ الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... راجع، فصل فی اعتبار حالة الوصیة، ج 6، ص 109.

(7) الفتاویٰ الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... راجع، فصل فی اعتبار حالة الوصیة، ج 6، ص 109.

(8) الفتاویٰ الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... راجع، فصل فی اعتبار حالة الوصیة، ج 6، ص 109.

(9) الفتاویٰ الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... راجع، فصل فی اعتبار حالة الوصیة، ج 6، ص 109.

(10) الفتاویٰ الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... راجع، فصل فی اعتبار حالة الوصیة، ج 6، ص 109.

قدرت نہیں پھر اس نے کچھ اشارے سے کہا یا کچھ لکھ دیا اور اس کا یہ مرض طویل ہوا یعنی ایک سال تک چلتا رہا تو وہ بہتر لہ گونگے کے ہے۔ (11)

مسئلہ 12: عورت کو درد زدہ (یعنی بیچے کی پیدائش کا دور) ہوا، اس حالت میں وہ جو کچھ کرے اس کا نفاذ ملک مال (یعنی تہائی مال) میں ہو گا اور اگر وہ اس درد زدہ سے جانیر ہو گئی (یعنی زندہ بیچ گئی) تو جو کچھ اس نے کیا پورا پورا نافذ ہو گا۔ (12)



(11) افتتاحی الحصر یہ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... راجع، فصل فی اعتبار حملة الوصیة، ج 6، ص 109.

(12) افتتاحی الحصر یہ، کتاب الوصایا، الباب الرابع فی اجازة الولد... راجع، فصل فی اعتبار حملة الوصیة، ج 6، ص 109.

کون سی وصیت مقدم ہے کون سی موخر

مسئلہ 1: جب متعدد وصیتیں جمع ہو جائیں تو اس میں بہت سی صورتیں ہیں، اگر ثلث مال (یعنی تہائی مال) سے وہ تمام وصیتیں پوری ہو سکتی ہیں تو وہ پوری کردی جائیں گی اور اگر ثلث مال (یعنی تہائی مال) میں وہ تمام وصیتیں پوری نہیں ہو سکتیں لیکن ورشہ نے ان کو جائز کر دیا تب بھی وہ تمام وصیتیں ادا کی جائیں گی لیکن اگر ورشہ نے اجازت نہ دی تو دیکھا جائے گا کہ آیا وہ تمام وصیتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں یا بعض تقریب الی اللہ کے لئے اور بعض بندوں کے لئے یا کل وصیتیں بندوں کے لئے ہیں، اگر کل وصیتیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں تو دیکھا جائے گا کہ آیا وہ کل ایک ہی درجہ کے فرائض سے ہیں یا کل وصیتیں واجبات سے ہیں یا کل کی کل نوافل سے ہیں، اگر کل وصیتیں ایک ہی درجہ کے فرائض سے ہیں تو پہلے وہ وصیت پوری کی جائے گی جس کا ذکر موصی نے پہلے کیا۔ (1)

مسئلہ 2: حج اور زکوٰۃ میں اگر حج فرض ہے تو وہ زکوٰۃ پر مقدم ہے خواہ موصی نے زکوٰۃ کا ذکر پہلے کیا ہو، اور کفارہ قتل اور کفارہ نیمین (قسم کا کفارہ) میں اس کو مقدم کیا جائے گا جس کو موصی نے مقدم کیا اور ماہ رمضان کے روزے توڑنے کے کفارہ میں اور قتل خطاء کے کفارہ میں کفارہ قتل خطاء مقدم ہو گا۔ (2)

مسئلہ 3: حج اور زکوٰۃ مقدم ہیں کفارات پر، اور کفارات مقدم ہیں صدقة الفطر پر، اور صدقة الفطر مقدم ہے قربانی پر، اور اگر قربانی سے پہلے منذور ہے (جس کی منت مانی گئی) کو ذکر کیا تو منذور ہے مقدم ہے قربانی پر، اور قربانی مقدم ہے نوافل پر۔ اور ان سب پر اعتاق مقدم ہے خواہ اعتاق منجز ہو یا اعتاق متعلق بالموت ہو۔ (3)

مسئلہ 4: حج کی وصیت کی اور کچھ دیگر تقریب الی اللہ تعالیٰ چیزوں کی وصیت کی اور مسجد معین کے مصالح کے لئے اور کسی قوم کے کچھ مخصوص و مشخص (معلوم و معین) لوگوں کے لئے وصیت کی اور ثلث مال (یعنی تہائی مال) میں یہ سب پوری نہیں ہوتی تو ثلث مال (یعنی تہائی مال) کو ان کے مابین تقسیم کر دیا جائے گا، جتنا مال مشخص و معین لوگوں کو ملے گا اس میں سے وہ اپنا اپنا حصہ لے لیں گے اور جتنا مال تقریب الی اللہ کے حصہ میں آئے گا اگر ان میں سوائے حج کے کوئی دوسرا واجب نہیں ہے تو حج مقدم ہے اگر یہ تمام مال حج ہی کے لئے پورا ہو گیا تو تقریب الی اللہ تعالیٰ کی بقیہ وصیتیں باطل

(1) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب الخامس في العنق والخابة... راجع، ج 6، ص 114، 115.

(2) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب الخامس في العنق والخابة... راجع، ج 6، ص 115.

(3) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب الخامس في العنق والخابة... راجع، ج 6، ص 115.

نہیں مگر کچھ نجیع مکا تو تقرب کی وہ صنیف مقدم ہے جس کو موصیٰ نے پہلے ذکر کیا۔ (4)

مسئلہ 5: کچھ دستیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور کچھ بندوں کے لئے تو اگر موصیٰ نے قوم کے خاص خاص معین لوگوں کے لئے وصیت کی تو وہ ثلث مال (یعنی تہائی مال) میں شریک ہیں، ان کو ثلث مال (یعنی تہائی مال) میں جو حصہ ملے گا وہ بلا تقدیرم و تاخیر ان سب کے لئے ہے اور جو حصہ ثلث مال (یعنی تہائی مال) میں سے اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے ملے گا اس میں فرائض مقدم ہوں گے پھر واجبات پھرنا فل۔ (5)

مسئلہ 6: اگر یہ وصیت کی کہ میرا تہائی مال حج، زکوٰۃ، کفارات میں اور زید کے لئے ہے اس صورت میں ثلث مال (یعنی تہائی مال) چار حصوں میں تقسیم ہو گا ایک حصہ موصیٰ الہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) زید کے لئے، ایک حصہ حج کے لئے، ایک حصہ زکوٰۃ کے لئے اور ایک حصہ کفارات کے لئے۔ (6)

مسئلہ 7: کل دستیں بندوں کے لئے ہیں اس صورت میں اقویٰ غیر اقویٰ پر مقدم ہو گی، اس کا لحاظہ کیا جائے گا کہ میت نے کس کا ذکر پہلے کیا تھا اور کس کا بعد میں، اگر وہ سب قوت میں برابر ہوں تو ہر ایک کو ثلث مال (یعنی تہائی مال) میں سے بقدر اس کے حق کے مطابق اور اول و آخر کا لحاظہ کیا جائے گا۔ (7)

مسئلہ 8: اگر تمام دستیں از قسم نوافل ہوں اور ان میں کوئی چیز مخصوص و معین نہ ہو تو ایسی صورت میں میت نے جس کا ذکر پہلے کیا وہ مقدم ہو گی۔ جیسے اس نے وصیت کی کہ میرا نفلی حج کر دینا یا ایک جان میری طرف سے آزاد کر دینا یا اس نے وصیت کی کہ میری طرف سے غیر معین فقراء پر صدقہ کر دینا تو ان صورتوں میں جس کا ذکر پہلے کیا وہ پوری کی جائے گی۔ (8)

مسئلہ 9: ایک شخص نے وصیت کی کہ سو 100 درہم فقراء کو دیجے جائیں اور سو 100 درہم اقرباء کو اور اس کی چھوٹی ہوئی نمازوں کے بدالے میں کھانا کھلایا جائے، پھر اس کا انتقال ہو گیا اور اس پر ایک ماہ کی نمازیں باقی تھیں اور اس کا ثلث مال (یعنی تہائی مال) تمام دستیوں کے لئے ناقابلی ہے تو اس صورت میں ثلث مال (یعنی تہائی مال) کو اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ سو درہم فقراء پر اور سو درہم اقرباء پر اور اس کی ہر نماز کے بدالے نصف صاع گیہوں کی جو قیمت ہو

(4) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الخامس فی الحق و المحابة... راجع، ج 6، ص 115.

(5) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الخامس فی الحق و المحابة... راجع، ج 6، ص 115.

(6) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الخامس فی الحق و المحابة... راجع، ج 6، ص 115.

(7) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الخامس فی الحق و المحابة... راجع، ج 6، ص 115.

(8) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب الخامس فی الحق و المحابة... راجع، ج 6، ص 115.

اس پر، پس جو حصہ اقرباء کو پہنچے گا وہ ان کو دید یا جائے گا اور جو حصہ فقراء اور کھانے کا ہے اس سے کھانا مکملایا جائے اور جو کبی پڑے گی وہ فقراء کے حصہ میں آئے گی۔ (9)

مسئلہ 10: حججہ الإسلام یعنی حج فرض کی وصیت کی تو یہ حج مرلنے والے کے شہر سے سواری پر کرایا جائے گا لیکن اگر وصیت کے لئے خرچ پورا نہ ہو تو وہاں سے کرایا جائے جہاں سے خرچ پورا ہو جائے اور اگر کوئی شخص حج کرنے کے لئے نکلا اور راستہ میں انتقال ہو گیا اور اس نے اپنی طرف سے حج ادا کرنے کی وصیت کی تو اس کا حج اس کے شہر سے کرایا جائے، یہی حکم اس کے لئے ہے جو حج بدلتے والے حج کے راستے میں مر گیا وہ حج بدلتے پھر اس کے شہر سے کرایا جائے۔ (10)



(9) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب الخامس في الحقن والمحاباة... إلخ، ج 6، ص 115.

(10) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب الخامس في الحقن والمحاباة... إلخ، ج 6، ص 116.

اقارب و همسایہ وغیرہم کے لئے وصیت کا بیان

مسئلہ 1: اقارب کے لئے وصیت کی تو اس کے ذی رحم محرم میں سے درجہ بدرجہ زیادہ قریب کے لئے ہے اور اس میں والدین داخل نہیں اور یہ وصیت ایک سے زیادہ کے لئے ہے۔ (1) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلہ میں چھ چیزوں کا اعتبار فرمایا ہے۔ پہلی یہ کہ اس لفظ کے مستحق موصی کے ذی رحم محرم ہیں، دوسری یہ کہ ان کے باپ اور ماں کی طرف سے ہونے میں کوئی فرق نہیں، تیسرا یہ کہ وہ وارثوں میں سے نہ ہوں، چوتھی یہ کہ زیادہ قریب مقدم ہوگا اور آبتد (2) اقرب (3) سے محبوب (محروم) ہو جائے گا، پانچویں یہ کہ مستحق دو یادوں سے زیادہ ہوں، اور پھٹی یہ کہ اس میں والد اور ولد (بیٹا) داخل نہیں۔ (4)

مسئلہ 2: اقارب کے لئے وصیت کی تو اس میں دادا اور پوتا داخل نہیں۔ (5)

مسئلہ 3: اقارب کے لئے وصیت کی تو اگر دو چھاؤں اور دو ماں میں اور وہ وارث نہیں کہ مرنے والے کا بیٹا موجود ہے تو اس صورت میں یہ وصیت دونوں چھاؤں کے لئے ہے، دونوں ماںوں کے لئے نہیں۔ (6)

مسئلہ 4: اقارب کے لئے وصیت کی اور ایک چھاؤں اور دو ماں میں تو چھاؤں کو ثلث کا نصف ملے گا اور نصف آخر دونوں ماںوں کو۔ اور اگر فقط ایک ہی چھاؤں ہے اور ذی رحم محرم میں سے کوئی اور نہیں تو چھاؤں کو نصف ثلث اور باقی نصف ثلث ورشہ پر رہوگا۔ (7)

مسئلہ 5: اقارب کے لئے وصیت کی اور ایک چھاؤں اور ایک پھوپھی، ایک ماں اور ایک خالہ چھوڑے تو یہ وصیت چھاؤں اور پھوپھی کے درمیان برابر تقسیم کی جائے گی۔ (8)

(1) الحدایۃ، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للاقارب وغیرہم، ج 2، ص 530.

(2) دور کارشنہ دار جس کے بیچ میں کسی رشتے کا فاصلہ ہو مثلاً باپ کے ہوتے ہوئے دادا۔

(3) قریب کارشنہ دار جس کے بیچ میں کسی رشتے کا فاصلہ نہ ہو مثلاً باپ۔

(4) الکفاۃ علی هامش الفتح القدیر، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للاقارب وغیرہم، ج 9، ص 401.

(5) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للاقارب... الخ، ج 6، ص 116.

(6) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للاقارب... الخ، ج 6، ص 116.

(7) بدائع الصنائع، کتاب الوصایا، وصایا اہل الذمۃ، ج 6، ص 453.

(8) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للاقارب... الخ، ج 6، ص 116.

مسئلہ 6: اپنے ذی قرابت یا اپنے ذی رحم کے لئے وصیت کی اور ایک چھپا اور ایک ماموں چھوڑے تو اس صورت میں اکیلا چھپا کل وصیت کا مالک ہوگا۔ (9)

مسئلہ 7: اپنے اہل بیت کے لئے وصیت کی تو اس میں اس کے مورث اعلیٰ (قصی الاب فی الاسلام) کی تمام اولاد شامل ہو گی حتیٰ کہ اگر موصی علوی ہے تو اس کی وصیت میں ہر وہ شخص شامل ہو گا جو اپنے باپ کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب ہے۔ (10)

مسئلہ 8: اپنے نسب یا حسب کے لئے وصیت کی تسویہ اس کے ہر اس رشتہ دار کے لئے ہے جس کا نسب اس کے مورث اعلیٰ (قصی الاب) سے ثابت ہے۔ (11)

مسئلہ 9: اپنے ثلث مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی اپنے اہل کے لئے یا کسی کے اہل کے لئے کی تو یہ خاص طور سے زوجہ کے لئے ہے مگر احساناً تمام گھر والوں کے لئے ہے جو اس کی عیال داری میں ہیں (یعنی پرورش میں ہیں) اور جن کے نفقة کا وہ کفیل ہے لیکن اس میں اس کے غلام شامل نہیں۔ اور اگر اس کے اہل دو شہروں میں یادو گھروں میں رہتے ہیں وہ بھی اس وصیت میں داخل ہیں۔ (12)

مسئلہ 10: کسی نے یہ کہا کہ میں نے اپنے ثلث مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت اپنے قرابت داروں اور غیر کے لئے کی تو یہ کل وصیت قرابت داروں کے لئے ہے۔ (13)

مسئلہ 11: اپنے بھائیوں کے لئے اپنے ثلث مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی تو ان تمام بھائیوں کو ملے گی جو اس کے بھائیوں کی حیثیت سے مشہور ہیں اور اس کی طرف منسوب ہیں۔ (14)

مسئلہ 12: ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے زوجہ چھوڑی اور اس زوجہ کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں، اس نے کسی اجنبی کے لئے اپنے تمام مال کی وصیت کی اور اپنی زوجہ کے لئے جمیع مال کی وصیت کی تو اس صورت میں اجنبی کو پہلے اس کے تمام مال کا ثلث حصہ مل جائے گا بقیہ دو ثلث کا ربع (چوتھائی) میراث میں ہیوی کو ملے گا جو کہ کل کا چھٹا حصہ بتا ہے

(9) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للاقارب... راجع، ج 6، ص 116.

(10) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للاقارب... راجع، ج 6، ص 116.

(11) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للاقارب... راجع، ج 6، ص 116.

(12) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للاقارب... راجع، ج 6، ص 117.

(13) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للاقارب... راجع، ج 6، ص 117.

(14) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للاقارب... راجع، ج 6، ص 117.

باقی رہ گیا نصف مال تو وہ اس بھوی اور اجنبی میں برابر برابر آدھا تقسیم ہو گا۔ (15) مثال کے طور پر موبی نے بارہ روپے چھوڑے اس میں سے ایک ٹکٹ لیعنی چار روپے تو اجنبی کو با منازعت پہلے ہی مل جائیں گے باقی رہے دو ٹکٹ لیعنی آٹھ روپے اس کا ربع لیعنی دو روپے بھوی کو میراث میں مل جائیں گے تو کہ کل کا چھٹا حصہ ہے، اب باقی رہا نصف مال لیعنی چھروپے تو یہ اجنبی اور بھوی کے ماں میں آدھے آدھے تقسیم ہوں گے اس طرت بھوی کو اس کے مال سے پانچ حصے اور اجنبی کو سات حصے ملیں گے۔ (مؤلف)

مسئلہ 13: عورت کا انتقال ہوا اس نے اپنے تمام مال کی شوہر کے لئے وصیت کی اور اس کا کوئی دوسرا ادارث نہیں اور کسی اجنبی کے لئے بھی تمام مال کی وصیت کی یادوں کے لئے نصف نصف مال کی وصیت کی اس صورت میں اجنبی کو پہلے کل مال کا ایک ٹکٹ ملے گا بقیہ دو ٹکٹ میں سے آدھا میراث میں شوہر کو ملے گا باقی رہا ایک ٹکٹ، اس کے تین حصے کئے جائیں گے ان میں سے ایک حصہ اجنبی کو اور دو حصے شوہر کو ملیں گے۔ (16) اس صورت میں اس کا کل مال انٹخارہ حصوں میں تقسیم ہو گا، پہلے اجنبی کو چھ حصے لیعنی ایک تھائی ملے گا، باقی رہے دو تھائی لیعنی بارہ حصے اس میں سے آدھا لیعنی چھ حصے شوہر کو ملیں گے باقی رہے چھ حصے جو کہ کل مال کا ایک ٹکٹ ہیں اس میں سے اجنبی کو ایک ٹکٹ لیعنی دو حصے اور شوہر کو دو ٹکٹ لیعنی چار حصے ملیں گے، اس طرح شوہر کو بیوی کے کل مال میں سے دس 10 حصے اور اجنبی کو آٹھ 8 حصے ملیں گے۔ (مؤلف)

مسئلہ 14: اولاد فلاں کے لئے وصیت کی اور فلاں کے لئے کوئی صلبی اولاد ہی نہیں تو اس وصیت میں اس کے بیٹوں کی اولاد داخل ہوگی۔ (17)

مسئلہ 15: فلاں کے ورثہ کے لئے وصیت کی تو وصیت کی مذکور کو دو حصے اور مونث کو ایک حصہ۔ (18)

مسئلہ 16: فلاں کی بیٹیوں (بنات) کے لئے وصیت کی اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہیں تو وصیت خاص طور سے بیٹیوں کے لئے ہے اور اگر اس کے بیٹے ہیں اور پوتیاں ہیں تو وصیت پوتیوں کے لئے ہے۔ (19)

(15) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للقارب... راجع، ج 6، ص 117.

(16) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للقارب... راجع، ج 6، ص 117.

(17) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للقارب... راجع، ج 6، ص 117، 118.

(18) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للقارب... راجع، ج 6، ص 117، 118.

(19) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للقارب... راجع، ج 6، ص 117، 118.

(20) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للقارب... راجع، ج 6، ص 118.

مسئلہ 17: فلاں فلاں کے آہاں کے لئے وصیت کی اور ان کے آہاں، آہاں (یعنی ہاپ اور ماہیں)، ہوں لہ تو یہ دونوں وصیت میں داخل ہیں لیکن اگر ان کے آہاں اور آہماں نہیں بلکہ دارا اور داد بان ہیں تو یہ وصیت میں داخل نہیں۔ (21)

مسئلہ 18: آل فلاں کے لئے وصیت کی تو یہ اس کے تمام گمراہوں کے لئے ہے۔ (22) مگر اس میں بیسوں اور بہنوں کی اولاد داخل نہیں نہیں مان کے قرابت دار داخل ہیں۔ (23)

مسئلہ 19: اپنے پڑوسیوں کے لئے وصیت کی تو اس میں امام امّالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وہ تمام لوگ شامل ہیں جو اس کے گھر سے ملے ہوئے ہوں لیکن صاحبوں کے نزدیک وہ تمام لوگ شامل ہیں جو محلہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ (24)

مسئلہ 20: اپنے پڑوسیوں کے لئے ٹکٹ مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی اگر وہ گنتی کے ہیں تو یہ ٹکٹ مال (یعنی تہائی مال) ان کے اغیاء، فقراء و فقیر و دنوں میں تقسیم کیا جائے گا یہی حکم اس وصیت کا ہے جو اہل مسجد کے لئے کی جائے۔ (25)

مسئلہ 21: بی فلاں کے بیتاں (یعنی فلاں خاندانوں کے بیٹیوں) کے لئے وصیت کی اور وہ گنتی کے ہیں تو وصیت صحیح ہے، ان سب پر خرچ کی جائے گی۔ یہی حکم اس وقت ہے جب یہ کہے کہ میں نے اس گلی کے بیتاں یا اس گھر کے بیتاں کے لئے وصیت کی، اگر وہ گنتی کے ہیں تو غنی و فقیر دنوں پر خرچ ہوگی اور اگر وہ ان گنتی ہیں تو وصیت جائز ہے اس صورت میں صرف فقراء پر خرچ ہوگی۔ (26) لکنی تعداد کو ان گنتی کہیں گے، بعض علماء نے اس کو رائے قاضی پر رکھا ہے اور اسکی پر فتویٰ ہے، امام محمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ سو 100 سے زیادہ تعداد تو لا ح حصی (ان گنتی) ہے اور یہ بہل ہے۔ (27)

مسئلہ 22: فلاں خاندان کی بیواؤں کے لئے وصیت کی وہ خواہ گنتی کی ہوں یا ان گنتی ہوں دنوں صورتوں میں (21) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للاقارب... راجع، ج 6، ص 118.

(22) الحدایۃ، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للاقارب وغیرہم، ج 2، ص 531.

(23) تہیین الحقائق، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للاقارب وغیرہم، ج 7، ص 412، 413.

(24) الدر المختار، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للاقارب وغیرہم، ج 10، ص 407.

(25) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للاقارب... راجع، ج 6، ص 119.

(26) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للاقارب... راجع، ج 6، ص 119.

(27) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، فصل فی مسائل متفرقة، ج 2، ص 429.

وصیت جائز ہے، اگر گنتی کی ہیں تو وصیت ان پر خرچ ہوگی اور اگر ان گنت ہیں تو جو مل جائیں ان پر خرچ ہوگی۔ (28)

مسئلہ 23: اپنے پڑوں یا فلاں کے پڑوی کے لئے وصیت کی اور وہ پڑوی ان گنت ہیں تو وصیت باطل ہے ایسے ہی اگر اس نے اہل مسجد کے لئے وصیت کی یا اہل جبل خانہ (قیدیوں) کے لئے وصیت کی وہ آن گنت ہیں تو وصیت باطل ہے۔ (29)

مسئلہ 24: فلاں خاندان کے اندھوں کے لئے وصیت کی یا فلاں خاندان کے لخبوں (یعنی اعضا سے اپاچ) کے لئے وصیت کی یا قرض دار یا مسافرین یا قیدیوں کے لئے، اگر وہ قابل شمار ہیں تو غنی اور فقیر دونوں شامل ہوں گے اور اگر بے شمار ہیں تو صرف فقراء کے لئے مالی وصیت خرچ ہوگا۔ (30)

مسئلہ 25: اپنے اصحاب یعنی سرال والوں کے لئے وصیت کی تو یہ وصیت اس کی بیوی کے ہر ذی رحم محروم کے لئے ہے، اسی طرح اس میں اس کے باپ کی بیوی کے ذی رحم محروم بھی داخل ہوں گے اور اس کے ہر ذی رحم محروم کی زوجہ بھی داخل ہے، یہ سب اس وقت داخل ہوں گے جب موصیٰ کی موت کے دن یا اس کے صہر ہوں۔ (31)، یعنی موصیٰ کی زوجہ اس کی زوجیت میں ہو، طلاقِ بائن یا طلاقِ مغلظہ سے عدت میں نہ ہو، اگر طلاقِ رجعی سے عدت میں ہے تو وہ زوجیت میں داخل ہے۔ (32)

مسئلہ 26: اپنے اختان یعنی دامادوں کے لئے وصیت کی تو اس میں اس کے ہر ذی رحم محروم کا شوہر داخل ہے، جیسے بیٹیوں کے شوہر، بہنوں کے شوہر، پھوپھیوں کے شوہر اور خالاؤں کے شوہر۔ بیوی کی لڑکی جو اس کے شوہر اول سے ہے اس کا شوہر موصیٰ کے دامادوں میں شامل نہیں۔ (33)

مسئلہ 27: اولاد رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وصیت کی تو اس وصیت میں صرف اولاد امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما داخل ہوگی۔ (34)

(28) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للاقارب... راجع، ج 6، ص 119.

(29) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للاقارب... راجع، ج 6، ص 119.

(30) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للاقارب... راجع، ج 6، ص 119.

(31) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للاقارب... راجع، ج 6، ص 120.

(32) الدر المختار در المختار، کتاب الوصایا، باب الوصیة للاقارب وغيرهم، ج 10، ص 408.

(33) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للاقارب... راجع، ج 6، ص 120.

(34) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیة للاقارب... راجع، ج 6، ص 120.

مسئلہ 28: علویوں (35) کے لئے وصیت کی تو یہ وصیت جائز نہیں کیونکہ وہ بے شمار ہیں اور وصیت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو فقیر و حاجت مندی کا اشارہ کرے، ہاں اگر فقراء علویوں کے لئے وصیت کی تو جائز ہے۔ (36)

مسئلہ 29: فقهاء کے لئے وصیت کی تو جائز نہیں اور اگر ان کے فقراء کے لئے وصیت کی تو جائز ہے اسی طرح اگر طلباء علم کے لئے وصیت کی تو ناجائز اور اگر ان کے فقراء کے لئے کی تو جائز ہے۔ (37)

مسئلہ 30: کسی شہر کے اہل علم کے لئے وصیت کی، اس میں اہل فقہ اور اہل حدیث شامل ہیں، لیکن اہل منطق و اہل فلسفہ شامل نہیں، نہ ہی اس میں علم کلام پڑھنے والے داخل ہیں۔ حضرت ابوالقاسم فقیہ سے روایت ہے کہ کتب کلام کتب علم نہیں۔ (38)

مسئلہ 31: اپنے ثلث مال (یعنی تھائی مال) کی وصیت کی کہ میراث لٹھ مال (یعنی تھائی مال) فلاں کے لئے ہے اور مسلمانوں میں سے ایک شخص کے لئے، تو نصف لٹھ فلاں کو دیا جائے گا اور اس شخص کے لئے کچھ نہیں۔ (39)

مسئلہ 32: قبر کو لینے پوتے کی (یعنی پلستر وغیرہ کرنے کی) وصیت کی اگر یہ حفاظت قبر کے لئے ہے تو جائز اور اگر ترمیم کے لئے (سباوث و خوبصورتی کے لیے) ہے تو ناجائز، اور یہی حکم مزارات پر قبہ (گنبد) بنانے کا ہے خصوصاً اولیاء اللہ کے مزارات پر بہ نیت آسائش زائرین (40) و تحسین قبر (یعنی حفاظت قبر کے لیے)۔ (41)

(35) علوی کی مجمع، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے نہ ہو۔

(36) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للاقارب... راجح، ج 6، ص 121.

(37) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للاقارب... راجح، ج 6، ص 121.

(38) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للاقارب... راجح، ج 6، ص 121.

(39) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السادس فی الوصیۃ للاقارب... راجح، ج 6، ص 121.

(40) یعنی زیارت کرنے والوں کے سکون و آرام کے لیے۔

(41) الدر المختار، کتاب الوصایا، باب الوصیۃ للاقارب وغیرہم، ج 10، ص 419.

علی حضرت، امام المسنّت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ہندیہ میں محیط سے ہے:

اذا اوصى بان يطين قدرة او يوضع على قبره قبة فالوصية باطلة الا ان يكون في موضع يحتاج الى التطهير بجوف سبع او نحوه سائل ابوالقاسم عن من دفع الى ابنته خمسين درهما في مرضه وقال ان مت فاعمرى قبرى وخمسة دراهم لك واشتري بالباقي حنطة وتصدق بها قال الخمسة لها لا تجوز وينظر الى القبر الذي امر بعمارته فان كان يحتاج الى العماره للتحصين لاللزينة عمرت بقدر ذلك والباقي تصدق به على الفقراء وان كان ←

مسئلہ 33: اپنی قبر پر قرآن شریف پڑھنے کی وصیت کی یہ وصیت جائز ہے مگر اجرت پر جائز نہیں۔ (42)

مسئلہ 34: وصیت کی کہ مجھے میرے گھر میں دفن کریں تو یہ وصیت باطل ہے کہ یہ خاص ہے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے، امت کے حق میں مشروع نہیں۔ (43)



امر بعمارة فضلت على الحاجة الذي لا بد منها فوصية باطلة۔

کسی نے وصیت کی کہ اس کی قبر کی لپائی کی جائے اور اس پر گنبد بنایا جائے تو وصیت باطل ہو گی۔ مگر یہ کہ وہ ایسی جگہ ہو جہاں اس کی ضرورت ہے تو کروہ نہیں۔ مثلاً وہاں کسی درندے غیرہ کا خوف ہو۔ ابوالقاسم سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیٹی کو بیماری کی حالت میں پچاس درہم دے کر کہا اگر میں مر جاؤں تو میری قبر تعمیر کرنا اور پانچ درہم تیرے بیٹی سے گذم خرید کر اسے صدقہ کرو۔ ابوالقاسم نے کہا کہ بیٹی کے لئے پانچ درہم کی وصیت جائز نہیں۔ اور قبر کو دیکھا جائے گا اگر وہاں قبر کی حفاظت کے لئے عمارت کی محتاجی ہے تو بعد رحاجت و تعمیر کرائے لیکن زینت کے لئے جائز نہیں اور جو باتی پنج وہ فقراء پر صدقہ کر دے۔ اگر موصی نے قدر حاجت سے زائد عمارت کا حکم دیا تو اس کی وصیت باطل ہو گی۔ (ت) (۱) الفتاوی الہندیہ کتاب الوصایا الباب الثاني نورانی کتب خانہ پشاور ۶/۹۶)

بزاریہ میں ہے:

عمارة القبر ان لتحقیقین بمحوز و ان لتزیین فالوصیة ايضاً باطلة ويصرف الكل الى الفقراء۔ ۲۔

(۲) فتاوی البرازیہ علی ہامش الفتاوی الہندیہ کتاب الوصایا نورانی کتب خانہ پشاور ۶/۳۴۹)

قبر کی عمارت اگر حفاظت کے لئے ہے تو وصیت جائز ہے اور اگر زیبائش کے لئے ہے تو ناجائز باطل ہے۔ لہذا وہ سب مال فقراء پر خرچ کیا جائے گا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۵، ص ۲۲۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(42) الدر الخوارر ردا الحجارة، کتاب الوصایا، باب الوصیة للاقارب وغیرهم، ج ۱۰، ص ۴۲۰۔

(43) اعلیٰ حضرت، امام المسنت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: وصیت کی کہ مجھے میرے گھر میں دفن کریں باطل ہے کہ یہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مخصوص اور امت کے حق میں نامشرع ہے،

خلاصہ و بزاریہ و تاتار خانیہ و ہندیہ وغیرہ میں ہے:

واللّفظ للثالثة أوصى بـأَن يدفن في دارـة فـوـصـيـتـه باـطـلـة إلاـن يـوـصـيـ أـن يـجـعـلـ دـارـة مـقـبـرـة لـلـمـسـلـمـين ۲۔

(۲) الفتاوی الہندیہ کتاب الوصایا الباب الثاني نورانی کتب خانہ پشاور ۶/۹۵)

لفظ تیری کتاب یعنی تاتار خانیہ کے ہیں۔ اگر کسی نے وصیت کی اس کو اپنے گھر میں دفن کیا جائے تو وہ وصیت باطل ہو گی سوائے اس کے وہ یوں کرے کہ اس کے گھر کو مسلمانوں کے لئے قبرستان بنادیا جائے۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۲۵، ص ۲۲۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مکان میں رہنے اور خدمت کرنے، درختوں کے پھلوں، باغ کی آمدی اور زمین کی آمدی اور پیداوار کی وصیت کا بیان

مسئلہ 1: گھر کے کرایہ کی آمدی کی وصیت کی توصیہ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو اس میں رہنے کا حق نہیں اور اگر زید کے لئے ایک سال تک اپنے دار (گھر) میں سکونت کی وصیت کی اور دار کے موصی کا اور کچھ مال نہیں ہے تو زید اس میں سے تہائی دار میں رہے گا اور ورشہ دو تہائی دار میں، ورشہ کو اختیار نہیں کہ وہ اپنا مقبوضہ فروخت کر دیں۔ (1)

مسئلہ 2: یہ کہا یہ بھوسافلاں کے جانوروں کے لئے ہے، تو یہ وصیت باطل ہے اور اگر یہ وصیت کی کہ فلاں کے جانوروں کو کھلایا جائے تو وصیت جائز ہے۔ (2)

مسئلہ 3: کسی شخص کے لئے اپنے گھر میں رہنے کی وصیت کی اور مدت اور وقت مقرر نہیں کیا تو یہ وصیت تا حیات موصی لہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) ہے۔ (3)

مسئلہ 4: کسی شخص کے لئے اپنے گھر میں رہنے کی وصیت کی تو اسے اس گھر کو کرایہ پر دینے کا حق نہیں۔ (4)

مسئلہ 5: کسی نے اپنے باغ کے محاصل و پیداوار کی وصیت کی توصیہ لہ کے لئے اس کے موجودہ محاصل و پیداوار ہیں اور جو کچھ آئندہ ہوں۔ (5) ملحوظہ ہے کہ عربی زبان میں بستان اس باغ کو کہتے ہیں جس کی چار دیواری بنی ہو، اس چهار دیواری کے اندر جو ذرختم یا ذرا عت ہو وہ سب بستان میں شامل ہے اور باغ سے ان مسائل میں مراد ایسا باغ ہے۔ (مؤلف)

مسئلہ 6: کسی کے لئے اپنے باغ کے پھلوں کی وصیت کی تو اس کی دو صورتیں ہیں یا یہ کہہ کر ہمیشہ کے لئے یا ہمیشہ کا لفظ نہیں کہا۔ اگر ہمیشہ کا لفظ نہیں کہا تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں اگر اس کے باغ میں اس کی موت کے دن پھل گئے

(1) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... راجع، ج 6، ص 122.

(2) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... راجع، ج 6، ص 122.

(3) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... راجع، ج 6، ص 122.

(4) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... راجع، ج 6، ص 122.

(5) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... راجع، ج 6، ص 122.

اللہ تو موصیٰ لے لے اس کے ٹانگ مال (ایعنی تھاں مال) میں سے صرف ان ہی پھلوں سے دیا جائے گا اور اس کے بعد ہو پہلی آئیں گے موصیٰ لہ کا ان میں کوئی حصہ نہ ہو گا۔ اور اگر موصیٰ کی موت کے دن باش میں پھل نہیں گئے تو ختمہ تماں چاہے کہ یہ وصیہ ہاطل مگر انتہا نہیں ہے وصیہ ہاطل نہیں ہے موصیٰ اے کو اس کی تاحیات اس باش کے پھل بخیل رہیں گے اب تر طیا ہے اہ بستان اس کے ٹانگ مال (ایعنی تھاں مال) سے زائد ہو، یہ تمام صورتیں اس وقت ہیں جب موصیٰ نے وصاہت نہیں کی اور اگر اس نے وصاہت کر دی اور یوں کہا کہ میں نے تیرے لئے ہمیشہ کے دامنے اپنے باغ کے پھلوں کی وصیہ کی تو اسے موجودہ پھل بھی لمبیں گے اور جو بعد میں پیدا ہوتے رہیں وہ بھی۔ (6)

مسئلہ 7: اپنے باغ کے پھلوں و پیداوار کی ہمیشہ کے لئے کسی کے لئے وصیت کی پھراں کے کھجور کے درختوں کی جڑوں سے اور درخت پیدا ہو گئے تو ان کی پیداوار اور محاصل بھی وصیت میں داخل ہوں گے۔ (7)

مسئلہ 8: اپنے باغ کے پھلوں کے ٹانگ کی وصیت کی اور موصیٰ کا اور کوئی مال سوانعے اہ بستان (باغ) کے نہیں ہے تو یہ وصیہ جائز ہے اور موصیٰ لہ اس کا ٹانگ پانے کا مستحق ہے اگر موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) نے باغ کا تھاںی حصہ ورشہ سے لفظی کر لیا پھر اس حصہ سے آمدی ہوئی جو موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کے پاس آیا اور ورشہ کے حصے میں آمدی نہیں ہوئی یا ورشہ کے حصے میں آمدی ہوئی اور موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کے حصے میں آمدی نہیں ہوئی تو دونوں صورتوں میں وہ درشتہ اور موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔ (8)

مسئلہ 9: کسی کے لئے ٹانگ بستان کی وصیت کی تو درشتہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے حصہ کا دو ٹانگ بستان فروخت کر دیں، ایسی صورت میں دو ٹانگ کا خریدار موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کے ساتھ شریک ہو جائے گا۔ (9)

مسئلہ 10: ایک شخص نے کسی کے لئے اپنی زمین کی پیداوار کی وصیت کی اور اس زمین میں کھجور کے درخت ہیں اور نہ اور کوئی درخت ہے اور موصیٰ کا اس کے سوا اور مال بھی نہیں ہے تو اس کو کرایہ پر اٹھایا جائے گا اور اس کرایہ کا ایک ٹانگ موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو دیا جائے گا اور اگر اس میں کھجور کے درخت ہیں اور اور بھی درخت ہیں تو ان درختوں کی پیداوار کا ٹانگ موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو ملے گا۔ (10)

(6) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... باغ، ج 6، ص 122، 123.

(7) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... باغ، ج 6، ص 123.

(8) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... باغ، ج 6، ص 123.

(9) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... باغ، ج 6، ص 123.

مسئلہ 11: وصیت کرنے والے نے کسی کے لئے اپنی بکریوں کی اون کی یا اہنی بکریوں کے پھوٹ کی یا ان کے دودھ کی بیٹھ کے لئے وصیت کی تو ان تمام صورتوں میں موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو ان بکریوں کا وہی اون ملے گا جو وصیت کرنے والے کی موت کے دن ان کے جسم پر ہے اور وہی بچے ملیں گے جو موصیٰ کی موت کے دن ان کے جوٹوں میں ہیں اور وہی دودھ ملے گا جو موصیٰ کی موت کے دن ان کے تھنوں میں ہے خواہ موصیٰ نے وصیت میں بیٹھ کا لفظ کہا یا نہ کہا۔ (11)

مسئلہ 12: کسی شخص نے اپنے بستان (باغ) کی پیداوار کی وصیت کی پھر موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) نے میت کے درش سے غلہ کے عوض پورا باغ خرید لیا تو یہ جائز ہے اس صورت میں وصیت باطل ہو جائے گی اسی طرح اگر درش نے باغ اس کو فروخت نہیں کیا لیکن انہوں نے کچھ مال دے کر موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو اپنے حصہ کے غلہ سے بری ہونے پر راضی کر لیا تو یہ بھی جائز ہے۔ (12)

مسئلہ 13: اپنے گھر کے کرایہ کی مسائکین میں تقسیم کرنے کی وصیت کی تو یہ اس کے ملک مال (یعنی تہائی مال) میں سے جائز ہے اور اگر مسائکین کے لئے اپنے گھر میں رہنے یا اپنی سواری پر سوار ہونے کی وصیت کی تو یہ جائز نہیں گھر یہ کہ موصیٰ الہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) معلوم ہو۔ (13)

مسئلہ 14: مسائکین کے لئے اپنے انگور کے باغ کی بہار کی تین سال تک کے لئے وصیت کی اور مر گیا اور تین سال تک اس کے انگور کے باغ میں انگور کی بہار نہ آئی تو بعض کے قول پر یہ باغ موقوف رہے گا جب تک اس کی تین سال کی بہار مسائکین پر صدقہ نہ کر دی جائے، فقیہ ابوالیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ قول ہمارے اصحاب کے مطابق ہے۔ (14)

مسئلہ 15: اپنے جسم کے لباس کی وصیت کی تو یہ جائز ہے اور موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو اس کے جیسے، قمیص، چادریں اور پاجامے ملیں گے، اس کی ٹوبیاں، موزے، جرایں اس میں شامل نہ ہوں گے۔ (15)

مسئلہ 16: یہ وصیت کی کہ یہ کپڑے صدقہ کر دو تو یہ جائز ہے کہ وہ کپڑے فروخت کر کے ان کی قیمت صدقہ کر

(11) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 123.

(12) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 123.

(13) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 123.

(14) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 123.

(15) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 123.

دیں یا چاہیں تو کپڑے فردخت نہ کریں رکھ لیں اور ان کی قیمت دے دیں۔ (16)

مسئلہ 17: کسی آدمی کو یہ وصیت کی کہ میری زمین سے دس جریب (گھن) زمین ہر سال کاشت کرے اس صورت میں بیع، خراج (مالکداری) اور آبپاشی (یعنی زمین کو پانی دینا) موصیٰ لہ (جس کے لیے وصیت کی) کے ذمہ ہوگی اور اگر وصیت میں یہ کہا کہ ہر سال میری دس جریب زمین میرے لئے کاشت کرے اس صورت میں بیع، مالکداری اور آبپاشی متولی موصیٰ کے مال سے دیئے جائیں گے۔ (17)

مسئلہ 18: کسی شخص کے لئے بھجور کے باغ کی بھجوروں کی وصیت کی جو کہ تیار تھیں یا کاشت کی وصیت کی جو کائے جانے کے قریب تھیں لیکن فصل کاٹنے کی وجہ تھی تو مال گزاری موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) پر ہے لیکن اگر باغ کے پھل توڑ لئے گئے اور بھیتی کاٹ لی گئی تو متولی موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کے مال سے مال گزاری دی جائے گی۔ (18)

مسئلہ 19: موصیٰ نے کسی کے لئے اپنی تلوار کی وصیت کی تو اس میں تلوار کا پرعلہ (19) اور حمال (20) داخل ہے۔ (21)

مسئلہ 20: کسی کے لئے مصحف (قرآن پاک) کی وصیت کی اور مصحف کا غلاف بھی ہے تو اس کو مصحف ملے گا غلاف نہیں۔ (22)

مسئلہ 21: سرکرد کے ملکے کی وصیت کی تو اس میں ملکا شامل ہے اور اگر جانوروں کے گھر (یعنی وہ گھر جس میں جانور رکھے جاتے ہیں) کی وصیت کی تو وصیت دار (گھر) کی نہ ہے اس میں جانور شامل نہیں، ایسے ہی کھانے کی کشتی (ثرے) کی وصیت کی تو اس میں کا کھانا دیا جائے گا کشتی (ثرے) نہیں۔ (23)

مسئلہ 22: کسی کے لئے میزان (ترازو) کی وصیت کی تو اس میں اس کا عمود (ڈنڈی) پڑے اور اس کی

(16) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... راجع، ج 6، ص 123.

(17) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... راجع، ج 6، ص 124.

(18) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... راجع، ج 6، ص 124.

(19) وہ پیٹی یا تسمہ جس میں تلوار لگلی رہتی ہے۔

(20) وہ پرچلا جو شانے پر ترچھا پڑتا ہے۔

(21) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... راجع، ج 6، ص 124.

(22) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... راجع، ج 6، ص 124.

(23) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیۃ بالسکنی... راجع، ج 6، ص 124.

ذیں (ترازو کی ڈوریاں) شامل ہیں، بات، (24) مدد اور ملکیہ (علاق) (مولوہ جہاں سے ترازو کو پڑتے ہیں) شامل نہیں لیکن اگر ترازو صھین کر دی تو اس میں بات اور علاق بھی شامل ہوں گے۔ (25)

مسئلہ 23: اپنی بکریوں میں سے کسی کے لئے ایک بکری کی وصیت کی اور یہ نہیں کہا کہ میری ان بکریوں میں سے، پھر وارثوں نے اسے وہ بکری دی جس نے موصی کی موت کے بعد بچہ جنتا تو یہ بچہ بکری کے ساتھ شامل نہ ہوگا یعنی فقط بکری ملے گی۔ (26)

مسئلہ 24: اور اگر یہ کہا کہ میں نے فلاں کے لئے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کی وصیت کی اور وارثوں نے اس موصی لہ کو وہ بکری دی جس نے موصی کی موت کے بعد بچہ دیا تو وہ بچہ اس بکری کا تابع ہو گا یعنی بکری مع بچہ کے موصی لہ کو دی جائے گی اور اگر وارثوں نے بکری معین کرنے سے پہلے پہلے بچہ کو ضائع کر دیا یعنی ہلاک کر دیا تو ان پر اس کا احتساب نہیں۔ (27)

مسئلہ 25: دار (گھر) کی ایک شخص کے لئے وصیت کی اور اس کی بیانیہ دوسرے کے لئے، یا یہ کہا کہ یہ انگوٹھی فلاں کے لئے ہے اور اس کا نگینہ دوسرے کے لئے یا یہ کہا کہ یہ کندیا (زنبل) (پھلوں کی ٹوکری) فلاں کے لئے اور اس میں کے پھل فلاں کے لئے، تو ان تمام صورتوں میں اگر اس نے مشتملاً بالفضل کہا تو ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی وصیت اس کے لئے کی اور اگر مشتملاً نہیں کہا بلکہ فضل کیا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہی حکم ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اصل (یعنی دار یا انگوٹھی یا کندیا) تھا پہلے کو ملے گی اور تابع میں دونوں شریک ہوں گے۔ (28) یعنی اس صورت میں گھر تھا پہلے کو ملے گا بناۓ مشترک ہو گی، کندیا پہلے کو ملے گی پھل مشترک ہوں گے اور انگوٹھی پہلے کو ملے گی اور نگینہ مشترک ہو گا۔

مسئلہ 26: اور اگر یہ وصیت کی کہ یہ گھر فلاں کے لئے ہے اور اس میں رہائش فلاں کے لئے یا یہ درخت فلاں کے لئے ہے اور اس کا پھل فلاں کے لئے یا یہ بکری فلاں کے لئے اور اس کی اون فلاں کے لئے تو جس کے لئے جو وصیت کی اس کو بلا اختلاف وہی ملے گا خواہ اس نے یہ مشتملاً کہا ہو یا درمیان میں فضل کیا ہو۔ (29)

(24) اشیاء تو لنے کے لیے ترازو پر رکھا جانے والا پتھر وغیرہ۔

(25) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 124.

(26) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 124.

(27) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 124.

(28) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 125.

(29) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 125.

مسئلہ 27: کسی شخص کے لئے اپنے دار (مکان) کی وصیت کی اور اس میں ہے ہوئے ایک خاص بیت (کرہ) کی وصیت کسی دوسرے کے لئے کی تو وہ خاص بیت ان دونوں کے درمیان بقدر ان کے حصہ کے مشترک ہوگا۔ (30)

مسئلہ 28: کسی کے لئے معینہ ایک ہزار درہم کی وصیت کی اور ان میں سے ایک سو درہم کی دوسرے کے لئے وصیت کی تو ایک ہزار دوسرے کو نو سو درہم بلیں گے اور سو درہم دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوں گے۔ (31)

مسئلہ 29: اگر ایک شخص کے لئے مکان کی وصیت کی اور اس کی بناء (بیواد) کی دوسرے کے لئے تو بناء ان دونوں کے درمیان حصہ رسدی (جو حصے میں اتا ہے اس کے مطابق) تقسیم ہوگی۔ (32)

مسئلہ 30: موصی نے اپنے جانور کی ایک شخص کے لئے وصیت کی اور اس کی سواری اور منفعت کی دوسرے کے لئے وصیت کی تو ہر موصی الہ کے لئے وہی ہے جس کی اس کے لئے وصیت کی۔ (33)

مسئلہ 31: ایک شخص کے لئے اپنے گھر کے کرایہ کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے اس میں رہنے کی وصیت کی اور تیرے شخص کے لئے اس کے رقبہ کی وصیت کی اور یہ ایک ٹلٹ ہے میں کسی شخص نے موصی کی موت کے بعد اس کو منہدم کر دیا تو جتنا اس نے گرا یا ہے اس کی قیمت کا تباوان اس پر ہے پھر اس قیمت سے مکان بناء کے جائیں جیسے بنے ہوئے تھے اور کرایہ پر دیا جائے، تو جس کے لئے کرایہ کی وصیت کی اسے کرایہ اور جس کے لئے سکونت کی وصیت کی اسے حق سکونت ملے گا، یہی حکم بستان (باغ) کی وصیت کا ہے کہ اس نے ایک شخص کے لئے بستان کی پیداوار کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے اس کے رقبہ کی، پھر کسی شخص نے اس میں سے درخت کاٹ لئے تو اس پر درختوں کی قیمت کا تباوان ہے اس قیمت سے درخت خرید کر لگائے جائیں گے۔ (34)

مسئلہ 32: موصی نے ایک شخص کے لئے اپنے باغ کی آمدی کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے باغ کے رقبہ کی وصیت کی اور یہ اس کا ٹلٹ مال (یعنی تھائی مال) ہے تو باغ کا رقبہ اس کے لئے ہے جس کے واسطے رقبہ کی وصیت کی اور اس کی آمدی اس کے لئے جس کے واسطے اس کی آمدی کی وصیت کی جب تک موصی الہ زندہ ہے اور اس صورت میں باغ کی آپاٹی، مال گذاری اور اس کی اصلاح و مرمت آمدی والے پر ہے۔ (35)

(30) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 125.

(31) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 125.

(32) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 125.

(33) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 126.

(34) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 127.

(35) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 127.

مسئلہ 33: موصیٰ نے ہمیشہ کے لئے اپنی بکریوں کی اون کی یا ان کے مگھی کی یا ان کے پھوٹ کی کسی کے لئے وصیت کی تو یہ وصیت صرف اس اون میں جاری ہوگی جو موصیٰ کی موت کے دن ان بکریوں کی تینوں پر ہے یادہ دودھ جوان کے تھنوں میں ہے یادہ مگھی جوان کے تھنوں کے دو دو دھن سے برآمد ہو یادہ نیچے جوان کے پیٹ میں ہوں جس دن کہ موصیٰ کی موت ہوئی، اس کی موت کے بعد پھر جو کچھ پیدا ہوگا اس میں وصیت جاری نہ ہوگی۔ (36)

مسئلہ 34: موصیٰ نے کسی کے لئے ہمیشہ کے واسطے اپنے کھجوروں کے باغ کے محاصل (آمدنی) کی وصیت کی اور دوسرے کے لئے اس باغ کے رقبہ کی وصیت کی اور اس باغ میں بہار (پھل) نہیں آئی تو اس صورت میں اس کی آپاٹش اور اس کی اصلاح کا خرچہ و مرمت صاحب رقبہ پر ہے پھر جب اس پر پھل آجائیں تو یہ خرچہ آمدنی لینے والے پر ہے اور اگر ایک سال پھل آئے پھر نہ آئے تب بھی اس کی اصلاح و خرچہ کی ذمہ داری آمدنی لینے والے پر ہے، اگر آمدنی لینے والے نے خرچہ نہ کیا اور صاحب رقبہ نے خرچہ کیا یہاں تک کہ باغ میں پھل آگئے تو صاحب رقبہ اس سے اپنا خرچہ وصول کریگا۔ (37)

مسئلہ 35: یہ وصیت کی کہ ان چلوں کا تیل فلاں کے لئے اور اس کی گھلی (تیل نکالنے کے بعد چلوں کا بچا ہو اچھوک) دوسرے کے لئے ہے تو تیل نکالنے کی ذمہ داری اس کی ہے جس کے لئے تیل کی وصیت کی۔ (38)

مسئلہ 36: انگوٹھی کے حلقة (نگینے کے علاوہ دھات کی بقیہ انگوٹھی) کی ایک شخص کے لئے وصیت کی اور اس کے نگینے کی دوسرے کے لئے تو یہ وصیت جائز ہے اگر اس کا نگ نکالنے میں انگوٹھی کے خراب ہونے کا اندریشہ ہے تو دیکھا جائے گا اگر حلقة کی قیمت نگ سے زیادہ ہے تو حلقة والے سے کہا جائے گا کہ وہ نگ والے کو نگ کی قیمت ادا کرے اور اگر نگ کی قیمت زیادہ ہے تو نگ والے سے کہا جائے گا کہ وہ انگوٹھی کے حلقة کی قیمت ادا کرے۔ (39)

مسئلہ 37: ایک شخص نے کسی کے لئے اپنے بستان (باغ) کے ان چلوں کی وصیت کی جو اس میں موجود ہیں اور اس نے اس کے چلوں کی ہمیشہ کے لئے بھی وصیت کی، اس کے بعد موصیٰ کا انتقال ہو گیا اور موصیٰ کا اس کے سوا اور مال نہیں ہے اور باغ میں پھل سو 100 روپے کی قیمت کے ہیں اور پورے باغ کی قیمت تین سو 300 روپے کے مساوی ہے، اس صورت میں موصیٰ لہ کے لئے باغ میں موجود چلوں کا تھامی حصہ ہے اور آئندہ جو پھل آجیں

(36) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 127.

(37) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 127.

(38) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 127.

(39) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 127.

گے ان میں سے ہمیشہ اس کو ایک ٹھنڈا ملتا رہے گا۔ (40)

مسئلہ 38: یہ وصیت کی کہ میرے مال سے فلاں شخص پر ہر ماہ پانچ درہم خرچ کئے جائیں تو اس کے مال کا ایک ٹھنڈا رکھ لیا جائے گا تاکہ موصی اللہ پر ہر ماہ پانچ درہم خرچ کئے جاتے رہیں جیسا کہ موصی نے وصیت کی ہے۔ (41)

مسئلہ 39: ایک شخص نے دو آدمیوں کے لئے وصیت کی کہ ان میں سے ہر ایک پر میرے مال سے اتنا اتنا خرچ کیا جائے تو اس کا ایک ٹھنڈا مال (یعنی تہائی مال) ان دونوں پر خرچ کے لئے رکھ لیا جائے گا پھر اگر وارثوں نے ان میں سے کسی ایک سے کچھ دے کر مصالحت کر لی اور وہ وصیت سے دستبردار ہو گیا تو اس صورت میں موصی کا کل ٹھنڈا مال (یعنی تہائی مال) دوسرے پر خرچ کرنے کے لئے رکھ لیا جائے گا اور وارثوں کے حق میں دستبرداری دینے والے کا حق وارثوں کو نہ ملے گا۔ (42)

مسئلہ 40: ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے مال میں سے فلاں شخص پر اس کی تاحیات ہر ماہ پانچ درہم خرچ کئے جائیں اور ایک دوسرے شخص کے لئے اپنے ٹھنڈا مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی اور ورثہ نے اس کی اجازت دے دی تو اس صورت میں اس کا مال چھ حصوں میں تقسیم ہو کر ایک حصہ موصی اللہ ٹھنڈا (یعنی جس کے لیے ٹھنڈا مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی ہے) کو ملے گا اور باقی پانچ حصے محفوظ رکھے جائیں گے ان میں سے پانچ درہم والے پر ہر ماہ پانچ درہم خرچ کئے جائیں گے اور اگر یہ شخص جس کے لئے پانچ درہم ہر ماہ خرچ کرنے کی وصیت کی تھی اپنے حصہ کا محفوظ روپیہ خرچ ہونے سے پہلے ہی مر گیا تو جس کے لئے ٹھنڈا مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی تھی اس کا ٹھنڈا پورا کیا جائے گا اور یہ ٹھنڈا مال (یعنی تہائی مال) اس دن کے حساب سے لگایا جائے گا جس دن کہ موصی کی (وصیت کرنے والے کی) موت ہوئی لیکن اگر مال کا دو ٹھنڈا حصہ سے زیادہ خرچ ہو چکا تھا اور اب جو باقی بچا اس سے موصی لے ٹھنڈا کا ٹھنڈا پورا نہیں ہوتا تو اس صورت میں اس مرنے والے کے حصہ میں سے جو نفقہ بچا ہے وہ اسے دے دیا جائے گا اور اس کا ٹھنڈا پورا نہیں کیا جائے گا اور اگر مال اتنا بچ گیا تھا کہ موصی لے ٹھنڈا کا ٹھنڈا پورا ہو کر بچ گیا تو جو باقی بچا وہ موصی کے ورثہ کو ملے گا نہ کہ اس کے ورثہ کو جس کے لئے پانچ درہم ماہانہ خرچ کرنے کی وصیت کی تھی۔ (43)

مسئلہ 41: اگر دو آدمیوں کے لئے یہ وصیت کی کہ ان دونوں پر ان کی تاحیات میرے مال سے ہر ماہ دس درہم

(40) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 127.

(41) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 128.

(42) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 128.

(43) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 128.

خرج کئے جائیں اور ایک تیرے کے لئے اپنے ٹھنڈ مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی تو اگر ورش نے اس کی اجازت دی تو اس کا مال چھ حصوں میں تقسیم ہو گا اور اگر ورش نے اجازت نہ دی تو دو برابر حصوں میں تقسیم ہو گا اور اگر ان دونوں آدمیوں سے جن کے لئے تاحیات دس درہم ماہانہ کی وصیت کی تھی ایک آدمی کا انتقال ہو گیا تو اس کا حصہ اس کو نہیں ملے گا جس کے لئے ٹھنڈ مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی تھی بلکہ جو کچھ ان دونوں آدمیوں کے لئے محفوظ رکھا تھا وہ دیے ہی محفوظ رہے گا اور اسے اس ایک پر خرج کیا جائے گا جو ان دونوں میں سے زندہ باقی ہے۔ (44)

مسئلہ 42: اگر میت نے یہ وصیت کی کہ میں نے فلاں کے لئے اپنے ٹھنڈ مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی اور فلاں کے لئے اس پر تاحیات ہر ماہ پانچ درہم خرج کرنے کی وصیت کی اور ایک دوسرے کے لئے تاحیات اس کی اس پر پانچ درہم خرج کرنے کی وصیت کی تو اگر ورش نے اس کی اجازت دے دی تو اس کا مال نو حصوں میں منقسم ہو گا، جس کے لئے ٹھنڈ مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی اس کو ایک حصہ اور بقیہ بعد والے دونوں موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) ماکے لئے چار چار حصے محفوظ رکھے جائیں گے اور ان پر ہر ماہ خرج ہوں گے۔ (45)

مسئلہ 43: اگر میت نے وصیت کی کہ میرے مال سے فلاں پر اس کی تاحیات پانچ درہم ماہانہ خرج کیا جائے اور فلاں اور فلاں پر ان کی تاحیات دس درہم ماہانہ خرج کئے جائیں، ہر ایک کے لئے پانچ درہم، اور ورش نے اس کی اجازت دے دی تو مال موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) اور موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) ماکے درمیان نصف نصف تقسیم ہو گا اس طرح کہ جس کے لئے پانچ درہم ماہانہ کی وصیت کی اسے ایک نصف اور جن دو کے لئے دس درہم ماہانہ کی وصیت کی انھیں دوسرا نصف، اس طرح نصف مال پہلے ایک کے لئے اور نصف مال دوسرے دو کے لئے محفوظ رکھا جائے گا اور ان پر ماہ بماہ خرج ہو گا۔ (46) اور اگر اس ایک کا انتقال ہو گیا جس ایک کے لئے پانچ درہم ماہانہ کی وصیت کی تھی تو جو کچھ بچا وہ ان دونوں پر خرج ہو گا جن دو کے لئے دس درہم ماہانہ کی وصیت کی تھی اور اگر ان دونوں میں سے ایک کا انتقال ہو گیا جن کے لئے ایک ساتھ دس درہم ماہانہ کی وصیت کی تھی اور پانچ درہم والا زندہ رہا تو اس صورت میں مرنے والے کا حصہ اس کے شریک وصیت کے لئے محفوظ رکھا جائے گا اور اس پر خرج کیا جائے گا، یہ اس صورت میں ہے جب ورش نے اجازت دے دی اور اگر ورش نے اجازت نہیں دی تو میت کا ٹھنڈ مال (یعنی تہائی مال) نصف نصف دو برابر حصوں میں تقسیم ہو گا، نصف ٹھنڈ اس کو ملے گا جس ایک کے لئے پانچ درہم ماہانہ کی وصیت کی

(44) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 128.

(45) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 128.

(46) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 129.

اور نصف ثلث ان دونوں کو ملے گا جن دونوں کو ایک ساتھ ملا کر ان کے لئے دس درہم ماہانہ کی وصیت کی۔ (47)

مسئلہ 44: ایک شخص نے وصیت کی کہ میرا ثلث مال (یعنی تہائی مال) فلاں کے لئے رکھا جائے اور اس پر اس میں سے ہر ماہ چار درہم خرچ کئے جائیں جب تک کہ وہ زندہ رہے اور میں نے وصیت کی کہ میرا ثلث مال (یعنی تہائی مال) فلاں فلاں کے لئے ہے ان دونوں پر ہر ماہ تا حیات ان کی دس درہم خرچ کئے جائیں تو اگر ورش نے اس کی اجازت دے دی تو چار درہم والے کو اس میت کے مال کا کامل ثلث (پورا تہائی حصہ) ملے گا وہ جو چاہے کرے اور دس درہم والے دونوں کو اس میت کے مال کا دوسرا ملٹی کامل ملے گا اور یہ ثلث ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا اور محفوظ کچھ نہ رکھا جائے گا، اور اگر ان تینوں موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) م (جن کے لئے وصیت کی گئی) میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تو اس کے حصہ کا مال اس انتقال کر جانے والے کے وارثوں کو ملے گا اور اگر ورش نے میت کی اس وصیت کو جائز نہیں کیا تو اس صورت میں چار درہم والے کو نصف ثلث (تہائی مال کا آدھا) ملے گا اور ان دونوں کو جن کے لئے دس درہم ماہانہ کی وصیت کی تھی نصف ثلث ملے گا اور یہ نصف ثلث ان دونوں کے مابین آدھا آدھا بٹے گا۔ (48)

مسئلہ 45: میت نے کہا میں نے فلاں کے لئے ایک ثلث مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی اس پر اس میں سے ہر ماہ چار درہم خرچ کئے جائیں اور میں نے فلاں فلاں کے لئے وصیت کی کہ فلاں پر پانچ درہم ماہانہ اور فلاں پر سین درہم، پس اگر ورش نے اس کی اجازت دے دی تو چار درہم والے کو ماہانہ اس کے کل مال کا ایک ثلث ملے گا اور بقیہ دو کو دو ثلث ملیں گے اور یہ دو ثلث ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوں گے، یہ لوگ اپنے اپنے حصہ کو جیسے چاہیں استعمال کریں، اور اگر ورش نے اس کی اس وصیت کو جائز نہ کیا تو چار درہم والے کو نصف ثلث ملے گا اور بقیہ دو کو دوسرانصف ثلث ملے گا اور یہ ان کے مابین آدھا آدھا بٹ جائے گا اور اگر ان میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تو اس کا حصہ اس کے وارثوں کو میراث میں ملے گا۔ (49)

مسئلہ 46: میت نے وصیت کی کہ فلاں پر میرے مال سے ہر ماہ چار درہم خرچ کئے جائیں اور ایک دوسرے پر ہر ماہ پانچ درہم میرے بستانی (چھار دیواری والا باغ) کی آمدنی سے خرچ کئے جائیں اور میت نے بجز بستان کے اور کوئی مال نہیں چھوڑا تو اس صورت میں میت کا ثلث (تہائی) بستان ان دونوں کے لئے نصف نصف ہے پھر بستان

(47) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 129.

(48) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 129.

(49) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 129.

(باغ) کی ٹکڑی پیداوار فروخت کی جائے گی اور اس کی قیمت دھنی کے قبضہ میں یا اگر دھنی نہیں ہے تو کسی ایماندار وثائق آدمی کے قبضہ میں دے دی جائے گی، وہ دھنی اور وثائق ان دونوں پر حصہ رسیدی ماہ بماہ خرچ کریگا اور اگر ان دونوں کا انتقال ہو گیا تو جو کچھ رہے گا وہ موصیٰ کے ورثہ کو ملے گا۔ (50)

مسئلہ 47: یہ وصیت کی کہ فلاں شخص پر میرے مال سے چار روپے ماہانہ خرچ کئے جائیں اور فلاں پر پانچ روپے ماہانہ تو اس صورت میں تنہا ایک کے لئے مال وصیت کا چھٹا حصہ اور دوسرے دونوں کے لئے، دوسرا چھٹا حصہ خرچ کرنے کے لئے محفوظ رکھا جائے گا۔ (51) یعنی میت کا مال بارہ حصوں میں تقسیم ہو گا اس میں سے ایک ٹکڑی یعنی چار حصے وصیت میں دیئے جائیں گے باقی دو ٹکڑی یعنی آٹھ حصے ورثہ کو ملیں گے پھر ٹکڑی مال (یعنی تنہائی مال) کی وصیت کے ان چار حصوں میں سے دو حصے تنہا پہلے موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کے لئے اور دوسرے دو حصے دوسرے دونوں موصیٰ لمبا کے لئے، اور ان پر ہر ماہ خرچ ہو گا۔

مسئلہ 48: میت نے اپنی آراضی کی پیداوار کی کسی ایک شخص کے لئے وصیت کی اور دوسرے شخص کے لئے اس آراضی کے رقبہ کی وصیت کی اور وہ ٹکڑی مال (یعنی تنہائی مال) میں ہے پھر اس کو صاحبِ رقبہ نے (یعنی جس کے لئے رقبہ کی وصیت کی تھی) فروخت کر دیا اور اس شخص نے اس بیع کو تسلیم کر لیا جس کے لئے پیداوار کی وصیت کی تھی تو بیع جائز ہو گئی، اور پیداوار کی وصیت جس کے لئے تھی وہ وصیت باطل ہو گئی اب اس کا اس پیداوار کی قیمت میں بھی کوئی حصہ نہیں۔ (52)

مسئلہ 49: مریض نے اپنے بستان کی پیداوار کی وصیت کسی کے لئے کی اور موصیٰ کی موت سے قبل کئی سال اس میں پیداوار ہوئی پھر موصیٰ کا انتقال ہو گیا تو موصیٰ الہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) کا اس پیداوار میں حصہ ہے جو موصیٰ کی موت کے وقت یا اس کے بعد پیدا ہو۔ (53) جو پیداوار موصیٰ کی موت سے پہلے ہوئی اس میں کوئی حصہ نہیں۔

مسئلہ 50: یہ کہا کہ میں نے ان ایک ہزار کی فلاں کے لئے وصیت کی اور میں نے فلاں کے لئے اس میں سے سو 100 کی وصیت کر دی ہے تو یہ رجوع نہیں ہے، اس صورت میں نو سو 900 پہلی وصیت والے کے لئے ہیں اور سو 100 میں دونوں آدھے آدھے کے شریک ہیں۔ (54)

(50) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 129.

(51) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 129.

(52) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 130.

(53) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 130.

(54) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 130.

مسئلہ 51: مریض نے کہا کہ میراث مال (یعنی تھائی مال) فلاں اور فلاں کے لئے اور فلاں کے لئے اس میں سے ایک روپے اور اس کا ملٹھ مال (یعنی تھائی مال) کل سترہ 17 درہم ہی ہے تو یہ کل ملٹھ اسی کو ملے گا جس کے لئے 100 روپے مقرر کئے۔ (55)

مسئلہ 52: یہ وصیت کی کہ میراث مال (یعنی تھائی مال) عبد اللہ کے لئے زید و غزر کے لئے اور عمرہ کے لئے اس میں سے 100 روپے، اور اس کا ملٹھ مال (یعنی تھائی مال) کل سو 100 روپے ہی ہے تو یہ سو 100 روپے غزر کو ملیں گے اور اگر اس کا ملٹھ مال (یعنی تھائی مال) ذیڑھ سو 150 روپے تھے تو عمرہ کو سورہ پے ملیں گے اور جو بجا اس میں عبد اللہ اور زید نصف نصف کے شریک ہیں۔ (56)

مسئلہ 53: یہ وصیت کی کہ یہ ایک ہزار فلاں اور فلاں کے لئے، فلاں کے لئے اس میں سے سو 100 روپے، تو وہ اس طرح تقسیم ہوں گے فلاں کو سو 100 روپے اور دوسرے کو نو سورہ پے، اگر اس میں سے کچھ ضائع ہو گئے تو باقی کے دس حصے کر کے ایک حصہ سو 100 والے کو اور باقی نو حصے دوسرے کو دیئے جائیں گے۔ اور اگر اس نے ایک تیسرا شخص کے لئے دیگر ایک ہزار روپے کی وصیت کر دی اور اس کا ملٹھ مال (یعنی تھائی مال) کل ایک ہزار روپے ہے تو اس صورت میں نصف ہزار تیسرا موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو ملے گا اور نصف ہزار پہلے دو موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) ما کو دیا جائے گا اور وہ دس حصوں میں تقسیم ہو کر پہلے کو ایک حصہ اور دوسرے کو نو حصے ملیں گے۔ (57)

مسئلہ 54: اگر کہا کہ یہ ایک ہزار فلاں اور فلاں کے لئے، اس میں سے پہلے فلاں کے لئے سورہ پے اور دوسرے کے لئے باقی یعنی نو سورہ پے، تو پہلے والے کو سورہ پے ملیں گے اور اگر تقسیم سے پہلے ہزار میں سے نو سو لاک ہو گئے تو پہلے کے لئے سورہ پے ہیں اور دوسرے کے لئے کچھ نہیں اور اگر یہ کہا کہ میں نے اپنے ملٹھ مال (یعنی تھائی مال) سے فلاں کے لئے سورہ پے کی وصیت کی اور فلاں کے لئے بقیہ کی اور میں نے فلاں کے لئے ایک ہزار روپے کی وصیت کر دی اس صورت میں بقیہ والے کو کچھ نہ ملے گا اور میت کا ملٹھ مال (یعنی تھائی مال) پہلے والے موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) اور تیسرا والے موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) میں گیارہ حصوں میں تقسیم ہو کر ایک حصہ پہلے والے کو اور دس حصے ایک ہزار والے کو یعنی تیسرا والے کو ملیں گے۔ (58)

(55) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 130.

(56) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 130.

(57) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 130.

(58) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب السابع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 130.

مسنہ 55: یہ کہا کر میں نے اس ایک ہزار کی فلاں فلاں کے لئے وصیت کی اور فلاں فلاں کے لئے چھ سو تو اس صورت میں یہ ایک ہزار ان دونوں کے درمیان تیرہ حصوں میں تقسیم ہو گا، سات بھے سات سو والے کو اور چھ سے چھ سو والے کو حصیں گے۔ (59)

مسنہ 56: یہ کہ کہ فلاں فلاں کے لئے اس ایک ہزار میں سے ہزار اور فلاں فلاں کے لئے ہزار، تو اس صورت میں یہ ایک ہزار ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم ہو گا۔ (60)

مسنہ 57: یہ کہا کہ میں نے اس ایک ہزار کی فلاں اور فلاں فلاں کے لئے وصیت کی فلاں کے لئے اس میں سے ایک ہزار، تو اس صورت میں ایک ہزار سب کے سب دوسرے موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی ممکنی) کو ملیں گے۔ (61)

مسنہ 58: ایک شخص نے کچھ لوگوں کے لئے کچھ وصیتیں کیں، ان میں سے کوئی آیا اور اس نے اپنے لئے وصیت کا ثبوت پڑھایا اور یہ چاہا کہ اس کا حصہ اسے دے دیا جائے تو اس کا حصہ اسے دے دیا جائے اور باقی لوگوں کا حضرت محفوظ رکھا جائے جس اگر ان باقی لوگوں کا حصہ صحیح و سالم رہا تو وہ ان کو دے دیا جائے گا اور اگر ضائع ہو گیا تو یہ سب اس کے حصہ میں شریک ہوں گے جس نے اپنا حضرت لے لیا تھا اور اس کو حصہ دے دینا بقیہ لوگوں کے لئے تقسیم کا حکم نہیں رکھتا۔ (62)

مسنہ 59: کسی نے وصیت کی کہ فلاں شخص کو ایک ہزار درہم دے دیئے جائیں جن سے وہ قیدیوں کو خرید لے پس اگر وہ شخص روپے لینے سے قبل ہی انتقال کر گیا تو حاکم کو یہ روپیہ دے دیا جائے گا وہ اس کام کے لئے لوگوں میں سے کسی کو ولی بنادے گا تاکہ وہ اس روپے سے قیدیوں کو خرید لے۔ (63)

مسنہ 60: ایک شخص نے یہ وصیت کی کہ میرا گھر فروخت کیا جائے اور اس کی قیمت سے دس بوجھا گیہوں (مثلاً دس و ستمل) اور ایک ہزار میں روپیاں خریدی جائیں۔ (من 12 67 تولہ کا ایک پیمانہ تھا، (64)) اور اس نے کچھ اور وصیتیں بھی کیں، پس اس کا گھر فروخت کیا گیا اور اس کی قیمت مذکورہ مقدار گیہوں اور روپیوں کے لئے پوری نہیں ہوئی اور اس گھر کے علاوہ اس کا اور بھی مال ہے تو اگر اس کا لٹکٹ مال (یعنی تہائی مال) اس کی تمام وصیتوں کے لئے گنجائش

(59) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 130.

(60) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 130.

(61) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 130.

(62) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 131.

(63) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب السالع فی الوصیة بالسکنی... راجع، ج 6، ص 131.

(64) الفتاوی رضویہ، ج 10، ص 222.

رکھتا ہو تو وہ تمام وصیتیں اس کے ملک مال (یعنی تہائی مال) سے پوری کردی جائیں گی۔ (65)

مسئلہ 61: ایک شخص نے کچھ وصیتیں کیں اس کے دراثہ کو معلوم ہوا کہ ان کے باپ نے کچھ وصیتیں کی ہیں، لیکن یہ نہیں معلوم کہ کس چیز کی ہیں انہوں نے کہا کہ ہمارے باپ نے جس چیز کی وصیت کی ہم نے اس کو جائز کیا تو ان کی یہ اجازت صحیح نہیں، صرف اس صورت میں اجازت صحیح ہوگی جب کہ انھیں علم ہو جائے۔ (66)

مسئلہ 62: ایک شخص نے کسی آدمی کے لئے کچھ مال کی وصیت کی اور فقراء کے لئے کچھ مال کی وصیت کی اور موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) محتاج ہے تو اس کو فقراء کا حصہ بھی دیا جاسکتا ہے۔ (67)

مسئلہ 63: ایک شخص نے کچھ وصیتیں کیں پھر کہا اور باقی فقراء پر صدقہ کیا جائے پھر اپنی کچھ وصیتوں سے رجوع کر لیا جن کے لئے وصیتیں کی تھیں (موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) م)، یا ان میں سے بعض موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) م موصی کی موت سے پہلے ہی مر گئے تو باقی مال فقراء پر صدقہ کیا جائے گا اگر اس نے فقراء کے لئے وصیت سے رجوع نہیں کیا ہے۔ (68)



(65) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب المانع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 131.

(66) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب المانع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 131.

(67) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب المانع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 131.

(68) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب المانع فی الوصیة بالسكنی... راجع، ج 6، ص 131.

متفرق مسائل

مسئلہ 1: ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ کوئی وصیت نہیں کریگا پھر اس نے اپنے مرض الموت میں کوئی چیز ہبہ کیا اس نے اس حالت میں اپنا غلام بینا خریدا جو کہ آزاد ہو گیا تو اس کی قسم نہیں ٹوٹی اور وہ حادث نہیں ہوا۔ (1)

مسئلہ 2: ایک مریض نے کچھ وصیتیں کیں لیکن یہ الفاظ نہیں کہے کہ اگر میں اپنے اس مرض سے مر جاؤں یا یہ کہ اگر میں اس مرض سے اچھا نہ ہوں تو میری یہ وصیتیں ہیں، وصیتیں کرنے کے بعد وہ اس مرض سے اچھا ہو گیا اور کئی سال زندہ رہا تو مرض سے اچھا ہونے کے بعد اس کی وصیتیں باطل ہو جائیں گی۔ (2)

مسئلہ 3: مریض نے کہا اگر میں اسی بیماری سے مر جاؤں تو میرے مال سے فلاں کو اتنا روپیہ اور میری طرف سے حج کرایا جائے پھر اپنی بیماری سے اچھا ہو گیا پھر دوبارہ بیمار ہو گیا اور اس نے ان گواہوں سے جن کو پہلی وصیت پر گواہ بنایا تھا، کہا یا دوسرے لوگوں سے کہا: تم گواہ ہو جاؤ کہ میں اپنی پہلی وصیت پر قائم ہوں تو یہ احساناً جائز ہے۔ (3)

مسئلہ 4: کسی نے وصیتیں کیں اور دستاویز لکھ دی اور اچھا ہو گیا پھر اس کے بعد بیمار ہوا اور کچھ وصیتیں کیں اور دستاویز لکھ دی، اگر اس نے اس دوسری دستاویز میں یہ واضح نہیں کیا کہ اس نے پہلی وصیتوں سے رجوع کر لیا ہے تو اسی صورت میں دونوں وصیتوں پر عمل کیا جائے گا۔ (4)

مسئلہ 5: ایک شخص نے وصیت کی پھر اسے وسوسوں اور وہم نے گھیر لیا اور فاتر العقل ہو گیا اور ایک زمانہ تک اسی حالت پر رہا پھر انتقال ہو گیا تو اس کی وصیت باطل ہے۔ (5)

مسئلہ 6: ایک شخص نے کسی کو ایک ہزار روپیہ دیا اور کہا کہ یہ فلاں کے لئے ہے جب میں مر جاؤں تو اس کو دے دینا، پھر مر گیا تو وہ شخص میت کی وصیت کے مطابق وہ ایک ہزار روپے فلاں شخص کو دے گا اور اگر مرنے والے نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ روپے فلاں کے لئے ہیں صرف اتنا کہا کہ اس کو دے دینا پھر وہ مر گیا، اس صورت میں یہ روپیہ فلاں

(1) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، مسائل شتی، ج 6، ص 132.

(2) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، مسائل شتی، ج 6، ص 132.

(3) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، مسائل شتی، ج 6، ص 133.

(4) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، مسائل شتی، ج 6، ص 133.

(5) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، مسائل شتی، ج 6، ص 133.

شخص کو نہیں دیا جائے گا۔ (6)

مسئلہ 7: ایک شخص نے کہا کہ یہ روپے یا کپڑے فلاں کو دے دو اور یہ نہیں کہا کہ یہ اس کے لئے ہیں نہ یہ کہا کہ یہ اس کے لئے وصیت ہے تو یہ باطل ہے، یہ نہ وصیت ہے نہ اقرار۔ (7)

مسئلہ 8: ایک شخص نے کچھ وصیتیں کیں، لوگوں نے اس کی وصیتیں کھوئے اور روپی درہموں سے پوری کر دیں اس صورت میں اگر وصیت معین لوگوں کے لئے تھی اور وہ علم و اطلاع کے باوجود ان کھوئے درہموں سے راضی ہیں تو جائز ہے اور اگر غیر معین فقیروں کے لئے وصیت تھی تب بھی جائز ہے۔ (8)

مسئلہ 9: ایک شخص نے کچھ وصیتیں کیں اور مختلف سکون کا چلن ہے تو خرید و فروخت میں جن سکون کا چلن غالب ہے ان سکون سے وصیتوں کو پورا کیا جائے گا۔ (9)

مسئلہ 10: مریض سے لوگوں نے کہا کہ تو وصیت کیوں نہیں کر دیتا، اس نے کہا کہ میں نے وصیت کی کہ میرے ثلث مال (یعنی تہائی مال) سے نکالا جائے پھر ایک ہزار روپیہ مسکینوں پر صدقہ کر دیا جائے اور ابھی کچھ زیادہ نہ کہہ پایا تھا کہ مر گیا اور اس کا ثلث مال (یعنی تہائی مال) دو ہزار روپے ہے، اس صورت میں صرف ایک ہزار روپیہ صدقہ کیا جائے گا۔ (10)

مسئلہ 11: مریض نے اگر یہ کہا کہ میں نے وصیت کی کہ میرے ثلث مال (یعنی تہائی مال) سے نکالا جائے اور کچھ نہ کہہ پایا تو اس کا کل تہائی مال فقیروں پر صدقہ کیا جائے گا۔ (11)

مسئلہ 12: مریض نے کہا کہ میں نے فلاں کے لئے اپنے ثلث مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی جو ایک ہزار ہے لیکن ثلث ایک ہزار سے زیادہ ہے تو امام حسن بن زیاد کے نزدیک موصی اللہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) کو ثلث مال (یعنی تہائی مال) ملے گا وہ جتنا بھی ہو۔ (12)

(6) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 133.

(7) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 133.

(8) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 133.

(9) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 133.

(10) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 133.

(11) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 133.

(12) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 133.

مسئلہ 13: ایسے ہی اگر یہ کہا کہ میں نے اس گھر سے اپنے حصہ کی وصیت کی اور وہ تھا کہ ہے پھر دیکھا تو اس کا حصہ نصف تھا تو موصیٰ اللہ (جس کے لیے وصیت کی گئی) کو نصف گھر ملے گا اگر نصف گھر میت کے کل مال کا تھا کہ یا اس سے کم ہے۔ (13)

مسئلہ 14: اگر اس نے یہ کہا کہ میں نے فلاں کے لئے ایک ہزار روپے کی وصیت کی اور وہ میرے مال کا دسوائی حصہ ہے تو موصیٰ اللہ کو صرف ایک ہزار روپیہ ملے گا اس کے مال کا دسوائی حصہ کم ہو یا زیادہ۔ (14)

مسئلہ 15: یہ کہا کہ اس تھیلی میں جو کچھ ہے میں نے فلاں کے لئے وصیت کی اور وہ ایک ہزار درہم ہیں اور یہ ایک ہزار درہم آدھا ہے جو اس تھیلی میں ہے پھر دیکھا تو تھیلی میں تین ہزار درہم ہیں تو موصیٰ اللہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو صرف ایک ہزار لمبیں گے اور اگر تھیلی میں ایک ہزار ہی ہیں تو وہ کل موصیٰ اللہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو لمبیں گے، اور اگر تھیلی میں صرف پانچ سو درہم تھے تو موصیٰ اللہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو یہی لمبیں گے اس کے علاوہ نہیں، اور اگر تھیلی میں درہم نہیں ہیں بلکہ جواہرات اور دینار ہیں تو مناسب ہے کہ موصیٰ اللہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کو اس سے ایک ہزار روپے دیجے جائیں۔ (15)

مسئلہ 16: مریض نے کہا کہ جو کچھ اس گھر میں ہے میں نے اس تمام کی وصیت کی اور وہ ایک پیمانہ کھانا ہے پھر دیکھا تو اس میں کوئی پیمانے کھانا ہے اور اس میں گیہوں اور جو بھی ہیں تو یہ سب موصیٰ اللہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کے لئے ہیں اگر ثلث مال (یعنی تھاکی مال) کے اندر اندر ہیں۔ (16)

مسئلہ 17: اگر کسی نے مخصوص اور معین ایک ہزار درہم صدقہ کرنے کی وصیت کی اور وصی نے ان کے بد لے متوفی موصیٰ کے مال سے دوسرے ایک ہزار درہم صدقہ کر دیجے تو جائز ہے لیکن اگر وصیٰ کے صدقہ کرنے سے پہلے ہی وہ پہلے والے معین درہم ضائع ہو گئے اور وصیٰ نے موصیٰ کے اور مال سے ایک ہزار درہم صدقہ کر دیجے تو وصیٰ ایک ہزار درہم کا ورثہ کے لئے ضامن ہے اور اگر موصیٰ نے ایک ہزار معین درہم صدقہ ہونے کی وصیت کی پھر وہ ہلاک ہو گئے تو وصیت باطل ہو جائے گی۔ (17)

(13) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششیٰ، ج 6، ص 133.

(14) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششیٰ، ج 6، ص 133.

(15) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششیٰ، ج 6، ص 134.

(16) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششیٰ، ج 6، ص 134.

(17) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششیٰ، ج 6، ص 134.

مسئلہ 18: ایک آدمی نے وصیت کی کہ اس کے مال میں سے کچھ حاجی فقیروں پر صرف کیا جائے تو اگر وہ مال حاجی فقیروں کے سوا دوسرا نہیں فقیروں پر صدقہ کر دیا جائے تو جائز ہے۔ (18)

مسئلہ 19: ایک آدمی نے اپنے ٹکٹ مال (یعنی تہائی مال) کو صدقہ کرنے کی وصیت کی پھر وہی سے کسی نے اس مال کو غصب کر لیا چھین لیا اور اس مال کو ہلاک کر دیا اب وصی یہ چاہتا ہے کہ وہ اس مال کو اس غاصب پر ہی صدقہ کر دے اور غاصب یعنی مال چھیننے والا بھی غریب و تنگدست ہے تو یہ جائز ہے۔ (19)

مسئلہ 20: ایک شخص کو حرام مال ملا اس نے وصیت کی کہ اسے مال کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دیا جائے اگر مال کا مالک معلوم ہے تو یہ مال اسے واپس کیا جائے گا اور اگر معلوم نہیں تو اس کی طرف سے صدقہ کر دیا جائے گا اور اگر موصی کے درشد نے اس کے اقرار کو (یہ حرام مال ہے) جھٹلا یا اور نہ مانا تو وصیت کے مطابق اس میں سے ایک تہائی صدقہ کر دیا جائے گا۔ (20)

مسئلہ 21: ایک آدمی نے اپنے ٹکٹ مال (یعنی تہائی مال) کی مسکینوں کے لئے وصیت کی اور وہ اپنے وطن سے باہر کسی دوسرے شہر میں ہے اگر مال اس کے ساتھ ہے تو جس شہر میں وہ ہے وہ مال اسی شہر کے مسکینوں پر خرچ کیا جائے گا اور اس کا جو مال اس کے وطن میں ہے وہ وطن کے فقیروں و مسکینوں پر خرچ ہوگا۔ (21)

مسئلہ 22: اگر کسی نے وصیت کی کہ اس کا ٹکٹ مال (یعنی تہائی مال) فقراءٰ میلخ پر صدقہ کیا جائے تو افضل یہ ہے کہ ان پر ہی خرچ کیا جائے اور اگر وہ مال ان کے علاوہ دوسروں پر صدقہ کر دیا تو جائز ہے، امام ابو یوسف کے نزدیک اسی پر فتویٰ ہے۔ (22)

مسئلہ 23: یہ وصیت کی کہ اس کا مال دس دن میں خرچ کر دیا جائے اس نے ایک ہی دن میں خرچ کر دیا تو جائز ہے۔ (23)

مسئلہ 24: اگر یہ وصیت کی کہ ہر فقیر کو ایک درہم دیا جائے، وصی نے ہر فقیر کو آدھا درہم دیا پھر آدھا درہم اور

(18) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 134.

(19) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 134.

(20) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 134.

(21) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 134.

(22) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 134.

(23) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 134.

دے دیا اور اس وقت تک فقیر نے آدھا خرچ کر لیا تھا تو جائز ہے وصی ضامن نہ ہوگا۔ (24)

مسئلہ 25: موصی نے وصیت کی کہ میری طرف سے کفارہ میں دس مسکین کھلادیئے جائیں، وصی نے دس مسکینوں کو صحیح کا کھانا کھلایا پھر دسوں مر گئے تو وصی دوسرے دس کو صحیح و شام کا کھانا کھائے گا اور اس پر رضمان نہیں، اور اگر اس نے یہ کہا کہ میری طرف سے دس مسکینوں کو صحیح و شام کا کھانا کھلادیا جائے کفارہ کا ذکر نہیں کیا اور وصی نے دس مسکینوں کو صحیح کا کھانا کھلایا تھا کہ وہ مر گئے تو اس صورت میں بھی مفتی پہ یہی ہے کہ وصی دوسرے دس مسکینوں کو صحیح و شام کا کھانا کھلائے گا اور پہلے دس کے کھلانے کا تاوان نہ دے گا۔ (25)

مسئلہ 26: ایک آدمی نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد تین سو قفیز گیہوں صدقہ کیا جائے (قفیز گیہوں ناپنے کے ایک پیمانہ کا نام ہے) وصی نے موصی کی زندگی ہی میں دو سو قفیز گیہوں صدقہ میں تقسیم کر دیئے تو وصی اس کا ضامن ہوگا موصی کے مرنے کے بعد حاکم کے حکم سے تقسیم کرے، اگر اس نے موصی کی موت کے بعد بغیر حاکم کے حکم تقسیم کر دیئے تب بھی وہ تاوان دینے سے نہ بچے گا اور اگر موصی کے انتقال کے بعد وصی نے ورشہ کے حکم سے تقسیم کے تو اگر ورشہ میں نابالغ بھی ہیں تو ان کا حکم کرنا جائز نہیں، اگر سب بالغ ہیں تو حکم صحیح ہے اگر تقسیم کر دے گا تو اس پر تاوان نہیں، اگر ورشہ میں نابالغ بھی ہیں اور بالغ ورشہ نے گیہوں تقسیم کرنے کا حکم دیا تو یہ بالفوں کے حصہ میں صحیح اور نابالفوں کے حصہ میں صحیح نہ ہوگا۔ (26)

مسئلہ 27: یہ وصیت کی کہ میرے مال سے گیہوں اور روٹی خریدی جائے اور انھیں مسکینوں پر صدقہ کیا جائے تو اگر موصی نے گیہوں اور روٹی اٹھا کر لانے والے حمالوں (بوجہ برداروں) کیأجرت دینے کی بھی وصیت کی تو وہ متوفی موصی کے مال سے دی جائے گی اور اگر موصی نے اپنی وصیت میں اس اجرت کے دینے کو نہیں کہا تو ایسی صورت میں وصی کے لئے مناسب ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے اٹھوا کر لائے جو بغیر اجرت کے اٹھالا جیں پھر اس گیہوں اور روٹی میں سے بطور صدقہ کچھ دے دے اور اگر موصی نے یہ وصیت کر دی تھی کہ ان کو مساجد میں لے جایا جائے تو اس کی اجرت متوفی موصی کے مال سے ادا کی جائے گی۔ (27)

مسئلہ 28: موصی نے ایک شخص کو وصیت کی اور اسے اپنا ثلث مال (یعنی تہائی مال) صدقہ کرنے کا حکم دیا تو اگر

(24) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، مسائل شی، ج 6، ص 134.

(25) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، مسائل شی، ج 6، ص 134.

(26) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، مسائل شی، ج 6، ص 135.

(27) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، مسائل شی، ج 6، ص 135.

اس شخص نے وہ مال خود ہی رکھ لیا تو جائز نہیں لیکن اگر اس نے اپنے بالغ بیٹے کو دیا یا ایسے چھوٹے بیٹے کو دیا جو قبضہ کرنا جانتا ہے تو جائز ہے اور اگر وہ چھوٹا بیٹا قبضہ کرنا نہیں جانتا تو جائز نہیں۔ (28)

مسئلہ 29: بادشاہ کے عامل (محاصل وصول کرنے والے) نے وصیت کی کہ فقیروں کو اس کے مال سے اتنا اتنا دے دیا جائے تو اگر یہ معلوم ہے کہ اس کا مال اس کا نہیں دوسرے کا ہے تو اس کا لینا حلال نہیں اور اگر اس کا مال دوسرے کے مال سے ملا جلا ہے تو اس کا لینا جائز ہے بشرطیکہ متوفی موصی کا بقیہ مال اس قدر ہو کہ اس سے دعویداروں کے مطالبات ادا ہو جائیں۔ (29)

مسئلہ 30: ایک شخص نے اپنے ثلث مال (یعنی تہائی مال) کی فقراء کے لئے وصیت کی اور وصی نے وہ مال لاعلی میں انگیاء کو دے دیا تو یہ جائز نہیں وصی فقراء کو اتنا مال دینے کا خاص من ہے۔ (30)

مسئلہ 31: ایک شخص کے پاس سو 100 درہم نقد ہیں اور سو 100 درہم کسی اجنبی پر ادھار ہیں اس نے ایک آدمی کے لئے اپنے ثلث مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی تو موصی الہ نقد مال کا ثلث لے لے گا۔ (31)

مسئلہ 32: ایک شخص کا کسی آدمی پر ادھار تھا اس نے وصیت کی کہ اسے ثواب کے کاموں میں صرف کیا جائے تو اس وصیت کا تعلق صرف ادھار سے ہے اگر موصی نے اپنے ادھار میں سے کچھ حصہ مقروض کو ہبہ کر دیا تو جس قدر ہبہ کر دیا اتنے مال میں وصیت باطل ہے۔ (32)

مسئلہ 33: اپنے جسم کے سامان کی وصیت کی تو اس میں ٹوپی، موزے، لحاف، بستر، قیص، فرش اور پردے شامل ہیں۔ (33)

مسئلہ 34: حریر کے جبکہ کی وصیت کی اور موصی کا ایک جبکہ ہے جس کا بالائی کپڑا بھی حریر ہے اور استر بھی حریر ہے تو وہ وصیت میں شامل ہے اور اگر بالائی حصہ حریر ہے اور استر غیر حریر تب بھی وصیت میں داخل ہے اور اگر استر حریر ہے اور بالائی کپڑا حریر نہیں تو موصی الہ کو نہیں ملے گا۔ (34)

(28) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 135۔

(29) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 135۔

(30) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 135۔

(31) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 136۔

(32) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 136۔

(33) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 136۔

(34) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 136۔

مسئلہ ۳۵: اگر زیورات کی وصیت لی تو اس میں ہر ہبھی داخل ہے اس پر زیور ۶۰۰ روپے جاتے ہوئے
وقت (35) وزیر (ایک قسمی پتھر ہو بزرگ کا ہوتا ہے) اسے ۲۰٪ ہو یاد رکھو، اور یہ سب "وسی لہ لوٹے" 6۔ (36)
مسئلہ ۳۶: زیور کی وصیت کی تو اس میں سونے کی اندازی داخل ہے اور اس میں چاندی کی وہ اندازی بھی داخل ہے
جو عورتیں پہنتی ہیں لیکن اگر چاندی کی اندازی ایسی ہے جس کو مرد پہنتے ہیں وہ اس میں داخل نہیں اور اگر لوٹو اور زمرد وغیرہ
چاندی سونے کے ساتھ مرکب ہیں تو یہ بھی زیور میں داخل ہیں ورنہ نہیں۔ (37)



(35) ایک قسمی پتھر جو سرخ، نیلا، زرد، یا سفید ہوتا ہے۔

(36) الفتاوی الحندیہ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 136۔

(37) الفتاوی الحندیہ، کتاب الوصایا، مسائل ششی، ج 6، ص 136۔

وصی اور اس کے اختیارات کا بیان

آدمی کو وصیت قبول کرنا مناسب بات نہیں کیونکہ یہ حضرات سے پڑھے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں: پہلی بار وصیت قبول کرنا غلطی ہے دوسری بار خیانت اور تیسری بار سرقة ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: وصیت میں نہیں داخل ہوتا ہے مگر بے وقوف اور چور۔ (۱)

وصی: اس شخص کو کہتے ہیں جس کو وصیت کرنے والا (وصی) اپنی وصیت پوری کرنے کے لئے مقرر کرے۔ وصی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ (۱) ایک وصی وہ ہے جو امانت دار ہو اور وصیت پوری کرنے پر قادر ہو، قاضی کے لئے اس کو معزول اور برطرف کرنا جائز نہیں۔ (۲) دوسرا وصی وہ ہے جو امانت دار تو ہو مگر عاجز ہو یعنی وصیت کو پورا کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو، قاضی اس کی مدد کے لئے کوئی مددگار مقرر کر دے گا۔ (۳) تیسرا وصی وہ ہے جو فاسق و بد عمل ہو یا کافر ہو یا غلام ہو، قاضی کے لئے ضروری ہے کہ اسے برطرف اور معزول کر دے اور اس کی جگہ کسی دوسرے امانت دار مسلمان کو مقرر کرے۔ (۲)

مسئلہ ۱: ایک شخص نے کسی کو اس کے سامنے اپنا وصی بنایا یا موصی الیہ یعنی وصی نے کہا کہ میں قبول نہیں کرتا تو اس کا انکار اور رد کرنا صحیح ہے اور وہ وصی نہیں ہو گا پھر اگر موصی نے موصی الیہ سے یہ کہا کہ میرا خیال تمہارے بارے میں ایسا نہ تھا کہ تم قبول نہ کرو گے اس کے بعد موصی الیہ نے کہا: میں نے وصیت قبول کیتو یہ جائز ہے اور اگر وہ موصی کی حیات میں خاموش رہا، نہ قبول کیا نہ انکار پھر موصی کا انتقال ہو گیا تو اسے اختیار ہے چاہے تو اس کی وصیت قبول کر لے یا رد و انکار کر دے۔ (۳)

مسئلہ ۲: موصی نے کسی کو وصی بنایا، وہ غائب (موجود نہ) تھا اسے موصی کی موت کے بعد یہ خبر پہنچی، اس نے کہا مجھے قبول نہیں پھر کہا قبول کر لیا میں نے، اگر بادشاہ نے ابھی اسے وصی ہونے سے خارج نہیں کیا تھا اور اس نے پہلے ہی قبول کر لیا تو جائز ہے۔ (۴)

(۱) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج ۶، ص ۱۳۶۔

(۲) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج ۶، ص ۱۳۶۔

(۳) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج ۶، ص ۱۳۷۔

(۴) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج ۶، ص ۱۳۷۔

مسئلہ 3: موصی نے کسی کو وصیت کی اس نے موصی کی زندگی میں قبول کر لیا تو اس کے لئے وصی ہونا لازم ہو گیا اب اگر وہ موصی کی موت کے بعد اس سے لکھنا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں اور اگر اس نے موصی کی زندگی میں اس کے علم میں لا کر قبول کرنے سے انکار کر دیا تو صحیح ہے اور اگر انکار کر دیا مگر موصی کو اس کا علم نہیں ہوا تو صحیح نہیں۔⁽⁵⁾

مسئلہ 4: کسی کو وصیت کی اور یہ اختیار دیا کہ جب وہ چاہے وصی ہونے سے نکل جائے تو یہ جائز ہے اور وصی کو یہ حق ہے کہ جس وقت چاہے اور جب چاہے وصی ہونے سے نکل جائے۔⁽⁶⁾

مسئلہ 5: کسی کو وصیت کی، اس نے کہا میں قبول نہیں کرتا پھر موصی خاموش ہو گیا اور انتقال کر گیا پھر موصی الیہ یعنی اس شخص نے جس کو وصیت کی تھی کہا کہ میں نے قبول کیا تو صحیح نہیں، اور اگر موصی الیہ نے سکوت اختیار کیا اور موصی کے سامنے یہ نہ کہا کہ میں قبول نہیں کرتا پھر اس کی پس پشت موصی کی زندگی میں یا اس کی موت کے بعد ایک جماعت کی موجودگی میں کہا کہ میں نے قبول کر لیا تو اس کا قبول کرنا جائز ہے اور یہ وصی بن جائے گا خواہ اس کا یہ قبول کرنا قاضی کے سامنے ہو یا اس کی عدم موجودگی میں، اور اگر قاضی نے اسے اس کے پی کہنے کے بعد کہ میں قبول نہیں کرتا، وصی ہونے سے خارج کر دیا پھر اس نے کہا میں قبول کرتا ہوں تو یہ قبول کرنا صحیح نہیں۔⁽⁷⁾

مسئلہ 6: موصی نے کسی کو وصی بنایا اس نے موصی کی عدم موجودگی میں قبول نہیں کرتا اور اس انکار کی اطلاع کے لئے اس نے موصی کے پاس قاصد بھیجا یا خط بھیجا اور وہ موصی تک پہنچ گیا پھر اس نے کہا کہ میں قبول کرتا ہوں تو یہ قبول کرنا صحیح نہیں۔⁽⁸⁾

مسئلہ 7: موصی الیہ (وصی) نے موصی کے سامنے وصیت کو قبول کر لیا پھر جب وصی چلا گیا، موصی نے کہا گواہ رہو میں نے اسے وصیت سے خارج کر دیا تو یہ اخراج صحیح ہے اور اگر وصی نے موصی کی عدم موجودگی میں وصی بننے کو رد کر دیا قبول نہیں کیا تو اس کا یہ رد کرنا باطل ہے۔⁽⁹⁾

مسئلہ 8: موصی نے کسی شخص کو اپنا وصی بنایا اور اسے اپنا وصی ہونا معلوم نہیں پھر اس وصی نے موصی کی موت کے

(5) الفتاوى الحندية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي وما يملكته، ج 6، ص 137.

(6) الفتاوى الحندية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي وما يملكته، ج 6، ص 137.

(7) الفتاوى الحندية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي وما يملكته، ج 6، ص 137.

(8) الفتاوى الحندية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي وما يملكته، ج 6، ص 137.

(9) الفتاوى الحندية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي وما يملكته، ج 6، ص 137.

بعد اس کے ترک سے کوئی چیز فروخت کی تو اس کا فروخت کرنا جائز ہے اور اسے وصی ہونا لازم ہو گیا۔ (10)

مسئلہ 9: وصی نے دو آدمیوں کو وصیت کی ایک نے قبول کر لیا، دوسرا خاموش رہا پھر وصی کی موت کے بعد قبول کرنے والے نے سکوت کرنے والے سے کہا کہ وصی کی میت کے لئے کفن خرید لے اس نے خرید لیا یا کہا ہاں اچھاتو یہ صورت وصیت قبول کرنے کی ہے۔ (11)

مسئلہ 10: وصی نے وصیت قبول کر لی پھر اس نے ارادہ کیا کہ وصیت سے نکل جائے، یہ بغیر حاکم کی اجازت کے جائز نہیں وصی الیہ یعنی وصی کو جب وصیت لازم ہو گئی پھر وہ حاکم کے پاس حاضر ہوا اور اس نے اپنے آپ کو وصی ہونے سے خارج کیا تو حاکم معاملہ پر غور کریگا اگر وہ وصی امانت دار اور وصیت نافذ کرنے پر قادر ہے تو اسے وصی ہونے سے نہیں نکالے گا اور اگر وہ عاجز ہے اور اس کے مشاغل کثیر ہیں تو نکال دے گا۔ (12)

مسئلہ 11: کسی فاسق کو وصی بنایا جس سے اس کے مال کو خطرہ ہے تو یہ وصیت یعنی اس کو وصی بنانا باطل ہے یعنی اسے قاضی وصی ہونے سے خارج کر دے گا۔ (13)

مسئلہ 12: فاسق کو وصی بنایا تو قاضی کو چاہیے کہ اس کو وصی ہونے سے خارج کر دے اور اس کے غیر کو وصی بن دے، اگر یہ قاضی وصی ہونے کے لائق نہیں ہے اور اگر قاضی نے وصیت کو نافذ کیا اور اس فاسق وصی نے اس سے پہلے کہ قاضی اسے وصی ہونے سے خارج کر دے، میت کے ذین (ادھار) کو ادا کر دیا اور بیع و شری کی تو اس نے جو کچھ کر دیا جائز ہے اور اگر اسے قاضی نہیں نکلا تھا کہ اس فاسق نے توبہ کی اور صالح ہو گیا تو قاضی اسے بدستور وصی بنائے رکھے گا۔ (14)

مسئلہ 13: اگر قاضی کو معلوم نہ تھا کہ میت کا کوئی وصی ہے اور پہلے وصی کی موجودگی میں اس نے ایک دوسرے شخص کو وصی مقرر کر دیا پھر پہلے وصی نے وصیت میں داخل ہونا چاہا یعنی وصیت کو نافذ کرنا چاہا تو اسے اس کا حق ہے اور قاضی کا یہ فعل اسے وصی ہونے سے خارج نہیں کرتا ہے۔ (15)

(10) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 137.

(11) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 137.

(12) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 137.

(13) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 137.

(14) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 137.

(15) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 138.

مسئلہ 14: قاضی کو علم نہ تھا کہ میت کا وصی ہے اور وصی غائب ہے قاضی نے کسی اور شخص کو وصی بنایا تو قاضی کا بنایا ہوا یہ وصی میت ہی کا وصی ہو گا قاضی کا نہیں۔ (16)

مسئلہ 15: مسلمان نے حرbi کافر کو خواہ وہ متامن ہے یا غیر متامن اپنا وصی بنایا تو یہ باطل ہے یہی حکم مسلمان کا ذمی کو وصی بنانے کا ہے۔ (17)

مسئلہ 16: حرbi کافر امان لے کر دارالاسلام میں داخل ہوا اس نے کسی مسلمان کو اپنا وصی بنایا تو یہ جائز ہے۔ (18)

مسئلہ 17: مسلم نے حرbi کو وصی بنایا پھر حرbi اسلام لے آیا تو وہ بدستور وصی رہے گا اور یہی حکم مرتد کا بھی ہے۔ (19)

مسئلہ 18: عاقل کو وصی بنایا پھر اس عاقل کو جنون مطین ہو گیا (جنون مطین یہ ہے کہ وہ کم از کم ایک ماہ تک مسلسل پاگل رہے) تو قاضی کو چاہیے کہ اس کی جگہ کسی اور کو وصی مقرر کر دے اگر قاضی نے ابھی کسی دوسرے کو وصی مقرر نہیں کیا تھا کہ اس کا پاگل پن جاتا رہا اور صحیح ہو گیا تو یہ بدستور وصی بنارہے گا۔ (20)

مسئلہ 19: اگر کسی نے بچے کو یا معمتوہ (پاگل) کو وصی بنایا تو یہ جائز نہیں خواہ بعد میں وہ اچھا ہو جائے یا نہ ہو۔ (21)

مسئلہ 20: کسی شخص نے عورت کو یا اندھے کو وصی بنایا تو یہ جائز ہے، اسی طرح تہمت زنا میں سزا یافتہ کو بھی وصی بنانا جائز ہے۔ (22)

مسئلہ 21: نابالغ بچہ کو وصی بنایا تو قاضی اس کو وصی ہونے سے خارج کر دے گا اور اس کی جگہ کوئی دوسرے وصی بنادے گا اگر قاضی کے اس کو وصی ہونے سے خارج کرنے سے قبل اس نے تصرف کر دیا تو نافذ نہ ہو گا۔ (23)

(16) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 138.

(17) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 138.

(18) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 138.

(19) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 138.

(20) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 138.

(21) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 138.

(22) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 138.

(23) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 138.

مسئلہ 22: کسی شخص کو وصی بنایا اور کہا کہ اگر تو مر جائے تو تیرے بعد فلاں شخص وصی ہے پھر پہلا وصی جنون مطین (لبای پاگل پن) میں بتلا ہو گیا تو قاضی اس کی جگہ دوسرا وصی مقرر کر دے گا اور جب یہ پاگل مر جائے تو دہ فلاں شخص وصی بنے گا جس کو موصی نے پہلے کے بعد نامزد کیا تھا۔ (24)

مسئلہ 23: کسی شخص نے اپنے نابالغ بیٹے کو وصی بنایا تو قاضی اس کے لئے دوسرے کو وصی مقرر کریگا، جب یہ نابالغ لاکا بالغ ہو جائے تو اسے وصی بنادے گا اور اگر چاہے تو اس کو خارج کر دے جسے لا کے کی نابالغی کی وجہ سے وصی بنادیا تھا لیکن وہ بغیر قاضی کے نکالے ہوئے نکل نہیں سکتا۔ (25)

مسئلہ 24: وصی اطمین ہے اور تصرف کرنے پر قادر ہے تو قاضی اسے معزول نہیں کر سکتا اور اگر سب دارثوں نے یا بعض نے قاضی سے وصی کی شکایت کی تو قاضی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اسے معزول کر دے جب تک قاضی پر اس کی خیانت ظاہر نہ ہو جائے اگر خیانت ظاہر ہو جائے تو معزول کر دے۔ (26)

مسئلہ 25: اگر قاضی کے نزدیک وصی متهم ہو جائے (یعنی اس پر خیانت کی تہمت لگے) تو قاضی اس کے ساتھ دوسرے کو مقرر کر دے گا یہ امام اعظم کے نزدیک ہے لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک قاضی اس متهم کو وصیت سے نکال دے گا۔ (27)

مسئلہ 26: وقف کے لئے وصی تھا یا میت کے ترکہ کے لئے وصی تھا وہ ترکہ میں میت کی وصیت پوری کرنے میں یا وقف کا انتظام قائم رکھنے میں عاجز رہا تو حاکم ایک اور قیم مقرر کریگا پھر وصی نے کچھ دنوں کے بعد کہا کہ اب میں ان چیزوں کو قائم کرنے پر قادر ہو گیا ہوں جو موصی نے میرے پروردگی تھیں تو وہ بدستور وصی ہے، حاکم کو دوبارہ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔ (28)

مسئلہ 27: موصی نے دو آدمیوں کو اپنا وصی بنایا تو دونوں میں سے ایک تھا تصرف نہیں کر سکتا اور اس کا تصرف بغیر دوسرے کی اجازت کے نافذ نہیں ہو گا لیکن چند چیزوں میں ہو سکتا ہے جیسے میت کی تجهیز و تکفین، میت کے دین کی ادائیگی، وریعت (اماں) کی واپسی اور غصب کردہ چیز کی واپسی، حقوق میت سے متعلق مقدمات، نابالغ دارث کے

(24) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 138.

(25) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 138.

(26) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 139.

(27) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 139.

(28) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 139.

لئے ہبہ قبول کرنا اور جس چیز کی ہلاکت کا اندیشہ ہے اسے فروخت کرنا، لیکن وہ تنہا میت کی ودیعت (امانت) پر قبضہ نہیں کر سکتا نہ میت کا ذین وصول کر کے قبضہ کر سکتا ہے۔ (29)

مسئلہ 28: موصیٰ نے وصیت کی اور دو آدمیوں کو وصی بنایا کہ اس کا اتنا اتنا مال اس کی طرف سے صدقہ کر دیں اور کسی فقیر کو معین نہیں کیا تو دونوں میں سے کوئی وصی اکیلے صدقہ نہیں کریگا اور اگر موصیٰ نے فقیر کو معین کر دیا تھا تو ایک وصی اکیلے ہی صدقہ کر سکتا ہے۔ (30)

مسئلہ 29: موصیٰ نے دو آدمیوں کو وصی بنایا اور کہا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک پورا پورا وصی ہے تو ہر ایک کے لئے تنہا تصرف کرنا جائز ہے۔ (31)

مسئلہ 30: ایک شخص نے ایک آدمی کو کسی مخصوص معین شے میں وصی بنایا اور دوسرے آدمی کو کسی دوسری قسم کی چیز میں وصی بنایا مثلاً یہ کہا کہ میں نے تجھے اپنے قرضوں کی ادائیگی میں وصی بنایا اور دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے اپنے امورِ مالیہ کے قیام میں وصی بنایا تو ان میں سے ہر وصی تمام کاموں میں وصی ہے۔ (32)

مسئلہ 31: کسی آدمی کو اپنے بیٹھے پر وصی بنایا اور ایک دوسرے آدمی کو اپنے دوسرے بیٹھے پر وصی بنایا یا اس نے ایک وصی بنایا اپنے موجودہ مال میں، اور دوسرے کو وصی بنایا اپنے غائب مال میں تو اگر اس نے یہ شرط لگادی تھی کہ ان دونوں میں سے کوئی اس معاملہ میں وصی نہیں ہوگا جس کا وصی دوسرا ہے تو جیسی اس نے شرط لگائی بالاتفاق ایسا ہی ہوگا اور اگر یہ شرط نہیں لگائی تھی تو اس صورت میں ہر وصی پورے پورے معاملات میں وصی ہوگا۔ (33)

مسئلہ 32: ایک شخص نے دو آدمیوں کو وصی بنایا پھر ایک وصی کا انتقال ہو گیا تو زندہ باقی رہنے والا وصی اس کے مال میں تصرف نہیں کریگا وہ معاملہ قاضی کے سامنے لے جائے گا اگر قاضی مناسب خیال کریگا تو تنہا اس کو وصی بنادے گا اور تصرف کا اختیار دے دے گا یا اگر مناسب سمجھے گا تو اس کے ساتھی مرنے والے وصی کے بدلہ میں کوئی دوسرا وصی مقرر کریگا۔ (34)

(29) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 139.

(30) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 139.

(31) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 139.

(32) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 139.

(33) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 139.

(34) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 139.

مسئلہ 33: ایک شخص نے دو آدمیوں کو وصی بنایا تو ان دونوں وصیوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنے ساتھی سے ثیم کے مال سے کچھ خریدے، اسی طرح دو وصیوں کے لئے دو وصی تھے ان میں سے کسی کو ثیم کا مال خریدنا جائز نہیں۔ (35)

مسئلہ 34: ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے دو وصی بنائے تھے پھر ایک شخص آیا اور اس نے میت پر اپنے دین (قرض) کا دعویٰ کیا دونوں وصیوں نے بغیر دلیل قائم ہوئے اس کا دین ادا کر دیا پھر ان دونوں وصیوں نے قاضی کے پاس جا کر اس دعوا سے ادھار پر شہادت دی تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی اور جو کچھ انہوں نے مدعی کو دیا ہے وہ اس کے ضامن ہیں اور اگر انہوں نے اس کا دین (ادھار) ادا کرنے سے پہلے شہادت دی پھر قاضی نے انہیں دین ادا کرنے کا حکم دیا اور انہوں نے ادا کر دیا تو اب ان پر ضمان نہیں۔ (36)

مسئلہ 35: میت کے وصی نے میت کا دین شاہدوں کی شہادت کے بعد ادا کیا تو جائز ہے اور اس پر ضمان نہیں اور اگر بغیر قاضی کے حکم کے بعض کا دین ادا کر دیا تو میت کے قرض خواہوں کے لئے ضامن ہوگا اور اگر قاضی کے حکم سے ادا کیا تو ضامن نہیں۔ (37)

مسئلہ 36: ایک شخص نے دو آدمیوں کو وصی بنایا ان میں سے ایک کا انتقال ہوا پھر مرتبے وقت اس نے اپنے ساتھی کو وصی بنادیا تو یہ جائز ہے اور اب اس کو تنہا تصرف کرنے کا حق ہے۔ (38)

مسئلہ 37: وصی جب مرنے کے قریب ہو تو اس کو حق ہے کہ وہ دوسرے کو وصی بنادے چاہے موصی نے اسے وصی بنانے کا اختیار نہ دیا ہو۔ (39)

مسئلہ 38: ایک شخص نے وصیت کی اور انتقال کر گیا اور اس کے پاس کسی کی وریعتیں (امانتیں) رکھی ہیں پھر ایک وصی نے دوسرے وصی کی اجازت کے بغیر میت کے گھر سے امانتیں قبضہ میں کر لیں یا کسی ایک وارث نے دونوں وصیوں کی اجازت کے بغیر یا باقیہ وارثوں کی اجازت کے بغیر ان وریعتوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے قبضہ میں آ کر وہ مال امانت ہلاک ہو گیا تو اس پر ضمان نہیں۔ (40)

(35) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 139.

(36) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 139.

(37) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 140.

(38) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 140.

(39) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 140.

(40) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 140.

مسئلہ 39: دو وصی ہیں ان میں سے ایک نے قبرستان تک جنازہ اٹھانے کے لئے مزدور کرایہ پر لئے اور دوسرا وصی بھی موجود ہے لیکن خاموش رہا تو یہ جائز ہے، یہ اجرت میت کے مال سے ادا کی جائے گی۔ یادوں میں سے کسی نے دونوں وصیوں کی موجودگی میں جنازہ اٹھانے کے لئے مزدور کرایہ پر لئے اور دونوں وصی خاموش ہیں تو جائز ہے ان کی مزدوری میت کے مال سے دی جائے گی۔ (41)

مسئلہ 40: میت نے دونوں وصیوں کو جنازہ اٹھانے سے قبل فقراء کو گندم صدقہ کرنے کی وصیت کی ان میں سے ایک وصی نے گندم صدقہ کر دیا، اگر یہ گندم میت کے مال متروکہ میں موجود تھا تو جائز ہے اور دوسرے وصی کو منع کرنے کا حق نہیں، اگر خرید کر صدقہ کیا تو خود اس کی طرف سے ہو گا، یہی حکم کپڑے اور کھانے کا ہے۔ (42)

مسئلہ 41: ایک شخص نے دونوں وصیوں کو وصی بنایا اور ان سے کہا کہ میراث مال (یعنی تہائی مال) جہاں چاہو دیدو یا جس کو چاہو دیدو پھر ان میں سے ایک وصی کا انتقال ہو گیا تو یہ وصیت باطل ہو جائے گی اور یہ ملث مال (یعنی تہائی مال) ورثہ کو مل جائے گا اور اگر یہ وصیت کی تھی کہ میں نے ملث مال (یعنی تہائی مال) مسکین کے لئے کر دیا پھر ایک وصی کا انتقال ہو گیا تو قاضی اس کی جگہ اگر چاہے تو دوسرا وصی بنادے اگر چاہے تو زندہ رہنے والے وصی سے کہے، تو تہائی مال کو تقسیم کر دے۔ (43)

مسئلہ 42: دونا بالغوں کے گھروں کے بیچ میں ایک دیوار ہے اس دیوار پر ان کا اپنا اپنا حمولہ (بوجھ) یعنی وزنی سامان ہے اور دیوار کے گرنے کا اندیشه ہے اور ہر نابالغ کے لئے ایک وصی ہے ان میں سے ایک کے وصی نے دوسرے کے وصی سے دیوار کی مرمت کا مطالبہ کیا اور دوسرے نے انکار کر دیا تو قاضی امین کو بھیج گا کہ اگر دیوار کو اسی حالت میں چھوڑ دینے سے نقصان کا خطرہ ہے تو انکار کرنے والے وصی کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ دوسرے وصی کے ساتھ مل کر دیوار کی مرمت کرائے۔ (44)

مسئلہ 43: کسی شخص کو یہ وصیت کی کہ میراث مال (یعنی تہائی مال) جہاں تو پسند کرے رکھ دے تو اس وصی کے لئے جائز ہے کہ وہ اس مال کو اپنی ذات کے لئے کرے اور اگر یہ وصیت کی تھی کہ جس کو چاہے دیدے تو اس صورت میں وہ یہ مال خود کو نہیں دے سکتا۔ (45)

(41) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 140.

(42) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 140، 141.

(43) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 141.

(44) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 141.

(45) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایلکہ، ج 6، ص 141.

مسئلہ 44: ایک شخص نے کسی کو وصی بنایا اس سے کہا کہ تو فلاں کے علم کے ساتھ عمل کر، تو وصی کے لئے جائز ہے کہ وہ فلاں کے علم کے بغیر ہی عمل کرے، اور اگر یہ کہا تھا کہ کوئی کام نہ کر مگر فلاں کے علم کے ساتھ تو وصی کے لئے جائز نہیں کہ وہ فلاں کے علم کے بغیر عمل کرے۔ (46)

مسئلہ 45: اگر میت نے وصی سے یہ کہا کہ فلاں کی رائے سے عمل کریا کہا عمل نہ کرنا مگر فلاں کی رائے سے تو پہلی صورت میں صرف وصی مخاطب ہے وہ تنہا وصی رہے گا اور دوسری صورت میں وہ دونوں وصی ہیں۔ (47)

مسئلہ 46: کسی شخص نے اپنے وارث کو وصی بنایا تو یہ جائز ہے اگر یہ وصی اپنے مورث کی موت کے بعد مر گیا اور ایک شخص سے یہ کہا تھا کہ میں نے تجھے اپنے مال میں وصی بنایا اور اس میت کے مال میں وصی بنایا جس میں وصی ہوں تو یہ دوسری وصی دونوں کے مال میں وصی ہو گا۔ (48)

مسئلہ 47: ایک شخص نے کسی کو اپنا وصی بنایا پھر ایک اور شخص نے اس موصی کو اپنا وصی بنادیا پھر یہ دوسری موصی انتقال کر گیا تو موصی اول اس کا وصی ہے، پھر اس کے بعد اگر موصی اول بھی مر جائے تو اس کا وصی ان دونوں مرنے والوں کا وصی ہو گا، مثال کے طور پر زید نے خالد کو اپنا وصی بنایا اور کلیم نے زید کو اپنا وصی بنایا پھر دوسری موصی یعنی کلیم انتقال کر گیا تو زید اس کا وصی ہے اور موصی اول زید بھی اس کے بعد انتقال کر گیا تو اس کا وصی خالد ان دونوں کا وصی ہو گا۔ (49)

مسئلہ 48: مرتضی نے ایک جماعت کو مخاطب کر کے کہ میرے مرنے کے بعد ایسا کرنا، اگر انہوں نے قبول کر لیا تو وہ سب وصی بن گئے، اور اگر خاموش رہے پھر اس کے مرنے کے بعد بعض نے قبول کر لیا تو اگر قبول کرنے والے دو یا زیادہ ہیں تو وہ اس کے وصی بن جائیں گے اور انھیں اس کی وصیت نافذ کرنے کا حق ہے لیکن اگر قبول کرنے والا ایک ہے تو وہ بھی وصی بن جائے گا لیکن اسے تنہا وصیت نافذ کرنے کا اختیار نہیں تا وقٹیکہ وہ حاکم سے رجوع نہ کرے، حاکم اس کے ساتھ ایک اور وصی مقرر کریگا۔ (50)

مسئلہ 49: دو وصیوں میں اس امر میں اختلاف ہوا کہ مال کس کے پاس رہے گا تو اگر مال قابل تقسیم ہے تو

(46) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 141.

(47) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 141.

(48) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 141.

(49) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 141.

(50) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 141.

دونوں کے پاس آدھا آدھا رہے گا اور اگر قابل تقسیم نہ ہو تو اگر دونوں چاہیں تو کسی دوسرے کے پاس ودیعت رکھ دیں اور چاہیں تو دونوں میں سے کسی ایک کے پاس رہے، سب صورتیں جائز ہیں۔ (51)

مسئلہ 50: تینوں کے لئے ووصی تھے ان میں سے ایک نے مال تقسیم کر لیا تو جائز نہیں جب تک دونوں ایک ساتھ موجود نہ ہوں یا جو غائب ہے اس کی اجازت حاصل ہو۔ یہی حکم نابالغ کے مال کے فروخت کرنے کا ہے کہ دونوں وصی حاضر ہوں تو فروخت کرنا جائز ہے، اگر ایک غائب ہے تو دوسرا اس سے اجازت لئے بغیر فروخت نہیں کر سکتا۔ (52)

مسئلہ 51: وصی نے میت کی زمین فروخت کی تاکہ اس کا دین ادا کر دے اور وصی کے قبضہ میں اتنا مال ہے کہ اس سے میت کا ادھار بیباق کر دے (یعنی ادا کر دے)، اس صورت میں بھی یہ بیع جائز ہے۔ (53)

مسئلہ 52: باپ کی طرف سے مقرر کردہ وصی نابالغ کے لئے مال کا مقامہ کر سکتا ہے چاہے مال منقولہ جائداد ہو یا جائداد غیر منقولہ، اس میں اگر معمولی گڑ بڑ ہو (یعنی معمولی غبن ہو) تب بھی جائز ہے لیکن اگر غبن فاحش ہے (بداغبن ہے) تو جائز نہیں، اس قسم کے مسائل میں اصل و قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص کسی چیز کو فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہے اسے اس میں مقامہ کرنے کا اختیار بھی حاصل ہے۔ (54)

مسئلہ 53: وصی کے لئے جائز ہے کہ موصی الہ کے حصہ کی تقسیم کر دے سوائے عقار کے (یعنی غیر منقولہ جائداد کے علاوہ) اور نابالغوں کا حصہ روک لے اگرچہ بعض بالغ اور غائب ہوں۔ (55)

مسئلہ 54: وصی نے ورثہ کے لئے موصی کا مال تقسیم کیا اور ترکہ میں کسی شخص کے لئے وصیت بھی ہے اور موصی الہ غائب ہے تو وصی کی تقسیم غائب موصی الہ پر جائز نہیں موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) اپنی وصیت میں ورثہ کا شریک ہو گا اور اگر تمام ورثہ نابالغ ہیں اور وصی نے موصی الہ سے مال تقسیم کیا اور اسے ثلث مال (یعنی تہائی مال) دے کر دو ثلث ورثہ کے لئے روک لیا تو یہ جائز ہے اب اگر وصی کے پاس سے وہ مال ہلاک ہو گیا تو ورثہ موصی الہ کے حصہ میں شریک نہ ہوں گے۔ (56)

(51) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 142.

(52) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 142.

(53) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 142.

(54) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 142.

(55) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 142.

(56) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 142.

مسئلہ 55: قاضی نے شیتم کے لئے ہر جیز میں وصی مقرر کر لیا پھر اس نے جائداد غیر منقولہ میں اور سامان میں تقسیم کی تو جائز ہے جبکہ قاضی نے ہر جیز میں وصی مقرر کیا ہو لیکن اگر اسے شیتم کے نفقة اور کسی خاص شے کی حفاظت کے لئے وصی مقرر کیا تو اسے تقسیم کرنا جائز نہیں۔ (57)

مسئلہ 56: کسی نے ایک ہزار درہم کے ملٹ کی وصیت کی، ورشہ نے یہ قاضی کے حوالہ کر دیئے قاضی نے اس کو تقسیم کیا اور موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) غائب ہے تو قاضی کی تقسیم صحیح ہے یہاں تک کہ اگر موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کے حصہ کے یہ درہم ہلاک ہو گئے بعد میں موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) حاضر ہوا تو ورشہ کے حصہ میں وہ شریک نہ ہو گا۔ (58)

مسئلہ 57: دو 2 شیموں کے لئے ایک وصی ہے اس نے شیموں کے بالغ ہو جانے کے بعد ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو ایک ہزار درہم دے چکا ہوں ان میں سے ایک نے وصی کی تصدیق کی اور دوسرے نے تکذیب کی اور انکار کیا تو اس صورت میں انکار کرنے والا اپنے بھائی سے ڈھائی سو درہم لینے کا حقدار ہے اور اگر دونوں نے وصی کی بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو وصی پر ان کے لئے کچھ نہیں، اور اگر وصی نے یہ کہا تھا کہ میں نے تم میں سے ہر ایک کو پانچ سو درہم علیحدہ علیحدہ دیئے تھے اور ان میں سے ایک نے تصدیق کی دوسرے نے انکار کیا تو اس صورت میں انکار کرنے والا وصی سے ڈھائی سو درہم لے لے گا۔ (59)

مسئلہ 58: ایک شخص نے دو چھوٹے لڑکے چھوڑے اور ان کے لئے وصی بنادیا، انہوں نے بالغ ہونے کے بعد وصی سے اپنی میراث طلب کی، وصی نے کہا کہ تمہارے باپ کا کل تر کہ ایک ہزار درہم تھا اور میں تم میں سے ہر ایک پر پانچ پانچ سو درہم خرچ کر چکا ہوں۔ ان دونوں بیٹوں میں سے ایک نے وصی کی تصدیق کی اور دوسرے نے انکار کیا تو انکار کرنے والا سے ڈھائی سو درہم لے لے گا وصی سے کچھ نہیں۔ (60)

مسئلہ 59: جو وصی بچہ کی ماں نے مقرر کیا وہ اس بچہ کے لئے اس کی وہ منقولہ جائداد تقسیم کرنے کا حقدار ہے جو بچہ کو اس کی طرف سے ملی ہے، یہ حق اس وقت ہے جب بچہ کا باپ زندہ نہ ہو اور نہ باپ کا وصی، لیکن ان دونوں میں سے اگر ایک بھی ہے تو ماں کے وصی کو تقسیم کا حق نہیں لیکن ماں کا وصی کسی حال میں بھی بچہ کے لئے اس کی جائداد غیر

(57) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 142.

(58) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 142.

(59) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 142.

(60) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 143.

منقولہ (وہ جائد اجواب کچھ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکے) تقسیم نہیں کر سکتا اور نہ اسے اس جائد کی تقسیم کا اختیار ہے جو بچہ کی ماں کے علاوہ کسی اور سے ملی چاہے وہ جائد منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔ یہی حکم نابالغ کے بھائی کے وصی اور اس کے پچھا کے وصی کا ہے۔ (61)

مسئلہ 60: باپ کے وصی نے باپ کے ترکہ سے کچھ فروخت کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ میت پر دین نہ ہو اور نہ وصیت ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ میت پر دین ہو یا اس نے وصیت کی ہوتی چہلی صورت میں حکم یہ ہے۔ (کتاب الصغیر میں ہے) وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ہر چیز فروخت کر سکتا ہے خواہ وہ زمین ہو یا اس باپ جبکہ ورشہ نابالغ ہوں، دوسری صورت یہ ہے کہ اگر میت پر دین ہے اور پورے ترکہ کے برابر ہے تو کل ترکہ فروخت کریگا۔ (62)

مسئلہ 61: اگر وصی نے اپنے مال سے میت کو کفن دیا تو وہ میت کے مال سے لے گا اور یہی حکم وارث کا بھی ہے۔ (63)

مسئلہ 62: اگر وصی یا وارث نے میت کا دین اپنے مال سے ادا کیا تو وہ میت کے مال سے لینے کا مستحق ہے۔ (64)

مسئلہ 63: باپ کی طرف سے چھوٹے بچے کے لئے جو وصی مقرر ہے اسے بچہ کی جائیداد غیر منقولہ صرف اس صورت میں فروخت کرنے کا اختیار و اجازت ہے جب میت پر دین ہو جو صرف زمین کی قیمت سے ہی ادا کیا جاسکتا ہے یا بچہ کے لئے زمین کی قیمت کی ضرورت ہو یا کوئی خریدار زمین کی دو گنی قیمت ادا کرنے کو تیار ہو۔ (65)

مسئلہ 64: وصی نے یتیم کے لئے کوئی چیز خریدی اگر اس میں غبن فاحش ہے یعنی کھلی بے ایمانی ہے تو یہ خریداری جائز نہیں۔ (66)

مسئلہ 65: ورشہ اگر بالغ و حاضر ہیں تو ان کی اجازت کے بغیر وصی کو میت کے ترکہ سے کچھ فروخت کرنا جائز نہیں اگر بالغ ورشہ موجود نہیں ہیں تو ان کی عدم موجودگی میں وصی کو جائیداد غیر منقولہ کو فروخت کرنا جائز نہیں، جائیداد غیر منقولہ

(61) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 143.

(62) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 143.

(63) البزاریۃ علی ہامش الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الفصل السادس فی تصرفات الوصی، ج 6، ص 446.

(64) البزاریۃ علی ہامش الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الفصل السادس فی تصرفات الوصی، ج 6، ص 446.

(65) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 144.

(66) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 144.

کے علاوہ اور چیزوں کی بیع جائز ہے، جائیداد غیر منقولہ کو صرف اس صورت میں وصی کو فروخت کرنا جائز ہے جب کہ اس کے ضائع و ہلاک ہونے کا خطرہ ہو۔ اگر میت نے وصیت مرسلہ (مطلقہ) کی تو وصی بقدر وصیت بیع کرنے کا بالاتفاق مالک ہے اور امام اعظم کے نزدیک کل کی بیع کر سکتا ہے۔ (67)

مسئلہ 66: اگر ورثہ میں کوئی نابالغ بچہ ہے اور باقی سب بالغ ہیں اور میت پر کوئی دین اور اس کی کوئی وصیت نہیں اور ترکہ سب ہی از قسم مال و اسباب ہے (یعنی جائیداد غیر منقولہ نہیں) تو وصی نابالغ بچہ کا حصہ فروخت کر سکتا ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وہ وصی باقی ماندہ بڑوں کے حصہ کو بھی بیع کر سکتا ہے اور اگر وہ کل کی بیع کر لے تو اس کی بیع جائز ہوگی۔ (68)

مسئلہ 67: ماں کا انتقال ہوا اس نے نابالغ بچے چھوڑا اور اس کے لئے وصی بنایا تو اس وصی کو بجز جائیداد غیر منقولہ اس کے ترکہ سے ہر چیز بیع کرنا جائز ہے اور اس وصی کو اس بچے کے لئے کھانے کپڑے کے علاوہ کوئی اور چیز خریدنا جائز نہیں۔ (69)

مسئلہ 68: ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے اپنے نابالغ بچے چھوڑے اور اپنے باپ کو چھوڑا اور کسی کو اپنا وصی نہیں بنایا اس صورت میں میت کا باپ (یعنی بچوں کا دادا) بجائے وصی متصور ہو گا اسے بچوں کی حفاظت اور مال میں ہر قسم کے تصرفات (معاملات، لین دین) کا اختیار ہے لیکن اگر میت پر دین کشیر ہو تو اس میت کے باپ کو دین کی ادائیگی کے لئے اس کا ترکہ فروخت کرنے کا اختیار نہیں۔ (70)

مسئلہ 69: میت کے وصی نے دیون کی (یعنی قرضوں کی) ادائیگی کے لئے اس کا ترکہ فروخت کیا اور دین ترکہ کو محیط نہیں ہے تو جائز ہے لیکن اگر ترکہ میں دین نہیں ہے اور وارثوں میں چھوٹے بچے بھی ہیں اور قاضی نے کل ترکہ فروخت کر دیا تو یہ بیع نافذ ہو جائے گی۔ (71)

مسئلہ 70: میت نے باپ چھوڑا اور وصی بھی چھوڑا تو وصی زیادہ مستحق ہے باپ سے اگر اس نے وصی نہیں بنایا تھا تو باپ مستحق ہے اور باپ بھی نہیں تو دادا پھر دادا کا وصی پھر قاضی کی طرف سے مقرر کیا ہوا صی۔ (72)

(67) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 144.

(68) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 144.

(69) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 144.

(70) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 145.

(71) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 146.

(72) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 146.

مسئلہ 71: بچہ ماں کا وارث ہوا اور اس کا باپ نہایت نضول خرچ ہے اور وہ منوع التصرف ہونے کے لائق ہے (73) تو اس صورت میں اس باپ کو اس کے ماں میں ولایت نہیں۔ (74) یعنی وہ بچہ کے ماں میں تصرف کا مالک نہیں ہو گا۔

مسئلہ 72: قاضی نے یتیم بچہ کے لئے وصی مقرر کیا تو قاضی کا یہ وصی اس کے باپ کے وصی کی جگہ ہو گا اگر قاضی نے اسے تمام معاملات میں وصی عام بنایا ہے اور اگر قاضی نے اسے کسی خاص معاملہ میں وصی بنایا تو وہ اس معاملہ کے ساتھ خاص رہے گا دوسرے معاملات میں اسے کچھ اختیار نہیں بخلاف اس وصی کے جس کو باپ نے مقرر کیا کہ اسے کسی معاملہ کے ساتھ خاص نہیں کیا جاسکتا یعنی اگر اس نے کسی کو ایک معاملہ میں وصی بنایا تو وہ ہر معاملہ میں وصی رہے گا۔ (75)

مسئلہ 73: وصی نے میت کے ترکہ سے کوئی چیز ادھار فروخت کی اگر اس میں یتیم کے نقصان کا اندریشہ ہو ملا یہ کہ خریدار قیمت دینے سے انکار کر دے یا معاد مقرر و پر اس سے قیمت وصول نہ ہونے کا اندریشہ ہو تو اس صورت میں یہ نفع جائز نہیں اور اگر اندریشہ نہ ہو تو جائز ہے۔ (76)

مسئلہ 74: یتیم کا ایک گھر ہے ایک شخص نے اسے آٹھ روپے ماہانہ پر کرایہ پر لیتا چاہا اور دوسرا اسے دس روپے ماہانہ کرایہ پر لیتا چاہتا ہے لیکن آٹھ روپے ماہانہ دینے والا مالدار قادر ہو (یعنی کرایہ دھارہ ہے گا) تو گھر اس کو دیا جائے گا دس روپے ماہانہ والے کو نہیں جب کہ اس سے کرایہ نہ دینے کا اندریشہ ہو۔ (77)

مسئلہ 75: وصی نے یتیم کے ماں میں سے کوئی چیز صحیح قیمت پر فروخت کی، دوسرا اس سے زیادہ دے کر لیتا چاہتا ہے تو قاضی یہ معاملہ ایماندار ماہرین قیمت کے پرداز کر دے گا، اگر ان میں سے دو صاحب امانت لوگوں نے کہہ دیا کہ وصی نے اسے صحیح قیمت پر فروخت کیا ہے اور اس کی قیمت بھی ہے تو قاضی زیادہ قیمت دینے والے کی طرف توجہ نہ کریں یہی حکم ماں وقف کو اجارہ پر دینے کا ہے۔ (78)

(73) یعنی معاملات، لین دین وغیرہ کرنے کے قابل نہیں۔

(74) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وہیملکہ، ج 6، ص 146۔

(75) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وہیملکہ، ج 6، ص 146۔

(76) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وہیملکہ، ج 6، ص 146۔

(77) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وہیملکہ، ج 6، ص 146۔

(78) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی وہیملکہ، ج 6، ص 146۔

مسئلہ 76: ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے ملث مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی اور مختلف قسم کی جائیداد غیر منقولہ چھوڑیں اب وصی ان میں سے کسی ایک جائیداد کو میت کی وصیت پوری کرنے کے لئے فروخت کرنا چاہتا ہے تو ورثہ کو یہ حق ہے کہ وہ صرف اس صورت میں اپنی رضامندی دیں جب میت کی ہر قسم کی جائیداد غیر منقولہ میں سے ایک ملث فروخت کیا جائے، اگر اس کی ہر جائیداد میں سے اس کا ملث فروخت کرنا ممکن ہو۔ (79)

مسئلہ 77: ایک عورت کا انتقال ہوا اس نے وصیت کی کہ میرا مال و متاع فروخت کیا جائے اور اس کی قیمت کا ملث (تہائی حصہ) فقراء پر خرچ کیا جائے، اس کے بالغ ورثہ بھی ہیں اب وصی نے چاہا کہ اس کا تمام ساز و سامان فروخت کر دے، ورثہ نے انکار کیا اور بقدر مقدار وصیت فروخت کرنے کو کہا اگر ملث مال (یعنی تہائی مال) کی خریداری میں نقص و خرابی ہے اور اس سے ورثہ اور اہل وصیت (وصی لہ) (جس کے لئے وصیت کی گئی) م) کو نقصان پہنچتا ہے تو وصی کو کل مال فروخت کر دینے کا اختیار ہے ورنہ نہیں، صرف اتنا فروخت کریگا جس میں وصیت پوری کی جاسکے۔ (80)

مسئلہ 78: وصی کو مال تیم سے تجارت کرنا جائز ہے۔ (81)

مسئلہ 79: وصی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تیم یا میت کے مال سے اپنی ذات کے لئے تجارت کرے اگر اس نے تجارت کی اور منافع ہوا تو وہ تیم یا میت کے اصل مال کا ضامن ہوگا اور منافع کو صدقہ کریگا۔ (82)

مسئلہ 80: وصی مال تیم سے تیم کو فائدہ پہنچانے کے لئے تجارت کر سکتا ہے۔ (83)

مسئلہ 81: وصی نے میت کے ترکہ کا کچھ حصہ طویل مدت کے لئے اجارہ پر دیا تاکہ اس سے میت کا ذین (ادھار) ادا کر دے تو یہ جائز نہیں۔ (84)

مسئلہ 82: ایک شخص کا انتقال ہوا وہ مدیون ہے (یعنی اس پر ادھار ہے) اس نے وصی بنا یا اور وصی غائب ہے، کسی وارث نے اس کا ترکہ (یعنی میت کا چھوڑا ہوا مال) فروخت کیا اور اس کا دین (قرض، ادھار) ادا کر دیا اور اس کی صیخوں کو نافذ کر دیا تو یہ بیع فاسد ہو گی لیکن اگر قاضی کے حکم سے بیع کیا تھا تو بیع جائز ہے، یہ اس صورت میں ہے جب

(79) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 146.

(80) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 146.

(81) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 146.

(82) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 146.

(83) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 146.

(84) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 146.

کہ پورا ترکہ دین میں مستقر ہو (یعنی قرض میں گمراہوا ہو)، اگر ترکہ دین میں مستقر نہیں ہے تو وارث کا تصرف صرف اسی کے حصہ میں نافذ ہو گا۔ (85) مگر یہ کہ بیع (یعنی گئی چیز) اگر بیت معین (یعنی مخصوص گھر) ہو تو اس صورت میں وارث کا تصرف اسی کے حصہ میں ہی نافذ ہو گا۔

مسئلہ 83: بالغ وارث نے میت کے ترکہ سے یا اس کی غیر منقولہ جائیداد سے کچھ فروخت کیا پھر بھی میت پر دین اور وصے تین باقی رہ گئیں وصی نے چاہا کہ وارث کی بیع کو رد کر دے تو اگر وصی کے قبضہ میں اس کے علاوہ بھی میت کا کچھ مال ہے جسے فروخت کر کے وہ میت کا قرضہ اور وصے تین بے باق کر سکتا ہے تو وہ وارث کی بیع کو رد نہیں کریگا۔ (86)

مسئلہ 84: وصی اگر میتم کا مال کسی کو قرض دینا چاہے تو اس کو یہ اختیار نہیں ہے۔ (87) اگر قرض دے گا تو خاصی ہو گا۔

مسئلہ 85: میت کے وصی یا باپ نے میتم کا مال اپنے ذین (ادھار) میں رہن کر دیا تو یہ احساناً جائز ہے اگر وصی نے میتم کے مال سے اپنا قرض ادا کیا تو جائز نہیں اگر باپ نے ایسا کیا تو جائز ہے۔ (88)

مسئلہ 86: وصی نے بچہ کو کسی عمل خیر کے لئے اجرت پر رکھا تو یہ جائز ہے۔ (89)

مسئلہ 87: وصی نے میتم کے لئے کوئی اجیر اس سے زیادہ اجرت پر لیا جو اس کی ہے تو یہ اجارہ جائز ہے لیکن اسے اتنی ہی اجرت دی جائے گی جو اس کی ہوتی ہے اور جو زیادہ ہے وہ اس میتم بچہ کو واپس کر دی جائے گی۔ (90)

مسئلہ 88: وصی نے نابالغ بچہ کا مکان اس سے کم کرایہ پر دیا جتنا کرایہ اس کا لینا چاہیے تھا تو متنا جر کو یعنی مکان کرایہ پر لینے والے کو اس کا پورا کرایہ دینا لازم ہے (یعنی اتنا کرایہ جتنے کرایہ کا اس جیسا مکان ملتا ہے) لیکن اگر کم کرایہ لینے میں میتم کا فائدہ ہے تو کم کرایہ پر مکان دینا واجب ہے۔ (91)

مسئلہ 89: وصی اپنی ذات کو نابالغ میتم کا آجر (اجرت پر کام لینے والا) نہیں بناسکتا لیکن باپ یعنی میتم کا دادا

(85) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 146.

(86) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 147.

(87) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 147.

(88) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 147.

(89) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 148.

(90) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 148.

(91) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 148.

اجر (92) بن سکتا ہے اور اس تیم کو اپنا اجر بن سکتا ہے۔ (93)

مسئلہ 90: وصی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تیم کے مال کو بالمعاوضہ یا بلا معاوضہ ہبہ کرے باپ کے لئے بھی نہیں حکم ہے۔ (94)

مسئلہ 91: وصی نے نابالغ تیم کا مال خود اپنے ہاتھ فروخت کیا یا اپنا مال تیم نابالغ کے ہاتھ فروخت کیا تو اگر ان سودوں (خرید فروخت) میں تیم کے لئے کھلا ہوا نفع ہے تو جائز ہے اور اگر منفعت ظاہر (کھلا ہوا نفع) نہیں ہے تو جائز نہیں منفعت ظاہر کی تشرع بعض مشائخ علماء نے یہ کہ تیم کا سو 100 کا مال سو 125 سو میں فروخت کرے یا اپنا 100 کا مال پھر 75 روپے میں تیم کو دیدے۔ (95)

مسئلہ 92: دو تیموں کے ایک وصی نے ایک تیم کا مال دوسرے تیم کو فروخت کیا تو یہ جائز نہیں۔ (96)

مسئلہ 93: میت کے باپ نے یا اس کے وصی نے نابالغ کو تجارت کی اجازت دیدی تو صحیح ہے اور اس نابالغ کے خرید فروخت کرتے وقت ان کا سکوت بھی اجازت ہے اور اگر نابالغ کے بالغ ہونے سے پہلے میت کے باپ کا یا وصی کا انتقال ہو گیا تو ان کی اجازت باطل ہو جائے گی۔ اگر نابالغ بالغ ہو گیا اور باپ یا وصی زندہ ہے تو اجازت باطل نہیں ہوگی۔ (97)

مسئلہ 94: نابالغ کا مال فروخت کرنے کے لئے باپ نے یا وصی نے وکیل بنایا پھر باپ کا انتقال ہو گیا یا نابالغ بالغ ہو گیا تو وکیل معزد ہو جائے گا۔ (98)

مسئلہ 95: قاضی نے نابالغ کو یا کم سبھ کو تجارت کی اجازت دیدی تو صحیح ہے۔ (99)

مسئلہ 96: قاضی نے نابالغ کو تجارت کی اجازت دیدی اور باپ یا وصی نے منع کیا تو ان کا منع کرنا باطل ہے اور ایسے ہی اگر اجازت دینے والے قاضی کا انتقال ہو گیا تو یہ اجازت اس وقت تک منوع نہ ہو گی جب تک دوسرا قاضی

(92) اجرت پر کام کرنے والا، مزدور، ملازم۔

(93) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و میملکہ، ج 6، ص 147۔

(94) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و میملکہ، ج 6، ص 147۔

(95) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و میملکہ، ج 6، ص 148۔

(96) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و میملکہ، ج 6، ص 148، 149۔

(97) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و میملکہ، ج 6، ص 149۔

(98) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و میملکہ، ج 6، ص 149۔

(99) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و میملکہ، ج 6، ص 149۔

منوع نہ قرار دے۔ (100)

مسئلہ 97: وصی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ شیتم کے مال سے اس کا صدقہ فطرادا کر دے یا اس کے مال سے اس کی طرف سے قربانی کرے جب کہ شیتم مالدار ہو۔ (101)

مسئلہ 98: وصی کو اختیار نہیں کہ وہ میت کے قرضداروں کو بری کر دے (یعنی ان کے قرض ادا کر دے) یا ان کے ذمہ قرض میں سے کچھ کم کر دے یا قرض کی ادائیگی کے لئے میعاد (مدت) مقرر کرے جب کہ وہ دین میت کے خود اپنے کئے ہوئے معاملہ کا ہو اور اگر معاملہ وصی نے کیا تھا اس کا دین ہے تو وصی کو مدیون (مقرض) کو بری کرنے یا دین کو کم کرنے یا اس کی مدت مقرر کرنے کا اختیار ہے لیکن اس کے نقصان کا ضامن ہو گا۔ (102)

مسئلہ 99: وصی نے میت کے کسی قرضدار سے میت کے دین میں مصالحت کر لی، اگر میت کی طرف سے اس دین کا ثبوت ہے یا قرضدار خود اقراری ہے یا قاضی کو اس کے حق کا علم ہے تو ان تمام صورتوں میں وصی کی یہ مصالحت جائز نہیں، اگر اس حق (دین) پر دلیل وہی نہ قائم نہیں ہے تو وصی کا مصالحت کر لینا جائز ہے لیکن مگر وصی نے اس دین میں صلح کی جو میت پر واجب تھا یا شیتم پر تھا تو اگر مدعا کے پاس دلیل وہی نہ ہے یا قاضی نے مدعا کے حق میں فیصلہ کر دیا تو وصی کا صلح کر لینا جائز ہے اور اگر مدعا کے لئے اس کے حق میں دلیل نہیں ہے اور نہ قاضی نے مدعا کے حق میں فیصلہ دیا تو صلح کرنا جائز نہیں۔ (103)

مسئلہ 100: وصی شیتم کا مال لے کر کسی ظالم و جابر کے پاس سے گزرا اور اسے اندیشہ ہے کہ اگر اس نے اس کے ساتھ حسن سلوک نہ کیا یعنی اسے کچھ نہ دیا تو یہ سب مال اس کے قبضہ سے نکل جائے گا۔ اس نے شیتم کے مال سے اس کو کچھ دیدیا تو استحباناً جائز ہے یہی حکم مضارب کے لئے ہے مال مضارب میں۔ (104)

مسئلہ 101: وصی نے قاضی کی عدالت میں مقدمات پر خرچ کیا اور بطور اجارہ کچھ دیا تو وصی اس کا ضامن نہیں لیکن بطور رשות کچھ خرچ کیا ہے تو اس کا ضامن ہے، فقہاء فرماتے ہیں اپنی جان اور مال سے رفع ظلم کے لئے (یعنی اپنی جان و مال کو ظلم سے بچانے کے لئے) مال خرچ کرنا اس کے حق میں رשות دینے میں داخل نہیں لیکن اگر دوسرے

(100) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي و ميراثه، ج 6، ص 149.

(101) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي و ميراثه، ج 6، ص 149.

(102) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي و ميراثه، ج 6، ص 149.

(103) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي و ميراثه، ج 6، ص 149.

(104) الفتاوى الحمدية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي و ميراثه، ج 6، ص 150.

پر کوئی حق ہے اس حق کو نکلوانے میں مال خرچ کرنا مشوت ہے۔ (105)

مسئلہ 102: ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس نے اپنی عورت کو وصی بنایا اور نابالغ بچے اور ترکہ چھوڑا (یعنی مال و جائیداد چھوڑا) پھر اس کے گھر ظالم حکمران آیا، اس وصی عورت سے کہا گیا اگر تو اس کو کچھ نہیں دے گی تو یہ گھر اور جائیداد غیر منقولہ (106) پر قبضہ اور غلبہ کر لیگا اس وصی عورت نے جائیداد غیر منقولہ سے اسے کچھ دیدیا تو یہ معاملہ صحیح ہے۔ (107)

مسئلہ 103: وصی نے یتیم کا مال یتیم کی تعلیم قرآن اور ادب میں خرچ کیا، اگر بچہ اس کی (یعنی تعلیم ادب کی) صلاحیت رکھتا تھا تو جائز ہے بلکہ وصی ثواب پائے گا اور اگر بچہ میں علم حاصل کرنے کی صلاحیت نہیں تو بقدر ضرورت نماز قرآن مجید کی تعلیم دلائے۔ (108)

مسئلہ 104: وصی کو چاہیے کہ وہ بچہ کے نفقة میں وسعت کرے (یعنی خرچ میں میانہ روی کرے)، نہ فضول خرچی کرے نہ شنگی، یہ وسعت بچے کے مال اور حال کے لحاظ سے ہوگی، وصی بچہ کے مال اور حال کو دیکھ کر اس کے لائق خرچ پر کریگا۔ (109)

مسئلہ 105: وصی اگر یتیم کے کاموں کے لئے جائے گا اور یتیم کے مال سے سواری کرایہ پر لے گا اور اپنے اوپر خرچ کریگا تو احسانا یا اس کے لئے جائز ہے بشرطیکہ وہ خرچ ضروری و ناجزیر ہو۔ (110)

مسئلہ 106: وصی نے میت کے ترکہ سے اگر کوئی چیز اپنے لئے خریدی اور میت کا چھونا بڑا کوئی وارث نہیں تو جائز ہے۔ (111)

مسئلہ 107: ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس کے پاس مختلف لوگوں کی ودیعیں (امانیں) تھیں اس نے ترکہ میں مال چھوڑا لیکن اس پر دین ہے جو اس کے پورے مال کو محیط ہے اور وصی نے میت کے گھر سے تمام ودیعتوں پر قبضہ کر لیا

(105) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 150.

(106) وجائیداد جو ایک جگہ سے دوسرا جگہ منتقل نہ ہو سکے۔

(107) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 150.

(108) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 150.

(109) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 150.

(110) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 150.

(111) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 150.

تاکہ وہ ددیعت رکھنے والوں کو واپس کر دے یا اس نے میت کے تمام مال پر قبضہ کر لیا تاکہ اس سے میت کا ذین ادا کر دے پھر وہ مال یا ورثتیں وصی کے قبضہ میں ہلاک ہو جائیں تو وصی پر کوئی ضمان نہیں، اسی طرح اگر میت پر دین نہ قائم کر دے پھر وہ مال یا ورثتیں وصی کے قبضہ میں ہلاک ہو جائیا تو بھی وصی پر کوئی ضمان نہیں۔ (112)

وصی نے میت کے تمام مال کو قبضہ میں لیا پھر وہ مال ہلاک ہو جائیا تو بھی وصی پر کوئی ضمان نہیں۔ مسئلہ 108: ایک شخص نے اپنا مال کسی کے پاس امانت رکھا اور کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو یہ مال میرے بیٹے کو بیٹا اور اس نے وہ مال بیٹے کو دیدیا اور اس کے دوسرے وارث بھی ہیں تو وصی وارث کے حصہ کا ضامن ہو گا اور ان لفاظ سے وہ وصی نہیں بن جائے گا۔ (113)

مسئلہ 109: مریض کے پاس اس کے عزیز واقارب ہیں جو اس کے مال سے کھاپی رہے ہیں اگر مریض ان کی آمد و رفت کا اپنے مرض میں محتاج ہے اور وہ اس کے عیال کے ساتھ بغیر اسرا ف کے کھاتے پیتے ہیں تو احسان ان پر کوئی ضمان نہیں، اگر مریض ان کا محتاج نہیں ہے تو اگر وہ مریض کے حکم سے کھاتے پیتے ہیں تو جو ان میں سے وارث ہیں ان پر ان کے کھانے پینے کے خرچ کا ضمان ہے اور جو وارث نہیں ان کا خرچ میت کے ثابت مال (یعنی تہائی مال) میں محسوب ہو گا (یعنی تہائی مال میں شمار ہو گا) اگر مریض نے اس کا حکم دیا تھا۔ (114)

مسئلہ 110: وصی نے دعویٰ کیا کہ میت کے ذمہ میرا ذین ہے تو قاغنی اس کے ذین کی ادائیگی کے لئے ایک دس مقرر کریگا جو ثبوت قائم ہونے کے بعد اس کا ذین ادا کر دے گا اور قاضی میت کے وصی کو وصی ہونے سے خارج نہیں کریگا اسی پر فتویٰ ہے۔ (115)

مسئلہ 111: میت نے اپنی بیوی کو وصی بنایا اور مال چھوڑا اور بیوی کا میت پر مہر ہے تو اگر میت نے اس کے ہر کے برابر سونا چاندی چھوڑا ہے تو بیوی کے لئے جائز ہے کہ وہ اس سونے چاندی سے اپنا مہر لے لے، اور اگر میت نے سونا چاندی نہیں چھوڑا ہے تو بیوی کے لئے جائز ہے کہ وہ اس چیز کو فرودخت کر دے جو فرودخت کرنے کے لئے زیادہ مناسب ہے اور اس کی قیمت سے اپنا مہر لے لے۔ (116)

مسئلہ 112: میت پر ذین ہے اور جس کا ذین ہے وہ اس کا وارث یا وصی ہے تو اس کو یہ حق ہے کہ وارثوں کے علم

(112) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 150، 151.

(113) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 151.

(114) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 151.

(115) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 153.

(116) الفتاوی الحنفیۃ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 153.

میں لائے بغیر اپنا حق لے لے۔ (117)

مسئلہ 113: ایک شخص کا انتقال ہوا اس نے نابالغ بچے چھوڑے اور کسی کو وصی نہیں بنایا پھر قاضی نے کسی شخص کو وصی مقرر کیا پھر ایک آدمی نے میت پر اپنے دین کا یاد دیعت کا دعویٰ کیا اور بیوی نے اپنے مہر کا دعویٰ کیا اس صورت میں دین یا دیعت کی ادا یا گئی تو ثبوت ہو جانے کے بعد کی جائے گی، لیکن نکاح اگر معروف ہے تو مہر کے بارے میں عورت کا قول معتبر ہے اگر وہ مہر مل کے اندر ہے، وہ مہر عورت کو ادا کیا جائے گا۔ (118)

مسئلہ 114: وصی نے میت کی وصیت اپنے مال سے ادا کر دی اگر یہ وصی دارث ہے تو میت کے ترکے سے لے لے گا ورنہ نہیں۔ اور فتویٰ یہ ہے کہ وصی ہر حال میں میت کے ترکے سے اپنا مال لے لے گا۔ (119)

مسئلہ 115: وصی نے اقرار کیا کہ میں نے میت کا دین جو لوگوں پر تھا قبضہ کر لیا پھر ایک مفترض آیا اور وصی سے کہا کہ میں نے تجھے میت کے دین کا اتنا اتنا روپیہ دیا، وصی نے انکار کیا اور کہا کہ میں نے تجھ سے کچھ بھی نہیں لیا اور نہ مجھے علم ہے کہ تجھ پر میت کا قرضہ تھا تو اس صورت میں وصی کا قول قسم لے کر تسليم کر لیا جائے گا۔ (120)

مسئلہ 116: وصی نے نابالغ بچوں کے لئے کپڑا خریدا یا جو کچھ ان کا خرچ ہے وہ خریدتا رہتا ہے اپنے مال سے تو وہ یہ روپیہ میت کے مال اور ترکے سے لے گا یہ وصی کی طرف سے تکٹو یا احسان کے طور پر نہیں ہے۔ (121)

مسئلہ 117: کوئی مسافر کسی آدمی کے گھر آیا اور اس کا انتقال ہو گیا اس نے کسی کو وصی بھی نہیں بنایا اور جو کچھ روپے چھوڑے تو معاملہ حاکم کے سامنے پیش ہو گا اور اس کو حاکم کے حکم سے درمیانی درجہ کا کفن دیا جائے گا اور اگر حاکم نہ ملتے تو بھی درمیانی درجہ کا کفن دیا جائے گا اور اگر اس میت پر دین ہے تو یہ شخص اس کے مال کو دین کی ادا یا گئی کے لئے فروخت نہ کریگا۔ (122)

مسئلہ 118: عورت نے اپنے ثلث مال (یعنی تہائی مال) کی وصیت کی اور کسی کو اپنا وصی بنادیا، اس وصی نے اس کی کچھ وصیتوں کو نافذ کر دیا اور کچھ ورشہ کے قبضہ میں باقی رہ گئیں اگر ورشہ دیانتدار ہیں اور وصی کو ان کی دیانت کا علم

(117) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 153.

(118) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 153، 154.

(119) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 154، 155.

(120) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 154.

(121) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 155.

(122) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و مایملکہ، ج 6، ص 155.

ہے کہ وہ میت کے ملٹ مال (یعنی تہائی مال) سے ان باقی ماندہ و صنیعوں کو پورا کر دیں گے تو اس کو ان کے لئے چھوڑ دینا باکر ہے اور اس کا علم اس کے خلاف ہے تو وصی ان کے لئے نہ چھوڑے ہمابشر طیکہ وہ ورشہ سے مال برآمد کر سکتا ہے۔ (123)

مسئلہ 119: وصی نے بیتیم سے کہا کہ میں نے تیرا مال تیرے نفقة میں خرچ کر دیا، فلاں فلاں چیز میں فلاں فلاں سامان میں، اگر اتنی مدت میں اتنا مال نفقة میں خرچ ہو جاتا ہے تو وصی کی تصدیق کر دی جائے گی زیادہ میں نہیں، نفقة مش کا مطلب یہ ہے کہ میں میں ہونہ اسراف نہ ہنگلی۔ (124)

مسئلہ 120: وصی نے دعویٰ کیا کہ اس نے بیتیم کو ہر ماہ سو 100 روپے دیئے اور یہ مقررہ تھا اور بیتیم نے اس کو ضائع کر دیا پھر میں نے اسے اسی ماہ دوسرا سوروپے سورپے دیئے، اس صورت میں وصی کی تصدیق کی جائے گی جب تک وصی سراسر اور کھلی ہوئی غلط بات نہ کہے مثلاً یہ کہے کہ میں نے اس بیتیم کو ایک ماہ میں بہت بار سو 100، سو 100 روپے دیئے اور اس نے ضائع کر دیئے تو ایسی بات وصی کی نہیں مانی جائے گی۔ (125)

مسئلہ 121: وصی نے بیتیم سے یہ کہا کہ تو نے اپنے چھپن (بچپن) میں اس شخص کا اتنا اتنا مال ہلاک کر دیا پھر میں نے اپنی طرف سے ادا کر دیا بیتیم نے اس کی تکذیب کی اور نہیں مانا تو بیتیم کی بات قبول کر لی جائے اور وصی اسے مال کا خاص من ہوگا۔ (126)

مسئلہ 122: میت کے وصی نے اقرار کیا کہ میت کا فلاں شخص پر جتنا واجب تھا وہ تمام میں نے پورا وصول پایا اور وہ سورپے تھے، جس پر دین تھا اس نے کہا مجھ پر اس کا ایک ہزار روپے کا دین تھا اور وہ تو نے لے لیا تو قرضدار اپنے تمام دین سے بری ہے اب وصی اس سے کچھ بھی نہیں لے سکتا اور وصی ورشہ کے لئے اتنے ہی کا ذمہ دار ہو گا جتنے کے وصول کرنے کا اس نے اقرار کیا ہے۔ (127)

مسئلہ 123: قرضدار نے اولاً ایک ہزار روپے قرض ہونے کا اقرار کیا پھر وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ اس پر قرض تھا وہ میں نے پورا وصول پایا اور وہ ایک سو 100 روپے تھے اس صورت میں قرضدار بری ہو گیا اور وصی ورشہ کے لئے

(123) الفتاوى الحندية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي و ماليكه، ج 6، ص 155.

(124) الفتاوى الحندية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي و ماليكه، ج 6، ص 155.

(125) الفتاوى الحندية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي و ماليكه، ج 6، ص 156.

(126) الفتاوى الحندية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي و ماليكه، ج 6، ص 156.

(127) الفتاوى الحندية، كتاب الوصايا، الباب التاسع في الوصي و ماليكه، ج 6، ص 157.

باقی نوسروپے کا ضامن ہوگا۔ (128)

مسئلہ 124: وصی نے اقرار کیا کہ اس نے فلاں شخص سے سوروپے پورے وصول کرنے اور یہ کل قیمت ہے، مشتری یعنی خریدار نے کہا کہ نہیں بلکہ قیمت ڈیندھ سوروپے ہے تو وصی کو حق ہے کہ وہ بقیہ پچاس روپے اس سے اور طلب کرے۔ (129)

مسئلہ 125: وصی نے اقرار کیا کہ اس نے میت کے گھر میں جو کچھ مال و متاع اور میراث تھی اس پر قبضہ کر لیا، پھر کہا کہ وہ کل سوروپے اور پانچ کپڑے تھے اور وارثوں نے دعویٰ کیا کہ اس سے زیادہ تھا اور ثبوت دیدیا کہ جس دن میت کا انتقال ہوا اس کی میراث اس دن اس گھر میں ایک ہزار روپے اور سو 100 کپڑے تھی تو وصی کو اتنا ہی دینا لازم ہے جتنے کا اس نے اقرار کیا ہے۔ (130)

مسئلہ 126: وصی نے میت پر دین کا اقرار کیا تو اس کا اقرار صحیح نہیں۔ (131)



(128) الفتاوی الحندیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و میملکہ، ج 6، ص 157.

(129) الفتاوی الحندیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و میملکہ، ج 6، ص 157.

(130) الفتاوی الحندیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و میملکہ، ج 6، ص 158.

(131) الفتاوی الحندیہ، کتاب الوصایا، الباب التاسع فی الوصی و میملکہ، ج 6، ص 158.

وصیت پر شہادت کا بیان

مسئلہ 1: دو وصیوں نے گواہی دی کہ میت نے ان کے ساتھ فلاں کو وصی بنایا ہے اور خود وہ بھی وصی ہونے کا دعویدار ہے تو یہ شہادت قبول کر لی جائے گی اور اگر وہ فلاں دعویدار نہیں ہے تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔⁽¹⁾

مسئلہ 2: میت کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ ان کے باپ نے فلاں کو وصی بنایا اور وہ فلاں بھی اس کا مدعی ہے تو یہ شہادت احساناً قبول کر لی جائے گی لیکن اگر وہ فلاں مدعی نہیں ہے بلکہ انکاری ہے اور باقی ورثہ اس کے وصی ہونے کا دعویٰ نہیں کر رہے تو ان (بیٹوں) کی شہادت مقبول نہیں۔⁽²⁾

مسئلہ 3: دو آدمیوں نے جن کا میت پر قرضہ ہے گواہی دی کہ میت نے فلاں کو وصی بنایا ہے اور اس نے وصی ہونا قبول کر لیا ہے اور فلاں بھی اس کا مدعی ہے تو یہ شہادت احساناً مقبول ہے لیکن اگر وہ مدعی نہیں ہے تو یہ شہادت قبول نہ ہوگی۔⁽³⁾

مسئلہ 4: ایسے دو آدمیوں نے جن پر میت کا قرضہ ہے گواہی دی کہ میت نے فلاں کو وصی بنایا ہے اور وہ فلاں بھی مدعی ہے تو احساناً ان کی گواہی مقبول ہے اور اگر وہ فلاں مدعی نہیں تو مقبول نہیں۔⁽⁴⁾

مسئلہ 5: وصی کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ فلاں نے ہمارے باپ کو وصی بنایا ہے اور وصی بھی دعویدار ہے لیکن ورثہ اس کے مدعی نہیں ہیں تو یہ شہادت نامقبول ہے قاضی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کو وصی مقرر کرے۔⁽⁵⁾

مسئلہ 6: دو وصیوں میں سے ایک وصی کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ میت نے ہمارے باپ کو وصی بنایا اور ساتھ ہی فلاں کو بھی وصی بنایا تو اگر باپ اس کا مدعی ہے تو ان کی شہادت نہ باپ کے حق میں قابل قبول ہے نہ اجنبی کے حق میں قابل قبول، ہال اگر باپ وصی ہونے کا مدعی نہیں بلکہ دعویٰ ورثہ کی طرف سے ہے اس صورت میں ان کی شہادت

(1) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج 6، ص 158.

(2) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج 6، ص 158.

(3) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج 6، ص 158.

(4) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج 6، ص 159.

(5) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج 6، ص 159.

قبول کر لی جائے گی۔⁽⁶⁾

مسئلہ 7: دو گواہوں نے گواہی دی کہ میت نے اس شخص کو وصی بنایا اور اس سے رجوع کر کے اس دوسرے کو وصی بنایا تو یہ شہادت قبول کر لی جائے گی۔⁽⁷⁾

مسئلہ 8: دو گواہوں نے گواہی دی کہ میت نے اس شخص کو وصی بنایا پھر وصی کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ وصی نے ان کے باپ کو معزول کر دیا اور فلاں کو وصی بنادیا تو ان دونوں بیٹوں کی گواہی مقبول ہے۔⁽⁸⁾

مسئلہ 9: دو گواہوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی کہ میت نے جمعرات کے دن وصیت کی اور دوسرے گواہ نے گواہی دی کہ اس نے جمعہ کے دن وصیت کی تو یہ شہادت مقبول ہے۔⁽⁹⁾

مسئلہ 10: دو وصیوں نے نابالغ وارث کے حق میں شہادت دی کہ میت نے ان کے لئے اپنے کچھ مال کی وصیت کی ہے یا کسی دوسرے کے کچھ مال کی وصیت کی ہے تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی یہ شہادت باطل ہے، اگر انہوں نے یہ شہادت بالغ وارث کے حق میں دی تو امام عظیم علیہ الرحمۃ کے نزدیک میت کے مال میں نامقبول ہے اور غیر کے مال میں قبول کر لی جائے گی، اور صاحبین⁽¹⁰⁾ کے نزدیک دونوں قسم کے مال میں شہادت جائز ہے۔⁽¹¹⁾

مسئلہ 11: وصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) معلوم ہے لیکن وصی بہ معلوم نہیں، گواہوں نے وصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) کے لئے اس کی وصیت کی گواہی دی تو یہ گواہی مقبول ہے اور وصی بہ کی تفصیل درستہ سے معلوم کی جائے گی۔⁽¹²⁾

مسئلہ 12: دو شخصوں نے دوسرے دو آدمیوں کے حق میں گواہی دی کہ ان کا میت پر ایک ہزار روپے دین۔ اور ان دونوں نے پہلے دو شخصوں کے حق میں گواہی دی کہ ان کا میت پر ایک ہزار روپے دین ہے تو ان دونوں فریقوں

(6) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج 6، ص 159.

(7) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج 6، ص 159.

(8) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج 6، ص 159.

(9) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج 6، ص 159.

(10) امام عظیم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو مشہور شاگرد امام محمد اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو صاحبین کہتے ہیں۔

(11) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج 6، ص 159.

(12) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الوصایا، الباب العاشر فی الشہادۃ علی الوصیۃ، ج 6، ص 159.

کی شہادت ایک دوسرے کے حق میں قبول کر لی جائے گی لیکن اگر ان دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کے لئے ایک ایک ہزار کی وصیت کی گواہی دی تو اس صورت میں ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ (13)



ذمی کی وصیت کا بیان

مسئلہ 1: یہودی یا نصرانی نے صومعہ (یہودیوں کی عبادت گاہ) یا کنیہ (نصرانیوں کی عبادت گاہ) بحالت صحیت بنا یا پھر اس کا انتقال ہو گیا تو وہ میراث ہے ورشہ میں تقسیم ہو گا۔ (1)

مسئلہ 2: یہودی یا عیسائی نے بوقت موت اپنے گھر کو گرجا بنانے کی معین و معدود لوگوں کے لئے وصیت کر دی تو اس کی یہ وصیت اس کے ثلث حصے میں جاری ہو گی۔ (2)

مسئلہ 3: اگر اس نے اپنے گھر کو غیر محصور و غیر معدود لوگوں کے لئے کنیہ بنانے کی وصیت کی تو یہ وصیت جائز ہے۔ (3)

مسئلہ 4: ذمی کی وصیت کی چار قسمیں ہیں (۱) ایک یہ کہ وہ ایسی شے کی وصیت کرے جو اس کے اعتقاد میں قربت و عبادت ہو اور مسلمانوں کے نزدیک قربت و عبادت نہ ہو جیسے کہ ذمی وصیت کرے کہ اس کے خزیر کاٹے جائیں اور مشرکوں کو کھلانے کا سمجھیں تو اگر وصیت معین و معدود لوگوں کے لئے ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں، (۲) دوسرے یہ کہ ذمی ایسی چیز کی وصیت کرے جو مسلمانوں کے نزدیک قربت و عبادت ہو اور خود ذمیوں کے نزدیک عبادت نہ ہو جیسے وہ حج کرنے کی وصیت کرے یا مسجد تعمیر کرانے کی وصیت کرے یا مسجد میں چراغ روشن کرنے کی وصیت کرے تو اس کی یہ وصیت بالاجماع باطل ہے لیکن اگر مخصوص و معین لوگوں کے لئے ہو تو جائز ہے، (۳) تیسرا یہ کہ ذمی ایسی چیز کی وصیت کرے جو مسلمانوں کے نزدیک بھی عبادت و قربت ہو اور ان کے نزدیک بھی جیسے بیت المقدس میں چراغ روشن کرنے کی وصیت کرے تو یہ وصیت جائز ہے، (۴) چوتھے یہ کہ وہ ایسی چیز کی وصیت کرے جو نہ مسلمانوں کے نزدیک قربت و عبادت ہو اور نہ ذمیوں کے نزدیک جیسے وہ گانے بجانے والی عورتوں یا نوجہ گر عورتوں کے لئے وصیت کرے تو یہ وصیت جائز نہیں۔ (4)

(۱) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیة الذی والمرجی، ج ۶، ص ۱۳۲.

(۲) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیة الذی والمرجی، ج ۶، ص ۱۳۲.

(۳) الحدایۃ، کتاب الوصایا، باب وصیة الذی، ج ۲، ص ۵۳۶.

الجامع الصغیر، کتاب الوصایا، باب وصیة الذی بیعتہ او کنیہ، ص ۵۲۸.

(۴) الحدایۃ، کتاب الوصایا، باب وصیة الذی، ج ۲، ص ۵۳۶.

مسئلہ 5: فاسق فاجر بد عین جس کا فسق و فجور حد کفر تک نہ پہنچا ہو وصیت کے معاملہ میں بمنزلہ مسلمانوں کے ہے اور اگر اس کا فسق و فجور کفر کی حد تک ہے تو وہ بمنزلہ مرتد کے ہے جو حکم مرتد کی وصیت کا ہے وہی اس کی وصیت کا ہے کہ اس کی وصیت متوقف رہے گی، اگر اس نے اپنے کفر و ارتاد سے توبہ کر لی تو وصیت نافذ ہو گی ورنہ نہیں۔ (5)

مسئلہ 6: حریمی کافر امان لے کر دارالاسلام میں داخل ہوا اور اس نے اپنے کل مال کی وصیت کسی مسلمان یا ذمی کے لئے کی تو اس کی وصیت کل مال میں جائز ہے۔ (6)

مسئلہ 7: حریمی کافر امان لے کر دارالاسلام میں داخل ہوا اور اس نے اپنے مال کے ایک حصہ کی وصیت کسی مسلمان یا ذمی کے لئے کی تو یہ وصیت جائز ہے اس کا باقیہ مال اس کے ورثے کو واپس دیا جائے گا۔ (7)

مسئلہ 8: حریمی مستامن کے لئے کسی مسلمان یا ذمی نے وصیت کی تو یہ جائز ہے۔ (8) مستامن اس شخص کو کہتے ہیں جو امان لے کر دارالاسلام میں داخل ہوا۔

مسئلہ 9: ذمی نے اپنے مکث مال (یعنی تھائی مال) سے زیادہ میں وصیت کی یا اپنے بعض وارثوں کے لئے وصیت کی تو جائز نہیں۔ (9) اور اگر اپنے غیر مذهب والے کے لئے وصیت کی تو جائز ہے۔ (10)

مسئلہ 10: مسلمان یا ذمی نے دارالاسلام میں ایسے کافر حریمی کے لئے وصیت کی جو دارالاسلام میں نہیں ہے تو یہ وصیت جائز ہے۔ (11)

مسئلہ 11: اگر مسلمان مرتد ہو گیا (معاذ اللہ) پھر وصیت کی، امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک یہ متوقف رہے گی، اگر اسلام لے آیا اور وصیت اسلام میں صحیح ہے تو جائز ہے اور جو اسلام کے نزدیک صحیح نہیں وہ باطل ہو جائے گی۔ (12)



(5) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیة الذی والحریم، ج 6، ص 132.

(6) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیة الذی والحریم، ج 6، ص 132.

(7) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیة الذی والحریم، ج 6، ص 132.

(8) الحدایۃ، کتاب الوصایا، باب وصیة الذی، ج 2، ص 537.

(9) الحدایۃ، کتاب الوصایا، باب وصیة الذی، ج 2، ص 537.

(10) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیة الذی والحریم، ج 6، ص 132.

(11) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیة الذی والحریم، ج 6، ص 132.

(12) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیة الذی والحریم، ج 6، ص 132.

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہ بہار شریعت کے انسوں حصہ کی تالیف مورخہ 29 شوال المکرم 1400ھ مطابق 10 ستمبر 1980ء یوم چہارشنبہ اختتام کو پہنچی مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس میں اپنی کم علمی کی وجہ سے اگر کچھ خامیاں ہوں تو مجھے معاف فرمائے اور اس کتاب کو میرے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمين

میں اس سلسلہ میں ہدیہ شکر پیش کرتا ہوں حضرت مولانا قاری رضا المصطفیٰ صاحب خطیب نیویمن مسجد بلوش مارکیٹ کراچی کو، جن کی محبت اور خلوص نے مجھ سے دین کی یہ خدمت لے لی۔ بلاشبہ اگر ان کے مخلصانہ اصرار کا زبردست دباؤ نہ ہوتا تو شاید میں دین کی اس خدمت سے محروم رہتا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس پر ماجور فرمائے اور سعادتی دارین سے سرفراز فرمائے۔

الْفَقِيرُ إِلَى اللَّهِ الصَّمْدُ ظَهِيرُ اَحْمَدُ بْنُ سَيِّدِ الدَّاعِمِ عَلَى زِيَادِي

از سادات قصبه نگینہ ضلع بجنور

وَأَسْ پُرْپُلْ مُسْلِمْ يُونِیورسِٹیٰ ہائی اسکول علی گڑھ

غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمَشَائِخِهِ وَآسَاتِذَتِهِ وَإِخْوَانِهِ وَأَوْلَادِهِ أَجْمَعِينَ.



اسلام اور علم کی اہمیت، آدابِ فتوح، طبقاتِ فقراء، قواعدِ فقیریہ

ارتام

اسلاف کرام اور سابق علماء مصنفین اصحابِ فنون قدسیہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنی تصنیفات میں حمد و ثناء و صلوٰۃ وسلام کے بعد خطبۃ الکتاب میں اپنا تعارف کرتے ہیں اس لئے کہ قارئین صرف کتاب ہی نہیں پڑھتے بلکہ کتاب لکھنے والے سے بھی واقف ہونا چاہتے ہیں اور یوں بھی کلام کی عظمت اور اس کی تاثیر مکمل و مصنف کی عظمت اور اس کے صالح کردار کے تابع ہے۔ اگر مصنف و متکلم صاحب فکر و نظر، صاحب عقل و تدبیر، صاحب علم و فضل اور صاحب عمل صالح ہے تو اس کی تصنیف کی قوت تاثیراتی ہی زیادہ ہو گی اور پڑھنے والوں پر اس بات کے گھرے اثرات ہوں گے۔ یہ کم علم و بے بضاعت اگرچہ ان بزرگوں کے شمار و قطار میں تو کجا ان کی گرد پا بھی نہیں ہے مگر ان کا عقیدت مند ہے اور ان سے روحانی تعلق رکھتا ہے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہے۔ ان کے اس طریقہ کی اتباع میں مناسب خیال کیا کہ اپنے نام و نسبت سے قارئین کو روشناس کرنے اس امید کے ساتھ کہ اس کتاب کو پڑھنے والے اس گنہگار کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اہل علم سے عاجزانہ گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ بہ نظر غائر فرمائیں اور مخلصانہ اصلاح و عفو و درگزر سے نوازیں۔

اس ناجیز کا نام ظہیر احمد زیدی ابن سید داہم علی زیدی ای بن سید عالم علی زیدی حبہم اللہ تعالیٰ ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقیر کا نام ظہیر الدین احمد فرماتے تھے۔ آبائی وطن قصبه نگینہ ضلع بجور (یوپی) حال متوطن شہر علی گردھ محلہ دودھ پور بیت السادات۔ دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ ریاست دادوں ضلع علی گڑھ سے درس نظامیہ سے فراغت حاصل کی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی شعبہ دینیات میں تدریس کی خدمت انجام دی اور پھر اسی کو وطن بنالیا۔

فقیر کے دامن میں اگر کچھ فضل و کمال، علمی جاہ و جمال یا کچھ مکارم و محاسن ہوں تو ان کا اظہار حقیقت پسندی و صداقت شعاری سے کیا جائے مگر یہاں تو تھی دامانی اپنا طرہ امتیاز بن گیا ہے۔ دارالعلوم ریاست دادوں میں سرتاج علمائی، منبع الاساتذہ، صدر الشریعۃ، ابوالجند و العلی حضرت مولانا امجد علی علیہ الرحمہ صاحب بہار شریعت سے علم و فضل کا جو خزانہ ملا تھا مسلم یونیورسٹی کی مخصوص تدریسی بے قرار فضاؤں میں اس کا بہت سا حصہ تخلیل ہو گیا۔ اب کیا رہا کہ پیش کیا

جائے اور بے اصل وغیر واقعی اور خلاف حقیقت تائش سخت مذموم بلکہ منوع، رب فرماتا ہے۔

(لَا تَحْسِبُنَّ الَّذِينَ يَفْرَّجُونَ إِيمَانًا آتُوا وَمُجْهِبُونَ أَنْ يُجْهِبُوا إِيمَانَ الَّهِ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسِبَنَّهُمْ بِمُقَازَةٍ
قِنْ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۱۸۸))

ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کے پر اور چاہتے ہیں کہ کتنے ان کی تعریف ہو، ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (پ ۲، آل عمران آیت ۱۸۸)

ایسی لئے میں ڈاکٹر مولوی سید انجمن ریڈر فیکٹری اسلامک اسٹڈیز ہمدرد یونیورسٹی نئی دہلی نے جب اپنی محبت و حسن خلوص میں میرے بارے میں کچھ لکھنا چاہا تو میں نے سختی کے ساتھ ہدایت کی کہ وہ ہرگز کسی مبالغہ یا غیر واقعی تائش سے کام نہ لیں۔ اور لفظ علامہ بھی استعمال نہ کریں۔ ان کا وہ مقالہ کتاب بہار شریعت حصہ انیسویں میں شائع ہو گیا ہے۔ اس ناچیز کو اگر کچھ حاصل ہے تو چند عظیم و اعظم نسبتیں ہیں جن پر مجھے فخر ہے ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سر بلند رکھیں گی۔

(۱) پہلی نسبت تو مجھے باعث تحقیق کائنات، افضل الخلق، رحمۃ للعالمین، سید الانبیاء والمرسلین، محبوب رب العالمین، احمد مجتبی، محمد مصطفیٰ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ کی ذات اقدس و اطہر سے ہے اور یہ نسبت نبی ہے۔ بلاشبہ میں اپنے اسلاف و مشائخ کے واسطے سے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سایہ رحمت و عاطفت میں ہوں اور اس جناب کی بارگاہ منبع علم و قاسم نعمت سے مجھے اپنے رب کی نعمتیں و برکتیں بے شمار حاصل ہیں جو بیان نہیں کی جاسکتی۔ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ
حَمْدًا كَثِيرًا اطِيَّبًا

(۲) دوسری نسبت اس ناچیز کو سید الفقهاء والعلماء، صاحب الاخلاق والاحسان والعمل، استاذی و استاذ علماء بر صغیر، صدر الشریعۃ حضرت مولانا الحاج ابوالعلی امجد علی عظیمی رضوی ظابِ اللہِ ثرَاہُ وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَثُواًہُ سے ہے جن کے نور علم سے ہندو پاک کی سر زمین منور و روشن ہے اور جن کی تصنیف بہار شریعت نے دین سے شغف رکھنے والوں کے لئے چمنستانِ علم و فقہ کے در پیچ کھول دیئے ہیں اس ذات گرامی سے مجھے شرف تلمذ حاصل ہے اور یہ تصنیف انہیں کا کرم انہیں کافیضان اور انہیں کی عطا ہے۔

(۳) تیسرا نسبت مجھے سید الاصفیاء، صاحب الصدق والصفاء، مظہر حسن مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء، سیدی و سندی شیخ العلماء و جمیع الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا علیہ الرحمہ (۱) سے ہے جن کو آقاۓ نعمت، سید الکوئین، نور متن

(۱) جمیع الاسلام حضرت مولانا محمد حامد رضا خاں

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی لکھتے ہیں:

لُّؤْرَ اللَّهِ، سُلْطَانُ الْكَائِنَاتِ، قَدِيٌ صَفَاتٍ، صَاحِبُ الْأَعْظَمِ الْتَّحْزِيرَاتِ، مَوْلَى اللَّهِ عَلَى الْمُوْمِنِينَ، فَقِيمُ الْمَذَمَّةِ، رَحْمَةُ
اللَّعَامِينَ عَلَيْهِ الْمُصْلَوَةُ وَالسَّلَامُ كَيْ بَارِگَاہِ حَسْنٍ وَجَهَالٍ سَے وہ حصہ ملا تھا کہ دل ان کی طرف کھینچتے تھے اور لگا ہیں ان سے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی ذات سے ستودہ صفات سے کون واقف نہیں۔ آپ کو عالم اسلام کی عظیم المرجت شخصیات میں شمار کیا جاتا ہے۔ آپ کی وجہ سے شہر بریلی کو وہ شہرت و مقبولیت ملی کہ آج پوری دنیا کے مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت اپنے آپ کو بریلوی کہنے اور کہلوانے پر فخر محسوس کرتی ہے۔ آپ کے گھرانے میں 1292ھ میں ایک یوسف جمال اور صاحب عظمت دکال ہستی کی ولادت ہوئی جس کا نام امام احمد رضا نے محمد حامد رضا کھا، فاضل و افضل، عالم و علم اور کامل و اکمل بزرگ ہاپ نے بہ نفس نصیس اس کی تعلیم و تربیت فرمائی اسے صاحب فضل و کمال بنایا۔ مارہرہ شریف کی مقدس ترین خانقاہ کے ایک عارف کامل حضور سید شاہ ابو الحسین احمد نوری مارہرہ دی تدرسہ سے انھیں نورِ معرفت اور فیضِ روحانی ملا اور اس طرح جمال ظاہری و باطنی سے منور و مجاہد ہو کر وہ امت محمدیہ دشريعت مصطفویہ علی صاحبہ الصلة والتسیم کی خدمت میں مصروف ہوئے۔ علماء وقت اور فضلاء عصر نے ان کی عظمتوں کو تسلیم کیا۔ فضل ربانی نے ان کو "حجۃ الاسلام" کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ یعنی حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں کی حیثیت سے آپ نے اکناف عالم میں شہرت پائی۔

1311ھ/1894ھ میں 19 سال کی عمر میں درس نظامی سے فارغ ہوئے۔ 1323ھ/1905ء میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل کی۔ عارف کامل حضور سید شاہ ابو الحسین نوری میاں کے علاوہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی سے 13 سلاسل طریقت میں اجازت حاصل کی۔ 1326ھ/1908ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے مہتمم ہوئے۔ 1354ھ/1936ء میں اسی دارالعلوم کے شیخ الحدیث اور صدر المدرس کے منصب پر فائز ہوئے۔ 17 جمادی الاول 1362ھ/23 مئی 1943ء کو 70 سال کی عمر میں عین حالت نماز دوران تشبید 10 نج کر 45 منٹ پر آپ نے وصال فرمایا۔ نماز جنازہ آپ کے قابل فخر شاگرد و خلیفہ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قدس سرہ نے پڑھائی۔

حجۃ الاسلام حضرت شاہ محمد حامد رضا خاں بریلوی بڑے تصریح عالم، بہترین معلم، طلبہ پر نہایت ہی شفیق و مہربان تھے۔ وہ مایہ ناز خطیب بھی تھے، انہوں نے ملک گیر دورے کیے۔ رشد و ہدایت اور تبلیغ دین کا کام بڑے ہی احسن انداز میں فرمایا۔ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو ان کی خدمات دینیہ پر ناز تھا۔ بر صغیر ہند و پاک کے چھوٹے چھوٹے قصبات اور روہی علاقوں میں آپ نے دورے کیے اور دین و سنت کی ترویج و اشتاعت فرمائی۔

حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ زبان و ادب پر بھی بڑی دسترس رکھتے تھے۔ آپ کو شعر و مختن سے بھی لگا د تھا۔ عربی، فارسی اور اردو میں آپ نے بڑے بہترین اشعار کہہ ہیں۔ حمد و نعمت و منقبت کے علاوہ دوسری اصناف میں بھی اشعار آپ کے بیہاں ملتے ہیں۔ تاریخ گوئی میں تو آپ کو بڑا ملکہ حاصل تھا۔ چند شعر ملاحظہ فرمائیں جن میں محبت و عقیدت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب صورت پر چھائیاں منعکس ہوتی نظر آتی ہیں۔

ٹکیبِ دل قرار جاں محمد مصطفیٰ تم ہو

طیبِ درو دل تم ہو مرے دل کی دوا تم ہو

آسرو ہوتی تھیں اور لفوس ان سے روحاں راحت و سکون حاصل کرتے تھے۔ حسن و جمال و شیریں مقال، صاحبِ فضل

تمہارے حسن رنگین کی جلک ہے سب حسینوں میں
بہاروں کی بہاروں میں بہار جاں فزا تم ہو
پڑا ہوں میں ان کی رہ گزر میں پڑے ہی رہنے سے کام ہو گا
دل و جگر فرش رہ بنیں گے یہ دیدہ عشق خرام ہو گا
چاند سے ان کے چہرے پر گیسوں ملک فام دو
دن ہے کھلا ہوا مگر وقت سحر ہے شام دو
اب تو مدینے لو بلا گنبد بزر دو دکھا
حامد و مصطفیٰ ترے ہند میں ہیں غلام دو

ججۃ الاسلام علیہ الرحمہ کو اردو نشر و نظم کے علاوہ عربی اور فارس نشر و نظم پر بھی کمال حاصل تھا۔ آپ کی عربی دانی کے کئی واقعات کتابوں میں موجود ہیں۔ دوسرے حجج دیوارت 1342ھ کے موقع پر آپ کی عربی دانی کو دیکھتے ہوئے حضرت شیخ دباغ اور سید ماکلی ترکی نے یوں خراج قصیں پیش کیا: "ہم نے ہندوستان کے اطراف و اکناف میں ججۃ الاسلام جیسا فصح و بلبغ دوسرا نہیں دیکھا جسے عربی زبان میں اتنا عبور حاصل ہو۔" اسی طرح اعلیٰ حضرت کی کئی عربی کتابوں کا تعارف بھی آپ نے عربی میں قلم بند فرمایا نیز عربی کتاب کو اردو کے قالب میں ڈھالا۔

علاوہ ازیں آپ نے تصنیفی خدمات بھی انجام دیں۔ آپ کی کئی علمی یادگاریں اہل ذوق کے لیے باعث مطالعہ ہیں۔ "اصارم الربانی علی اسراف القادیانی" یہ قادیانیوں کے رد پر عالم اسلام کا پہلا رسالہ ہے، جو ججۃ الاسلام ہی کے قلم حق رقم سے تکلا۔ الدولۃ الالکیہ، حسام الحرمین کے اردو ترجم، جاشیہ ملا جلال، مقدمہ الاجازات المہینہ، نختیر محمد، مجموعہ فتاویٰ، اور پیشتر کتب پر تقاریب آپ نے قلم بند فرمائیں۔

حضور ججۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی نے مختلف مذہبی اور سیاسی تحریکوں کے طوفانوں کا کڑا مقابلہ کیا۔ مثلاً قادیانی تحریک، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات، تحریک شدھی سنگھیں، تحریک بھارت، تحریک مسجد شہید گنج وغیرہ وغیرہ۔

1354ھ/1935ء میں آپ نے الجیہۃ العالیۃ المرکزیہ، مراد آباد کے تاریخی اجلاس میں جو فاضلانہ خطبہ دیا اس سے ان کی بے مثال فکر و تدبیر کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کے خطبہ صدارت کے ایک ایک لفظ پر اگر غور کیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک خطبہ نہیں بلکہ فلاج ملت اسلامیہ کے لیے ایک ایسا دستور العمل ہے کہ اگر اس کے مطابق مسلمانان ہند نے اپنے رہوار زندگی کو مہیز کیا ہوتا تو آج ہماری حالت ہی کچھ اور ہوتی۔ مسلمان معاشی، تعلیمی، تجارتی غرض یہ کہ ہر قسم کے دینی و دنیاوی امور میں کسی سے چھپے نہ رہتا۔ ذیل میں آپ کے خطبہ صدارت کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں جس میں ملازمت کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے صنعت و حرف اور تعلیم و تجارت پر زور دیا ہے:

"ہمارا ذریعہ معاش صرف تو کری اور خلائی ہے اور اس کی بھی یہ حالت ہے کہ ہندو نواب مسلمان کو ملازم رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ رہیں گورنمنٹی ملازمتیں ان کا حصول طولی ال ہے۔ اگر رات دن کی نگ و دو اور ان تک کوششوں سے کوئی محقول سفارش بچپنی تو کہیں ۔۔۔

وکمال، مرشد ملکوئی خصال، قدوة السالکین، زینۃ العارفین، راحۃ الطالبین، هادی الہریدین، یہ تمام خصال و کمالات آپ کو بارگاہ قاسم نعمت محبوب رب العالمین علیہ التحیۃ والسلام سے حاصل تھے۔ اس فقیر کو ایسے شیخ کامل سے بیعت

امیدواروں میں نام درج ہونے کی نوبت آتی ہے۔ برسوں بعد جگہ ملنے کی امید پر روزانہ خدمتِ مفت انجام دیا کرو اگر بہت بلند ہمت ہوئے اور قرض پر بسر اوقات کر کے برسوں کے بعد کوئی ملازمت حاصل بھی کی تو اس وقت تک قرض کا اتنا انبار ہو جاتا ہے کہ جس کو ملازمت کی آمدی سے ادا نہیں کر سکتے۔» (خطبۃ جمیعۃ الاسلام، ص 51/52)

اس کے بعد نوکری پر تجارت اور صنعت و حرفت کا یوں اظہار کیا:

ہمیں نوکری کا خیال چھوڑ دینا چاہیے، نوکری کسی قوم کو معراج ترقی تک نہیں پہنچا سکتی، دست کاری اور پیشے وہر سے تعلق پیدا کرنا چاہیے (خطبۃ جمیعۃ الاسلام، ص 51/52)

اسی خطبۃ صدارت میں آپ نے تعلیمِ نواس پر بھی کافی زور دیا بلکہ لذکر کوں کی تعلیم اور اس کی فلاح و ترقی کے لیے بھی آپ بے حد کوشش رہے۔ آپ کے خیال میں صرف نازک کی بقا و استھانام نیز اس کی تعلیم و تربیت میں ہی قوم کی ترقی کا راز مضر ہے۔ آپ نے اس خطبے میں ملیٹ اسلامیہ کی سیاسی بیداری پر بھی زور دیا۔ مسلمانوں کی ہمہ جہتی ترقی کو مکن بنانے کے لیے کئی ملک گیر دورے بھی کیے۔ آپ کے مٹھوں تاثرات اور تجاویز جو آپ نے مختلف اجلاس اور کانفرنس میں پیش فرمائے ان کو پڑھ کر اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے سینے میں ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کا کیسا درد موجز تھا۔

آپ کی متنوع صفات شخصیت کے جملہ پہلووں کا احاطہ اس مضمون میں نامکن ہے۔ مختصر یہ کہ آپ نے تا عمر ملت اسلامیہ کی ترقی و استھانام، نیز اہل سنت و جماعت کے تحفظ و بقا کے لیے اپنے آپ کو متحرک و نعال رکھا۔ حضور جمیعۃ الاسلام کے ذکرِ خیر میں آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ نہ کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا چنانچہ عرض ہے کہ آپ کا خشن ظاہری ایسا دل کش و پرکشش تھا کہ جو دیکھتا وہ آپ کا گردیدہ ہو جاتا۔ بلکہ کئی غیر مسلموں نے محض آپ کے جمال جہاں آرا کو دیکھ کر اسلام کی حقانیت و صداقت پر ایمان لائے۔ آپ کے جمال جہاں افراد کے کئی واقعات مشہور ہیں۔ آپ کے مرید خاص و خلیفہ مفتی اعظم و حضرت خیاء الدین مدینی حضرت علامہ سید ظہیر احمد زیدی علیہ الرحمہ حضور جمیعۃ الاسلام کے حسن جہاں تاب سے متعلق اپنا چشم دید و اقدیم بیان کرتے ہیں:

24 صفر المظفر (1358ھ) کو میں نماز عشا سے فراغت پا کر مزار مبارک سے متصل مسجد کی فصیل پر کھڑا تھا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے شاہزادہ زیب سجادہ و خلیفہ مجاز زبدۃ العارفین، عالم علوم شریعت و اتفاق طریقت جمیعۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں نعمت خوانان سرکار علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے جلو میں برابر والی سڑک سے آستانہ مبارکہ کی سمت جاتے ہوئے گزرے اچانک میری نگاہ حضرت پر پڑی۔ اللہ اکبر احسن و جمال کا وہ منظر دیکھا کہ ہوش و حواس سلامت نہ رہے۔ محسن عقیدت کا کوئی سوال نہیں جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ اس خاندان سے میرا کوئی ربط و تعلق نہ تھا نہ پہلے سے اس خاندان کے افراد سے میری کوئی ملاقات و معرفت تھی۔ عرسِ رضوی میں حاضری کا بھی پہلا موقع تھا اس سے قبل کبھی کسی اور بزرگ کے عرس میں حاضری کا بھی اتفاق نہیں ہوا تھا اس لیے جو کچھ عرض کر رہا ہوں اس میں نہ کوئی مبالغہ ہے نہ غلط بیانی بلکہ اظہار حقیقت ہے میں ایقین ہے بلکہ حق ایقین ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت جمیعۃ الاسلام ←

وارادت کی سعادت حاصل ہے۔

(۳) چوہنی نسبت مجھے قطب الارشاد، سید الالقیاء والزہاد، مختار العباد، افضل الامجاد، شان جمال مصطفائی، عکس کمال مرتضائی، سیدی و مولائی، صدر نشین منصب افتاء، مفتی عظیم ہند حضرت مولانا الحاج مصطفیٰ رضا علیہ الرحمہ (۲) سے ہے جن

رحمۃ اللہ علیہ نعمت خوانوں کے جلو میں ہیں نعمت خوانوں نے آپ کے گرد حلقہ بنار کھا ہے اور نور کا ایک ستون ہے جو آسمان سے زمین تک آپ کے قدو قامت کا احاطہ کیے ہوئے ہے انوار قدیمہ اور حسن و جمال کا ایسا ہوش ربانیقارہ تو کیا اس کا عشرہ عشرہ اور اقل اقلیں بھی آج تک میری نگاہ بلکہ میرے تصور سے کبھی نہیں گذر اتحا اس نظازہ ہی سے وارثتگی کا وہ عالم پیدا ہوا کہ صبر و قرار نہ رہا۔ مرتضیٰ غالب نے اپنے شعر میں غالباً اسی کیفیت کی ترجمانی کی ہے کہ—

جب وہ جمالِ دل فرود، صورتِ مہرِ نیم روز
آپ ہی ہو نظارہ سوز، پرده میں منہ چھپائے کیوں

حضرت علامہ سید ظہیر احمد زیدی علیہ الرحمہ اس وقت مسلم یوں درشی علی گڑھ کی شی ہائی اسکول میں پکھرا رہتے۔ دوسرے روز حضرت جنت الاسلام کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر سلسلہ قادریہ میں داخل ہوئے جب کہ وہ خود سادات زیدیہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا گھر ان خود بھی اہل طریقت و شریعت میں بڑا باشرمانا جاتا تھا۔ حضور جنت الاسلام کے حسن و جمال کا ذذکر ہو اور حضرت محدث عظیم پاکستان مولانا سردار احمد چشتی علیہ الرحمہ کا ذکر نہ کیا جائے تو بات ناکمل تسلیم کی جائے گی۔ حضرت جنت الاسلام کے جمال جہاں آرانے ہی آپ کو دنیاوی تعلیم رُک کرنے پر مجبور کیا ابھی حزب الاحناف لاہور کے تاریخی سالانہ اجلاس میں جب آپ نے حضور جنت الاسلام کا چہرہ زیبادی کھاتوں اتنے متاثر اتنے متاثر ہوئے کہ بے قراری اور بے تابی کا یہ عالم ہوا کہ سب کچھ رُک کرے حضرت کے ساتھ بریلی آگئے اور دینی علوم و فنون کا ایسا سرچشمہ بن گئے کہ آج بر صیرہ ہندوپاک کے علمائی ایک بڑی تعداد آپ کے خوشہ علمی بے اکتاب فیض کر رہی ہے۔

حسن ظاہری و باطنی کے اس حسین سلگم کو جس نے بھی دیکھا وہ دیکھتا ہی رہا۔ آپ کی شخصیت میں بڑی عاجزی اور انکساری تھی۔ آپ ایسے متواضع اور خلیق تھے کہ اپنے تو اپنے بے گانے بھی ان کی بلند راندھانی کے قائل اور معرفت تھے۔ آپ نہایت متمنی اور پرہیزگار تھے۔ علمی و تبلیغی کاموں سے فرصت پاتے تو ذکر الہی و درود و سلام کی کثرت کرتے۔ آپ کے جسم اقدس پر ایک پھوڑا ہو گیا تھا جس کا آپ ریشن ہاگز پر تھا۔ ڈاکٹر نے بے ہوشی کا نجکشن لگانا چاہا تو منع فرمادیا۔ اور صاف کہہ دیا کہ میں نشے والا نیکہ نہیں لگوں گا۔ عالم ہوش میں تین کھنے تک آپ ریشن چلتا رہا۔ درود شریف کا ورد کرتے رہے اور کسی درود و کرب کا اظہار نہ کیا ڈاکٹر آپ کی ہمت اور استقامت و تقویٰ شعاری پر ششدہ رہ گئے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمين بجاه الہبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

(2) شہزادہ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی عظیم ہند، علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان

ولادت: شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی عظیم ہند علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ رحمۃ اللہ المباری اپنے والدہ محترم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی دعاؤں کا مظہر بن کر 22 ذوالحجہ 1310ھ 7 جولائی 1893ء بروز جمعۃ المبارک اس دنیا میں تشریف لائے۔

میرشید کی مبارک باد: جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ہوئی تو اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت۔

کے ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے ہندو پاک کے تشنگان میں طریقت و شریعت سیراب ہو رہے ہیں اور ہزاروں ہزار نقوص داخل سلسلہ ہو کر آپ سے فیضیاب ہیں اس خادم کو ایسی پاکیزہ و مقرب بارگاہ سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔

الثناہ امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن اُس وقت اپنے غریب خانے میں تھے۔ حضرت ابو الحسین نوری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے آپ کو پیدائش فرزند کی مبارک بادی اور فرمایا: آپ بریلی تشریف لے جائیں۔ کچھ دن بعد حضرت نوری علیہ رحمۃ اللہ الباری بریلی تشریف لائے تو شہزادہ اعلیٰ حضرت کو آغوش نوری میں ڈال دیا گیا۔ حضرت نوری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے فرمایا: یہ بچہ بڑا ہو کر دین و ملت کی بڑی خدمت کریگا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بڑا فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے، یہ فیض کا دریا ہے، اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی انگشت مبارک (یعنی انگلی) مصطفیٰ رضا خاں علیہ رحمۃ المنان کے منہ میں رکھ کر قادری و برکاتی برکات سے ایسا مالا مال کر دیا کہ یہی شہزادے بڑے ہو کر مفتی اعظم ہند بنے۔

نام و عقیدہ اور تعلیم و تربیت: حضرت مخدوم سید شاہ ابو الحسین احمد نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابوالبرکات مجی الدین جیلانی نام تجویز فرمایا۔ محمد نام پر عقیدہ ہوا اور مصطفیٰ رضا عرف عام قرار پایا۔ مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بچپن کا زمانہ اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمن کے زیر سایہ علمی ماحول میں گذر اور انہی کی سرپرستی میں تمام مرذجہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔

پہلا فتویٰ: حضور مفتی اعظم علیہ رحمۃ اللہ الکرم نے بھی اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح پہلا فتویٰ رضاعت کے مسئلہ پر لکھا۔ اصلاح کیلئے جب یہ فتویٰ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے پیش کیا گیا تو صحیح جواب لکھنے پر آپ بہت خوش ہوئے اور صحیح الجواب بمعنوں اللہ التعزیز والتوہاب لکھ کر دستخط ثبت فرمادیئے اور ابوالبرکات مجی الدین جیلانی مجرم مصطفیٰ رضا خاں لکھ کر مہربنوا کر عطا فرمائی اور باقاعدہ فتوے کی اجازت دے دی۔ دنیا نے اسلام میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتوؤں کو قرود احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ حق گوئی میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ مصطفیٰ پر کیا تھا کہ مفتی اعظم علیہ دین میں دین کی ایک بڑی پیشہ و نسبتی ترقی کی طرف سے میں دیکھا جاتا ہے۔

خدمت دین: حضور مفتی اعظم علیہ رحمۃ اللہ الکرم نے اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چل کر تحریری و تقریری طور پر عظیم علمی و دینی خدمات سر انجام دیں۔ اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ درس و تدریس، رشد و ہدایت اور راؤ خدائغڑ و جلائی میں سفر میں گزارا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہندوستان کے طول و عرض میں دین میں کی تبلیغ کیلئے تشریف لے گئے۔

نعتیہ دیوان: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہرہ آفاق نعتیہ کلام حدائق بخششکی طرح آپ کا نعتیہ دیوان اسامان بخشش بھی پڑھنے، سننے اور سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

وصال شریف: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت مقدس پاکیزہ اور بھرپور و مصروف زندگی مبارک گزار کر 14 محرم الحرام 1402ھ بہ طابق 12 نومبر 1981ء اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی نمازِ جنازہ اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف میں ہوئی جس میں لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پر انوار خانقاہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی شریف میں اپنے والد ماجد امام الحست اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے باعیں پہلو میں زیارت گاہ و خاص دعاء ہے۔

(۵) پانچویں نسبت راقم السطور کو شہر خیا، حاضر دربار مصطفیٰ، حضرت مولانا الحاج خسیاء الدین مدینی (۳) علیہ الرحمہ

(۳) حضرت سیدنا خسیاء الدین مدینی علیہ رحمۃ اللہ الکاظم

حضرت سیدنا قطب مدینہ کی ولادت با سعادت ۱۲۹۳ھ، ۱۸۷۴ء میں پاکستان کے شہر خیا کوٹ (سیالکوٹ) میں مقام کا اس والا ہوئی۔ یاغنوڑ سے بینی ولادت لکھتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا مصطفیٰ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ابتدائی تعلیم فیماہ کوٹ میں حاصل کی پھر مرکز الاولیاء (لاہور) اور دہلی میں کچھ عرصہ تحصیل علم کیا پا۔ آخر پہلی بھیت (بیوپی انڈیا) میں حضرت علامہ مولانا وصی احمد مجذوب شورتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تقریباً چار سال رہ کر علوم دینیہ حاصل کئے اور ذورہ حدیث کے بعد سنہ فراغت حاصل کی۔ اُبھے قسم امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے سپدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دستار بندی فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت بھی کی اور بجزف ۱۸ سال کی عمر میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنہ خلافت بھی پائی۔

کلی ہیں گھستان غوث الورثی کی
نیہ باغ رضا کے گلی خوشناہیں

روزانہ محفل میلاد

حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم سے بخون کی حدیک عشق تھا بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قنافی الرَّسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم کے منصب پر فائز تھے۔ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم ای آپ کا روزہ شبانہ مشغله تھا۔ اکثر زیارت کیلئے آنے والے سے استفسار فرماتے، آپ نعمت شریف پڑھتے ہیں؟ اگر وہاں کہتا تو اُس سے نعمت شریف ناماغت فرماتے اور خوب محتظوظ ہوتے، بارہا جذبات تاثر سے آنکھوں سے سیلِ اشک روایا ہو جاتا، روزانہ رات کو آستانہ عالیہ پر محفل میلاد کا انعقاد ہوتا۔ جس میں مدنی، ترکی، پاکستانی، ہندوستانی، شامی، مصری، افریقی، سوڈانی، اور دنیا بھر سے آئے ہوئے زائرین شرکت کرتے۔ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں اللہ عز وجل عجیب بھی کئی بار اُس مقدس محفل میں نعمت شریف پڑھنے کا فرق حاصل ہوا ہے میں نے ایک خاص بات قطب مدینہ کی محفل میں یہ دیکھی کہ حضور احیتام پر (بطورِ تواضع) دعائیں فرماتے تھے بلکہ کسی نہ کسی شریک محفل کو دعا کا حکم فرمادیتے۔ دعا کے بعد روزانہ لازمی لٹکر شریف بھی ہوتا تھا۔

راتیں بھی مدینے کی باتیں بھی مدینے کی
جنینے میں یہ جینا ہے کیا بات ہے جینے کی

طمع نہیں، منع نہیں اور جمع نہیں

حضرت قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک کریم انس اور شریف الفطرت بروگ تھے ان کی قربت میں انس و محبت کے دریا بہتے تھے اور سلف صالحین کی یاد تازہ ہو جاتی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخی اور یہت عطا فرمانے والے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے، طمع نہیں، منع نہیں اور جمع نہیں (یعنی لاچھ ملت کرو کر کوئی دے اور اگر کوئی بغیر مانگ دے تو منع ملت کرو اور جب لے لو تو جمع ملت کرو جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کوئی عطر پیش کرتا تو خوش ہو کر اُسے اس طرح دعا دیتے عطرِ اللہ آیا ملکم یعنی اللہ عز وجل تھا رے

سے حاصل ہے جو مدینہ الرسول و جوار روضہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ہر ۱۸ سال حاضر ہوئے اور تقریباً بھر جو ادا کئے۔ سوائے زمانہ حج ادا کرنے کے مدینہ منورہ کی پاک زمین سے باہر قدم نہ رکھا۔ قریب قریب بیشتر ۲۷ سال بارگاہ و رسالت ماب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہے اور آپ کے فیوض و برکات اور رحمتوں سے جھے پاتے رہے نہایت درجہ صالح العمل اور صاحب تقویٰ و طہارت اور پاکیزہ صورت و سیرت تھے سعودی حکومت انہیں مرعوب نہ کر سکی۔ ان کی نگاہ کرم نے مجھے بھی اجازت و خلافت کے لئے انتخاب فرمایا۔

اب میرے پاس ان عظیم مقدس اور مطہر نسبتوں کے سوا کچھ نہیں جو کچھ ہے وہ ان کے فیوض و برکات سے ہے۔ یہ انہیں کافیضان کرم ہے کہ اہل سنت کے علمی حلقوں میں اس ذرہ بے مقدار کو معرفت حاصل ہے اور اہل علم و دانش نگاہ احترام سے دیکھتے ہیں۔ جملہ اصحاب علم و معرفت سے دعاۓ مغفرت کا طالب ہوں۔ یہی نسبتیں میری دنیا و آخرت کی فلاح و نجات کا سلسلہ سہارا ہیں۔

ایک واقعہ کا اظہار اپنے لئے باعثِ رحمت و سعادت تصور کرتا ہوں۔ آج سورجہ ۲۱ جمادی الاولی ۱۴۲۳ھ یوم جمعۃ المبارک ہے، گز شتر شب یعنی ۲۰ و ۲۱ جمادی الاولی کی درمیانی رات یعنی شب جمعۃ المبارک میں ۳ بچے شب کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا کہ میں ایک ایسے مقام پر ہوں جہاں اعمال کا حساب ہو رہا ہے، بہت سے لوگ ہیں اور آیام مُعطر (خوبصوردار) کرے۔ آپ کو ٹھہرنا وہ اُمم، سرکار و دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور خصوصی سپد ناخوٹ لا عظم رضی اللہ تعالیٰ عن سے بے حد الفتن تھی ایک بار فرمائے گے، کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

بعد مردان روح و تن کی اس طرح تقسیم ہو

وصال

۲۰ ذوالحجہ الحرام ۱۴۲۰ھ - 10-10-81 بروز جمعۃ المبارک مسجد نبوی الشریف علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نویڈن نے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہا اور سپدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ٹکڑے شریف پڑھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح فقیر عُنقری سے پرواہ کر گئی۔ بعد عشش شریف کفن بچا کر سر اقدس کے نیچے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مجرمہ مقصودہ شریف کی خاک مبارک رکھی گئی۔ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دلبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کا غنّۃ اللہ شریف اور مختلف تبرکات ڈالنے لگئے۔ پھر کفن شریف بامداد حاگیا۔ بعد نمازِ عصر ذرود و سلام اور قصیدہ بردہ شریف کی ٹوپیج میں جنازہ مبارکہ انجام یا گیا۔

محبوب کی گلیوں میں ذرا گھوم کے لئے عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے لئے

پالا آخر بے شمار سو گواروں کی موجودگی میں سپدی قطب مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی آرزو کے مطابق جشنِ القیم کے اس سے میں جہاں اہلبیت اظہار علیہم الرضوان آرام فرمائیں وہیں سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار پر انوار سے صرف دو گز کے فاصلے پر سپری دخاک کیا گیا۔

میں بھی اپنے نمبر کا منتظر ہوں کہ مجھے میرے اعمال کا حساب لینے کے لئے طلب کیا گیا، میں حاضر ہوں لیکن حساب لینے والی ذات نظر نہیں آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں حساب لے کر مجھے حکم ہوا کہ جاؤ تم جنت میں میں وہاں سے رخصت ہو ا تو میں نے دیکھا کہ جنت میں جانے والے کچھ اور لوگ بھی اس جگہ بیٹھے ہیں جو جنت میں جانے والوں کے لئے ہے، میں بھی انہی کے پاس چلا گیا، اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب سے مجھے کافی روحانی سرور حاصل ہوا اور میں نے دعا کی کہ اے رب العالمین اگر یہ خواب شیطان کی طرف سے ہے تو مجھے اس کے مکر فریب سے اپنی حفاظت میں رکھ اور میرے ایمان و تيقین کو سلامت رکھ اور ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ رکھ اور اگر یہ خواب تیری جانب سے ایک بشارت ہے تو مجھے توفیق توبہ و انا بت عطا فرم اور زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرم۔ آمین ثم آمین۔

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَلِهٖ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

خادمُ العلماء والقراء

الفقیر طہیر احمد زیدی ابن سید دائم علی زیدی غفرانہما

۲۱ جمادی الاول ۱۴۳۷ھ یوم جمعۃ المبارک ۲۹ نومبر ۱۹۹۶ء

بیت السادات دودھ پور علی گڑھ۔ اندھیا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمة

بِاسْمِهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى جَلَّ وَعَلَا فَلَهُ الْحَمْدُ وَالشَّاءُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّهِ صَاحِبِ الشَّفَاعَةِ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلَى وَعَلَى إِلَهٍ وَأَصْحَابِهِ ذُوِّي الْقِدْرَةِ وَالضَّفَا.

سید الفقہاء، استاذ العلماء، فضل الاصفیاء، صدر الشریعت ابوالعلی احضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مصنف بہار شریعت نے پڑتائی تفسیر مفرما کے جملہ ابواب فقہ کو بہ شمول عقائد اسلام علم دین سے شغف رکھنے والوں کے لئے ان کی مادری زبان میں منتقل فرمایا کہ جملہ ابواب فقہ کو بہ شمول عقائد اسلام علم دین سے کل سترہ ابواب کے مسائل ضروریہ عامۃ الورود کو مکمل فرمایا تھا کہ سفر آخرت کا دعوت نامہ لگایا اور آپ اپنے رب سے واصل ہو گئے۔ باقی ابواب فقہ تشنہ تکمیل رہ گئے جن کے بارے میں آپ نے اپنے تلامذہ سے توقع فرمائی کہ ان میں سے کوئی سعادت مند ان کی تکمیل کرے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے یہ اس بندہ ناجیز کی خوش نصیبی ہے کہ بہار شریعت کے انیسویں حصہ باب الوصیۃ کی تالیف و ترتیب کی سعادت میرے حصہ میں آئی الحمد للہ تو
الْحَمْدُ لِلَّهِ (رب تعالیٰ قبول فرمائے)

بہار شریعت وہ منفرد اور عجوبہ روزگار کتاب ہے جس میں جملہ ابواب فقہ کے مسائل ضروریہ کو اردو ای مسلمانوں کے لئے ان کی مادری زبان میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ ہندوستان و پاکستان کے مسلمانوں پر حضرت مددوح علیہ الرحمہ کا یہ وہ احسان ہے جس کا شکر وہ تاضجع قیامت ادا نہیں کر سکتے۔ رب کریم مصنف علیہ الرحمہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ (آمین)

۱۹۸۰ء میں جب میں نے بہار شریعت کے انیسویں حصہ کا کام شروع کیا اس وقت ذہن میں یہ باتِ إلقاء ہوئی کہ بہار شریعت کو اب یہ مقام حاصل ہو گیا ہے کہ ملت کے نوجوان علماء جو مدارس عربیہ سے تحصیل علم کی فراغت کر کے نکلنے ہیں وہ روزمرہ پیش آنے والے مسائل سے متعلق فتویٰ بہار شریعت کے مطالعے سے لکھتے ہیں۔ صرف تحقیقی اور دشوار طلب مسائل میں اکابرین سابق اور مستند علماء فقہ کی تصانیف کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اسی لئے مناسب ہے کہ نو خیز علماء کونتوئی نویسی کے آداب و قواعد سے تعارف کرایا جائے اور بہار شریعت کی طرح وہ بھی مادری زبان اردو میں ہو۔ چنانچہ انیسویں حصہ کی تالیف سے فراغت کے بعد فتوئی نویسی سے متعلق قواعد و ضوابط اور اس سے متعلق مفتی کے لئے

ضروری اور اہم امور کی معلومات کی تالیف کا کام شروع کر دیا اور قواعد فقهیہ و اصول کلیہ میں سے بھی کچھ اصول و ضوابط بیان کئے جو دور جدید کے مفتیانِ کرام کی معلومات میں اضافہ کریں اور انہیں ان قواعد و اصول کی روشنی میں فتویٰ لکھنے میں سہولت ہو۔ بارگاہِ حق تعالیٰ میں دست بدعا ہوں کہ وہ میری اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کو علماء و طلباء و عوام کے لئے نفع بنائے۔ آمین

بلاشبک اس سے دینی رجحان رکھنے والے عامۃ المسلمين بھی اپنے علم میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ اور اپنے دینی جذبے اور علم کی تکمیل کو تکمیل دے سکتے لیکن مسائل کے احکام بیان کرنے اور فتویٰ دینے کا حق صرف ان ہی علماء کو حاصل ہے جنہوں نے علوم دینیہ عربیہ مستند صحیح العقیدہ علماء سے معیاری مدارس عربیہ میں حاصل کیے ہوں۔ قرآن پاک کا ترجمہ پڑھنے اور یاد کر لینے سے یا احادیث کا ترجمہ اردو زبان میں پڑھ لینے سے عام مسلمان احکام کی روح اور مسائل کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ خلافاً راشدین کے زمانہ مسعود و مبارک میں بھی مخصوص افراد صحابہ و تابعین میں سے ایسے تھے جن سے مسائل کے احکام معلوم کرنے میں رجوع کیا جاتا تھا۔ ہر صحابی یا ہر تابعی کو یہ مقام حاصل نہ تھا۔ اس لئے احکام شرعیہ کو حاصل کرنے میں اور دوسروں کو بتلانے میں فقہی کتابوں کے مطالعے کے ساتھ صاحب فہم و ادراک صحیح العقیدہ دینی عالم سے رجوع کرنا بہر حال ضروری ہے غیر عالم عامۃ المسلمين کے لئے قرآن کریم کا یہی حکم ہے۔ فرمایا:

﴿فَسْأَلُوا أَهْلَ الِّذِي كَرِّرَ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (۲۲) (۱)



(۱) ترجمہ کنز الایمان: تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (پ ۱۳، انخل: ۳۳)

دنیا کے علم کے عجائب میں سب سے بڑا عجوبہ فقہ الاسلام ہے

تعلیمات اسلام کی روشنی میں علماء اسلام نے دنیا کو جن علوم سے آشنا کیا ان میں سے علم حدیث، علم امام، الرجال (۱) اور علم فقه وہ علوم ہیں (۲) جن کی کوئی مثال و نظیر نہیں۔ ان علوم کی تدوین میں محققین اسلام نے جو مختصر، کاوشیں کیں، دور دراز سفر کی جو مشقتیں برداشت کیں اور جس طرح خدمتِ دین کو اپنی زندگی کا نصب لعین بنایا اور خالصاً وجہ اللہ دن رات اسی میں لگھ رہے یہ بھی اپنی نظیر آپ ہے۔

احکام فقہیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو محیط ہیں۔ افعال و اعمال انسانی کا کوئی فعل ایسا نہیں ہے جس کے لئے فقہ اسلام میں جواز یا عدم جواز کا حکم نہ بیان کیا گیا ہو۔ اگر کسی مسئلہ اجنبی سے متعلق صراحت حکم نہ ملت تو ایسے اصول و قواعد ضرور ملیں گے جن کے ذریعہ حکم معلوم کیا جاسکتا ہے۔ فقہ اسلام نے اپنے وسیع مفہوم کے ساتھ عالمی تمدن و معاشرت پر بھی گہرے نقوش قائم کئے ہیں اور ایک بہتر صلح اور فلاجی معاشرہ قائم کیا ہے اور دنیا کی اس کی طرف راہ نمائی کی ہے۔ بہت سے غیر مسلم محققین بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں اور انہوں نے اس کی جامعیت اور ہمہ گیری کا اعتراف بھی کیا ہے۔ جن غیر مسلم اہل علم اور قانون داں محققین نے فقہ اسلامی کی عظمت، جامعیت اور ہمہ گیری کا اعتراف کیا ہے ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔

(۱) فرانسیسی پروفیسر لامیر (۲) پروفیسر لیوی اوکان یہ پیرس کے کالج میں استاد تھے (۳) ڈاکٹر انتر یکوانسیا (۴) پروفیسر بیوار کا زیلی (۵) عظیم عیسائی رہنماؤ فارس الخوری (۶) مشہور مستشرق سانتیلانا (۷) لبنان کے عیسائی عالم سلیم باز (۸) جرمن کے مشہور قانون داں جوزف کوسلر (۹) دائنائیونیورسٹی کے لاء کالج کے پرنسپل شپرل (۱۰) پروفیسر و

(۱) علم حدیث میں اس سے مراد حدیث کا وہ خاص شعبہ علم ہے کہ جس میں رجالی حدیث یعنی راویوں کے حالات، پیدائش، وفات، اساتذہ و تلامذہ کی تفصیل، طلب علم کے لیے سفر، ثقد وغیرہ ثقد ہونے کے بارے میں ماہرین علم حدیث کے نیچے درج ہوں۔

یہ علم بہت وسیع، مفید اور دلچسپ ہے۔ اس علم پر سینکڑوں مختصر اور مطول کتابیں لکھی جا چکی ہیں جن میں کئی لاکھ اشخاص کے حالات زندگی محفوظ ہیں۔

(۲) علم اصول فقہ کی اصطلاحی تعریف:

علم اصول فقہ ایسا علم ہے جس میں اولہ کے ذریعے احکام ثابت کے جاتے ہیں اولہ سے مراد قرآن، حدیث، اجماع و قیاس ہیں۔ انھیں اصول فقہ بھی کہتے ہیں۔

میری (۱۱) امریکن ہارورڈ یونیورسٹی میں فلسفہ کے پروفیسر ہو گنگ اپنی کتاب میں ایک مقام پر لکھتے ہیں: میں اپنے آپ کو حق و صداقت پر محسوس کرتا ہوں جب یہ اندازہ لگاتا ہوں کہ اسلامی شریعت میں وہ تمام اصول و مبادیات موجود ہیں جو ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ یہ کتاب عربی میں ترجمہ ہو کر روح السياسۃ العالیۃ کے نام سے شائع ہوئی۔ (فقہ الاسلام مصنفہ حسن احمد الخطیب باب ہفتہم فصل ہفتہم)



کیا اسلامی فقہ روئی قوانین سے متأثر یا مانوذ ہے

بعض مستشرقین نے اسلام دینی کے اندر ہے تعصب کا شکار ہو کر یہ الزام تراشا کہ اسلامی فقہ روئی قانون سے مانوذ ہے۔ اس قسم کے خیالات کا اظہار گولڈز یہر، سائیلانا، شیرمان اور ایمیوس کی تحریروں میں کیا گیا بعد میں دیگر غیر مسلم عیسائی مصنفوں نے بھی اس کو ہوا دی۔ اور اس دعویٰ کو دور از کار، بے سرو پادلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی جنی انہوں نے اس سے یہ تو فائدہ حاصل کیا کہ عیسائی رائے عامہ کو گراہ کیا لیکن کاغذ کی ناڈیر تک باقی نہیں رہ سکتی اور دیر تک چل نہیں سکتی۔ بہت جلد اس دعویٰ کی قلعی کھل گئی اور حقیقت صادقہ صاف صاف سامنے آگئی۔

(۱) روئی قوانین بقول پروفیسر گبین اپنے دور اول میں صرف بارہ تختیوں کی تدوین پر مشتمل تھے۔ پھر یہ وقت فتوٹا شہنشاہوں کی خواہشات کے مطابق مختلف ادوار میں تبدیل ہوتے رہے ارتقاء روئی قانون کے مورخیں نہایت صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ روئی شہنشاہ و جستنیان کے دور میں اس پر زوال آیا اور اس شہنشاہ کی وفات ۶۵ھ کے بعد تو یہ بدترین اضمحلال کا شکار ہوا اور پھر اس کا چراغ ہی بجھ گیا۔ اس کے بعد یہ روئی قانون کلیساوں میں محدود ہو کر رہ گیا خود اہل یورپ بھی اس سے آشنا نہ رہے تقریباً ساڑھے چار سو سال کے بعد پھر اس کی نشأۃ ثانیہ ہوئی۔ (کتاب مباری قانون روما) یعنی قانون روما چھٹی صدی عیسوی کے نصف آخر سے لے کر گیارہویں صدی کے ربع اول تک گوشہ گنای میں رہا جب کہ فقہ اسلامی کی ابتداء ساتویں صدی عیسوی کی دوسری دہائی سے ہوئی اور دسویں صدی عیسوی تک اپنے عروج کو پہنچ کر کامل ہو گئی اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ جوزمانہ روئی قانون کے اضمحلال اور گوشہ گنای میں رہنے کا ہے۔ عین وہی زمانہ فقہ اسلامی کی ابتداء، نشوونما اور عروج و کمال تک پہنچنے کا ہے۔ لہذا فقہائے اسلام کا روئی قانون سے واقف ہونے اور استفادہ کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے برکس ایسے تاریخی شواہد موجود ہیں کہ روئی قانون کے علماء نے اس کی نشأۃ ثانیہ کے دور میں فقہ اسلامی سے استفادہ کیا اور اس کی چاپ روئی قانون میں صاف دکھائی دیتی ہے۔ جرمن مورخ موسکم اپنی کتاب تاریخ کلیساوں میں لکھتا ہے کہ پاپائے روم ہر برٹ فرانسیسی اپنی تعلیم میں اندلس کے عربوں کی کتابوں اور ان کے مدارس کا مرہون منت ہے۔ وہ ۹۳۷ء میں علم حاصل کرنے کے لئے ہسپانیہ گیا اور وہاں قرطبه اور اشبيلیہ میں عرب علماء کا شاگرد رہا۔ تفصیلات بیان کرتے ہوئے وہ آگے لکھتا ہے: لہذا انہوں نے یعنی پوپ ہر برٹ اور اس کے ساتھ اندلس میں عرب علماء سے علم حاصل کرنے والے عیسائیوں نے اس وقت جو دیوانی یا فوجداری قوانین فقہ اسلامی سے اخذ کئے یہ وہی قوانین تھے جنہیں انہوں نے جدید روئی قانون سے موسم کیا

تحا۔ (فقہ اسلام۔ بحوالہ تاریخ کلیسا)

(۲) ہدایہ کی شرح النہایہ کے حوالی میں ابوالولید عبد اللہ نے جو بیان کیا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور یہی ثابت ہوتا ہے کہ روی قوانین فقہ اسلامی سے مستفاد ہیں۔ ابوالولید اس حاشیہ میں بیان کرتے ہیں کہ پورپ کے طلباء جواندس کے شہر غرب ناطہ میں تحصیل علم کے لئے آتے تھے فقہ اسلامی کو اپنی زبان میں منتقل کرنے کے لئے بہت سرگرمی کا اظہار کرتے تھے کیونکہ چوتھی و پانچویں صدی ہجری میں ان کے ملکی قوانین بہت خراب تھے اس لئے وہ چاہتے تھے کہ اسلامی قوانین ان کے ممالک میں رانج ہوں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے فقہ اسلامی کو اپنے طور پر مرتب کر لیا تھا اور اپنے ملک کے حالات کے مطابق اس میں تبدیلی کر لی تھی۔ (فقہ الاسلام ۵۲۸)

(۳) مملکن و ادیان کا تقابلی مطالعہ کرنے والے علماء مذاہب عالم، مورخین اور اہل دانش خوب جانتے ہیں کہ قانون روما کوئی مکمل قانون نہیں ہے۔ دور اول میں وہ صرف بارہ تختیوں پر تحریر تھا۔ گیارہویں صدی کی چوتھی دہائی کے بعد اس کی نشأۃ ثانیہ میں اسلامی اثرات سے اس میں توسعہ کی گئی رفتہ رفتہ اس کی ضخامت میں اضافہ ہوا پھر بھی وہ جملہ حقوق انسانی اور اس کی قانونی ضرورتوں کا کفیل نہ ہوا کانہ آج تک اس میں اتنی وسعت پیدا ہو سکی کہ وہ انسانی معاشرہ کی جملہ انواع و اقسام اور عدل و انصاف کے جملہ تقاضوں کو پورا کر سکے اور انفرادی و اجتماعی حقوق انسانی کا تحفظ کر سکے۔ وہ ایک محدود دائرے میں محدود ہے جس میں انسانی زندگی کی وسیع تر ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ اس کے مقابلے میں فقہ اسلامی ایک بھرنا پیدا کنار ہے جس میں انسانی زندگی کے جملہ امور و معاملات خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی و جماعتی حیات سے متعلق ہوں یا موت سے، صحت و تندرتی سے متعلق ہوں یا امراض و اقسام اور ادویات و معالجات سے، حکومت و مملکت سے متعلق ہوں یا رعایا اور مجموعوں سے، جنگوں سے متعلق ہوں یا صلح و امن سے، مفاد عامہ سے ان کا تعلق ہو یا شخصی و ذاتی مفاد سے یا طہارت جسم، طہارت نفس اور طہارت فکر و خیال سے، غرض ہرشے کے فقہ اسلامی میں احکام بیان کئے گئے ہیں اور کسی بھی چیز کو چھوڑا نہیں گیا ہے۔ یہ خصوصیت و امتیاز قوانین روما کو کہاں حاصل ہے۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ قرآن و حدیث کی اپنی ایک زبان ہے۔ اپنا مخصوص انداز بیان ہے۔ اپنی اصطلاح ہے جو کسی دوسرے سے نہ مستعار ہے نہ مستفاد۔ روی قوم قانون اور قوانین کا لفظ استعمال کرتی ہے جب کہ قرآن و حدیث اس لفظ کو استعمال نہیں کرتے قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں کہیں یہ لفظ استعمال نہیں کیا گیا بلکہ اس کی بجائے وہ اپنی اصطلاح استعمال کرتا ہے اور وہ ہے احکام، امر و نہی، حرام و حلال، اثم و معصیت اور حدد و شعائر و شرائع وغیرہ، فقہ اسلامی نے بھی قرآن و احادیث کی ان ہی اصطلاح کو استعمال کیا ہے۔ یہ سب کچھ اس امر کا بین ثبوت ہے کہ فقہ اسلامی

قوائیں روما سے قطعاً مستفاد نہیں۔ یہ مستقر قمین کا نہ ساءہ نہیں ہے اور ان بھیلے پر اسے میں وہ بھی پوچھیں اور کمزوری کی پرده پوشی کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) میں نے اس کتاب میں کوشش کی ہے کہ میں علماء نقۃ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ پر ملکہ اُنہیں سائل بیان کرتے وقت اور کسی استغفار کا جواب لکھنے میں کسی امور کو پیش نظر رکھنے چاہیے اور یہ کہ سائل ٹھیک ہے یعنی کرنے اور فتویٰ نویسی کے لئے معیار علم کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ انہیں ان اکابر فقہاء و مجتهدین کی عظیمہ تخلیقیتیں فی معرفت بھی حاصل ہوئی چاہے جن کے اقوال و تصنیفات مستند اور مفتی بہائیں اور جن پر اعتقاد کیوں چاہا ہے اس سلسلے میں میں نے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت و فضائل کو خاص طور سے بیان کیا ہے اور ان کے معتمد علماء اور ان کی مستند تصنیفات سے بھی روشناس کر دیا ہے۔

(۲) قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ وہ (تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ) (۱) ہے یعنی اس میں ہر شے کا بیان ہے اور یہ کہ دین و دنیا کی تمام خشک و ترچیزوں کا بیان قرآن میں میں ہے۔ (وَلَا زَظِيبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (۴۰)) (۲) اس سلسلہ میں، میں نے کوشش کی ہے کہ اس امر کی وضاحت کروں کہ ہمارے اکابر فقہاء کرام خصوصاً مجتهدین فتنے فقہ اسلام مدون و مرتب فرماد کر قرآن مجید کے اس دعویٰ کو بقدر استطاعت ثابت کر دیا ہے۔ انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں طاقت بشری کے مطابق شمار و اندازہ سے زیادہ اتنے سائل و احکام بیان کر دیئے ہیں کہ وہی ترچیزوں کرنے سے رہ نہیں گئی ہے۔ انہوں نے سائل شرعیہ و فقہیہ میں اتنی کثیر تعداد میں اور اتنی ضخیم اور جامع کتاب میں تصنیف فرمائی ہیں جن کی صحیح تعداد بھی شمار میں نہیں پھر ان میں اتنے کثیر سائل بیان فرمادیئے ہیں جن کا نہ کوئی شمار نہ ہو نہایت، امت مسلم ان کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ فَجَزَ هُمُ اللَّهُ خَيْرُ الْجَزَّ اصراف بھی نہیں بلکہ انہوں نے مستقبل میں پیش آنے والے ممکنہ اور جدید سائل کا حکم شرعی معلوم کرنے کے لئے قرآن کریم اور احادیث شریفہ کی روشنی میں کچھ ایسے اصول کلیہ مرتب فرمادیئے جن سے علمائے دین جدید سائل کا علم حاصل کر سکیں۔ ان کی تعداد بھی سینکڑوں میں ہے میں نے علمائے فقہ کے لئے ان میں سے کچھ بیان کئے ہیں تاکہ ہمارے علماء کو ہولت ہو اور یہ سب کچھ فیضان ہے میرے اساتذہ خصوصاً حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اور میرے اکابر کا جن کے فیوض و برکات سے میں اس قابل ہو سکا کہ یہ تصنیف پیش کر سکوں ورنہ من آنم کہ من دالم۔ (۳)

(۱) ترجمہ کنز الایمان: (اس قرآن پاک میں) اپنے ترجمہ کا روشن بیان ہے۔ (پ ۱۱۲، انحل: ۸۹)

(۲) ترجمہ کنز الایمان: اور نہ کوئی تراور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔ (پ ۷، الانعام: ۵۹)

(۳) فارسی محاورہ ہے جس کا مطلب ہے کہ میں اپنے بارے میں جانتا ہوں کہ میں کیا ہوں۔

اصحاب علم و علمائے کرام سے گزارش ہے کہ اس تصنیف میں میری کم مائیگی اور بے بضاعتی کی وجہ سے جو کوتا ہیاں اور خامیاں ہوں از راہ کرم ان پر مجھے مطعون نہ کریں اور ہدف ملامت نہ بنائیں بلکہ اخلاص کے ساتھ اصلاح فرمادیں اور میرے لئے دعائے خیر و استغفار فرمائیں رب کریم انہیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

وَمَا تُؤْفِيقُ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَظِيمِ إِلَيْهِ الْمَرْجَعُ وَإِلَيْهِ مَأْبُ
وَاسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ وَعَلَى آلِهِ وَآصْحَابِهِ
وَعَلَى جَمِيعِ عُلَمَاءِ أُمَّتِهِ أَجْمَعِينَ أَمِينَ بْرَحْمَةِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
الْفَقِيرُ الْعَبْدُ رَأْيُ اللَّهِ الْصَّمَدُ

العبد الضعيف ظہیر احمد زیدی القادری

ابن السيد دائم علی زیدی غفرله ولوالدیہ

متوفی قصبه نگینہ ضلع بجنور محلہ سید واڑہ ساکن حال

بیت السادات روڈ پور علی گڑھ

مورخہ ۷ اصغر المظفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۲۸ اگست ۱۹۹۱ء یوم چہارشنبہ



جنتی اعرابی

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! ایسے عمل کی طرف میری راہنمائی فرمائیے کہ جب میں وہ عمل کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراو اور فرض تمماز ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو اور رمضان کے روزے رکھا کرو۔ یہ سن کر اعرابی نے کہا اس ذات پاک کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں نیمری جان ہے میں اس پر زیادتی نہ کروں گا۔ پھر جب وہ اعرابی لوٹا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے۔ (۱)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 رَبِّ الْعِزَّةِ وَلَا تُعْتَذِرْ وَتَعْمَلْ بِالْخَيْرِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
 سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ وَعَلَى أَهْلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَّا بَعْدُ:
 اسلام اور علم کی اہمیت

دنیا کے تمام مسلمان و آدیان میں صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس کو یہ فخر و شرف حاصل ہے کہ اس نے اپنے ہر ماننے والے کے لئے علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔ سب سے پہلی وجہ جو رسول کل و سید الکائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ طالہ وسلم پر غار حراء میں نازل ہوئی اس کا پہلا لفظ یہی ہے۔ اقراء (پڑھو) یعنی علم حاصل کرو۔ پہلی وجہ یہ ہے۔

(اقْرَا إِيَّا مِنْ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (۱) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلْقٍ (۲) إِقْرَا وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (۳) الَّذِي
 عَلَمَ بِالْقَلْمَنِ (۴) عَلَمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (۵)) (۱)

ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا فرمایا، آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا پڑھنا سیکھایا۔ آدمی کو سکھادیا جو نہ جانتا تھا۔

آیت کریمہ کا ایک ایک لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ اسلام میں علم کی اہمیت کس درجہ ہے کہ ایک ہی مقام پر دوبار علم حاصل کرنے کا حکم دیا پھر اس احسان کا اظہار فرمایا کہ یہ اس کا کرم ہے اس نے انسان کو علم بھی عطا فرمایا اور لکھنا بھی سکھایا۔ علم حاصل کرنے کا حکم دینے کے بعد قرآن نے دیگر جگہ علم حاصل کرنے والوں اور اہل علم کی عظمت و فضیلت بیان فرمائی اور جہالت کی سخت مذمت بیان فرمائی صاف الفاظ میں فرمادیا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ فرمایا:

(هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ) (۲)

(۱) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ (اقرَا ایام ربک الذی خلق)، باب ا، حدیث: ۲۹۵۳، ج ۳، ص ۳۸۳۔

پ ۳، لعلق: ۱۔ ۵۔

(۲) پ ۲۳، الزمر: ۹۔

کیا جانے والے اور نہ جانے والے برابر ہیں۔

مطلوب یہ کہ ہرگز ہرگز عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ جاہل تو کندہ ناتراش ہے اور علماء کو کتاب الٰہی اور انہیا، کرام علیہم السلام کا وارث بنایا گیا ہے قرآن فرماتا ہے:

(ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَبَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا) (3)

ترجمہ: پھر ہم نے اپنے منتخب اور چنیدہ بندوں کو قرآن کا وارث بنایا۔

یعنی کہ اولاً کتاب ہم نے اپنے پیارے رسول اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائی اور انہیں ماکان و مایکون کا علم (4) عطا فرمایا۔ پھر آپ کے بعد ہم نے اپنی کتاب کا وارث ان کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأُنْبِيَاٰ بے شک علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتی ان کی وراثت تو علم الٰہی اور علم دین ہے تجوہ اسے پالے گا وہ علم کا بڑا حصہ پالے گا۔ (5)

ایک اور مقام پر قرآن پاک میں فرمایا:

(يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْ كُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَتٍ) (6)

اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان لانے والوں کو اور ان ایمان والوں کو جو تم میں سے علم دیئے گئے درجوں بلند فرماتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایمان لانے کا دار و مدار بھی علم و معرفت ہی پر ہے اور پھر ایمان لانے کے بعد مزید علم حاصل کرنا درجوں بلند ہونے کا سبب ہے یہ رفت و بلندی، یہ عظمت و فضیلت ہرگز کسی جاہل، بے علم و بے شور کا نصیب نہیں ہو سکتی۔

ان آیات کریمہ کی تشریح میں علم کی اہمیت کے اظہار کے لئے نیز ایک مسلمان کو سچا اور پختہ مسلمان ہونے کے لئے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِيمٍ (7) وَمُسْلِمَةٌ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض نہیں ہے۔

(3) پ ۲۲، فاطر: ۳۲۔

(4) یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو گا اس کا علم۔

(5) جامی الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء في فضل الفقہ۔۔۔ (ان، الحدیث: ۲۶۹۱، ج ۳، ص ۳۱۲)۔

(6) پ ۲۸، الحجادۃ: ۱۱۔

(7) سنن ابن ماجہ، کتاب النہ، باب فضل العلاماء (ان)، الحدیث: ۲۲۲، ج ۱، ص ۱۳۶۔

دوسرا جملہ فرمایا: أَظْلِبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ إِلَى الْتَّخِيدِ (8) علم حاصل کرو پیدائش سے لے کر قبر میں جانے تک۔

اور فرمایا: أَظْلِبُوا الْعِلْمَ وَلُؤْكَانَ بِالصِّنْفِينِ (9)

علم حاصل کرو چاہے تمہیں اس کے لئے چین تک جانا پڑے۔

ان تمام آیات اور احادیث سے بلاشبہ و شبہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے علم حاصل کرنے کو ہر چیز پر ترجیح دی ہے اور اسلام قطعاً یہ اجازت نہیں دیتا کہ کوئی بھی مسلمان خود کو علم سے محروم رکھے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سا عالم ہے جس کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے اور جس کو حاصل کرنے کا پیدائش سے لے کر موت تک حکم دیا گیا ہے اور اگر اس کے حصول میں چین جیسے دور دراز ملک میں جانے کی مشقت اور تکلیف بھی اٹھانا پڑے تو ضرور اٹھائے مگر علم حاصل کرے۔ ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تمام علوم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ کیونکہ اول تو علوم کی تعداد ہی شمار سے باہر ہے پھر ہر علم کی وسعت اس قدر ہے کہ اس کا احاطہ ناممکن، تو اگر تمام علوم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا جائے تو یہ تکلیف مالا یطاں ہو گی، یعنی یہ ایسا حکم ہو گا جس کا پورا کرنا انسان کی طاقت و قدرت سے باہر ہو گا اور شریعت ہرگز ہرگز کوئی ایسا حکم نہیں دیتی جو انسان کی قوت و استطاعت سے باہر ہو۔ نہ ہی اس حکم کا یہ مطلب ہے کہ علم حاصل کرو خواہ وہ کوئی سا بھی علم ہو کیونکہ بہت سے علم ایسے ہیں جن کا حاصل کرنا شریعت حرام یا ناجائز قرار دیتی ہے۔ بلکہ بعض علم ایسے ہیں جن کا حاصل کرنا کفر ہے۔ یعنی جو علوم انسان کو گراہی کی طرف لے جائیں فرق و فجور اور معصیت الہی میں بدلاؤ کریں، ان کا حاصل کرنا سخت حرام ہے اور جو علوم انکار خدا اور کفر و الحاد وغیرہ میں بدلاؤ کر دیں، ان کا حاصل کرنا کفر ہے۔ تو حدیث پاک میں جس علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض قرار دیا ہے اس سے مراد نہ کلی علوم ہیں اور نہ یہ کہ کوئی سا بھی علم حاصل کرو تو لازمی طور سے اس علم سے وہی علم مراد ہو سکتا ہے جو انسان کو حق و صداقت کی طرف لے جائے۔ شرک و کفر اور ہر قسم کی گمراہی سے بچائے اور اللہ کا فرمانبردار اور اطاعت شعار بندہ بنائے کیونکہ اسلامی تعلیمات اور بعثت و رسالت کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسان اپنے خالق کو پچانے، اس کی وحدانیت کا اقرار کرے، کفر و شرک اور ہر قسم کی گمراہی و معصیت سے بچے، اپنے رب کے احکام سے واقفیت حاصل کرے تاکہ ان پر عمل کر کے اس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرے اور انسانی معاشرت کو پاک و صاف بنائے اور ایسا علم سوائے علم شریعت و علم دین کے کوئی دوسرا علم نہیں ہو سکتا۔ اس شریع

(8) روح البیان،الجزءالیام عشر،سورۃالکھف،تحت الآیۃ: ۱۶: ج ۵، ص ۲۷۲۔

(9) الجامع الصغیر،الحدیث: ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ص ۲۷۲۔

سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جو علم حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے وہ صرف علم دین ہے باقی علوم فرض کا درجہ نہیں رکھتے۔ اگر وہ گمراہی کی طرف نہیں جاتے تو ان کا حاصل کرنا جائز ہے، جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ علم دین حاصل کرنے والوں کی فضیلت میں بہت سی احادیث ہیں۔ مشتبہ نمونہ از خردارے یہ چند احادیث بیان کی جاتی ہیں۔ (10)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا إِلَيْنَا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ

جس نے تلاش علم کی راہ اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی راہ آسان فرمادے گا۔ رواہ مشکوٰۃ (11)

حضرت ابو درداء کی روایت میں اس حدیث میں مزید تفصیل ہے اس میں مذکورہ بالا حدیث کے ساتھ یہ بھی روایت ہے کہ ملا گکہ علم حاصل کرنے والے کی رضا اور خوشی کے لئے اپنے پر بچاتے ہیں اور عالم کے لئے زمین و آسمان کی ہر چیز دعائے مغفرت کرتی ہے حتیٰ کہ سند رکی تھے کی مچھلیاں بھی اس کے لئے دعائے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی عظمت اور علوم رتبت عابد پرائی ہے جیسے چودھویں رات کے ماہ تمام کو باقی تمام ستاروں پر۔ (12)

إِنَّمَا أَنْهَاكُمُ الْعَالَمُونَ عَنِ الْعَابِدِ كَفَضْلِ عَلَى أَذْنَاهُ كُمْ
عالم کو عابد پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی مجھے تمہارے کمتر درجے کے آدمی پر۔ رواہ مشکوٰۃ (13)

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الْعِلْمُ ثَلَاثَةُ آيَةٌ هُنْكَرَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا يُسُوِي ذَلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ

یعنی یہ کہ علم دین تین چیزیں ہیں: (۱) قرآن پاک کی آیات م محکمہ جو منسوب نہیں ہیں (۲) صحیح و ثابت شدہ احادیث (۳) وہ احکام جو قیاس و اجتہاد سے مستبط ہوں اور جوان کے علاوہ علوم ہیں وہ مذاکرہ ہیں۔ یعنی علم دین اور علم شریعت تو یہی تین علوم ہیں۔ رب ہے دیگر علوم تو ان کا حاصل کرنا اگر جائز بھی ہو وہ علم شریعت میں داخل نہیں مذاکرہ میں

(10) یعنی علم کی فضیلت میں احادیث بہت کثرت سے وارد ہوئی ہیں لیکن یہاں بطور نمونہ چند احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

(11) سنن ابن ماجہ، کتاب النہ، باب فضل العلماء والمحث على طلب العلم، الحدیث: ۲۲۳، ج ۱، ص ۱۳۵۔

(12) جامع الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء في فضل الفقد على العباد، الحدیث: ۲۶۹۱، ج ۲، ص ۳۱۲۔

(13) المرجع السابق، الحدیث: ۲۶۹۳، ج ۳، ص ۳۱۳۔

(14) سنن ابن ماجہ، کتاب النہ، باب راجتباً الرأي والقياس، الحدیث: ۵۲، ج ۱، ص ۱۳۰۔

و سنن البی داود، کتاب الفرائض، باب (ما جاء) فی تعلیم الفرائض، الحدیث: ۲۸۸۵، ج ۳، ص ۱۶۳۔

شامل ہیں کہ اگر کسب معاش کے لئے کوئی علم حاصل کیا جائے اور اس کا حاصل کرنا شرعاً منوع نہ ہو اور وہ حاصل کیا جاتا ہے، وہ ایک مذکورہ ہے۔ ان تفصیلات سے ان حضرات کی یہ غلط فہمی دور ہونی چاہیے کہ حدیث: طلبِ اعلم فریضۃ علیٰ مکن مُسلِّم و مُسْلِمۃ (15) میں طلبِ اعلم سے مراد کوئی سابقی علم حاصل کرنا ہے اگر ایسا ہو تو پھر قرآن پاک کا نزول اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات یعنی ذخیرہ حدیث بے مقصد ہو کر رہ جائیں گے کیونکہ نزول قرآن کا مقصد ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اس کے بندوں تک پہنچیں ارشادات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کی تشریع و عملی تفسیر بیان کریں تاکہ امت ان کا علم حاصل کرے اور ان پر رضاۓ الہی حاصل کرنے کے لئے عمل پیرا ہو۔



(15) الحجۃ الکبیر، الحدیث: ۱۰۳۹، ج ۱۰، ص ۱۹۵۔

درود البیان،الجزء الحادی عشر،سورۃ التوبۃ،تحت الآیۃ ۱۲۲، ج ۳، ص ۵۳۶۔

فقہ کیا ہے؟

لفت میں فقہ کے معنی ہیں کسی شے کا جانا پھر یہ لفظ علم الشریعہ کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ علم، اصول کی اصطلاح میں علم فقہ کی تعریف یہ ہے کہ فقہ و علم ہے جس میں احکام شریعہ فرعیہ کا خامن کے تفصیل دلائل کے ساتھ حصہ کیا جائے اور فقباء کے بیان علم فقہ کی جو تعریف بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ علم فقہ امام ہے احکام شریعہ اور مکمل شریعہ کا علم حصہ کر کے ان کو حفظ کر لینا اور اہل حقیقت و معرفت نے علم فقہ کی تعریف ان افظوں میں بیان فرمائی ہے کہ علم فقہ کا مطلب ہے علم احکام شریعت کو عمل میں لانا۔ بقول سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ کے فقہ تو وہی ہے جو دنیا سے اعراض کرے اور آخرت کی طرف راغب ہو اور اپنے عیوب پر نظر رکھے۔ (1)



فقہ کی ضرورت

فقہ کی تعریف سے یہ امر واضح ہو گیا کہ فقہ کا مطلب احکام و مسائل شریعت سے واقفیت حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ درحقیقت فقہ ہر مسلمان کی بنیادی ضرورت ہے۔ سید الکل، ختم الرسل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقاصد بعثت ہی میں اللہ عزوجل نے اس طرف اشاعت فرمایا:

(لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتَّلَوُ عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُعِلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ) (۱)

یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنین پر یہ احسان عظیم فرمایا کہ ان میں انہیں کے نفوس میں سے ایک عظمت والا رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے (یعنی احکامِ الہیہ بیان کرتا ہے (اور ان کا تزکیہ نفس فرماتا ہے اور ان کو کتاب (یعنی قرآن پاک) اور حکمت و دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔

مطلوب یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم خاص سے مومنین پر یہ انعام و احسان فرمایا کہ اپنے احکام و مرضیات اور اپنی کتاب و حکمت کی تعلیم کے لئے اپنا ایک عظمت والا رسول بھیجا تا کہ وہ تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کے احکام بیان فرمائے اور ان پر عمل کر کے تمہارے نفوس کو پاکیزہ تر بنائے۔ اور احکامِ الہیہ کے جاننے کا نام ہی فقہ ہے اس آیتِ کریمہ میں اللہ عزوجل نے مقصدِ رسالت کی وضاحت کے ساتھ آپ کی مقدس ذات کی عظمت و رفتہ کو بھی بیان فرمایا جس کا اظہار لفظ مَنَ سے ہوتا ہے۔ دوسری آیت میں تمام امت کو یہ حکم دیا کہ (وَمَا أَشْكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا أَنْهَكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا) (۲)

جو کچھ تمہیں عظمت والے رسول دیں وہ لے لو (یعنی اس پر عمل کرو) اور جس چیز سے یہ تمہیں روکیں منع فرمائیں اس سے باز رہو (یعنی اس پر عمل نہ کرو اس سے رک جاوے)۔

اس آیت سے بھی مراد احکامِ الہی ہی ہیں اور انہیں کا دوسرا نام علم فقہ ہے۔ ایک جگہ قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب کر کے فرمایا:

(۱) پ ۲۸، آل عمران: ۱۶۳۔

(۲) پ ۲۸، الحشر: ۷۔

(يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ إِذْ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ مَا يُلْعَنُ بِلَغَّهُ مَا أُنزَلَ إِلَيْكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا أَنْذَلْنَاكَ مِنْ رِّسْلَتِنَا) (3)
 اے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے تمہارے رب کی طرف سے تم اس کی تبلیغ کرو یعنی دوسروں تک پہنچا دو اور اگر تم نے یہ نہ کیا اور پیغام الہی کو امت تک نہ پہنچایا تو تم نے کار رسالت کو (یعنی رسالت کے کام کو) انجام نہ دیا۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور سید الکائنات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت و تشریف آوری کو احسان عظیم قرار دیا اور احکام الہی اور کتاب و حکمت کی تعلیم اور ان پر عمل کر کے تزکیہ نفس کرنا مقصد رسالت بیان فرمایا۔ امت کو حکم دیا کہ وہ آپ کی تعلیمات کو حاصل کرے اور جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے بازر ہے پھر جو ان احکام الہی پر عمل کرے آپ کی اتباع اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت و فرمانبرداری کرے اس کے لئے فوز عظیم کی خوشخبری سنائی، فرمایا:

(وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزاً عَظِيمًا) (۱، ۴) (4)

اور جو اللہ جل و علا اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت و فرمانبرداری کرے تو اس نے عظیم کامیابی حاصل کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ علم فقہ حاصل کیے بغیر نہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جاسکتی ہے نہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمانبرداری اور اتباع کی جاسکتی ہے نہ حکمت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ تزکیہ نفس، اس لئے علم فقہ تمام امت کے لئے ایک لازمی ضرورت ہے جو اسے حاصل کریگا وہ فائز المرام ہو گا اور جو اس سے جاہل و نا بلدر ہے گا اسے اپنے ایمان کو قائم رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا بھی مشکل ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ لازمی طور پر فقہ کا علم حاصل کرے گل نہ کہی تو بقدر ضرورت ہی فقہ کا علم حاصل کرے تاکہ اپنے ایمان کا تحفظ تو کر سکے۔



(3) پ ۶۷، المائدہ: ۶۷۔

(4) پ ۲۲، الاحزاب: ۲۲۔

علم فقه کی فضیلت:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ کتب فقہ کا مطالعہ کرنا قیام اللہیل سے (یعنی رات کی عبادت سے) بہتر ہے۔ (1)
صاحب ملحوظ نے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت امام محمد علیہ الرحمۃ والرضوان
فرماتے ہیں کہ انسان کو سب سے پہلے حلال و حرام اور احکام شرعیہ و مسائل فقہیہ کا علم حاصل کرنا چاہیے اس کے مقابلے
میں اسے دیگر علوم کو ترجیح نہیں دینی چاہیے صرف ان ہی میں انہماں مناسب ہے۔ (2)

تمام علوم میں علم فقہ ہی اپنے وسیع مفہوم کے ساتھ اشرف و اعلیٰ ہے۔ کسی صاحبِ ذوق نے کیا خوب کہا ہے۔

إِذَا مَا اعْتَزَّ ذُو عِلْمٍ بِعِلْمٍ
فَعِلْمُ الْفِقْهِ أَوْلَى بِاعْتَزَازٍ
فَكَمْ طَيْبٌ يَفْوَحُ وَلَا كَيْسَرٌ
وَكَمْ طَيْرٌ يَطْيَرُ وَلَا كَبَازٌ (3)

مطلوب:

جب کوئی ذی علم کسی علم سے عز و شرف حاصل کرنا چاہے تو صرف علم فقہ ہی کو یہ عظمت حاصل ہے کہ اس سے
عز و شرف حاصل کیا جائے کیونکہ خوبصورتی ہیں لیکن مشک جیسی کوئی خوبصورتی ہیں اور پرندے تو سب ہی اڑتے
ہیں لیکن ہر ایک کا اڑنا باز جیسا نہیں ہے۔

علم فقه کی عظمت و فضیلت یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی اور اس کو لفظ خیر سے تعبیر فرمایا جو
کسی شے کی مدرج میں ایک جامع اور وسیع المفہوم لفظ ہے فرمایا:

(وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُولَئِنَّ خَيْرًا كَثِيرًا) (4)

یعنی جس کو حکمت دی گئی اسے یقیناً خیر کثیر عطا کی گئی۔ ارباب تفسیر نے لفظ حکمت کی تفسیر فقہ سے فرمائی ہے اس
تفسیر کی روشنی میں علم فقه خیر کثیر ہے اور فقہاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے خیر کثیر سے نوازا ہے حضور شافع یوم النشور، شارع

(1) الدر المختار، المقدمة، بجزء ۱، ص ۱۰۰۔

(2) الملحوظ، کتاب الخارج، باب الفوائد و الحکایات، ص ۲۵۹۔

(3) الدر المختار، المقدمة، بجزء ۱، ص ۱۰۳۔

(4) پ ۳، البقرہ: ۲۶۹۔

حدائقہ و اسرار فرماتے ہیں، امن، تکریب اور حکم تو ایقافیہ فی الدین (۵) اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ گردانے ہے اسے دیکھ میں طھیہ برداشت ہے۔

حضرت ابن حجر العسکری رحمۃ اللہ علیہ و آله و سلم میں فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بندوں سے ہر شے کے بارے میں سوال کیا ہے اس کی وجہ پر خوش ہو موصیل ایسی امور ہو اور سن نیت اور اخلاص عمل کے ساتھ آفات نفس سے بچنے کے لئے حاصل کیا گی اور اس کے بارے میں کوئی سوال نہ ہو گا کیونکہ وہ غیر حکم ہے۔ (۶)

رسول از مدحی از تعلیٰ عذیبہ اللہ و سلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کو اٹھائے گا پھر علماء کو اٹھائے گا پھر فرمائے گا: اے علماء میں نے تمہیں اپنا علم نہیں دیا مگر اس لئے کہ میں تمہیں جانتا تھا اور میں نے تمہیں اپنا علم اس لئے نہیں دیا کہ میں تمہیں عذاب دوں۔ جاؤ میں نے تم سب کو جنس دیا۔ (۷)

یہ وہ لوگ ہیں جن کا علم و عمل خالصتاً لوجه اللہ ہے اور جنہوں نے (وَمَا أُمِرْوًا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينُ) (۸) کے متعلقی کو سمجھا اور اس پر عمل فرمایا۔ علماء فرماتے ہیں کہ ایسے علماء صالحین سے قیامت میں ان کے علم سے متعلق سوال اس لئے بھی نہ ہو گا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعا کرنے کا حکم دیا (رَبِّنِيَ رَبِّنِيَ عَلَيْهِ) (۹) اے رب تو مجھے علم عظیم عطا فرم اک درجات بلند فرم ا۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے حبیب سے اور آپ کی ایجاد میں آپ کی امت سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کا طالب ہے اس لئے یہ اس کی شان کرم نہیں ہے کہ یہ حکم دینے کے بعد پھر علماء سے ان کے علم کے بارے میں سوال کرے۔ اس لئے نقد کی مدح و ثناء اور اس کی فضیلت میں کہا گیا ہے۔

يَكُونُ إِلَى كُلِّ الْعُلُومِ فَقُوَّلَّةَ
وَخَوْرُ عُلُومٍ عِلْمُ فَقْوَلَةٌ

(۵) صحیح البخاری، باب اعلم، باب من يرد اللہ ب... راجع، الحدیث: ۳۴۷، ج ۱، ص ۳۲.

(۶) ارشاد و اسناد، الفتن والدراث، فاسکو: بکل شیخی رسائل عن... راجع، ج ۱، ص ۳۳۸.

(۷) مجمع الاوسط، الحدیث: ۳۲۹۳، ج ۳، ص ۱۸۲.

و راحیہ، علوم الدین، کتاب العلم، الباب الاول فی فضل العلم... راجع، ج ۱، ص ۲۲.

(۸) پ ۳۰، المسیح: ۵۔

ترجمہ کنز الایمان: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں زیر اسی پر عقیدہ لاتے۔

(۹) پ ۱۶، ط ۱۱۳.

ترجمہ کنز الایمان: اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

فَإِنَّ فَقِيهًا وَاحِدًا مُتَوَزِّعًا

عَلَى الْفِذْقِيَّةِ زُهْدٌ تَفَضَّلَ وَاعْتَلَى (10)

ترجمہ: تمام علوم کے مقابلہ میں علم فقہ ہی سب سے بہتر علم ہے کیونکہ یہی علم تمام عظمتوں اور بلندیوں کے لئے وسیلہ و ذریعہ ہے بلاشبہ ایک صاحب ورع و تقویٰ فقیہ ہزار عابدوں، زادبوں پر فضیلت و بلندی رکھتا ہے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو علم و معرفت کی عظمتوں کے حال ہیں:

مَا الْفَضْلُ إِلَّا لِأَهْلِ الْعِلْمِ

وَوَزْنُ كُلِّ أَمْرٍ يُحِلُّ مَا كَانَ يُحْسِنُه

فَفُزْ بِعِلْمٍ وَلَا تَجْهَلْ بِهِ أَبَدًا

أَنْهُمْ عَلَى الْهُدَىٰ لِمَنِ اسْتَهْدَىٰ أَدَلَّهُمْ

وَالْجَاهِلُونَ لَا هُلُّ الْعِلْمِ أَعْدَاءُ

النَّاسُ مَوْتٍ وَأَهْلُ الْعِلْمِ أَحْيَاءً (11)

مطلوب:

فضل و شرف تو صرف علمائے شریعت کے لئے ہی ہے کیونکہ یہی علماء رشد و ہدایت چاہئے والوں کی ہدایت کے راہ نما ہیں۔ ہر شخص کی قدر و قیمت اس کے حسن عمل سے ہے اور جاہل و بے علم لوگ اہل علم کے دشمن ہیں۔ پس تم حصول علم میں کامیابی حاصل کرو اور جہالت سے ہمیشہ بچتے رہو کیونکہ اہل علم حیات ابدی پاتے ہیں اور جاہل عوام: حالت زندگی بھی مردہ ہیں۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا حیاء العلوم میں فرماتے ہیں حضور علیہ اصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ حکمت (یعنی تفکہ فی الدین) اہل شرف کے شرف کو بڑھاتی ہے غلام کا درجہ بلند کرتی ہے اور اسے شاہوں کی مجلسوں میں بخادیتی ہے۔ (12) اور یہ بھی ایک مشہور مقولہ ہے: لَوْلَا الْعُلَمَاءُ لَهُلَكَ الْأُمَّةُ (13) اگر علماء نہ ہوتے تو امراء ہلاک ہو جاتے۔ مطلب یہ کہ امراء جب اپنی انسانیت، امارت اور حکومت کے زعم میں اللہ و رسول (عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ ہالہ وسلم) کی نافرمانی اور خواہش نفس کی پیروی میں کفر و ضلالت کا راستہ اختیار کرتے ہیں اس وقت علماء حق ہی انہیں اس سے روکتے ہیں اور عذاب آخرت سے انہیں بچاتے ہیں۔



(10) الدر المختار، المقدمة، ج ۱، ص ۳۰۲۔

(11) الدر المختار، المقدمة، ج ۱، ص ۳۰۵۔

(12) احیاء علوم الدین، کتاب الحلم، الباب الاول فی فضل الحلم... الخ، ج ۱، ص ۲۰۰۔

و حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۸۲۳۵، ج ۲، ص ۱۸۵۔

(13) الدر المختار، المقدمة، ج ۱، ص ۳۰۶۔

شرعی اور فقہی اعتبار سے علم کی اقسام

شرعی نقطہ نگاہ سے حصول علم کی کئی قسمیں ہیں۔ پہلی قسم تودہ علم ہے جس کا حاصل کرنا شریعت میں ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے جسے عقائد اسلام کا علم کہ اگر دہ اسلام کے ضروری عقائد کو نہ جانے گا جو کہ اسلام کی بنیاد ہیں تو دہ کس طرح اسلام پر قائم رہے گا اور جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جو اسلام کے پانچ اركان سے ہیں ان پر عمل کرنے کے لئے ان کے فرائض و واجبات اور ضروری مسائل کا علم، یہ علم کہ شریعت میں حلال کیا ہے اور اس چیز کا علم کہ کن کن چیزوں سے دین ختم اور بر باد ہو جاتا ہے تاکہ ایسی چیزوں سے بچے اور دور رہے اور فرائض و واجبات کی ادائیگی صحیح طریقہ سے انجام دے اور مشابہات میں جتنا نہ ہو جیسا کہ تسبیثیں میں ہے کہ بلاشبہ و شبه اسلام کے بنیادی اركان خرہ کا علم حاصل کرنا فرض ہے اور علم الاخلاص کا حاصل کرنا بھی کیونکہ عمل کے صحت و ثواب کا دار و مدار اسی پر ہے اسی طرح حلال و حرام اور ریاء و سمعہ کا علم بھی کیونکہ اگر عمل میں ریاء شامل ہو جائے تو ہر عبادت بے روح اور عابد ثواب سے محروم ہو جاتا ہے اور عجب (1) دغور اور حد کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے کیونکہ یہ چیزیں بھی اعمال کو سوخت اور ضائع کر دیتی ہیں اور بیع و شرا کا علم، (2) نکاح و طلاق اور دیگر معاملات کا علم ان لوگوں کو حاصل کرنا ضروری ہے جو ان معاملات سے متعلق ہوں اور محرمات الفاظ کا علم اور کفریہ کلمات کا علم بھی حاصل کرنا ضروری ہے۔ فرماتے ہیں: بخدا یہ اہم ترین چیز ہے اس زمانے میں محرمات الفاظ اور مکفر کلمات کا علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اب عوام بلا خوف و بلا جھجک ایسے الفاظ اور ایسے جملے بے تکلف بول دیتے ہیں جو انہیں دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں اور وہ اپنی غفلت، لاعلمی اور بے توجہی سے ان کی خطرناکی کو نہیں سمجھتے اور اپنا ایمان ضائع کر بیٹھتے ہیں اس لئے احتیاط کا تقاضا ہے کہ وہ روزانہ ہی اپنے ایمان کی تجدید کر لیا کریں کہ کہیں لاعلمی میں کوئی کفری کلمہ یا کفری عمل کا صدور تو نہیں ہو گیا۔ (3)



(1) خود پسندی۔

(2) یعنی خرید و فروخت کا علم۔

(3) ردمختار، المقدمة، مطبع: فی فرض الکفایۃ وفرض انصیں، ج ۱، ص ۷۱۰۸۔

دوسری قسم

علم کی وہ ہے جس کا حاصل کرنا شریعت میں فرض کفایہ ہے یعنی جس کا حاصل کرنا اور بحالانا ضروری تو ہو مگر ہر فرد پر نہیں یہ ضروری نہیں کہ ہر آدمی کرے بلکہ اگر کچھ لوگ بھی اسے کر لیں گے تو مقصود حاصل اور فرض کی ادائیگی ہو جائے گی، باقی لوگ گنہگار اور تارک فرض نہ ہوں گے۔ تبیین میں فرض کفایہ کی یہ تشریح کی گئی ہے کہ فرض کفایہ وہ علم ہے کہ انسانی معاشرت اور امور دنیا کو قائم رکھنے میں اس سے استغنا و صرف نظر نہ کیا جاسکے جیسے علم طب، علم لغت، علم تراث، اسناد احادیث کا علم، وصایا و راثت کی تقسیم، تابعیت، معانی و بدائع و بیان، معرفت، ناسخ و منسوخ اور علم عام، خاص، نص اور ظاہر کا، یہ علوم تفسیر و حدیث کے لئے ضروری ہیں۔ ایسے ہی علم الاشار والاخبار، علم اسماء الرجال، (1) علم اسماء صحابہ ان کے فضائل اور ان کے عدالت فی الروایۃ، ان کی عمریں اور علوم صنعت و حرفت، فلاحت و کاشت وغیرہ ایہ تمام علوم فرض کفایہ میں داخل ہیں۔ (2)



(1) احادیث کے روایوں کے بارے میں جانے کا علم۔

(2) رد المحتار، المقدمة، مطلب: فی فرض الکفایۃ و فرض العین، ص ۱۰۸۔

تیسرا قسم

علم کی وہ ہے جس کا حاصل کرنا شرعاً مندوب و مستحسن ہے اور وہ ہے فقہ میں تحری و مہارت پیدا کرنا اور اس پر عبور حاصل کرنا، اور علم القلب میں مہارت پیدا کرنا۔ تحری فی الفقہ کا مطلب یہ ہے کہ فقہ میں اس کی معلومات زیادہ سے زیادہ ہوں اور اس کی گہرائیوں اور باریکیوں پر نظر رکھتا ہو اور اس سے متعلق دیگر علوم شرعیہ میں بھی اسے مہارت تامہ اور ملکہ حاصل ہو۔ علم القلب سے مراد علم الاخلاق ہے اور علم الاخلاق کا مطلب ہے کہ انواع فضائل اخلاقی کون کون سی ہیں اور ان فضائل کو حاصل کرنے کے کیا طریقے ہیں اور رذائل اخلاقی کی تسمیں کیا کیا ہیں اور ان سے بچنے اور محفوظ رہنے کے راستے کون کون سے ہیں۔ (۱)



چوتھی قسم

علم کی وہ ہے جو حرام ہے جیسے فلسفہ کا وہ حصہ جس میں عالم کے قدیم ہونے، خدا کا انکار کرنے، آسمانوں کے وجود کا انکار کرنے اور دیگر کفریات و محرمات کی تعلیم دی جاتی ہو لیکن اگر کوئی شخص اپنے اسلام کی پیشگی کے ساتھ ان کا رد کرنے کے لئے اور لوگوں کو اس علم کی گمراہی سے بچانے کے لئے اس کا علم حاصل کرے تو یہ جائز ہے۔ شعبدہ بازی، سحر، کہانت اور منطق کے علم کا وہ حصہ جس سے ضلالت و گمراہی پیدا ہوان سب کا حاصل کرنا حرام ہے اسی طرح علم تنجیم (یعنی علم جموم) بھی ہے کہ اگر اس علم سے مقصود یہ ہو کہ اس کے ذریعہ سے ماہ و سال، اوقات صلوٰۃ و سمتوں اور موسموں کی اقسام کا حال معلوم کیا جائے اور زکوٰۃ و حج کے اوقات کو جانا جائے تو مضمون نہیں یہ جائز ہے اور اگر علم تنجیم سے مقصود یہ ہو کہ اس کے ذریعہ سے آنے والے حوادث کو معلوم کیا جائے اور غیری امور بتانے کے لئے استعمال کیا جائے اور ستاروں کی گردش کے دنیا پر اثرات ظاہر کرنے کے لئے حاصل کیا جائے تو حرام ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جموم کا اتنا علم حاصل کرو جس سے تم اپنے بھری و بڑی سفر میں راستوں کی شناخت کر سکو اس سے زیادہ نہیں۔ علم جموم اگرچہ آسمانی علم ہے جو سیدنا حضرت اور لیس علیہ السلام کو دیا گیا تھا اور وہ ان کا معجزہ تھا اس میں ظن و تجھیں (یعنی گمان و اندازہ) یا حسابیات کو دخل نہ تھا وہ ایک روحانی قوت تھی جو من جانب اللہ عطا کی گئی تھی وہ علم باقی نہیں رہا بعد میں لوگوں نے ظن و تجھیں اور حسابیات سے کام لینا شروع کر دیا اور ستاروں کے اثرات کو موثر بالذات مان لیا جو اسلام کے قطعاً منافی ہے۔ (1)

علم رمل (2) بھی انہیں علوم میں شامل ہے جن کا حاصل کرنا حرام ہے علامہ ابن حجر اپنے فتاویٰ میں بیان فرماتے ہیں کہ اس علم کا سیکھنا سخت حرام ہے کیونکہ اس علم سے عوام کے دماغوں میں یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ اس علم کا جانے والا اللہ عالم الغیب کا شریک ہے۔ (3)

علم سحر، علم کہانت، علم الحروف اور علم الموسيقی وغیرہ بھی علوم محرمات میں داخل ہیں اور علم طبعی کا وہ حصہ حرام علم میں داخل ہے جو فلاسفہ کے باطل نظریات کے مطابق ہو جو اسلامی اعتقادات کو فاسد کرتے ہوں۔ جیسے عالم کے قدیم ہونے

(1) الدر المختار و الدلختر المقدمة، ج ۱، ص ۱۰۹-۱۱۰۔

(2) ایک علم جس میں ہندسوں اور خطوط وغیرہ کے ذریعہ سے غیب کی بات دریافت کرتے ہیں۔

(3) الفتاویٰ الحدیثیۃ، مطلب: ما حکم علم الرمل، ص ۱۶۰۔

شرح بہاد شریعت (حصہ اول و دوم)

کا اعتقاد کہ یہ سراسر باطل اور کفر ہے۔ (۴)



پانچویں قسم

علم کی وہ ہے جو مکروہ ہے جیسے شعراء مولدین کے وہ عشقیہ اشعار جن میں عورتوں اور نو خیز نوجوانوں کے حسن،
ہازدارا، ان کے ہجرو وصال اور شراب و کباب کی باتیں ہوں یا لغوگولی اور کذب بیانی ہو یا ان میں مسلمان کی ہجوکی گھٹی
ہو جیسا کہ صاحب فتح القدر علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا، ایسے ہی اشعار کے لئے حدیث پاک میں ہے: لَمْ يَمْتَلِئُ عَ
جَوْفُ أَخْدِي كُمْ قَيْحَانَ خَيْرُ اللَّهِ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ عَشْعُرًا لِعْنِ تَمْهَارَے پیٹ میں تے بھری ہو وہ بہتر ہے اس سے کہ
شعر بھرے ہوں۔

عربی شعراء، بلغا اور خطباء کے عربی ادب میں چھو طبقات بیان کیے گئے ہیں:

(١) أَجَاهِلَيْهُ الْأَوْلَى (٢) الْبُخْضَرَمُونَ (٣) الْإِسْلَامِيُونَ (٤) الْمُهَلَّدُونَ (٥) الْمُحَدَّثُونَ اور
 (٦) الْمُتَّخِرُونَ

ان میں سے پہلے تین طبقات کے بارے میں فقہاءِ اسلام فرماتے ہیں کہ ان تین طبقات کا کلام چونکہ عربی اور میں سند کی حیثیت رکھتا ہے اور فصاحت و بلاغت اور جزالت (1) میں اس کا وہ مقام ہے کہ قواعد زبان عربی نہیں کے کلام سے مرتب کیے گئے اور قواعد عربی پر ہی قرآن کریم اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو سمجھنے کا دار و مدار ہے اس لئے ان تینوں طبقات کے اشعار کی روایت اور ان کے ادب و لغت کی معرفت فرض کفایہ کا درجہ رکھتی ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں۔ کلام جاہلیت کے معانی و مفہوم اور مطالب ناپسندیدہ لغو اور خلاف شریعت اگر ہوں بھی تاہم الفاظ و تراکیب میں لسانی اعتبار سے کوئی غلطی نہیں ہے اہل زبان کے نزدیک وہ نہایت فصح و بلطف اور مستند ہیں۔ (2)



(1) فصاحت، روائی۔

(2) الدر المختار، المقدمة، مطلب: في الكلام على إنشاد الشعر، ج ١، ص ١٢٣-١٢٦.

^{٣٨٢} وفتح القدر، كتاب الشهادات، ما ي من تقبيل شهادته ومن لا تقبيل، ج ٦، ص ٣٨٢.

^{٢٣} صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما يكره أن يكون الغائب على الإنسان... راجع، المحدث، ٢١٥٣، ج ٣، ص ٣٢.

چھٹی قسم

علم کی وہ ہے جس کا حاصل کرنا مباحث ہے جیسے شعراء کے وہ اشعار جن میں نہ کسی مسلمان کی بجو ہونہ اس کی عزت و آبر و پر حملہ ہونہ اس کا استخفاف یا تذمیل ہو اور وہ تمام علوم جن کے حصول میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو مباحث علم کے ذمہ میں آتے ہیں۔ (1)

بہرحال ان تمام علوم کی شرعی حیثیت ہمیں علم فقه سے معلوم ہوئی اور یہ صرف علم فقه ہے جس کے ذریعہ سے ہم کسی بھی علم کے جائز یا ناجائز ہونے کو معلوم کر سکتے ہیں اور یہ ہمارے فقهاء کرام ہیں جنہوں نے شریعت اسلامیہ کی روشنی میں افعال مکلفین کے ہر فعل کے جواز یا عدم جواز کو بیان فرمادیا ہے۔

ان کی فقہی خدمات نے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام ایک ہمہ گیر اور جامع نظام زندگی ہے جو انسانی حیات کے ہر پہلو کی اصلاح کرتا ہے اور قرآن پاک کا یہ فرمان: (وَلَا رَظِيبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتْبٍ مُّبِينٍ) (۵۹) (2) یعنی قرآن کریم میں ہر شے کا بیان ہے ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی صداقت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ یہ ہے فقد کی عظمت و فضیلت الاشیاء والنظائر میں ہے کہ فقه حدیث کا شمرہ ہے اور فقیہ کا اجر و ثواب محدث سے کم نہیں ہے۔ (3) بلکہ درحقیقت فقیہ قرآن، حدیث تفسیر اور فقه کا جامع ہوتا ہے۔

اشیاء میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انبیاء کرام کے علاوہ کوئی دوسرا انسان یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ جب اس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے تو اسے کیا اور کتنا ثواب دے گا اور اللہ اسے کیا کیا صفات حمیدہ عطا فرمائے گا کیونکہ ارادہ الہی مغیبات میں سے ہے مگر فقہائے کرام اس ارادہ کو جانتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین میں فقیہہ بنادیتا ہے۔ (4)

شارح مسلم شریف امام نووی فرماتے ہیں حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ صحابہ

(1) الدر المختار و الدحیار، المقدمة، مطلب: فی الکلام علی رأی ائمۃ الشیعہ، ج ۱، ص ۱۱۶۔

(2) ترجمہ کنز الایمان: اور نہ کوئی تراورثہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔ (پ ۷، الانعام: ۵۹)

(3) الاشیاء والنظائر، الفن الثالث: انجع والفرق، ص ۳۳۰۔

(4) الاشیاء والنظائر، الفن الثالث: انجع والفرق، ص ۳۲۷۔

وصحیح البخاری، کتاب اعلم، باب من یرد اللہ پر... بارخ، الحدیث: ۱۷، ج ۱، ص ۳۲۔

کرام رضی اللہ عنہ کا تمام علم ان چھ حضرات میں تھا سیدنا حضرت علی، سیدنا حضرت عمر، سیدنا حضرت الی بن کعب، سیدنا حضرت ابو درداء، حضرت زید اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم (۵)

علماء محققین فرماتے ہیں، فتنہ کی کاشت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمائی، حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے اس کی آبیاری کی۔ حضرت ابراہیم شخصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کھیتی کو کٹا، حضرت حماد علیہ الرحمۃ نے اس کا دانہ جدا کیا، حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو باریک پیسا، حضرت امام ابو یوسف نے اس کا آٹا گوندھا اور حضرت امام امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی روٹیاں پکائیں اب تمام امت ان روٹیوں سے شکم سیر ہو رہی ہے اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت اور جالمت علم ان کی تصانیف سے ظاہر ہے جیسے جامع صغیر، جامع کبیر، مبسوط، زیادات اور النوار وغیرہ۔

ایک روایت کے مطابق فقہ میں امام محمد علیہ الرحمۃ کی تصنیفات کی تعداد نو سو ۹۹۹ ننانوے ہے آپ کے ہی تلامذہ میں سے امام شافعی علیہ الرحمہ ہیں۔ آپ نے حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیوہ ماں سے عقد کر لیا تھا اور امام شافعی علیہ الرحمہ ہی کو اپنا تمام مال اور کتب خانہ دے دیا تھا۔ امام شافعی کے فقیہ و مجتهد ہونے کا سب سے بڑا اور حقیقی سبب یہی ہے خود امام شافعی فرماتے ہیں کہ جو شخص علم فقہ حاصل کرنا چاہے اسے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ و اصحاب (رحمہم اللہ تعالیٰ) کا دامن تحام لینا چاہیے کیونکہ حقائق ان پر منکشف کردیئے گئے ہیں اور معانی، مفہوم تک رسائی ان کے لئے سہل بنا دی گئی ہے پھر فرمایا واللہ میں ہرگز فقیہ نہ ہوتا اگر میں محمد بن الحسن شیبا نی کا دامن نہ تحام لیتا اور ان کی کتابیں میرے پاس نہ ہوتیں۔

حضرت اسماعیل بن الی رجاء فرماتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا میں نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور فرمایا اگر میں تجھے عذاب دینے کا ارادہ رکھتا تو یہ علم تجھے نہ دیتا۔ حضرت اسماعیل نے دوسرا سوال کیا کہ ابو یوسف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کہاں ہیں جواب میں فرمایا ہم سے دو درجہ اوپر، پھر میں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں سوال کیا فرمایا: وہ تو بہت ہی بلند اعلیٰ علمیں میں ہیں۔

صاحب درختار علامہ علاء الدین الحصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علیمین میں ہونا قطعاً تجھ کی بات نہیں ہے کیونکہ آپ اس درجہ عابد و زاہد، متقیٰ اور صاحب درع تھے کہ چالیس سال تک آپ نے عشاء کے وضو سے فخر کی نماز ادا فرمائی اور آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنے رب (عز و جل) کا

سو بار خواب میں دیدار فرمایا، آپ نے اپنے آخری بار حج میں **جَبَّرُ الْكَعْبَةِ** (محاذین کعبہ) سے کعبہ کے اندر داخل ہو کر اندر ون عمارت کعبہ نماز ادا کرنے کی اجازت چاہی آپ اندر داخل ہوئے اور دوستونوں کے درمیان عالم شوق میں صرف داہنے پیر پر کھڑے ہو کر بایاں پیر سید ہے پیر کے اوپر رکھ لیا یہاں تک کہ اسی حالت میں قرآن پاک نصف پڑھ لیا پھر رکوع و سجدہ کیا دوسرا رکعت میں باسیں پیر پر کھڑے ہو کر داہنہ پیر اٹھا کر باسیں پیر پر رکھا اور نصف آخر قرآن پاک حتم فرمایا، جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو بے ساختہ روتے ہوئے اپنے رب (عز و جل) سے مناجات کی اور عرض کیا: اے میرے معبد! اس کمزور وضعیف بندے نے تیرا کچھ بھی حق عبادت ادا نہیں کیا لیکن تیری معرفت حاصل کرنے میں حق معرفت ادا کیا پس تو اس کے حق عبادت کی ادائیگی میں نقصان کو اس کے کمال معرفت کے بد لے بخش دے۔ اس وقت خانہ کعبہ کے ایک گوشہ سے یہ غیبی آواز آئی: اے ابوحنیفہ! بے شک تو نے حق معرفت ادا کیا اور ہماری عبادت کی اور بہترین عبادت کی یقیناً ہم نے تیری مغفرت فرمادی اور اس کی بھی جس نے تیری اتباع کی اور جس نے تیرا مسلک اختیار کیا یہاں تک کہ قیامت آجائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) سے کسی نے سوال کیا کہ آپ اس بلند مقام پر کیسے پہنچے آپ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں بھی بخل نہیں کیا اور جو مجھے نہیں آتا تھا اس میں دوسروں سے استفادہ کرنے سے میں بھی نہیں رکا۔ (6)

امام ابو یوسف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی روایت یہ ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ نے علم کا یہ درجہ کس طرح حاصل کیا۔ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ میں نے علم حاصل کرنے میں سخت مخت کی اور بیش از بیش شکر الہی ادا کیا کہ جب بھی مجھے کسی چیز کی فہم ملی اور علم و حکمت حاصل ہوا تو میں نے الحمد للہ کہا تو اللہ تعالیٰ میرا علم زیادہ فرماتا رہا۔ (7)

مسافر بن کرام یا بقول امام شامی مسیر بن کدام کہتے ہیں جس نے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو اپنے اور اللہ (عز و جل) کے درمیان میں لے لیا مجھے امید ہے کہ پھر اسے کوئی خوف نہ رہے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے مجھ پر فخر فرمایا اور میں اپنی امت میں سے ایک شخص پر فخر کروں گا جس کا نام نعمان اور اس کی کنیت ابوحنیفہ ہے۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ تمام نبیاء کرام مجھ پر فخر کریں گے اور میں ابوحنیفہ پر فخر کروں گا جو اس سے محبت کریگا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے بعض رکھا اس نے مجھ سے بعض رکھا (تقدیمہ شرح مقدمہ ابیاللیث) علامہ ابن جوزی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ یہ موضوع حدیث ہے۔

(6) الدر المختار، المقدمة، ج ۱، ص ۱۲۰۔ ۱۲۷

(7) رد المحتار، المقدمة، مطلب: بجز تقلید المفضول... راجع، ج ۱، ص ۱۲۷

لیکن **الظیاء المعنوی** میں ابن جوزی کے اس قول کو تعجب پر محول کیا ہے کیونکہ یہ حدیث متعدد اور مختلف طریقہ پر روایت کی گئی ہے۔ (8)

علامہ ابن حجر الحنفی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب **الخیرات الحسان فی ترجمۃ آئی حنیفۃ النعمان** میں فرمایا: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات، کرامات اور اخلاق و سیرت جو اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں جو شخص بھی ان کا مطالعہ کرے گا وہ جان لے گا کہ آپ کی عظیم بلند شخصیت اس امر سے بے نیاز ہے کہ آپ کے فضائل میں موضوع احادیث کا سہارا لے۔ نیز فرمایا کہ جو چیز آپ کی عظمت شان اور علوم رتبت کے لئے استدلال کا کام دیتی ہے وہ یہ حدیث ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ۱۵۰ھ میں زینت دنیا اٹھائی جائے گی۔ شمس الائمه کر دری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی ذات پر محول ہے کیونکہ آپ کا وصال ۱۵۰ھ میں ہوا۔ (9)

علامہ ابن حجر الحنفی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں کہ اور احادیث صحیحہ بھی آپ کی شان میں وارد ہیں جو آپ کی فضیلت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، اور شیرازی و طبرانی قیس بن سعد بن عبادہ سے ان الفاظ میں روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اگر علم ثریا کے پاس معلق ہوتا تو بھی ابنائے فارس اسے حاصل کر لیتے۔ (10) اور طبرانی کے لفظ برداشت قیس یہ ہے کہ عرب اسے نہ پائیں گے ابنائے فارس ضرور حاصل کر لیں گے۔ (11) روایت مسلم ابو ہریرہ سے ہے کہ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو بھی ابنائے فارس جاتے حتیٰ کہ اسے حاصل کر لیتے۔ (12) اور روایت شیخین میں (13) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ

(8) الدر المختار، المقدمة، ج ۱، ص ۱۲۷-۱۲۹.

(9) سند أبي يعلى، سند عبد الرحمن بن عوف، الحديث: ۸۲۸، ج ۱، ص ۳۵۲.

والخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمن، المقدمة الثالثة، ص ۲۵۰.

(10) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب فضل فارس، الحديث: ۲۳۰-۲۵۲، ج ۱، ص ۳۷۸.

وکنز العمال، کتاب الفضائل، القبائل و ذکرہم، الحديث: ۳۲۱۲۶، ج ۱۲، ص ۳۲.

(11) المعجم الكبير، ما أسد قیس بن سعد، الحديث: ۹۰۰، ج ۱۸، ص ۳۵۳.

وکنز العمال، کتاب الفضائل، القبائل و ذکرہم، الحديث: ۳۲۱۲۲، ج ۱۲، ص ۳۲.

(12) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب فضل فارس، الحديث: ۲۳۱، ۲۳۰، ۲۵۲، ج ۱، ص ۳۷۸.

(13) یعنی بخاری و مسلم میں۔

عنه) سے ہے: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر دین شریا پر معلق ہوتا تو بھی فارس کا ایک شخص اس کو حاصل کر لیتا۔ (14) اور فارس سے مراد اس کے مشہور شہر نہیں ہیں بلکہ بھی قوم مراد ہے اور وہ فارس کے لوگ ہیں کیونکہ دلیلی کی روایت ہے، خیر الجم فارس (15) اور امام ابوحنیفہ کے دادا فارس ہی سے تھے، اکثر علماء کی بھی تحقیق ہے (16)

علامہ حافظ سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ حدیث جس کی امام بخاری نے روایت کی ہے اصل ہے صحیح ہے اس پر اعتماد کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اشارہ حضرت امام ابوحنیفہ (علیہ الرحمۃ) کی طرف ہے اور حاشیہ شہزادی علی المؤذن ہب میں علامہ شاہی جو کہ حافظ سیوطی کے تکمیل ہیں، فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ کا یہ جزم کہ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ (علیہ الرحمۃ) مراد ہیں یہ وہ جزم و یقین ہے کہ جس میں شک و شبه کی گنجائش نہیں کیونکہ یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اپناۓ فارس میں آج تک کوئی فرد بھی علم کی اس بلندی اور مقام پر نہیں پہنچا جس پر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ (17) علامہ جرجانی امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے فضائل و مناقب میں بحوالہ سند حضرت ہبل بن عبد اللہ الشتری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر امت موسیٰ اور علیٰ میں امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسے ہوتے تو ان کی امت یہود اور نصاری نہ بن سکتی۔ (18) یعنی ان کی امت میں اس طرح کے عقائد ضالہ باطلہ داخل نہ ہو سکتے اگر ان امتوں میں امام اعظم ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) جیسا روش دماغ، صاحب فہم و ادراک، صاحب عقل و بصیرت، علوم دینیہ کا ماہرو کامل، صاحب صدق و صفا اور عارف بالحق ہوتا تو وہ ان کے عقائد باطلہ اور نظریات فاسدہ ضالہ کا رد کرتا اور ان امتوں کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے روک دیتا۔ (19)

امام الائمه حضرت امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے فضائل و مناقب اور کمالات احاطہ شمار سے زیادہ ہیں سبط ابن جوزی نے دو بڑی جلدیوں میں ان مناقب کو بیان کیا ہے اور ان کا نام الانتصار لِإمامِ الْمُتَّقِيَّةِ الْمُمَصَّارِ

(14) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم، باب فضل فارس، الحدیث: ۲۳۰- ۲۵۲۶، ص ۸۷۸۔

وکشف المخفیاء، حرف الواو، الحدیث: ۲۲۲۹، ج ۲، ص ۱۳۵۔

(15) فردوس الاخبار، الحدیث: ۱۲۷۲، ج ۲، ص ۳۶۶۔

(16) الاخبارات الحسان، فی مناقب الامام العظیم الی حدیقة الحسان، المقدمة الثالثة، ص ۲۳- ۲۴۔

(17) رواجیات، المقدمة، مطلب: بیجوز تقليد المفضل... راجع، ج ۱، ص ۱۳۰۔

(18) الدر المختار، المقدمة، ج ۱، ص ۱۳۰۔

(19) رواجیات، المقدمة، مطلب: بیجوز تقليد المفضل... راجع، ج ۱، ص ۱۳۰۔

(20) جن علماء عظام نے آپ کے فضائل و مناقب میں تصنیفات کیں اور آپ پر حاصلوں کی طرف سے کئے رکھا۔ (اعترافات کے) جوابات دیئے ان میں علامہ سیوطی علیہ الرحمہ ہیں۔ انہوں نے **تَبْيَيْضُ الصَّحِيفَةِ** جانے والے (اعترافات کے) جوابات دیئے ان میں علامہ سیوطی علیہ الرحمہ ہیں۔ انہوں نے **تَبْيَيْضُ الصَّحِيفَةِ** تصنیف کی اور علامہ ابن حجر المکی الشافعی نے جو کتاب لکھی اس کا نام **خَيْرَاتُ الْحَسَانِ** رکھا جس کا ذکر کچھ ہی پہلے کیا جا پکا ہے۔ اسی موضوع پر علامہ یوسف ابن عبد الہادی کی کتاب **تَنْوِيْرُ الصَّحِيفَةِ** ہے اس میں علامہ یوسف بن عبد الہادی نے ابن عبد البر کا یہ قول بیان کیا: حضرت امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی شان میں کوئی بر الفاظ ہرگز نہ کہا جائے اور نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق یا موافقت کی جائے جو آپ کی شان میں بدگوئی کرے بخدا میں نے آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے زیادہ افضل، متواتر اور آپ سے زیادہ فقیر کسی کو نہیں پایا۔ آگے چل کر مزید فرمایا کہ کوئی شخص خطیب کے کلام سے جوانہوں نے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے خلاف لکھا ہے، دھوکہ نہ کھائے کیونکہ خطیب تو بہت سے علماء کے خلاف شدید عصیت کا شکار ہیں، نہ ان کی عصیت سے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) محفوظ رہے، نہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوز نہ ان کے اصحاب، انہوں نے سب ہی پر بھر پور حملہ اور تنقیدیں کی ہیں۔ خطیب کی ان تحریروں اور تنقیدوں کے جوابات بھی لکھے گئے اور **اللَّهُمَّ اكْبِدْ** خطیب نام کا رسالہ خطیب بغدادی کے جواب ہی میں ہے۔ رہا معاملہ ابن الجوزی کا، انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پر طعن و تنقید میں جو کچھ کہا وہ خطیب بغدادی کی آواز بازگشت ہے خود ابن الجوزی کے پوتے نے اپنی کتاب **مِرَآةُ الزَّمَانِ** میں اپنے دادا کے کلام پر حیرت کا اظہار کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ علامہ خطیب بغدادی اگر طعن کرتے ہیں تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ انہوں نے بہت سے علماء پر طعن کیا ہے، (گویا یہ ان کی عادت ہے) تعجب تو اپنے جد محترم ابن الجوزی پر ہے کہ انہوں نے خطیب کا اسلوب و طریقہ کیوں اختیار کیا اور اتنی بڑی بات کہی۔ سبط ابن الجوزی فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے تعصب رکھنے والوں میں دارقطنی اور ابو نعیم (صاحب الدلائل) بھی ہیں کیونکہ انہوں نے کتاب حلیہ میں ان علماء کا ذکر کیا جو حضرت امام عظیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں کمتر ہیں لیکن امام عظیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ذکر نہیں کیا۔ (21)

علامہ تاج السکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: جن لوگوں کی یہ خواہش ہے کہ انہیں رشد و ہدایت حاصل ہو جائے انہیں چاہے کہ وہ تمام ائمہ سابقین کے ساتھ ادب و احترام کا طریقہ اپنائیں اور ان کے باہمی مکالمات کی طرف توجہ نہ دیں مگر جب کہ ان ائمہ میں سے کسی کا کلام کسی واضح اور مضبوط دلیل کا حامل ہو۔ پھر بھی اگر تم ان اقوال میں کوئی بہتر تاویل

(20) الدر المختار، المقدمة، ج ۱، ص ۱۳۲، ۱۳۳۔

(21) ردا الحمار، المقدمة، مطلب: بیجوز تقلید المفضول... راجح، ج ۱، ص ۱۳۲، ۱۳۳۔

اور حسن ظن قائم کر سکتے ہو تو اسی پر بھول کر بصورت دیگر اسے انظر انداز کرو (یعنی ان کی نہ ملت و ناقص نہ کرو اور انہیں مطعون نہ کرو) ہرگز ہرگز تم ان مکالمات کی طرف کان نہ لگاؤ جو حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے درمیان وقوع پذیر ہوئے یا حضرت امام مالک اور حضرت ابن الہب (رحمہما اللہ تعالیٰ) لے درمیان ہوئے یا حضرت امام احمد بن صالح اور امام نسائی یا امام احمد اور حضرت حارث الحاسی کے مابین ہوئے (رحمہما اللہ تعالیٰ)۔ (22)

علامہ تاج السکلی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کے بعد حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ پر تنقید کرنے والوں اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ پر ابن معین کے اعتراض و کلام کو ذکر کر کے فرمایا کہ ایسے ایسے ائمہ کرام اور اکابرین پر اعتراض کرنے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی نادان پہاڑ کے پتھروں سے اپنا سر نکرانے۔ ظاہر ہے کہ نقصان خود اس کے سر کا ہو گا پتھر کا کچھ نہ بگزے گا۔
جیسا کہ حسن بن ہانی نے کہا ہے۔

يَا أَنْدَلُخْ الْجَبَلِ الْعَالِيِّ لِيَكْلِمَهُ أَشْفِقُ عَلَى الرَّأْسِ لَا تُشْفِقُ عَلَى الْجَبَلِ (23)

ترجمہ: اے پہاڑ سے سر نکرانے والے تاکہ پہاڑ کو پھوڑ دے اپنا سر بچت جانے سے ڈر پہاڑ کی فکر نہ کر۔

ائمہ سلف نے اور علمائے متاخرین نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف میں اور آپ کے علم و فضل، فہم و فراست، عقل و درایت، زهد و تقویٰ، عبادت و ریاضت اور احتیاط و خشیت الہی کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ ایک عظیم ذخیرہ ہے اسے اگر مرتب کیا جائے تو صد ہا کتابیں مولف ہو جائیں۔ علامہ تاج السکلی نے اس کو بالتفصیل بیان فرمایا ہے حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے خلاف لکھا ہے یہ قطعاً غلط ہے اس کی تردید کے لیے یہ کافی ہے کہ حضرت امام غزالی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اپنی مشہور و مستند کتاب احیاء العلوم میں جہاں ائمہ اربعہ کے تراجم و حالات بیان فرمائے ہیں وہاں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے الفاظ یہ ہیں: آپ نہایت درجہ عابد و زاہد اور عارف باللہ تھے، اللہ (عزوجل) سے ذرنے والے اور اللہ (عزوجل) کی خوشنودی اور رضا چاہنے والے تھے۔ (24)

(22) رد المحتار، المرجع السابق، ص ۱۳۲۔

(23) المرجع السابق، ص ۱۳۳، ۱۳۵۔

(24) رد المحتار، المقدمة، مطلب: سیجز تقلید المفضول... راجع، ج ۱، ص ۱۳۵۔

و راحیاء علوم الدین، کتاب اعلم، الباب الثاني فی اعلم المحدود... راجع، اقسام الثاني، ج ۱، ص ۲۲۔

علامہ شاہی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : اگر بزرگان سلف باہم ایک دوسرے کے بارے میں کوئی کلام یا اعتراض کریں تو کوئی تعجب کی بات ہے، نہ قابل اعتراض اور قابل موافذہ جیسا کہ ہمارے مقتدی و ذوالاحترام صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) کے درمیان واقعات پیش آئے کیونکہ وہ سب ہی مجتہدین کے درجہ اور مقام میں تھے، اس لئے یہ فطری امر ہے کہ وہ اپنے مخالف قول پر گرفت کریں اور اسے ناپسند خیال فرمائیں خاص طور سے اس صورت میں جبکہ ان کے پاس دوسرے کے خطاب پر ہونے کی دلیل بھی ہو اس سے ان کا حقیقی مقصد دین کی خیرخواہی اور دین کی مدد ہی ہوتا ہے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ لوگ اس زمانے میں بھی (چھوٹا منہ بڑی بات) سیدنا امام عظیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے تلامذہ و اصحاب پر زبان طعن دراز کرنے سے باز نہیں آتے حالانکہ ان کے پاس علم ہے نہ عمل اور اپنے کھانے پینے، پہنچنے اور معمولات زندگی میں امام عظیم علیہ الرحمۃ کی تقلید پر خواہی نہ خواہی مجبور بھی ہیں۔ ان لوگوں کی مثال اس کمکھی کی ہے جو گھوڑے کی دم سے جنگ کرتی ہے وہ یہ نہیں دیکھتے کہ خود ان مخالفین کے اکابر اور ان کے امام مذہب نے سیدنا امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی جلالت علم، عظمت شان ان کی مرح و توصیف اور ادب و احترام میں کیا فرمایا کس طرح ان کی صداقت و حقانیت کو تسلیم کیا ہے۔ محققین علماء کرام نے لہنی تالیفات میں آئمہ شیعہ اور دیگر علماء کے وہ اقوال بیان کر دیئے ہیں جو انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف و توصیف میں کہے ہیں خاص طور سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان بلند شان میں اظہار عقیدت و محبت۔ بے شک نیک و کامل سے نیکی و کمال کا ہی ظہور ہوتا ہے اور ناقص و بد اعمال سے نقش و بدی ہی کا ظہور ہو گا۔ معتبرض اور بد خواہ کے لئے یہی سزا کافی ہے کہ وہ اس کامل کے فیوض و برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر محرومی سے سخنوثر کھے۔ (25) آمین۔

+ امام شافعی علیہ الرحمہ کا بارگاؤ امام ابوحنیفہ (علیہ الرحمہ) میں ادب و احترام کا یہ عالم تھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر پر حاضری دیتا ہوں اور جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو میں دور کعت نماز نفل ادا کرتا ہوں اور ان کی قبر کے قریب آ کر اس کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ (26) اور ایک مستند روایت یہ ہے کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے نماز فجر امام عظیم علیہ الرحمہ کی قبر کے نزدیک ادا کی تو اس میں قوت نہیں کیا۔ جبکہ شوافع کے یہاں قوت نماز فجر میں پڑھی جاتی ہے کسی نے آپ سے سوال کیا کہ حضور یہ کیا کیا، آپ نے فخر میں قوت نہیں کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہ

(25) رد المحتار، المقدمة، مطلب: بیکوڑ تقلید المفضل... راجح، ج ۱، ص ۳۵۔

(26) رد المحتار، المقدمة، مطلب: بیکوڑ تقلید المفضل... راجح، ج ۱، ص ۳۵۔

صاحب قبر کا ادب و احترام ہے۔ (27)

حضرت سیدنا علی الخواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: آئندہ مجتہدین کے تبعین پر ضروری ولازم ہے کہ وہ ہر اس عالم کی تعظیم و احترام کریں جس کی مدرج و توصیف ان کے امام مذہب نے کی ہے تقلید و اتباع اور اعتماد کا تقاضا تو یہی ہے۔ (28)

علامہ سبط ابن الجوزی کے علاوہ بھی دیگر علمائے عظام نے حضرت امام اعظم (علیہ رحمۃ اللہ اکبر) کی ذات مقدسہ کی توصیف و تکریم میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں جیسے امام طحاوی، الحافظ الذہبی اور علامہ کردری حجۃم اللہ تعالیٰ اجمعین۔ حاصل کلام یہ ہے کہ سیدنا امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدالکل، فخر الرسل، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے بارے میں پہلے ہی خبر دے دی تھی جیسا کہ ہم نے ان احادیث میں بیان کر دیا ہے جو اس سے قبل تحریر کی ہیں۔ (29) جس طرح علمائے محدثین کے نزدیک یہ حدیث:

لَا تُسْبِّحُوا قُرْيَشًا فَإِنَّ عَالَمَهَا يَمْلأُ الْأَرْضَ عِلْمًا (30)

قریش کو برانہ کہو کیونکہ ان میں کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر محمول کی جاتی ہے اور ایک اور حدیث حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر محمول کی جاتی ہے۔ جس میں فرمایا گیا:

مُؤْشِكُ أَنْ يَضْرِبَ النَّاسُ أَكْبَادَ الْإِبْلِ يَظْلَبُونَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُونَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِينَةِ (31)

یعنی عنقریب لوگ طلب علم کے لئے لمبے سفر کریں گے لیکن وہ مدینہ منورہ کے عالم کے مقابلہ میں زیادہ علم والا کہیں اور نہ پائیں گے۔

علماء فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث کا اشارہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کی طرف اور دوسری حدیث کا اشارہ امام مالک علیہ

(27) رد المحتار، المقدمة، مطلب: بیکو ز تقلید المفضول... راجع، ج ۱، ص ۳۵.

(28) المرجع السابق، ج ۶، ص ۱۳۶۔

(29) الدر المختار و رد المحتار، المقدمة، مطلب: بیکو ز تقلید المفضول... راجع، ج ۱، ص ۱۳۶۔

(30) حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۱۳۱۵۲، ج ۹، ص ۳۷۔

(31) جامع الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاءتی عالم المدینة، الحدیث ۲۶۸۹، ج ۲، ص ۳۱۱۔

ارحمہ کی طرف ہے لیکن اس میں اختصار غیر بھی ہے مگر وہ حدیث میں جو سیدنا امام ابو حنیفہ امام الائمه رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کی گئی ہیں ان میں مراد حضرت امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہیں۔ ان میں اختصار غیر نہیں ہے کیونکہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بلاشبہ و شبہ بہت بلند اور افضل ہیں کیونکہ وہ صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں لیکن یہ بھی مسلمانات میں سے ہے کہ ان کا مقام علم، اجتہاد، تشریدین اور تدوین ادکام شرعیہ میں امام اعظم جیسا نہیں اور ربیعہ اللہ (عزوجل) کا فضل ہے کہ وہ مفضول کو وہ مقام عطا فرمادے جو افضل کو نہ ملے۔ (32)

آپ کے مناقب و فضائل کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کا مسلک و مذهب اس درجہ شائع و ذاتی ہے کہ دنیا کے تمام ممالک، بلاد و امصار میں پھیلا ہوا ہے بعض ممالک اور علاقوں میں ہیں جہاں آپ کے مسلک کو ماننے والے بھاری اکثریت میں ہیں اور دیگر ائمہ ثالثہ کے تبعین کی تعداد اقل قلیل ہے نیز علمائے احناف کی کثرت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ علاقہ ماوراء النہر اور سرقتہ میں ایک ایسا قبرستان تھا جس میں فقہ ختنی کے ماہر علماء جن میں سے ہر ایک کا نام محمد تھا چار سو کی تعداد میں فن ہوئے اس قبرستان کا نام ہی تُرْبَةُ الْمُحَمَّدِینَ تھا اسی لئے جب صاحب ہدایہ علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی کا وصال ہوا تو وہاں کے لوگوں نے انہیں تُرْبَةُ الْمُحَمَّدِینَ میں فن نہیں ہونے دیا کیونکہ آپ کا نام محمد نہیں تھا حالانکہ آپ اپنے وقت کے جلیل القدر اور ماہر و کامل عالم تھے، مجبوراً آپ کو اسی قبرستان کے قریب دوسری جگہ فن کیا گیا۔ ایک روایت یہ ہے کہ جن علماء نے امام اعظم علیہ الرحمہ کے مسلک و مذهب کو نقل کیا اور پھیلایا ان کی تعداد چار ہزار ہے پھر ان میں سے ہر ایک کے تلامذہ اور روایت کرنے والے ان کی تعداد بھی اس قدر ہے اس سے بھی فقہ ختنی کی عظمت و مقبولیت اور اس کے علماء کی کثرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ (33)

علامہ ابن حجر عسکری فرماتے ہیں کہ کچھ ائمہ کرام نے فرمایا کہ اسلام کے مشہور ترین ائمہ میں سے کسی سے اس درجہ دین کی خدمت نظر نہیں آتی جتنی امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اور ان کے اصحاب و تلامذہ نے کی اور جس درجہ علم کے فیوض و برکات اور دین کا نفع علماء اور عوام نے آپ سے اور آپ کے تلامذہ سے حاصل کیا کسی دوسرے سے حاصل نہیں ہوا۔ اس معاملے میں کوئی بھی حضرت امام ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا مثالی و نظیر نہیں ہے۔ بعض علماء نے فقہ ختنی کے تقریباً آٹھ سو ماہرین کے تراجم (حالات زندگی) اپنی کتاب میں بیان فرمائے ہیں جن میں ان کے نام اور نسب تک محفوظ

(32) در المختار، المقدمة، مطلب: بیوی تقلید امفصول... راجح، ج ۱، ص ۳۶۔

(33) الدر المختار و در المختار، المقدمة، مطلب: بیوی تقلید امف Sour... راجح، ج ۱، ص ۷۳۔

کر دیے ہیں۔ (34) اور یہ اس دعویٰ کی دلیل ہے کہ واقعۃ آپ کی ذات سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک عظیم مجرہ ہے آپ کے مسلک و مذہب کو اللہ جل و علا نے وہ فضیلت و عظمت اور قبولیت عطا فرمائی کہ صد یوں تک عہدہ قضا احناف ہی کے پاس رہا بلکہ ایسی مثالیں شاذ و نادر ملیں گی کہ عہدہ قضا کسی غیر حنفی عالم کو ملا ہو، حکومت عباسیہ کے پورے دور میں یہ عہدہ حنفی علماء کے پاس ہی رہا حالانکہ بنی عباس مسلم کا حنفی نہ تھے پھر ان کے بعد سلاطین سلجوقی اور خوارزمی کے زمانے میں بھی عہدہ قضا پر علماء احناف ہی مقرر تھے اور ان کے بعد سلاطین آل عثمان نے بھی عہدہ قضا پر حنفی علماء ہی کو مقرر کیا۔ ہندوستان میں بھی اسلامی حکومت کے پورے دور میں حنفی علماء ہی اس عہدہ پر ہے اور یہ پورا زمانہ ہزار سال پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد تو حکومتِ اسلام انتشار کا شکار ہو گئی صرف ایک مصر کا علاقہ ایسا تھا جس میں عہدہ قضا شافعی المسلک علماء کے ساتھ خاص رہا وہ بھی سلطان بھروس کے زمانے تک۔ (35)

فقہ حنفی کی فضیلت میں بعض علماء کا ایک قول یہ ہے کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ الصلوۃ والسلام اس مذہب کے مطابق فرمائیں گے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ فقہ حنفی کے پیرو ہوں گے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآنی احکام کا استفادہ براہ راست حضرت خاتم المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمائیں گے، کیونکہ آپ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ہی خلیفہ ہوں گے لیکن حنفی مسلک اس استفادہ کے عین مطابق ہوگا۔ اسی طرح سیدنا حضرت امام مہدی شرفہ اللہ تعالیٰ جب ظہور فرمائیں گے تو چونکہ وہ خود مجتہد مطلق ہوں گے اس لیے وہ خود مسائل کا استنباط فرمائیں گے، لیکن ان کا استنباط بھی فقہ حنفی پر منطبق ہوگا۔ یہ تمام امور اس امر کے شاہد ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جمیع علماء اسلام میں آپ کو وہ فضیلت و شرافت اور وہ امتیاز و خصوصیت عطا فرمائی تھی جو آپ کے سوا کسی دوسرے امام کو نہ ملی۔ (36)

آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فقہ حنفی کی تدوین کی اور اس کو ایک مستقل علم کی شکل عطا فرمائی اور قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے اصولوں پر اس کے احکام کو مختصر کیا اور قیامت تک کے لئے امت کو بے نیاز کر دیا۔ بعض علماء نے آپ کو اس فضیلت میں سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح وہ اول شخص ہیں جنہوں نے بمشورہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن پاک کو ایک جگہ جمع فرمادیا، اسی طرح حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب سے پہلے قرآن و حدیث سے اصول متخرج فرمائے پھر ان پر احکام شرعیہ متفرع کر کے فقہ کی تدوین کی اور اس علم کی بنیاد قائم کی بالیقین حضرت امام ابو حنیفہ کو خود اس پر عمل کرنے، فقہ کی تدوین کرنے اور مسائل متفرع کرنے کا

(34) الخیرات الحسان في مناقب الامام الأعظم أبي حميد العenan، الفصل الثامن، ص ۲۷۳۔

(35) الدر المختار در المختار، المقدمة، مطلب: سیجز تقلید المغقول... الخ، ج ۱، ص ۲۷۳۔

(36) الدر المختار، المقدمة، ج ۱، ص ۲۷۸-۲۷۹۔

اجر ملے گا اور اس کو بھی قیامت تک اجر ملتا رہے گا جس نے اس کی تدوین و تفریغ میں تالیفات کیں اور مسائل کا استخراج کیا تاکہ امت بہ سہولت مسائل شرعیہ سے آگاہی حاصل کر کے اس پر عمل کرے۔ (37) حدیث شریف میں ہے: جس نے نیک اور اچھا راستہ ایجاد کیا اسے اس کا اجر ہے اور جو اس پر عمل کریگا اس کا بھی اجر ہے اور یہ اجر اسے قیامت تک ہر ہے گا بغیر اس کے کہ اس پر عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی ہو اور جس نے برداشت نکالتا تو اس پر اس کا گناہ ہے اور جو اس برے راستہ پر چلنے اس کا گناہ ہے بغیر اس کے کہ بعد میں اس پر چلنے والوں کے گناہ میں کمی ہو۔ (38) نیز حدیث پاک ہے کہ جو شخص خیر کی طرف رہنمائی کرے اس کو بھی اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس پر عمل کرنے والے کو (39) یہ حدیثیں دراصل قواعد شرعیہ اسلامیہ کی بنیاد ہیں جن سے بڑی تعداد میں مسائل متفرع ہوتے ہیں جو نص، سنت، قیاس اور اجماع سے ثابت نہیں ہیں۔ (40)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک و مذهب کی ایک عظیم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس مسلک کو اولیاء کرام کی بہت بڑی تعداد نے اختیار فرمایا جو اپنے سخت مجاہدہ میں ثابت قدم رہے اور مشاہدہ حق سے سرفراز ہوئے جیسے حضرت ابراہیم ابن ادھم بن منصور الکنخی، شیقیل الکنخی بن ابراہیم الزابد تلمیذ امام ابو یوسف القاضی متوفی ۱۹۲ھ، حضرت معروف الکرخی بن نیروز استاذ سری السقطی متوفی ۲۰۷ھ (یہ وہ بزرگ ہیں جن کی قبر سے باراں رحمت طلب کیا جاتا تھا)، ابی یزید بسطامی آپ کا نام طیفور بن عیسیٰ ہے آپ کے دادا مجوہی سے مسلمان ہوئے متوفی ۲۱۱ھ، فضیل بن عیاض الخراسانی متوفی ۲۱۷ھ، یہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد اور حضرت امام شافعی کے استاد ہیں اور بخاری و مسلم نے ان سے روایت کی ہے۔ حضرت داؤد طائی ابن نصر بن نصیر بن سلیمان الکوفی تلمیذ امام اعظم متوفی ۲۰۰ھ، خلف بن ایوب تلمیذ حضرت امام محمد وزفر علیہما الرحمہ متوفی ۲۱۵ھ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا علم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ہالہ وسلم کو عطا فرمایا (جتنا چاہا) آپ سے وہ علم صحابہ کو منتقل ہوا، پھر تابعین کو، ان کے بعد حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اب جو چاہے خوش ہو اور جو چاہے وہ ناخوش و ناراضی۔ ابی حامد اللافاف ان کا نام احمد بن خضر ویہ الکنخی ہے متوفی ۲۲۰ھ، کبار مشائخ خراسان سے ہیں۔ عبد اللہ بن المبارک، آپ نہایت عابد و زاہد، فقیہ اور محدث تھے۔ ادب و نحو، لغت اور فصاحت و بلاغت میں بھی ماہر و کامل تھے۔ آئمہ اربعہ میں سے حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے اساتذہ میں سے ہیں

(37) الدر المختار و روا المختار، المقدمة، مطلب: بیہوز تقلید المفضول... راجح، ج ۱، ص ۱۳۹-۱۴۰.

(38) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدق... راجح، الحدیث ۶۹-۱۰۱۷، ج ۱، ص ۵۰۸.

(39) صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل إعانت الفائزی... راجح، الحدیث ۱۸۹۳-۱۳۳، ج ۱، ص ۱۰۵۰.

(40) روا المختار، المقدمة، مطلب: بیہوز تقلید المفضول... راجح، ج ۱، ص ۱۳۰.

اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں ۱۸۴ھ میں وفات پائی۔ دکیع بن الجراح بن طیح بن عدی الکوفی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) صائم الدھر تھے، ہر رات ایک بار فتح قرآن فرماتے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں اور حضرت امام شافعی کے شیوخ میں ہیں ۱۹۵ھ میں وفات پائی۔ ابو بکر الوراق ان کا نام محمد بن عمرز والترمذی ہے، اولیاء کرام سے ہیں، ان کا برا اولیاء کرام کے علاوہ حاتم اصم اور سید محمد الشاذلی بکری حنفی صاحب کشف و کرامت ہیں۔ (41)

غرض سائز ہے بارہ سو سال میں مسلم احتجاف کے جس قدر اولیائے کرام گزرے ان کا شمار کرنا مشکل ہے ان میں سے ہر ایک صاحب علم و فضل تھے اور صاحب زهد و تقویٰ بھی اور صاحب مجاہدہ و ریاضت بھی اور صاحب کشف و کرامت بھی۔ (ذِلِّكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ) (42) اگر ان حضرات کا ملین کو امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے مذهب میں ذرا بھی شک و شبہ ہوتا کہ اس کی کوئی بات بھی جادہ حق کے خلاف ہے تو اپنے کشف و کرامت کے ہوتے ہوئے ہرگز ہرگز اس مذهب کو اختیار نہ فرماتے۔ علامہ ابوالقاسم قشیری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حالانکہ نہایت درجہ شافعی المذهب ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد ابوعلی الدقاقد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے طریقت و معرفت ابوالقاسم النصار آبازی سے حاصل کی، ابوالقاسم فرماتے ہیں میں نے اس کو شیلی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور انہوں نے سری سقطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اور انہوں نے حضرت معروف کرنی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اور انہوں نے داؤ د طائی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اور داؤ د طائی نے یہ علم و طریقت حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا جو کہ اس میدان کے شہسوار ہیں کیونکہ علم حقیقت کا مبنی علم شریعت اور تہذیب و ترقیہ نفس میں و تصفیہ نفس ہے اور تمام بزرگان اسلاف نے اعتراف کیا ہے کہ امام اعظم علم شریعت و طریقت اور تہذیب و ترقیہ نفس میں کامل تھے۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) علم، ورع اور زهد و ایثار کے اس مقام پر تھے جہاں تک کسی کی رسائی نہیں۔ عبد اللہ بن مبارک (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مقابلہ میں کسی کو یہ حق نہیں کہ اس کی اقتداء کی جائے کیونکہ آپ نہایت متواتر، متقیٰ، پاکیزہ تر اور عالم و فقیہ تھے آپ نے علم میں وہ انکشاف کئے جو دوسروں کی دسترس سے باہر تھے۔ امام ثوری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اس شخص سے جو امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس ہو کر آیا تھا فرمایا کہ بلاشبہ تو ایے شخص کے پاس سے آیا ہے جو

(41) الدر المختار و راجح، المقدمة، مطلب: بیکوز تقلید المفضول... راجح، ج ۱، ص ۱۳۰-۱۳۳.

(42) ترجمہ کنز الایمان: یہ اللہ کا نفضل ہے جسے چاہئے دے۔ پ ۲، المائدہ: ۵۳.

تمام روئے زمین میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہے۔ (43)

غرض تمام ہی علماء اصفیاء عرفاء نے آپ کی مدح سزای کی ہے اور آپ کے فضل کا اقرار کیا ہے پس جو لوگ حضرت امام الائمه ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتراض کرتے ہیں ان کے لیے یہ ایک الحجہ فکری یہ ہے کہ اگر آپ کی ذات اقدس اس قدر کامل، افضل، اعلم اور اتقیٰ انه ہوتی تو یہ عارفین کا ملین اور ماہرین علم شریعت و طریقت کس طرح آپ کے جلالت علم، کمال تفقہ، زهد و درع اور فضیلت و شرف کا اقرار کرتے اور کیوں آپ کی قصیدہ خوانی کرتے اور آپ کی ذات مقدسہ کو صد باعث افتخار سمجھتے اور آج تک آپ کی عظمت و جلالت کا اقرار پوری ملت اسلامیہ کو ہے یقیناً آپ اپنے فضل و کمال میں منفرد ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ نے آپ کی شان میں جو مدحیہ اشعار کہے اور ان میں جن خیالات کا اظہار کیا اس میں انہوں نے قطعاً مبالغہ نہیں کیا بلکہ فی الحقيقة وہ امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی مدح کا حق ادا نہ کر پائے۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ نے صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) سے روایت کی یا نہیں، تاریخ ابن خلکان میں بروایت خطیب حضرت امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پوتے کا بیان ہے کہ میں اسماعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان ابناء فارس سے ہوں اور احرار میں سے ہم کبھی غلام نہیں رہے۔ میرے جد محترم امام ابوحنیفہ^{۸۰} میں پیدا ہوئے اور ثابت بن النعمان بن المرزبان حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت وہ (یعنی ثابت) صغیر السن تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ (یعنی ثابت) کے لئے دعائے خیر و برکت دی اور ان کی اولاد کے لیے برکت کی دعا کی، ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں وہ دعا قبول فرمائی۔ (44)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور کچھ اور صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) کا زمانہ بھی پایا لیکن ان سے روایت نہیں کی اور ان کی رویت سے مشرف ہوئے، جن صحابہ کا زمانہ آپ نے پایا ان سے عدم سماع (یعنی روایت نہ کرنے) کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ابتداءً اس علم کی طرف متوجہ نہ تھے بلکہ اپنے کسب معاش میں مشغول رہتے تھے۔ جب حضرت علامہ شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی ذہانت و فطانت اور ذکاؤت طبع کو دیکھا تو علامہ موصوف نے آپ کو علم دین کے حصول کی طرف متوجہ کیا اس وقت غالباً

(43) الدر المختار و رواه المختار، المقدمة، مطلب: سیکور تقلید المفضول... راجع، ج ۱، ص ۱۳۲، ۱۳۶.

(44) وفيات الاعيان، أبوحنيفه (۶۵)، ج ۲، ص ۷۴۷.

صحابہ کی وہ جماعت باقی شری ہو گی یا ان سے ملاقات نہ ہو سکی کہ آپ ان سے احادیث کا سامنے کرتے۔ (45)
 سیدنا امام الائمه امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات بغداد کے جیل خانے میں ہوئی جس میں آپ کو خلیفہ
 منصور عباسی نے اس جرم میں قید کر دیا تھا کہ آپ نے اس کے حکم کی خلاف ورزی کی اور عہدہ قضاۓ قبول نہ فرمایا۔
 روزانہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کو قید خانے سے باہر لا یا جاتا، کوڑے لگائے جاتے، سر بازار گشت کرایا جاتا۔ ایک دن
 آپ کو اتنا نارا گیا کہ کمر سے خون کے فوارے چھوٹ گئے اور سخت ترین اذیت پہنچائی گئی خور دنوں ش بھی بند کر دیا گیا۔
 آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے پار گاؤں الہی میں دعا فرمائی جو قبول ہوئی اور اس کے پانچ دن بعد آپ کا وصال ہو گیا۔
 ایک روایت یہ بھی ہے کہ منصور کی موجودگی میں آپ کو زہر کا پیالہ پینے کے لیے دیا گیا آپ نے انکار فرمایا کہ میں اپنے
 نفس کو خود قتل نہ کروں گا۔ پھر زبردست آپ کے طبق میں انڈیل دیا گیا جب آپ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا آپ نے نماز
 ادا فرمائی اور بحالت سجدہ آپ کا وصال ہوا۔ (46) إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

ہنا کردند خوش رسمے بخاک دخون غلطیہ ن خدارحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را (47)

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کی ولادت ۷۸ھ میں ہوئی وفات ۹۵ھ میں عمر مبارک ۰۰ سال تھی۔ باقی آنہ تھلاش
 کی تاریخ ولادت وفات بالترتیب یہ ہے۔ حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۹۰ھ میں ہوئی اور وفات
 ۹۷ھ میں، نواسی سال عمر مبارک ہوئی۔ حضرت سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۹۵ھ میں ہوئی اور وفات
 ۱۰۲ھ میں، چون ۵۳ سال عمر مبارک پائی۔ سیدنا حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۰۴ھ میں ہوئی
 اور وفات ۱۰۲ھ میں، ستر سال عمر مبارک ہوئی۔ (48)



(45) الدر المختار در المختار، المقدمة، مطلب: فيما اختلف في من رد عليه... رفع، ج ۱، ص ۱۳۷-۱۵۳.

(46) الرجع السابق، مطلب: بجوز تقليد المغقول... رفع، ج ۱، ص ۱۵۶-۱۵۷.

(47) ترجمہ: ایک اچھی رسم کی بنیاد اک رخاک دخون میں تحریر گئے، اللہ عز وجل ان عاشق بزرگ ہستیوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔

(48) رد المختار المقدمة، مطلب: في مولد الائمه... رفع، ج ۱، ص ۱۵۷-۱۵۸.

امام صاحب اور آپ کے تلامذہ میں اختلاف کی وجہ

سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے اصحاب و تلامذہ کے مابین اختلاف کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک باز حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک راستہ سے گزر رہے تھے آپ نے دیکھا کہ ایک کم سن بچہ کیچڑ میں کھیل رہا ہے آپ نے از راہ مختلف فرمایا: کہیں گردنہ جانا۔ اس بچہ نے برجستہ جواب دیا: آپ بچے کہیں آپ پھسل کر گردنہ جائیں کیونکہ اگر آپ گریں گے تو عالم کے گر جانے کا اندیشہ ہے۔ کم سن بچہ کے اس معنی خیز جواب سے آپ متاثر ہوئے اور آپ نے اپنے اصحاب و تلامذہ سے فرمایا: اگر تمہیں مسائل شرعیہ میں میرے قول کے خلاف کوئی قوی دلیل ملے تو اسے اختیار کرو۔ آپ کی اس بداشت کے بعد آپ کے تلامذہ میں سے ہر ایک آپ ہی کی روایت سے مسائل اخذ کرتا تھا۔ (1) اس طرح آپ کے اصحاب کا کوئی قول ایسا نہیں ہے جو امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے قول سے باہر ہو۔ ولو الجھیہ کتاب الجنایات میں ہے امام ابویوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں نے کوئی بات ایسی نہیں کہی جس میں، میں نے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی مخالفت کی ہو۔ میں نے وہی بات کہی جو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمائی تھی۔ حضرت امام زفر علیہ الرحمہ سے بھی یہی منقول ہے کہ میں نے کبھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت نہیں کی مگر یہ کہ قول امام بیان کیا پھر آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے اس سے رجوع فرمایا۔ اس سے پہلی ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) آپ کے طریقہ کے خلاف نہیں گئے بلکہ انہوں نے جو کچھ کہا وہ اجتہاد اور رائے اور قیاس سے کہا اور اسی قول کا اتباع کیا جوان کے استاد نے فرمایا۔ (2)

انکاوی القذسی کے اوآخر میں ہے: جب اصحاب امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) میں سے کسی کے قول کو اخذ کیا جائے تو یقین سے جان لیتا چاہیے کہ ان کا یہ قول امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی سے اخذ کیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ کے تمام اکابر تلامذہ سے یہی روایت ہے (جیسے امام ابویوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن رجمہم اللہ تعالیٰ) کہ ہم نے کسی مسئلہ میں وہی قول کیا ہے جو ہم نے امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے روایت کیا ہے اور یہ بات انہوں نے بڑی یقین رہانی کے ساتھ بیان کی ہے لہذا فتنہ میں کوئی مسئلہ اور مذہب، مذہب امام کے علاوہ نہیں ہے اور جس قول کی

(1) الدر المختار، المقدمة، ج ۱، ص ۱۵۸۔

(2) رد المحتار المقدمة، مطلب: فی مولد الائمه... الخ، ج ۱، ص ۱۵۹۔

نسبت کسی دوسرے کی طرف ہے وہ مجاز اُہ ہے اور ظاہر میں ہے فی الحقيقة وہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا قول ہی ہے۔ (3) خصوصاً جب امام اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب کسی مسئلہ پر تمہیں اقویٰ دلیل مل جائے اسے اختیار کرو۔ تو اگرچہ یہ الفاظ اپنے قول سے رجوع کرنا ثابت کرتے ہیں، تاہم چونکہ آپ کے اصحاب نے قویٰ دلیل سے مسئلہ کے علم کو انہیں اصول و قواعد سے ثابت کیا ہے جو آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے خود مقرر فرمادیئے ہیں اس لئے درحقیقت آپ کے اصحاب کا وہ قول بھی امام اعظم ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا قول ہی مانا جائے گا اور وہ مر جو ع عنہ ہو گا۔

علامہ بیری نے اپنی کتاب شرح الاشیاء میں بیان کیا ہے کہ کوئی حدیث اسی ملنے جو مذہب امام کے خلاف ہو تو حدیث ہی پر عمل کیا جائے اور یہی حدیث امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا مذہب ہے کیونکہ صحیح روایت سے آپ سے مزدیق ہے۔ إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبٌ ہی حدیث اگر صحیح ہے تو یہی میرا مذہب ہے۔ (4)



(3) الحاوی القدی، کتاب الجمل، فصل اذ اختلف الروایات... راجع، ص ۱۸۱۔

(4) رد المحتار، المقدمة، مطلب: صحیح عن الامام أنه قال... راجع، ج ۱، ص ۱۵۹، ۱۶۰۔

حضرت امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اختلاف روایت کی وجہات

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے اصحاب و تلامذہ نے ایک ہی مسئلہ میں آپ سے مختلف روایات بیان کی ہیں اور ہی ایک وجہ ان کے مابین مسائل میں اختلاف حکم کی ہے امام ابو بکر الجیفی اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے درمیں فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے اختلاف روایت کی وجہات سے ہو سکتا ہے: اول یہ کہ سامع کو سننے میں غلطی ہو گئی ہو۔ دوم یہ کہ امام نے اپنے قول سے رجوع فرمایا ہو کسی نے یہ رجوع خود اپنے کانوں سے سن لیا اور کسی نے نہیں سن تو اسے رجوع کا علم نہ ہوا۔ سوم یہ کہ امام نے ایک قول علی وجہ القیاس فرمایا اور دوسرا قول بروجہ احسان فرمایا تو جس نے جو سناروایت کر دیا۔ چہارم یہ کہ کسی مسئلہ کے مختلف پہلو تھے آپ نے ایک پہلو سامنے رکھ کر ایک جواب دیا اور دوسرے پہلو کو منظر رکھ کر دوسرا جواب دے دیا، ان کے علاوہ بھی علامہ شاہی علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ شرح عقود رسم المفتی المنظوم میں کچھ اور صورتیں بھی اختلاف روایات کی وجہ میں بیان فرمائی ہیں۔⁽¹⁾



آداب الافتاء

مفہی کے لئے ضروری ہے کہ مسائل شرعیہ اور کتب فقہیہ میں اس کا مطالعہ وسیع ہو، اصول فقہ اور قواعد فقہیہ سے واقف ہو، اس کے ساتھ ساتھ قرآنی احکام، احادیث نبویہ علی صاحبہا اصلۃ والسلام اور تفسیر پر بھی اس کی نگاہ ہو، نیز استدلال اور روایت و درایت سے بھی اسے حصہ ملا ہو کیونکہ بغیر علم شریعت فتویٰ لکھنا سراسر جہالت ہے اس لئے ضروری ہے کہ مفتی کو یہ علم حاصل ہو کہ طبقات مسائل کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں نیز طبقات الفقهاء کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں اس لئے سب سے پہلے ہم ان دونوں کو بیان کریں گے اس کے بعد آداب الافتاء پر روشنی ڈالیں گے۔



طبقات مسائل

علماء احناف کے نزدیک مسائل تین طبقات پر ہیں۔

(۱) مسائل الاصول: ان کو ظاہر الروایۃ بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں جو اصحاب المذهب سے مردی ہیں۔ یعنی سیدنا حضرت حسن بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ اور وہ حضرات جنہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ، سیدنا حضرت امام ابویوسف، سیدنا امام محمد علیہم الرحمۃ والرضوان سے روایت کی، لیکن مشہور و اغلب ظاہر الروایۃ کے بارے میں یہ ہے کہ ظاہر الروایۃ حضرت امام عظیم، امام ابویوسف اور امام محمد علیہم الرحمۃ کے اقوال ہی کو کہتے ہیں اور ظاہر الروایۃ کا اطلاق جن کتابوں پر ہے وہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ چھ کتابیں ہیں:

(۱) مبسوط (۲) جامع صغیر (۳) جامع کبیر (۴) زیادات (۵) سیر صغیر (۶) سیر کبیر۔ ان کو ظاہر الروایۃ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کتابیں حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ثقہ راویوں نے روایت کی ہیں اس لئے یہ آپ سے بتواتر ثابت یا مشہور ہیں۔ (۱)



(۲) مسائل نواور

یہ وہ مسائل ہیں جن کے راوی تو مذکورہ بالا اصحاب ہی ہیں لیکن یہ مسائل مذکورہ بالا چھ کتابوں میں نہیں ہیں جن کو ظاہر الروایہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے بلکہ یہ مسائل یا تو امام محمد علیہ الرحمہ کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں جسی سے کیسانیات، پارونیات، جرجانیات اور رقیات۔ ان کتابوں کو غیر ظاہر الروایہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتابیں امام محمد علیہ الرحمة سے ایسی روایات صحیحہ ثابتہ اور ظاہرہ سے مروی نہیں ہیں جیسی کہ پہلی چھ کتابیں ہیں یا پھر وہ مسائل ان کتابوں کے علاوہ دوسری کتابوں میں مذکور ہیں جن سے حسن بن زیاد کیا تجویز دوغیرہ اور کتب الامالی جو حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے املاء کرائی تھیں۔ (۱)



(۱) رواجخار، المقدمة، مطلب: رسم المفتی، ج ۴، ص ۱۶۳۔

(۳) الواقعات

طبقات مسائل کی یہ تیسرا قسم ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کو بعد کے مجتہدین نے مرتب و مولف فرمایا (۱) جو کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے تلامذہ یا ان کے تلامذہ کے تلامذہ ہیں ان کی بہت بڑی تعداد ہے صاحبین (امام ابو یوسف و امام محمد) کے تلامذہ میں عاصم بن یوسف، ابن رشم، محمد بن سماعة، ابو سلیمان جرجانی، ابو حفص البخاری وغیرہم ہیں اور ان کے بعد کا گروہ محمد بن مسلمہ، محمد بن مقاتل، نصیر بن سیحی، ابوالنصر القاسم بن سلام وغیرہم پر مشتمل ہے کبھی ایسا ہوا ہے کہ ان حضرات نے اپنے قوی دلائل و اسباب کی بناء پر اصحاب مذهب کے خلاف کسی مسئلہ کو ثابت کیا ہے ان کے فتاویٰ میں جو کتاب سب سے پہلے منظر عام پر آئی وہ کتاب النوازل ہے جو فقیہ ابواللیث سرقندی کی ہے ان کے بعد دیگر فقهاء نے بہت سے مجموعہ مرتب فرمائے جی سے مجموع النوازل، واقعات الناطقی اور واقعات صدر الشہید وغیرہا۔ پھر بعد کے فقهاء نے ان کے مسائل کو مخلوط وغیر متین طور پر بیان فرمایا جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان اور الخلاصہ وغیرہما میں ہیں اور بعض فقهاء نے ان کو ترتیب و تمیز کے ساتھ بیان فرمایا جی سے رضی الدین السرخی کی کتاب المحیط انہوں نے اس کی ترتیب میں اولاً مسائل الاصول بیان فرمائے پھر نو اور پھر فتاویٰ کو ذکر کیا۔ یہ ذکر کرنا دچھپی سے خالی نہ ہوگا کہ مسائل اصول میں الامام الشہید کی تصنیف کتاب الکافی نقل مذهب میں بڑی معتمد کتاب ہے اس کو قبول عام حاصل ہوا اور بڑے بڑے اکابر علماء، فقهاء نے اس کی شرحیں لکھیں۔ جی سے امام شمس الائمه السرخی کی مبسوط سرخی اس کے بارے میں علامہ طرسوی کا بیان ہے کہ مبسوط سرخی کا مقام یہ ہے کہ اسی پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے اور اس کے خلاف پر عمل نہیں کیا جاتا۔ کتب مذهب میں ایک اور کتاب المنشقی بھی ہے یہ بھی انہیں کی ہے لیکن اس کا وہ مقام نہیں، اس میں کچھ نوادر بھی ہیں المبسوط جو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی گئی ہے اس کے متعدد نسخے ہیں ان میں سب سے بہتر وہ نسخہ ہے جو ابو سلیمان جوزجانی سے مردی ہے متاخرین علماء فقهاء نے مبسوط کی بہت سی شروح لکھی ہیں۔ (۲)

امام محمد علیہ الرحمہ کی ہر وہ تصنیف جس میں لفظ صغير لگا ہوا ہے اس میں وہ مسائل ہیں جن کی روایت حضرت امام عظیم علیہ الرحمۃ والرضوان سے آپ کے شاگرد امام محمد نے بواسطہ حضرت امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن جن

(1) یعنی استنباط کیا۔

(2) رواجخار، المقدمة، مطلب: رسم المفتی، ج ۱، ص ۱۶۳-۱۶۶۔

مسائل کی روایت امام محمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے بلا واسطہ اور براہ راست صرف اہم اعظم ملیک الرحمة والرضوان سے کی ان کے ساتھ کبیر کا لفظ لگایا گیا۔ (3) اسی طرح نوادران مسائل کے لئے استعمال کیا گیا جن کی روایت امام محمد علیہ الرحمۃ نے ان مذکورہ چھ ۶ کتابوں کے علاوہ دوسری کتابوں میں امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے کی ان کو الکیسانیات، الہارونیات، الجرجانیات اور الرقیات سے موسم کیا۔ (4) اور نوازل ان مجموعہ مسائل کو کہا گیا ہے جن مسائل کو مشائخ مجتهدین مذهب سے دریافت کیا گیا اور انہوں نے ان مسائل میں کوئی نص نہ پائی اور اپنے اجتہاد سے ان مسائل کی تخریج کی اور ان کے احکام بیان فرمائے۔ (5)

صاحب البحر نے فرمایا: محمد بن الحسن کی ہروہ تصنیف جس میں لفظ صغیر لگا ہوا ہے اس میں امام محمد اور امام ابو یوسف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) متفق ہیں بخلاف اس تصنیف کے جس میں لفظ کبیر لگا ہوا ہے وہ امام ابو یوسف (علیہ الرحمۃ) پر پیش نہیں کی گئی۔ (6)

(امام محمد علیہ الرحمۃ کی) کتاب اصل کا نام اس لئے اصل رکھا گیا کہ امام محمد علیہ الرحمۃ نے اسے سب سے پہلے تصنیف فرمایا اس کے بعد الجامع الصغیر پھر الجامع الکبیر، (7) صاحب البحر نے فرمایا کہ الجامع الصغیر کو امام محمد علیہ الرحمۃ نے اصل کے بعد تصنیف فرمایا اس میں جو کچھ ہے وہ معتمد علیہ ہے۔ (8)



(3) المرجع السابق، ج ۲، ص ۱۷۲۔

(4) مجموعہ رسائل ابن عابدین، المرسلۃ الثانیۃ: شرح عقد رسم الفتی، ج ۱، ص ۱۶۱۔

(5) رواختار، المقدمة، مطلب: رسم الفتی، ج ۱، ص ۱۶۳۔

(6) البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب صفة الصلاۃ، ج ۱، ص ۵۷۹۔

(7) البحر الفائق، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العیدین، ج ۱، ص ۳۶۹۔

(8) البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العیدین، ج ۲، ص ۲۷۶۔

كتاب الجامع الصغير کی وجہ تصنیف

اس کتاب کی وجہ تصنیف یہ ہے کہ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے امام محمد علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ تم میرے لئے وہ تمام روایات ایک کتاب میں جمع کر دو جو تم نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہیں۔ اس حکم کی تعمیل میں حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے وہ تمام مردویات ایک جگہ جمع فرمادیں اور ان کو حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے سامنے پیش کیا جن کو انہوں نے بے حد پسند فرمایا یہ کتاب (یعنی الجامع الصیر) ۱۵۳۲ پندرہ سو تیس سال پر مشتمل ایک مبارک کتاب ہے، بقول علامہ بزدی: امام ابو یوسف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے جلالت علم و عظمت کے باوجود اس کتاب کو ہمیشہ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ علی الرازی فرماتے ہیں: جس شخص نے اس کتاب کو سمجھ لیا وہ ہمارے تمام ساتھیوں میں سب سے زیادہ صاحب فہم مانا جاتا ہے۔ اس دور میں کسی شخص کو اس وقت تک قاضی نہیں بنایا جاتا جب تک اسے پرکھنا لیا جائے کہ وہ الجامع الصیر کو سمجھتا ہے اور پڑھتا ہے۔ (۱)



وجہ تصنیف السیر الکبیر

امام شمس الائمه سرخی السیر الکبیر کی شرح میں فرماتے ہیں کہ السیر الکبیر امام محمد علیہ الرحمہ کی آخری تصنیف ہے اس کی وجہ تصنیف یہ تھی کہ آپ کی کتاب السیر الصیراہل شام کے ایک جلیل القدر عالم حضرت عبد الرحمن بن عمر والاذاعی کے پاس پہنچی۔ انہوں نے پوچھا یہ کس کی تصنیف ہے بتایا گیا کہ امام محمد بن الحسن عراقی کی برجستہ ان کی زبان سے نکلا اہل عراق کو اس موضوع میں تصنیف سے کیا لگا تو وہ علم السیر اور مغازی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جائیں کیونکہ غزوہات زیادہ تر شام میں ہوئے۔ غزوہات کا علم وہاں کے لوگوں کو زیادہ ہے اور حجاز کے لوگوں کو، نہ کہ عراق والوں کو۔ امام اوزاعی کی یہ بات جب امام محمد علیہ الرحمۃ کو پہنچی آپ کو بہت شاق گزرا اور اس کا عملی جواب دینے کے لئے السیر الکبیر تصنیف فرمائی۔ آپ کی یہ کتاب جب عبد الرحمن بن عمر والاذاعی نے مطالعہ فرمائی تو وہ حیرت زدہ رہ گئے اور فرمایا: اگر اس کتاب میں احادیث صحیح نہ ہوتیں تو میں کہہ دیتا کہ وہ من گھڑت علم سے کام لیتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی رائے کو صحیح جواب کے لئے متعین فرمایا ہے۔ اللہ رب العزت نے صحیح فرمایا (وَفُوقَ كُلِّ ذِيْنِ عَلِمَ عَلِيِّهِمْ) (۱) اس کتاب کو تصنیف فرمانے کے بعد حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے اس کو سانچہ جلدیں (دفتریں) میں لکھوایا اور اس کو خلیفہ وقت کے دربار میں بھجوایا۔ خلیفہ وقت نے اسے بے حد پسند کیا اور اس کو اپنے زمانہ حکومت کا عظیم اور قابل فخر کارنامہ قرار دیا۔ (۲)



(1) پ ۱۳، یوسف: ۷۴۔

(2) مجموعہ رسائل ابن عابدین، الرسلۃ الثانیۃ: شریعت و درس المفتی، ج ۱، ص ۲۰، ۱۹

طبقات الفقہاء

ایک مفتی کے لئے جس طرح طبقات المسائل اور معتبر و مستند کتب فقہیہ اور فتاویٰ کا علم ہونا ضروری ہے اسی طرح اس کے علم میں یہ بات بھی ہوئی چاہے کہ طبقات الفقہاء کتنے ہیں اور کس فقیہ کا درجہ کیا ہے تاکہ اسے یہ معلوم ہو سکے کہ کس فقیہ کا قول معتبر اور قابلِ استناد ہے اور کون درجہ اعتبار میں نہیں اس لئے ہم طبقات الفقہاء کا بیان کرنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں۔

علمائے ماہرین فقہ و شریعت نے فقہاء کے سات طبقات بیان فرمائے ہیں۔

۱- طبقۃ الْمُجتَہِدِینَ فِی الشَّرِیعَةِ:

جی سے ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) اور وہ لوگ جو قواعد اصول کی تاسیس میں نیز آدیہ اربعہ (قرآن پاک، احادیث، قیاس اور اجماع) سے احکام فرعیہ کے استنباط میں اصول و فروع میں بغیر کسی اور کی تقلید کے ان ہی ائمہ اربعہ کے مسلک پر ہی رہے۔ (۱)



٤- ظَبَقَةُ الْمُجْتَهِدِينَ فِي الْهَذْلَهْبِ:

جی سے امام ابو یوسف، امام محمد اور جملہ تلامذہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم، یہ حضرات اس امر کی قدرت رکھتے تھے کہ ادله اربعہ سے اپنے استاد حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مستخرجه قواعد و اصول کے مطابق احکام شرعیہ کا استخراج کر سکیں۔ (۱)



٣۔ طبقۃ الْجُتَهِ دین فی الْمَسَائِلِ:

یہ حضرات ہیں جو ای سے مسائل کا استنباط جن کے بارے میں کوئی روایت صاحب المذهب سے نہیں ملتی اپنے آئندہ کرام کے مقرر کردہ قواعد و اصول کے مطابق کرتے ہیں جی سے علامہ خصاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۶۱ھ، علامہ ابو جعفر الطحاوی متوفی ۲۳۷ھ، حضرت ابو الحسن الکرخی متوفی ۲۴۵ھ، حضرت شمس الائمه الحلوانی متوفی ۲۵۵ھ، حضرت شمس الائمه السرخی متوفی ۲۵۰ھ، حضرت فخر الاسلام بزدی متوفی ۲۸۲ھ، علامہ فخر الدین قاضی خان متوفی ۵۹۳ھ وغیرہم، یہ حضرات نہ اصول میں نہ فروع میں کسی میں بھی اپنے امام کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ (1)



٢- طبقةُ أصحابِ التخریجِ من المقلّدین:

جی سے امام رازی متوفی ۷۰۷ھ دغیرہ یہ حضرات اجتہاد پر بالکل قادر نہیں لیکن چونکہ یہ جملہ قواعد و اصول کا پورا علم اور مسائل و قواعد کے مأخذ سے پوری واقفیت رکھتے تھے اس لئے ان میں یہ صلاحیت تھی کہ اسی سے امور کی تفصیل بیان کر دیں جہاں امام مذہب سے ایسا قول مردی ہو جو محل ہے اور اس میں دو ۲ صورتیں نکل رہی ہوں یا کوئی ایسا قول جو دو چیزوں کا محتمل ہے اور وہ صاحبِ مذہب سے یا ان کے تلامذہ مجتہدین میں سے کسی ایک سے مردی ہے اس کی تشریح و تفصیل اصول و قیاس اور امثال و نظائر کی روشنی میں بیان کر دیں کہا یہ نے جہاں کہیں کہا ہے کہ اسی تخریج الکر خیا کہ اسی تخریجِ الرازی، اس کا یہی مطلب ہے جو ابھی بیان کیا گیا ہے۔ (۱)



هَطَبَقَةُ أَصْحَابِ التَّرْجِيجِ مِنَ الْمُقْلِدِينَ:

جی سے ابو الحسن قدوری متوفی ۲۸۷ھ، صاحب الہدایہ متوفی ۵۹۳ھ وغیرہما۔ ان کا مقام یہ ہے کہ یہ حضرات بعض روایات کو بعض پر تفضیل دینے کی اہلیت رکھتے تھے جی سے وہ کسی روایت کی تفضیل میں فرماتے ہیں: هذا أولیاً
هذا أصلح يا هذا أوضح يا هذا أفق للقياس وغيرهما۔ (1)



٦- طبقة المقلّين القادرین علی التهییز:

جی سے صاحب کنز، صاحب الخمار، صاحب الوقایہ، اور صاحب الجمیع اور اصحاب المتن المعتبرۃ۔ ان کا درجہ یہ ہے کہ یہ حضرات اپنی کتابوں میں ضعیف و مردود اقوال بیان نہیں کرتے اور روایات میں قوی، اقویٰ، ضعیف، ظاہر الروایۃ، ظاہر المذہب اور روایت نادره میں امتیاز و تمیز کرنے کے اہل ہیں۔ (۱)



(۱) مجموعۃ رسائل ابن عابدین، الرسالۃ الٹانیۃ: شرح عقیدۃ الرسم المفتی، ج ۱، ص ۱۲۔

۔۔ طبقة الْمُقْلِدِينَ الَّذِينَ لَا يَقْدِرُونَ عَلَى مَادٍ كَرَّ

یہ حضرات کھرے کھوئے، کمزور و قوی اور داکیں باسیں میں امتیاز کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے بلکہ انہیں جہاں سے بھی جو کچھ مودع جاتا ہے اسے جمع کرتے ہیں اور اندر ہیرے میں ٹاکٹ ٹوپیاں مارتے ہیں یہ لوگ ہرگز ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کی تقلید کی جائے یا ان سے مسائل میں رجوع کیا جائے۔ (1)



(1) المرجع السابق.

ور الختار، المقدمة، مطلب: في طبقات المفتاحاء، ج ۱، ص ۱۸۳ - ۱۸۴.

(شرح عقود رسم المفتاح المنظم لابن عابدین الراوی، الختار ۱۵ - ۵۲ ج ۱)

تغیریہ:

۱۔ احکام شریعت کا علم حاصل کرنے کے لئے افتاء ایک لازمی اور ضروری امر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: (فَسَلُّوَا أَهْلَ الْكِتَابَ كُنُثْمٌ لَا تَعْلَمُونَ) (۱) اگر تم نہیں جانتے ہو تو جانے والوں یعنی اہل علم سے پوچھلو۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک طبقہ ملت کا ایسا ہو گا جسے علم دین پر عبور حاصل نہ ہو گا اور ایک طبقہ ایسا ہو گا جو صاحب علم و فضل ہو گا اور اسے علم دین میں بصیرت حاصل ہو گی چونکہ ہر مسلمان کے لئے وہی راستہ اختیار کرنا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسندیدہ راستہ ہے اس لئے ہر شخص کو اپنا ہر عمل اسلام کے احکام کے مطابق رکھنا چاہیے اور اگر کسی کو کسی معاملہ میں شریعت کا حکم معلوم نہیں ہے تو اسے اہل علم کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور ان سے سوال کر کے حکم شرعی معلوم کرنا چاہیے اسی اصول کے مطابق زمانہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آج تک مسلمانوں کا یہی طریقہ رہا ہے کہ اگر انہیں کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کا علم نہیں ہے تو انہوں نے بلا تامل اہل علم سے اس کا حکم شرعی معلوم کر لیا ہے ہر زمانہ میں لوگ علمائے شریعت کی طرف سائل شرعیہ کا علم حاصل کرنے کے لئے رجوع کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا اور اب وہ یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ مفتی کون ہے۔

صاحب فتح القدر شارح ہدایہ فرماتے ہیں: اصولیں مضبوطی کے ساتھ یہ رائے رکھتے ہیں کہ مفتی کا درجہ صرف مجتہد کو حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص خود مجتہد نہیں ہے لیکن اسے مجتہد کے اقوال زبانی یاد ہیں وہ مفتی نہیں ہے اس سے جب مسئلہ دریافت کیا جائے تو اسے بطور نقل و حکایت کسی مجتہد کا قول جواب میں بتانا چاہے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ہمارے زمانے میں (یعنی زمانہ مصنف فتح القدر میں) جو علماء فتویٰ دیتے ہیں حقیقت میں وہ فتویٰ نہیں ہے بلکہ اصل میں کسی مجتہد مفتی کا قول ہے جو نقل کر دیا گیا ہے تاکہ مُسْتَقْتَشی اس پر عمل کرے۔ مجتہد سے اس کا قول نقل کرنے کے دو طریقے ہیں اول یہ کہ یا تو وہ قول اس کے پاس کسی صحیح سند سے پہنچا ہو۔ دوم یہ کہ اس نے مجتہد کا وہ قول کسی ایسی مشہور کتاب سے لیا ہو جو دیگر علماء کے ہاتھوں میں رہتی ہو جی سے امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتابیں اور اسی سے

یہ دوسری کتب لفہرہ جو اپنی روایت و اسناد کے اعتبار سے خبر متواتر یا خبر مشہور کے درجہ میں ہیں۔ (2)
 ۲۔ آداب الالاء کے سلسلے میں دوسری بات یہ ہے کہ علمائے احناف روایات ظاہرہ میں جن مسائل پر تفقی ہیں
 فتویٰ یقیناً نہیں پر ہو گا لیکن اگر روایات ظاہرہ میں ہمارے علماء کا اتفاق نہیں ہے تو واضح یہ ہے کہ فتویٰ علی الاطلاق امام
 عظیم علیہ الرحمہ کے قول پر ہو گا لیکن اگر حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس مسئلہ میں کوئی روایت نہ ملت تو پھر
 فتویٰ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر دیا جائے گا اور اگر ان سے بھی کوئی قول نہ ملت تو پھر فتویٰ حضرت امام محمد
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر دیا جائے۔ (3)

سراجیہ میں ہے: ایک قول یہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ایک جانب اور آپ کے صاحبین
 دوسری جانب ہوں تو مفتی کو اختیار ہے کہ وہ جس قول کو چاہے اختیار کرے اور اگر مفتی مجتہد نہ ہو تو اول قول اصح
 ہے۔ (4) ان تینوں کے بعد پھر امام زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا اور پھر امام حسن بن زیاد کے قول
 پر (5) اور الحاوی القدری میں اس امر کی تصحیح فرمائی ہے کہ اگر ان میں سے کسی کے قول کی تائید میں قوہ مدرک یعنی قوی دلیل
 موجود ہے تو ایسی صورت میں وہ قول اختیار کیا جائے ورنہ یہی ترتیب قائم رکھی جائے گی۔ (6) اسی وجہ سے علمائے
 احناف کبھی کبھی حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعض اصحاب کے قول کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ اس کی تائید میں
 دلیل قوی موجود ہو جی نے کہ سترہ کے اسماں (7) میں علماء نے امام زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کو ترجیح دی ہے لہذا وہ
 ہمارے لئے بھی قابل ترجیح ہیں کیونکہ وہ دلیل میں گہری نظر رکھتے ہیں۔ (8)

(2) الدر المختار، المقدمة، مطلب: رسم المفتی، ج ۱، ص ۱۶۲۔

فتح القدر، کتاب أدب القاضی، ج ۲، ص ۳۶۰۔

(3) الدر المختار، المقدمة، ج ۱، ص ۱۶۲-۱۶۹۔

(4) الفتاویٰ السراجیۃ، کتاب أدب المفتی والتنبیہ علی الجواب، ص ۱۵۷۔

تفصیلات کے لیے فتاویٰ رضویہ (خُرُجَہ)، ج ۱، حصہ الف، ص ۱۰۵ تا ۱۰۸ املاجظہ فرمائیں۔

(5) الدر المختار، المقدمة، ج ۱، ص ۱۶۹۔

(6) الحاوی القدی، کتاب الحکیم، فصل إذا اختلف الروایات... فتح، ص ۱۸۱۔

مجموعہ رسائل ابن عابدین، المرسالۃ الثانیۃ: شریعت و رسم المفتی، ج ۱، ص ۲۶۔

(7) یہاں کے اسماں کا ذکر ہے جبکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے راجح، ج ۵، ص ۳۳۸، میں ۱۲۰ یہی سائل کی صراحت ذکر کی ہے جہاں
 امام زفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول پر فتویٰ ہے۔۔۔ علیہ

(8) مجموعہ رسائل ابن عابدین، المرسالۃ الثانیۃ: شریعت و رسم المفتی، ج ۱، ص ۲۸۔

۳۔ جب امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی مسئلہ میں روایات مختلف ہوں یا اس مسئلہ میں آپ سے یا آپ کے اصحاب سے کوئی روایت نہ ملے تو چہلی صورت میں جو روایت جھٹ و دلیل کے اعتبار سے اتوی ہو اسے اختیار کیا جائے اور دوسری صورت میں یعنی جبکہ امام اعظم اور آپ کے اصحاب سے اس مسئلہ میں کوئی روایت ہی موجود نہ ہو دیکھے کہ متاخرین کا اس میں کیا قول ہے اگر متاخرین ایک ہی قول پر متفق ہیں تو اس قول کو اختیار کرے اور اگر متاخرین میں اختلاف ہے تو جس قول پر اکثر ہیں، پھر اسے اختیار کرے جس پر کہ مشہور اکابرین نے اعتماد کیا ہو جی سے امام ابو حفص، امام ابو جعفر، ابواللیث اور امام طحاوی وغیرہم، اگر مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر کوئی نص نہیں ملتی، نہ قول مجہد، نہ اقوال متاخرین، تو پھر مفتی خود ہی اس پر علم شریعت کی روشنی میں غور و فکر کرے اور تذیرہ سے کام لے اور حتی الوسع کوشش کرے کہ اس کا حکم نکل آئے تاکہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو۔ لیکن جزاف یعنی انکل اور بے تنگی باتوں سے کام نہ لے، اللہ (عز وجل) سے ڈرتا رہے اور گہرا غور و فکر کرے کیونکہ یہ نہایت عظیم ذمہ داری ہے اس میں جزاف کی جارت وہی کر سکتا ہے جو جاہل اور بد بخت ہے (۹)



فائدہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: علماء کرام نے بیان فرمایا ہے عبادات کے مسائل میں فتویٰ مطلقاً قول امام اعظم پر ہے۔ مسائل ذوی الارحام میں فتویٰ قول امام محمد پر ہے اور مسائل قضا میں فتویٰ قول امام ابو یوسف پر ہے جیسا کہ قنیہ اور بزازیہ میں مذکور ہے اور شرح بیریمیں مزید یہ ہے کہ مسائل شہادت میں بھی فتویٰ قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہے اور صرف سترہ ۷ مسائل میں فتویٰ قول امام زفر پر ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (۱)

۳۔ جب کسی مسئلہ میں قیاس ہو اور استحسان ہو تو محدودے چند مسائل کو چھوڑ کر عمل استحسان پر ہوگا۔

۴۔ جب کوئی مسئلہ ظاہر الروایۃ میں مذکور نہ ہو بلکہ کسی دوسری روایت سے ثابت ہو تو اس کا حوالہ دینا چاہے۔

۵۔ حضرت امام نسفي (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے مشخصی میں بیان فرمایا ہے جب فقہاء کسی مسئلہ میں تین اقوال بیان فرمائیں تو ان میں راجح قول اول ہے یا قول آخر، درمیانی قول راجح نہ ہو گا شرح ایمیں ہے کہ اگر روایت درایت کے مطابق ہے تو اس سے عدول نہ کیا جائے۔ (۲)

۶۔ بحر کے باب الوقف میں ہے جب مسئلہ میں دونوں صحیح ہوں تو ان میں سے کسی بھی ایک کو اتفاق قضاء کے لئے اختیار کیا جاسکتا ہے (۳) بشرطیکہ دونوں قول برابر حیثیت کے ہوں لیکن اگر ایک قول لفظی صحیح سے موند ہو (۴) تو اسے اختیار کیا جائے۔ (۵)

۷۔ جب فتویٰ ایک قول پر ہو اور تصحیح دوسرے قول کی تو اولیٰ یہ ہے کہ وہ قول اختیار کیا جائے جو متون کے موافق ہو۔ (۶) (بحر) اور اگر ایک قول شروع میں ہے اور اس کے خلاف دوسرا قول فتاویٰ میں تو وہ قول اختیار کیا جائے جو شروع میں ہے کیونکہ فقہائے کرام کی تصریح ہے کہ متون مقدم ہیں (شروع پر اور شروع مقدم ہیں) فتاویٰ پر، یہ صورت

(۱) رد المحتار، المرجع السابق، ص ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲۔

(۲) المرجع السابق، ص ۱۷۱۔

(۳) البحر الرائق، کتاب الوقف، ج ۵، ص ۳۷۔

(۴) یعنی دونوں قول صحیح ہوں لیکن ایک قول اصح (زیادہ صحیح) ہو۔

(۵) الدر المختار و رد المحتار، المقدمة، مطلب: إِذَا تَعَارَضَتْ أَسْعَافُهُمْ، ج ۱، ص ۱۷۱۔

(۶) البحر الرائق، کتاب الصلاة، باب قضاء الفواتت، ج ۲، ص ۱۵۲۔

اسی وقت اختیار کی جائے گی جب ان دونوں اقوال میں سے ہر ایک کی صحیح کی گئی ہو یا دونوں میں سے کسی کی بھی صحیح منقول نہ ہو لیکن اگر مسئلہ متوں میں ہے (اور اس کی صحیح بالصریح نہیں کی گئی بلکہ اس کے مقابل) کی صحیح بالصریح کی گئی ہے تو وہ ہی مسئلہ اختیار کیا جائے جس کی صحیح بالصریح کی گئی ہے کیونکہ صحیح بالصریح تصریح التزامی پر مقدم ہے اگرچہ متوں میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ وہ مذہب صحیح ہی بیان کریں گے تاہم یہ صحیح سے کم تر درجہ ہے اور اگر ایک مسئلہ میں دونوں اور دونوں کی صحیح کی گئی ہے تو اگر ان میں سے ایک قول امام ہے اور دوسرا قول کسی اور مجتہد کا، تو مفتی کو قول امام ہی اختیار کرنا چاہے اس لئے کہ دونوں صحیح متعارض ہو کر ساقط ہو جائیں گی پھر اصل کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اصل یہ ہے کہ قول امام مقدم ہے۔ (7)



وہ الفاظ جو فقہاے کرام فتویٰ دینے میں استعمال فرماتے ہیں

(۱) وَعَلَيْهِ الْفَتُوْیٰ (۱) وَبِهِ يُفْتَنٰ (۲) وَبِهِ تَأْخُذُ (۳) وَعَلَيْهِ الْاعْتِمَادُ (۴) وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْبَيْوِهِ أَمْ
عَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ فِي هَذَا الزَّمَانِ الْحَاضِرِ (۵) عَلَيْهِ عَمَلُ الْإِمَامَةِ (۶) وَهُوَ الصَّحِيحُ (۷) وَهُوَ الْأَصَحُّ
(۸) وَهُوَ الْأَظْهَرُ (۹) وَهُوَ الْأَشْبَهُ بِالْمَنْصُوصِ رِوَايَةً وَالرَّاجِحُ دِرَائِيَّةً فَيَكُونُ عَلَيْهِ الْفَتُوْیٰ (۱۰) وَهُوَ
الْأُوْجَهُ (۱۱) وَهُوَ الْمُخْتَارُ (۱۲) وَبِهِ جَرَى الْعُرُوفُ (۱۳) وَهُوَ الْمُتَعَارِفُ (۱۴) وَبِهِ أَخَذَ عُلَمَاءُنَا۔

مندرجہ بالا الفاظ سے بقول صاحب القتاوی الخیریہ شیخ الزہنی: بعض الفاظ بعض پر فضیلت رکھتے ہیں مثلاً لفظ فتویٰ زیادہ موکدو جاندار ہے، لفظ صَحِيحٌ أَصَحٌ اور آشِبَهُ وغیرہ سے اور لفظ وَبِهِ يُفْتَنٰ زیادہ موکدو باوڑا ہے لفظ الْفَتُوْیٰ عَلَيْهِ سے اور لفظ أَصَحٌ صحیح کے مقابلہ میں زیادہ قوت والا ہے اور أَلْحَوَطُ زیادہ موکد ہے الاحتنایاط سے۔ (۱)

۱۰۔ اگر انہر ترجیح میں سے دو اماموں کے اقوال متعارض ہوں ایک نے اپنے قول کو هُوَ الصَّحِيحُ سے تعبیر کیا اور دوسرے نے اپنے قول کو هُوَ الْأَصَحُّ سے۔ اس صورت میں هُوَ الصَّحِيحُ والے قول کو اختیار کرنا بہتر ہے کیونکہ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ صحیح پر دونوں متفق ہیں اور اسی میں اختلاف ہے تو متفق قول کو اختیار کرنا بہتر ہے۔ (۲)

۱۱۔ صاحب درختار نے رسالہ آداب المفتی سے نقل فرمایا کہ جب کوئی قول یا روایت کسی معتبر کتاب میں أَصَحٌ آؤئی، آوَقُّ اور اسی قسم کے کسی لفظ سے مخصوص کی جائے تو مفتی کے لئے جائز ہے کہ وہ اس قول یا روایت کو اختیار کرے یا اس کے مقابل قول کو، لیکن اگر وہ قول یا روایت صحیح یا الْمَأْخوذَبِه یا بِهِ يُفْتَنٰ سے مزین ہے تو مفتی کے لئے ضروری ہے کہ اسی قول کو اختیار کرے، مخالف قول کو اختیار کرنا جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں صحت اسی قول میں محصور ہے اور پہلی صورت میں جبکہ کسی روایت یا قول کو أَصَحٌ صحیح کہا تو اس کا مطلب ہے کہ مخالف قول بھی صحیح ہے اس لئے مفتی کو اختیار ہے کہ وہ أَصَحٌ پر فتویٰ دے یا صحیح پر۔ (۳)

(۱) الدر المختار در المختار، المقدمة، مطلب: إذا تعارض اثنان، ج ۱، ص ۱۷۲۔

والفتاویٰ الخیریہ، مسائل ششی، المجزء الثاني، ص ۱۲۳۔

(۲) الدر المختار، المقدمة، ج ۱، ص ۱۷۳۔

(۳) المرجع السابق۔

۱۲۔ علامہ علاء الدین الحصانی مؤلف در مختار شیخ قاسم کی کتاب *التصویح و التوجیح* کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ مفتی اور قاضی میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ مفتی احکام شریعت بیان کرتا ہے اور قاضی احکام شریعت کو لازم و ماقذ کرتا ہے اور یہ کہ قول مرجوح پر فتویٰ دینا سخت جہالت ہے اور خلاف اجماع ہے اور یہ کہ حکم ملائق (یعنی باطل سے مزین) بالاجماع باطل ہے اور یہ کہ عمل کرنے کے بعد تقلید سے رجوع کرنا بالاتفاق باطل ہے۔⁽⁴⁾

۱۳۔ مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس فقیر کے قول کے مطابق فتویٰ دے رہا ہے اس سے کمائٹھہ واقف ہو کہ اس فقیر کا روایت و درایت میں کیا درجہ اور مقام ہے اور وہ طبقات فقہاء میں سے کس طبقہ سے ہے تاکہ وہ اقوال مختلفہ میں سے کسی قول کو علم و بصیرت کی روشنی میں ترجیح دے سکے۔⁽⁵⁾

۱۴۔ فتاویٰ خیریہ کے آخر میں ہے کہ مفتی اور قاضی کے لئے راجح و مرجوح اور قوی و ضعیف اقوال کا علم رکھنا ضروری ہے۔ ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مسئلہ کا جواب دینے اور قضیہ کا فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لیں۔ بلکہ حقیقت کی جستجو کریں یعنی تحقیق سے کام لیں۔ اور اپنے نفس کی خواہش اور اس کی اتباع پر کسی حلال شے کو حرام اور کسی حرام شے کو حلال نہ بنا سکیں کہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا سب سے بڑا گناہ ہے ایسا وہی کر سکتا ہے جو عاقبت سے بے خوف ہے اور جاہل و بد بخت ہے۔⁽⁶⁾

۱۵۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ناقابلٰ اعتماد کتابوں سے فتویٰ نہیں لکھنا چاہے۔ خواہ اس لئے ناقابل اعتماد ہوں کہ ان کی نقل و کتابت میں اغلاط و خامیاں ہیں یا اس لئے ناقابل اعتماد ہوں کہ ان کے مصنف مُعْتَدِل علیہ نہیں یا اس لئے کہ وہ بے حد پیچیدہ اور ان کا فہم دشوار طلب ہو اور ان کی عبارات انجلک غیر واضح اللہ لالہ ہوں کیونکہ ایسی کتابوں کے سمجھنے میں کم علم لوگوں کے غلط فہمیوں میں بتا ہونے کا قوی اندیشہ ہے اور اس سے فتویٰ دینے میں غلطیوں کا قوی امکان ہے۔ ماضی میں ایسا ہوا ہے اور فتوے غلط ہو گئے ہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ شرح عقود رسم المفتی میں اس کی کچھ مثالیں بھی بیان فرمائی ہیں۔⁽⁷⁾

۱۶۔ جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہا و رضیم علیہا الرحمہ کسی قول پر متفق ہوں تو پھر بغیر کسی شدید تر ضرورت کے اس

(4) المرجع السابق، ج ۱، ص ۱۷۱-۱۷۵۔

(5) ردا الحمار، المقدمة، مطلب: فی طبقات الفقهاء، ج ۱، ص ۱۸۱۔

(6) الفتاویٰ الخیریہ، مسائل شیعی، ج ۲، ص ۲۳۱۔

(7) مجموعہ رسائل ابن عابدین، الرسالۃ الائمه: شرح عقود رسم المفتی، ج ۱، ص ۱۳۰۔

یہ عدال شہیں کہا جاسکتا ہے لیکن اگر امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک طرف اور صاحبین علیہما الرحمہ دوسری طرف ہوں اس وقت اگر صاحبین کی رائے بھی الگ الگ ہے تو فتویٰ قول امام پر ہو گا لیکن اگر صاحبین ایک رائے پر ہیں اور امام مفہوم علیہ الرحمہ دوسری رائے پر تو عبد اللہ بن مبارک کے نزدیک اس صورت میں بھی فتویٰ قول امام پر ہو گا۔ ویگر علماء کا قول یہ ہے کہ اس صورت میں مفتی کو اختیار ہے کہ جس کے قول پر چاہے فتویٰ دے صاحبین کے قول پر یا امام اعظم کے قول پر۔ اس اختیار کا مطلب یہ ہے کہ وہ یعنی مفتی دلیل میں غور کرے اور جو دلیل قوی ہو اس پر فتویٰ دے۔ (سراجیہ از شرح عقود رسم المفتی) الحاوی میں بھی یہی ہے کہ اعتبار قوت دلیل کا ہے کیونکہ مفتی کی شان یہی ہے وہ قوت دلیل پر نظر کئے۔ (8)

۷۔ مجموعہ رسائل ابن عابدین ۱۳ پر ہے: مفتی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ صرف ان ہی امور کو سامنے رکھے جو کہ ظاہر الروایہ میں منقول ہیں اور زمانہ اور اہل زمانہ کے حالات کو نگاہ میں نہ رکھے اگر وہ ایسا کریگا تو اس سے بہت سے حقوق ضائع ہو جائیں گے اور اس کا نقصان نفع کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہو گا۔ (۹) کیونکہ یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ ایک شخص کبھی اس لئے کوئی حکم شرعی حاصل کرنا چاہتا ہے کہ دوسروں کو نقصان پہنچانے تو اگر مفتی اس کو حالات دہمانے کو ملاحظہ رکھے بغیر فتویٰ دے گا تو گویا وہ بھی ایک طرح سے اس گناہ میں شریک ہو گیا کیونکہ مفتی کے اس فتوے کی وجہ سے دوسروں کو یہ نقصان اٹھانا پڑا مثلاً ایک شخص اپنی بہن یا بیٹی کو جو اس کی ماں یا اس کی بیوی کی پروردش میں ہے چاہتا ہے کہ ان کی مدت حضانت ختم ہوتے ہی وہ اپنی اس بہن یا بیٹی کو اپنی ماں یا بیوی سے لے لے اور اس فعل سے اس کا مقصد اپنی ماں یا بیوی کو اذیت پہنچانا یا اس کے مال پر قبضہ کرنا یا اس کا نکاح کسی دوسرے سے کر دینا ہو تو مفتی کو چاہیے کہ جب وہ اسی سے حالات کا اندازہ کر لے تو جواب میں اس کا لحاظ رکھے اور مستفتی کو بتلادے کہ اضرار جائز نہیں ہے اگر وہ اپنی اس بہن یا بیٹی کو اپنی ماں یا بیوی سے حاصل کریگا تو گنہ گار ہو گا۔

آداب الافتاء کے ان اصول و قواعد اور احکام سے معلوم ہوا کہ فتویٰ دینا اور حکم شریعت قرآن کریم یا احادیث پاک پاکت فقہ سے بیان کرنا کوئی سہل کام نہیں کہ جس کو ہر عالم یا عامی و جاہل یا کم علم اور قلیل بصیرت انجام دے

(٨) المرجع السابق، ص ٢٦.

الفتاوى السراجية، مسائل عشري،الجزء الثاني،ص ١٥.

^{١٨} والحادي القدسي، كتاب الحجّل، فصل إذا اختلف الروايات...، إلخ، ج ٢، ص ٤٨٠.

تفصیلات کے لیے فتاویٰ رضویہ (مختصر جد)، ج ۱، حصہ الف، ص ۱۰۵ تا ۱۰۸ املا حظہ فرمائیں۔

(٩) مجموعة رسائل ابن عابدين، المرسالات الثانية: شرائع قواعد رسم المفتي، ج ١، ص ٣٦، ٣٧.

سکے قرون اولیٰ میں افتاء کے لئے اجتہاد کی شرط تھی غیر مجتہد، مفتی نہ ہوتا تھا نہ کہلا یا جاتا تھا اس دور میں جب کہ علم کا زوال اور علماء کمیاب ہیں یہ علم لوگ چند احادیث کا ترجمہ یاد کر کے احکام شرعیہ بیان کرنے لگتے ہیں اور اللہ (عز وجل) کا خوف ان کے دل میں نہیں آتا۔ کچھ لوگ محض اپنی عقل کی بنیاد پر کسی امر کے جائز یا ناجائز ہونے کا حکم کر دیتے ہیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ کر اس کی تفصیل اور اصول و قواعد کا علم حاصل کئے بغیر بڑی بے باکی سے حکم شرعی بیان کر دیتے ہیں اسی سے لوگوں کو اللہ واحد قہار (عز وجل) سے خوف کھانا چاہے اور اپنے دین و عاقبت بر باد نہیں کرنا چاہیے آج کل کے نوآموز علماء بلا خوف ریا و نفاق خود اپنے قلم سے خود کو مفتی اعظم، شیخ الحدیث، فقیہ اعصر اور محدث کبیر وغیرہ اعظم المرتبہ الفاظ اپنے نام کے ساتھ لکھتے ہیں یا لکھواتے ہیں اور اگر ان کے نام کے ساتھ یہ ضخیم الفاظ وہ خطابات نہ لکھے جائیں تو اپنی توبہ بن محسوس کرتے ہیں اور اس کا برا مناتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کی کم علمی اور ظرف کے چھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ انہیں اللہ (عز وجل) سے ڈرنا چاہے اور اپنی اصلاح کرنی چاہے اگر وہ صاحب علم صحیح ہوتے تو اس آیت کا مصدق ہوتے (إِنَّمَا يَنْهَا اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعَلَمَوْا) (10) اللہ (عز وجل) کے بندوں میں علماء ہی کو خوفِ الہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے ہمیں عملِ صالح کی توفیق دے اور ہماری عاقبت بخیر فرمائے۔ آمين

وَمَا تَوَفَّيْقٌ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.



القواعد الفقهیہ۔۔۔۔۔ والاصول الکلیہ فقہ اسلامی کی بنیاد میں

اسلامی احکام شرعیہ کا سرچشمہ اور مأخذ:

شریعت اسلامیہ کے جملہ احکام و مسائل کا سرچشمہ، منع اور مأخذ و قسم کے امور ہیں ایک وہ جو تمام آئمہ اور جمہور علماء کے نزدیک متفق علیہا ہیں اور وہ چار چیزیں ہیں:

شریعت اسلامیہ کے جملہ احکام و مسائل کا سرچشمہ، منع اور مأخذ و قسم کے امور ہیں ایک وہ جو تمام آئمہ اور جمہور علماء کے نزدیک متفق علیہا ہیں اور وہ چار چیزیں ہیں:

(۱) کتاب اللہ العظیم (۲) سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (۳) اجماع امت (۴) قیاس، ان چاروں پر تمام آئمہ کرام اور علماء فقہ کا اجماع ہے کہ یہ شریعت مطہرہ کے جملہ احکام و مسائل کی بنیاد میں ہیں۔ (۱)

دوسری قسم وہ ہے جو ان کے علاوہ ہیں اگرچہ یہ امور بھی نور قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے منور ہیں اور ان ہی کے فیضان سے مستفیض ہیں لیکن وہ اصول ایسے ہیں جن کو احکام شرعیت و مسائل فقہیہ کی بنیاد تسلیم کرنے اور جدت شرعیہ اور قابل استدلال ماننے میں علماء فقہ باہم اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ نیز ان کے مفہوم کی تحدید و تعریف اور ان کے دائرہ عمل کی توسعی میں بھی اختلاف ہے ایسے اصولوں کو فقہ کی اصطلاح میں استدلالے موسوم کیا جاتا ہے ان کی تعداد پانچ ہے:

(۱) احسان (۲) مصالح مرسلہ (۳) استصحاب (۴) سابقہ شرائع (۵) صحابی کا مسلک، تفصیلات کے لیے اصول فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔ (۶) ہمارے آئمہ ذوی الاحترام و مجتهدین عظام اور ماہرین علم فقہ علیہم الرحمۃ و الرضوان نے مذکورہ بالا تمام ہی بنیادی اصولوں کی روشنی میں ان کو منع و مأخذ بنا کر مسائل فقہ و احکام شرعیت کا استخراج کیا، فقہ کی کتابیں اور فتاویٰ مرتب فرمائے جن میں بے شمار احکام، مسائل اور جزئیات فقہیہ کو بیان فرمایا جن سے آنے والی

(۱) اصول الشاشی، مقدمة الكتاب، ص ۲۰۰۔

(۲) کتب اصول میں ان کی تعداد آٹھو، چھو اور پانچ سے کم بھی بیان کی گئی ہیں تفصیل کے لیے کتب اصول، مثلاً التغیر والتحیر شرح التحریر، ج ۳، ص ۳۸۲، وفاتح الرحموت، ج ۲، ص ۳۰۰ ملاحظہ فرمائیں۔

نسلیں مستفید ہو سکیں اور ہوتی رہیں گی تاہم وہ اپنی مدد العرکوشیوں کے باوجود تمام جزئیات کا احاطہ نہ کر سکے بے شک
مسائل ایسے ابھر کر آئے جن سے متعلق صریح حکم ان کتابوں میں نہیں ملتا اور قیامت تک نئے نئے مسائل پیدا ہوتے
ہی رہیں گے اسلام چونکہ ایک مکمل مذہب ہے اور قرآن کا یہ نہایت سچا دعویٰ ہے کہ وہ (تُبَيَّانًا لِكُلِّ شَفَاعَةٍ) (3) ہے
اس لئے یہ علماء اسلام کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر نئے ابھرنے والے مسئلہ کا حکم قرآن کریم، احادیث نبویہ اور ان سے
ما خوذ منابع و مأخذ سے بیان کریں بلاشبہ ہمارے عظیم علماء کرام نے ان نو مولود مسائل کے احکام شریعہ معلوم کرنے کے
لئے بھی نیک کوششیں فرمائیں اور مذکورہ بالامثال و مأخذ کے سایہ میں فقہ کے کچھ ایسے قواعد و ضوابط اور اصول کلیہ مرتب
فرمادیئے جن کے ذریعہ سے ہر دور اور ہر زمانے کے مفتیان کرام (بشر طیکہ وہ فقہ میں مہارت و کمال رکھتے ہوں) ہر
نومولود مسئلہ کا حکم شرعی بیان کر سکیں۔ الحمد للہ کہ ہمارے علمائے فقہ کی یہ عظیم کوشش قرآن کریم کے اس دعویٰ کی کہ وہ
(تُبَيَّانًا لِكُلِّ شَفَاعَةٍ) ہے ایک مسحکم دلیل اور جھٹ قاطعہ ہے اللہ تعالیٰ ان کی ارواح طیبات پر اپنی رحمت و نور کی
بارش برسائے، آمین!

بے شک امت اسلامیہ ان کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتی صرف اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل و کرم سے اجر عظیم عطا
فرمائے گا۔ اس مختصر میں یہ فقیر فقہ کے ان ہی قواعد و ضوابط اور اصول کلیہ میں سے کچھ کو بیان کر رہا ہے جو ہمارے
فقہائے کرام نے نومولود مسائل احکام شریعہ سے معلوم کرنے کے لئے بیان فرمائے ہیں امید ہے کہ دور حاضر اور بعد
میں آنے والے مفتیان کرام اور علماء فقہ کے لئے بیان احکام میں یہ معاون و مددگار ثابت ہوں گے یہ سب کچھ اس ناچیز
نے اپنے اساتذہ اور اپنے علماء کرام کی کتابوں سے حاصل کئے ہیں ان میں جو صحیح ہیں وہ ان کی طرف سے ہیں اور اگر
ان میں کوئی نقص یا غلطی ہے تو وہ یقیناً اس فقیر کی ہے اصحاب علم صحیح فرمادیں اور اس خطا کا رکومعاف فرمادیں۔ اسی کے
ساتھ یہ بندہ ناچیز تمام پڑھنے والوں اور استفادہ کرنے والوں سے امید رکھتا ہے اور درخواست کرتا ہے کہ وہ ضرور ہی
اسے پڑھ کر رب کریم و عفو، غفور کی بارگاہ میں میرے لئے دعائے حسن عاقبت کریں گے اور میرے لئے بے حساب
مغفرت کی دعا فرمائیں گے۔

ذیل میں ان قواعد فقہیہ اور اصول کلیہ کو بیان کیا جاتا ہے جن کے ذریعہ سے ہر اس نومولود مسئلہ کا حکم شرعی معلوم کیا
جاسکتا ہے جس کا ذکر نہ کتب فقہیہ میں ہے نہ اس پر کوئی نص شرعی ہے نہ اس پر کوئی استدلال شرعی ہے؟ جن مسائل کا حکم
کتب فقہ میں بیان کر دیا گیا یا اس سے متعلق کوئی نص شرعی موجود ہے یا اس پر استدلال شرعی موجود ہے ایسے مسائل کا
حکم وہی ہے جو ان کتابوں میں ہے ان قواعد فقہیہ اور اصول کلیہ کو وہاں استعمال نہیں کیا جائے گا۔ کسی کے لئے یہ جائز

نہیں کہ وہ نصوص شرعیہ کو چھوڑ کر استدلال کو نظر انداز کر کے ان قواعد فقہیہ سے حکم بیان کرے اگر وہ ایسا کریگا تو یہ اس کی اتباع نفس اور جہالت ہو گی۔ العَيَّادُ بِاللَّهِ تَعَالَى۔



قاعدہ نمبر اول: لَا ثواب إِلَّا بِالنِّيَّةِ

یہ قاعدہ حدیث **الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ** (1) سے مأخوذه ہے مطلب یہ کہ ثواب آخری کلمہ اور اخلاص نیت پر ہے یہ قاعدہ فقہیہ تمام اعمال و افعال پر حاوی ہے۔ عبادت خواہ مقصودہ ہو یا غیر مقصودہ اگر ان کا فاعل اخلاص نیت نہیں رکھتا تو وہ ماجور و مشاب نہ ہو گا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے، **الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ** یعنی اعمال کا حکم نیت پر موقوف ہے تمام عبادات مقصودہ کی صحت اداۓ نیت پر موقوف ہے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج میں اگر نیت نہیں کرے گا تو ان میں سے کوئی عبادت صحیح اداۂ ہو گی اور جب عبادت صحیح اداۂ ہوئی تو ثواب اخروی کیسے مرتب ہو گا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج اپنے تمام اقسام کے ساتھ عبادات مقصودہ میں داخل ہیں لہذا ان میں سے کوئی بھی بغیر نیت کئے صحیح اداۂ ہوں گے وضو اگرچہ نماز کے لئے فرض اور شرط ہے مگر یہ عبادت غیر مقصودہ ہے اس لئے یہ نیت کے بغیر بھی صحیح ہو جائے گی لیکن اگر کوئی شخص بغیر نیت کئے ہوئے وضو کریگا وہ مستحق ثواب نہیں ہے اسی طرح وہ اپنے کسی عمل میں بھی بغیر نیت کے ثواب کا مستحق نہ ہو گا۔ فقہ کا یہ قاعدہ بے شمار مسائل کا حل ہے اور انسان کے مذہبی معاشرتی اعمال کی فلاح و بہبود اور بہت سے علوم کے اباحت حصول کی بنیاد اسی پر ہے اور مباح میں بہت سی چیزوں کا جواز یا عدم جواز یا ثواب یا عدم ثواب اسی سے متعلق ہے۔ (2)



(1) صحیح البخاری، کتاب بدء الوجی، باب کیف کان بدء الوجی... راجح، الحدیث: ۱، ج ۱، ص ۶۰

(2) الاشباه والنظائر، الفتن الاول: القاعدة الكلية، النوع الاول، القاعدة الاولى، ص ۷۱، ۱۸۰

قاعدہ نمبر ۲: الامور مقاصدِہا

یعنی اعمال اور معاملات کا دار و مدار ان کے مقاصد پر ہے یعنی کسی چیز کے جائز یا ناجائز ہونے، حلال یا حرام ہونے یا کسی عمل پر اجر یا سزا ملنے کا دار و مدار اس کے مقصد اور نیت پر ہے جیسے کسی نے ناراض ہو کر اپنے مسلمان بھائی سے ترک سلام و کلام کیا اگر بلا سبب شرعی اس نے تین دن سے زیادہ اس عمل کو جاری رکھا تو حرام ہے کیونکہ حدیث شریف میں تین دن سے زیادہ ترک سلام و کلام کی ممانعت ہے (۱) اور اگر سبب شرعی کی وجہ سے تین دن سے زیادہ بھی ترک سلام و کلام کیا کہ وہ بدکار، یا شرابی یا تارک الصلوٰۃ (نماز نہیں پڑھتا) ہے تو جائز ہے۔ اسی طرح شیرے کی بیع (یعنی انگور وغیرہ کے رس کی فروخت) جائز ہے لیکن اگر بالع نے شیرہ شراب بنانے والے کو اس مقصد سے فروخت کیا کہ وہ شراب بنائے تو اس بیع پر وہ گناہ گار ہو گا اور اس کا یہ فعل حرام ہے اور ناجائز ورنہ نہیں، کوئی پڑی ہوئی چیز ملی اگر اس مقصد سے اٹھائی کہ مالک کو پہنچا دے گا تو جائز ورنہ ناجائز۔ بلکہ پر اسم جلالت نقش کرایا اگر بقصد علامت ہے تو جائز اگر بقصد تہاؤں و اہانت ہے تو ناجائز و حرام بلکہ کفر۔ نماز کی کوئی آیت تلاوت کی جو کسی سائل کا جواب بھی ہو سکتی ہے اگر اس سے مقصد جواب ذینا ہے تو یہ فعل حرام اور نماز فاسد، ورنہ نہیں۔ اصل میں یہ دونوں قاعدے تقریباً ہم معنی ہیں اور بے شمار مسائل ان سے مستخرج ہیں۔ (۲)



(۱) سنن البیهقی، کتاب الادب، نہیں بیحر اخاد اسلام، الحدیث: ۳۹۱۳، ج ۳، ص ۲۳۳۔

(۲) الاشہاد والنظر، الفن الاول: القواعد الكلیة، النوع الاول، القاعدة الثانية، ص ۲۳۔

ذخیرۃ البصائر، الفن الاول في القواعد الكلية، النوع الاقل، القاعدة الثانية، ج ۱، ص ۱۰۲ - ۱۰۸۔

قاعدہ نمبر ۳: الْيَقِينُ لَا يُؤْلِمُ إِلَّا شَكٌ

یعنی یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ اس حدیث مبارکہ سے مانوذ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ **إِذَا وَجَدَ أَحَدٌ كُفُرٌ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَ شَيْئًا أَمْ لَا، فَلَا يَخْرُجُ شَيْئًا مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى يَسْعَ صَوْتاً أَوْ يَجْدِرْ بِيَقِنَاعٍ** (۱) یعنی جب کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے اور یہ یقین مشکل ہو جائے کہ اس میں سے کچھ لکلا یا نہیں یعنی رتح وغیرہ خارج ہوئی یا نہیں تو اس وقت تک مسجد سے باہر نہ آئے جب تک وہ رتح خارج ہونے کو محسوس نہ کرے (یعنی جب تک ہوا کی بمحسوں نہ کرے) یا اس کی آواز نہ سن لے۔ جیسے کسی شخص کو اپنے باوضو ہونے کا یقین ہے اور وضوٹنے میں شک ہے تو وہ باوضو مانا جائے گا (۲) اور جیسے کسی شخص کے زندہ ہونے کا یقین ہے اور مرنے میں شک ہو تو اسے زندہ ہی مانا جائے گا اور اس کی دراثت تقسیم نہ کی جائے گی۔ اس قاعدہ کے ماتحت اور بھی احکام شرعیہ ہیں۔



(۱) صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب الدلیل علی من یقین...، بفتح، الحدیث: ۹۹۔ (۳۶۲)، ص ۱۹۳۔

(۲) الا شاهاد و النظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة الثالثة، ص ۳۷، ۳۹۔

قاعدہ نمبر ۲: أَلَا صُلْ بَرَاءَةُ الْذِمَّةِ

اصل یہ ہے کہ ہر شخص بری الذمہ ہے جب تک اس پر کوئی حق یا دعویٰ ثابت نہ ہو جیسے مدعی کا دعویٰ ہے کہ اس پر اصل یہ ہے کہ ہر شخص بری الذمہ ہے کہ مجھ پر کوئی قرض نہیں اور مدعی کے پاس کوئی دلیل اور شہادت بھی ثبوت قرض کے پر اقرض ہے اور مدعی علیہ کہتا ہے کہ مجھ پر کوئی قرض نہیں اور مدعی کے لئے گا اور وہ بری الذمہ ہے کیونکہ بری الذمہ ہونا یعنی اس پر لئے نہیں ہے تو اس صورت میں مدعی علیہ کا قول تسلیم کیا جائے گا اور وہ بری الذمہ ہے کیونکہ مدعی کا قول اور دعویٰ اصل کے خلاف ہوتا قرض نہ ہونا اصل ہے اسی لئے ثبوت اور دلیل ہمیشہ مدعی پر ہوتی ہے کیونکہ مدعی کا قول اور دعویٰ اصل کے خلاف ہوتا ہے۔ (۱)



قاعدہ نمبر ۵: مَنْ شَكَ هُلْ فَعَلَ شَيْئًا أَمْ لَا يَأْتِي الْأَصْلُ أَنَّهُ لَمْ يَفْعَلْ

یعنی اگر کسی کو یہ شک ہو کہ اس نے یہ کام کیا یا نہیں کیا تو اصل یہ ہے کہ اس نے وہ کام نہیں کیا۔ مثلاً یہ شک ہوا کہ میں نے اس وقت کی نماز پڑھی یا ابھی نہیں پڑھی تو اگر اس نماز کا وقت باقی ہے جس میں شک کر رہا ہے تو نماز دوبارہ پڑھئے اور اگر اس نے شک کیا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد تو اعادہ نہیں۔ (۱)



فَاعْدَهُ نُمْبَر٢: مَنْ تَيَقَّنَ الْفِعْلَ وَشَكَ فِي الْقَلِيلِ وَالْكَثِيرٌ مُحْمَلٌ عَلَى الْقَلِيلِ

جیسے کسی کو عمل کرنے کا تو یقین ہے لیکن شک یہ ہے کہ وہ کام زیادہ کیا یا کم کیا تو اس کا فعل کم پر محمول کیا جائے گا کیونکہ کم کا تو یقین ہے۔ مثلاً یہ شک ہوا کہ نماز میں کتنی رکعتیں پڑھیں اگر پہلی بار ایسا ہوا ہے تو نماز از سر نو پڑھے لہر اگر بکثرت ایسا ہوتا ہے تو تحری کرے ورنہ اقل رکعت قرار دے۔ یہ اس وقت ہے جب شبہ نماز کی حالت میں ہو اگر نماز سے فراغت کے بعد یہ شبہ ہوا تو اس پر کچھ نہیں۔ (1)



قاعدہ نمبر کے: مَا ثَبَّتْ بِيَقِينٍ لَا يُرْتَفِعُ إلَّا بِيَقِينٍ

یعنی جو چیز یقین سے ثابت ہوتی ہے وہ صرف یقین ہی سے زائل ہو سکتی ہے (۱) جیسے کسی کو اپنے باوضو ہونے کا یقین ہے اوروضوٹ جانے کا شک ہے تو وہ باوضو ہی ہے محض شک سے باوضو ہونے کا یقین زائل نہیں ہو سکتا۔ کنوں پاک ہونے کا یقین ہے اور ناپاک ہونے کا شک ہے تو کنوں ناپاک ہی قرار دیا جائے گا۔



قاعدہ نمبر ۸: الْاَصْلُ الْعَدَمُ فِي الصِّفَاتِ الْعَارِضَةِ^(۱)

قاعدہ نمبر ۹: وَالْاَصْلُ الْوُجُودُ فِي الصِّفَاتِ الْاَصْلِيَّةِ

ان دونوں کی مثال یہ ہے کہ کسی نے ایک غلام خریدا اس شرط پر کہ روٹی پکانا جانتا ہے یعنی خباز ہے یا وہ کتابت جانتا ہے۔ پھر خریدار نے کہا کہ وہ خباز نہیں یا کاتب نہیں تو قول مشتری کامانا جائے گا کیونکہ خباز اور کاتب ہوتا صفات عارضہ سے ہے اور اصل اس میں عدم ہے۔ دوسرے قاعدہ کی مثال یہ ہے کہ کسی نے باندی خریدی اس شرط پر کہ وہ باکرہ (کنواری) ہے پھر مشتری نے اس میں بکارت کا انکار کیا اور بالکع کہتا ہے کہ باکرہ ہے تو اس صورت میں بالکع کا قول تسلیم کیا جائے گا کیونکہ بکارت صفات اصلیہ سے ہے اور اصل اس میں وجود ہے۔^(۲)



(۱) المرجع السابق، ص ۵۳، ۵۴.

(۲) الفتح القدیر، کتاب البيوع، باب خیار الشرط، ج ۵، ص ۵۲۹.
والاشبه والنظائر، الفن الاول: القواعد المکتبیة، النوع الاول، القاعدة الثالثة، ص ۵۳.

قاعدہ نمبر ۰۱: الاصل فی الاشیاء الاجائۃ

یعنی ہر چیز اصل میں مباح و جائز ہے۔ یہ اصل حضرت امام شافعی اور احناف میں حضرت امام کرخی کے نزدیک ہے (۱) متاخرین احناف نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان بھی اس کو سند لائے ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

(هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ بِجُنُونٍ) (۲)

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے پیدا فرمایا۔

لہذا ہر چیز مباح اور جائز ہے جب تک اس کے عدم جواز یا تحریم پر کوئی دوسرا حکم نہ ہو صاحب بدایہ علیہ الرحمۃ کا بھی بھی مسلک ہے۔ (۳)

حدیث شریف میں ہے: أَلْحَلَ مَا أَحَلَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَأَحْرَمَ مَا حَرَمَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مَغْفَلٌ عَنْهُ (۴)

حلال وہ ہے جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال فرمادیا اور حرام وہ ہے جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حرام فرمادیا اور جن چیزوں سے سکوت اختیار فرمایا وہ معاف ہیں اور مباح۔

لہذا ہر وہ چیز جس سے اللہ عزوجل نے سکوت اختیار فرمایا وہ جائز و مباح ہے اگر اسے کوئی شخص ناجائز یا حرام یا حنفی کہے اس پر لازم ہے کہ وہ دلیل شرعی لائے کیونکہ مسکوت عنہا (جس سے سکوت کیا گیا) کو مباح و جائز کرنے کے لئے یہ حدیث ہی کافی ہے۔ قرآن پاک کی ایک آیت اس مفہوم کو ثابت کرنے والی اور بیان ہو چکی ہے دوسری آیت جس سے یہ مفہوم اور زیادہ وضاحت سے ثابت ہوتا ہے یہ ہے!

(۱) الاشیاء والنظر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة الثالثة، ص ۵۶، ۵۷، ۵۸.

(۲) پا، البقرة: ۲۹.

(۳) الحداۃ، کتاب الطلاق، باب العدة، ج ۱، ص ۲۸۸.

والاشیاء والنظر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة الثالثة، ص ۵۷، ۵۸.

(۴) شیعہ ابن ماجہ، کتاب الاطعمة، باب أكل الحبیب والسم، الحدیث: ۳۳۶۷، ج ۳، ص ۵۶.

(بِإِيمَانٍ أَمْنُوا لَا تَسْكُلُوا عَنْ أَشْيَاءِ مَارِنَ تُبَدَّلَ كُفَّرٌ تَسْوِيْ كُفَّرٌ) (5)

اسے ایمان والو تم ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو جن کا حکم نازل نہیں کیا گیا کہ اگر ان کا حکم ظاہر کر دیا جائے تو تمہیں تکلیف پہنچے اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شرعی احکام میں کثرت سوال سے منع فرمایا کہ اس سے شریعت کے احکام کے سخت ہونے کا اندیشه ہے اس آیت کا واضح مفہوم یہی ہے کہ جن چیزوں کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا وہ عفو میں داخل ہیں۔ اگر ان کی ممانعت یا فرضیت کا حکم نازل ہو گیا تو تمہیں تکلیف پہنچے گی۔ لہذا جن چیزوں کے بارے میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا وہ آیت مذکورہ (هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ بِجَمِيعًا) کی رو سے جائز و مباح ہیں (تُلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَا لَأَنْهَا تَعْتَدُ وَهَا) (6) اور یہ اللہ عزوجل کی بیان کردہ حدود ہیں تو ان سے تجاوز نہ کرو۔ لہذا جو ان مسکوت عنہا کو ناجائز یا حرام یا بدعت سیہ یا فرض یا واجب کہے وہ قرآن یا حدیث یا قواعد فقہیہ سے دلیل لائے ورنہ یہ اللہ عزوجل کی بیان کردہ حدود سے آگے بڑھنا ہے اور اللہ عزوجل اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شریعت کاملہ پر افتراہ ہو گا۔ جس کی قرآن میں شدید مذمت آئی ہے اور سخت ممانعت و تهدید کی گئی ہے لہذا ایت کو ایصالی ثواب کے لئے تعین وقت کے ساتھ قرآن خوانی یا سوالا کر کر شریف پڑھنا یا پڑھوانا فاتحہ و درود، انعقاد مخالف میلاد شریف اور صلوٰۃ وسلام اور بیعت، واردات وغیرہ کے عدم جواز و بدعت کے قائلین کو قرآن یا احادیث یا اقوال صحابہ یا ائمّہ درجہ میں قواعد فقہیہ سے ان کے عدم جواز پر دلیل لانا چاہیے۔ بلاد دلیل شرعی ان کے عدم جواز کا قول اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ فاطمہ وسلم پر افتراہ ہے، وَالْعِيَادُ بِاللَّهِ تَعَالَیٰ۔

یہ امر بھی ملحوظ رکھنا اشد ضروری ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول و فعل اور صحابہ کرام کا قول و فعل تو جنت شرعیہ ہے مگر ان کا عدم قول اور عدم فعل، عدم جواز کے لئے جنت شرعیہ نہیں وہ اسی قاعدة کے مطابق جائز و مباح ہے کہ الْأَصْلُ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِجَاهَةُ بلکہ امر مباح بہ نیت خیر باعث اجر و ثواب ہے اور مستحسن کہ الْأَعْمَالُ بِالثَّيَّاتِ حدیث صحیح ہے بلکہ وہ تمام امور مباح جن سے دین کی ترقی یا تعلیماتِ اسلام کی اشاعت اور شریعت کا تحفظ ہوتا ہے سب مستحسن ہیں۔



(5) پ ۷، المائدۃ: ۱۰۱۔

(6) پ ۱، البقرۃ: ۲۹۔

قاعدہ نمبر ۱۱: الاصل إضافۃ الحادیث إلى أقرب اوقاتہ

اصل اور قاعدہ یہ ہے کہ ہر واقعہ کو اس کے قریب تر وقت کی طرف منسوب کیا جائے۔ جیسے کوئی عورت یہ دعویٰ کرے کہ اس کے شوہرنے اس کو اپنے مرض الموت میں طلاق دی ہے اور دیگر درستہ کہتے ہیں کہ حالت صحیت میں طلاق دی ہے تو ایسی صورت میں عورت کا قول مانا جائے گا کیونکہ اس کا قول اقرب کی طرف منسوب ہے اور وہ متوفی شوہر کی وارث ہوگی۔ (۱)



قاعدہ نمبر ۱۲: الْمَشْفَقَةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيرَ

یعنی مشقت آسانی لاتی ہے (۱) اس قاعدہ کا مأخذ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

(وَرِيدَ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ) (۲)

اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا۔

دوسری جگہ فرماتا ہے:

(وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ) (۳)

اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں شنجی اور حرج نہیں رکھا۔

اس لئے شریعت نے مسائل کثیرہ میں مسلمانوں کے لئے آسانیاں فراہم کی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لَوْلَا أَنْ أَشْقَى عَلَى أُمَّتِي لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السِّوَالَ (۴) اگر میں اپنی امت پر مسوک کرنے کی پابندی باعثِ مشقت نہ جانتا تو میں مسوک کرنے کو واجب کر دیتا۔ جب حج فرض ہونے کی آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ہالہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے تو ایک صحابی حضرت عکاشہ بن محسن یا سراقدہ بن مالک نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال؟ یہ سوال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ ہالہ وسلم پر گراں گزر افرما یا خدا کی قسم اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے گا۔ (۵) اسی طرح نماز تہجد صرف آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ ہالہ وسلم) پر واجب تھی امت پر واجب نہیں ہے، روزہ بھی سال میں ایک ہی ماہ کا فرض کیا گیا۔ ان آیات و احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ اور اس کے رسول رحمت علیہ السلام مسلمانوں کو آسانیاں عطا فرماتے ہیں اسی کی روشنی میں فقد کا یہ قاعدہ ہے کہ مشقت آسانیاں لاتی ہے۔

(۱) الاشباه والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة الرابعة، ص ۶۲۔

(۲) پ ۲، البقرة: ۱۸۵۔

(۳) پ ۷۴، الحج: ۷۸۔

(۴) المسند للإمام أحمد بن حنبل، حدیث تمام بن العباس، الحدیث: ۱۸۳۵، ج ۱، ص ۳۵۹۔

(۵) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مررتی المعر، الحدیث: ۳۱۲-۳۷ (۱۳۳)، ج ۲، ص ۲۹۸۔

والتفسیر الكبير، سورۃ المائدۃ، تحت الآیۃ: ۱۰، ج ۳، ص ۳۲۳۔

علامہ ابن نجیم مصری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاشباه والنظائر میں عبادات وغیرہ میں سات قسم کے اسباب تخفیف بیان فرمائے ہیں۔ صاحب نور الانوار نے اس کی دو قسمیں کی ہیں اور اٹھارہ اسباب بیان فرمائے ہیں جو بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

(۱) سفر:

سفر کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ اتنا طویل فاصلہ طے کیا جائے جو درمیانی رفتار انسانی سے تین دن تک رات میں طے ہو اس کو سفر طویل کہتے ہیں اور اس کی تخفیفات شرعیہ یہ ہیں کہ اتنا طویل سفر کرنے والا مسافر نماز قصر ادا کریگا (۶) اسے روزہ چھوڑ دینے کی اجازت ہے اور موزوں پر تین دن اور تین رات مسح کر سکتا ہے۔ دوران سفر اس پر قربانی واجب نہیں وغیرہ وغیرہ دوسری قسم سفر کی یہ ہے کہ اتنا طویل نہ ہو اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے شہر سے باہر نکل جائے خواہ چند میل باہر ہی کبھی اس کو شریعت کی طرف سے جو تخفیف و تیسری دی گئی ہے وہ یہ ہیں کہ وہ جمعہ چھوڑ سکتا ہے اس پر نماز باجماعت موكدہ نہیں اور وہ سواری پر نفل نماز ادا کر سکتا ہے اور پانی میسر نہ ہو تو تمیم کر سکتا ہے وغیرہ۔

(۲) مرض:

اسباب تخفیف میں سے دوسری قسم مرض ہے اس کی شرعی رخصت اور تخفیفات بھی بہت زیادہ ہیں۔ اگر بیماری بڑھ جانے یا جان کا اندر پیش ہو تو غسل اور وضو کے بجائے تمیم کر سکتا ہے۔ اگر کھرا نہیں ہو سکتا تو پیشہ کر نماز ادا کرے گا اور پیشہ کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر نماز ادا کرنے کی اجازت ہے، نماز جماعت میں شریک نہ ہونے کی اجازت ہے، اسی طرح جمعہ و عیدین میں نہیں جا سکتا تو اجازت ہے کوئی گناہ نہیں، رمضان کے روزے بھی قضا کرنے کی اجازت ہے وغیرہ۔

(۳) اکراہ:

تخفیف کا تیسرا سبب اکراہ ہے۔

نمبر (۴) نیان۔

نمبر (۵) جہالت۔

نمبر (۶) نقص اور

نمبر (۷) غرر اور عموم بلوی:

(۶) یعنی چار رکعت فرض والی نماز کی ادا بھی دور رکعت سے کرے گا۔

عمر اور عموم بلوی پر بھی شریعت کے بہت سے مسائل و ادکام متفرع ہیں، عمر کا مطلب ہے شنگی اور دشواری اور عموم بلوئی کا مطلب ہے ایسا ابتلاء عام جس سے بچنا دشوار اور مشکل ہو جیسے اس کپڑے سے نماز پڑھنے کی اجازت ہے جس پر پوچھائی کپڑے سے کم میں نجاست خفیفہ لگی ہو یا بقدر درہم نجاست غلظیٹ لگی ہو، یا جیسے مغذوہ کے جسم سے برابر نجاست خارج ہو رہی ہے۔ جب بھی وہ کپڑا دھونے نجاست نکل کر پھر لگ جائے اسے اس کپڑے میں نماز کی اجازت ہے، وہ نجاست جس کا زائل ہونا دشوار ہو یا زائل نہ ہو سکے وہ بھی عفو میں داخل ہے جیسے کپڑے پر بخس پختہ رنگ ہو یا بخس مہندی ہاتھوں پر لگائی اب دھونے سے اس نجاست کا اثر زائل نہیں ہوتا اس حالت میں اس کا حکم پاکی کا ہے اور نماز اس سے جائز ہے اونٹ کی میٹنگنی اگر دودھ میں پڑ جائے اور پھوٹنے سے قبل فوراً نکال لی جائے وہ دودھ بخس نہیں، کپڑے کو بخس بخارات لگے تو صحیح یہ ہے کہ کپڑا بخس نہیں۔ مثیل (7) حالانکہ وہ خون ہے مگر اس کے پاک ہونے کا حکم ہے، پاک مٹی پاک پانی میں یا ناپاک مٹی پاک پانی میں ملا کر گارا بنایا جائے تو اس کے پاک ہونے کا حکم ہے، بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بلا دضو قرآن کو چھونا جائز ہے، میت کو غسل دینے والے پر اگر میت کے غسالہ (غسل کا پانی) کی جھیلیں آجائیں تو نجاست کا حکم نہیں۔ راستے کی کچڑا اگر کپڑے یا پیر پر لگے تو کپڑا یا پیر بخس نہیں، شریعت نے مکلف و مامور سے عمر دفع کرنے کے لئے یہ سہولت دی کہ شہر سے باہر نوافل سواری پر اشارے سے پڑھ سکتا ہے اور نوافل بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے بلا کسی عذر کے اور ظہر کی نماز کے لئے ابراد (وقت کو تھنڈا کرنا) مستحب قرار دیا اور جمعہ اور جماعت کو بارش کی وجہ سے ترک کرنے کو جائز قرار دیا۔ پتھر سے استنجا مژروع فرمایا حالانکہ پتھر مزیل نجاست (8) نہیں، وصی اور ولی کے لئے یہ جائز قرار دیا کہ وہ مال پیتم سے اتنا لے لیں جو ان کے عمل کے بقدر معاوضہ ہو، طبیب اور شاہد (گواہ) کو بوقت ضرورت مستور اعضاء یا شکل و صورت پرده دار کی دیکھنا جائز ہے، اسی طرح دایہ کے لئے عورتوں کے اندام نہانی میں نگاہ کرنا جائز ہے۔ بوقت موت مرنے والے کو وصیت کرنا جائز رکھا تاکہ وہ تلافی ماقات کر سکے اور ورثاء کو ضرر سے بچانے کے لئے ثلث ماں سے زائد میں وصیت کو جائز و نافذ نہ فرمایا۔ اور شریعت نے ترکہ پر میت کی ملکیت اس وقت تک باقی رکھی جب تک میت کے قرضوں و وصیت اور تجهیز و تکفین و حوانج ضروریہ پورے نہ کر دیے جائیں اور مجتہدین سے خطا پر گناہ نہیں رکھا ان کے لئے ظن غالب پر اکتفا جائز رکھا اور اخذ بالیقین کی تکلیف نہ دی کیونکہ کسی اجتہاد میں یقین کامل حاصل کرنا سخت دشوار ہے مذکورہ تمام مسائل دفع عمر (9) اور عموم بلوی سے تعلق رکھتے ہیں جو تفصیلات معلوم

(7) خوبصوریاہ رنگ کا ماذہ جو ایک قسم کے ہرن کی ناف سے لکھتا ہے۔

(8) یعنی نجاست زائل کرنے والا

(9) یعنی شنگی کو دور کرنے

کرنا چاہے ان کتابوں کا مطالعہ کرے۔

نقض:

اسباب تغیر میں سے یہ بھی ایک سبب ہے جیسے صہی و جنون کو تکلیفات شرعیہ سے مکلف نہیں کیا گیا جب تک وہ اس حالت میں رہیں ان کا معاملہ ان کے ولی کے پرداز کیا گیا اور عورتوں کو نماز باجماعت، نماز جمعہ و عیدین اور جہاد کی تکلیف نہیں دی گئی وغیرہ (10) صاحب نور الانوار علیہ الرحمہ نے اسباب تخفیف و تغیر کو مبحث اہمیت کے زیر عنوان بیان فرمایا ہے۔ انہوں نے ان اسباب کو زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اولًا ان کو دو قسموں میں تقسیم فرمایا:

(۱) اسباب تخفیف عوارض سماویہ کی وجہ سے۔

(۲) اسباب تخفیف عوارض مکتبہ کی وجہ سے۔

عوارض سماویہ کی وجہ سے جن اسباب پر شریعت نے جو آسانیاں دی ہیں وہ اسباب یہ ہیں:

۱۔ صغر: عبادات، حدود اور کفارات صغیر پر واجب نہیں لیکن فرضیت ایمان ساقط نہیں۔ ۲۸۷

۲۔ جنون: جنون ممتد (وہ جنون جو مسلسل ایک ماہ تک رہے) میں صاحبِ جنون پر عبادات فرض نہیں، اس کی طلاق بھی نافذ نہیں۔ ۲۸۸

۳۔ عتمہ: یعنی دماغی خلل کبھی عقل کی بات کرے اور کبھی پا گلوں کی سی اس کی طلاق نافذ نہیں اس پر عبادات اور عقوبات بھی نہیں ہیں۔

۴۔ نیان: ناسی کا روزہ میں بھول کر کھالیتا، ذبح کے وقت تسمیہ پڑھنا بھول جانا اور بھول کر دوسری رکعت پر سلام پھیسر دینا معافی میں ہے۔

۵۔ نوم (نیند): نائم کی (یعنی سونے والے کی) طلاق اور اس کا ارتدا دنافذ نہیں اور نماز میں نائم کا کام کرنا مفرد صلوٰۃ نہیں نہ اس کا نماز میں قہقہہ ناقص وضو ہے۔

۶۔ اغماء: یہ از قسم بیہوٹی ایک مرض ہے جس میں انسان کی قوتیں مض محل ہو جاتی ہیں (یعنی کمزور ہو جاتی ہیں) اس میں عقل و تمیز اور شعور نہیں رہتا اس حالت میں اس کی طلاق نافذ نہیں نہ اس سے کلمہ کفر صادر ہو جانے سے ارتدا کا حکم دیا جائے گا اگر اغماء چونیں گھنثہ یا اس سے زیادہ دیر تک رہے تو اس سے نمازیں ساقط ہو جاتی ہیں یعنی جن اوقات میں وہ اغماء میں رہا ان اوقات کی نمازیں ساقط ہوں گی۔

۷۔ رق: یعنی غلامی، غلام کے تصرفات نافذ نہیں، اس پر حج فرض نہیں، شریعت نے اس کو اور بھی تخفیفات دی ہیں

جونقہ کی کتابوں میں ہیں۔

۸۔ مرض: مریض حالت مرض وضعف (کمزوری) میں بیٹھ کر یا لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ روزہ اور ج مؤخر کر سکتا ہے وغیرہ۔

۹۔ حیض: اس حالت میں عورتوں کو نمازیں معاف ہیں اور روزہ مؤخر کریں گی وغیرہ۔ (حیض کا مطلب ہے ہاہواری کا خون)۔

۱۰۔ نفاس: یہ وہ خون ہے جو بچہ کی ولادت کے بعد عورتوں کے جسم سے جاری ہوتا ہے۔ اس عرصہ کی نمازیں ان عورتوں سے معاف ہیں اور وہ روزہ مؤخر کریں گی دورانِ حج اگر ایسی حالت ہوئی تو دونوں حالتوں میں طواف زیارت مؤخر کریں گی۔

۱۱۔ موت: اگر کسی پر حج فرض ہوا لیکن ابھی حج کا وقت نہیں آیا تھا کہ موت واقع ہو گئی تو اس پر حج ادا نہ کرنے کا گناہ نہیں یا حج کا زمانہ بھی آگیا اور اس نے سفر حج کی تیاری بھی کر لی تھی کہ موت آگئی تو بھی حج نہ کرنے کا گناہ نہیں ہاں ان دونوں صورتوں میں اگر حج بدل کی وصیت کرے تو بہتر ہے۔ اسی طرح بقدر نصاب مال کا مالک ہو گیا اور وہ حوانج اصلیہ سے زائد بھی ہے لیکن سال گزرنے میں کچھ دن باقی تھے کہ انتقال ہو گیا تو اس پر زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا گناہ نہیں۔ (11)

اسباب تخفیف و تیسیر عوارض ملکتبہ کی وجہ سے، یہ سات ہیں:

۱۔ جہل: جہل کئی قسم کا ہوتا ہے جن میں بعض جہل تیسیر و تخفیف کے لیے عذر نہیں اور بعض جہل عذر مسouع ہیں (یعنی قابل قبول ہیں) کافر کا جہل اس کے عدم ایمان کے لئے عذر مسouع نہیں ایسے ہی اصحاب الہوی کا جہل صفات الہیہ اور احکام آخرت نہ مانتے میں عذر نہیں اور امام برحق کے خلاف بغاوت کرنے میں باغی کا جہل عذر مسouع نہیں جب کہ وہ دلیل فاسد کا سہارا لے کر بغاوت کر رہا ہو۔

وہ امور جن میں شرع نے جہل کو عذر مسouع تسلیم کیا ہے اور اس بنیاد پر تخفیف دی ہے، یہ ہیں:

(۱) جیسے وہ مسلمان جودا راحرب میں ہے اور وہاں سے اجہرت کرنے سے معدور رہا۔ وہ اپنے جہل کی وجہ سے اسلام کے احکام و عبادات پر عمل نہ کر سکے تو نہ وہ گنہگار ہے نہ اس پر قضا واجب۔ (۲) ایسے ہی وہ شخص جودا راحرب میں مسلمان ہوا اور احکام اسلام پر اپنے جہل کی وجہ سے عمل نہ کر سکے تو اس پر گناہ نہیں۔ (۳) حق شفعہ رکھنے والا متعاق جائیداد کی بیع سے جاہل رہا تو اس کا یہ جہل عذر ہے اسے شفعہ حاصل رہے گا۔ (۴) باندی اپنے آزاد ہونے یا صاحب

خیار ہونے سے جاہل رہی (یعنی خیار عتق سے) تو اس کا جہل عذر مسou ہے اس کو خیار حاصل رہے گا۔ (۵) وہ صغير و صغيرہ جن کا نکاح ان کے باپ یا دادا کے علاوہ کسی اور نے کیا ہو، بالغ ہوتے ہی انھیں اسے جائز یا باطل کرنے کا اختیار ہے لیکن اگر وہ بلوغ کے وقت اس نکاح سے جاہل رہے تو یہ جہل عذر مسou ہے ان کو اختیار حاصل رہے گا وغیرہ اس قسم کے صد ہامسائل ہیں۔ ۳۰۰-۳۰۱

۲۔ سکر: یعنی نشہ کی حالت، کسی حلال و مباح شے کے استعمال سے سکرونشہ کی حالت پیدا ہوئی یا جبرا کراہ کی وجہ سے (یعنی زور و زبردستی کی وجہ سے) نشہ آور چیز استعمال کی یا جان بچانے کے لئے شراب پی اور حالت سکر ہوئی تو ان صورتوں میں اس کا حکم اغماء جیسا ہے یعنی جس طرح حالت اغماہی والے کی طلاق و عتاق اور دیگر تصرفات نافذ نہیں ہوتے مذکورہ سکر کی حالت میں بھی اس کی طلاق و عتاق اور دیگر تصرفات نافذ نہ ہوں گے لیکن اگر کوئی حرام و منوع شے یا شراب بغیر عذر شرعی پی جیسے شراب پی اور نشہ ہوا تو اس کے تصرفات نافذ ہوں گے اور اس کے طلاق و عتاق، (یعنی غلام یا باندی کو آزاد کرنا) بیع و شرا (خرید و فروخت) اور اقرار کے الفاظ صحیح تسلیم کئے جائیں گے مگر ارتداد اور اقرار حدود میں اس کے الفاظ پر حکم ارتداد یا حکم نفاذ حدود نہ دیا جائے گا۔ ۱۰۳

۳۔ ہزل: ہزل کا مطلب یہ ہے کہ مذاق میں ایسے الفاظ استعمال کرنا جن کے حقیقی یا مجازی معنی مقصود نہ ہوں بلکہ مخفی لہو و لعب اور تفریع میں استعمال کئے جائیں ہاں لیں یعنی مذاق میں بات کہنہ والا الفاظ تو اپنے اختیار سے اپنی مرضی سے استعمال کرتا ہے لیکن ان کے اصل مفہوم اور ان کے حکم شرعی سے راضی نہیں ہوتا۔ امور غیر مالیہ جیسے طلاق و عتاق، بیعین، (قسم) کفر اور ارتداد میں ہزل کے الفاظ نافذ ہوں گے اور بیع، اجارہ اور اقرار میں بعض صورتوں میں نافذ ہوں گے اور بعض میں نہیں۔ (12)

۴۔ سقہ: یعنی مقتضائے شرع یا مقتضائے عقل کے خلاف مال کو تبذیر سے ضائع کرنا (یعنی فضول خرچی سے ضائع کرنا) سفیہ پر جملہ احکام شرع نافذ ہوں گے لیکن اسے مال خرچ کرنے سے روکا جائے گا اور صاحبین کے نزدیک (یعنی امام ابو یوسف و امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ) اسے بیع، اجارہ، بہبہ اور دیگر تصرفات مالیہ جیسے صدقات و خیرات سے روکا جائے گا کیونکہ وہ اسراف و تبذیر کریگا (یعنی فضول خرچی کرے گا) پھر مسلمانوں یا بیت المال پر بوجھ بنے گا۔

۵۔ سفر: شریعت کی مقررہ مسافت طے کرنے والا مسافر چار رکعت والی نماز میں قصر کریگا، روزہ موخر کریگا، تین دن تین رات موزوں پر مسح کریگا اور سنن واجب کو (13) سواری پر اشارہ سے بھی ادا کر سکتا ہے۔ قبلہ رو ہوئا بھی اس

(12) الدر المختار در المختار، کتاب الجیوع، مطلب: فی حکم الیعج مع الحزل، ج ۷، ص ۷۶۔

(13) سنن واجب سے مراد سنن مؤکدہ ہیں اور اس میں سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ اور فعل سب شامل ہیں سوائے سنت فخر کے، کہ ایک →

کے لیے ضروری نہیں۔ ۳۰۹

۶۔ خطاء: خطاء کا مطلب ہے کوئی کام بلا ارادہ ہو جانا یا ارادہ کے خلاف ہو جانا لہذا اگر مجتہد سے اپنی تمام تر خاصانہ کوشش کے بعد استخراج مسائل و حکم شرعی میں خطاء ہو جائے تو وہ آثم و ماخوذ نہیں (یعنی گنہگار و قابل موافذہ نہیں) بلکہ ایک گونہ اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ قتل اگر خطاء ہوا ہو تو اس پر حدیاً قصاص نہیں۔ اسی طرح زفاف میں (یعنی نہیں) ایک گونہ اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ اگر خطاء کسی اجنبی عورت سے طلب کر لی (یعنی ہم بستری کر لی) تو اس پر حد زنا نہیں لیکن خطاء حقوق ہہاگ رات میں) اگر خطاء کسی اجنبی عورت سے طلب کر لی (یعنی ہم بستری کر لی) تو اس پر حد زنا نہیں لیکن خطاء حقوق العاد میں عذر مسouع نہیں خاطلی کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

۷۔ اکراہ: مکرہ (یعنی جس پر اکراہ کیا گیا) کے لئے حالت اکراہ میں بعض صورتوں میں عمل فرض ہوتا ہے جیسے اپنی جان بچانے کے لئے مردار کھانا اور شراب پی لینا اور بعض صورتوں میں اس پر عمل کرنا حرام جیسے زنا کرنا اور کسی بے حنناہ کو قتل کرنا اور بعض صورتوں میں عمل مباح ہے جیسے روزہ توڑنا اور بعض صورتوں میں عمل کرنا رخصت ہے جیسے جس کراہ تقلب و بعدم رضا بادل ناخواستہ اپنی جان بچانے کی خاطر فقط زبان سے کلمہ کفر ادا کر دینا۔ (14)

تحفیفات شرعیہ: اسباب تحفیف و تیسیر بیان کرنے کے ساتھ ساتھ شریعت مطہرہ نے وہ تحفیفات اور سہولتیں بھی معین فرمادی ہیں جو ان اسباب میں سے کسی سبب تحفیف کے موجود ہونے کی صورت میں دی گئی ہیں یہ سہولتیں بھی سات قسم کی ہیں:

(۱) بوقت عذر شرعی استقطاع عبادت کی تحفیف و سہولت جیسے جنون و اغماء ممتد کی صورت میں فرضیت نماز کا سقوط
 (۲) تحفیف تنقیص (کم کرنا) جیسے حالت سفر میں نماز قصر کرنا (۳) تحفیف ابدال جیسے وضو اور غسل کے بدالے میں
 تیم، نماز میں قیام کے بدالے قعود اور روزہ کے بدالے فدیہ وغیرہ (۴) تحفیف تقديم جیسے حج کے موقع پر عرفات میں ظہر
 کی نماز سے ملا کر نماز عصر ادا کرنا اور زکوٰۃ و صدقہ فطر کو پہلے ہی ادا کرنا (۵) تحفیف تاخیر جیسے حج کے دنوں میں مزدلفہ میں
 نماز مغرب کو مoxر کر کے وقت عشاء میں پڑھنا اور مریض و مسافر کے لئے روزہ مoxر کرنا اور کسی ڈوبنے والے کو بچانے
 کے لئے نماز مoxر کر دینا (۶) تحفیف ترجیح جیسے نجاست خفیہ رفع ثوب سے کم تک لگ جانے کی صورت میں یا نجاست
 غلیظ بقدر ایک درہم لگی ہونے کی صورت میں نماز پڑھنے کی رخصت (۷) تحفیف تغیر جیسے بوقت جہاد دشمن کے خوف

روایت میں سنت فخر کو واجب بھی کہا گیا ہے، تفصیل کے لیے الہرار اکی، ج ۲، ص ۱۱۳، ۱۱۴، رد المحتار، ج ۲، ص ۵۸۸، بہار شریعت

، ج ۱، حصہ دوم، ص ۲۸۳، حصہ چہارم، ص ۱۷۱، ۲۷۳ ملاحظہ فرمائیں۔ ... علمیہ

(14) نور الانوار، بیان الاحقیقی، ج ۲، ص ۱۸۳-۲۱۱

سے نماز کے لظیم میں تغیر۔ (15)



قاعدہ نمبر ۱۳: الْمَشْقَةُ وَالْحَرْجُ إِنَّمَا يُعْتَدَرَانِ فِي مَوْضَعِ لَا نَصَّ فِيهِ

یعنی مشقت اور حرج کا اعتبار اس جگہ ہے جہاں نص شرعی موجود نہ ہو اگر کسی مسئلہ میں نص موجود ہے تو پھر اس کا اعتبار نہ کیا جائیگا۔ جیسے حرم کی گھاس اُکھاڑنا کہ اس پر نص موجود ہے کہ یہ جائز نہیں لہذا یہاں اس قاعدہ کا اعتبار نہیں۔ (۱)



(۱) الاشہاد والنظر، الفن الاول؛ القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة الرابعة، ص ۷۲۔

قاعدہ نمبر ۱۳: الْمُرِإَّاضَاقَ اَتَسْعَ وَإِذَا اَتَسْعَ ضَاقَ

یعنی معاملہ جب تگ و دشوار ہو جائے تو وسعت ملتی ہے اور جب وسیع ہو تو سخت کیا جاتا ہے۔ بعض فقهاء نے ان دونوں قاعدوں کو ایک جملہ میں جمع کر دیا ہے گلُّ مَا تَجَوَّزَ عَنْ حَدِّهِ إِنْعَكَسَ إِلَى ضِدِّهِ ہر وہ چیز جو اپنی حد سے آگے بڑھ جائے اپنی ضد کی طرف لوٹ جاتی ہے (۱) جیسے نماز کا وقت اگر زیادہ تگ ہو جائے اس وقت وضو کی سنن ترک کی جاسکتی ہیں اور اگر وقت میں گنجائش ہے تو وضو میں زیادہ پانی بہانا یا وضو کے فرائض و سنن اور مستحبات پر اضافہ جائز نہیں۔



قاعدہ نمبر ۱۵: الضرریزائی

یعنی ضرر و نقصان کو دور کیا جائے۔ اس قاعدہ کی بنیاد یہ حدیث پاک ہے: لَا ضَرَرَ وَلَا ضَرَارَ (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان اپنے بھائی کو نہ ابتداء ضرر پہنچائے نہ ضرر کے انتقام اور بدلہ میں انتہاء اس قاعدہ پر بھی بہت سے مسائل فقہیہ کی بنیاد ہے۔ اس قاعدہ کے پیش نظر مشتری کو خیار عیب حاصل ہے کہ اگر اس کی خریدی ہوئی چیز میں عیب ہے تو اسے واپس کرنے کا اختیار ہے اور شریک اور پڑوی کو اپنے سے دفع ضرر کے لئے حق شفعت حاصل ہے۔ اس قاعدہ کی رو سے وہ وقف جائز نہیں جس کا مقصد قرض خواہوں کو محروم کرنا ہو۔ کسی ایسی بلند جگہ پر چڑھنا جہاں سے دوسروں کی عورتوں کی بے پر دیگی ہو یہ یا آواز بلند اعلان کئے بغیر جائز نہیں۔ (۲)



(١) سنن ابن ماجة، كتاب الأحكام، باب من بني في حقه... رأى، الحديث: ٢٣٣٠، ج ٣، ص ١٤٦.

(2) الاشارة والنظر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة الخامسة، ص ٢٧، ٣٠.

قاعدہ نمبر ۱۶: الضرورات تبیح المحتضرات

یعنی ضرورتیں ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں اس قاعدہ کی اصل قرآن پاک کی یہ آیت ہے: (إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَكَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فِيمَا أُضْطُرَرَ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ) (۱)
 اس قاعدہ کے ماتحت ہے حالت اضطرار مردار سے بقدر ضرورت کچھ کھالیتا یا شراب کا گھونٹ پی لینا یا اکراہ کی حالت میں جان بچانے کے لئے بکراہت قلب (یعنی دلی ناپسندیدگی کے ساتھ) کلمہ کفر ادا کر دینا جائز ہے۔ اسی طرح اس قاعدہ کے مطابق اگر کشتی میں اتنا سماں بھر دیا کہ اس کے ڈوبنے کا خطرہ ہے اور اس میں مسافروں کی جان کا خطرہ ہے تو اس میں سے مال نکال کر سمندر میں سچینک دینا جائز ہے اور کشتی کو بچانا جائز ہے حالانکہ عام حالات میں دوسرے کامال ضائع کرنا حرام ہے۔ (۲)



(۱) پ ۲، البقرۃ: ۱۷۳۔

ترجمہ کنز الایمان: اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو جو ہر چار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں یہ شک اللہ بخششہ والا مہربان ہے۔

(۲) الاشباه والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة الخامسة، ص ۲۳۔

وغير معينون البصائر، الفن الاول في القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة الخامسة، ج ۱، ص ۱۵۱، ۲۵۲۔

قاعدہ نمبر ۷۱: مَا أُبِيَحٌ لِلضُّرِّ وَرَهْ يُقَدَّرُ بِقَدْرِهَا

یعنی جو چیز ضرورت کے تحت جائز ہے وہ صرف بقدر ضرورت ہی جائز ہے۔ مردار کھانا یا شراب پی لینا صرف اتنا ہی جائز ہے جس سے جان بچ جائے۔ زیادہ بالکل نہیں۔ اسی طرح طبیب کو بوقت ضرورت شرعی پرده کی جگہ کا صرف وہ حصہ دیکھنا جائز ہے جس کے دیکھنے کی ضرورت ہے زیادہ نہیں اسی طرح دایہ کو، دارالحرب میں بقدر ضرورت دشمن کے مال سے کھانا حاصل کیا جائے گا اور جانوروں کا چارہ، جلانے کے لئے لکڑی اور ہتھیار وغیرہ لینا جائز ہے جب کہ مال غنیمت کی ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو اور اگر ضرورت سے بچ رہا تو مال غنیمت میں واپس کر دیا جائے گا۔ (۱)



(۱) الاشباه والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة الخامسة، ص ۲۳، ۴۳.
وکنز الدقائق، کتاب السیر والمحمار، باب الغنائم وقسمها، ص ۲۰۳.

قاعدہ نمبر ۱۸ (الف): مَا جَازَ بِعْدَ رَبْطَلٍ بِزَوَالِهِ

یعنی جو چیز کسی عذر کی وجہ سے جائز ہوئی تو اگر عذر زائل ہو جائے تو اس کا جواز بھی باطل ہو جائے گا جیسے پانی کے استعمال کرنے پر قادر نہ تھا تو تمم کرنا جائز ہے اور پانی کے استعمال پر قادر ہو گیا تمم باطل ہو جائے گا۔ (۱)



قاعدہ نمبر ۱۸ (ب) : الضرر لایزاں بالضرر

یعنی نقصان کو نقصان پہنچا کر زائل نہ کیا جائے گا جیسے ایک شخص جو حالت اضطرار میں ہے دوسرے ایسے اشخاص کا کھانا نہیں کھا سکتا جو خود بھی حالت اضطرار میں ہے۔⁽¹⁾



قاعدہ نمبر ۱۹: يُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُ لِاجْلٍ دَفْعُ الضَّرَرِ الْعَامِ

یعنی ضرر خاص کو برداشت کر لیا جائے گا ضرر عام سے بچنے کے لئے جیسے ان کافروں پر گولہ باری یا تیراندازی کی جائے گی جو خود کو بچانے کے لئے مسلمانوں کے پیشوں کو ڈھال بنا لیں۔ اسی طرح اس بوسیدہ دیوار کو گردایا جائے گا جو راستہ کی طرف جھک گئی ہو اور جس کے گرنے سے راہگیروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشه ہو اگرچہ اس کا مالک رضامند نہ ہو۔ ایسے ہی نان فروش اگر روپیوں کی قیمت زیادہ بڑھادیں تو بھاؤ مقرر کیا جائے گا اگر غلہ فروش قحط کے زمانے میں مہنگا بچنے کے لیے غلہ استور کریں تو ان کا غلہ جبراً فروخت کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر باپ اولاد کا واجب الا دانفقة نہ دے اور انھیں فاقہ کشی پر مجبور کرے تو باپ کو ان کے نفقہ کی ادائیگی کے لئے قید کیا جائے گا۔ غیر سنجیدہ وعدیم الحیا مفتی کو اور جاہل طبیب کو فتویٰ دینے اور علاج کرنے سے روکنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے زمین غصب کر لی اور اس پر عمارت بنالی یا پیڑ لگادیئے تو اگر زمین کی قیمت عمارت یا پیڑوں کی قیمت سے زیادہ ہے تو عمارت گردی جائے گی یا پیڑا کھڑا دادیئے جائیں درنہ زمین غصب کرنے والا زمین کی پوری قیمت کا حصہ من ہو گا اس سے مالک کو زمین کی قیمت دلوائی جائے گی۔ (۱)



(۱) الاشباه والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة الخامسة، ص ۷۲، ۷۵، ۷۶۔

فَإِنْ عَذَّرْتُمْ مِنْ أُبْتُلِي حَبَلَيْتُمْ وَهُمَا مُتَسَاوِيَتَانِ
يَا خُلُبِاً يَتَّهِمَا شَاءَ وَإِنْ اخْتَلَفَا مَجْتَازٌ أَهُوَ نَهَمَا

اگر کوئی شخص دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جائے اور دونوں برابر کی ہوں تو جس کو چاہے اختیار کرے اور اگر دونوں برابر کی نہ ہوں تو ان میں سے جو بلکی ہو اسے اختیار کرے کیونکہ حرام کا ارتکاب بوجہ مجبوری جائز کیا گیا ہے لہذا کم سے کم ہواں لئے بڑی مصیبت کو ترک کر دے کہ اس میں بلا ضرورت زیادہ حرام کرنا پڑے گا۔ جیسے کسی کے جسم میں زخم ہے اگر وہ سجدہ کرتا ہے تو زخم بہنے لگتا ہے اور زخم بہنے گا تو وضو نہ گا جسم ناپاک ہو گا اور سجدہ نہیں کرتا تو زخم نہیں بہتا اس صورت میں نماز کا سجدہ ترک کرنا پڑے گا تو وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے اور رکوع و سجدہ اشارہ سے ادا کرے کیونکہ سجدہ ترک کر دینا اس سے سختر ہے اور آسان ہے کہ نماز حالت حدث اور بخش جسم کے ساتھ پڑھے۔ ایسے ہی اگر کوئی ضعیف و ناتوان بوڑھا ہے اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو قراءت قرآن نہیں کر سکتا اور بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو قراءت کر لیتا ہے وہ بیٹھ کر نماز ادا کریگا اور قیام ترک کر دے گا کیونکہ ترک قیام تو نوافل میں بھی جائز ہے مگر ترک قراءت قرآن جائز نہیں ایسے ہی کوئی جاں بلب فاقہ زدہ ہے (1) اس کے پاس کھانے کے لیے مردار ہے اور کسی دوسرے کا کھانا ہے تو اسے مال غیر حلال نہیں یقیناً ضرورت مردار کھائے گا یہ آخون ہے۔ بعض فقهاء کا قول ہے کہ مردار نہیں کھائے گا مال غیر کھائے گا اب ن سماعہ و طحاوی اور امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے (2) اب سماعہ فرماتے ہیں: مال غیر کو غصب کرنا مردار کھانے سے آخون ہے۔ (3)



(1) یعنی بھوک کی وجہ سے اس کی جان پر بنی ہوئی ہے۔

(2) اشیاء اور دیگر کتب فقہ میں ہے کہ امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایسی صورت میں مضطرب کو اختیار ہے چاہے تو مردار کھائے چاہے تو مال غیر

(3) الاشیاء والظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة الخامسة، ص ۲۷، ۲۸.

فَاعِدَهُ نُمْبَرُ ۲۱: ذَرْعُ الْمَفَاسِدِ أَوْلَىٰ مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِح

یعنی خرابیوں کو دور کرنا زیادہ بہتر ہے حصول منافع سے پس جب مفاسد اور مصالح میں تضاد واقع ہو تو مصالح کو ترک کر کے مفاسد کو دور کیا جائے گا کیونکہ شریعت مطہرہ کی توجہ محروم و منوعات و مفاسد کو دور کرنے میں زیادہ سخت ہے بہ نسبت مامورات و مصالح کو بروئے کار لانے کے، سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

إِذَا أَمْرُتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُؤْمِنُهُ مَا أُسْتَطِعُ ثُمَّ إِذَا نَهِيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَأُجْتَنِبُهُ (۱)

یعنی جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو حقیقت المقدور اسے بجالاؤ اور جب کسی شے سے منع کروں تو اس سے دور رہو۔

صاحب الكشف نے یہ حدیث روایت کی ہے:

لَتَرْكُ ذَرَّةٍ حِمْنَقَى إِنَّهُ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الشَّقَلَيْنِ (۲)

یعنی منہیات الہیہ میں سے ایک ذرہ سے بھی اجتناب کرنا اور پھر جن و انس کی عبادت سے افضل ہے۔

فتاویٰ برازیہ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے: مَنْ لَمْ يَجِدْ سُرْرَةً تَرَكَ الْأَسْتِنْجَاءَ وَلَوْ عَلَىٰ شَطِّ نَهْرٍ.

جسے سڑہ نہ ملے (یعنی پرده کرنے کی چیز) وہ استنجاء کو ترک کرے خواہ وہ نہر کے کنارے پر ہو۔

عورت پر غسل واجب ہوا اور وہ مردوں سے پرده کی جگہ نہ پائے تو غسل موخر کرے گی اور مرد پر اگر غسل واجب ہے اور اسے مردوں سے پردازے کی جگہ نہ ملے تو غسل کو موخر نہ کریگا کیسے بھی ہو غسل کریگا لیکن اگر مرد کو استنجاء کے لئے پرده کی جگہ نہ ملے تو استنجاء موخر کریگا۔ غسل اور استنجاء میں یہ فرق اس لئے ہے کہ نجاست حکمیہ نجاست ظاہری سے اقویٰ ہے۔ ایسے ہی اگر چہ وضو میں کلی کرنے اور ناک صاف کرنے میں مبالغہ کرنا مسنون ہے لیکن بحالت روزہ یہ عمل مکروہ ہے مبادا پانی اندر پہنچ جائے اور روزہ کو توڑ دے۔ کبھی مصالح مفاسد پر بدرجہ غالب ہوتے ہیں ایسی صورت میں مصالح کو اختیار کیا جائے جیسے متحارب گروہوں (یعنی آپس میں دوڑنے والے گروہ) کے درمیان صلح کرانے کے لیے

(۱) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرتبہ العر، حدیث: ۳۱۲۔ (۱۳۳) ص ۶۹۸۔

صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، راجح، باب الاقتداء بسن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حدیث: ۲۸۸، ج ۲، ص ۵۰۲۔

(۲) کشف الاسرار، المنشاب، ج ۱، ص ۱۵۲۔

دروغ بیان (یعنی جھوٹ بولنا) کرنا جائز ہے حالانکہ دروغ منہیات شرع سے ہے (3)-(4).



(3) یعنی جھوٹ ممنوعات شرعیت میں سے ہے۔

(4) الاشہاد والنظر، الفن الاول: المقادير الكلية، النوع الاول، القاعدة الخامسة، ص ۷۸.

قاعدہ نمبر ۲۲: الْحَاجَةُ تَنْزَلُ مَنْزِلَةَ الْضَّرُورَةِ

یعنی حاجت ضرورت کا مقام حاصل کر لیتی ہے۔ اسی قاعدہ کے ماتحت اجارہ کا جواز ہے اگرچہ اجارہ داری خلاف قیاس ہے مگر یہ ایک حاجت ہے جو ضرورت بن گیا ہے۔ ایسے ہی بعض سلم کا جواز خلاف قیاس ہے کیونکہ یہ معدوم شے کی بیع ہے (یعنی ایسی چیز کی بیع ہے جو ابھی موجود نہیں) مگر غرباء کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس کا جواز ہے۔ اسی قاعدہ کے ماتحت جب حاجت شدید داعی ہوئی تو بعض الوفاء کے جواز کا فتویٰ ہوا۔ (۱)



(۱) الاشہاد والنظر، الفن الاول: القواعد المکملة، المولع بالاول، القاعدة الخامسة، ص ۷۸، ۷۹.

قاعدہ نمبر ۲۳: الْعَادَةُ مُحْكَمَةٌ

یعنی عادت حکم شرعی کی بنیاد ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جو چیز عرف و عادت کے لحاظ سے درست ہو شریعت اسے جائز قرار دیتی ہے۔ (۱) یہ قاعدہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے ماخوذ ہے۔

مَا رَأَاهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ (۲)

یعنی وہ چیز جس کو مسلمان (اہل علم و اہل تقویٰ) اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے جس کو حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے بعض محدثین اسے مرفوع کہتے ہیں اور بعض اس کو موقوف کہتے ہیں۔ (۳) عرف و عادت کی تعریف علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ اپنی کتاب شرح عقود رسم المفتی المنظوم میں فرماتے ہیں: **قَالَ فِي الْمُسْتَضْفِي: الْعَادَةُ مَا أَسْتَقَرَ فِي النُّفُوسِ مِنْ جِهَةِ الْعُقُولِ وَتَلَقَّثُ الظِّبَاعُ السَّلِيمَةُ بِالْقُبُولِ وَفِي شَرْحِ التَّحْرِيرِ الْعَادَةُ هِيَ الْأَمْرُ الْمُتَكَرِّرُ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ عَقْلَيَّةٍ (۴)**

اور الاشباء والنظائر میں علامہ زین الدین ابن حبیم الحنفی المصری فرماتے ہیں: وذکر الامام الهندي في شرح المعني الْعَادَةُ عِبَارَةٌ عَمَّا يَسْتَقِرُ فِي النُّفُوسِ مِنْ الْأَمْرِ الْمُتَكَرِّرِ الْمَقْبُولَةِ عِنْدَ الظِّبَاعِ السَّلِيمَةِ (۵)

ان سب کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ انسان دیدہ و دانستہ کسی کام کو بار بار کرتے ہوئے اس درجہ پر پہنچ جائے کہ بلا تکلف اس سے اس کام کا صدور ہونے لگے وہ اگر قول ہے تو وہ بلا تکلف اسی معنی میں سمجھا جانے لگے جس میں وہ حقیقت کے برخلاف استعمال کیا جا رہا ہے۔ صاحب الاشباء نے عرف و عادت کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:

(۱) المرجع السابق، القاعدة السادسة، ص ۹۷۔

(۲) المسند الامام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۶۰۰، ج ۲، ص ۱۶۔

(۳) کشف الحفای، حرف الحکیم، الحدیث: ۲۲۱۲، ج ۲، ص ۱۶۸۔

دل الاشباء والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة السادسة، ص ۹۷۔

(۴) مجموعۃ رسائل ابن عابدین، الرسالۃ الثانية شرح عقود رسم المفتی، الجزء الاول، ص ۳۲۔

(۵) الاشباء والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة السادسة، ص ۹۷۔

(۱) الْعَرْفِيَّةُ الْعَامَّةُ (۲) وَالْعَرْفِيَّةُ الْخَاصَّةُ (۳) وَالْعَرْفِيَّةُ الشَّرْعِيَّةُ (۶)

عرف اور عادت کو فقہائے کرام نے بڑی اہمیت دی ہے فدق کے کثیر مسائل کا حکم عرف اور عادت پر بھی ہے جو میں ہے: جو چیز عادت اور عرف کے ذریعہ ثابت ہو جائے وہ اسکی ہے جیسے نص شرعی سے ثابت ہو۔ رد المحتار جلد چشم میں جہاں نابالغوں کے سن بلوغ سے بحث کی گئی ہے اسی موقع پر فرمایا کہ ان معاملات میں جہاں نص شرعی موجود ہو عرف و عادت میں شرعی جماعت ہے۔ (۷)

امام شہاب الدین القرافی فرماتے ہیں: احکام عرف اور عادت کے ساتھ ساتھ ہائفہ ہوتے رہتے ہیں۔

عادت کس چیز سے اور کس طرح ثابت ہوتی ہے مختلف امور میں اس کے مختلف طریقے ہیں:

۱۔ کبھی عادت ایک ہی دفعہ سے ثابت و تسلیم ہو جاتی ہے جیسے وہ لڑکی جسے پہلی بار حضن آیا تو جتنے دن یہ رہے گا اتنے ہی دن اس کی عادت ثابت ہو گی لیکن تربیت کے ہوئے شکاری کرنے کی عادت اس وقت تسلیم ہو گی جب وہ مسلسل تین بار شکار کر کے اسے نہ کھائے۔

۲۔ عرف و عادت کا اعتبار اس وقت ہے جب وہ عام ہو اور غالب ہو۔ جب تک عام لوگوں میں اس کا رواج عام نہ ہو جائے اس کو حکم شرعی کی بنیاد پر نہیں بنایا سکتا۔

۳۔ عادت اور عرف جب عام رواج ہو جائیں تو کیا وہ شرط کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔

فتاویٰ ظہیریہ بحث الاجارہ میں ہے: الْمَعْرُوفُ عُرْفًا كَالْمَسْرُوْطِ شَرْعًا۔

بازیہ میں ہے: الْمَسْرُوْطُ عُرْفًا كَالْمَسْرُوْطِ شَرْعًا

۴۔ الفاظ کا مفہوم حقیقت کے خلاف عرف پر اس وقت محول کیا جائے گا جب وہ عرف ایک زمانے سے چلا آرہا ہو کسی نئے رواج و عرف پر الفاظ کو حقیقت کے خلاف محول نہ کیا جائے گا اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ لا عبرۃ بالعرف فی الطاریک و نیز یہ کہ عرف کا اعتبار معاملات میں ہے تعلیق میں نہیں۔ تعلیق میں وہ اپنے حقیقی معنی اور اصلی مفہوم میں لیا جائے گا جیسے کسی ظالمہ بیوی نے اپنے شوہر سے کہلوایا کہ میں اگر تیرے اور کسی عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق اس نے یہ کہہ دیا اور نیت یہ کی کہ اگر میں تیرے اور پر یعنی تیرے کندھوں پر یا کمر پر بٹھا کر کسی عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق، تو اس کی یعنی شوہر کی نیت کے مطابق عمل کیا جائے گا کیونکہ اس نے اپنے الفاظ سے حقیقی معنی مراد لئے ہیں اور اس کی بیوی نے ظلم اسے یہ قسم دلائی تھی اور مظلوم کی نیت اس کی قسم میں معتبر ہے نیز اس کا یہ کلام از قسم تعلیق ہے اور

(۶) الاشباه والنظائر، لفن الاذل: القواعد الكلية، النوع الاذل، القاعدة السادسة، ص ۹۷۔

(۷) رد المحتار، کتاب الحجر، فصل بلوغ الغلام... راجع، ج ۹، ص ۲۶۰۔

تین میں عرف کا اعتبار نہیں اس لئے اس کا کلام عرف پر محمول نہیں کیا جائے گا اور اگر وہ کسی عورت سے نکاح کریگا تو اسے طلاق واقع نہ ہوگی۔

۵۔ عرف اور شرع میں جب تضاد ہوگا تو عرف الاستعمال مقدم رکھا جائے گا خصوصاً ایمان میں الہذا اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ وہ فرش یا بساط پر نہیں بیٹھے گا یا یہ قسم کھائی کہ وہ سراج (چراغ) سے روشنی حاصل نہیں کریگا پھر وہ زمین پر بیٹھا یا سورج سے روشنی حاصل کی تو وہ حاشث نہیں ہوگا (یعنی اس کی قسم نہ ٹوٹے گی) اگرچہ قرآن کریم میں زمین کو فراش اور بساط فرمایا گیا ہے اور سورج کو سراج فرمایا گیا ہے مگر یہاں اس کے عرفی معنی مراد لئے جائیں گے۔ اسی طرح اگر اس نے قسم کھائی کہ وہ گوشت نہیں کھائے گا پھر اس نے مجھلی کھائی تو حاشث نہ ہوگا کیونکہ عرف میں گوشت کا استعمال مجھلی کے گوشت میں نہیں ہوتا۔ اگرچہ قرآن کریم نے مجھلی کے لئے تھما طریقاً (یعنی تازہ گوشت) کا لفظ استعمال کیا ہے اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔ (8)

۶۔ عرف اور لغوی معنی میں جب تضاد ہوگا تو عرف میں اگر شرائط معتبرہ پائی گئیں تو لفظ کو عرف پر محمول کیا جائے گا لغوی معنی پر نہیں زیپھی وغیرہ نے یہ تصریح فرمائی ہے: إِنَّ الْإِيمَانَ مَبْدِيَةٌ عَلَى الْعُرْفِ لَا عَلَى الْحَقَائِقِ اللُّغُوئِيةِ (9) ایمان عرف پر مبنی ہوتے ہیں نہ کہ لغوی معنی پر۔ اس پر مسائل متفرغہ میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ روٹی نہیں کھائے گا تو وہ صرف اس صورت میں حاشث ہوگا جب وہ روٹی کھائے جو اس کے شہر میں باعوم کھائی جاتی ہے جیسے مغربی یوپی اور پنجاب میں گیہوں کی روٹی، اور بقول صاحب الاشباه والنظائر ان یہ کے زمانے میں قاہرہ (مصر کا دار الحکومت) میں گیہوں کی روٹی، طبرستان میں چاول کی روٹی، زبید (یمن کے ایک شہر کا نام) میں باجرہ کی روٹی کھانے سے حاشث ہو جائے گا اگر ان تمام علاقوں میں مروج روٹی کے علاوہ کسی اور چیز سے بنی ہوئی روٹی کھائی تو حاشث نہ ہوگا۔ (10)

تنبیہ:

عرف و عادت پر شریعت کے بے شمار احکام و مسائل کا دار و مدار ہے اور یہ تمام غیر منصوص علیہما مسائل میں بیانی دی حیثیت رکھتے ہیں لیکن عرف و عادت اور ایسے ہی عموم بلاؤ کو سمجھنے کے لئے بڑے وسیع مطالعہ اور دقت نظر کی ضرورت

(8) الاشباه والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة السادسة، ج ۸۲۔

(9) تبیین الحقائق، کتاب الایمان، باب فی الدخول... الخ، ج ۳، ص ۳۲۹۔

والاشبه والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة السادسة، ج ۸۳۔

(10) الاشباه والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الاول، القاعدة السادسة، ج ۸۳۔

ہے۔ مفتیان کرام کو ان تمام امور سے واقفیت رکھنا ضروری ہے دردشہ وہ مسئلہ کا حکم بیان کرنے میں، اکثر دیشتر غلطیوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ فقہ کی کتابوں میں عرف اور اس سے مستخر جہ مسائل پر پیر حاصل اور مفصل بحثیں کی گئی ہیں۔ مفتی کے لئے ان کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ فقہائے کرام علیہم الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں عرف و عادت کے مقابلہ میں کسی شے کے مفہوم کی وضاحت و تعریف میں حقیقت کو ترک کر دیا جائے گا۔ (11) الاشباه میں ہے: عادت و عرف وہی معین ہے جب اس کا استعمال عرف و عادت میں غالب ہو گیا ہو۔ اسی لئے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں مختلف قسم کے درہم و دینار چلن رہے ہوں (یعنی مختلف قسم کے سکے چلن رہے ہوں) تو انہاں اگر کسی نے کوئی چیز دس ۱۰ درہم یا دس دینار میں خریدی یا فروخت کی تو بالع وہ درہم یا دینار لینے کا مستحق ہو گا جن کا غالب چلن وہاں کا عرف و عادت ہو۔ اگر خریدار کوئی دوسرا سکہ یا دوسرے قسم کے درہم و دینار دینا چاہے تو بالع کو (بینچے والے کو) انکار کا حق ہو گا۔ (12) شرح بیری میں بہ حوالہ ببساط بیان کیا گیا ہے جو چیز عرف سے ثابت ہو وہ ایسی ہے جیسے نص سے ثابت ہو۔ (13)

فائدہ:

بہت سے وہ احکام جن پر صاحب مذهب مجتهد نے اپنے زمانے کے عرف و عادت کی بنیاد پر نص قائم کی زمانہ اور حالات کے بدل جانے سے تبدیل ہو گئے ہیں اہل زمانہ میں فساد آجائے کی وجہ سے یا عموم ضرورت کی وجہ سے جیسے تعلیم القرآن کی اجرت کا جواز اور ظاہری عدالت پر اکتفاء نہ کرنا اور غیر سلطان سے اکراه کا تحقق کیونکہ فقہائے متقدمین کے زمانہ میں اکراه صرف بادشاہ ہی سے تحقق ہو سکتا تھا غیر سلطان سے اکراه نہیں ہو سکتا تھا لیکن بعض عوام الناس میں سے لوگ قتل و خوزیری پر نہیں لیکن بعد میں ضمان متسیب پر عائد کیا گیا اس کی وجہ فساد اہل زمانہ اور حالات کا متغیر ہونا بیان کیا گیا ایسی وصی اب مال میتم میں مضاربت نہیں کر سکتا اور وقف اور میتم کی زمین کا غاصب ضمان دے گا اور مکان موقوفہ ایک سال سے زیادہ اور وقف زمین کو تین سال سے زیادہ مدت کے لئے اجارہ پر نہیں دیا جائے گا اور قاضی کو اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر فیصلہ دینے سے روکا جائے گا اور شوہر کو روکا جائے گا اس سے کہ وہ اپنی بیوی کو سفر میں ساتھ لے جائے (جبکہ بیوی رضا مند ہو) اگرچہ شوہر نے اس کا مہر متعلق ادا کر دیا ہو۔ (14)

(11) الاشباه والظائر، الفن الاول: القواعد المکملة، النوع الاول، القاعدة السادسة، ص ۹۷۔

(12) المرجع السابق، ص ۸۱۔

(13) مجموعہ رسائل ابن عابدین، المرسلة الثانية شرح عقود رسم المفتی، بحاج، ص ۳۳۔

(14) مجموعہ رسائل ابن عابدین، المرسلة الثانية شرح عقود رسم المفتی، الیجزء الاول، ص ۲۲۔

عرف و عادت کی بنیاد پر یہ حکم ہے کہ دخول کے بعد یہوی اگر یہ کہے کہ اس نے قبل دخول اپنا مہر مغل وصول نہیں کیا تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور اگر شوہرنے کہا کہ ہر حال چیز بھی پر حرام ہے تو اس کی یہوی مطلقاً ہو جائے گی بشرطیکہ یہ جملہ اور الفاظ اس علاقے میں طلاق کے لئے استعمال کئے جاتے ہوں (یعنی وہاں کا عرف یہ ہو) ایسی صورت میں اس کی نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر عرف و عادت میں ان الفاظ کا استعمال طلاق کے لیے نہیں ہے تو اس کی نیت کا اعتبار کر لیا جائے گا۔ اگر باپ یہ کہے کہ میں نے اپنی بیٹی کو جو سامان جیزیر دیا، میں نے اپنی بیٹی کو اس کی تملیک نہیں کی (یعنی ملکیت میں نہیں دیا) تو اس کا مدار عرف پر ہے اگر اس علاقہ کا عرف تملیک ہے تو جیزیر کی ہر چیز بیٹی کی ملکیت قرار دی جائے گی ورنہ جیسا عرف ہو ویسا ہی حکم ہوگا۔ غرض یہ اور اس قسم کے صد بامسائل کے جواز یا عدم جواز کا مدار عرف و عادت، فساد زمان، عموم بلوئی، ضرورت اور قرآن احوال پر ہے ان میں سے کوئی حکم نہ مذہب سے خارج ہے نہ خلاف، کیونکہ مجتہد اگر اس زمانہ میں حیات ہوتے تو بلاشبہ یہی حکم شرعی بیان فرماتے یہی وہ نکتہ ہے جس نے مجتہدین فی المذاہب اور متاخرین میں سے صحیح و صواب پر نگاہ رکھنے والوں کو جرأت دلائی کہ وہ صاحب المذاہب سے منقول کتب ظاہر الروایہ میں منصوص مسائل سے اختلاف کریں۔ عرف و عادت اگر زمانے کے تغیرے تبدیل ہو جائیں اور نیا عرف و عادت بن جائے تو مفتی زمانہ کوئے عرف و عادت کا لحاظ کر کے اس کے مطابق حکم شرعی بیان کرنا چاہیے مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ چونکہ متفقین فقہاء نے مفتی کے لئے اجتہاد کی شرط رکھی تھی جواب مفقود ہو چکی ہے کیونکہ فی زمانہ کوئی فقیہ شرائط اجتہاد کو پورا نہیں کرتا اس لئے مجتہد مفتی تو اب معصوم ہو چکے ہیں پھر بھی عرف و عادت کے مطابق فتویٰ دینے کے لئے کم سے کم یہ شرط رکھی گئی ہے کہ مفتی وقت مسائل کی معرفت ان کی شروط و قیود کے ساتھ رکھتا ہو نیز اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے زمانے کے عرف سے کما حقہ، واقف ہو اور اہل زمانہ کے حالات سے بھی واقفیت رکھتا ہو اور کسی ماہر استاذ سے اس نے مسائل کے استخراج کا طریقہ بھی سیکھا ہو مُمُنیۃُ المُفْتَقِی اور قنیہ میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔⁽¹⁵⁾

فائدہ: قرینہ حال بھی حکم شرعی کی بنیاد بن سکتا ہے اس کا ثبوت قرآن پاک کی یہ آیت ہے:

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَا يَنْتِ لِلْمُتَوَسِّمِينَ (۱۵) (16)

یعنی بے شک اس میں نشانیاں ہیں اہل فرات کے لیے یعنی جو قرآن سے علم حاصل کر لیتے ہیں۔

و مجموعہ رسائل ابن عابدین، نشر العرف،الجزء الثاني،ص ۱۲۶۔

(15) مجموعہ رسائل ابن عابدین، المرسلۃ الثانیۃ شرح عقوبہ مفتی،الجزء الاول،ص ۳۶،۳۷

(16) پ ۱۳، الجزء ۵۔

دوسری آیت اس کے ثبوت کی یہ ہے:

(وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدْمًا مِّنْ قُبْلِ فَصَدَقَتْ) الآية (17)

یعنی اور عورت کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی اگر ان کا کرتا آگئے سے چرا ہے تو عورت سمجھی ہے اور انہوں نے غلط کیا اور اگر ان کا کرتا یعنی (یوسف علیہ السلام کا) پیچھے سے چاک ہوا (یعنی پھٹا ہوا) تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے ہیں۔ یہ گواہی قطعاً قرینہ حال کی بنیاد پر تھی اور علماء طاہری سے علم حاصل کر کے گواہی دی گئی جو شرعاً قبول ہوئی اس لئے قرینہ حال اور علماء طاہری بھی حکم شرعی کی ایک بنیاد تسلیم کئے گئے۔ (18)



(17) پ ۱۲، یوسف: ۲۹

(18) مجموعہ رسائل ابن عابدین، المرسلۃ تشریف الرف... راجع، الجزء الثانی، ص ۱۲۸

قاعدہ نمبر ۲۳: ألا جِتَهَادُ لَا يَنْقُضُ بِالاِجْتِهَادِ

یعنی ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے ساقط نہیں ہوتا یعنی ثوٹا نہیں ہے اس قاعدہ کی بنیاد صحابہ کرام کا عمل ہے کہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند مسائل کے سلسلے میں حکم صادر فرمایا جس کی مخالفت سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی مگر سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم اس سے نہ ساقط ہوانہ کا عدم اسی طرح فدک کے بارے میں خلیفہ اول کا حکم حضرت عباس حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے اجتہاد سے نہ ثوٹا نہ ساقط ہوا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے خلاف فیصلہ دیا اس نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی آپ نے فرمایا اگر میں فیصلہ کرتا تو تمہارے حق میں کرتا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اب کیا چیز مانع ہے کہ آپ فیصلہ دیں آپ نے فرمایا چونکہ اس معاملہ میں کوئی نص شرعی ہے نہیں لہذا رائے اور اجتہاد دونوں برابر ہیں۔ اس قاعدہ پر جو مسائل متفرع ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ سمت قبلہ کے بارے میں کسی نے اجتہاد تحری کر کے اس طرف نماز شروع کی۔ درمیان میں اس کی رائے واجتہاد بدل گیا اس نے رخ دوسری طرف کر لیا اسی طرح اس نے اگر چار رکعتیں چار سمت کی طرف رخ کر کے پڑھیں تو نماز درست ہے اس کی قضا نہیں دوسرے اجتہاد نے پہلے اجتہاد کو کا عدم و ساقط نہیں کیا اس لئے ہر رکعت صحیح ادا ہوئی اور وہ نماز قضا نہیں کریگا۔ اگر قاضی نے کسی فاسق کی شہادت کو اس کے فسق و فجور کی وجہ سے رد کر دیا پھر اس نے اپنے فسق نے توبہ کر کے اس شہادت کو دوبارہ دیا تو قبول نہیں کی جائے گی۔ (1)



قاعدہ نمبر ۲۵: إِذَا جَتَّمَ الْحُلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ

یعنی حلال اور حرام جب جمع ہوں گے تو غلبہ حرام کو ہو گا اس قاعدہ کے ماتحت اگر کتنے اور بکری کے اختلاط سے بکری کے بچہ ہوا تو وہ حرام ہے اور سکھایا ہوا کتا جب بِسَمْمِ اللَّهِ پڑھ کر شکار پر چھوڑا گیا پھر اس کے ساتھ لکب غیر معلم (یعنی غیر تربیت یافتہ کتا) شریک ہو گیا یا وہ کتاب شریک ہو گیا جس کو بِسَمْمِ اللَّهِ پڑھ کرنے چھوڑا تھا تو وہ شکار حرام ہے (اگر وہ ذبح سے قبل مر گیا) شکار پر تیر چلا یا، وہ پانی میں گرا، یا چھٹ پر گرا پھر چھٹ سے زمین پر گرا تو وہ شکار حرام ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ پانی کی وجہ سے یا زمین پر گرنے کی وجہ سے مرا ہو۔ ایسے ہی اگر پا التوبہ بر اہری سے ملا اور ہر نی سے بچہ ہوا تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ مسلم نے شکار پر تیر چلا یا اور بھوی یا مشرک نے مسلم کے ہاتھ کو تیر چلانے میں مدد دی تو وہ شکار حرام ہے اگر درخت کا ایک حصہ حرم میں ہے اور ایک حصہ حل میں ہے تو اس درخت کو کامنا جائز نہیں۔ (1)

اسی قاعدہ میں یہ قاعدہ بھی شامل ہے: إِذَا تَعَارَضَ الْمَأْنَعُ وَالْمُفْتَضَى فَإِنَّهُ يُقْدِمُ الْمَأْنَعُ
یعنی مانع اور مفتضی میں جب تعارض ہو گا تو مانع مقدم کیا جائے گا اس صورت میں حکم عدم جواز کا ہو گا لہذا اگر وقت شنگ ہے یا پانی کی مقدار کم ہے اس صورت میں سمن وضو ادا کرتا ہے تو وقت نماز ختم ہو جائے گا یا پانی پورا نہ ہو گا تو سمن ادا کرنا جائز نہیں اس قاعدے کے بھی کچھ مستثنیات ہیں۔ (2)



(1) الاشباه والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثانية، ج ۹۳ - ۹۵.

(2) المرجع السابق، ص ۱۰۰.

قاعدہ نمبر ۲۶: لَا إِيْشَارَةٍ فِي الْقُرْبِ

یعنی قربات و عبادات میں ایشارہ نہیں ہے۔ سیدنا شیخ عز الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ چونکہ قربات و عبادات میں ایشارہ نہیں ہے اس لئے اگر کسی کے پاس صرف اتنا کپڑا ہے کہ جس سے اپنا مفروضہ ستر (یعنی جسم کا وہ حصہ جسے چھپانا فرض ہے) چھپا سکے اسے یہ کپڑا دوسرے کو ستر چھپانے کے لیے دینا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر نماز کا وقت آگیا اور اس کے پاس صرف اتنا پانی ہے کہ اپنا وضو کرے اور وہ پانی کسی دوسرے کو وضو کے لئے دیدے تو یہ جائز نہیں کیونکہ ایثار ان معاملات میں ہے جن کا تعلق نفوس سے ہے بلکہ ان معاملات میں جن کا تعلق قربات و عبادات سے ہے۔ (۱) شرح المہذب باب الجماعت میں یہ جز سیہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص صفات میں جہاں بیٹھا ہے وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھایا جائے گا کہ دوسرا آدمی اس کی جگہ بیٹھے ہاں اگر وہ با اختیار خود اٹھے تو کراہت نہیں۔ (۲) اگر کوئی جاں بلب بھوکا (مضطر) اپنا کھانا دوسرے مضطرب کو کھلا دے تو یہ ایثار محدود ہے اور اس پر وہ ماجور ہوگا (یعنی اس پر اسے اجر ملے گا) یہ اپنا ایثار فی نفس ہے اور آیت (وَيَوْمَئُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ يَهْدِمْ خَصَاصَةً) (۳) کے تحت میں آتا ہے۔ (۴)



(۱) الاشباه والنظائر، الفن الاول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثالثة، ج ۱، ص ۱۰۱۔

(۲) المجموع شرح المہذب، کتاب الجماعت، باب حیثیۃ الجماعت، ج ۳، ص ۵۲۵۔

(۳) پ ۲۸، الحشر ۹:

(۴) الاشباه والنظائر، الفن الاول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثالثة، ج ۱، ص ۱۰۱۔

قاعدہ نمبر ۷: آل تابع تابع

یعنی تابع مجموع کے حکم میں داخل ہے۔ جیسے حمل والے جانور کی بیج میں حمل اپنی ماں کے تابع ہے اس کی بیج الگ سے نہ ہوگی ایسے ہی راستے اور پانی زمین کے تابع ہیں ان کی بیج الگ سے نہ ہوگی۔ (۱)



قاعدہ نمبر ۲۸: الْتَّابِعُ يَسْقُطُ بِسُقُوطِ الْمُتَبَوِّعِ

متبع کا حکم ساقط ہونے سے تابع کا حکم بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ جیسے جس کی نمازیں ایام جنون میں جنون کی وجہ ساقط ہو گئیں وہ ان نمازوں کے ساتھ کی سنتوں کی قضا بھی نہ کریگا وہ بھی ساقط ہو جائیں گی۔ اسی طرح جس کا حج سے ساقط ہو گئیں وہ ان نمازوں کے ساتھ کی سنتوں کی قضا بھی نہ کریگا وہ بھی ساقط ہو جائیں گی۔ فوت ہو گیا اور اس نے عمرہ ادا کر کے احرام کھول دیا اس پر مٹی میں ری جمار (یعنی شیطان کو کنکریاں مارنا) اور شب گزارنا بھی نہیں رہا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں وقوف عرفہ کے تابع ہیں اور وہ ساقط ہو گیا اس کے برعکس دیوان خراج سے جن لوگوں کے وظائف مقرر ہیں جیسے مجاہدین، علماء کرام، طلبہ اور مفتیان عظام اور فقهاء یہ لوگ اگر وفات پا جائیں تو ان کے وظائف ان کی اولاد کے لئے مقرر کر دیئے جائیں گے۔ اسی قاعدے کے قریب قریب یہ قاعدہ بھی ہے: **يَسْقُطُ الْفَرْعُ إِذَا سَقَطَ الْأَصْلُ** اس پر یہ مسئلہ متفرع ہے کہ جب اصل بری ہو جائے گا تو اس کا کفیل بھی بری ہو جائے گا۔ (1)



(١) الاشباه والنظائر، الفن الاول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الرابعة، ص ١٠٣.

قاعدہ نمبر ۲۹: أَلْتَابِعُ لَا يَتَقَدَّمُ عَلَى الْمَتَبُوعِ

یعنی تابع اپنے متبع پر مقدم نہ ہو گا لہذا نماز کی تکمیر افتتاح میں مقتدی امام سے پہلے تحریم نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح اركان نماز کی ادائیگی میں امام پر تقدیم نہیں کر سکتا، لہذا مقتدی کو چاہیے کہ وہ امام کے ساتھ نماز ادا کرنے میں امام سے پہلے رکوع و سجود میں نہ جائے نہ امام سے پہلے سجدہ سے سراخھائے۔ (۱) فتاویٰ قاضی خان میں اس کی تفريعات موجود ہیں۔ (۲)



(۱) الاشباه والنظائر، الفن الاول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الرابعة، ص ۱۰۳۔

(۲) الفتاوى الخبيثة، كتاب الصلوة، باب افتتاح الصلوة، ج ۱، ص ۳۲۔

قاعدہ نمبر ۳: تصریف الامام علی الرعیة من وظیلہ صلحت

یعنی غیر منصوص امور میں امام کا تصرف رعایا پر مصلحت پر موقوف ہے یہ قاعدہ فقہ کی متعدد کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنی کتاب الخراج میں اس کا متعدد مقامات پر ذکر فرمایا ہے لہذا امام، سلطان یا خلیفہ کے لیے یہ صحیح نہیں ہے کہ وہ ایسے قاتل کو معاف کر دے جس کا مقتول لا وارث ہو یعنی اس کا کوئی ولی ووارث نہ ہو بلکہ اسے رعایا کی مصلحت کی خاطر یا تھاں لیتا چاہیے یادیت۔ عامۃ المسلمين کے مصالح کے پیش نظر امام زینی نے بیت المال کے برماجیہ کو چار شعبوں میں تقسیم فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ امام کو چاہیے کہ وہ ان چار شعبوں کے اموال کو الگ الگ رکھے تاکہ ایک دوسرے کا مال نہ سکے ٹیکنکہ ان میں سے ہر ایک کے احکام وسائل جدا گانہ ہیں جو اسی شعبہ کے ساتھ خاص ہیں۔ (۱)

محیط کی کتاب الزکوٰۃ میں بیان کیا گیا ہے کہ عامۃ المسلمين کی مصلحتوں کے تقاضہ کے مطابق یہ بات رائے امام پر ہے کہ وہ کسی کو امداد زیادہ دیدے اور کسی کو کم یا سب کو برابر برابر لیکن اس فرق یا تسویہ میں اس کی خواہش نفس یا اغراض فاسدہ کو دخل نہ ہونا چاہیے لیکن ہر ایک کو اتنا ہی حلال ہے جو اس کی ضروریات اور اس کے عیال و اعوان کی ضروریات کو کفایت کرے اگر بیت المال میں اہل حقوق کی ادائیگی کے بعد بھی کچھ روپیہ بچ جائے تو اس کو عامۃ المسلمين کے کام میں لائے اگر اس نے اس عمل میں کوتا ہی کی تو اس کا حساب اللہ تعالیٰ لے گا۔ امام زینی فرماتے ہیں امام پر واجب ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور ہر مستحق کو اس کی ضرورت کے مطابق دے نہ کم نہ زیادہ اگر وہ اس میں کوتا ہی کریگا تو اللہ تعالیٰ اس سے حساب لے گا۔ (۲)

حضرت سعید بن منصور نے حضرت یرفاضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں خود کو اللہ کے مال کا (یعنی بیت المال و اموال غنائم و اموال عشر و خراج و زکوٰۃ وغیرہا کا) ایسا ہی ذمہ دار سمجھتا ہوں جیسے کوئی میثم کا والی اس کے مال کا ذمہ دار ہوتا ہے (جب تنگست ہوتا ہوں تو اس سے بقدر کفایت لے لیتا ہوں اور جب خوشحال ہوتا ہوں) تو اسے بیت المال کو واپس کر دیتا

(۱) تہذیب الحقائق، کتاب السیر، باب العشر والخارج والجزئیہ، ج ۲، ص ۱۷۱۔

والإشباع والنظائر، الفن جھول فی القواعد الكلیّة، النوع الثاني، القاعدة الخامسة، ص ۱۰۵۔

(۲) تہذیب الحقائق، کتاب السیر، باب العشر والخارج والجزئیہ، ج ۲، ص ۱۷۱۔

ہوں اور جب غنی ہوتا ہوں تو اس سے بچتا ہوں۔ (3) اسی قاعدة اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول و عمل کے مطابق یہ مسئلہ ہے کہ اگر امام یا سلطان یا خلیفہ یا اولی الامر امور عامۃ المسلمين کے پیش نظر کوئی حکم دے تو وہ اسی وقت نافذ ہو گا جب وہ شرعاً مصلحت عامۃ کے مطابق ہو ورنہ نہیں۔ (4)

فتاویٰ قاضی خانلکاب الوقف میں یہ جزیہ مذکور ہے کہ اگر بادشاہ نے مسلمانوں کو یہ اجازت دی کہ مقبوضہ شہر کی کسی اراضی پر دو کامیں بنو کر مسجد پر وقف کر دیں یا مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی مسجد میں برابر کی زمین لے کر توسعہ کر لیں تو اگر یہ شہر جنگ سے فتح کیا گیا تھا اور مسجد کی یہ توسعہ یا دو کاموں کی تعمیر گزر نے والوں اور راستے چلنے والوں کے لئے تکلیف وہ ثابت نہ ہوگی، اس صورت میں بادشاہ کا حکم نافذ ہو جائے گا اور اگر یہ شہر بذریعہ جنگ نہیں بلکہ بذریعہ صلح قبضہ میں آیا تھا تو وہ اراضی علیٰ حالہ اپنے مالک کی ملکیت میں باقی رہے گی اور بادشاہ کا حکم نافذ نہ ہوگا۔ (5) اسی طرح قاضی کا تصرف اموال بیت المقدس اور ترکات اور اوقاف میں مصلحت سے مقید ہے یعنی اگر اس میں مصلحت شرعیہ ہے اور شریعت اسے جائز کرتی ہے تو قاضی کا تصرف نافذ ہو گا ورنہ نہیں۔ ذخیرہ و ولاد جہنم میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر قاضی بغیر شرط و اقتضای مسجد میں فراش (خادم مسجد یعنی مسجد میں صفائی، سترائی کی خدمت کرنے والا) مقرر کر دے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں اور نہ فرash کو وہ تنخواہ کھانی حلال ہے جو اسے اس وقف سے ملی ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بلا شرط و اقتضای وقف میں سے وظائف دینا بطریق اولیٰ ناجائز ہے حالانکہ مسجد کو فرash کی ضرورت ہے پھر بھی بغیر شرط و اقتضای اس میں فرash مقرر نہیں کیا جاسکتا پھر اس میں سے وظائف کیے مقرر کئے جاسکتے ہیں۔ (6)



(3) سنن سعید بن منصور، تفسیر سورۃ المائدۃ، الحدیث: ۷۸۸، ج ۳، ص ۱۵۳۸۔

(4) الاشباہ والظائر، الفتن الاول فی القواعد المکثیة، النوع الثاني، القاعدة الخامسة، ص ۱۰۶۔

(5) الفتاویٰ الحنفیۃ، کتاب الوقف، باب الرجل سجع دارہ، ... راجح، ج ۲، ص ۲۹۸۔

(6) الاشباہ والظائر، الفتن الاول فی القواعد المکثیة، النوع الثاني، القاعدة الخامسة، ص ۱۰۳، ۱۰۷۔

قاعدہ نمبر ۱۳: الْحُدُودُ تُذَرَّعُ بِالشَّهَبَاتِ

یعنی حدود شک و شبہ سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ یہ حدیث ہے جس کو علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے (۱) اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اِذْفَعُوا الْحُدُودَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (۲) جہاں تک ممکن ہو حدود کو دور کرو، امام ترمذی و حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث پیان کی اِذْرُوا الْحُدُودَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنْ وَجَدْتُمْ لِمُسْلِمٍ فَخْرُجُوا فَخَلُوَ اسَدِيَّةً (۳) مسلمانوں سے حدود کو دور کرو جہاں تک ممکن ہو اور اگر تم کسی مسلمان کے لئے اس سے نکلنے کا راستہ پا تو اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ امام اگر معاف کر دینے میں خطا کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ سزادینے میں غلطی کر جائے۔

صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں: فقهاء امصار و بلاد کا اس پر اجماع ہے کہ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ شبہ وہ ہے جو ثابت تونہ ہو لیکن ثابت کے مشابہ ہو، علمائے احناف نے شبہ کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:

(۱) شُبَهَةُ فِي الْفِعْلِ اس کو شُبَهَةُ الْأَشْتِبَاہُ بھی کہتے ہیں۔ (۲) شُبَهَةُ فِي الْمَحَلِ (۳) شُبَهَةُ فِي الْعَقْدِ پہلی قسم شُبَهَةُ الْأَشْتِبَاہُ کی صورت یہ ہے کہ جیسے کسی پر اس شے کی حلت و حرمت مشتبہ ہو جائے جیسے وہ یہ بدگمانی کرے اس کی بیوی کی لوڈی سے مجامعت و طلاق کرنا حلال ہے یا اپنے باپ ماں یا دادا کی باندی سے وطی کرنا اس کے لیے جائز ہے یا یہ گمان کرے کہ اسے اپنی مطلقہ غلظہ سے دوران عدت و طلاق کرنا جائز ہے۔ ان صورتوں میں اگر اس نے وطی کر لی تو اس پر حد قائم نہ ہوگی لیکن اگر اس نے یہ کہا کہ مجھے اس کا علم تھا کہ یہ حرام ہیں تو اس پر حد قائم کر دی جائے گی۔

دوسری قسم شُبَهَةُ فِي الْمَحَلِ کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی باندی، طلاق بالکنایہ سے مطلقہ، فروخت کردہ باندی جس کو ابھی خریدار کے قبضہ میں نہیں دیا ہے اور وہ باندی جو اپنی بیوی کے مہر میں وی لیکن ابھی اس کو بیوی کے قبضہ

(۱) الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَارُ، الفَنُ الْأَوَّلُ فِي الْقَوَاعِدِ الْكُلْيَّةِ، النَّوْعُ الثَّالِثُ، الْقَاعِدَةُ السَّادِسَةُ، ص ۱۰۸۔

(۲) سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب التر على المؤمن... راجع، الحدیث: ۲۵۲۵، ج ۳، ص ۲۱۹۔

وَالْأَشْبَاهُ وَالنَّظَارُ، الفَنُ الْأَوَّلُ فِي الْقَوَاعِدِ الْكُلْيَّةِ، النَّوْعُ الثَّالِثُ، الْقَاعِدَةُ السَّادِسَةُ، ص ۱۰۸۔

(۳) سنن الترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء في درء الحدود، الحدیث: ۱۳۲۹، ج ۳، ص ۱۱۵۔

وَالْمَسْدَرُكُ لِلْحَاكِمِ، کتاب الحدود، باب ان وجد تم لسلم... راجع، الحدیث: ۸۲۲۳، ج ۵، ص ۵۳۹۔

میں نہیں دیا ہے وغیرہ ان تمام صورتوں میں اگر وہ ان کے ساتھ دلی کر دیا تو اس پر حد قائم نہ ہوگی اگرچہ وہ یہ اقرار کرنے کے میں ان کے حرام ہونے کو جانتا تھا۔

تیسرا قسم شُنْهَةٌ فِي الْعَقْدِ کی صورتیں یہ ہیں کہ کسی ایسی عورت سے نکاح کیا جس سے نکاح کرنا حرام تھا بعد عقد نکاح اس سے دلی کی اگر وہ یہ کہے کہ مجھے اس کے حرام ہونے کا علم تھا تو نوئی اس پر ہے کہ اس پر حد قائم کی جائے گی اور اگر اسے علم نہ تھا حد

قائم نہ ہوگی۔ ایسے ہی اس عورت سے دلی کرنا جس کے ساتھ نکاح صحیح ہونے میں اختلاف ہے۔ اسی طرح شراب کو دوائے طور پر پیا (بشرطیکہ معاشر نے ضروری قرار دیا ہو) ان تمام صورتوں میں حد قائم نہ کی جائے گی۔ چونکہ حدود شہر سے ساقط ہو جاتی ہیں اسی لئے حدود عورتوں کی شہادت سے ثابت نہیں ہوتیں نہ کتاب القاضی الی القاضی سے اور نہ شہادت علی الشہادت سے نہ حالت نشر میں حدود خالصہ کے اقرار سے کہ ان تمام صورتوں میں شبہات ہیں ان کے علاوہ شبہات کی اور صورتیں بھی ہیں۔ (4)

فائدہ

حدود میں مترجم (یعنی ترجمان) کا قول قبول کر دیا جائے گا جس طرح دیگر معاملات میں مترجم کا قول قابل قبول ہے اور قصاص بھی شہر سے ساقط ہو جاتا ہے جس طرح کہ حدود شبہات سے ساقط ہو جاتے ہیں اور قصاص بھی انہیں چیزوں سے ثابت ہوتا ہے جن سے حدود ثابت ہوتے ہیں برخلاف تعزیر کے کہ وہ شہر کی موجودگی میں بھی ثابت ہو جاتی ہے، اس میں قسم بھی لی جاتی ہے جب کہ حدود قصاص میں قسم نہیں لی جاتی، تعزیر میں انکار جرم کے باوجود فیصلہ دیا جاتا ہے۔ (5)



(4) الاشہاد والنظر، الفن الاول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة السادسة، ص ۱۰۸، ۱۰۹.

داشت القدير، كتاب الحدود، باب الوطء الذي يوجب الحد... راجع، ج ۵، ص ۳۲، ۳۳.

(5) الاشہاد والنظر، الفن الاول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة السادسة، ص ۱۱۰۔ ۱۰۸.

قاعدہ نمبر ۳۲: الْحُرُولَيْدُ خُلُّ تَحْتَ الْيَدِ

یعنی آزاد مرد و عورت پر کوئی قبضہ نہیں ہو سکتا لہذا اگر کوئی شخص کسی آزاد مرد و عورت یا بچہ کو غصب کر کے لے گیا اور پھر وہ اس کے قبضہ میں اچانک تدریتی موت مر گیا تو غاصب اس کی جان کا ضمان دینے کا ذمہ دار نہ ہو گا۔ اس کے برخلاف اگر وہ ان کو غصب کر کے ہلاکت کی وجہ لے گیا جہاں خونخوار دزندے یا زہریلے سانپ رہتے ہوں یا وہاں باعوم بجلیاں گرتی ہوں یا وہاں مہملک بیماریاں پھیلی ہوں اور وہاں ہلاک ہو گئے تو اس صورت میں غاصب کے عاقلوں پر (ورثاء پر) ان کی دیت واجب ہو گی لیکن یہ ضمان اتفاق جان ہے، ضمان غصب نہیں۔ اس قاعدہ سے زوجہ خارج ہے۔ (1)



قاعدہ نمبر ۳۲: إِذَا اجْتَمَعَ أَمْرَانٌ مِنْ جُنُسٍ وَاحِدٍ وَلَمْ يَجْتَلِفْ مَقْصُودُهُمَا دَخَلَ أَخْلُهُمَا فِي الْآخَرِ.

یعنی جب دو چیزیں ایک ہی جنس کی جمع ہو جائیں اور ان کا مقصد بھی مختلف نہ ہو تو وہ ایک دوسرے میں داخل ہو جاتی ہیں جیسے حدث و جنابت جب ایک ہی شخص میں جمع ہوں یا جنابت اور جنس ایک ہی عورت میں جمع ہوں تو ان پر ایک ہی غسل فرض ہو گا اور ایک ہی غسل دونوں کے لیے کافی ہے اور جیسے اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نماز فرض و سنت ادا کی تو یہی نماز تحریۃ المسجد کے لئے بھی کافی ہے یا جیسے کسی سے ایک ہی نماز میں دو واجب یا ایک واجب کی بارہوا ترک ہوا تو اس کے لئے ایک ہی بار سجدہ سہو کر لینا کافی ہے۔ (۱)



قاعدہ نمبر ۳: اَعْمَالُ الْكَلَامِ أَوْلَىٰ مِنْ إِهْمَالِهِ مَتَّىٰ أَمْكَنْ فَإِنْ لَمْ يُمْكِنْ أَهْبَلَ

یعنی جہاں تک ممکن ہو کلام کو با معنی بنایا جائے مہمل قرار نہ دیا جائے ہاں اگر اسے با معنی بنانا ممکن نہ ہو تو پھر اسے مہمل قرار دیا جائے۔ اسی بنیاد پر ہمارے علمائے اصول اس امر پر متفق ہیں کہ کسی کلام کو اگر اس کی حقیقت پر محمول کرنا متعذر ہو (یعنی مشکل ہو) تو وہ مجاز پر محمول کیا جائے گا اسے مہمل قرار نہ دیا جائے گا اگر وہ حقیقت اور مجاز میں سے کسی پر بھی محمول نہ کیا جاسکے تو اسے مہمل قرار دیا جائے گا یا اگر یہ صورت ہے کہ کوئی لفظ ایسا ہو جو حقیقت اور مجاز میں مشترک ہو اور وجہ ترجیح موجود نہ ہو تب بھی وہ مہمل قرار دیا جائے گا۔

اس قاعدہ کے مطابق اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ میں اس درخت سے کچھ نہیں کھاؤں گا پھر اس نے اس کا پھل کھایا یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے کوئی کھانے کی چیز خرید کر کھائی تو اس کی قسم ثبوت جائے گی اور کفارہ کھایا یا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے کوئی کھانے کی چیز خرید کر کھائی تو اس کی قسم ثبوت جائے گی اور کفارہ واجب ہو گا یا اس نے یہ قسم کھائی کہ میں یہ آٹا نہیں کھاؤں گا پھر اس نے اس آٹے سے کچھ ہوئی روئی کھائی تو اس کی قسم ثبوت جائے گی اور کفارہ واجب ہو گا کیونکہ ان دونوں صورتوں میں کلام کو حقیقت پر محمول کرنا متعذر ہے لہذا مجازی معنی لیے گئے اور اگر اس نے اپنی بیوی سے جس کا باپ معلوم و معروف ہے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے تو وہ عورت اس پر حرام نہ ہو گی کیونکہ پہلا حقیقت و مجاز دونوں متعذر ہیں لہذا یہ کلام مہمل قرار دیا جائے گا۔ اگر کسی شخص نے اپنی دو بیویوں میں سے ایک سے کھا تجھے چار طلاقیں ہیں اس نے کہا مجھے تو تین ہی کافی ہیں اس پر شوہرنے کہا تین طلاقیں تیرے لئے اور باقی تیری ساتھی پر اس صورت میں پہلی پر طلاقیں ہو جائیں گی اور دوسرا پر کوئی طلاق واقع نہ ہو گی کیونکہ اس صورت میں کلام کو عمل میں لانا ممکن نہیں لہذا مہمل قرار دیا جائے گا کیونکہ شریعت نے صرف تین طلاقیں مقرر فرمائی ہیں اور زیادہ کو باطل کیا ہے لہذا اچوتحی طلاق واقع کرنا ممکن نہیں اس لئے باقی تیری ساتھی پر اس کا یہ کلام مہمل قرار دیا جائے گا اور دوسرا بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہو گی (۱) اسی قاعدہ میں یہ قاعدہ شامل ہے **أَلَّا تَأْسِيْسُ خَيْرٌ مِّنَ الْتَّائِيْدِ** تائید کے مقابلے میں تائیں بہتر ہے یعنی کسی کلام کو تائید قرار دینے کے مقابلے میں اصل بنیاد اور بناء کلام قرار دینا مختار ہے لہذا اگر کسی نے اپنی بیوی سے کھا تجھے طلاق طلاق طلاق تو اسے تین طلاقیں واقع ہوں گی اگر شوہر یہ کہے کہ میں نے

(۱) الاشباه والنظائر، الفن الاول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة التاسعة، ص ۱۱۲۔

تاکید مرادی تھی تو دبائش اس کی تصدیق کر دی جائے گی لیکن فضای نہیں۔ (2)



قاعدہ نمبر ۳۵: الخراج بالضمان

یعنی منافع ضامن ہونے کے عوض ہیں یعنی کسی شے نے نفع حاصل کر لینے کا کوئی معاوضہ دینا نہ ہوگا لیکن نفع حاصل کرنے والا اس شے کے ہلاک ہو جانے کی صورت میں اس کی قیمت کا ضامن ہوگا۔ الخراج بالضمان حدیث صحیح ہے جس کو امام احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ وابن حبان رضی اللہ عنہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے بعض روایوں نے اس کا سبب بھی بیان فرمایا ہے واقعہ یہ تھا کہ ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) نے ایک غلام خریدا کچھ دنوں وہ ان کے پاس رہا پھر انہیں اس غلام میں کوئی نقص اور عیب معلوم ہوا انہوں نے معاملہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا، خیار عیب کی وجہ سے آپ نے اس غلام کو واپس کر دیا۔ باائع نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! اس مشتری (خریدار) نے میرے غلام سے منافع حاصل کئے ہیں۔ (مطلوب یہ تھا کہ ان منافع کا معاوضہ مجھے دلایا جائے) آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: الخراج بالضمان یعنی منافع ضمان کے عوض میں ہیں۔ (1)

حضرت ابو عبید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا اس حدیث میں الخراج کا مطلب غلام کے منافع ہیں کہ خریدار نے غلام خریدا اور اسے اپنے کام میں استعمال کیا اور ایک مدت کے بعد اس کے عیب پر پر مطلع ہوا جو کہ باائع نے اسے نہیں بتایا تھا تو وہ اسے باائع کو واپس کر دے گا اور اس کی پوری قیمت واپس لے لے گا اور اس کے منافع سے فیضیاب ہوگا کیونکہ غلام اس کی ذمہ داری اور ضمان میں تھا کہ اگر وہ اس مدت میں ہلاک ہو جاتا تو یہ اس مشتری کا مال ہلاک ہوتا باائع پر کوئی ضمان و ذمہ داری نہ ہوتی۔ کتاب الفائق میں الخراج کی تشریع میں بتایا کہ کسی چیز سے جو بھی فائدہ پہنچو وہ اس کا خراج ہے۔ درخت کا خراج اس کا پھل ہے اور جانوروں کا خراج ان کا دودھ اور ان کی نسل ہے۔ علامہ فخر الاسلام فرماتے ہیں یہ حدیث پاک جو امع لکم میں سے ہے لہذا اس کی روایت بالمعنى جائز نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ حدیث کثیر المعنی ہے اس لئے اس کو ایک معنی میں متعین نہیں کر سکتے اور روایت بالمعنى میں ایک معنی کے ساتھ خاص اور متعین ہو جائے گی۔ (2)

(1) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الخراج بالضمان، الحدیث: ۲۲۳۳، ج ۳، ص ۷۵۔

(2) اصول البرزوی، باب شرط لفظ المتن، ص ۱۹۱۔

والاشبه والنظائر، الفن الاذل: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة العاشرة، ص ۱۲۷۔

قاعدہ نمبر ۲۳: السُّؤالُ مُعَادٌ فِي الجَوَابِ

یعنی سوال کے جواب میں سوال کا اعادہ ہوتا ہے۔ علامہ بزاڑی اپنے فتاویٰ بزاڑی میں مسائل و کالت کے آخر میں بیان فرماتے ہیں کہ کسی نے کہا کہ زید کی بیوی مطلقة ہے اگر وہ اس گھر میں داخل ہو یا اس پر بیت اللہ جانا ہے۔ زید نے یہ سن کر کہا ہاں تو زید ان دونوں باتوں کا حالف قرار دیا جائے گا کیونکہ یہ جواب اس مضمون کے اعادہ کو مقتضمن ہے جس کا سوال میں ذکر ہے ایسے ہی بیوی نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں طلاق والی ہوں (مطلوبہ ہوں) شوہرنے کہا ہاں، تو بیوی کو طلاق ہو جائے گی۔ (۱) قنیہ میں ہے ایک شخص بنے دوسرے سے کہا کہ میرا تجھ پر اتنا قرض ہے وہ مجھے ادا کر دوسرے نے مذاق و استہزاء میں کہا ہاں بہت خوب تو یہ اس کا اقرار ہے، یہ قرض اس سے لے لیا جائے گا۔ (۲)



(۱) الفتاویٰ البزاڑی على حامش الحمد یہ، کتاب الوکالت، الفصل الرابع في الطلاق والعلاق، ج ۵، ص ۳۹۰۔

(۲) المقنیہ، کتاب الاقرار، باب الجواب الذي يكون اقراراً، ص ۳۳۹۔

والاشباء والنظر، الفن الاول: القاعدة المکتبة، النوع الثاني، القاعدة الخامسة عشرة، ص ۱۲۸، ۱۲۹۔

قاعدہ نمبر ۳: لا یُنْسَبُ إِلَى سَاكِتٍ قَوْلُ

اس قاعدہ کی توضیحی مثالیں یہ ہیں کہ اگر مالک نے دیکھا کہ کوئی اجنبی اس کا مال فروخت کر رہا ہے اور وہ دیکھ کر خاموش رہا سے منع نہیں کیا تو اس کے سکوت سے وہ اس کا وکیل بالسبیع (یعنی بیچنے کا وکیل) نہیں بنے گا۔ ایسے میں قاضی نے اپنے زیر ولایت نابالغ بچے یا معتوہ بے عقل یا کم عقل کو دیکھا کہ وہ خرید و فروخت کر رہا ہے اور یہ دیکھ کر قاضی نے سکوت اختیار کیا (یعنی خاموش رہا) تو قاضی کا یہ سکوت ان کے حق میں اذن فی التجارت نہیں ہوگا۔ (یعنی تجارت کی اجازت نہیں سمجھا جائے گا۔) ایسے ہی اگر کسی نے دیکھا کہ کوئی شخص اس کا مال تلف اور ضائع کر رہا ہے اور وہ خاموش رہا تو اس کی یہ خاموشی مال کے تلف کرنے کی اجازت نہیں قرار دی جائے گی۔ اگر عورت نے بغیر اجازت ولی غیر کفزوں سے نکاح کر لیا تو ولی کا سکوت اس کی رضا نہیں تسلیم کیا جائے گا اگرچہ لمبی مدت گزر جائے عنین (نامرد) کی عورت کا سکوت اس کی رضانہ مانا جائے گا خواہ وہ اس عنین کے ساتھ برسوں گزار دے۔ (۱)

علامہ ابن نجیم حنفی مصري صاحب الاشیاء والنظائر نے اس قاعدہ کے کچھ مستثنیات فرمائے ہیں جن کو جامع الفصولین سے نقل کیا ہے ان کی تعداد تیس ہے پھر مزید سات کا اضافہ فرمایا ودقیقیہ سے نقل فرمائے اور پانچ اپنی طرف سے کل ۴۲ سینتھیں مستثنیات فرمائے ہیں۔ (۲) لیکن ان میں اکثر ایک دوسرے قاعدہ کے اندر آ جاتے ہیں اور وہ قاعدہ ہے۔



(۱) الاشیاء والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثانية عشرة، ص ۱۲۹۔

و جامع الفصولین، الفصل الرابع والثلاثون في الأحكام:الجزء الثاني، ص ۱۳۰۔

(۲) الاشیاء والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثانية عشرة، ص ۱۲۹۔

و جامع الفصولین، الفصل الرابع والثلاثون في الأحكام، الجزء الثاني، ص ۱۳۸۔

قاعدہ نمبر ۸: الْسُّکُوتُ فِي مَعْرِضِ الْبَيَانِ بَيَانٌ

یعنی مقام اظہار و بیان میں سکوت اختیار کرنا اظہار و بیان ہی مانا جائے گا جیسے نکاح سے قبل ولی (۱) نے باکرہ (کنواری) سے اس کے نکاح کی اجازت طلب کی اور وہ ساکت رہی تو یہ اس کا نطق (یعنی بولنا) و بیان مانا جائے گا اور اس کی اجازت شمار ہو گی ایسے ہی غیر باپ نے کسی نابالغہ باکرہ کا نکاح کر دیا اور وہ بوقتِ بلوغ خاموش رہی تو اس کی یہ خاموشی اس کی اجازت شمار ہو گی۔ کسی عورت نے قسم کھائی کہ وہ نکاح نہیں کرنے کی پھر اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا اور وہ خاموش رہی تو وہ حادث ہو جائے گی۔ (یعنی اس کی قسم ثبوت جائے گی) حق شفعہ رکھنے والے کو جائزہ ادغیر منتقولہ کی بیع کا علم ہوا اور وہ ساکت رہا تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا اس کا یہ سکوت اس کی رضا مانا جائے گا۔ باکرہ (کنواری) لڑکی کو خبر دی گئی کہ تمہارے ولی نے تمہارا نکاح کر دیا ہے یہ سن کر اس نے سکوت اختیار کیا تو یہ اس کی رضا ہے ماں نے اپنی بیٹی کا جہیز باپ کے مال و متاع سے دیا اور باپ نے سکوت اختیار کیا تو یہ اس کی رضا ہے اب اسے واپس لینے کا اختیار نہیں وغیرہ۔ (۲)

درحقیقت ان دونوں قاعدوں کی صورتوں میں امتیاز کرنا مفتی وفقیہ کے لئے کثرت مطالعہ اور دقت نظر کا طالب ہے۔ لہذا مفتی کے لئے لازم ہے کہ وہ خوب غور و فکر اور کتب فقہیہ کا عین مطالعہ کر کے ایسے سائل کا جواب تحریر کرے جس طرح عرف پر موقوف سائل کا جواب بھی دقت نظر، مفتی کی ذہانت اور عرف زمانہ سے واقفیت کا طالب ہے۔



(۱) یہاں ولی سے مراد ولی اقرب ہے، تفصیل کے لیے بہار شریعت، ج ۲، حصہ ۷، ملاحظہ فرمائیے۔

(۲) الاشباه والنظائر، الفتن الاول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثانية عشرة، ص ۱۲۹، ۱۳۱، وغيرها۔

قاعدہ نمبر ۳۹: الْفَرْضُ أَفْضَلُ مِنَ النَّفْلِ إِلَّا فِي مَسَائلَ

یعنی فرض واجب نفل سے افضل ہے اس کی صد ہامثالیں ہیں جو اظہر من لشنس ہیں لیکن اس میں کچھ مستثنی مسائل بھی ہیں جیسے نادار و تنگ دست مقروظ کو اس کے قرض سے بری کر دینا یا اس کو مهلت دینے سے افضل ہے جب کہ بری کر دینا مستحب ہے اور مهلت دینا واجب ہے۔ ایسے ہی سلام میں پہل کرنا سنت ہے مگر یہ افضل ہے سلام کا جواب دینے سے جو کہ واجب ہے، اسی طرح وقت سے پہلے وضو کرنا مستحب و مند و ب ہے مگر یہ افضل ہے اس وضو کرنے سے جو نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد نماز ادا کرنے کے لئے کیا جائے حالانکہ یہ وضو فرض ہے۔ (۱)



(۱) الا شهاد والنظر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الثالثة عشرة، ص ۱۳

قاعدہ نمبر ۳۰: مَا حُرْمَةٌ أَخْلُكُهُ حُرْمَةٌ عَطَاوَةٌ

یعنی جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ جیسے سود، زنا کی اجرت، کام اور نجومی کی فیس، رشوت اور گانے والے کی اجرت وغیرہا کہ ان میں سے ہر ایک کا لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی حرام ہے لیکن قیدی کو قید سے چھڑانے کے لیے یا اپنی عزت و آبرو بچانے کے لئے یا کسی کو اپنی بھوئے روکنے کے لئے رشوت دینا جب کہ اس کے بغیر کام نہ چلے، دینے والے پر گناہ نہیں۔ (۱) لیکن لینے والے کے لئے بہر حال حرام و گناہ ہے۔ (۲) کہ یہ صورتیں الضرورات تسبیح المحدورات کے ماتحت آتی ہیں، اسی قاعدہ کے قریب یہ قاعدہ بھی ہے، یعنی قاعدہ نمبر ۳۱۔



(۱) المرجع السابق، القاعدة الرابعة عشرة، ص ۳۲.

(۲) غزیون المصادر، الفتن الاول في القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة الرابعة عشرة، ج ۱، ص ۳۹۱۔

قاعدہ نمبر ۲۳: مَا حَرُمَ فِعْلُهٗ حَرُمَ طَلْبُهٗ

جس چیز کا کرنا حرام ہے اس کی طلب بھی حرام ہے۔ ذمی کو جز یہ دینا حرام ہے مگر اس سے طلب کرنا جائز ہے یہ
سلسلہ اس قاعدہ سے مستثنی ہے۔⁽¹⁾



قاعدہ نمبر ۳۲: مِنْ اسْتَعْجَلَ الشَّيْءَ قَبْلَ أَوْ أَنْهُ عُوقَبَ بِمِنْ مَا نَهَا

یعنی جو شخص کسی شے کو وقت سے پہلے حاصل کرنے میں جلدی کرے تو سزا وہ اس شے سے محروم کر دیا جائے گا جیسے اگر کوئی وارث اپنے مورث کو قتل کر دے تاکہ جلد ہی اسے وراثت مل جائے تو قاتل وارث، مقتول مورث کی وراثت سے محروم ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شوہر اپنے مرض الموت میں اپنی بیوی کو بغیر اس کی طلب اور رضا مندی کے تین طلاقیں دیدے تاکہ وہ وراثت سے محروم ہو جائے تو وہ عورت اس کی وراثت سے محروم نہ قرار دی جائے گی یہ شوہر اپنا مقصد حاصل کرنے میں محروم ہو گا۔ (۱)



قاعدہ نمبر ۳۲: الْوِلَايَةُ الْخَاصَّةُ أَقْوَى مِنَ الْوِلَايَةِ الْعَامَّةِ

یعنی ولایت خاصہ ولایت عامہ سے قوی تر ہوتی ہے جیسے قاضی کو کسی بیتیم لڑکی یا لڑکے کے نکاح و تزویج (یعنی شادی کرنے کا) کا حق نہیں اگر اس کا ولی ہے خواہ وہ ولی عصبات میں سے ہو یا ذوی الارحام میں سے کیونکہ ولی کو ولایت خاصہ حاصل ہے اور قاضی کو ولایت عامہ، ولی خاص کو قصاص لینے صلح کرنے اور قاتل کو بلا معاوضہ معاف کرنے کا حق ہے، امام کو معاف کرنے کا حق نہیں۔

فائدہ:

ولی خاص میں قسم کے ہیں:

- (۱) مال اور نکاح میں ولی، یہ صرف باپ دادا ہی ہو سکتے ہیں یہ ان کا ذاتی وصف ہے یہ اگر خود کو ولایت سے معزول بھی کرنا چاہیں تو یہ معزول نہ ہوں گے۔
- (۲) فقط نکاح میں ولی، یہ تمام عصبات ہو سکتے ہیں اور مال اور ذوی الارحام نیز ولایت وکیل، اس کی ولایت کو مؤکل معزول کر سکتا ہے اور وکیل اور ذوی الارحام بھی خود کو ولایت سے معزول کر سکتے ہیں۔
- (۳) فقط مال میں ولی، اور وہ وہ اجنبی ہے جو وصی بنایا گیا ہو۔ وصی کی ولایت کو وصی بنانے والا معزول کر سکتا ہے اور غیر ایماندار و بد دیانت وصی کو قاضی بھی معزول کر سکتا ہے۔ لیکن وصی خود کو معزول نہیں کر سکتا۔ (۱) قاضی وصی کی موجودگی میں مال بیتیم میں تصرف کا حق نہیں رکھتا۔



قاعدہ نمبر ۲۳: لَا عِبْرَةٌ بِالظُّنُونِ الْبَيِّنَاتِ خَطُؤُهُ

یعنی جس گمان کا غلط ہونا ظاہر ہو گیا پھر اس کا اعتبار نہیں۔ باب قضاۓ الفوائت میں اسی قاعدے کے ماتحت یہ جزیہ ہے اگر کسی صاحب ترتیب کی نماز عشاء قضاۓ ہوئی نماز فجر کے وقت اس نے گمان کیا کہ وقت فجر تک ہو گیا ہے اس نے فجر کی نماز ادا کر لی پھر یہ معلوم ہوا کہ وقت میں گنجائش ہے تو اس کی فجر کی نماز باطل (یہاں لفظ باطل سے مراد نماز کا موقوف ہونا ہے) ہو جائے گی پھر یہ دیکھئے کہ وقت میں گنجائش ہے تو پہلے نماز عشاء ادا کرے کیونکہ یہ صاحب ترتیب ہے پھر فجر کی نماز پڑھے اور اگر وقت میں گنجائش نہ رہی ہو تو فقط فجر کی نماز کا اعادہ کرے۔ (۱) اسی قاعدہ کے ماتحت دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے پانی کو نجس گمان کیا اور اس سے وضو کر لیا پھر معلوم ہوا کہ وہ پانی پاک تھا تو اس کا وضو جائز ہے۔ (۲) (خلاصہ) اسی طرح اگر صاحب نصاب زکوٰۃ نے مال زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ دیے جانے والے کو غیر مصرف زکوٰۃ (یعنی جس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں) گمان کیا اور اس کو زکوٰۃ دے دی پھر معلوم ہوا کہ وہ مصرف ہے (یعنی اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے) تو جائز ہے بالاتفاق زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ اس کے برعکس اگر اس نے کسی کو مصرف زکوٰۃ گمان کیا پھر معلوم ہوا کہ وہ غنی ہے یا خود اس کا بینا ہے تو طرفین کے نزدیک ادا ہو گئی، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ادا نہ ہوئی۔ اگر اس نے ایک کپڑوے میں نماز پڑھی اور گمان یہ کیا کہ یہ کپڑا نجس ہے پھر معلوم ہوا کہ کپڑا پاک ہے تو نماز کا اعادہ کرے۔ اگر اس نے نماز پڑھی اور خود کو محدث (بے وضو) گمان کیا پھر معلوم ہوا کہ وہ باوضو ہے تو نماز جائز نہ ہوئی۔ ایسے ہی اگر کسی نے فرض نماز پڑھی اور اس کا گمان یہ ہے کہ ابھی وقت نہیں ہوا پھر معلوم ہوا کہ وقت ہو گیا ہے تو اس کی نماز جائز نہیں (۳) (کما فی فتح القدر) آخر کے چاروں مسائل میں مکلف کے گمان کا اعتبار کیا گیا ہے نہ کہ نفس حقیقت کا اور ان چار مسائل سے قبل کے مسائل میں اعتبار نفس الامر اور حقیقت واقعیہ کا ہے (۴) اس لئے اگر چہ یہ تمام مسائل ظاہری طہلہ پر ہم شکل سے نظر آتے ہیں لیکن ان کے حکم شرعی میں فرق ہے اور یہ وہ بار کیاں ہیں جن پر فقیہ کی نظر رہنی چاہیے۔

(۱) تجھیں الحقائق، کتاب الصلاۃ، باب قضاۓ الفوائت، ج ۱، ص ۲۶۰۔

(۲) خلاصۃ الفتاوی، کتاب الطھارۃ، الجزء الاول، ج ۱، ص ۵۔

(۳) فتح القدر، کتاب الصلاۃ، باب شروع الصلاۃ الی تحمد محا، ج ۱، ص ۲۳۶۔

(۴) الاشہاد والنظر، الفن الاول: القواعد الكلیۃ، النوع الثاني، القاعدة السابعة عشرۃ، ج ۱، ص ۱۳۵، ۱۳۳۔

قاعدہ نمبر ۲۵: ذ کُرْبَعْض مَالًا يَتَجَزَّأُ كِنْ كُرْكُلْه

یعنی ایسی چیز جس کی تجزی نہیں ہوتی اگر اس کے بعض کا ذکر کیا جائے تو کل کا ذکر کرنا ہے جیسے کسی نے اپنی بیوی کو نصف طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی یا اس نے نصف عورت کو طلاق دی تو کل کو طلاق واقع ہوگی۔ قاتل کے ایک حصہ جسم کو معاف کیا تو کل کو معاف ہو جائے گا اسی طرح اگر بعض وارثوں نے معاف کر دیا تو کل کی جانب سے قصاص ساقط ہو جائے گا مگر اس صورت میں باقی وارثوں کا حصہ مال میں تبدیل ہو جائے گا جو قاتل کے اولیاء کو ادا کرنا ہوگا۔ (۱)



قاعدہ نمبر ۳۶: إِذَا جَتَّمَعَ الْمُبَاشِرُ وَالْمُتَسَبِّبُ أُضِيَّفَ الْحُكْمُ إِلَى الْمُبَاشِرِ

یعنی مباشر اور متسبب یعنی کسی فعل کا مرتكب اور سبب بننے والا دونوں جمع ہوں تو حکم مباشر کی طرف منسوب کیا جائے گا۔ مثلاً کسی شخص نے زیادتی کرتے ہوئے ایک کنوں کھودا اور اس میں کسی دوسرے شخص نے کسی شے کو ڈال کر ضائع کر دیا تو ضمان کنوں کھودنے والے پر نہیں بلکہ کنوں میں ڈالنے والے پر ہے کیونکہ ڈالنے والا ہی فعل کا مرتكب ہے۔ ایسے ہی ایک شخص نے چور کو کسی کے مال کی مخبری اور راہنمائی کی اور چور نے اسے چراپا تو سارق (چور) ضامن ہے بتلانے والے پر کچھ نہیں۔ ایسے ہی اگر کسی نے ناس بھجھ بچہ کو چھپری زدے دی یا ہتھیار دیا کہ وہ اسے قبایل رہے بچہ نے خود کو ہلاک کر لیا تو چھپری یا ہتھیار دینے والے پر ضمان نہیں ہے لیکن بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ جن میں ضمان مباشر پر نہیں بلکہ متسبب پر ہے جیسے دیعت جس کے پاس رکھی گئی ہے اس نے خود چور کو اس امانت اور دیعت کی جگہ بتلانی اور چور نے اسے چراپا تو اس صورت میں امانت دار ضامن ہوگا۔

کسی عورت کے ولی نے کہا کہ وہ عورت آزاد ہے اس سے نکاح کرلو یا اس عورت کے ولی نے یہی کہا کہ وہ عورت آزاد ہے اس سے نکاح کرلو پھر بچہ پیدا ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ دوسرے کی باندی (لوندی) ہے تو مباشر، متسبب سے بچہ کی قیمت واپس لے گا۔

بچہ کو چھپری دی کہ وہ اسے رکھ لے وہ چھپری بچہ پر گری اور اسے زخم پہنچا تو اس کا ضمان دافع (دینے والے) یعنی متسبب پر ہوگا۔ (1)

متاخرین علماء فقہے نے تغیر احوال زمانہ کے پیش نظر بہت سی صورتوں میں ضمان مباشر کی بجائے متسبب پر رکھا ہے جس کا ذکر ہم کرچکے ہیں۔

فائدہ: مفہوم مخالف مع اپنی اقسام کے امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک معتبر ہے (سوائے مفہوم لقب کے) اور احناف کے نزدیک کلام شارع میں مفہوم مخالف معتبر نہیں شرح تحریر میں ہے: فَقَدْ نَقَلَ الشَّيْخُ جَلَالُ الدِّينِ الْخَبَازِيُّ فِي حَاشِيَةِ الْهِدَايَةِ عَنْ شَمْمِيسِ الْإِعْمَةِ الْكُرَدِيِّ أَنَّ تَخْصِيصَ الشَّيْءِ بِالذِّكْرِ لَا يَدُلُّ عَلَى تَفْعِيلِ الْحُكْمِ عَمَّا عَدَاهُ فِي خِطَابَاتِ الشَّارِعِ فَأَمَّا فِي مُتَفَاهِمِ النَّاسِ وَعُرْفِهِمْ وَفِي الْبَعَالَاتِ

(1) الاشیاء والنظائر، الفن الاول: القواعد الكلية، النوع الثاني، القاعدة التاسعة عشرة، ص ۱۳۵، ۱۳۶.

وَسِيَّاتٍ يَدْلِيُّ إِنْتَهَىٰ وَتَدَاوِلُهُ الْمُهَاجَأُ خِرْفَوْنَ. (2)

یعنی شیخ جلال الدین خبازی نے ہدایہ کے حاشیہ میں شش الائمه کر دری سے نقل کیا کہ خطابات شارع میں کسی حکم میں کسی شے کو خصوصیت کے ساتھ بیان کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس حکم کی اس شے کے مساوا سے نفی کر دی گئی ہاں میں کسی شے کو خصوصیت سے ذکر کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ مساوا سے لوگوں کے عرف اور فہم، معاملات اور عقلیات میں کسی شے کے خصوصیت سے ذکر کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ مساوا سے اس حکم کی نفی ہے اس پر متاخرین کا عمل ہے۔

تو اعد کلیہ اور اصول فقہیہ میں سے ہم نے یہ صرف چھیالیں تو اعد مشتے نمونہ از خوارے بیان کئے ہیں ورنہ ایسے تو اعد کی تعداد سینکڑوں سے متباوز ہے مشہور مالکی فقہیہ امام قرافی نے اس قسم کے ۵۲۸ تو اعد جمع فرمائے ہیں۔ جن کو انہوں نے اپنی کتاب *أَنْوَارُ الْبُرُوقِ فِي أَنْوَاءِ الْفُرُوقِ* میں بیان فرمایا ہے۔

بہت سی احادیث اور آیات قرآنیہ اسی ہیں جن سے اس قسم کے قواعد کلیہ اخذ کئے جاسکتے ہیں جیسے۔

(١) لَا تَقُوْ امْوَاضَعَ التَّهْمَةِ (٢) (٢) مَارَأَهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عَنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ (٣) (٣) الْمَرْءُ مَعَ
مَنْ أَحَبَّ (٤) (٤) وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْإِيمَانِ وَالثَّقَوْيِ (٥) (٥) كُلُّ مُشْكِرٍ حَرَامٌ (٦) (٦) اللَّهُ فِي عَوْنَى عَبْدِهِ مَا
كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنَى أَخِيهِ (٧) (٧) وَ جَزُوا سَيِّئَةً سَيِّئَةً مِثْلُهَا (٨) (٨) وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ (٩)
(٩) مَنْ لَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (١٠) (١٠) كُلُّ قَرْضٍ جَرَنْفَعًا فَهُوَ رِبًا (١١) (١١) دَمُ الْمُسْلِمِ وَمَالُهُ
(١٢)

(2) مجموعة رسائل ابن عايد بن هشام عقو درس المفتى،الجزء الاول،ص ١٣.

^{١٥٣} والقرآن، تحرير وتحقيق مفهوم المخالف، ج ١، ح ١.

(٢) قرار الاتصال المقترن، ستة عيائس القلب، بيان تفضيل داخل... راغب، ج ٨، ص ٥٢٣.

للمحة الاسبانية في عهد ١٩٢٣، ج ٢، ص ٣٨٣.

(٤) صحيح مسلم،卷二十一，الصادر... عن كتاب المجمع من أحب الحديث: ١٦٥ - (٢٦٣٠)، ص ٣٢٠.

• 13411-6 (6)

(7) صحيح مسلم (٢٠٠٣)، صحيح البخاري (٢٠٠٤)، مسند محمد (٢٠٠٥)، الحدیث: ٢٧، الحدیث: ١٠٩، الحدیث: ٢٨.

(٩) صحيح مسلم، باب ذكر العذاب، فضل الخلق على الخلق، الحديث: ٣٨-٣٩ (٢٤٩٩)، ص ٨٣٨.

(9) س ۲۵، الشورای: ۰۳

^{١١} (خواسته) کتابخانه ملی ایران، نسخه ۱۳۰۳، ج ۲۳، ص ۶۲.

(12) كنز العبر، ج ٢، طبع في طرابلس، ١٩٣٧، المدحش: ١٥٥١٢، ص ٩٩.

وَعِرْضَةٌ حَرَامٌ (13) (إِطَاعَةٌ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ (14) (مِنْ سَبَقَ سُلْطَةَ حَسَنَةَ فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُمَنْ عَمِيلَ إِلَيْهَا (15) (مِنْ سَبَقَ سُلْطَةَ سَيِّئَةَ فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُمَنْ عَمِيلَ إِلَيْهَا (16) (بَشَّرُوا وَلَا تُعَشِّرُوا (17) دَوَاعِي الْحَرَامِ حَرَامٌ (18) خَيْرُ الْأَمْوَارِ أُوْسَطُهَا (19) الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ (20)

ان تمام قواعد کے ماتحت بے شمار جزئیات ہیں مفہتی اور فقیریہ غیر منصوص مسائل میں جن پر کوئی شرعی استدلال نہ ہونے پیش آنے والے مسائل میں ان اصول و قواعد کی روشنی میں حکم شرعی کی تخریج کر سکتا ہے بشرطیکہ فقه پر اس کی نظر ہو۔ بارہویں صدی کے بعد سوائے علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کسی فقیریہ نے ان قواعد فقیریہ اور اصول کلیے سے مسائل کا استنباط نہیں کیا اور یہ بات علامہ شامی کی خصوصیات میں سے ہو کر رہ گئی۔ تیرھویں اور چودھویں صدی کے ہندوستانی علماء فقہ میں واحد شخصیت علامہ احمد رضا علیہ الرحمہ کی ہے جنہوں نے مسائل کے استنباط میں بہ کثرت ان قواعد فقیریہ سے استنباط و استخراج فرمایا۔ ان کے فتاویٰ رضویہ میں بڑی تعداد میں ان اصول اور قواعد فقیریہ کا ذکر ملے گا یہ امر کا شاہد عادل ہے کہ علامہ شامی کی طرح امام احمد رضا علیہ الرحمہ بھی فقہ میں مہارت کاملہ رکھتے تھے جن کی نظر گزشتہ و وصdyوں میں نظر نہیں آتی۔

هَذَا مَا وَفَقَنِي اللَّهُ تَعَالَى جَلَّ وَعَلَى يَقْضِيلِهِ وَكَرْمِهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَعَالَى يَرْبُّنَا تَقْبَلُ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ وَنُورِ عَرْشِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ. حُبُّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَعُلَمَاءِ مَلِيْتِهِ

الفقیر ظہیر الدین احمد زیدی غفرلہ

۲۱ ذی الحجه ۱۴۰۷ھ



(13) صحیح مسلم، کتاب البر والصلة... راجع، باب تحریم ظلم المسلم، الحدیث: ۳۲، (۲۵۶۲) ص ۳۸۷.

(14) المجمع الكبير، حشام بن حسان علی الحسن عن عمران، الحدیث: ۳۸۱، ج ۱۸، ص ۱۷۰.

(15) صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الوحش على الصدقة... راجع، الحدیث: ۲۹، (۱۰۱)، ص ۵۰۸.

والترفیہ والترہیب، کتاب البخار، الترغیب فی الرباط... راجع، الحدیث: ۱۹۱۰، ج ۲، ص ۱۲۹.

(16) المرجع سابق.

(17) شعب الایمان، باب فی الملائک والادانی، فصل فی کراہیہ بس الشہرۃ... راجع، الحدیث: ۶۲۲۸، ج ۵، ص ۱۲۹.

وکشف الخفاء، حرف الخاء المعمدة، الحدیث: ۱۲۳۵، ج ۱، ص ۳۳۶.

(18) سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء الدال علی الخیر کفافله، الحدیث: ۲۲۷۹، ج ۳، ص ۳۰۵.

فہرست کے عالمہ بناء و اکتاف



فیضان شریعت
شرح
بیان شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد مجید علی^{رحمۃ اللہ علیہ}

اثنی عشر سالہ حنفی قادری بیان

شارح

علام محدث صدیق ناصر^{رحمۃ اللہ علیہ}

یوسف ناگریٹ غزنی سٹریٹ

اردو بازار لاہور

فون 042-37124354 ٹیل: 042-37352795

پروگرام و پکیج

فیضانِ شریعت

شرح

بہارِ شریعت

منہج

مختصر مختار علی بن ابی طالب

شانح

محمد صابر الدین ناصر حسند



مسی 2017

باراول

آر۔ آر پرنز

پرنز

النافع گرافس

سرور

600/-

تعداد

چوبہ دری غلام رسول۔ میاں جوادر رسول
میاں شہزاد رسول

ناشر

= / روپے

قیمت

ملٹے کے پڑے

مطہری مطبوعات

فیصل سجاد اسلام آباد 11111
Ph: 051-22541111

E-mail: millat_publication@yahoo.com

دوکان نمبر 5۔ مکہ منورہ نوار و بازار لاہور
0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

لوگوں کی کتب خانہ

اوڈیو بائیو بکس

فرن 042-37352795 فن 042-37124364

پروگرام سو بکس

فہرست

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
شوہر کے حصوں کا بیان	30	پیش لفظ	
بیویوں کے حصوں کا بیان	31	آیات قرآنی بسسہ و راثت	
حقیقی بیٹیوں کے حصوں کا بیان	32	احادیث	
پوتیوں کے حصوں کا بیان	33	حکیم الامت کے مدنی پھول	
حقیقی بہنوں کے حصوں کا بیان	34	حکیم الامت کے مدنی پھول	
باپ شریک بہنوں کے حصوں کا بیان	35	حکیم الامت کے مدنی پھول	
ماں کے حصوں کا بیان	36	حکیم الامت کے مدنی پھول	
دادی کے حصوں کا بیان	37	حکیم الامت کے مدنی پھول	
عصبات کا بیان	38	حکیم الامت کے مدنی پھول	
نخجوب کا بیان	41	حکیم الامت کے مدنی پھول	
حصوں کے مخارج کا بیان	43	حکیم الامت کے مدنی پھول	
عوں کا بیان	45	حکیم الامت کے مدنی پھول	
اعداد کے درمیان نسبتوں کا بیان	48	حکیم الامت کے مدنی پھول	
نسبتوں کی پہچان	49	ان حقوق کا بیان جن کا تعلق میت کے ترکمے ہے	19
قطع	50	وصیت	
ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کا اصول	54	وصیت تہائی ماں میں جاری ہوگی	
وارثوں اور دوسرے حقداروں میں ترک کی تقسیم کا طریقہ	56	میراث سے محروم کرنے والے اسباب	
قرض خواہوں میں ماں کی تقسیم	59	اصحاب فرائض کا بیان	
تحمازج کا بیان	60	باپ کے حصوں کا بیان	
رذ کا بیان	61	جدتیح کے حصوں کا بیان	
مناسنے کا بیان	65	ماں شریک بھائیوں اور بہنوں کے حصوں کا بیان	29

93	کتب الحدیث	68	ذوی الارحام کا بیان
95	کتب اعلان	71	ذوی الارحام کی دوسری قسم
97	کتب مفقود	74	ذوی الارحام کی تیسرا قسم
100	کتب اصول مفقود	76	ذوی الارحام کی پتوخی قسم کا بیان
100	کتب التصوف	80	عینشکن کی وراثت کا بیان
100	کتب السیرۃ	82	حسل کی وراثت کا بیان
101	کتب الاعلام	83	حسل کا حصہ نکالنے کا قادرہ
101	کتب اللغات	87	گشدو شخص کی وراثت کا بیان
102	کتب الشیعۃ	89	مرتد کی وراثت کا بیان
103	کتب القادیانی	90	قیدی کی وراثت کا بیان
103	کتب الوہابیۃ	91	حوادث میں ہلاک ہونے والوں کا بیان
104	الكتب المترفة	92	ماخذ و مراجع
		92	کتب انصراف



میراث کی مسائل کا بیان

پیش لفظ

یہ کتاب امیراث کا وہ حصہ ہے جس کے لیے فقیہ الحصر علامۃ الدہر حضرت صدر الشریعہ مفتی ابوالعلاء محمد امجد علی صاحب رضوی عظیمی حنفی قادری قدس سرہ العزیز نے بہار شریعت کے ستر ہوئیں حصہ میں وصیت فرمائی ہے کہ بہار شریعت کا آخری حصہ تھوڑا سا باقی رہ گیا ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ تین حصوں پر مشتمل ہوگا۔ اگر توفیق اللہ سعادت کرتی اور یہ بقیہ مضمایں بھی تحریر میں آ جاتے تو فقہ کے جمیع ابواب پر مشتمل یہ کتاب ہوتی اور کتاب کامل ہو جاتی اور اگر میری اولاد یا تلامذہ یا علماء اہل سنت میں سے کوئی صاحب اس کا تکمیل حصہ جو باقی رہ گیا ہے اس کی تکمیل فرمادیں تو میری عین خوشی ہو گی۔

الحمد للہ کہ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی وصیت کے مطابق میں نے یہ سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں یہ اہتمام بالالتزام کیا ہے کہ مسائل کے مأخذ کتب کے صفحات کے نمبر اور جلد نمبر بھی لکھ دیے ہیں، تاکہ اہل علم کو آخذہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ اکثر کتب فقہ کے حوالہ جات نقل کردیے گئے ہیں۔ جن پر آج کل فتویٰ کامدار ہے۔ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے طرز تحریر کو حتی الامکان برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فقہی موسویگاریوں اور فقہاء کے قیل و قال کو چھوڑ کر صرف مفتی یہ اقوال کو سادہ اور عام فہم زبان میں لکھا ہے۔ تاکہ کم تعلیم یافتہ شخصی بھائیوں کو بھی اس کے پڑھنے اور سمجھنے میں دشواری پیش نہ آئے۔ تصحیح کتابت میں حتی المقدور دیدہ ریزی سے کام لیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر کہیں اغلاط رہ گئی ہوں تو اس کے لیے قارئین کرام سے معدودت خواہ ہوں۔ آخر میں محبت مکرم حضرت علامہ عبدالمحضی العازہری مدظلہ العالی شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ و ممبر قومی اسمبلی و عزیز مکرم مولانا حافظ قاری رضا المصطفیٰ عظمیٰ سلمہ، خطیب نیویمن مسجد بولٹن مارکیٹ کراچی کا شکرگزار ہوں کہ ان حضرات نے اپنے والد ماجد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی وصیت کی تکمیل کے لیے میرا انتخاب فرمایا۔ میں اپنی اس حقیر خدمت کو حضرت صدر الشریعہ پدر الطریقہ استاذ نا العلام ابوالعلی محمد امجد علی صاحب رضوی قدس سرہ العزیز مصنف بہار شریعت کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور اس کا ثواب واجرائی کی روح پر فتوح کو ایصال کرتا ہوں اور بارگاہ ایزد متعال میں دست پر دعا ہوں کہ اس کتاب کو مقبول فرمائے۔ آمین!

محمد وقار الدین قادری رضوی بزریلوی غفرلہ

مفتی و نائب شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ

عالمگیر روڈ، کراچی ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
 آيَاتُ قُرْآنٍ بِسَلْسَةٍ وَرَاثَتْ

(يُوصِيْكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِ كُمْ لِلَّذِكْرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنْ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلَّا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلَا يَبُوِيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّلْسُلُ مِنَ اتَّرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبُوهُ فَلِأُمِّهِ الْثُلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّلْسُلُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِيْهَا أَوْدَيْنِ أَبَاوْ كُمْ وَأَبْنَاؤْ كُمْ لَا تَنْدِرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةٌ مِنَ اللَّوْلَانَ اللَّهُ كَانَ عَلَيْهَا حَكِيْمًا (۱۱) وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ هَمَّا تَرَكَ كُنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِيْهَا أَوْدَيْنِ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ هَمَّا تَرَكَ كُنَّمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الشُّمُنَ هَمَّا تَرَكَ كُنَّمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُونَهَا أَوْدَيْنِ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلْلَةً أَوْ امْرَأَةً وَلَهُ أَخُّ أَوْ أَخْتٍ فِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّلْسُلُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الْثُلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْطَى إِلَيْهَا أَوْدَيْنِ غَيْرَ مُضَارٍ وَصِيَّةٌ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَلِيْمٌ (۱۲) (۱)

(1) پ ۳، النساء: ۱۲، ۱۱.

اس آیت کے تحت مفسر شیعہ مولا ناصر محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ فرائض وارث کئی قسم ہیں اصحاب فرائض یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے حصے مقرر ہیں مثلاً بینی ایک ہوتا آدھے مال کی ماں کی زیادہ ہوں تو سب کے لئے دو تھائی۔ پولی اور پرپولی اور اس سے یچھے کی ہر پولی اگر میت کے اولاد نہ ہو تو بینی کے حکم میں ہے اور اگر میت نے ایک بینی چھوڑی ہو تو پر اس کے ساتھ چھٹا پائے گی اور اگر میت نے پینا چھوڑا تو ساقط ہو جائے گی پچھنہ پائے گی اور اگر میت نے دو بیٹیاں چھوڑیں تو بھی پولی ساقط ہو گی لیکن اگر اس کے ساتھ یا اس کے یچھے درجہ میں کوئی لڑکا ہو گا تو وہ اس کو غصہ بنا دے گا۔ سگی بہن میت کے پینا یا پوتا نہ چھوڑنے کی صورت میں بیٹیوں کے حکم میں ہے۔ علاقی بہنیں جو باپ میں شریک ہوں اور ان کی ماں میں علیحدہ علیحدہ ہوں وہ حقیقی بہنوں کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی مثل ہیں اور دونوں قسم کی بہنیں یعنی علاقی و حقیقی میت کی بینی یا پولی کے ساتھ غصہ ہو جاتی ہیں اور بینی اور پولی اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ کے ساتھ ساقط اور امام صاحب کے نزدیک وادا کے ساتھ بھی محروم ہیں۔ سوتیلے بھائی بہن جو نقطہ ماں میں شریک ہوں ان میں سے ←

يَسْتَفْئُوكُلِّ اللَّهِ يُفْتِنُكُمْ فِي الْكَلَّةِ إِنْ أَمْرُوا هَلْكَ لَيْسَ لَهُ وَلْدٌ لَهُ أَخْتُ فَلَهَا بِضُفْ مَا
بَرَكَ وَهُوَ يَرِمُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلْدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الْثُلْثَةِ مِعًا بَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً
زَجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّهِ كُلُّ مِثْلٍ حَظِّ الْأَنْثَيَتِنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ يَعْلَمُ ثُقُولَ
يَلِيَّمْ (۱۶۹) (۲)

ایک بتو چھٹا اور زیادہ ہوں تو تھائی اور ان میں مرد عورت برابر حصہ پا سکیں گے اور بیٹے پوتے اور اس کے ماتحت بے پوتے اور باپ کے
کے ہوتے سابق ہو جائیں گے باپ چھٹا حصہ پائے گا اگر میت نے بینا یا پوتا یا اس سے بیچے کے پوتے چھوڑے ہوں اور اگر میت نے بیٹے
یا پوتی یا اور بیچے کی کوئی پوتی چھوڑی ہو تو باپ چھٹا اور وہ باقی بھی پائے گا جو اصحاب فرض کو دے کر بیچے دارالعینی باپ کا باپ۔ باپ کے
ہونے کی صورت میں مشکل باپ کے ہے سوائے اس کے کہ ماں کو تکمیل تھامی کی طرف روند کر سکے گا۔ ماں کا چھٹا حصہ ہے اگر میت نے اپنی
اولاد یا اپنے بیٹے یا پوتے کی اولاد یا بھائی میں سے دو چھوڑے ہوں خواہ وہ بھائی ہے گے ہوں یا سوتیلے اور اگر ان میں سے کوئی
نہ چھوڑا ہو تو ماں کل مال کا تھائی پائے گی اور اگر میت نے زوج یا زوجہ اور ماں باپ چھوڑے ہوں تو ماں کو زوج یا زوجہ کا حصہ دینے کے
بعد جو باقی رہے اس کا تھائی ملے گا اور جذہ کا چھٹا حصہ ہے خواہ وہ ماں کی طرف سے ہو یعنی ہانی یا باپ کی طرف سے ہو یعنی وادی ایک ہو یا
زیادہ ہوں اور قریب والی دور والی کے لئے حاجب ہو جائی ہے اور ماں ہر ایک چدہ کو محبوب کرتی ہے اور باپ کی طرف کی جدات باپ کے
ہونے سے محبوب ہوتی ہیں اس صورت میں کچھ نہ ملے گا زوج چہارم پائے گا اگر میت نے اپنی یا اپنے بیٹے پوتے پر پوتے وغیرہ کی اولاد
چھوڑی ہو اور اگر اس قسم کی اولاد نہ چھوڑی ہو تو شوہر نصف پائے گا زوجہ میت کی اور اس کے بیٹے پوتے وغیرہ کی اولاد ہونے کی صورت میں
آٹھواں حصہ پائے گی اور نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی عصبات وہ وارث ہیں جن کے لئے کوئی حصہ بیٹھنے نہیں اصحاب فرض سے جو باقی
بچتا ہے وہ پاتے ہیں ان میں سب سے اولیٰ بینا ہے پھر اس کا بینا پھر اور بیچے کے پوتے پھر باپ پھر وادا پھر آبائی سلسلہ میں جہاں تک کوئی
پایا جائے پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی پھر سے بھائی کا بینا پھر باپ شریک بھائی کا بینا۔ پھر چچا پھر باپ کے بچا پھر دادا
کے چچا پھر آزاد کرنے والا پھر اس کے عصبات ترتیب وار اور جن عورتوں کا حصہ نصف یا دو تھائی ہے وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبات بو
جاتی ہیں اور جو ایسی نہ ہوں وہ نہیں ذوی الارحام اصحاب فرض اور عصبات کے سوا جو اقارب ہیں وہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اور ”ذوی
ترتیب عصبات کی مشہد ہے۔

(۲) پ ۶، النساء: ۲۷۰۔

اس آیت کے تحت مفسر شیعہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔
مردی ہے کروہ بیمار تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عیادت کے لئے تشریف لائے۔
حضرت جابر بے ہوش تھے حضرت نے وضوف رما کر آب و ضوآن پر ذالا نہیں افاقت ہوا آنکھ کھول کر دیکھا تو حضور تشریف فرمایاں عرض کیا
یا رسول اللہ میں اپنے ماں کا کیا انتظام کر دیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، (بخاری و مسلم) ابو داؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ←

ترجمہ: اللہ (عز وجل) تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے پارے میں بیٹے کا حصہ دیٹیوں کے برابر ہے۔ اور پھر اگر نری لڑکیاں اگرچہ دو سے اور تو ان کو ترکہ کی دو تھائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا اور میت کے ماں باپ میں ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تھائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دین کے، تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا۔ یہ حصہ باغدھا ہوا ہے۔ اللہ (عز وجل) کی طرف سے بے شک اللہ (عز وجل) علم والا حکمت والا ہے۔

ترجمہ: اور تمہاری بیویاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور دین نکال کر، اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ اور دین نکال کر، اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بنتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا۔ پھر اگر دو بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تھائی میں شریک ہیں۔ میت دو عورتوں کی اولاد ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تھائی اور اگر بھائی بہن ہو مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ جانتا ہے۔ اور اللہ (عز وجل) کا ارشاد ہے۔ اور اللہ (عز وجل) علم والا، حلم والا ہے۔

ترجمہ: اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ (عز وجل) تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہے تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہو گا۔ اگر بہن کی اولاد ہو پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تھائی اور اگر بھائی بہن ہو مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اللہ (عز وجل) تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ (عز وجل) ہر چیز جانتا ہے۔



احادیث

حدیث ۱: بخاری و مسلم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرض حصوں کو فرض حصے والوں کو دے دو اور جو نجع جائے وہ میت کے قریب ترین مرد کو دے دو۔ (۱)

حدیث ۲: بخاری و مسلم حضرت اسامة ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا فرما وارث نہ ہوگا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔ (۲)

(۱) صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب میراث الولد... راجع، الحدیث: ۳۷۳۲، ج ۲، ص ۳۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اے یعنی تقسیم میراث میں پہلے تو ذی فرض وارثوں کو ان کے مقرر کردہ حصے دو، یہ حضرات کل بارہ ہیں: چار مرد، آٹھ عورتیں، ان کے حصوں سے جو باقی نیچے وہ عصبه بفسد کو دو خواہ بالغ ہوں یا نابالغ۔ عصبه بفسد وہ مرد ہے جس کا رشتہ میت سے بغیر عورت کے واسطے کے ہوں جسے پیٹا، باپ، بھائی وغیرہ۔ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ میراث اولاً ذی فرض کو دی جائے، ان سے بچے تو عصبات میں تقسیم ہو، اولیٰ بمعنی اقرب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قریبی وارث کے ہوتے ہوئے دور والے وارث کو میراث نہ ملے گی لہذا باپ کے ہوتے دادا محروم ہے، بیٹے کے ہوتے پوتا محروم، بھائی کے ہوتے بھتیجہ محروم، چچا کے ہوتے پچچا زاد اولاد محروم، یہ شریعت کا قاعدہ کلیہ ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "مَنْ تَرَكَ الْوَالِدَيْنَ وَلَا قُرْبَانَ"۔ اس کے مال سے حصے بانٹو جو ماں باپ یا قریب ترین رشتہ داروں نے چھوڑا ہے۔ اقربون اسی تفضیل ہے۔ معلوم ہوا کہ قریبی کے ہوتے بعد کا رشتہ دار محروم ہے، آج بعض جہلانے یہ شوشہ چھوڑا ہے کہ بیٹے کے ہوتے پوتے کو بھی میراث دیگر وہ نہیں کہتے کہ باپ کے ہوتے دادا وارث ہو، بیٹے کے ہوتے تیم نواسہ وارث ہو اور بھائی چچا کے ہوتے ان کی تیم اولاد بھی وارث ہو، یہ حضرات کہتے ہیں کہ مَنْ تَرَكَ الْوَالِدَيْنَ میں ماں باپ دادا دادی سب شامل ہیں مگر تعجب ہے کہ نانا، نانی کو اس میں شامل نہیں کرتے، غرضکہ مسئلہ آج تک کسی زمانہ میں کسی مسلمان نے نہ کہا، اب چودہ سو برس کے بعد ان کو سوچنا۔

(مراة المناجح، شرح مشکوۃ المصانع، ج ۲، ص ۷۲)

(۲) صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب لا يرث المسلم الكافر... راجع، الحدیث: ۳۷۳۲، ج ۲، ص ۳۲۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اے یعنی کفر و اسلام کا فرق میراث سے مانع ہے لہذا مومن باپ کی میراث کا فریمانہ پائے گا اور کافر بیٹے کی میراث سے مومن باپ کو کچھ نہ ملے گا مگر کفر ایک ہی ملت ہے لہذا یہودی باپ کی میراث عیسائی بیٹے کو مل جائے گی۔ سعید ابن مسیب، امیر معادیہ، معاذ بن جبل ←

حدیث ۳: تمدنی و ادنی ماجد حضرت النبی پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاتل وارث نہیں ہو جائے۔ (۳)

حدیث ۴: ابوداؤ کو حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے راوی کے لئے چند حضرت مشرد فرمایا جب مال نہ ہو۔ (۴)

فخر رہنگر تھے جس کے موسمن وارث تو کافر کی میراث حاصل کرے گا مگر کافر وارث موسمن کی میراث نہ پائے گا بلکہ موسوم علیہ ہے مگر جبکہ صحیح و تقویٰ کو کوئی نہیں ہے جو کہ عرض کیا کہ دو طرف میراث نہ ملتے گی، میراث کسی کا وارث نہیں، ہمارے ہاں زندگانی کی کمائی بیت المال کی ہے اور زندگانی کی وارثوں کی دادا مٹھائی کے ہاں میراث کسی کا وارث نہیں۔ (مراہ المذاہج شرح مشکوٰۃ الشاع، ج ۲، ص ۸۹)

(۳) جامع اتریذی، کتاب انفرائی، باب ما جاوی لبکل میراث اتفاق، الحدیث: ۱۱۲، ج ۲، ص ۲۵۔

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ نجیل اُن کوئی رشد دار اپنے عزیز کو قتل کرنے تو قاتل اس عزیز کی میراث نہ پائے گا مگر اس قاتل میں بکھر شرط ہے جس کا کہہ کر قاتل کی میراث سے محروم ہے۔ نجیل ہے مگر میں قاتل کر دے تو وارث ہے تو دوسرے یہ کہ قاتل خدا ہو اپنی جان بچانے کے لیے یا قصداً یا حسد اس قاتل کیا تو میراث سے محروم ہے۔ تیسرے یہ کہ قاتل موجب تھاں یا کفارہ ہو، اگر اس قاتل ہے جس میں تھا مقصود ہے نہ کفارہ تو وہ میراث سے محروم نہ کرے گا۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب حکیم الامت میں ملاحظہ فرمائیے۔ (ازمرات)

(مراہ المذاہج شرح مشکوٰۃ الشاع، ج ۲، ص ۶۲)

(۴) سن اُنی داؤد کتاب انفرائی، باب فی الجدۃ، الحدیث: ۲۸۹۵، ج ۳، ص ۱۲۸۔

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ آپ بریدہ اہل حضیب اسلئی ہیں، غزوہ بدربے پہلے اسلام لائے مگر بعد میں شریک نہ ہو سکے حیثے الرضوان میں شریک تھے، مدینہ متورہ میں رہے، آخر میں بصرہ میں قیام رہا، پھر جہاد کرتے ہوئے خدا میں پہنچے، وہاں کی یزید اہل معاویہ کے زمانہ میں لا جو مقام مردگی وفات پائی، آپ سے بہت صحابہ نے روایات لی ہیں۔ (مرقات)

۲۔ یعنی راوی، ہانی کی میراث چھتا حصہ ہے لیکن اگر میت کی ماں موجود ہے تو راوی بھی محروم اور ہانی بھی کوئی ان دونوں کے لیے مجب اور منع میں فرق نہ ہے کہ کسی عزیز کا دوسرے عزیز کو محروم کر دینا جب حرام کہلاتا ہے اور اس کا حصہ کم کر دینا جب نصان ہے، مگر خود وارث کی اپنی حالت کا اسے میراث سے محروم کر دینا منع ہے۔ جیسے کفر و غلام ہو، قاتل، مال دونوں قسم کی راوی ہانی کے لیے جا جب حرام ہے۔ خیال رہے کہ راوی کا کل حصہ سو سی یعنی چھا ہے، لہذا اگر میت کی راوی بھی ہے ہانی بھی تو ان دونوں کو چھتا حصہ نہ ہے وہ آپس میں حصیم کر لیں گی۔ چنانچہ حاکم نے حضرت عبادہ اہل صامت سے روایۃ فرمایا کہ یعنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھتا حصہ راوی ہانی میں حصیم فرمایا اور راوی باپ سے بھی محروم ہو جاتی ہے مگر ہانی صرف مال سے محروم ہو گی۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب حکیم الامت اور سراجی و شریفی میں ملاحظہ فرمائیے۔ (مراہ المذاہج شرح مشکوٰۃ الشاع، ج ۲، ص ۶۲)

حدیث ۵: ترمذی وابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ وصیت سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا اور حقیقی بہن بھائی وارث ہوں گے نہ علاتی (یعنی باپ شریک) بہن بھائی۔ (5)

حدیث ۶: احمد، ترمذی، ابو داؤد وابن ماجہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد ابن ربيع کی بیوی سعد سے اپنی دو بیٹیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (یہ دونوں سعد کی بیٹیاں ہیں۔ ان کا باپ آپ کے ساتھ احمد میں شہید ہو گیا اور ان کے چچا نے کل مال لے لیا ہے ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا اور جب تک ان کے پاس مال نہ ہوان کی شادی نہیں کی جاسکتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمادے گا۔ تو آیت میراث نازل ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کے چچا کے پاس یہ حکم بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تکث (دو تھائی) دے دو اور لڑکیوں کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور جو باقی بچے وہ تمہارا ہے۔ (6)

حدیث ۷: بخاری ہنزیل ابن شرحبیل سے راوی کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا

(5) جامع الترمذی، کتاب الفرائض، باب ماجاء فی میراث الاخوة... بخ، الحدیث: ۲۱۰، ج ۲، ص ۲۹.

حکیم الامت کے مدفن پھول

۱۔ خلاصہ یہ ہے کہ آیت کریمہ میں وصیۃ کا ذکر قرض سے پہلے فرمایا گیا کہ ارشاد باری میں پہلے وصیت ہے پھر قرض مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائے قرض کو وصیت پر مقدم فرمایا کہ تجھیز و تکفین کے بعد وصیت کا قرض ادا کرو پھر بعد ادائے قرض تھائی مال سے وصیت جاری کرو، پھر میراث تقسیم کرو، حضور انور کا یہ عمل قرآن کریم کے مخالف نہیں بلکہ اس کی تفسیر ہے جس سے بتا دیا گیا کہ قرض ذکر میں پہچھے ہے مگر عمل میں پہلے، چونکہ وارثوں پر وصیت پوری کرنا شاق گزرتا ہے، قرض شوق سے ادا کردیتے ہیں اس لیے اہتماماً پہلے وصیت کا ذکر فرمایا۔

۲۔ اعیان جمع عین کی ہے بمعنی ذات اور بنی ام سے مراد اخیانی اولاً نہیں بلکہ حقیقی بھائی مراد ہیں یعنی جو مال میں بھی شریک ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ جس میت سے سے گئے بھائی بھی ہوں اور باپ شریکے بھی تو سے گئے بھائی میراث پائیں گے، باپ شریکے نہ پائیں گے کہ سگوں کو قوت قرابت حاصل ہے اسی لیے آپ نے اخیانی نہ فرمایا بلکہ اعیان بنی ام فرمایا اتنی دراز عبارت۔ (مرقات و معمات داشعہ وغیرہ) لہذا قرآن شریف میں جو لفظ اخوة ارشاد ہوا اس سے دھوکا نہ کھائیے اور اس سے سارے بھائی نہ سمجھ لجھے سگے ہوں یا سوتیلے۔

۳۔ یہ جملہ گزشہ کلام کی شرح ہے۔ لایہ پڑھنے والے اور ائمہ فرمایا کہ وہاں بنی الام سے مراد ماں میں بھی شریک تھے نہ کہ ماں میں ہی شریک، زیکھو حضرت ہارون نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اہن ائم اے میرے ماں جائے حالانکہ آپ حضرت ہارون کے سے گئے بھائی تھے۔

۴۔ اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے کہ سے گئے بھائی بہن سوتیلوں پر مقدم ہیں۔ (مراۃ المناجح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۲، ص ۲۵۱)

(6) جامع الترمذی، کتاب الفرائض، باب ماجاء فی میراث البنات، الحدیث: ۲۰۹۹، ج ۲، ص ۲۸.

کہ میت کی ایک بیٹی اور ایک پوچی اور ایک بہن کو ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں وہی فیصلہ کروں گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا تھا۔ بیٹی کا نصف ہے، پوچی کا چھٹا حصہ (حکملة للثاشین) اور جو باقی بچا وہ بہن کا ہے۔ (7)

حدیث ۸: امام مالک و احمد و ترمذی، ابو داؤد و دارمی وابن ماجہ حضرت قبیصہ بن ذؤبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

حکیم الامت کے مدفنی پھول

۱۔ سعد ابن ربيع بردن فیصل، رکے فتح سے ب کے کرہ سے، یہ سعد ابن ربيع انصاری ہیں، خزری ہیں، بدربی ہیں، عقبہ اولی کی بیعت میں شریک رہے، حضرت عبد الرحمن بن عوف سے آپ کا عقد موافقات کرایا گیا، جنگ أحد میں شہید ہوئے اور حضرت خارجہ ابن زید کے ساتھ ایک قبر میں داخل کئے گئے۔ (اشعر، مرقات)

۲۔ جیسا کہ عرب میں دستور تھا کہ کسی کے فوت ہونے کے بعد اس کا بھائی ساری میراث پر تقسیم کر لیتا تھا اور اس کی شیم بچیوں کو محروم کر دتا تھا۔ غرض کے مرحوم کی لڑکیاں میراث نہ پاتی تھیں یا بھائی میراث سینہا تھا یا چچا، بچیاں محروم ہی رہتی تھیں۔

۳۔ کیونکہ بچیوں کی شادی میں جہیز وغیرہ دینا ہوتا ہے اور جہیز بغیر مال تیار نہیں ہوتا، غریب شیم بچیوں سے کوئی نکاح کرنا پسند نہیں کرتا، مالدار لڑکیاں جلد ٹھکانے لگ جاتی ہیں جیسا کہ آج بھی دیکھا جا رہا ہے، یہ تدریجی چیز ہے جس اور مال پر رحمان ہے۔

۴۔ ابھی تک میراث کی آیات نہ اتری تھیں اس لیے حضور انور نے خود کچھ فیصلہ نہ فرمایا۔ خیال رہے کہ میراث کے احکام اکثر قرآن کریم میں وارد ہیں رب تعالیٰ نے خود برداہ راست میراث کے احکام جاری کئے تاکہ لوگ میراث میں خوف خدا سے کام لیں۔

۵۔ یعنی یہ آیت "يُوْصِيَكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلِ دِيْنٍ كُفَّارُ اللَّهِ كُلُّ مِثْلٍ حَظَّ الْأُنْثَيَيْنِ" جس میں بیٹی بیٹیوں کے حصے مقرر فرمادیے گئے۔

۶۔ خلاصہ یہ ہے کہ سعد کے مال کے کل چوبیس حصے کر دجن میں سے تین تو ان کی بیوی کے ہیں، رسول ان کی لڑکیوں کے اور پانچ بھی تھیا رہے، کہ اولاد کے ہوتے بیوی کا آٹھواں حصہ ہوتا ہے، بیوی اور لڑکیاں ذی فرض ہیں اور چچا عصہ۔ ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ بھائی عصہ ہے کہ اس کا حصہ مقرر نہیں، مرقات نے فرمایا کہ اسلام میں یہ پہلی میراث تقسیم ہوئی۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے لڑکیوں کے بارے میں فرمایا: "فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَنُوقِيَنْ أَنْثَيَيْنِ" اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو دو تھائی کی دارث ہیں۔ اس آیت کی بنابر حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ دو لڑکیاں بھی ایک لڑکے کی طرح آدھا مال ہی پائیں گی، دو سے زیادہ ہو تو دو تھائی مگر باقی تمام صحابہ اور علمائے اسلام کا فرمان ہے کہ دو لڑکیاں بھی دو تھائی پائیں گی یعنی میراث میں دو کی تعداد بھی ہے اور یہ حدیث اس آیت کریمہ کی شرح ہے، قرآن کریم نے اتنی بڑی عبارت فرمائی، یہ نہ فرمادیا کہ اگر لڑکیاں دو ہوں تاکہ کوئی یہ دہم نہ کرے کہ دو لڑکیوں کو تھائی اور زیادہ کو تھائی اور زیادہ کو اس سے زیادہ۔ غالباً ابن عباس کو یہ حدیث پہنچی نہیں جب ایک بیٹی میت کے بیٹے کے ساتھ تھائی پاتی ہے تو بیٹی کے ساتھ بدرجہ اولی تھائی پائے گی۔ (مرقات) (سرآۃ المناجح شرح مشکوۃ المصانع، ج ۲، ص ۲۵۲)

راوی ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ (8)

حکیم الامت کے مدینی پھول

۳۔ یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے مسئلہ غلط بتایا وہ تو اجتہادی غلطی کی وجہ سے معاف کر دیئے جائیں گے، مجھے اصل مسئلہ معلوم ہے اگر میں جانتے ہوئے غلط مسئلہ میں ان کی تائید کر دوں تو مگر اس ہو جاؤں گا لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ پھر تو حضرت ابو موسیٰ اشعری مگر اس ہو گئے ہوں گے کہ انہوں نے مسئلہ غلط بتایا کیونکہ وہ خطاء اجتہادی کی بنا پر مسئلہ غلط بتا گئے، خطاء اجتہادی پر پکڑ نہیں جیسا کہ قرآن کریم نے حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک غلطی اجتہادی کا ذکر تو فرمایا مگر عتاب نہ فرمایا۔

۴۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ از روئے قرآن کریم بیٹوں کا حصہ دو تھا کی ہے، یہاں لڑکی نے آدھا لے لیا کہ اس کی قرابت میت سے مقابلہ پوتی کے تو ہی ہے، اب چھٹا حصہ بچا کیونکہ آدھا چھٹے سے مل کر دو تھا ہو جاتا ہے وہ پوتی کو دے دیا، یہ دونوں ذی فرض تھیں، بہن عصہ ہے اس کے لیے تھا کی بچا ہے وہ اسے دے دو۔ مال کے چھ حصے کر کے تین بیٹی کو دو، ایک پوتی کو، باقی دو بیچ وہ عصہ بہن کو دے دو۔ حضور فرماتے ہیں ”اجعلوا الاخوات مع البنات عصہ“ بیٹوں کے ساتھ بہنوں کو عصہ بناو، یہی جمہور علماء کا قول ہے مگر حضرت ابن عباس بیٹی کی موجودگی میں بہن کو محروم کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں بہن کی میراث کے لیے ولد نہ ہونے کی قید لگائی، ولد سے مراد مطلقاً اولاد ہے پیٹا ہو یا بیٹی، حالانکہ وہاں ولد سے مراد صرف بیٹا ہے اس لیے حضرت عمر سے آپ کا مشہور مناظرہ ہوا اور حضرت عمر نے یہی جواب دیا۔ (مرقات) (مراۃ المناجح شرح مشکوۃ المصباح، ج ۲، ص ۲۵۳)

(8) سنن ابی داود، کتاب الفرائض، باب فی الجدۃ، الحدیث: ۲۸۹۳، ج ۳، ص ۱۲۸۔

حکیم الامت کے مدینی پھول

۱۔ قبیصہ بروزن کریمہ ہے، اور ذوب بذال کے پیش داؤ کے کسرہ سے، آپ کو ابن عبد البر نے تو صحابی مانا ہے لورا ہو میں پیدائش ثابت کی ہے، دوسرے محدثین انہیں تابعی مانتے ہیں، آپ فقہاء مدینہ سے ہیں۔ چنانچہ سعید ابن مسیب، عربہ ابن زیر، عبد الملک ابن مروان، قبیصہ ابن ذوب بذبیب یہ چار حضرات فقہاء مدینہ سے مانے جاتے تھے ۷۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ (اشعر، مرقات، اکمال)

۲۔ اس نے عرض کیا کہ میرا ولد بنت یعنی نواسافت ہو گیا ہے، میرا حصہ میراث کا مجھے دلوایا جائے، یہاں جدہ بمعنی نانی ہے جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہے۔ (مرقات)

۳۔ یعنی جہاں تک میرا علم ہے۔ حدیث شریف میں بھی داوی نانی کا حصہ پکھنہیں، یہاں ننی اپنے علم کے اعتبار سے ہے۔

۴۔ اس زمانہ میں کسی کو مسئلہ بتانا آسان نہ تھا، ایک مسئلہ کے لیے مہینوں حدیث تلاش کرنا پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فقہاء کرام کا بھلا کرے کہ وہ حضرات ہمارے لیے علم فقہ کو پانی بنائے کہ کوئی مسئلہ ہو کتاب، باب، فصل نکالو اور بتا دو، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے، جتنی خدمت علماء اسلام نے کی اتنی خدمت کسی دین کے عالموں نے ۔

حدیث ۹: ابن ماجہ و دارمی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بچہ زندہ پیدا ہو تو اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی اور اس کو وارث بھی بنایا جائے گا۔ (۹)

اپنے دین کی نسبت۔

۵۔ گواہ مانگنا احتیاطاً تھا تاکہ لوگ حدیث بیان کرنے پر دلیر نہ ہو جائیں، نیز اس حدیث سے حقوق العباد متعلق تھے، اس وجہ سے یہ احتیاط برآئی ورنہ صحابہ سارے عادل ہیں ہر ایک کی روایت معتبر ہے۔

۶۔ یعنی ورثاء کو حکم دے دیا کہ دادی کو چھٹا حصہ دیں، چونکہ حکم فرمانے والے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اس پر عمل کرانے والے ابو بکر صدیق اس لیے یہ عبارت استعمال ہوئی، یوں ہی باو شادہ اسلام حضور انور کے حکام جاری کرنے والا ہے، حاکم اللہ رسول ہیں۔

۷۔ یا تو پہلے نافی آئی تھی اب دادی آئی یا اس کے برعکس، اول معنی زیادہ توی ہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ پھر میت کے باپ کی ماں آئی اور اس نے حضرت عمر کی خدمت میں عرض کیا کہ مقابلہ نافی کے میراث میراث میں زیادہ ہے کہ اگر میں مر جاتی تو میرا یہ پوتا وارث ہوتا، اگر نافی مرتی تو اس کا پیغامہ دارث نہ ہوتا۔ جب وہ مرحوم میرا وارث ہوتا ہے نہ کہ نافی کا تو چاہیے کہ میں ہی اس کی وارث ہوں نہ کہ نافی لہذا مجھے میراث واپس نہ لوائی جائے۔ (مرقات)

۸۔ یعنی اس چھٹے حصے میں تو بھی شریک ہے کہ آدھا تیرا آدھا نافی کا۔

۹۔ یہ جملہ گزشتہ مضمون کا بیان ہے، جمہور صحابہ اور قریبیہ تمام فقهاء و علماء کا یہ ہی مذهب ہے کہ اگر نافی یا دادی اکیلی ہو تو پورا چھٹا حصہ اے ملے گا اور اگر دونوں ہوں تو یہ ہی چھٹا حصہ دونوں میں آدھا آدھا مگر حضرت عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ماں کے نہ ہونے پر نافی ماں کی جگہ ہوگی کہ اگر میت کے اولاد بھائی بہن نہ ہوں تو نافی کو تھائی اور اگر ہوں تو پورا چھٹا حصہ شاید یہ حدیث انہیں پہنچی نہیں۔

(مراة المناجح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۲، ص ۲۵۵)

(۹) سخن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء في الصلاة على الطفل، الحدیث: ۱۵۰۸، ج ۲، ص ۲۲۲۔

حکیم الامم کے مدینی پھول

۱۔ یعنی اگر بچہ زندہ پیدا ہو اور اس کی زندگی اس کے رونے یا چھیننے یا حرکت کرنے سے معلوم ہو جائے پھر مر جائے تو اس کی تجویز و تخفین بھی ہوگی، جنازہ بھی اور وہ وارث بھی ہوگا، سورث بھی۔ اگر مرا ہوا پیدا ہو تو ان میں سے کوئی کام نہ ہوگا، اگر میت کی بیوی حاملہ ہے تو تقسیم میراث کے وقت حمل کا حصہ محفوظ رکھا جائے گا۔ اگر بچہ زندہ پیدا ہوا تو یہ حصہ اس ہی کا ہوگا اور اگر مردہ پیدا ہوا تو یہ موقوف رکھا ہوا حصہ انہیں وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے گا جن کے حصے سے کاثلی گئی تھی۔ میراث حمل کی تفصیل بحث "علم المیراث" میں ملاحظہ فرمائیے۔ بعض آخر صرف بچہ کے چیختے پر تو اسے میراث دیتے ہیں دوسری علامات حیات پر نہیں دیتے۔ وہ اس حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہیں مگر امام اعظم، شافعی، او زاعی، سنیان ثوری وغیرہم کا وہ ہی فرمان ہے جو ہم نے عرض کیا وہ فرماتے ہیں کہ یہاں چیختے سے مراد علامات حیات ہے، چونکہ اکثر بچے چیختے ہوئے پیدا ہوتے ہیں اس لیے چیختے کا ذکر ہوا۔ (مراة المناجح شرح مشکوٰۃ المصانع، ج ۲، ص ۲۲۲)

حدیث ۱۰: امر مالک و احمد و ترمذی و ابو داود و دارمی و ابن ماجہ حضرت فہرستہ بن ذائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ایک دادی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی میراث کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ نے سمجھ کر اس سے معلومات کی تو حضرت مُغیرہ ابن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری موجودگی میں دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی فیصلہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی ایک دسری دادی نے اپنی میراث کا سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا وہی چھٹا حصہ دادیوں کا ہے اُڑو بھوں گی تو دونوں اس میں شریک ہو جائیں گی اور ایک ہو گی تو اسے مل جائے گا۔ (10)

حدیث ۱۱: دارمی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: فرائض کو سیکھو اس لئے کہ وہ تمہارے دین میں سے ہے۔ (11)

حدیث ۱۲: دارمی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: جب کسی عورت کے مرنے کے وقت اس کا شوہر اور ماں باپ ہوں تو شوہر کو نصف ملے گا اور ماں کو باقی کا تھائی۔ (12)

حدیث ۱۳: دارمی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ شوہر سکھے مرنے کے وقت جب اس کی بیوی اور ماں باپ ہوں تو بیوی کو چوتھائی اور ماں کو باقی کا تھائی ملے گا۔ (13)

حدیث ۱۴: دارمی اسود ابن یزید سے راوی ہیں کہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بیٹی اور ایک بیوی کی صورت میں یہ فیصلہ کیا کہ بیٹی کو نصف اور بیوی کو نصف ملے گا۔ (14)

(10) سنن البیهی داود، کتاب الفرائض، باب فی الجدۃ، الحدیث: ۲۸۹۳، ج ۳، ص ۱۶۸۔

(11) سنن الدارمی، کتاب الفرائض، باب فی تعلیم الفرائض، الحدیث: ۲۸۵۱، ج ۲، ص ۳۲۱۔

حکیم الامت کے مدفنی پھول

ا۔ یعنی علم میراث، حج و طلاق کے سائل اہم دینی سائل ہیں انہیں سیکھو اور سکھاؤ۔ آج علم فرائض جانے کے علماء کم رہ گئے ہیں اور اب تو مسلمانوں کو فرائض میں ترسیم بھی سمجھی ہے کوشش کر رہے ہیں کہ چھپا کی موجودگی میں دارا کی میراث سے پوتتہ کو دلوایا جائے اور نہ معلوم کیا کیا ہونے والا ہے۔ مگر ان شاء اللہ دین بدلتے والے خود مٹ جائیں گے دین نہ بدلا جائے گا۔ مروان ابن حکم نے خطبہ عید نماز سے پہلے پڑھا محرمات گیا، خطبہ نماز کے بعد ہی رہا، اللہ اپنے دین کا حافظ ہے۔ (مراة المناجح شرح مشکوہ المصالح، ج ۳، ص ۲۶۳)

(12) سنن الدارمی، کتاب الفرائض، باب فی زوج والوین... رائخ، الحدیث: ۲۸۶۵، ج ۲، ص ۳۳۳۔

(13) المرجع السابق، الحدیث: ۲۸۶۷۔

(14) سنن الدارمی، کتاب الفرائض، باب فی بنت و اخت، الحدیث: ۲۸۷۹، ج ۲، ص ۳۳۵۔

حدیث ۱۵: داری میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، خوشی (یہجرہ) کے بارے میں کہ جب اس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضا ہوں تو جس عضو سے پیشاب کریگا اس کے اعتبار سے ترکہ دیا جائے گا۔ (15)

حدیث ۱۶: داری میں روایت ہے کہ حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب چند لوگ دیوار گرنے یا ڈوب جانے کی وجہ سے ایک ساتھ مرجا ہمیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے زندہ لوگ ان کے وارث ہوں گے۔ (16)

حدیث ۱۷: داری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ما مول اس میت کا وارث ہے جس کا اور کوئی وارث نہ ہو۔ (17)



(15) سنن الداری، کتاب الفرائض، باب فی میراث اُنٹھی، الحدیث: ۲۹۴۰، ج ۲، ص ۳۶۱۔

(16) المرجع السابق، باب میراث الغرقی، الحدیث: ۳۰۲۲، ج ۳، ص ۲۷۳۔

(17) سنن الداری، کتاب الفرائض، باب میراث ذوی الارحام... رائخ، الحدیث: ۳۰۵۲، ج ۲، ص ۳۷۳۔

ان حقوق کا بیان جن کا تعلق میت کے ترکہ سے ہے

مسئلہ ۱: جب کوئی مسلمان اس دارفانی سے (یعنی دنیا سے) کوچ کر جائے (یعنی مر جائے) تو شرعاً (اسلامی قانون کے مطابق) اس کے ترکہ سے کچھ احکام متعلق ہوتے ہیں۔ یہ احکام چار ہیں:

(۱) اس کے چھوڑے ہوئے مال سے اس کی تجهیز و تکفین (کفن فن کا بندوبست) مناسب انداز میں کی جائے۔
 (۲) اس کا تفصیلی بیان اس کتاب کے حصہ چہارم میں موجود ہے۔

(۳) پھر جو مال بچا ہوا سے میت کے قرضے چکائے جائیں۔ قرض کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہے (۴) کیونکہ قرض فرض ہے جب کہ وصیت کرنا ایک نفلی کام ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے قرض وصیت سے پہلے ادا کرایا۔ (۵)

مسئلہ ۲: قرض سے مراد وہ قرض ہے جو بندوں کا ہو، اس کی ادائیگی وصیت پر مقدم ہے۔

مسئلہ ۳: اگر میت نے کچھ نمازوں کے فدیہ کی وصیت کی یا روزوں کے فدیہ کی یا کفارہ کی یا حج بدلت کی تو تمام چیزیں ادائیگی قرض کے بعد ایک تہائی مال سے ادا کی جائیں گی اور اگر بالغ ورثاء اجازت دیں تو تہائی سے زیادہ مال سے بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔ (۶)



(۱) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرائض، الباب الاول فی تعریفہا... راجع، ج ۲، ص ۷۳۷، ۳۲۰.

(۲) یعنی وصیت پر عمل کرنے سے پہلے قرض ادا کرنا ہوگا۔

(۳) سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب الذین قتلوا وصیة، الحدیث: ۱۵۱، ج ۳، ص ۱۱۳.

والشریفیۃ شرح السراجیۃ، ص ۵۔

(۴) الشریفیۃ شرح السراجیۃ، ص ۱۰۵۔

والفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرائض، الباب الاول فی تعریفہا... راجع، ج ۲، ص ۷۳۷، ۳۲۰.

وصیت

اوائیل قرض کے بعد وصیت کا نمبر آتا ہے۔ قرض کے بعد جو مال بچا ہواں کے تھائی سے وصیتیں پوری کی جائیں گی۔ ہاں اگر سب ورثہ بالغ ہوں اور سب کے سب تھائی مال سے زائد سے وصیت پوری کرنے کی اجازت دے دیں تو جائز ہے۔ (۱)

میراث: وصیت کے بعد جو مال بچا ہواں کی تقسیم درج ذیل ترتیب کے ساتھ عمل میں آئے گی۔

- (۱) ان دارثوں میں تقسیم ہو گا جو قرآن، حدیث یا اجماع امت کی رو سے اصحاب فرائض (مقررہ حصوں والے) ہیں اگر اصحاب فرائض بالکل نہ ہوں یا ان کے بعد بھی کچھ مال بچا ہو تو درج ذیل دارثوں میں علی الترتیب تقسیم ہو گا۔
- (۲) عصبات نسبیہ۔ (۳) عصبات سیبیہ۔ (یعنی آزاد کردہ غلام کا آقا) (۴) عصبة سبی کا نبی عصبة پھر سبی عصبة۔
- (۵) ذوی الفروض النسبیہ کو ان کے حقوق کی مقدار میں دوبارہ دیا جائے گا۔ (۶) ذوی الارحام۔ (۷) مولی الموالۃ۔
- (۸) پھر وہ شخص جس کے نسب کا مرنے والے نے کسی دوسرے پر اس طرح اقرار کیا ہو کہ اس کا نسب اس کے اقرار کی وجہ سے ثابت نہ ہو سکا یعنی جس پر نسب کا اقرار کیا ہواں نے تصدیق نہ کی ہو بشرطیکہ اقرار کنندہ (اقرار کرنے والا) اپنے اقرار پر مراہو مثلاً مرنے والے نے ایک شخص کے بارے میں یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے اب اس اقرار کا مفہوم یہ ہوا کہ اس شخص کا نسب میرے باپ سے ثابت ہے اور باپ اس کو اپنا پیٹا تسلیم نہیں کرتا ہے۔ (۹) پھر جو بچا ہو وہ اس شخص کو دیا جائے جس کے لئے میت نے کل مال کی وصیت کی تھی۔ (۱۰) اور پھر بھی بچے تو بیت المال میں جمع ہو

(۱) القنادی الحنفی، کتاب الفرائض، الباب الاول فی تحریل الحا... راجع، ج ۲، ص ۲۳۷۔

وصیت تھائی مال میں جاری ہو گی

علامہ بدر الدین سن مخدود بن احمد عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی عنده القاری میں حضرت سید ناسعد بن ابی وقار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابی حدیث کے تحت فرماتے ہیں: جمہور فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم السلام نے اس حدیث پاک کو مقدار وصیت کے بارے میں اصل قرار دیا ہے اور اہل علم کا اس پراتفاق ہے کہ وصیت ٹلٹ (یعنی تھائی ۱/۳) مال سے متجاوزہ (زیادہ) نہیں ہونی چاہیے، علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم السلام کے نزدیک ٹلٹ (تھائی مال) سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں بلکہ مستحب یہ ہے کہ ٹلٹ مال سے کم وصیت کی جائے۔ (عمرۃ القاری، کتاب البخاری، باب رثاء النبی سعد بن خولہ، ۶/۱۲۲، تحت الحدیث: ۱۲۹۵)

گا۔ (2) اس زمانے میں بیت المال کا نظام نہیں ہے، اس لئے صدقہ کر دیا جائے۔
 واضح رہے کہ یہ دشمن کے دارث ہیں ان کی تفصیلات آئیں گی۔



میراث سے محروم کرنے والے اسباب

- بعض اسباب ایسے ہیں جو وارث کو میراث سے شرعاً محروم کر دیتے ہیں اور وہ چار ہیں:
- (۱) غلام ہونا۔ یعنی اگر وارث غلام ہے خواہ کلیت غلام ہو یا مادر ہو یا ام ولد ہو یا مکاتب ہو تو وہ وارث نہ ہو گا۔ (۱)
 - (۲) مورث کا (یعنی میت کا) قاتل ہونا۔ اس سے مراد ایسا قاتل ہے جس کی وجہ سے قاتل پر قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہو۔ (۲) ان امور کی تفصیلات اس کتاب کے اٹھار ہوئیں حصے میں مذکور ہیں۔
 - (۳) دین کا اختلاف۔ یعنی مسلمان کافر اور کافر مسلمان کا وارث نہ ہو گا۔ عام صحابہ رضی اللہ عنہم اور علی و زید رضی اللہ عنہما کا یہی فیصلہ ہے (۳) نیز یہ حدیث بھی ہے لا یَتَّوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى (۴) یعنی دو مختلف ملتوں کے افراد ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

(۱) المرجع السابق، الباب الخامس في الموانع، ج ۲، ص ۳۵۳۔

اعلیٰ حضرت، امام الحسن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: در مختار صفحہ ۲۸۳ میں: موانع الرق والخلف والخلاف للحسن اسلاماً وكفر المعتقد۔ ۲۔ یعنی میراث کے مانع ہیں غلام ہونا اور مورث کو قتل کرنا اور مورث وارث میں اسلام و کفر کا اختلاف۔ (۲) در مختار شرح تنویر الابصار کتاب الفرائض باب المرتد ۲/ ۳۳۵

تعالیٰ الحقائق جلد ۲ ص ۲۲۰ عالمگیری جلد ۲ ص ۳۵۳ میں ہے: اختلاف الدين ايضاً يمنع الارث والهرا به الاختلاف بين الاسلام والكفر۔ (۱) تعالیٰ الحقائق کتاب الفرائض المطبعة الکبری الامیریہ مصر ۲/ ۲۲۰

مورث وارث میں دینی اختلاف بھی مانع میراث ہے، اور اس سے مراد اسلام و کفر کا اختلاف ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۲۵۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

- (۲) الشریفیہ شرح السراجیہ، فصل موانع الارث، ص ۱۱۔
- (۳) الشریفیہ شرح السراجیہ، فصل موانع الارث، ص ۱۲۔
- (۴) سنن أبي داود، کتاب الفرائض، باب هلیل یرث المسلم الکافر؟، الحدیث: ۲۹۱۱، ج ۳، ص ۱۷۳۔

اعلیٰ حضرت، امام الحسن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں: عالمگیری میں ہے:

یحجب اکفار الرؤافض فی قولهم برجعة الاموات الی الدنيا و بقولهم فی خروج امامہ باطن (الی من قال) ←

مسئلہ ۱: اگر کوئی مسلمان مرتد ہو گیا معاذ اللہ تو مرتد ہونے کی وجہ سے اس کے اموال اس کی ملکیت سے خارج ہو جائے ہیں پھر اگر وہ دوبارہ اسلام لے آئے اور کفر سے توبہ کر لے تو مالک ہو جائے گا اور اگر کفر ہی پر مر گیا (یعنی مرتد ہی مر گیا) تو زمانہ اسلام کے جو اموال ہیں ان سے زمانہ اسلام کے قرضے ادا کئے جائیں گے اور باقی اموال مسلمان ورثاء لے لیں گے اور ارتداد کے (مرتد ہونے کے) زمانے میں جو کمایا ہے اس سے ارتداد کے زمانے کے قرضے ادا کئے جائیں گے اور اگر کچھ نفع جائے گا تو وہ غرباء پر صدقہ کر دیا جائے گا۔ (5)

مسئلہ ۲: گمراہ اور بدعتی لوگ جن کی تکفیر نہ کی گئی ہو وہ وارث بھی بنیں گے اور مورث بھی۔

مسئلہ ۳: قادریانی بھی مرتد ہیں، ان کا بھی یہی حکم ہے (SA)۔

وَهُوَ لِإِلَاءِ الْقُوَّمَ خَارِجُونَ عَنْ مَلَكَةِ الْإِسْلَامِ وَاحْكَامِهِمْ أَحْكَامُ الْمُرْتَدِينَ كَذَا فِي الظَّهِيرَةِ ۝
رافضیوں کو کافر قرار دینا واجب ہے ان کے اس قول کی وجہ سے کہ مردے دنیا کی طرف لوٹ آتے ہیں اور ان کے اس قول کی وجہ سے کہ امام باطن کا ظہور ہوتا ہے (یہاں تک کہ کہا) اور یہ قوم ملت اسلام سے خارج ہے اور ان کے احکام مرتدوں جیسے ہیں۔ یونی ڈیمیریہ میں ہے (ت) (الفتاویٰ الحندیہ کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۳)

اسی میں ہے: اختلاف الدین ایضاً مجمع الارث ۲۔

(۲) الفتاویٰ الحندیہ کتاب الفرائض الباب الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۶/۳۵۳)

دین کا اختلاف بھی میراث سے منع ہے (ت) (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ۲۲ ص ۲۷۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(5) الحدایۃ، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ج ۱، ص ۷۰۔

والفتاویٰ الحندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۵۲۔

(SA) اعلیٰ حضرت، امام الحسن، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلق کافر مرتد ہے۔ اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لئے مانے۔ قال اللہ تعالیٰ لکن رسول اللہ و خاتم

النبیین ا۔ و قال صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۲۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لیکن محمد کریم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب

نبیوں سے آخر ہیں، حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: میں تمام انبیاء کرام سے آخر میں آیا ہذا امیر سے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ت)

(۱) القرآن اکریم ۳۰/۳۰) (۲) المذاہی المصنوعۃ کتاب المناقب دارالكتب العلمیہ بیروت ۱/۲۲۳) (الموضوعات لابن جوزی

کتاب الفضائل باب ذکر ادلة نبی بعدہ دارالفکر بیروت ۱/۲۸۰)

لیکن قادریانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ: من شک فی کفرہ فقد کفر ۳۔ جس

نے ساکے کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہو گیا۔ (ت) (س) درخت کتاب الجہاد باب المرتد مطبع جمعیاتی دہلی ۱/۳۵۶)

مسئلہ ۴: مرتد عورت جب اپنے ارتداد پر مرجائے تو اس کے زمانہ اسلام اور زمانہ ارتداد کے تمام اموال اس کے دارثوں پر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ (6)

مسئلہ ۵: وہ لوگ جو انہیاء علیہم السلام کی صریح توجیہ کے مรکب ہوں یا شخصی رضی اللہ عنہما کو گایاں دیں، وہ بھی وارث نہ ہوں گے۔

(۷) ملکوں کا اختلاف۔ یعنی یہ کہ وارث اور مورث (یعنی مرنے والا شخص کہ جس کی میراث تقسیم ہو گی) دونوں ملکوں کے باشدے ہوں تو اب یہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

مسئلہ ۶: ملکوں کے اختلاف سے شرعاً مراد یہ ہے کہ دونوں ملکوں کی اپنی الگ افواج ہوں اور وہ ایک دوسرے کا خون حلال سمجھتے ہوں۔ (7)

مسئلہ ۷: ملکوں کا اختلاف غیر مسلموں کے حق میں ہے یعنی یہ کہ اگر ایک عیسائی مسلمانوں کے ملک میں ہے اور اس کا رشتہ دار دوسرے ملک میں ہے جو دار الحرب ہے تو اب یہ ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ (8)

مسئلہ ۸: اگر مسلمان تجارت کی غرض سے یا کسی اور غرض سے دار الحرب میں چلا گیا اور وہیں مر گیا یا مسلمان کو حربیوں نے قیدی بنایا کر رکھ لیا اور وہ دار الحرب میں مر گیا تو اس کے رشتہ دار جو دار الاسلام میں ہیں اس کے وارث ہوں گے۔ (9)

مسئلہ ۹: پاکستان کے مسلمان اور وہ مسلمان جو ہندوستان، امریکہ، یورپ یا کہیں اور رہتے ہوں، ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (م)

مسئلہ ۱۰: اگر وارث اور مورث مسلمانوں کے دو گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں جو آپس میں تبرد آزمائیں (جگہ تو رہے ہیں) اور دونوں کی الگ فوجیں ہیں تب بھی وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (10)

اسے مجاز الشیع مسعود یا مہدی یا ایک ادنیٰ درج کا مسلمان جانتا درکنار جو اس کے آتوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کا فرمادے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱، ص ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، رضا قاؤڈ نیشن، لاہور)

(6) الفتاویٰ الحنفیہ، کتاب الفرقان، الباب السادس فی میراث اهل الکفر، ج ۲، ص ۳۵۵۔

(7) المشریفیہ شرح السراجیۃ، فصل موائع الارث، ص ۱۶۔

(8) الفتاویٰ الحنفیہ، کتاب الفرقان، الباب الحادیس فی الموائع، ج ۲، ص ۳۵۲۔

(9) المرجع السابق۔

(10) المشریفیہ شرح السراجیۃ، فصل موائع الارث، ص ۱۶۔

مسئلہ ۶: متاسف اگر ہمارے ملک میں مر جائے اور اس کا مال ہوتا ہم پر لازم ہے کہ اس کا مال اس کے دارثوں کو بھیں اور اگر ذمی مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال بیت المال میں جائے گا۔ (11)

مسئلہ ۷: کفار کے مختلف گروہ مثلاً نصرانی، یہودی، مجوہی، بہت پرست سب ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ (12)



(11) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرقان، الباب الخامس فی الموارع، ج ۲، ص ۳۵۳۔

(12) المرجع السابق

اصحاب فرائض کا بیان

یہ حصے جن کا ذکر ہوا شرعی طور پر بارہ قسم کے افراد کے لئے مقرر ہیں ان کو اصحاب فرائض کہتے ہیں ان میں سے چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں۔

مرد یہ ہیں: (۱) باپ (۲) جد صحیح یعنی دادا، پردادا۔ (اوپر تک) (۳) ماں جایا بھائی۔ (۴) شوہر۔ عورتیں یہ ہیں (۱) بیوی۔ (۲) بیٹی۔ (۳) پوتی۔ (نیچے تک) (۴) حقیقی بہن۔ (۵) باپ شریک بہن۔ (۶) ماں شریک بہن۔ (۷) ماں۔ (۸) اور جدہ صحیح۔

مسئلہ ۱: جد صحیح اس دادا کو کہتے ہیں کہ جس کی میت کی طرف نسبت میں موٹ کا واسطہ بیج میں نہ آئے۔ جیسے باپ کا باپ اور دادا کا باپ۔ (۱)

مسئلہ ۲: جد فاسد اس کو کہتے ہیں جس کی میت کی طرف نسبت میں موٹ کا واسطہ آئے جیسے ماں کا باپ جس کو ہم نانا کہتے ہیں یا ماں کے باپ کا باپ یا دادی کا باپ۔ (۲)

مسئلہ ۳: جدہ صحیح وہ دادی ہے جس کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں جد فاسد کا واسطہ نہ آئے لہذا باپ کی ماں اور ماں کی ماں دونوں جدہ صحیح ہیں۔

مسئلہ ۴: جدہ فاسد وہ دادی یا نانی ہے جس کی میت کی طرف نسبت میں جد فاسد آجائے۔ جیسے نانا کی ماں اور دادی کے باپ کی ماں۔ (۳)

مسئلہ ۵: جد صحیح اور جدہ صحیح اصحاب فرائض میں سے ہیں جب کہ جد فاسد اور جدہ فاسد اصحاب فرائض نہیں ہیں بلکہ ذوی الارحام میں سے ہیں (۴) ان کا مفصل بیان ذوی الارحام کی بحث میں آئے گا۔



(۱) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوی الفروض، ج ۲، ص ۳۲۸-۳۵۰۔

(۲) المرجع السابق، ص ۳۲۸۔

(۳) الشریفیہ شرح السراجیہ، باب معرفۃ الفروض و مستحقینہ، ص ۱۸۔

(۴) المرجع السابق۔

باپ کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: باپ کی تین مختلف حالتیں ہیں اور ہر حالت میں اس کا الگ حصہ ہے۔

مسئلہ ۲: جب باپ کے ساتھ میت کا کوئی بیٹا یا پوتا (نیچے تک) ہو تو باپ کو کل مال میں سے صرف چھٹا حصہ ملے گا یعنی 1/6۔ (1)

مسئلہ ۳: اگر باپ کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی (نیچے تک) ہے تو باپ کو چھٹا حصہ بطور صاحب فرض کے ملے گا اور اگر تقسیم کے بعد نیچ جائے گا تو وہ باپ کو بطور عصہ کے ملے گا۔ (2)

مسئلہ ۴: جب باپ کے ساتھ میت کا بیٹا یا بیٹی یا پوتا یا پوتی (نیچے تک) نہ ہو تو باپ کو صرف بطور عصوبت اصحاب فرائض سے نیچ جانے کے بعد ہی ملے گا اور اس صورت میں کوئی معین حصہ نہیں بلکہ جو کچھ بچا ہو گا وہ سب باپ کو ملے گا۔ (3)



(1) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوق الفروض، ج ۲، ص ۲۲۸۔

(2) المرجع السابق۔

(3) المسراجی، باب معرفۃ الفروض و مستحقہا، ص ۶۔

صدقیح کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: جب باپ نہ ہو تو دادا (صدقیح) سوائے چند صورتوں کے باپ ہی کی طرح ہے۔ (۱)

مسئلہ ۲: باپ کی ماں (یعنی دادی)، باپ کے ہوتے ہوئے میراث سے محروم ہوگی مگر دادا کے ہوتے ہوئے محروم نہ ہوگی۔ (۲)

مسئلہ ۳: اگر شوہر یا بیوی کا انتقال ہو جائے اور دونوں میں سے کوئی ایک زندہ ہو اور اس کے ساتھ میت کے ماں باپ بھی ہوں تو اس صورت میں باپ تو ماں کے حصہ کو گھٹا دے گا کہ شوہر یا بیوی کے حصہ کے بعد جو بچے گا وہ اس کا تھائی (تیسرا حصہ) پائے گی اور اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو وہ ماں کا حصہ نہیں گھٹا سکتا بلکہ ماں، دادا کے ہوتے ہوئے پورے مال کا تھائی پائے گی۔ اس کو مثال سے یوں سمجھنا چاہیے۔

اس کی توضیح یہ ہے کہ شوہر کو نصف ملا، اور ماں کو شوہر کا حصہ نکالنے کے بعد جو بچا تھا اس میں سے تھائی ملا حالانکہ ماں کا حصہ کل مال کا تھائی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم ماں کو کل مال کا تھائی دیتے تو اس کا حصہ باپ کے برادر ہو جاتا جو درست نہیں، اس لئے باپ نے ماں کے حصہ کو گھٹا دیا جب کہ دادا ایک واسطہ ہو جانے کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتا۔ مثال ملاحظہ ہو۔ (نصف)

اس صورت میں ماں کو پورے مال کا تھائی ملے گا۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے۔

مسئلہ ۴: حقیقی بھائی بہن ہوں یا علائی (یعنی باپ شریک) ہوں یا اخیانی (یعنی ماں شریک) سب کے سب باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محروم ہو جاتے ہیں۔ جب کہ دادا کے ہوتے ہوئے بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک محروم ہوتے ہیں فتویٰ اسی پر ہے۔ (۳) مثالیں ملاحظہ ہوں۔

مسئلہ ۵: باپ کے ہوتے ہوئے دادا محروم رہے گا کیونکہ رشتہ داری میں اصل باپ ہی ہے۔ (۴)

(۱) السراجی، باب معرفۃ الفرض و مسخیحا، ص ۷۔

والشریفیہ شرح السراجیہ، باب معرفۃ الفرض و مسخیحا، ص ۱۹۔

(۲) الشریفیہ شرح السراجیہ، باب معرفۃ الفرض و مسخیحا، ص ۱۹۔

(۳) السراجی، باب معرفۃ الفرض و مسخیحا، فصل فی النساء، ص ۱۱۔

(۴) السراجی، باب معرفۃ الفرض و مسخیحا، ص ۷۔

ماں شریک بھائیوں اور بہنوں کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگر ماں شریک بھائی یا بہن صرف ایک ہے تو اسے چھٹا حصہ ملے گا۔ (1)

مسئلہ ۲: اگر ماں شریک بھائی یا بہن دو یا دو سے زائد ہوں تو وہ سب ایک تھائی 1/3 میں شریک ہو جائیں گے وران بھائی بہنوں کو برابر حصہ ملے گا۔ (2)

مسئلہ ۳: ماں شریک بھائی یا بہن میت کے پیٹا بیٹی، پوتا، پوتی (نیچے تک) باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گے۔ (3)

نوث: ماں شریک بہنیں بھی عام حالتوں میں ماں شریک بھائیوں کی طرح ہیں۔



(1) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۶، ص ۲۲۸۔

(2) السراجی، باب معرفۃ الفرض و مسخیحہ، ص ۷۔

(3) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۶، ص ۲۵۰۔

شوہر کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: شوہر کو کل مال کا آدھا ۱/۱۲ صورت میں ملے گا جبکہ اس کے ساتھ میت کا کوئی بینا بیٹھی یا پوتا پوتی (نیچے تک) نہ ہو۔ (۱)

مسئلہ ۲: اگر شوہر کے ساتھ میت کا کوئی بینا بیٹھی یا پوتا پوتی (نیچے تک) ہو تو اس صورت میں شوہر کو چوتھائی حصہ ۱/۴ ملے گا۔ (۲)



(۱) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوق الفروض، ج ۶، ص ۳۵۰۔

(۲) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوق الفروض، ج ۶، ص ۳۵۰۔

بیویوں کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگر میرت کی بیوی کے ساتھ میرت کا بینا بینی یا پوتا پوتی نہ ہو تو اس کو کل مال کا چوتھائی $\frac{1}{4}$ ملے گا۔ (۱)

مسئلہ ۲: اگر میرت کی بیوی کے ساتھ میرت کا بینا بینی یا پوتا پوتی ہو تو اس کو آٹھواں حصہ (۲) ملے گا $\frac{1}{8}$ ۔ (۳)



-
- (۱) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۵۰۔
- (۲) یعنی کل مال میں سے آٹھواں حصہ
- (۳) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۵۰۔

حقیقی بیٹیوں کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگر صرف ایک بیٹی ہوتواں کو آدھا (۱) / ۲ ملے گا۔ (۲)

مسئلہ ۲: اگر بیٹیاں دو یا دو سے زائد ہوں تو ان سب کو دو تھائی ۲ / ۳ ملے گا اور ان میں برابر برابر تقسیم ہو گا۔ (۳)

مسئلہ ۳: اور اگر بیٹی کے ساتھ میت کا لڑکا بھی ہوتا بیٹی اور بیٹا دونوں عصہ بہ بن جائیں گے اور مال بطور عصوبت دونوں میں اس طرح تقسیم ہو گا کہ بیٹے کو بہ نسبت بیٹی کے دو گناہ یا جائے گا۔ (۴)



(۱) یعنی کل مال میں سے آدھا مال۔

(۲) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوق الغرض، ج ۲، ص ۳۳۸۔

(۳) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوق الغرض، ج ۲، ص ۳۳۸۔

(۴) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوق الغرض، ج ۲، ص ۳۳۸۔

پوتیوں کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگر میت کے بیٹا بیٹی نہیں صرف ایک پوتی ہے تو اس کو $\frac{1}{2}$ دھا ملے گا۔ (۱)

مسئلہ ۲: اگر میت کا بیٹا بیٹی نہیں ہے دو پوتیاں ہیں یادو سے زائد تدوہ دو تھائی میں شریک ہوں گی۔ (۲)

مسئلہ ۳: اگر میت کی ایک بیٹی ہے تو پوتی ایک ہو یا ایک سے زائد تدوہ سب کی سب چھٹے حصے $\frac{1}{6}$ میں شریک ہوں گی تاکہ لڑکیوں کا حصہ دو تھائی پورا ہو جائے اس سے زائد نہ ہو کیونکہ قرآن کریم میں لڑکیوں کا حصہ دو تھائی سے زائد کسی صورت میں نہیں ہے۔ اب آدھا تو حقیقی بیٹی نے قوت قرابت کی وجہ سے لے لیا تو صرف چھٹا حصہ ہی باقی رہا جو پوتیوں کو مل جائے گا۔ (۳)

مسئلہ ۴: پوتیاں میت کی دو حقیقی بیٹیوں کے ہوتے ہوئے محروم ہو جائیں گی بشرطیکہ میت کا کوئی پوتا، پر پوتا (نیچے تک) موجود نہ ہو۔ (۴)

مسئلہ ۵: اگر پوتیوں کے ساتھ میت کی دو حقیقی بیٹیاں بھی ہوں اور پوتا یا پر پوتا (نیچے تک) ہو تو پوتیاں، پوتے یا پر پوتے کے ساتھ عصیہ ہو جائیں گی۔ (۵)

مسئلہ ۶: پوتیوں کے ساتھ اگر میت کا بیٹا ہو تو پوتیاں محروم ہو جائیں گی۔ (۶)



(۱) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۲۸۔

(۲) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۲۸۔

(۳) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۲۸۔

(۴) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۲۸۔

(۵) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۲۸۔

(۶) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثاني فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۲۸۔

حقیقی بہنوں کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگر بہن ایک ہے تو اسے آرٹھ ۱/۲ ملے گا۔ (۱)

مسئلہ ۲: اگر بہنیں دو یا دو سے زائد ہیں تو وہ دو تھائی ۲/۳ میں شریک ہوں گی۔ (۲)

مسئلہ ۳: اگر میت کی بہنوں کے ساتھ میت کا کوئی بھائی بھی ہو تو وہ اس کے ساتھ مل کر عصبه ہو جائیں گی اور تقسیم مال لیل اللہ کریم مثُل حَقْطَ الْأَنْثِيَّةِ کی بنیاد پر ہو گی یعنی مرد کو دونوں تھوڑوں کے برابر حصہ ملے گا۔ (۳)

مسئلہ ۴: اگر بہنوں کے ساتھ میت کی کوئی بیٹی، پولی یا پرپولی (نیچے تک) ہو تو اب بہن عصبه بن جائے گی یعنی جو کچھ باقی نیچے گاہہ لے گی، کیونکہ حدیث میں فرمایا: بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبه بناؤ۔ (۴)



(۱) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۶، ص ۳۵۰۔

(۲) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۶، ص ۳۵۰۔

(۳) المرجح السابق۔

(۴) الدر المختار، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۵۲، ۵۵۳۔

ومن الدارمی، کتاب الفرائض، باب فی هنٰت وآخذت، الحدیث: ۲۸۸۱، ج ۲، ص ۳۲۶۔

باپ شریک بہنوں کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگر باپ شریک بہن ایک ہوا درحقیقی بہن کوئی نہ ہو تو اسے آدھا ملے گا۔ (۱)

مسئلہ ۲: اگر دو یا دو سے زائد باپ شریک بہنیں ہوں تو وہ دونوں ۲/۳ میں شریک ہوں گی۔ (۲)

مسئلہ ۳: اگر میرت کی باپ شریک بہن یا بہنوں کے ساتھ ایک حقیقی بہن ہو تو باپ شریک بہن یا بہنوں کو صرف **پُنْتُكِمِلَةُ لِلْقُلْقَلَنِينَ** ملے گا۔ (۳)

مسئلہ ۴: اگر باپ شریک بہن کے ساتھ میرت کی وہ حقیقی بہنیں ہوں تو اس کو کچھ نہ ملے گا اس لئے کہ دونوں ہائی جو زائد سے زائد بہنوں کا حصہ تھا وہ پورا ہو چکا۔ (۴)

مسئلہ ۵: اگر باپ شریک بہن کے ساتھ میرت کی وہ حقیقی بہنیں ہوں اور باپ شریک بھائی بھی ہو تو حقیقی بہنوں کے حصہ کے بعد جو کچھ بچے گا وہ ان کے درمیان لیلڈ گریمثُل حَيَّظَ الْأُنْثَيَيْنِ کی بینیاد پر منقسم ہو گا۔ (۵)

مسئلہ ۶: اگر باپ شریک بہنوں کے ساتھ میرت کی بیٹیاں یا پوتیاں (بچے تک) ہوں تو یہ بہنیں ان کے ساتھ عصہ ہو جائیں گی۔ (۶)

مسئلہ ۷: حقیقی بھائی بہن ہوں یا باپ شریک سب کے سب بیٹیے یا پوتے (بچے تک) اور باپ کے ہوتے ہوئے بالاتفاق محروم رہتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور فتویٰ اسی پر ہے۔ (۷)

مسئلہ ۸: باپ شریک بھائی یا بہن، حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے محروم ہو جاتے ہیں۔ (۸)

(۱) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۵۰۔

(۲) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۵۰۔

(۳) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۵۰۔

(۴) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۱، ص ۳۵۰۔

(۵) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۵۰۔

(۶) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۵۰۔

(۷) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۵۰۔

(۸) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوق الفرض، ج ۲، ص ۳۵۰۔

ماں کے حصوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگر میت کی ماں کے ساتھ میت کا کوئی بینا یا بیٹی یا پوتا پوتی ہو تو ماں کو چھٹا حصہ $1/6$ ملے گا۔ (۱)

مسئلہ ۲: اگر میت کی ماں کے ساتھ میت کے دو بھائی بہن ہوں خواہ وہ حقیقی ہوں، باپ شریک ہوں یا ماں شریک ہوں تو ماں کو اس صورت میں بھی چھٹا حصہ $1/6$ ملے گا۔ (۲)

مسئلہ ۳: اگر ماں کے ساتھ میت کے مذکورہ رشتہ دار نہ ہوں تو ماں کو کل مال کا تھائی حصہ $1/3$ ملے گا۔ (۳)

مسئلہ ۴: اگر ماں کے ساتھ شوہر اور بیوی میں سے بھی کوئی ایک ہو تو پہلے شوہر یا بیوی کا حصہ دیا جائے گا پھر جو نبیعہ گا اس میں سے ایک تھائی ماں کو دیا جائے گا اور یہ صرف دو صورتوں میں ہے۔ (۴)

مسئلہ ۵: اگر مذکورہ صورتوں میں بجائے باپ کے دادا ہو تو ماں کو کل مال کا تھائی ملے گا $1/3$ ۔ (۵)



(۱) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفرض، ج ۲، ص ۳۲۹۔

(۲) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفرض، ج ۲، ص ۳۲۹۔

(۳) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفرض، ج ۲، ص ۳۲۹۔

(۴) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفرض، ج ۲، ص ۳۲۹۔

(۵) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوی الفرض، ج ۲، ص ۳۲۹۔

دادی کے حصوں کا بیان

- مسئلہ ۱: جدہ صحیحہ جس کا بیان ہو چکا ہے اس کو چھٹا حصہ ملے گا۔ دادیاں اور نانیاں ایک سے زائد ہوں اور سب درجے میں برابر ہوں تو وہ بھی چھٹے حصے میں شریک ہوں گی۔ (۱)
- مسئلہ ۲: اگر دادی و نانی کے ساتھ میت کی ماں بھی ہو تو دادی و نانی دونوں محروم ہو جائیں گی۔ (۲)
- مسئلہ ۳: وہ دادیاں جو باپ کی طرف سے ہوں وہ باپ کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جائیں گی۔ (۳)
- مسئلہ ۴: وہ دادیاں جو باپ کی طرف سے ہوں اور دادا سے اوپر ہوں وہ دادا کے ہوتے ہوئے ساقط ہو جائیں گی لیکن باپ کی ماں ساقط نہ ہوگی کیونکہ اس کی رشتہ داری دادا کے واسطے ہے نہیں۔ (۴)
- مسئلہ ۵: قریب والی دادی و نانی، دور والی دادی اور نانی کو محروم کر دے گی۔



-
- (۱) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثانی فی ذوب الفروض، ج ۲، ص ۳۵۰۔
 - (۲) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الفرائض، الباب الرابع فی الحجب، ج ۲، ص ۳۵۳۔
 - (۳) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الفرائض، الباب الرابع فی الحجب، ج ۲، ص ۳۵۳۔
 - (۴) الدر المختار، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۶۳۔

عصبات کا بیان

مسئلہ ۱: عصبات سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے مقرر شدہ حصے نہیں البتہ اصحاب فرائض سے جو پہچاہے انہیں ملتا ہے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں تو تمام مال انہی میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ (۱)
عصبات کی دو قسمیں ہیں: (۱) عصبہ نبی۔ اور (۲) عصبہ سُمی۔

مسئلہ ۲: عصبہ نبی سے مراد وہ رشته دار ہیں جن کے مقررہ حصے نہیں ہیں بلکہ اصحاب فرائض سے اگر کچھ پہچاہے تو انہیں ملتا ہے عصبہ نبی کی تین قسمیں ہیں: (۱) عصبہ بنفسہ۔ (۲) عصبہ بغیرہ۔ (۳) عصبہ مع غیرہ۔ (۲)

مسئلہ ۳: عصبہ بنفسہ سے مراد وہ مرد ہے کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں کوئی عورت نہ آئے۔ عصبہ بنفسہ کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: جزو میت، یعنی بیٹے پوتے (نیچے تک)

دوسری قسم: اصل میت، یعنی میت کا باپ دادا (اوپر تک)

تیسرا قسم: میت کے باپ کا جزو، یعنی بھائی پھر ان کی مذکرا اولاد در اولاد (نیچے تک)

چوتھی قسم: میت کے دادا کا جزو یعنی پچھا پھر انکی مذکرا اولاد در اولاد (نیچے تک)

مسئلہ ۴: ان چاروں قسموں میں وراثت بالترتیب جاری ہوگی اور ترتیب وہی ہے جو ہم نے تقسیم میں اختیار کی ہے یعنی اگر پہلی قسم کے لوگ موجود ہیں تو دوسری قسم کے لوگ عصبہ نہیں بنیں گے اور دوسری قسم کے ہوتے ہوئے تیسرا قسم کے عصبہ نہیں بنیں گے اور تیسرا قسم کے ہوتے ہوئے چوتھی قسم کے نہیں بنیں گے۔ (۳)

مذکورہ صورت میں باپ کو بطور عصوبت کچھ نہیں ملا ہے ۱/۶ بطور فرضیت دیا گیا ہے۔

مسئلہ ۵: عصبات میں ترتیب و ترجیح کا ایک اصول تو ہم نے ذکر کر دیا کہ رشته داری کا قرب (یعنی قریبی تعلق) دیکھا جائے گا اس کے بعد دوسرا اصول یہ ہے کہ قوۃ قرابت کو دیکھا جائے گا یعنی دو ہری (دو طرفہ) رشته داری

(۱) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الفرائض، الباب الثالث فی العصبات، ج ۲، ص ۳۵۰۔

(۲) الشریفیۃ شرح السراجیۃ، باب العصبات، ص ۳۷۔

(۳) الدر المختار، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱، ص ۵۵۰۔

والے کو اکھری (یک طرفہ) رشتہ داری والے پر ترجیح ہوگی اس میں مرد و عورت کی بھی تفریق نہیں۔ (4)

مسئلہ ۶: عصبه بغیرہ چار عورتیں ہیں، یہ وہ عورتیں ہیں جن کا مقررہ حصہ نصف یا دو تھائی ہے یہ عورتیں اپنے بھائیوں کی موجودگی میں عصبه بن جائیں گی اور بجائے فرض کے صرف بطور عصوبت جو ملے گا وہ لیں گی، وہ عورتیں یہ ہیں: (۱) بیٹی۔ (۲) پوتی۔ (۳) حقیقی بہن۔ (۴) باپ شریک بہن۔ (5)

مسئلہ ۷: وہ عورتیں جن کا فرض حصہ نہیں ہے مگر ان کا بھائی عصبه ہے وہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبه نہیں ہوں گی۔

کیونکہ قرآن کریم میں صرف بیٹیوں اور بہنوں کو ہی اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبه قرار دیا گیا ہے۔ (6)

اس صورت میں باقی گل مال چیزوں کو ملے گا اور اس کی بہن جو بیت کی پھوپھی ہے محروم ہے گی۔

مسئلہ ۸: عصبه مع غیرہ سے مراد وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ مل کر عصبه بن جاتی ہے جیسے حقیقی بہن یا باپ شریک بہن بیٹی کے ہوتے ہوئے عصبه بن جاتی ہے۔

مسئلہ ۹: سبھی عصبه مولی العتاقہ ہے۔ اگر ہمیں کتاب کے نامکمل رہ جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو ہم مولی العتاقہ کی بحث کو حذف کر دیتے کیونکہ اب درحقیقت اس کا کوئی وجود نہیں بہر حال اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے کوئی غلام آزاد کیا ہو اور وہ غلام مر گیا ہو اور غلام کا کوئی رشتہ دار نہ ہو صرف اس کو آزاد کرنے والا شخص ہوا ب اس کا آقا (مالک) اس کو آزاد کرنے کے سبب اس کی میراث کا (یعنی ترکہ کا) مستحق ہو گا کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: الْوَلَاءُ لِحَبَّةِ الْنَّسَبِ (7) ولاء کا تعلق نبی تعلق ہی کی طرح ہے۔ (8)

مسئلہ ۱۰: اگر آزاد کرنے والا بھی زندہ نہ ہو تو مال اس کے عصبات کو اسی ترتیب کے مطابق ملے گا جو ہم عصبات کی ترتیب میں بیان کر آئے ہیں۔ البتہ فرق یہ ہے کہ آزاد کرنے والے کے عصبات میں اگر عورتیں ہیں تو ان کو کچھ نہ ملے گا۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: لَيْسَ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْوَلَاءِ (9) عورتوں کے لئے ولاء نہیں یعنی انہیں اس سبب سے میراث نہ ملے گی کہ ان کے کسی رشتہ دار نے کسی شخص کو آزاد کیا تھا اور اگر کسی عورت نے

(4) الدر المختار، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۵۱۔

(5) الدر المختار، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۵۲۔

(6) روا الحمار، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۵۲۔

(7) صحیح ابن حبان، کتاب السنیع، باب ابیع الحنفی عنہ، الحدیث: ۲۹۲۹، ج ۷، ص ۲۰۰۔

(8) الدر المختار، کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۵۵۔

(9) سن الدارمی، کتاب الفرائض، باب المنساء من الولاء، الحدیث: ۳۱۵۲، ج ۲، ص ۲۸۹۔

خود غلام آزاد کیا تھا تو وہ اس کی میراث لے لے گی۔ (10)



تجب کا بیان

مسئلہ ۱: علم الفرانس کی اصطلاح میں جب سے مراد یہ ہے کہ کسی وارث کا حصہ کسی دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے یا تو کم ہو جائے یا بالکل ہی ختم ہو جائے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) جب نقصان اور (۲) جب حرام۔ (۱)

مسئلہ ۲: جب نقصان یعنی وارث کے حصہ کا کم ہو جانا پائق قسم کے وارثوں کیلئے ہے۔ (۱) شوہر کیلئے۔
شوہر کا حصہ نصف ۱/۲ تھا مگر میرت کی اولاد کی وجہ سے چوتھائی ۱/۴ ہو گیا، (۲) بیوی کا بھی بھی حال ہے۔
بیوی کو اگر اولاد نہ ہو تو چوتھائی ملتا ہے مگر اولاد حصہ کم کر دیتی ہے یعنی بجائے چوتھائی کے آٹھواں ملے گا۔
(۳) ماں کا حصہ بھی اولاد یا دو بھائی بہنوں کی موجودگی میں بجائے تباہی کے چھٹارہ جاتا ہے۔
(۴) پوتی۔ پوتی کا حصہ ایک حقیقی بیٹی کی موجودگی میں نصف سے کم ہو کر چھٹارہ جاتا ہے۔
(۵) باپ شریک بہن۔ اس کا حصہ ایک حقیقی بہن کی موجودگی میں نصف کے بجائے چھٹارہ جاتا ہے۔ (۲)

مسئلہ ۳: جب حرام۔ یعنی کسی وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے محروم ہو جانا۔ (۳)

مسئلہ ۴: ہر وہ شخص جس کو میرت سے کسی شخص کے ذریعہ سے تعلق ہو وہ اس درمیانی شخص کی موجودگی میں وراثت سے محروم رہے گا۔ البتہ ماں شریک بہن اور بھائی اس قانون کے اطلاق سے مستثنی ہیں مثلاً دادا باپ کے ہوتے ہوئے محروم رہے گا۔ (۴)

مسئلہ ۵: قریبی رشتہ دار دوڑا لے رشتہ دار کو محروم کر دیتا ہے۔ (۵)

پوتا خواہ اس بیٹے سے ہو یا دوسرے بیٹے سے ہو محروم رہے گا کیونکہ پیٹا بہ نسبت پوتے کے زیادہ قریب ہے۔

مسئلہ ۶: جو وارث خود میراث سے محروم ہو گیا ہے وہ دوسرے وارث کا حصہ کم یا بالکل ختم کر سکتا ہے۔ (۶)

(۱) الشریفیہ شرح السراجیۃ، باب الجب، ص ۷۲۔

(۲) الشریفیہ شرح السراجیۃ، باب الجب، ص ۷۲۔

(۳) الشریفیہ شرح السراجیۃ، باب الجب، ص ۷۲۔

(۴) الشریفیہ شرح السراجیۃ، باب الجب، ص ۷۸۔

(۵) الدر المختار، کتاب الفرانس، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۶۰۔

(۶) الدر المختار، کتاب الفرانس، فصل فی العصبات، ج ۱۰، ص ۵۶۱۔

اب بھائی باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہیں مگر اس کے باوجود انہوں نے ماں کا حصہ تھائی سے کم کر کے چھٹا کر دیا۔

اس صورت میں دادی باپ کی وجہ سے محروم ہے مگر اس نے پرنانی کو محروم کر دیا۔



حصول کے مخارج کا بیان

مسئلہ ۱: اصطلاح فرائض میں مخرج سے مراد وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہے جس میں سے تمام درشد کو بلا کر ان کے حصے تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔ (۱)

یہاں چھ اصطلاح میں مخرج المسئلہ ہے، اگرچہ مسئلہ ۱۲ سے بھی بلا کر درست تھا اور چونہیں سے بھی مگر چھ سب سے چھوٹا عدد ہے۔ لہذا یہی مخرج المسئلہ ہے۔

مسئلہ ۲: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مقررہ حصے چھ ہیں، جن کو دو قسموں پر منقسم کیا گیا ہے۔
پہلی قسم: آدھا، چوتھائی، آٹھواں۔ دوسری قسم: دو تھائی، تھائی، چھٹا۔

اب اگر کسی مسئلہ میں ایک ہی فرض حصہ ہو تو اس کا مخرج اس حصہ کا ہنام عدد ہو گا۔ (۲) مثلاً اگر چھٹا ہے تو مخرج مسئلہ لا قرار پائے گا۔ آٹھواں ہے تو آٹھ قرار پائے گا۔ اور آپ نے مثالوں میں دیکھ لیا کہ مخرج مسئلہ دارثوں کے اوپر کھینچ جانے والے خط پر دو یعنی جانب لکھا جاتا ہے۔ آدھا حصہ اگر ہو تو اس کا مخرج دو ہے اور دو تھائی ہو تو اس کا مخرج تین ہے۔ (۳)

مسئلہ ۳: اگر کسی مسئلہ میں ایک سے زیادہ حصے جمع ہو جائیں مگر وہ ایک ہی قسم کے ہوں (آن دو قسموں میں سے جو ہم نے بیان کی ہیں) تو سب سے چھوٹے حصے کا جو مخرج ہو گا وہی تمام حصول کا ہو گا۔ (۴)

اس مثال میں ماں کا چھٹا حصہ ہے اور دو بہنوں کا دو تھائی ہے مگر چھٹا دو تھائی سے کم ہے، لہذا ہم نے چھٹے کے ہم نام عدد کو مخرج مسئلہ قرار دیا ہے۔

اس مثال میں دوسری قسم کے تمام حصے جمع ہو گئے ہیں، لہذا جو سب سے چھوٹے حصے کا مخرج تھا وہی تمام کا مخرج قرار پایا۔

مسئلہ ۴: اگر پہلی قسم کا نصف ۱/۲ دوسری قسم کے کسی حصہ کے ساتھ آجائے یا سب کے ساتھ آجائے تو مسئلہ چھ

(۱) الدر المختار، کتاب الفرائض، باب المخارج، ج ۱۰، ص ۵۹۱۔

(۲) الشریفیہ شرح السراجیہ، باب مخارج الفروض، ص ۱۵۔

(۳) الدر المختار، کتاب الفرائض، باب المخارج، ج ۱۰، ص ۵۹۲۔

(۴) الدر المختار، کتاب الفرائض، باب المخارج، ج ۱۰، ص ۵۹۲۔

۲ سے ہوگا۔ (5)

اس مثال میں شوہر کا حصہ نصف ہے جو دوسری قسم کے تمام حصوں کے ساتھ آگیا ہے یعنی $1/3 + 2/3 = 1$ ،
کے ساتھ، اس لئے مسئلہ $1/6$ سے ہوگا پھر مذول ہو کر 10 سے ہو جائے گا۔

مسئلہ ۵: اگر چوتھائی دوسری قسم کے کسی حصے یا تمام حصوں کے ساتھ جمع ہو جائے تو مخرج مسئلہ 12 بارہ ہو گا۔ (6)

اس مثال میں چوتھائی $1/4$ کے ساتھ $1, 3/2, 6/1, 3/1$ سب ہی جمع ہیں، اس لئے مخرج مسئلہ 12 ہے۔

مسئلہ ۶: اگر آٹھواں حصہ دوسری قسم کے تمام حصوں یا بعض حصوں کے ساتھ آجائے تو مخرج مسئلہ چونیس ہو گا۔ (7)

اس مثال میں آٹھواں، دو تھائی اور چھٹے کے ساتھ آیا ہے اس لئے مسئلہ چونیس سے کیا گیا ہے۔



(5) الدر المختار، کتاب الفرائض، باب المخارج، ج ۱۰، ص ۵۹۳۔

(6) الشريفي، شرح المسراجية، باب مخارج الفروض، ص ۵۳۔

(7) المسراجي، باب مخارج الفروض، ص ۱۹۔

عَوْلَكَ بِيَان

مسئلہ ۱: عوں سے مراد اصطلاح فرائض میں یہ ہے کہ مخرج مسئلہ جب ورثاء کے حصوں پر پورا نہ ہوتا ہو یعنی حصے زائد ہوں اور مخرج کا عدد حصوں کے مجموعی اعداد سے کم ہو تو مخرج مسئلہ کے عدد میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، اس طرح کمی تمام ورثاء پر ان کے حصوں کی نسبت سے ہو جاتی ہے۔ (۱)

(١) الدر المختار، كتاب الفرائض، باب العول، ج ١٠، ص ٥٢٩.

اعلیٰ حضرت، امام المسنّت، مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

سراجیہ میں ہے: اعلمہ ان مجموع المخارج سبعة اربعۃ منها لاتعل وہی الایثنان والثلثة والاربعة والشانیۃ والشانیۃ الیک تو جان لے کہ کل مخارج سات ہیں، ان میں سے چار ہیں جن میں عوں نہیں کرتا اور وہ یہ ہیں دو، تین، چار اور آنھ۔ (ت)

(١) السراجي في الميراث باب العول مكتبة ضاية راولينجز ص ٣٤

شریفیہ و مسجد الغفار و ردمکتار وغیرہ میں ہے:

اعول اصلا لان الفروض المتعلقة بهذه المخارج الاربعة اما ان يفي الحال بهذه ويبقى منه شيء زائد عليهما^٢

ان میں عوول بالکل نہیں ہوتا کیونکہ ان چار نجی جوں سے جو فرضی حصے تعلق رکھتے ہیں یا تو ترکہ کامال ان پر پورا ہو جاتا ہے یا ان حصوں سے سچھ مال زائد بچ جاتا ہے۔ (ن) (۲) بـ الشریفیة شرح السراجیة بـ العوول مطبع علیمی اندر و ان لوہاری گیٹ لاہور ص ۵۶

نیز شریفہ دغیرہ میں ہے:

لأول في الشلة لأن الخارج منها اماثلث وما بقى كامد واخ لاب وامر وامثلثان وما بقى كاختين واخ لاب
وامر وامثلث وثلثان كاختين لامر واختين لاب وامر^٣

تین میں عوں نہیں ہوتا کیونکہ اس سے جو حصے نکلتے ہیں وہ یا تو ایک تھائی اور باقی نجع رہنے والا ہے، جیسے میت کی ماں اور حقیقی بھائی کی صورت میں ہوتا ہے یا دو تھائی اور باقی نجع جانے والا ہے، جیسے میت کی دو بیٹیوں اور حقیقی بھائی کی صورت میں ہوتا ہے یا ایک تھائی اور دو تھائی ہیں جیسا کہ میت کی دو انحصاری بہنوں اور دو حقیقی بہنوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ (ت)

اس حصر میں اور بھی واضح کر دیا کہ انھیں کو پتھریں ابن الابن کے ٹلشیں کے ساتھ ٹلشیں دینا محض باطل ہے۔

شرح المتن للإمام الأزبيقي میں ہے:

مسئلہ ۲: عوول کا فیصلہ سب سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے عہد میں درج ذیل مسئلہ پیش آیا، آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عوول کا مشورہ دیا۔

اس پر کسی نے الکارہ کیا۔ (۲) پھر بعد میں یہی طریقہ راجح ہو گیا، اب اس مسئلہ میں حصوں کی تعداد آٹھ ہے جب کہ مخرج چھ ہے لہذا دو عدد کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور ایک نشان جو عوول کا مخفف ہے لگا دیا گیا ہے۔

مسئلہ ۳: چھ کا عوول طاق عدد میں بھی ہوتا ہے اور بخت میں بھی مگر یہ عوول صرف دس تک ہوتا ہے۔ (۳)

جملة المخارج سبعة و ائمماً تعول منها ستة والثانية عشرة واربعة وعشرون والرابعة الاخرى لاتعلو. ۱۔

کل مخارج سات ہیں ان میں سے عوول فقط چھ، بارہ اور چوبیس میں ہوتا ہے دیگر چار میں عوول نہیں ہوتا۔

(۱) تبیین الحقائق کتاب الفرائض المطبعة الکبری الامیریۃ بولاق مصر (۲۲۲/۶)

بعینہ اسی طرح تکملہ طوری میں ہے۔ درجتاً میں ہے:

المخارج سبعة اربعة لاتعلو الاثنان والثلثة والاربعة والثمانية ۲۔

مخارج سات ہیں جن میں سے چار میں عوول نہیں ہوتا یعنی دو، تین، چار اور آٹھ۔ (ت)

(۲) الدر المختار کتاب الفرائض باب العوول مطبع مجتبائی ولی (۳۶۱/۲)

متن علامہ ابراہیم حلی میں ہے: اربعة مخارج لاتعلو الاثنان والثلثة ۳۔ راجح۔

مخارج میں سے چار میں عوول نہیں ہوتا یعنی دو اور تین راجح (ت) (۳) ملتقی الابحر کتاب الفرائض مؤسسة الرسالة بیروت (۳۲۹/۲)

خزانۃ المفتین میں پھر ہندیہ میں ہے:

اعلم ان اصول المسائل سبعة اثنان وثلاثة واربعة ستة وثمانية واثنا عشر واربعة وعشرون فاربعة منها

لاتعلو الاثنان والثلثة والاربعة والثمانية راجح ۴۔

تو جان لے کر مسئللوں کے اصول سات ہیں جو کہ یہ ہیں دو، تین، چار، چھ، آٹھ، بارہ اور چوبیس۔ ان میں سے چار یعنی دو، تین، چار اور آٹھ

میں عوول نہیں ہوتا راجح (ت) (۵) خزانۃ المفتین کتاب الفرائض باب العوول قلمی نسخہ غیر مطبوعہ (۲۵۳/۲)

منظومہ علامہ ابن عبد الرزاق میں ہے:

وسبعة مخارج الاصول اربعة ليست بذات عوول، اثنان والثلثة التالية واربع ضعفها الثمانية ۵۔

اصول کے مخارج سات ہیں جن میں سے چار عوول دال نہیں ہیں یعنی دو اور اس کے ساتھ تین اور چار اور اس کا دو گنا آٹھ۔ (ت)

(تاریخ ضویہ، جلد ۲، ۲۲۹، ۲۲۷، ص ۲۲۹، ۲۲۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۲) الدر المختار کتاب الفرائض، باب العوول، ج ۱۰، ص ۵۲۹،

(۳) الدر المختار کتاب الفرائض، باب العوول، ج ۱۰، ص ۵۷۰،

مسئلہ ۴: بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہے مگر یہ عول جفت عدد میں نہیں ہو گا صرف طاق میں ہو گا۔ (4)

مسئلہ ۵: چوبیس ۲۳ کا عول صرف ستائیں ہے۔ (5)



(4) الدر المختار، کتاب الفرائض، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۷۰۔

(5) الدر المختار، کتاب الفرائض، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۷۰۔

اعداد کے درمیان نسبتوں کا بیان

تخریج مسائل کے وقت ورثاء کی تعداد، انکے حصوں کی تعداد، مخرج مسئلہ کا عدد، سب ہی کو منظر رکھنا ہوتا ہے پھر ان اعداد کی باہمی نسبتیں بھی تخریج مسائل کے سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں ہم ان نسبتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

مثال: اگر دو عدد آپس میں برابر ہیں تو ان میں تماش کی نسبت ہے جیسے $3 = 3$ ۔

تماٹل: دو مختلف عددوں میں سے چھوٹا عدد اگر بڑے کو کاٹ دے یعنی بڑا چھوٹے پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو ان دونوں میں نسبت تماٹل ہے جیسے 12 اور 3 ۔

توافق: دو مختلف عددوں میں سے اگر چھوٹا بڑے کونہ کا ہے بلکہ ایک تیرا عدد دونوں کو کاٹے تو ان دونوں میں نسبت توافق ہو گی جیسے 8 اور 20 کہ انہیں 2 کاٹتا ہے ان دونوں میں توافق بالزیع ہے اور 5 میں 5 کا عدد توافق ہے جب کہ دو آٹھ کا عدد توافق ہے۔

تباین: اگر دو مختلف عدد اس قسم کے ہوں کہ نہ تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو کاٹیں اور نہ ہی کوئی تیرا ان کو کاٹے تو ان میں نسبت تباين ہے۔ جیسے 19 اور 10 ۔ (1)



نسبتوں کی پہچان

دو عددوں میں مماثلت اور مساوات تو ظاہر ہی ہوتی ہے البتہ تداخل اور تباہی کی پہچان کا قاعدہ معلوم ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے۔

دو عددوں میں اگر چھوٹا عدد بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم کر دے تو یہ تداخل ہے اور اگر پورا پورا تقسیم نہ کرے تو چھوٹے عدد کو بڑے عدد سے تقسیم کریں اور اس کا جواباتی پچھے اس سے چھوٹے عدد کو تقسیم کریں پھر اس کا جواباتی پچھے اس سے پہلے کے باقی کو تقسیم کریں اسی طرح ایک کو دوسرے سے تقسیم کرتے رہیں یہاں تک کہ باقی کچھ نہ پچھے تو اگر آخی تقسیم کرنے والا عدد ایک ہے تو ان دو عددوں میں تباہی ہے اور اگر ایک سے زیادہ دو تین چار وغیرہ کوئی عدد ہے تو ان میں تواافق ہے اور اس عدد کے نام کی مناسبت سے اس توافق کا نام بھی ہوتا ہے مثلاً آخری تقسیم کرنے والا عدد دو تھا تو توافق بالنصف اور تین تھا تو توافق بالثلث اور چار تھا تو توافق بالربع ہے۔ اس کی مثالیں یہ ہیں۔

پہلی مثال میں آخری تقسیم کرنے والا عدد ایک ہے لہذا ۱۳ اور ۲۵ میں تباہی ہے۔ دوسری مثال میں آخری تقسیم کرنے والا عدد دو ہے لہذا ۱۰ اور ۱۲ میں توافق بالنصف ہے۔ اور تیسرا مثال میں آخری تقسیم کرنے والا عدد تین ہے لہذا ۹ اور ۱۵ میں توافق بالثلث ہے۔

توافق کی صورت میں ان دونوں عددوں کو تقسیم کرنے والے عدد سے ان دونوں کو تقسیم کر کے جو عدد حاصل ہو گا وہ اس کا وفق کہلاتا ہے مثلاً ۱۶ اور ۱۰ کو ۲ سے تقسیم کیا تو ۱۶ کا وفق ۸ ہے اور ۱۰ کا وفق ۵ ہے اور ۹ اور ۱۵ کو ۳ سے تقسیم کیا تو ۹ کا وفق ۳ ہے اور ۱۵ کا وفق ۵ ہے۔ (۱)



اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ

اگر وارثوں کی تعداد اور اصل مسئلہ سے ملنے والے حصوں میں کسر واقع ہو جائے تو اس کسر کے دور کرنے کو تصحیح کہتے ہیں۔ (۱) اور کبھی حصوں کے کم از کم عدد سے حاصل کرنے کو بھی تصحیح کہتے ہیں۔ (۲) یعنی اصل مسئلہ پر بھی تصحیح کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں مجموعی طور پر سات اصول کا فرمایا ہے۔ تین تو حصوں اور اعداد دروس (یعنی جو لوگ حصہ پانے والے ہیں انکی تعداد) کے درمیان ہیں اور چار خود اعداد دروس کے درمیان ہیں۔

مسئلہ ۱: اگر ہر فریق کے حصے اس پر بلا کسر کے منقسم ہو رہے ہیں تو تصحیح کی کوئی ضرورت نہیں۔ (۳) اب یہاں وارثوں کے تین فریق ہیں اور ہر فریق کو پورا پورا حصہ بغیر کسر کے مل گیا دو بیٹیاں جو ایک فریق ہیں ان کا مجموعی حصہ ۳ ہے جس میں سے دو ۲ دو ۲ ہر ایک کوں گئے۔

مسئلہ ۲: اگر ایک فریق پر کسر واقع ہو اور ان کے عدد سہام (حصوں کی تعداد) اور عدد دروس میں نسبت توافق ہو تو اس فریق کے عدد دروس کا عدد وفق نکال کر اسے اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور اگر مسئلہ عاملہ ہے تو اس کے عوں میں ضرب دیں گے اب جو حاصل ہو گا وہ تصحیح مسئلہ ہے۔ پھر اسی عدد وفق کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دی جائے گی اس طرح اس فریق کا حصہ بلا کسر نکل آئے گا۔ اب رہا فریق کے ہر ہر فرد کا حصہ تو اس کی تخریج کا طریقہ ہم بعد میں بیان کریں گے۔ (۴)

صورت مذکورہ میں کسر صرف ایک فریق پر تھی یعنی بیٹیوں پر، انکے عدد سہام ۱۰ اور عدد دروس ۳ میں توافق بالنصف ہے، یعنی دونوں کو کامنے والا عدد ۲ ہے۔ لہذا اس کا عدد وفق ۵ نکلا۔ اب اس کو ہم نے اصل مسئلہ (جو ۶ سے ہے) میں ضرب دیا تو تیس ۳۰ حاصل ضرب نکلا۔ یہ تیس ۳۰ تصحیح مسئلہ ہے جس کو تے ظاہر کیا گیا ہے جو تصحیح کا مخفف ہے پھر اسی مضبوط ۵ کو ہر فریق کے حصے سے ضرب دی گئی جس سے ہر فریق کا حصہ بلا کسر معلوم ہو گیا۔

اس صورت میں حصے مخرج مسئلہ سے بڑھ گئے تھے، لہذا مسئلہ عاملہ ہو گیا پھر سہام اور دروس میں نسبت دیکھی گئی تو

(۱) خود المسراج حاویۃ الشریفیۃ، باب اسحاج، ص ۲۱۔

(۲) الشریفیۃ شرح السراجیۃ، باب اسحاج، ص ۲۱۔

(۳) الشریفیۃ شرح السراجیۃ، باب اسحاج، ص ۲۱۔

(۴) المرجع السابق، ص ۲۲۔

صرف ایک ہی فریق پر کرتھی، وہ بیٹیاں ہیں، ان کے اور ان کے حصوں کے درمیان نسبت توازن بالعصف ہے لہذا ہم نے عدد روں کے عدد وفق کو عول مسئلہ میں ضرب دی اور اس طرح حاصل ضرب مخرج مسئلہ بن گیا۔ پھر اسی مضروب کو ہر فریق کے حصے سے ضرب دیے دی گئی۔ (5)

مسئلہ ۳: اگر کسر ایک ہی فریق پر ہو مگر ان کے عدد ہماں اور عدد روں میں نسبت تباہ ہو تو تصحیح کا طریقہ یہ ہے کہ جس فریق پر کسر ہے اس کے گھن عدد روں کو حاصل مسئلہ میں یا عول مسئلہ میں (اگر مسئلہ عاملہ ہے) ضرب دیں اور اسی طرح ہر فریق کے حصے میں۔

مسئلہ ۴: مذکورہ تین اصول اس وقت جاری ہوں گے جب کسر ایک فریق پر ہو لیکن ایک سے زائد فریقوں پر کسر ہونے کی صورت میں مندرجہ ذیل چار اصولوں سے کام لیا جائے گا۔ (6)

مسئلہ ۵: اگر کسر ایک سے زائد فریقوں پر ہو تو روں اور روں کے درمیان نسبت دیکھی جائے گی اگر اعداد روں آپس میں متماش ہوں تو کسی ایک عدد کو حاصل مسئلہ میں یا اس کے عول میں (اگر مسئلہ عاملہ ہو) ضرب دیں گے پھر اسی مضروب کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دیں گے۔ (7)

تو پڑھ اس کی پہ ہے کہ حاصل مسئلہ ۲ سے ہوا جس میں سے ۶ بیٹیوں کو دو تھائی یعنی ۳ ملے اب چونکہ چار، چھ پر پوری طرح تقسیم نہیں ہوتا اور ۳۔ ۶ میں توازن ہے، لہذا ۲ کا وفق عدد ۳ ہو گیا اور تین دادیوں کو ایک اور تینوں چھوٹوں کو ایک ملا جوان پر پورا تقسیم نہیں ہوتا اب ہمارے پاس یہ عدد روں ہیں۔ ۳۔ ۳۔ ۳، ان میں تماش ہے لہذا کسی ایک عدد کو حاصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور پھر مضروب کو ہر فریق کے حصے سے ضرب دی جائے گی۔

مسئلہ ۶: اگر کسر ایک سے زائد فریقوں پر ہے مگر ان کے اعداد روں میں آپس میں نسبت تداخل ہے تو جو بڑا عدد ہے اسے حاصل مسئلہ میں ضرب دیں گے یا اگر عاملہ ہے تو اسکے عول میں دیں گے۔ (8)

(5) الشریفیہ شرح السراجیۃ، باب اتحجج، ص: ۲۲.

(6) المرجع السابق، ص: ۲۳.

(7) المرجع السابق، ص: ۲۳، ۲۴.

(8) الشریفیہ شرح السراجیۃ، باب اتحجج، ص: ۲۳.

مسئلہ 7: اگر کسر و ارٹوں کے ایک سے زائد فریقوں پر ہو اور ان کے اعداد و روس میں توافق ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک عدد روس کے وفق کو دوسرے فریق کے کل عدد روس میں ضرب دیں گے۔ پھر حاصل ضرب کی نسبت تیرے فریق کے عدد روس سے دیکھیں گے۔ اگر ان میں توافق ہو تو ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیں گے اور اگر حاصل ضرب اور تیرے فریق کے عدد روس میں تباہی کی نسبت ہو تو پورے ایک عدد کو دوسرے میں ضرب دے لیں گے۔ پھر حاصل ضرب کو چوتھے فریق کے عدد روس کے ساتھ اسی طرح دیکھیں گے۔ اگر توافق ہو گا تو ایک کے وفق کو دوسرے کل عدد میں ضرب دیں گے اور اگر تباہی ہو تو ایک عدد کو دوسرے سے ضرب کر دیں گے۔ اسی طرح چوتھے فریق میں کسر ہو گی، کریں گے۔ آخر میں جو حاصل ضرب ہو گا اس کو اصل مسئلہ میں یا عوول والے مسئلے میں عوول سے ضرب دے دیں گے اور اسی عدد کو ہر فریق کے حصے میں بھی ضرب دے دیں گے۔ (9)

جیسا کہ آپ واضح طور پر دیکھ رہے ہیں اس مسئلہ میں ہر فریق پر کسر ہے (10) لہذا ہم پہلے تو اعداد شہام (حصوں کی تعداد) اور اعداد روس (ہر فریق کی تعداد) کی نسبت دیکھیں گے تو ۳۔ ۲ میں تباہی ہے لہذا یہ اعداد یونہی رہیں گے۔ ۱۶، ۱۸ میں توافق بالنصف ہے لہذا ۱۸ کا عدد وفق نکالیں گے جو ۹ ہے اب گویا یہ عدد ۹ ہی ہے اور روس کے درمیان نسبت دیکھتے ہوئے ۱۸ کا لحاظ نہ ہو گا۔ بلکہ ۹ کا ہی ہو گا۔ ۱۵، ۳ اور ۱، ۲ میں بھی نسبت تباہی ہے۔ لہذا یہ اعداد بھی اپنی جگہ ہی رہیں گے اب روس کی نسبت دیکھی گئی تو ۳۔ ۲ میں نسبت توافق ہے تو ان میں سے کسی ایک کا عدد وفق نکال کر دوسرے میں ضرب دے سکتے ہیں یہاں ۶ کا عدد وفق نکالا تو تین ۳ نکلا اب ۳ کو تین میں ضرب دی تو ۱۲ حاصل ہونے اب ۱۲ اور ۹ میں بھی نسبت توافق بالثلث کی ہے تو ۹ کا عدد وفق نکلا جو ۳ ہے اور ۱۲ کو ۳ میں ضرب دی ۳۶ حاصل آیا۔ اب ۱۳۔ ۶ اور ۱۵ میں بھی توافق بالثلث ہے لہذا ۱۵ کے عدد وفق ۵ کو ۳۶ میں ضرب دی تو ۱۸۰ حاصل ہوئے

توضیح: اصل مسئلہ ۱۲ ہے جس سے سدس یعنی دو حصے تین داویوں کے ہیں لیکن دو، تین میں تباہی ہے لہذا جدات کی تعداد تین ہی رہے گی چوتھائی یہوں کا یعنی تین حصے لیکن تین اور چار میں بھی تباہی ہے اس لیے زوجات کی تعداد بھی یہی رہے گی باقی ماں اعماں (چھوٹوں) کو بطور عصہ ملے گا اور وہ سات حصے ہیں لیکن اعماں کی تعداد ۱۲ ہے جبکہ ۱۲ اور ۷ میں بھی تباہی ہے اس لیے اعماں کی تعداد ۱۲ ہی رہے گی پھر ہم نے عدد روس کی آپس میں نسبت دیکھی تو زوجات اور جدات کی تعداد یعنی ۳ اور ۳ ان میں اور ۱۲ میں تداخل ہے لہذا ہم نے بڑے عدد روس ۱۲ کو اصل مسئلہ ۱۲ میں ضرب دی تو ایک سوچوا لمیں حصے ہو گئے اب ہر فریق کے حصے کو ضرب یعنی ۱۲ سے ضرب دیں گے پس یہوں کے ۱۳۔ ۳، داویوں کے ۱۲ میں حصے ہوں گے جو کہ ہر فریق کے عدد روس پر پورے پورے تقسیم ہو جائیں گے۔ ...علمی

(9) الشریفیہ شرح السراجیۃ، باب الحجج، ص ۶۵

(10) یہ مثال مسئلہ ۶ کے تحت مذکور تھی جبکہ یہ مسئلہ ۷ کی مثال ہے لہذا ہم نے اسے مسئلہ ۷ کے تحت ذکر کر دیا۔ ...علمی

اب اس کو اصل مسئلہ ۲۳ میں ضرب دی تو ۳۳۲۰۳ چار ہزار تین سو بیس حاصل آیا جو مخزن مسئلہ ہے پھر اسی م ضروب ۱۸۰ کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دی گئی تو وہ حاصل آیا جو ہم نے ہر ایک فریق کے نیچے لکھ دیا ہے۔

مسئلہ ۸: اگر کسرا ایک سے زائد فریقوں پر ہو اور اعداد میں تباہی ہو تو اسکی ایک کو دوسرے عدد روں میں ضرب دی جائے گی پھر اس کی نسبت دوسرے عدد روں سے دیکھی جائے گی اگر تباہی کی نسبت ہو تو اس کو دوسرے عدد روں سے ضرب دیں گے اور بالآخر جو حاصل ہو گا اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے۔ (11)

توضیح = اب ۳۔ ۲ میں تباہی ہے لہذا یہ اسی طرح رہیں گے اور ۳۔ ۲ میں تواافق بالنصف ہے تو ۶ کا عدد وفق ہونکال لیا گیا۔ اس طرح ۱۰۔ ۱ میں تواافق بالنصف ہے تو ۱۰ کا عدد وفق نکال لیا جو ۵ ہے اور ۱۔ ۷ میں تباہی ہے لہذا وہ اپنی جگہ رہا۔ اب ہمارے پاس یہ اعداد روں ہیں ۵۔ ۳۔ ۲۔ ۵۔ ۳۔ ۲۔ ۷ یہ سب آپس میں تباہی ہیں۔ لہذا ۲ کو ۳ میں ضرب دی تو حاصل ۶ ہوا۔ اس کو ۵ میں ضرب دی تو ۳۰ حاصل ہوا۔ اس کو ۷ میں ضرب دی تو حاصل ۲۱۰ دو سو دس آیا۔ اب اس کو ۱۲۳ اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل پانچ ہزار چالیس آیا، ۵۰۳۰۔ اور یہ مخزن مسئلہ ہے، پھر اسی م ضروب ۲۱۰ کو ہر فریق کے حصے میں ضرب دی تو وہ حاصل آیا جو ہر فریق کے نیچے لکھا ہے۔

مسئلہ ۹: استقراء سے (غور و فکر سے، تجربے سے) یہ بات ثابت ہے کہ چار فریقوں سے زائد پر کسر نہیں آ سکتی۔ (12)



(11) الشریفیہ شرح السراجیہ، باب انجام، ص ۶۶۔

(12) الشریفیہ شرح السراجیہ، باب انجام، ص ۶۷۔

ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کا اصول

ہر فریق یا وارثوں کے ہر گروپ کا مجموعی حصہ معلوم کرنے کا طریقہ تو ہم بیان کر چکے ہیں اب اگر ہر گروپ کے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کے کئی طریقے ہیں چند ہم ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ہر فریق کے حصہ کو (جو اس فریق کو اصل مسئلہ سے ملا ہے) ان کے عدد روں پر تقسیم کر دیں پھر جو خارج قسمت ہے اسے اس عدد میں ضرب دیں جس کو تصحیح کے لئے اصل مسئلہ میں ضرب دیا تھا، اب جو حاصل ہو گا وہ اس فریق کے ہر فرد کا حصہ ہو گا۔ (۱)

توضیح= اب اس مسئلہ میں بیویوں کو ۳ ملے جبکہ عدد روں ۲ ہے لہذا ہم نے ۳ کو ۲ پر تقسیم کیا تو خارج قسمت ۱۲ انکا پھر اس کو المضروب ۲۱۰ میں ضرب دیا تو حاصل ۳۱۵ آیا جو ہر بیوی کا حصہ ہے اس کو قاعدہ کے مطابق فریق کے حصہ کے نیچے لک ۳۱۵ لکھ دیا گیا۔ لیکن دراصل لکل واحد (ہر ایک کا) کا مخفف ہے۔ اس طرح بیٹیوں کا مجموعی حصہ ۱۶ ہے اور عدد روں ۱۰ ہے، لہذا ۱۶ کو ۱۰ پر تقسیم کیا گیا ۱-۳/۵ پھر اس کو مضروب ۲۱۰ میں ضرب دیا گیا تو ۳۲۶ حاصل ہوا اور یہی ہر بیٹی کا حصہ ہے یہی عمل تمام فریقوں کے ساتھ کیا جائے گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ المضروب کو فریق کے اعداد روں پر تقسیم کر دیا جائے پھر خارج قسمت کو اسی فریق کے حصہ میں (جو اصل مسئلہ سے ان کو ملا ہے) ضرب دے دیا جائے تو حاصل ہر فرد کا حصہ ہو گا۔ اب مذکورہ مثال ہی کو لے لیں اس میں بیویوں کا حصہ ۳ ہے اور ان کی تعداد ۲ ہے، جب مضروب (جس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تھی) ۲۱۰ کو ۲ پر تقسیم کیا تو ایک سو ۵۱۰ پانچ حاصل ہوا۔ اب اسکو بیویوں کے مجموعی حصے ۳ سے ضرب دی تو ۳۱۵ حاصل ہوا جو ہر بیوی کا انفرادی حصہ ہے یہی عمل دوسرے فریقوں کے ساتھ کیا جائے گا۔ (۲)

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کے حصہ کو (جو اصل مسئلہ سے اس کو ملا ہے) ان کے عدد روں سے نسبت دیں پھر اس نسبت کے لحاظ سے مضروب سے اس فریق کے ہر فرد کو دے دیں، مثلاً اسی مسئلہ میں جب بیویوں کے حصہ ۳ کو عدد روں ۲ سے نسبت دی ۱-۱/۲ کی نسبت نکلی، اب اسی نسبت کے اعتبار سے مضروب سے ہر بیوی کو دیا تو ۳۱۵ آیا۔ یہی عمل ہر ایک فریق کے ساتھ کیا جائے گا، اس کے علاوہ اور طریقے بھی ہیں جو حساب داں حضرات (علم حساب کے

(۱) المرجع سابق، بصل فی معرفۃ نصیب کل فریق، ص ۶۸۔

(۲) الشریفیہ شرح السراجیہ، باب الحجج، بصل فی معرفۃ نصیب کل فریق، ص ۶۸۔

ماہرین) کے لئے مشکل نہیں۔ (3)



وارثوں اور دوسرے حقداروں میں ترکہ کی تقسیم کا طریقہ

جو کچھ مال میت نے چھوڑا ہواں کی تقسیم اسی ترتیب پر ہوگی جس کا ذکر شروع کتاب میں ہوا۔ اب وارثوں اور دوسرے حقداروں میں ترکہ کی تقسیم کرنے کا طریقہ ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) اگر ترکہ اور قسم میں ممائت ہو تو ضرب وغیرہ کی ضرورت نہیں اور مسئلہ درست ہے۔ (۱)

توضیح = اب ترکہ یعنی وہ مال جو میت نے چھوڑا ہے اس کا عدد ۶ ہے جو ۶ سے ممائت رکھتا ہے اس لئے پورا پورا تقسیم ہو گیا۔

مسئلہ ۱: اگر میت کے پاس کچھ نقدر روپیہ ہو اور کچھ دوسرا مال تو سب کی مناسب قیمت لگائی جائے پھر تقسیم کیا جائے۔

مسئلہ ۲: اگر ترکہ اور قسم میں تباہی ہو تو وارث کے سہام کو (حصوں کو) جو اسے قسم سے ملے ہیں گل ترکے نہیں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو قسم سے تقسیم کریں جو جواب ہو گا وہ اس وارث کا حصہ ہے۔ (۲)

توضیح = اس صورت میں قسم کا عدد چھ ہے اور ترکہ سات روپیہ ہے چھ اور سات میں تباہی ہے اس لئے ایک لڑکی کے حصے یعنی دو کو سات میں ضرب دیا تو حاصل ضرب چودہ ہوا۔ اس کو چھ سے تقسیم کیا تو $\frac{2}{3}$ روپیہ بیٹھ کا حصہ ہوا اور باپ کا ترکہ ایک ہے اس کو ۷ سے ضرب دیا تو ۷ ہوئے اس کو ۶ سے تقسیم کیا تو $\frac{1}{6}$ روپیہ باپ کا حصہ ہوا۔

مسئلہ ۳: اگر ترکہ اور قسم میں توافق ہو تو وارث کے سہام کو ترکے کے وفق میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو قسم کے وفق سے تقسیم کریں جو جواب ہو گا وہ اس وارث کا حصہ ہے۔ (۳)

توضیح: قسم کا عدد چھ ہے اور ترکہ پندرہ روپیہ۔ چھ اور پندرہ میں توافق بالشکل ہے۔ چھ کا وفق دو ہوا اور پندرہ کا وفق پانچ۔ لہذا باپ کے حصے یعنی دو کو پندرہ کے وفق پانچ میں ضرب دیا حاصل ضرب دس ہوا۔ دس کو چھ کے وفق دو سے تقسیم کیا تو پانچ جواب آیا۔ یہ باپ کا حصہ ہے بیٹھ کے حصے تین کو پندرہ کے وفق پانچ میں ضرب دیا تو پندرہ ہوا۔ اسے چھ کے وفق دو سے تقسیم کیا تو $\frac{7}{2}$ بیٹھ کا حصہ ہوا۔ ماں کے حصے ایک کو پانچ پر ضرب دیا تو جواب پانچ ہوا۔ اس کو

(۱) المرجع سابق، ص ۷۰۔

(۲) الشرفیۃ شرح السراجیۃ، باب اصلاح نصل فی قسمۃ الترکات... راجع، ص ۷۰۔

(۳) الشرفیۃ شرح السراجیۃ، باب اصلاح نصل فی قسمۃ الترکات... راجع، ص ۷۰۔

دو سے تقسیم کیا تو جواب 2-2/1 ہوا، یہ مال کا حصہ ہے۔

مسئلہ ۱: اگر ترکے اور صحیح مسئلہ میں تداخل ہو تو چھوٹے عدد سے بڑے عدد کو تقسیم کرنے کے بعد جواب آئے گا اس کو اس عدد کا وفق مان کرو، ہی عمل کیا جائے گا جو توافق کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ یعنی اگر ترکے کا عدد صحیح سے زیادہ ہے تو صحیح سے ترکے کو تقسیم کرنے کے بعد جو عدد حاصل ہو گا اس کو ہر وارث کے سہام میں ضرب دے دینے سے اس وارث کا حصہ معلوم ہو جائے گا اور اگر صحیح کا عدد ترکے سے زیادہ ہے تو ترکے سے صحیح کو تقسیم کر کے جو عدد حاصل ہو گا وہ صحیح کا وفق ہو گا اس سے ہر وارث کے سہام کو تقسیم کرنے سے اس وارث کا حصہ معلوم ہو جائے گا۔ (4)

مسئلہ ۲: توضیح: صحیح مسئلہ چھوٹا اور ترکہ اٹھارہ روپیہ میں تداخل ہے تو چھوٹے اٹھارہ کو تقسیم کیا تو تین جواب آیا۔ تین کو بیٹی کے حصے یعنی تین سہام کو اٹھارہ کے وفق تین میں ضرب دیا تو نور روپیہ بیٹی کا حصہ ہو گیا۔ اسی طرح دوسرے وارثوں کا انکال دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳: توضیح: صحیح کے عدد چوبیس اور ترکہ کے عدد بارہ میں تداخل ہے تو بارہ سے چوبیس کو تقسیم کیا جواب دو آیا۔ یہ چوبیس کا وفق ہے بیٹی کا حصہ جو بارہ سہام تھا اسے دو سے تقسیم کیا تو لڑکی کا حصہ چھ روپے ہو گیا اور باپ کے پانچ سہام کو دو سے تقسیم کیا تو 2-2/1 روپیہ باپ کا حصہ ہوا۔ مال کے چہار سہام کو دو سے تقسیم کیا تو دو روپیہ مال کا حصہ ہوا۔ بیوی کے تین سہام کو دو سے تقسیم کیا تو ڈھڑھ روپیہ بیوی کا حصہ ہو گیا۔

مسئلہ ۴: اگر ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق کو جو کچھ حاصل مسئلہ سے ملا ہے تو توافق کی صورت میں اسے ترکہ کے وفق میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو صحیح مسئلہ کے وفق پر تقسیم کریں اب جو خارج ہو گا وہ اس فریق کا حصہ ہے۔ (5)

مسئلہ ۵: توضیح: بہنوں کو حاصل مسئلہ سے مجموعی طور پر ۳ ملے نتھے ان چار کو ترکہ کے وفق ۱۰ میں ضرب دی تو حاصل ۳۰ آیا۔ اب اس ۳۰ کو وفق مسئلہ پر تقسیم کیا تو خارج قسمت 13-1/3 آیا۔ بھی چار بہنوں کے ترکہ سے مجموعی حصہ ہے، یہی حال باقی فریقوں کا ہے۔

مسئلہ ۶: اگر صحیح اور ترکہ میں تباہی کی نسبت ہو تو ہر فریق کے حصہ کو گل ترکہ میں ضرب دیں گے اور حاصل کو کل صحیح پر تقسیم کر دیں گے اب خارج قسمت اس فریق کا مجموعی حصہ ہو گا۔ (6)

(4) المرجع السابق، ص ۱۷۔

(5) الشریفیہ شرح السراجیۃ، باب اصح نصل فی قسمۃ الترکات... راجع، ص ۱۷۔

(6) الشریفیہ شرح السراجیۃ، باب اصح نصل فی قسمۃ الترکات... راجع، ص ۱۷۔

مسئلہ ۶: اگر فریق کے ہر ہر فرد کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو اور پر مذکور ہوا۔ (7) + صرف فرق اتنا ہے کہ بجائے فریق کے حصے کو ضرب دینے کے ہر ہر فرد کے حصے کو ضرب دی جائے گی۔

توضیح: اب مثال مذکور میں شوہر کا حصہ تو واضح ہے، ایک بہن کا حصہ اگر معلوم کرنا ہو تو ایک بہن کے حصہ کو وقت ترکہ میں ضرب دیں گے لیکن ایک کو دس میں دیں گے تو حاصل دس آیا اب دس کو تین پر تقسیم کیا تو حاصل $3\frac{1}{3}$ آیا۔



قرض خواہوں میں مال کی تقسیم

مسئلہ ۱: اگر میت کا مال اتنا ہے کہ ہر قرض خواہ کو اس کا پورا پورا حق مل سکتا ہے جب تو ظاہر ہے کسی تکلف کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر صورت یہ ہو کہ قرض خواہ (یعنی میت جن کا مقروض تھا) زائد ہیں اور ترکہ کم ہے اب کسی ایک کو پورا ادا کرنا اور باقی کو کم دینا انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ اس لئے ایک ایسا طریقہ وضع کیا گیا ہے کہ ہر قرض خواہ کو انصاف سے مل جائے، اور وہ یہ کہ ہر قرض خواہ کا دین بنزدہ ہم کے تصور کیا جائے اور تمام قرض خواہوں کے قرض کا مجموعہ بنزدہ صحیح یعنی مخرج مسئلہ کے تصور کیا جائے اور پھر وہی عمل کیا جائے جو تقسیم ترکہ میں ہوتا ہے۔

مثال۔ ایک شخص مر گیا اور ترکہ ۹ روپے چھوڑے جب کہ اس پر ایک شخص کے ۱۰ ازوپے تھے۔ دوسرے کے ۵ تو مجموعہ ۱۴ ازوپے ہوا۔ اس کو بنزدہ مخرج مسئلہ کے کیا، اور ۹-۱۵ میں توافق باشکست ہے اب ہم نے دس والے کو (جو ایک شخص کا قرض تھا) ۳ میں (جو وقت ترکہ ہے) ضرب دی تو حاصل تیس آیا اب اس حاصل کو وقت صحیح (۵) پر تقسیم کیا تو خارج دس والے کا حصہ قرار پایا اور وہ ۲ ہے۔ (۱)

اس پر قیاس کرتے ہوئے تباہیں کی صورت کا حل کچھ مشکل نہ ہوگا۔



تخارج کا بیان

اس سے مراد یہ ہے کہ وارثوں میں کوئی یا قرض خواہوں میں سے کوئی تقسیم ترکہ سے پہلے میت کے مال میں سے کسی معین چیز کو لینا چاہے اور اس کے عوض اپنے حق سے دستبردار ہو جائے خواہ وہ حق اس چیز سے زائد ہو یا کم اور اس پر تمام ورثہ یا قرض خواہ متفق ہو جائیں تو اس کا نام فقه کی اصطلاح میں تخارج یا تصالح ہے۔ اس صورت میں طریق تقسیم یہ ہے کہ اس شخص کے حصہ کو صحیح سے خارج کر کے باقی مال تقسیم کر دیا جائے۔ (1)

مثلاً۔ ایک عورت نے ورثہ میں شوہر، ماں اور پچھا چھوڑے، اب شوہرنے کہا میں اپنا حصہ میر کے بدلہ چھوڑتا ہوں، اس پر باقی ورثہ راضی ہو گئے تو مال اس طرح تقسیم ہو گا۔

تو ضمیح: اب اصل مسئلہ شوہر کے ہوتے ہوئے ۲ تھا جس میں سے ۳ شوہر کو ملنا تھے اور تھائی۔ ۲۔ ماں کو ملنا تھے، جبکہ اچھا کا تھا، اس لئے شوہر کا حصہ میر کے عوض ساقط ہو گیا اور باقی وارثوں کے حصے حسب سابق رہے۔ خلاصہ یہ کہ وارثوں کو وہی حصے ملیں گے جو تخارج سے قبل خارج ہونے والے وارث کی موجودگی میں ملتے تھے۔ (2)



(1) الشریفیہ شرح السراجیۃ، فصل فی التخارج، ص ۷۳، ۷۴۔

(2) الدر المختار، کتاب الفرائض، باب التخارج، ج ۱۰، ص ۶۰۲۔

رُدّ کا بیان

مسئلہ ۱: رُدّ عول کی ضد ہے کیونکہ عول میں حصے مخرج سے زائد ہو جاتے ہیں اور مخرج مسئلہ میں اضافہ کرنا پڑتا ہے جب کہ رُد میں حصے گھٹ جاتے ہیں اور مخرج مسئلہ میں کمی کرنا پڑتی ہے، اب اگر یہ صورت واقع ہو کہ مخرج سے اصحاب فرانف کو انکے مقررہ حصوں کے دینے کے بعد بھی کچھ بیج جائے اور کوئی عصہ بھی موجود نہ ہو تو باقی ماندہ کو اصحاب فرانف پر ان کے حصوں کی نسبت سے دوبارہ تقسیم کیا جائے گا۔ (۱)

مسئلہ ۲: شوہر اور بیوی پر رُد نہیں کیا جائے گا، جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔ (۲) (شریفیہ ص ۸۶ و میطسر خسی بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۹، در المختار ج ۵ ص ۷۵۳، تبیین الحقائق ج ۶ ص ۷۲)

اس زمانے میں بیت المال کا نظام نہیں ہے اس لئے زوجین (یعنی میاں بیوی) پر رُد کر دیا جائے گا جب کہ اور کوئی دارث نہ ہو۔ (۳)

مسئلہ ۳: رُد کے مسائل چار اقسام پر مشتمل ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ مسئلہ میں ان وارثوں میں سے جن پر رُد ہوتا ہے صرف ایک قسم ہو اور جن پر رُد نہیں ہوتا ہے یعنی (زوجین) میں سے کوئی نہ ہو اس صورت میں مسئلہ انکے عدد روں سے کیا جائے گا کیونکہ مال سب کا سب اپنی کو دینا ہے اور چونکہ روں و مخرج میں تماش ہے اس لئے مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔ (۴)

مسئلہ ۴: اگر مسئلہ میں ایک سے زائد اجناس (اقسام) ان وارثوں کی ہیں جن پر رُد ہوتا ہے اور جن پر رُد نہیں ہوتا ہے وہ نہیں ہیں تو مسئلہ ان کے سہام سے کیا جائے گا۔ (۵)

توضیح = اس مسئلہ میں دادی کا حصہ چھٹا ہے اور ماں شریک بہن کا بھی یہی ہے، مسئلہ ۲ سے کیا جاتا ہے تو ہر

(۱) الفتاوی الحندیہ، کتاب الفرانف، الباب الرابع عشر فی الرُّد وَهُوَ مُذْدَدُ الْعُولِ، ج ۲، ص ۲۶۹.

والشریفیہ شرح السراجیہ، باب الرُّد، ص ۲۷۵، ۲۷۵.

(۲) الشریفیہ شرح السراجیہ، باب الرُّد، ص ۲۷۵، ۲۷۵.

(۳) الدر المختار و رواجخار، کتاب الفرانف، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۰۷، ۵۰۷.

(۴) الفتاوی الحندیہ، کتاب الفرانف، الباب الرابع عشر فی الرُّد وَهُوَ مُذْدَدُ الْعُولِ، ج ۲، ص ۲۶۹.

(۵) الدر المختار و رواجخار، کتاب الفرانف، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۷۲، ۵۷۲.

ایک کو ایک ملتا اور ۳ بچتے، اس لئے مسئلہ انکے سہام یعنی ۲ سے کر دیا گیا۔

توضیح: چونکہ ماں شریک بہنیں دو ہیں، اس لئے انکا مقررہ حصہ ٹکٹ ۱/۳ ہے، جبکہ ماں کا حصہ چھٹا ہے۔ اب اگر مسئلہ ۶ سے کیا جائے تو بہنوں کو چھٹا میں سے ۲ ملتے ہیں اور ماں کو ایک۔ لہذا ان کے مجموعی سہام (کل حصے) ۳ ہوئے پس بجائے اس کے کہ ۶ سے مسئلہ کریں ۳ ہی سے کر دیا۔ اس طرح فرض حصہ دینے کے بعد جو کچھ بچا وہ بھی انہی کی طرف رہ ہو گیا۔

توضیح: اصل مسئلہ ۶ سے تھا جن میں سے نصف (یعنی ۳) بیٹی کا ہے اور چھٹا یعنی ایک پوتی کا ہے تو کل حصے ۹ ہوئے انہی سے مسئلہ کر دیا گیا۔

توضیح: چونکہ بیٹیاں ۲ ہیں ان کو چھٹا دو تھا ای یعنی ۳ ملتا ہے جب کہ ماں کو ایک ملے گا اس طرح مجموعی سہام ۵ بنے ہیں اور انہی سے مسئلہ کر دیا گیا۔

مسئلہ ۵: اگر من یرِد علیہ (یعنی جس پر رد ہوتا ہے) کی ایک جنس ہو اور من لا یرد علیہ بھی ہوں تو من لا یرد علیہ (یعنی جس پر رد نہیں ہوتا ہے) کا حصہ پہلے اس کے اقل مخارج سے دیا جائے گا اور اس مخرج سے جو بچے گا اس کو من یرد علیہ کے روں پر تقسیم کر دیا جائے گا اب اگر یہ باقی انکے روں پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو ضرب وغیرہ کی ضرورت نہیں جیسا کہ آئے گا۔ (6)

توضیح: جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، اس مسئلہ میں شوہر من لا یرد علیہ میں سے ہے جب کہ بیٹیاں من یرد علیہ میں سے ہیں۔ اب شوہر کے لئے دو مخرج تھے ایک نصف اور دوسراربع، ربع اقل مخارج ہے۔ پس ہم نے ۳ سے مسئلہ کیا اور شوہر کا حصہ دے دیا۔ اب ۳ بچے تو ان کے من یرد علیہ یعنی بیٹیوں کے عدد روں ۳ پر تقسیم کر دیا گیا جو پورا تقسیم ہو گیا، لہذا مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۶: اگر من لا یرد علیہ کو انکے اقل مخارج سے دینے کے بعد باقی ماندہ من یرد علیہ کے روں پر پورا تقسیم نہ ہو بلکہ اس میں اور ان کے اعداد روں میں نسبت توافق ہو تو انکے عدد روں کے وفق کو من لا یرد علیہ کے مخرج مسئلہ میں ضرب دی جائے گی اور حاصل کو مخرج مسئلہ قرار دیا جائے گا۔ (7)

توضیح: یہاں من لا یرد علیہ میں سے شوہر ہے جس کا اقل مخرج ۲ ہے لہذا مسئلہ ۳ سے ہی کیا گیا اور شوہر کو ایک

(6) الدر المختار در الدختار، کتاب الفرائض، باب الاول، ج ۱۰، ص ۵۷۲۔

والشریفیہ شرح السراجیۃ، باب الرذ، ص ۸۷۔

(7) الدر المختار در الدختار، کتاب الفرائض، باب الاول، ج ۱۰، ص ۵۷۳۔

دے دیا اب ۳، چھ پر پوری طرح تقسیم نہیں ہوتا، لہذا ہم نے ۳ اور ۲ میں نسبت دیکھی تو وہ تداخل کی ہے جو حکم توافق میں ہے، اب بیٹیوں کے روؤں کا عدد وفق ۲ ہے، ۲ کوشہر کے مخرج مسئلہ ۳ سے ضرب دی تو حاصل ۸ آیا، پھر اسی دو کوشہر کے حصہ میں ضرب دی تو حاصل ۲ آیا اور بیٹیوں کے حصہ میں ضرب دی تو حاصل ۶ آیا اور ہر لڑکی کو ایک ایک ملا۔

مسئلہ ۷: اگر من لا یرد علیہ کے دینے کے بعد باقی ماندہ (بچا ہوا) میں اور من یرد علیہ کے روؤں میں نسبت تباہی ہو تو کل عدد روؤں کو من لا یرد علیہ کے مخرج مسئلہ میں ضرب دی جائے گی اور حاصل ضرب مخرج مسئلہ ہو گا۔ (8)
توضیح = شوہر کا حصہ ادا کرنے کے بعد ۳ اور ۵ میں تباہی ہے، لہذا ۵ کو ۳ میں ضرب دیا تو حاصل میں آیا جو مخرج مسئلہ بنایا گیا ہے پھر اس ۵ کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دے دی۔

مسئلہ ۸: مسائل روؤں میں چوتھی قسم یہ ہے کہ من لا یرد علیہ کے ساتھ من یرد علیہ کی دو حصیں ہوں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ من لا یرد علیہ سے باقی ماندہ کو مسئلہ من یرد علیہ پر تقسیم کیا جائے اگر پورا تقسیم ہو جائے تو ضرب کی ضرورت نہیں اور اس کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ بیوی کو چوتھائی ملتا ہو اور باقی من یرد علیہ پر اٹھائیا (یعنی تین حصوں میں) تقسیم ہو رہا ہو (9)۔

توضیح = یہاں بیوی کو چوتھائی دیا گیا ہے اور من یرد علیہ کا مسئلہ الگ کیا گیا ہے وہ اس طرح کہ اگر صرف دادیاں اور ماں شریک بہنیں ہوتیں تو مسئلہ بالرو ۳ ہوتا جن میں سے ۲ بہنوں کو اور ایک دادی کو ملتا۔ اب من یرد علیہ کا مسئلہ ۳ سے ہے اور من لا یرد علیہ کا حصہ دے کر ۳ بچتے ہیں لہذا اب ضرب کی ضرورت نہیں لیکن دادیوں پر ایک پورا تقسیم نہیں ہوتا جبکہ بہنوں پر ۲ پورے تقسیم نہیں ہوتے، دادیوں کے سہام اور اعداد روؤں میں تباہی ہے لہذا ان کو اپنے حال پر رکھا گیا جب کہ بہنوں کے سہام اور اعداد روؤں میں توافق ہے لہذا بہنوں کا عدد وفق نکالا گیا جو ۳ ہے اب ہمارے پاس یہ اعداد روؤں ہیں: ۱، ۲، ۳ جو سب تباہی ہیں۔ لہذا ہم نے بہنوں کے اعداد روؤں کے وفق کو دادیوں کے کل اعداد روؤں میں ضرب دیا تو حاصل ۱۲ آیا۔ پھر اس حاصل کو من لا یرد علیہ کے مسئلہ ۳ سے ضرب دی تو حاصل اڑتا لیں ۳۸ آیا پھر اسی بارہ ۱۲ سے ہر فریق کے حصہ کو ضرب دی تو جو حاصل آیا وہ ہر ایک فریق کا حصہ ہے جیسا کہ آپ مثال میں دیکھ رہے ہیں۔

(8) الدر المختار در المختار، کتاب الف رائض، باب العول، ج ۱۰، ص ۵۷۲۔

والشیرینیہ شرح السراجیہ، باب الرؤ، ص ۸۷۔

(9) السراجی، باب الرؤ، ص ۲۸۔

مسئلہ ۹: اگر من لا یرد علیہ کا حصہ دینے کے بعد باقی ماندہ من یرد علیہ کے مخرج مسئلہ پر پورا تقسیم نہ ہو تو اس طریقہ یہ ہے کہ من یرد علیہ کے کل مسئلہ کو من لا یرد علیہ کے مسئلہ میں ضرب دیں اب جو حاصل ہو گا وہ دونوں فرایتوں کے مخرج مسئلہ ہو گا۔ (10)

توضیح = اصولی طور پر یہ مسئلہ ۲۲ سے ہوتا تھا کیونکہ آٹھواں دو تہائی اور چھٹے کے ساتھ آ رہا ہے لیکن حصے بچتے تھے اس لئے مسئلہ رد کا ہو گیا تو پہلے بیویوں کو ان کے اقل مخارج ۸ سے حصہ دیا پھر من یرد علیہ کا مسئلہ الگ حل کر کے دیکھا تو وہ ۵ ہو رہا ہے جس میں سے ۳ بیٹیوں کے حصہ میں آ رہے ہیں اور ایک دادی کے، اب بیویوں کا حصہ نکالنے کے بعد سپچے جو ۵ پر پورے تقسیم نہیں ہوتے، اب من لا یرد علیہ کے باقی ماندہ کے اور مسئلہ من یرد علیہ ۵ میں تباہی ہونے کی وجہ سے مسئلہ من یرد علیہ ۵ کو کل مسئلہ من لا یرد علیہ میں ضرب دی تو حاصل چالیس ۲۰ آیا جو فریقین کا مخرج مسئلہ ہے۔ اب ان میں سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ من لا یرد علیہ کے سہام کو (حصوں کو) مسئلہ من لا یرد علیہ میں ضرب دیں جیسے یہاں ایک کو ۵ سے ضرب دی تو حاصل ۵ آیا یہ من لا یرد علیہ کا حصہ ہے اور من یرد علیہ میں سے ہر فریق کے حصہ کو مسئلہ من لا یرد علیہ کے باقی ماندہ سے ضرب دی جائے گی تو بیٹیوں کو ۳ ملے تھے انہیں جب کے میں ضرب دی گئی تو حاصل ۲۸ آیا جو بیٹیوں کا مجموعی حصہ ہے، اور دادیوں کے حصے کو جب سات میں ضرب دی تو یہ آیا یہ دادیوں کا مجموعی حصہ ہے اب اگر ہر فریق یا بعض کے حصے انکے روؤں پر (یعنی ان کی تعداد پر) پوری طرح تقسیم نہ ہوتے ہوں تو وہی عمل دھرا یا جائے گا جو تصحیح کے باب میں ہم بیان کر آئے ہیں، مثلاً اسی مسئلہ میں بیویوں کی تعداد ۱۲ اور انکے حصے ۵ ہیں جن میں تباہی ہے اس لئے ان اعداد کو یونہی رکھا گیا۔ بیٹیاں ۹ ہیں اور ان کے حصے کے ۲۸ ان میں بھی تباہی کی نسبت ہے لہذا یہ بھی اپنی جگہ رہے اور یہی حال دادیوں کا ہے اب صرف روؤں کے درمیان نسبت تلاش کی تو دادیاں ۶ اور بیویاں ۳ ہیں۔ ان میں توازن بالنصف ہے لہذا ہم نے ۳ کے نصف ۲ کو ۶ میں ضرب دی تو حاصل ۱۲ آیا۔ اور یہ عدد بیٹیوں کی تعداد ۹ سے توازن بالثلث کی نسبت رکھتا ہے لہذا ۱۲ کے ملٹ ۳ کو ۹ میں ضرب دی تو حاصل ۳۶ آیا اس کو ۲۰ میں ضرب دی تو حاصل ایک ہزار چار سو چالیس آیا۔ پھر اسی ضروب سے ہر فریق کے حصوں کو ضرب دی بیویوں کے حصے ۵ کو ۳۶ سے ضرب دی تو حاصل ایک سو ایسی ۱۸۰ آیا، جب اس کو ۳ پر تقسیم کیا تو ہر ایک کو ۵ ملا۔ بیٹیوں کے حصہ ۲۸ کو جب ۳۶ سے ضرب دی تو حاصل ایک ہزار آٹھ آیا۔ اس کو ۹ پر تقسیم کیا ہر لڑکی کو ۱۲ ملا پھر دادیوں کے حصے کو ۳۶ سے ضرب دی تو حاصل دوسو باون آیا اور اس کو ۶ پر تقسیم کیا تو ہر ایک کا حصہ بیا لیس نکلا۔ (11)

مناسنے کا بیان

یہ لفظ نئے نکلا ہے جس کے معنی بدلنے کے ہیں اور فرائض کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ میت کے ترکہ کی تقسیم سے قبل ہی اگر کسی وارث کا انتقال ہو جائے تو اس کا حصہ اس کے وارثوں کی طرف منتقل کر دیا جائے۔ (۱) مسئلہ ۱: اگر دوسری میت کے ورثہ بعینہ وہی ہیں جو پہلی میت کے تھے اور تقسیم میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا ہے تو ایک ہی مرتبہ تقسیم کافی ہو گی کیونکہ تکرار بے کار ہے۔ (۲)

اب ان بیٹیوں میں سے اگر کوئی مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو سوائے حقیقی بھائی اور بہنوں کے تواب ظاہر ہے کہ ان کے درمیان ترکہ لِلَّهِ كَمِثْلُ حَيْثُ الْأُنْشَيْنَ کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے گا اور اس طرح ان کے حصوں میں تقسیم کے اعتبار سے کچھ فرق نہ ہو گا لہذا بھائے اس کے کہ ہم دوبارہ علیحدہ مسئلہ کی تصحیح کریں ہم نے شروع سے مال اس طرح تقسیم کیا کہ مرنے والی بیٹی کو بالکل ساقط کر دیا۔ جیسے مثال سابق کو اس طرح حل کریں گے۔

یعنی اب بیٹیاں بجائے ۳ کے دو ہیں اور مرنے والی بیٹی کا ترکہ از خود اس کے بھائیوں اور بہنوں پر منقسم ہو گا۔ مسئلہ ۲: اگر دوسری میت کے ورثہ پہلی میت کے ورثہ سے مختلف ہیں تو اس کی تصحیح کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے پہلی میت کا ترکہ بیان کردہ اصولوں کے مطابق تقسیم کیا جائے پھر دوسری میت کا ترکہ بھی اصول مذکورہ کی روشنی میں تقسیم کریں، اب مناسنے کا عمل شروع ہو گا اور وہ یہ ہے کہ دوسری میت کے مسئلہ کی تصحیح اور اس کے مانی الید (یعنی جو حصہ اس کو پہلی میت سے ملا ہے) میں تین حالتوں میں سے کوئی حالت ہو گی ایا ان دونوں میں نسبت تماثل ہو گی یا توافق ہو گی یا تباہ ہو گی۔ اگر نسبت تماثل ہے تب تو ضرب کی ضرورت نہیں بلکہ پہلی تصحیح بمنزلہ اصل مسئلہ کے ہو جائے گی اور دوسری تصحیح کے ورثہ گو یا پہلی تصحیح کے ورثہ بن جائیں گے۔ اس طرح دونوں بیٹیوں کے وارثوں کا مخرج مسئلہ ایک ہی رہے گا اور اگر نسبت توافق ہو تو تصحیح ثانی کے عدد وفق کو پہلی تصحیح کے کل میں ضرب دی جائے گی اور اگر نسبت تباہ ہو تو تصحیح ثانی کو تصحیح اول میں ضرب دی جائے گی۔ اب جو حاصل آئے گا وہ دونوں مسئلہ کا مخرج ہو گا پھر ان دونوں آخری صورتوں میں پہلی تصحیح کے ورثہ کے حصوں کو دوسری تصحیح کے کل میں ضرب دی جائے گی، جبکہ دوسری تصحیح کے ورثہ کو مانی الید

(۱) الشریفیہ شرح السراجیۃ، باب المناستہ، ص ۶۰۔

(۲) المرجع السابق۔

کے کل یا وفق میں ضرب دی جائے گی۔ (3)

مسئلہ ۳: اگر مانی الید اور صحیح ثانی میں نسبت مداخل ہو تو چھوٹے عدد کو کسی سے ضرب نہیں دی جائے گی بلکہ عد کے وفق سے ضرب دی جائے گی۔

مسئلہ ۴: اگر دوسرے کے بعد تیسرا چوتھا (آگے تک) مرتا رہے تو یہی اصول جاری ہوں گے صرف یہ خیال رہے کہ پہلی اور دوسری صحیح کا مبلغ، پہلے مسئلہ کی صحیح کے قائم مقام ہو گا اور تیسرا بمنزلہ دوسری صحیح کے ہو گا۔ (4) ولی خدا القیاس۔

وضیع = اصطلاح میں ایک میت کے درشت کو ایک بطن کہتے ہیں۔ اب یہ مسئلہ چار بطن پر مشتمل ہے۔ بطن اول میں مسئلہ رد کا ہے۔ $1/4$ حصہ شوہر کو، $1/2$ بیٹی کو اور $1/6$ ماں کو۔ حسب قاعدہ شوہر کو اقل مخارج یعنی ۲ سے حصہ دیا گیا پھر ماں اور بیٹی کا مسئلہ الگ کیا تو ۶ سے ہوا، اس میں سے نصف یعنی ۳ بیٹی کو اور چھٹا یعنی ۱۔ ماں کو دیا۔ اب انکے حصوں کو بمنزلہ روؤس کے قرار دیا گیا اور ان کی نسبت شوہر کا حصہ الگ کرنے کے بعد باقی مسئلہ سے کی تو تباہیں کی نسبت نکلی کیونکہ ۳ اور ۲ میں تباہی ہے پھر چار کو چار سے ضرب دی تو حاصل ۱۲ آیا اب جن پر رد کیا جاتا ہے انکے سہام کو ان لوگوں کے سہام میں ضرب دیا جن پر رد نہیں کیا جاتا ہے تو حاصل چار آیا اور جن پر رد کیا جاتا ہے انکے سہام کو جن لوگوں پر رد نہیں کیا جاتا انکے باقی میں ضرب دی یعنی ۳۔ تو بیٹی کو ۹ ملے اور ماں کو ۶ ملے پھر شوہر کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنی دوسری بیوی اور باپ اور ماں چھوڑے۔ مسئلہ چار سے کیا چوتھائی بیوی کو دیا اور باقی ماندہ کا ایک تھائی ماں کو دیا اور باقی ۲ بطور عصوبت (یعنی عصبه ہوتے کی وجہ سے) باپ کو دیئے، اب چونکہ مخرج مسئلہ ثانی ۳ اور مانی الید ۲ میں مماثلت ہے اسلئے ضرب کی کوئی ضرورت نہیں اور دونوں مسئللوں کا مخرج وہی سولہ رہا جو پہلے تھا۔ پھر کریمہ کا انتقال ہوا اس نے ایک بیٹی دو بیٹی اور نانی چھوڑی، مسئلہ ۶ سے ہوا ایک بیٹی کو ایک دادی کو ملا اور دو دوہری بیٹی کے حصہ میں آئے۔ اب مانی الید ۹ اور مسئلہ ۲ میں توافق بالٹک ہے تو چھوٹے وفق یعنی ۲ کو پہلے مسئلے سے ضرب دی تو حاصل بیتیں آیا پھر اسی دو کو بطن نمبر ۲ کے درشت کے حصوں میں ضرب دی اور مانی الید کے وفق یعنی ۳ سے بطن نمبر ۳ کے درشت کے حصوں کو ضرب دی۔ اب عظیمہ کا انتقال ہوا اس نے شوہر اور ۲ بھائی چھوڑے مسئلہ ۲ سے ہوا جن میں ایک شوہر کو ملا اور چونکہ ایک دو بھائیوں پر پورا منقسم نہیں ہوتا تھا اس لئے عدد روؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی تو حاصل ۳ آیا پھر اسی مضروب کو ہر ایک کے حصے میں ضرب دے دی اب مانی الید ۹ اور مسئلہ ۲ میں نسبت تباہی ہے لہذا ۳ کو ۳۲ سے ضرب دی تو

(3) الشریفیۃ شرح السراجیۃ، باب المناجۃ، ص ۹۱-۹۲۔

(4) المسراجی، باب المناجۃ، ص ۳۷۔

حاصل ایک سوا نھائیں آیا۔ پھر اس چار کو اوپر والے بطون کے ورشہ کے حصوں سے ضرب دی اور ۹ کو اسی میت کے ورشہ سے ضرب دی۔

فائدہ: یہ خیال رہے کہ ضرب صرف انہی ورشہ کے حصوں میں دی جائے گی جو زندہ ہوں اور جو میردہ ہوں چکے ہیں ان کو ایک مرربع خانہ میں محصور کر دیا جائے گا تاکہ ضرب دیتے وقت غلطی کا امکان نہ رہے۔ مناسخہ میں ورشہ کے نام ضرور لکھے جائیں خواہ فرضی کیوں نہ ہوں، اس لئے کہ جب ان میں سے بعض ورشہ کا انتقال ہو گا تو ان کے باہمی رشتہ کے تعین میں آسانی ہو گی۔ نیز اختتام عمل پر لفظ الاحیاء المثلث لکھ کر جو زندہ وارث ہوں ان کے مجموعی حصہ (کل حصہ) لکھے جائیں گے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی شخص کئی بطون سے (یعنی کئی میتوں سے) مختلف حصے پاتا ہے۔ مثلاً خالد نے بطن اول سے ۲ بطن ثانی سے ۳ بطن ثالث سے ۶ حصے پائے تو اب الاحیاء کے نیچے اس کا نام لکھ کر ۱۲ لکھیں گے اس طرح عمل مناسخہ تکمیل کو پہنچے گا۔



ذوی الارحام کا بیان

مسئلہ ۱: اگرچہ ذوی الارحام کے معنی مطلق رشتہ داروں کے ہیں لیکن اصحاب فرائض کی اصطلاح میں اسے
مراد صرف وہ رشتہ دار ہیں جو نہ تو اصحاب فرائض میں سے ہیں اور نہ ہی عصبات میں سے ہیں۔ (۱)

مسئلہ ۲: ذوی الارحام کی چار اقسام ہیں (۱) پہلی قسم میں وہ لوگ ہیں جو میت کی اولاد میں ہوں۔ یہ بیٹیوں یا
پوتیوں کی اولاد ہے۔ (۲) دوسری قسم، یہ وہ لوگ ہیں جن کی اولاد خود میت ہے یہ جد فاسد یا جدہ فاسدہ ہے خواہ ان کی
تعداد کتنی ہی کیوں نہ ہو۔ (۳) تیسرا قسم، یہ وہ لوگ ہیں جو میت کے ماں باپ کی اولاد میں ہوں جیسے حقیقی بھائیوں کی
بیٹیاں یا علاتی (یعنی باپ شریک) بھائیوں کی بیٹیاں اور اخیاں (یعنی ماں شریک) بھائیوں کے بیٹے بیٹیاں اور ہر قسم کی
بہنوں کی اولاد۔ (۴) چوتھی قسم، یہ وہ لوگ ہیں جو میت کے دادا دادی، نانا نانی کی اولاد میں ہوں۔ جیسے باپ کا ماں
شریک بھائی اور اس کی اولاد، پھوپھیاں اور ان کی اولاد، ماموں اور ان کی اولاد اور ماں باپ
دولوں یا باپ کی طرف سے چھپاؤں کی بیٹیاں یا ان کی اولاد۔ (۲)

مسئلہ ۳: ان میں ترتیب یہی ہے کہ پہلی قسم کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام وارث نہ ہوں گے
اور دوسری قسم کے ہوتے ہوئے تیسرا قسم کے دارث نہ ہوں گے۔ تیسرا قسم کے ہوتے ہوئے چوتھی قسم کے دارث نہ
ہوں گے۔ (۳)

مسئلہ ۴: ذوی الارحام اسی وقت وارث ہوں گے جب کہ اصحاب فرائض میں سے وہ لوگ موجود نہ ہوں جن پر
مال دوبارہ رد کیا جا سکتا ہو اور عصبة بھی نہ ہو۔ (۴)

مسئلہ ۵: اس پر اجماع ہے کہ زوجین کی وجہ سے ذوی الارحام محبوب نہ ہوں گے یعنی زوجین کا حصہ لینے کے بعد
ذوی الارحام پر تقسیم کیا جائے گا۔ (۵)

(۱) الفتاوی الحندیہ، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۲، ص ۳۵۸۔

(۲) الفتاوی الحندیہ، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۲، ص ۳۵۸۔

(۳) المرجع السابق، ص ۳۵۹۔

(۴) المرجع السابق۔

(۵) المرجع السابق۔

مسئلہ ۶: پہلی قسم کے ذوی الارحام میں میراث کا زیادہ مستحق وہ ہے جو میت سے اقرب ہو جیسے نواسی، پر پوتی سے زیادہ مستحق ہے۔ (6)

مسئلہ ۷: اگر قرب درجہ میں سب برابر ہیں تو ان میں سے جو وارث کی اولاد ہے وہ زیادہ مستحق ہے خواہ وہ عصہ کی اولاد ہو یا صاحب فرض کی ہو، جیسے پر پوتی نواسی کے بیٹے سے زیادہ مستحق ہے اور پوتی کا بیٹا نواسی کے بیٹے سے زیادہ مستحق ہے۔ (7)

مسئلہ ۸: اگر قرب میں (یعنی رشتہ داری کے تعلق میں) سب برابر ہوں اور ان میں وارث کی اولاد کوئی نہ ہو یا سب وارث کی اولاد ہوں تو مال سب میں برابر تقسیم کیا جائے گا جب کہ تمام ذوی الارحام مرد ہوں یا تمام عورتیں ہوں اور اگر کچھ مرد ہوں اور کچھ عورتیں ہوں تو لیلہ کریمؐ مثُل حَظِ الْأُنْثَيَيْنِ کے مطابق تقسیم ہو گا۔ اس حکم پر ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے جب کہ ان ذوی الارحام کے آباء امہات (یعنی اصول) ذکورۃ والنوثت کی صفت میں متفق ہوں۔ (8)

مسئلہ ۹: اگر اصول کی صفات ذکورۃ والنوثت کے اعتبار سے (یعنی مرد و عورت ہونے کے اعتبار سے) مختلف ہوں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ابدان فروع کا اعتبار ہو گا اور مال انکے درمیان برابر تقسیم ہو گا۔ بشرطیکہ وہ سب مرد ہوں یا سب عورتیں ہوں اور اگر ملے جلے ہوں تو لیلہ کریمؐ مثُل حَظِ الْأُنْثَيَيْنِ کے مطابق تقسیم ہو گا۔ (9)

توضیح: اب چونکہ یہاں صفت اصول متفق ہے یعنی دونوں بیٹی کی اولاد ہیں تو مال کی تقسیم باعتبار ابدان ہو گی۔ یعنی نواسہ مرد ہونے کی وجہ سے بمنزلہ دو عورتوں کے ہے گویا گھل سووارث ہوئے تو مال کے تین حصے کر لئے گئے۔ دو حصے نواسے کو اور ایک حصہ نواسی کو دے دیا گیا۔ (10)

توضیح = اب چونکہ اصول دونوں کے متفق ہیں یعنی موہنث ہیں تو اب مال وارثوں کے ابدان کے اعتبار سے تقسیم ہو گا یعنی مرد کو دو گناہ اور عورت کو اکھرا (یعنی ایک حصہ) ملے گا۔ (11)

(6) المرجع السابق.

(7) المرجع السابق.

(8) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۲، ص ۳۵۹۔

(9) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۲، ص ۳۵۹۔

(10) المرجع السابق.

(11) الفتاوی الحنفیہ، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الازحام، ج ۲، ص ۳۵۹۔

توضیح = اس صورت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ابدان کا اختیار کرتے ہوئے مال ان کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے گا۔ (12)

توضیح = اس صورت میں بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دارثوں کے ابدان کا اختیار کر کے نواسی کے بیٹھے کو نواسے کی دونوں بیٹھیوں کے برابر قرار دے کر، دونوں اسی کے بیٹھے کو اور ایک ایک نواسے کی دونوں بیٹھیوں کو دیا جائے گا۔ (13)

فائدہ: ذوی الارحام کے بارے میں امام اسیجاپی نے مبسوط میں فرمایا کہ ابو یوسف (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا قول صحیح ہے کیونکہ وہ سہل تر ہے۔ صاحب محیط کا بیان ہے کہ بخارا کے مشائخ (یعنی بخارا کے علمائے کرام) نے ان سائل میں ابو یوسف کے قول پر ہی فتویٰ دیا ہے۔ (14) اس لئے اس کتاب میں ابو یوسف کا قول ہی اختیار کیا گیا ہے۔



(12) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۲، ص ۳۵۹۔

(13) المرجع السابق، ص ۳۶۰۔

(14) الفتاویٰ الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۲، ص ۳۶۰۔

ذوی الارحام کی دوسری حُصُم

مسئلہ ۱: ذوی الارحام کی دوسری حُصُم وہ لوگ ہیں جن کی اولاد میں میت خود ہے، جیسے فاسد دادا اور دادی ان میں
بیٹہ کا مشتمل و عیٰ ہو گا جو میت سے زیادہ قریب ہو گا خواہ وہ باپ کی جانب کا ہو یا ماں کی جانب کا اور قریب والے
کے ہوتے ہوئے دور والا محروم رہے گا خواہ یہ قریب والا صاحب ہو اور بعد والا نہ کرو۔ (۱)

چونکہ ان عینوں میں ناتا میت کے زیادہ قریب ہے اس لئے کل مال ناتا ہی کو ملے گا اور باقی دونوں محروم ہوں گے۔
مسئلہ ۲: اگر یہ لوگ رشتہ داری کے قرب کے اعتبار سے برابر ہوں تو انکی چھ صورتیں ہیں۔

(۱) ان میں سے بعض کی نسبت میت کی جانب وارث کے واسطے سے ہو اور بعض کی نسبت وارث کے واسطے سے
ہو۔ جیسے اب ام الام یعنی ناتی کا باپ، اب اب ام الام یعنی ناتا کا باپ۔

توضیح: ان میں ناتی کے باپ کی رشتہ داری میت سے ناتی کے واسطے سے ہے اور ناتی ذوی الفرض میں ہے اور ناتا
کے باپ کی رشتہ داری ناتا کے واسطے سے ہے وہ خود ذوی الفرض میں سے نہیں ہے بلکہ ذوی الارحام میں ہے لیکن ناتی
کا باپ اور ناتا کا باپ درجہ میں برابر ہیں اس لئے مذہب صحیح پر دونوں وارث ہوں گے اور وارث کے ذریعہ سے رشتہ
داری سب سب ترجیح نہ ہوگی۔ (۲)

(۲) ان سب کی نسبت میت کی طرف وارث کے واسطے سے ہو جیسے اب ام اب یعنی دادی کا باپ اور جیسے اب
ام ام یعنی ناتی کا باپ۔

توضیح: دادی کے باپ کی رشتہ داری دادی کے ذریعہ سے ہے اور دادی ذوی الفرض میں ہے اسی طرح ناتی کے
باپ کی رشتہ داری ناتی کے ذریعہ سے ہے وہ بھی ذوی الفرض میں سے ہے تو دونوں وارث ہوں گے۔

(۳) ان میں سے کسی کی نسبت میت کی طرف وارث کے واسطے سے نہ ہو۔ جیسے اب ام یعنی ناتا کا باپ دام
اب ام یعنی ناتا کی ماں۔

توضیح: ناتا کے باپ کی رشتہ داری ناتا کے واسطے سے ہے اور ناتا ذوی الارحام میں ہے۔ بھی رشتہ ناتا کی ماں کا بھی
ہے لہذا دونوں کی رشتہ داری وارث کے واسطے سے نہیں ہے تو دونوں وارث ہو جائیں گے۔

(۱) المسراجی، باب ذوی الارحام، فصل فی الصنف الثالث، ص ۱۳۔

(۲) الفتاوی الحندیۃ، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۲، ص ۲۰، ۳۶۰۔

(۴) ان سب کی میت سے رشتہ داری میت کے باپ کی طرف سے ہو۔ جیسے اب اب ام الاب یعنی دادی کا دادا اور ام اب اب اب یعنی دادی کی دادی۔

(۵) ان سب کی میت سے رشتہ داری میت کی ماں کی جانب سے ہو جیسے اب اب الام نانا کا باپ اور جیسے ام اب ام نانا کی ماں۔

(۶) ان میں سے بعض کی رشتہ داری میت کے باپ کی جانب سے اور بعض کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہو، جیسے اب ام الاب یعنی دادی کا باپ اور اب ام الام نانی کا باپ۔

مسئلہ ۳: جب درجہ میں مساوی ذوی الارحام کی میت سے قرابت میں اتحاد ہو مثلاً سب میت کے باپ کی جانب کے رشتہ دار ہوں جیسا چوتھی صورت میں ہے یا سب کی قرابت میت کی ماں کی جانب سے ہو جیسے پانچویں صورت میں ہے، اور جس کے ذریعہ سے قرابت ہے وہ مذکر و مؤنث ہونے میں بھی یکساں ہے تو یہ ذوی الارحام بھی اگر خود سب مذکر ہوں یا سب مؤنث ہوں تو سب کو برابر حصہ ملے گا۔ اور اگر بعض مذکر ہیں اور بعض مؤنث تو اللہ گری مثل حظِ الْأُنْثَيَيْنِ حصہ ہو گا اور اگر جن کے ذریعہ سے نسبت تھی ان کے مذکر و مؤنث ہونے میں اختلاف ہو تو سب سے پہلی جگہ جہاں اختلاف ہوا تھا وہاں مذکروں کو (یعنی مردوں کو) دو حصے اور مونشوں کو (یعنی عورتوں کو) ایک حصہ دیا جائے گا۔ (۳) پھر مذکروں کے حصے کو ائکے وارثوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ سب مذکر ہوں یا سب مؤنث تو ان کے ابدان پر برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا اور اگر کچھ مذکر ہیں اور کچھ مؤنث تو اللہ گری مثل حظِ الْأُنْثَيَيْنِ، بالکل اسی طرح مونشوں کے حصے ان کے وارثوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔

چوتھی صورت کی یہ تین مثالیں ہیں:

توضیح مثال ۱: اس میں دادی کے دادا اور دادی کے نانا دونوں کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور درجہ میں بھی دونوں برابر ہیں اور دونوں مذکر ہیں لیکن دادی کے دادا کی قرابت دادی کے باپ کی وجہ سے ہے اور وہ مذکر ہے اور دادی کے نانا کی قرابت دادی کی ماں کی وجہ سے ہے اور وہ مؤنث ہے لہذا مال کے تین حصے کر کے دادی کے دادا کو دو حصے اور دادی کے نانا کو ایک حصہ ملے گا۔

توضیح مثال ۲: اس میں دادی کی نانی اور دادی کی دادی دونوں کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور درجہ میں دونوں برابر ہیں اور دونوں مؤنث ہیں لیکن دادی کی دادی کی نسبت میت کی جانب دادی کے باپ کے ذریعہ سے ہے اور وہ مذکر ہے اور دادی کی نانی کی نسبت دادی کی ماں کے ذریعہ سے ہے اور وہ مؤنث ہے لہذا مال کے تین حصے کر کے

، حصہ دادی کی دادی کو اور ایک حصہ دادی کی نانی کو ملے گا۔

توضیح مثال ۳: دادی کا دادا اور دادی کی دادی دونوں کی رشتہ داری تو باپ کی جانب سے ہے اور درجہ میں بھی برابر ہیں اور جس کے ذریعہ سے قرابت ہے وہ بھی دونوں جگہ مذکور ہے مگر یہ مذکور و مذہب ہونے میں مختلف ہیں لہذا مال تین حصہ کر کے دو حصہ دادی کے دادا کو اور ایک حصہ دادی کی دادی کو دیا جائے گا۔

پانچویں صورت کی یہ تین مثالیں ہیں:

توضیح مثال ۴: نانا کے دادا اور نانی کا دادا دونوں کی رشتہ داری ماں کی طرف سے ہے اور درجہ میں دونوں برابر ہیں اور دونوں مذکور ہیں۔ لیکن ذریعہ قرابت میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف ماں کے اوپر نانی اور نانا میں ہوا۔ لہذا وہیں مال اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ نانا کو دو حصے اور نانی کو ایک حصہ ملے گا پھر نانا کا حصہ اس کے دادا کو اور نانی کا حصہ اس کے دادا کو دیا جائے گا۔

توضیح مثال ۵: نانا کی دادی اور نانا کی نانی دونوں کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے اور دونوں درجہ میں برابر ہیں اور دونوں مذہب ہیں لیکن ذریعہ قرابت میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف نانا کے اوپر سے شروع ہوا نانا کی دادی کی قرابت نانا کے باپ کی وجہ سے ہے اور نانا کی نانی کی قرابت نانا کی ماں کی وجہ سے ہے، لہذا نانا کی ماں اور باپ میں پہلے مال اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ نانا کے باپ کو دو حصے اور نانا کی ماں کو ایک حصہ دیا جائے گا پھر نانا کے باپ کا حصہ اس کی ماں کا حصہ اس کی ماں کو دے دیا جائے گا۔

توضیح مثال ۶: نانا کا باپ اور نانی کی ماں دونوں کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے اور دونوں درجہ میں برابر ہیں مگر مذہب و مذکور میں مختلف ہیں لہذا کوئی اور وارث نہ ہونے کی صورت میں مال کے تین حصہ کر کے نانا کے باپ کو دو حصے اور ایک حصہ نانی کی ماں کو ملے گا۔



ذوی الارحام کی تیسرا قسم

میت کے بھائی بہنوں کی وہ اولادیں ہیں جو عصبات ذوی الفرض میں نہیں ہیں مثلاً ہر قسم کے بھائیوں یعنی عین، علائی (یعنی باپ شریک)، اخیائی (یعنی ماں شریک) بھائیوں کی بیٹیاں اور ہر قسم کی بہنوں کے بیٹے بیٹیاں اور اخیائی (یعنی ماں شریک) بھائیوں کے بیٹے۔

مسئلہ ۱: ان ذوی الارحام میں اگر درجہ میں تفاوت ہو تو جوزیادہ قریب ہو گا اگرچہ مؤثر ہو دہ وارث ہو گا بعد والا وارث نہیں ہو گا (۱)

توضیح: چونکہ بھانجی اور بھتیجی کا لڑکا دونوں ذوی الارحام کی تیسرا قسم میں ہیں بھانجی قریب ہے اس لئے جب ذوی الارحام کی قسم اول اور ثانی نہ ہو تو قسم ثالث میں بھانجی وارث ہو جائے گی بھتیجی کا پیٹا وارث نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۲: اور اگر درجہ میں سب برابر ہوں تو تین صورتیں ہوں گی یا تو سب وارث کی اولاد ہوں گے یا کوئی وارث کی اولاد نہ ہو گا یا بعض وارث کی اولاد ہوں گے اور بعض وارث کی اولاد نہ ہوں گے۔ تو اگر بعض وارث کی اولاد ہوں اور بعض وارث کی اولاد نہ ہوں تو وارث کی اولاد مقدم ہو گی غیر وارث کی اولاد پر۔ (۲)

توضیح: بھتیجی کی بیٹی اور بھانجی کا بیٹا درجہ میں دونوں برابر ہیں مگر بھتیجی خود عصبه ہے اور بھانجی ذوی الارحام میں ہے اس لئے بھتیجی کی بیٹی وارث کی اولاد ہونے کی وجہ سے وارث ہو گی اور بھانجی کا بیٹا وارث نہیں ہو گا خواہ یہ بہن بھائی جن کی اولادیں یہ ہیں حقیقی ہوں یا علائی (یعنی باپ شریک) ہوں یا ایک علائی (یعنی باپ شریک) اور ایک یعنی ہوتیوں صورتوں کا یہی حکم ہے۔ (۳)

مسئلہ ۳: اگر تیسرا قسم کے ذوی الارحام سب وارث کی اولاد ہیں تو اس کی بھی تین صورتیں ہیں: (۱) سب عصبه کی اولاد ہوں۔ (۲) سب ذوی الفرض کی اولاد ہوں۔ (۳) بعض عصبه کی اولاد ہوں اور بعض ذوی الفرض کی۔

مثال ۱: بنت ابن اخ حقیقی۔ (سے بھائی کی پوتی) بنت ابن اخ حقیقی۔ بنت ابن اخ علائی۔ (باپ شریک بھائی کی پوتی) بنت ابن اخ علائی۔

(۱) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الفرائض، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۶، ص ۳۶۱۔

(۲) زد الحکار، کتاب الفرائض، باب توريث ذوی الارحام، ج ۱۰، ص ۵۷۹۔

(۳) المرجع اسابق۔

مثال ۲: بنت اخت عینی۔ (سُکی بھانجی) بنت اخت عینی۔ بنت اخت علائی۔ (باپ شریک بہن کی بیٹی، (سو تیلی بھانجی)۔) بنت اخت علائی (یعنی باپ شریک)۔

مثال ۳: بنت اخ عینی۔ (سُکی بھتیجی) بنت اخ اخیانی۔ (ماں شریک بھائی کی بیٹی، (سو تیلی بھتیجی)) بنت اخ علائی (باپ شریک بھائی کی بیٹی، (سو تیلی بھتیجی))۔ اور بنت اخ اخیانی (یعنی ماں شریک)۔

مسئلہ ۴: ذوی الارحام کی تیسری قسم میں جب کوئی عصبه اور ذوی الفروض کی اولاد نہ ہو جیسے بنت بنت اخ (بھائی کی نواسی) اور جیسے ابن بنت اخ (بھائی کا نواسہ) مسئلہ ۲ اور ۳ کی تمام صورتوں میں جب ذوی الارحام درجہ میں مساوات کے ساتھ قوت اور ضعف میں بھی برابر ہوں اور مذکرو مؤنث ہونے میں بھی یکساں ہوں تو سب کو برابر حصہ ملے گا اور اگر مذکرو مؤنث ہونے میں مختلف ہوں تو *للّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشَأْتُ لَكَ مِثْلَ هَٰذِهِنَّ* ملے گا اور اگر قوت و ضعف میں مختلف ہوں گے تو امام ابو یوسف کے قول پر جس کو ذوی الارحام کے بارے میں ہم نے لیا ہے جو رشتہ میں قوی ہو گا وہ اولی ہو گا اس سے جو رشتہ میں ضعیف ہے، یعنی حقیقی بھائی کی اولادیں علائی (یعنی باپ شریک) بھائی کی اولادوں کے مقابلہ میں اولی ہوں گی اور علائی (یعنی باپ شریک) بھائی کی اولادیں اخیانی (یعنی ماں شریک) بھائی کی اولاد سے اولی ہوں گی۔ (4)

مسئلہ ۵: اگر ذوی الارحام کی تیسری قسم میں اخیانی (یعنی ماں شریک) بھائی بہنوں کی اولادیں ہوں اور ان سے مقدم کوئی مستحق دارث نہ ہو تو مذکرو مؤنث کو برابر برابر حصہ ملے گا اس میں مذکرو مؤنث پر کوئی فضیلت نہیں ہو گی۔ (5)



(4) الفتاوى الحندية، كتاب الفرائض، الباب العاشر في ذوي الارحام، ج ۲، ص ۳۶۱۔

وردا المحار، كتاب الفرائض، باب توريث ذوي الارحام، ج ۱۰، ص ۵۷۹۔

(5) الفتاوى الحندية، كتاب الفرائض، الباب العاشر في ذوي الارحام، ج ۲، ص ۳۶۱۔

ذوی الارحام کی چوتھی قسم کا بیان

مسئلہ ۱: چوتھی قسم کے ذوی الارحام میں وہ رشتہ دار ہیں جو میت کے دادا دادی، نانا نانی کی اولاد میں ہوں جسے ماموں، خالہ، پھوپھی اور باپ کے ماں شریک بھن بھائی، اسی طرح ان کی اولاد میں اور چچا کی مؤنث اولاد میں۔ (۱)

مسئلہ ۲: اگر چوتھی قسم میں کا صرف ایک ہی ذور حم ہو اور پہلی تینوں قسموں میں سے کوئی نہ ہو تو کل مال اسی کو مل جائے گا۔ (۲)

مسئلہ ۳: ان کی اولادوں میں جو میت سے زیادہ قریب ہو گا وہ وارث ہو گا اور بعد والا وارث نہیں ہو گا۔ یہ قریب خواہ باپ کی جانب کا ہو یا ماں کی جانب کا اور خواہ مذکور ہو یا مؤنث۔ (۳)

مندرجہ بالا مثالوں میں جو قریب تھا وہ وارث ہوا اور بعد والا وارث نہ ہوا۔

مسئلہ ۴: ان ذوی الارحام میں درجہ میں مساوی چند موجود ہوں خواہ سب باپ کی جانب کے ہوں یا سب ماں کی جانب کے ہوں یا کچھ باپ کی جانب کے یا کچھ ماں کی جانب کے تو ان میں سے جو وارث کی اولاد ہو گا وہ ذوی الارحام کی اولاد کے مقابلہ میں راجح ہو گا۔ یعنی وارث کی اولاد کو ترکہ ملے گا اور ذی رحم کی اولاد کو نہیں ملے گا۔ (۴)

توضیح مثال ۱: چچا کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی دونوں رشتہ میں مساوی ہیں اور دونوں کی قرابت بھی باپ کی طرف سے ہے لیکن چچا کی بیٹی عصہ کی اولاد ہے اور پھوپھی کی بیٹی ذوی الارحام کی اولاد ہے اس لئے کل مال چچا کی بیٹی کو ملے گا اور پھوپھی کی بیٹی محروم ہو گی۔

توضیح مثال ۲: ماموں کی بیٹی اور خالہ کا بیٹا دونوں رشتہ میں برابر ہیں اور دونوں ماں کی جانب سے ہیں اور ان میں وارث کی اولاد کوئی نہیں ہے اس لئے دونوں وارث ہوں گے تین حصے کر کے دو حصے خالہ کے بیٹے کو اور ایک حصہ ماموں کی بیٹی کو ملے گا۔

توضیح مثال ۳: چچا کی بیٹی اور ماموں کا بیٹا دونوں رشتہ میں تو برابر ہیں مگر چچا کی بیٹی کی رشتہ داری باپ کی جانب

(۱) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الفرانس، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۲، ص ۳۶۱۔

(۲) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الفرانس، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۲، ص ۳۶۱۔

(۳) الفتاوی الحمدیہ، کتاب الفرانس، الباب العاشر فی ذوی الارحام، ج ۲، ص ۳۶۱۔

(۴) المبسوط، باب میراث ذوی الارحام، فصل فی میراث اولاد العمات... الخ، ج ۱۵،الجزء الشثانون، ص ۲۶۔

ہے ہے اور ماموں کے بیٹے کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے لیکن چچا کی بیٹی عصبه کی اولاد ہے اور ماموں کا بیٹا زدی حرم کی اولاد ہے اس لئے چچا کی بیٹی کو کل مال مل جائے گا اور ماموں کا بیٹا محروم ہو گا۔

مسئلہ ۵: اگر درجہ میں مساوی صرف ایک جانب کے ذوی الارحام نہ ہوں اور ان میں وارث کی اولاد کوئی نہ ہو تو ان میں قوتِ قرابت بھی وجہ ترجیح ہو گی یعنی حقیقی رشتہ داری علاقی (یعنی باپ شریک) پر راجح ہو گی اور علاقی (یعنی باپ شریک) اختیانی (یعنی ماں شریک) پر اور اگر دونوں طرف کے ذوی الارحام ہوں گے تو ایک جانب کی قوتِ قرابت دوسری جانب پر اثر انداز نہیں ہوتی بلکہ دو تھائی حصہ باپ کی طرف والوں کو اور ایک تھائی ماں کی طرف والوں کو ملے گا اور ایک حصیت کے مساوی ذوی الارحام میں ہر جگہ اس اصول پر بھی عمل کیا جائے گا اللہ اکبر مغلن خطط لا نشیئن۔ (۵)

توضیح مثال ۱: چونکہ تینوں پھوپھیوں کے بیٹے قرابت میں (یعنی رشتہ داری کے تعلق میں) برابر ہیں مگر حقیقی پھوپھی کے بیٹے کی قرابت ماں اور باپ دونوں جانب سے ہے اس لئے وہ علاقی (یعنی باپ شریک) اور اختیانی (یعنی ماں شریک) پھوپھیوں کے بیٹوں پر راجح ہو گا اور کل مال اس کو مل جائے گا اور وہ دونوں محروم ہو جائیں گے۔

توضیح مثال ۲: دونوں پھوپھیوں کے بیٹے درجہ میں برابر ہیں مگر علاقی (یعنی باپ شریک) پھوپھی کے بیٹے کی قرابت باپ میں شرکت کی وجہ سے نہ ہے اور اختیانی (یعنی ماں شریک) پھوپھی کے بیٹے کی قرابت باپ کی ماں کی وجہ سے ہے باپ کی قرابت ماں کی قرابت سے قوی ہے۔ لہذا علاقی (یعنی باپ شریک) پھوپھی کا بیٹا وارث ہو گا اختیانی (یعنی ماں شریک) پھوپھی کا بیٹا وارث نہیں ہو گا۔

توضیح مثال ۳: تینوں ماموں کے بیٹے درجہ میں برابر ہیں اور سب کی قرابت ماں کی وجہ سے ہے لیکن حقیقی ماموں کے بیٹے کی رشتہ داری نانا نانی دونوں کی وجہ سے ہے اور علاقی (یعنی باپ شریک) ماموں کے بیٹے کی قرابت صرف نانا سے ہے اور اختیانی (یعنی ماں شریک) ماموں کے بیٹے کی قرابت صرف نانی کی وجہ سے ہے، لہذا حقیقی ماموں کا بیٹا وارث ہو گا اور دوسرے دونوں ماموں کے بیٹے محروم ہوں گے۔

توضیح مثال ۴: علاقی (یعنی باپ شریک) اختیانی (یعنی ماں شریک) دونوں خالاؤں کی بیٹیاں درجہ میں مساوی ہیں اور دونوں کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے لیکن علاقی (یعنی باپ شریک) خالہ کی بیٹی کی رشتہ داری ماں کے باپ یعنی نانا کی وجہ سے ہے اور اختیانی (یعنی ماں شریک) خالہ کی بیٹی کی رشتہ داری ماں کی ماں یعنی نانی کی وجہ سے ہے۔ باپ کی رشتہ داری ماں کی رشتہ داری سے قوی ہے لہذا کل مال علاقی (یعنی باپ شریک) خالہ کی بیٹی کو مل جائے گا اور اختیانی (یعنی ماں شریک) خالہ کی بیٹی محروم ہو گی۔

توضیح مثال ۵: علائی (یعنی باپ شریک) پھوپھی کا بینا اور حقیقی ما موال کا بینا درجہ میں دونوں برابر ہیں لیکن جہتِ قرابت علیحدہ علیحدہ ہے پھوپھی کے بینے کی قرابت باپ کی جانب سے ہے اور صرف دادا کی وجہ سے ہے اور ما موال کے بینے کی قرابت ماں کی جانب سے ہے اور اس کی قرابت نانا نانی دونوں کی جانب سے ہے تو جہتِ قرابت مختلف ہونے کی وجہ سے ما موال کے بینے کی قوتِ قرابت سے پھوپھی کا بینا ضعفِ قرابت کے باوجود محروم نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۶: جہتِ قرابت مختلف ہونے کے بعد جیسا اور بیان کیا گیا قوتِ قرابت وجہ ترجیح نہیں ہوتی ہے بلکہ باپ کی طرف والے ذوی الارحام کو دو حصے اور ماں کی طرف والے ذوی الارحام کو ایک حصہ ملتا ہے پھر باپ کی طرف والے رشتہ دار ایک فریق بن جائیں گے اور ماں کی طرف کے رشتہ دار ایک فریق۔ ان میں آپس میں قوتِ قرابت سے ترجیح ہوگی اور ہر فریق میں اگر صرف مذکور یا صرف موئث ذوی الارحام ہوں تو ان کو برابر برابر حصہ ملے گا اور اگر مختلف ہوں تو **لَلّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْفَيَّةِ** پر بھی عمل ہوگا۔

توضیح مثال ۳: پھوپھی کے بینے اور بینی کی رشتہ داری باپ کی جانب سے ہے اور ما موال کے بینے اور خالہ کی بینی کی رشتہ داری ماں کی جانب سے ہے اس لئے تمن سے مسئلہ کر کے دو حصے پھوپھی کی اولاد کو اور ایک حصہ ما موال اور خالہ کی اولاد کو دیا گیا پھر پھوپھی کی اولاد علیحدہ ایک فریق ہو کر اپنا حصہ اس طرح تقسیم کر لیں گے کہ مذکور دو حصے اور موئث کو ایک حصہ ملے گا اسی طرح ما موال کا بینا اور خالہ کی بینی ایک فریق بن کر اپنا حصہ اس طرح تقسیم کر لیں گے کہ ما موال کے بینے کو دو حصے اور خالہ کی بینی کو ایک حصہ ملے گا اس لئے تمن سے تصحیح کر کے نو سے مسئلہ ہو گیا ان میں کے دو تہائی یعنی چھ بات کے فریق والوں کے ہیں وہ اس طرح تقسیم ہو گئے کہ چار پھوپھی کے بینے نے اور دو پھوپھی کی بینی نے لئے لئے اور ماں کی طرف والے ما موال کے بینے اور خالہ کی بینی نے نو کا ایک تہائی یعنی تمن اس طرح تقسیم کر لیا کہ دو ما موال کے بینے نے اور ایک خالہ کی بینی نے لے لیا۔

توضیح مثال ۱: پھوپھی اور ما موال خالہ کی اولادیں درجہ میں برابر ہیں اور جہتِ قرابت میں مختلف اس لئے تمن سے مسئلہ کر کے دو باپ کی قرابت والی پھوپھی کی بیٹیوں کو اور ایک ماں کی قرابت والے ما موال اور خالہ کے بیٹوں کو دیا گیا۔ پھر تمن سے تصحیح کر کے مسئلہ کو صحیح کر دیا گیا یہاں ماں کی قرابت ما موال اور خالہ قوتِ قرابت رکھتے تھے مگر ان کی قوتِ قرابت نے باپ کی طرف علائی (یعنی باپ شریک) پھوپھی کی اولاد کو محروم نہ کیا۔

توضیح مثال ۲: باپ اور ماں دونوں جانب کے ذوی الارحام ہیں اور درجہ میں سب برابر ہیں اور حقیقی پھوپھی کا بینا قویِ قرابت رکھتا ہے لیکن جہت مختلف ہونے کی وجہ سے وہ ماں کی طرف والے ذوی الارحام علائی (یعنی باپ شریک) ما موال کے بینے اور اخیائی (یعنی ماں شریک) خالہ کی بینی کو محروم نہیں کریگا لہذا تمن حصے کر کے دو حصے باپ کی طرف

وائے ذوی الارحام کو اور ایک حصہ ماں کی طرف والے ذوی الارحام کو دیا گیا تھا ہر فریق میں قوت قرابت نے اٹر کیا تو حقیق پھوپھی کے بیٹے نے اپنے فریق کا کل حصہ یعنی دو سهام لے لیا اور علاقی (یعنی باپ شریک) پھوپھی کا بیٹا محروم ہو گیا اسی طرح ماں کی طرف والے ذوی الارحام میں علاقی (یعنی باپ شریک) ماںوں کے بیٹے نے قوت قرابت کی وجہ سے اپنے فریق کا پورا حصہ ایک سهام لے لیا اور انھیانی (یعنی ماں شریک) خالہ کی بیٹی کو محروم کر دیا۔



مختشین کی میراث کا بیان

اگرچہ اس کا موقع شاذ و نادر ہی آتا ہے تاہم اگر آجائے تو حکم شرع معلوم ہونا ضروری ہے اس لئے ہم کتاب کی تکمیل کے لئے اس باب کو شامل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

مسئلہ ۱: مختش وہ شخص ہے جس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضا ہوں یا دونوں میں سے کوئی عضو نہ ہو۔ اگر دونوں عضو ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ پیشاب کون سے عضو سے کرتا ہے اگر مردانہ عضو سے پیشاب کرتا ہے تو مرد کا حکم ہے اور اگر زنانہ عضو سے پیشاب کرتا ہے تو عورت کا حکم ہے اور اگر دونوں سے پیشاب کرتا ہے تو یہ دیکھا جائے گا پہلے پیشاب کون سے عضو سے کرتا ہے، جس سے پہلے پیشاب کریگا اس کا حکم ہو گا اور اگر دونوں عضو سے ایک ساتھ پیشاب کرتا ہے تو اس کو خنثی مشکل کہتے ہیں یعنی اس کے مرد و عورت ہونے کا کچھ پتہ نہیں چلتا، اسی کے احکام یہاں بیان کئے جاتے ہیں اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ وہ بچہ ہے اور اگر بلوغ کی عمر کو پہنچ گیا اور اس کو داڑھی نکل آئی یا مردوں کی طرح احتلام ہو یا جماع کرنے کے لائق (۱) ہو جائے تو اسے مرد مانا جائے گا اور اگر اس کے پستان ظاہر ہوئے یا ماہواری آئی تو عورت مانا جائے گا اور اگر دونوں قسم کی علامتیں نہ پائی گیں یا دونوں قسم کی علامتیں پائی گیں جب بھی خنثی مشکل کہلانے گا۔ (۲)

مسئلہ ۲: خنثی مشکل کا حکم یہ ہے کہ اس کو مذکور و مؤمن مان کر جس صورت میں کم ملتا ہے وہ دیا جائے گا اور اگر ایک صورت میں اسے حصہ ملتا ہے اور ایک صورت میں نہیں ملتا تو نہ ملنے والی صورت اختیار کی جائے گی۔ (۳)

تشریح: اگر خنثی کو لڑکا مانتے ہیں تو اسے ۵ حصوں میں سے دو حصے ملتے ہیں اور اگر اسے لڑکی مانتے ہیں تو چار حصوں میں سے ایک حصہ ملتا ہے اور ظاہر ہے کہ $2/15/4$ سے زیادہ ہے، لہذا اس کو مؤمن و الاحصہ یعنی $1/4$ دیا جائے گا۔

تشریح: اگر خنثی کو باپ کی طرف سے بھائی قرار دیا جائے تو وہ عصہ بنے گا اور اس کے لئے کچھ نہ بچے گا اس لئے کہ نصف شوہر کا اور نصف حقیقی بہن کا فرض حصہ ہے اور عصہ کو اس وقت ملتا ہے جب ذوی الفروض سے کچھ بچے، اور

(۱) یعنی عورت سے مہاشرت کرنے کے قابل ہو جائے۔

(۲) الفتاوی الحمدیۃ، کتاب الخنثی، الفصل الاول فی تفسیرہ... الخ، ج ۱، ص ۷۳۔

(۳) الدر المختار و رواجخار، کتاب الخنثی، ج ۱، ص ۲۸۲۔

جب ختنی کو باپ کی طرف سے بہن فرض کیا گیا تو وہ ذوی الفرض میں سے ہے اور ۲ سے مسئلہ بنانے کے بعد نصف یعنی ۳ شوہر کو ملے اور نصف حقیقی بہن کو اور ختنی کو چھٹا حصہ یعنی ایک، بہنوں کا دو تہائی حصہ پورا کرنے کے لئے اور مسئلہ عول ہو کرے سے ہو گیا لہذا ختنی کو نہ کرمان کر محروم رکھا جائے گا۔ (4)



حمل کی وراثت کا بیان

اگر تقسیم وراثت کے وقت بیوی کے پیٹ میں بچہ ہے تو اس کا حصہ محفوظ رکھا جائے گا جس کی تفصیل صپ ذیل ہے۔

مسئلہ ۱: بچہ مال کے پیٹ میں زیادہ سے زیادہ دو سال رہ سکتا ہے اور کم از کم مدت حمل چھ ماہ ہے۔ (۱)

مسئلہ ۲: اگر حمل میت کا ہے اور دو سال کے دوران بچہ پیدا ہوا اور عورت نے ابھی تک عدت ختم ہونے کا اقرار کیا ہو تو یہ بچہ وارث بھی ہو گا اور اس کے مال کے اور لوگ بھی وارث ہوں گے اور اگر دو سال پورے ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو یہ بھی وارث نہیں ہو گا اور اس کا بھی وارث کوئی نہیں ہو گا۔ (۲)

مسئلہ ۳: حمل سے پیدا ہونے والا بچہ اس وقت وارث ہو گا جب کہ وہ زندہ پیدا ہوا یا اس کا اکثر حصہ زندہ باہر ہوا ہو اور زندگی کو اس طرح جانا جائے گا کہ وہ روئے یا چھینکے یا کوئی آوازنکا لے یا اس کے اعضا حرکت کریں۔ (۳)

مسئلہ ۴: اگر بچہ اس طرح پیدا ہوا کہ اس کا سر پہلے نکلا تو سینہ پردار و مدار ہے اگر سینہ زندہ رہ کر نکل آیا تو وارث ہو گا اور اگر سینہ نکلنے سے پہلے مر گیا تو وارث نہیں ہو گا اور اگر پیر پہلے نکلے ہیں تو ناف کا اعتبار ہو گا اگر ناف ظاہر ہونے تک زندہ تھا تو وارث ہو گا ورنہ نہیں۔ (۴)

مسئلہ ۵: بہتر تو یہ ہے کہ ترکہ تقسیم کرنے میں بچہ کی پیدائش کا انتظار کر لیا جائے تاکہ حساب میں کوئی شبدیلی نہ کرنا پڑے اور اگر درٹا انتظار کرنے کو تیار نہ ہوں تو حمل کے احکام پر عمل کیا جائے۔

مسئلہ ۶: حمل کی دو صورتیں ہیں: (۱) میت کا حمل ہے (۲) میت کے علاوہ کسی دوسرے رشتہ دار کا حمل ہو جو میت کا وارث بن سکتا ہو۔ اگر میت کا حمل ہے تو اس کو لوگ فرض کرنے اور لوگی فرض کرنے کی صورتوں میں سے جس صورت میں زیادہ حصہ ملتا ہے وہ حصہ محفوظ رکھا جائے گا۔

(۱) السراجی، فصل فی الحمل، ص ۵۱۔

(۲) السراجی، فصل فی الحمل، ص ۵۲۔

(۳) المرجع السابق، ص ۵۳۔

(۴) السراجی، فصل فی الحمل، ص ۵۳۔

حمل کا حصہ نکالنے کا قاعدہ

مسئلہ ہے: ایک مرتبہ حمل کو مذکور مان کر مسئلہ نکالا جائے اور ایک مرتبہ حمل کو مؤمنت مان کر مسئلہ نکالا جائے پھر دونوں مسئللوں کی تصحیح میں اگر توافق ہو تو ہر ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دیا جائے اور اگر دونوں تصحیح میں تباہی ہو تو ہر تصحیح کو دوسری تصحیح میں ضرب دے دیا جائے اور دونوں صورتوں میں حاصل ضرب دونوں مسئللوں کی تصحیح قرار پائے گی اور دونوں مسئللوں میں سے ہردارث کو جو سہام ملے ہیں ان میں بھی یہ عمل کیا جائے کہ دونوں مسئللوں کی تصحیح میں توافق ہونے کی صورت میں ایک مسئلہ کے وفق تصحیح کو دوسرے مسئلہ میں سے ہردارث کے سہام میں ضرب دی جائے اور دونوں تصحیحوں میں تباہی کی صورت میں ہر تصحیح کو دوسری تصحیح میں سے ہردارث کے سہام میں ضرب دیجائے اب دونوں مسئللوں میں ہردارث کے حصوں کو دیکھا جائے جو کم ہو وہ ہردارث کو اس وقت دے دیا جائے اور جتنا زیادہ ہے وہ محفوظ رکھا جائے گا بچہ پیدا ہونے کے بعد جو مال محفوظ رکھا گیا تھا اس میں سے جس دارث کے حصہ میں سے کاٹ کر اسے کم دیا گیا تھا اس کا حصہ پورا کر دیا جائے گا اور اگر وہ اپنا حصہ پورا لے چکا تھا تو اس کے حصہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی اور حمل سے پیدا ہونے والا بچہ اپنا حصہ لے لے گا۔

توضیح: حمل کو مذکور ماننے کی صورت میں مسئلہ ۲۳ سے تھا اور مؤمنت ماننے کی صورت میں مسئلہ ۲۷ سے تھا اور ۲۳ میں توافق باشکنث ہے لیکن ۳۲ دونوں کو تقسیم کر دیتا ہے اس لئے ۲۳ کے وفق ۸ کو ۲۷ میں ضرب دیا تو ۲۱۶ ہوا اور ۲۷ کے وفق ۹ کو ۲۳ میں ضرب دیا جب بھی ۲۱۶ ہوئے لہذا اب دونوں مسئللوں کی تصحیح ۲۱۶ ہے اور حمل کو مذکور ماننے کی صورت میں عدد تصحیح ۲۳ تھا اس کا وفق ۸ ہے لہذا ۸ کو دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۲۷ میں سے ہردارث کو جو سہام ملے تھے اس میں ضرب دیا گیا اور حمل کو مؤمنت ماننے کی صورت میں تصحیح کا عدد ۲۷ تھا اس کا وفق ۹ ہے اس لئے ۹ کو دوسرے مسئلے میں سے ہردارث کے سہام میں ضرب دیا گیا اب دونوں مسئللوں میں ہردارث کے حصوں کو دیکھا باپ کو پہلے مسئلہ میں ۳۶ اور دوسرے مسئلے میں ۳۲ سہام ملے اس لئے اس کو ۳۲ دے دیئے جائیں گے اور چار سہام محفوظ رکھے جائیں گے۔ اسی طرح ماں کو بھی پہلے مسئلہ میں ۳۶ اور دوسرے میں ۳۲ سہام ملے اس کو بھی ۳۶ دیئے جائیں گے اور چار سہام محفوظ رکھے جائیں گے۔ بیوی کو پہلے مسئلہ میں ۷۲ اور دوسرے مسئلہ میں ۲۲ سہام ملے اس کو ۷۲ دیئے جائیں گے اور سے سہام محفوظ رکھے جائیں گے۔ لوکی کو پہلے مسئلہ میں ۳۹ اور دوسرے مسئلہ میں ۲۲ سہام ملے اس لئے ۳۹ دیئے جائیں گے اور سے سہام محفوظ رکھے جائیں گے۔ پھر اگر حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو ۸۷ سہام جو پہلے مسئلہ میں اسے

ملے تھے اس کو دے دیئے جائیں گے اور باپ کے جو ۲۳ سہام محفوظ تھے وہ اسکو اور ماں کے جو ۲۳ سہام محفوظ تھے، اس کو اوزبیوی کے تین سہام محفوظ تھے وہ اس کو دے دیئے جائیں گے۔ اس طرح ۲۱۶ سہام پورے ہو جائیں گے۔ اور اگر حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو ماں باپ اور بیوی اپنا پورا حصہ لے پکے ہیں ان کو محفوظ سہام سے کچھ نہیں ملے گا لیکن ہبھی کے جو ۲۵ سہام محفوظ تھے وہ اس کو دے دیئے جائیں گے اور ۲۳ سہام پیدا ہونے والی لڑکی کو دے دیئے جائیں گے۔ اس طرح پھر مجموعہ ۲۱۶ سہام پورا ہو جائے گا اور اگر حمل سے مردہ بچہ پیدا ہوا تو لڑکی نصف مال کی مستحق تھی اور اسے ۳۹ سہام دیئے گئے تھے لہذا اس کو ۶۹ سہام اور دے دیئے جائیں گے اس طرح اس کا کل حصہ ۲۱۶ کا نصف ۱۰۸ سہام ہو جائے گا اور ماں اور باپ کے ۳، ۲ سہام خوکائے گئے تھے وہ ان کو دے دیئے جائیں گے اور ۳ سہام بیوی کے کائے گئے تھے وہ اس کو دیدیئے جائیں گے اور ۹ سہام محفوظ مال میں سے بچیں گے وہ باپ کو عصہ ہونے کی وجہ سے دے دیئے جائیں گے۔ (۱)

توضیح: حمل کو ذکر ماننے کی صورت میں مسئلہ ۷ سے ہوا تھا اور موذنث ماننے کی صورت میں ۶ سے اور ۶ اور ۷ میں تباہی ہے اس لئے کو دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۶ میں ضرب دیا تو ۳۲ ہوئے اور دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۶ کو ۷ میں ضرب دیا جب بھی ۳۲ ہوئے اسی طرح پہلے مسئلہ کی تصحیح ۷ کو دوسرے مسئلہ میں سے وارثوں کے ہر حصہ میں ضرب دیا اور دوسرے مسئلہ کی تصحیح ۶ کو پہلے مسئلہ کی تصحیح میں سے ہردارث کے حصہ میں ضرب دیا تو لڑکوں کو حمل ذکر ماننے کی صورت میں ۱۲، ۱۲، ۱۲ سہام اور لڑکی کو ۶ سہام ملے اور حمل کو موذنث ماننے کی صورت میں لڑکوں کو ۱۲، ۱۲، ۱۲ سہام اور لڑکی کو ۷ سہام ملے لہذا کم والے حصے یعنی لڑکوں کو ۱۲، ۱۲ اور لڑکی کو ۶ سہام دیئے جائیں گے اور باقی ۱۲ سہام محفوظ رکھے جائیں گے اگر حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو اس کو ۱۲ سہام دے دیئے جائیں گے وہی اس کا پورا حصہ تھا اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اس کے حصہ کے ۷ سہام اس کو دے دیئے جائیں گے اور ۲ سہام ہر لڑکے کو اور ایک سہم لڑکی کو دے کر ان کے حصے پورے کر دیئے جائیں گے۔ اس لئے کہ وہ اب زیادہ بکے مستحق ہیں زوجہ خلع سے طلاق باسیں حاصل کرنے کی وجہ سے محروم رہے گی۔

مسئلہ ۵: اگر میت کے علاوہ کسی دوسرے کا حمل ہو تو مورث کی موت کے چھ ماہ یا اس سے کم میں بچہ پیدا ہونے سے وارث ہو گا اور چھ ماہ کے بعد پیدا ہونے سے وارث نہیں ہو گا لیکن اگر چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا اور عورت نے عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہوا اور دوسرے ورثا یہ اقرار کریں کہ یہ حمل میت کی موت کے وقت موجود تھا تو چھ ماہ کے بعد پیدا

(۱) السراجی، فصل فی الحمل، ص ۵۲۔

والدر المختار ورد المختار، کتاب الفرانش، باب توریث ذوی الارحام، فصل فی الغریب ا... راجع، ج ۱۰، ص ۵۸۷۔

ہونے سے بھی وارث ہو جائے گا۔ (2)

مسئلہ ۶: مذکورہ بالا صورت میں بھی وہی حکم ہے کہ حمل کو ذکر و مونث مان کر علیحدہ علیحدہ دو مسئلے بنائیں گے اور دو تا کو دونوں مسئللوں میں سے جو کم حصہ ملتا ہو گا وہ دے دیا جائے گا اور باقی محفوظ رکھ کر بچہ پیدا ہونے کے بعد جو صورت ہوگی اس پر عمل کیا جائے گا۔ (3)

توضیح: حمل ذکر ماننے کی صورت میں شوہر کو ۱۲ سہام اور حمل کو مونث ماننے کی صورت میں ۹ سہام میں گے الہذا اسے ۹ سہام دے دیئے جائیں گے اور ۳ سہام محفوظ رکھے جائیں گے ماں کو حمل ذکر ماننے کی صورت میں ۸ سہام اور مونث ماننے کی صورت میں ۶ سہام میں گے الہذا اسے ۶ سہام دیئے جائیں گے۔ اس طرح دونوں کو ۱۵ سہام دینے کے بعد ۹ سہام محفوظ رہیں گے۔ اگر حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو یہ ۹ سہام اس کا حصہ ہے اس کو دے دیئے جائیں گے اور شوہر اور ماں اپنا پورا حصہ لے پکے تھے اس لئے کوئی تبدیلی نہیں ہو گی اور حمل سے لڑکا پیدا ہوا تو یہ بچہ ۳ سہام کا مستحق (یعنی حق دار) ہے الہذا ۳ سہام اس کو دے دیئے جائیں گے اور تین سہام شوہر کو اور ۲ سہام ماں کو دیدیے جائیں گے کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور انہیں کے حصہ سے یہ سہام محفوظ رکھے گئے تھے۔ اس مسئلہ میں حمل کو لڑکا فرض کرنے کی صورت میں چونکہ وہ بھائی ہے اس لئے عصبه ہو گا اور ماں اور شوہر ذوی الفروض میں سے ہیں ان دونوں کا فرض حصہ نکالنے کے بعد جو باقی بچا وہ اس کو دے دیا گیا اور حمل کو مونث ماننے کی صورت میں وہ حقیقی بہن ہو گی اور ذوی الفروض میں ہونے کی وجہ سے نصف مال کی مستحق ہو گی۔ الہذا ماں اور شوہر کے ساتھ مل کر اس کے حصہ کی وجہ سے سے عول کیا گیا اور اسے اس کا فرض حصہ دیا گیا وہ عصبیت (یعنی بطور عصبه حصہ لینے) کے حصہ سے زیادہ ہے۔

مسئلہ ۷: حمل کی ان تمام صورتوں میں حمل میں ایک بچہ مان کرتخیج سائل کی گئی ہے (یعنی ترکہ کی تقسیم کی گئی ہے) اس لئے کہ اسی قول پر فتویٰ ہے لیکن یہ اختال (گمان) ہے کہ حمل سے ایک سے زیادہ بچے پیدا ہوں اس لئے تمام وارثوں کی طرف سے ضامن لیا جائے گا تاکہ اگر زیادہ بچے پیدا ہوں تو ان وارثوں سے مال واپس دلانے کا وہ ضامن ذمہ دار ہو۔ (4)

مسئلہ ۸: ان تمام مسائل میں حصہ محفوظ رکھنے کا حکم ان وارثوں کے حق میں ہے جن کا حصہ زیادہ سے کمی کی طرف

(2) البراجی، فصل فی الحمل، ص ۵۳۔

والشريفية شرحا السراجية، كتاب الفرائض، فصل فی الحمل، ص ۱۳۲۔

(3) در المختار، كتاب الفرائض، باب توريث ذوى الارحام، فصل فی الغرقي، ... راجع، ج ۱۰، ص ۵۸۸۔

(4) البراجي، فصل فی الحمل، ص ۵۲۔

در المختار، كتاب الفرائض، باب توريث ذوى الارحام، فصل فی الغرقي، ... راجع، ج ۱۰، ص ۵۸۸۔

تبدیل ہو جاتا ہے اور جن کا حصہ تبدیل نہیں ہوتا ہے ان کے حق میں محفوظ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں، مثلاً دادی، نانی اور حاملہ زوجہ اور جن وارثوں کی یہ حالت ہو کہ حمل کے مذکر دمونٹ ہونے کی صورتوں میں سے ایک صورت میں محروم ہوتے ہیں اور ایک صورت میں وارث ہوتے ہیں تو انہیں کچھ نہیں دیا جائے گا اور ان کا حصہ محفوظ بھی نہیں رکھا جائے گا مثلاً بھائی اور چچا جب حاملہ زوجہ کے ساتھ ہوں تو اگر حمل سے لاکا پیدا ہوا تو یہ لوگ محروم رہیں گے اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو یہ عصبہ ہو کر وارث ہو جائیں گے لہذا ان کے لئے کوئی حصہ محفوظ نہیں رکھا جائے گا۔ (5)



گمشدہ شخص کی وراثت کا بیان

مسئلہ ۱: اگر کوئی شخص گم ہو جائے اور اس کی زندگی یا موت کا کچھ علم نہ ہو تو وہ شخص اپنے مال کے اعتبار سے زندہ متصور ہو گا یعنی اس کے مال میں وراثت جاری نہ ہو گی مگر دوسرے کے مال کے اعتبار سے مردہ شمار ہو گا یعنی کسی سے اس کو وراثت نہ ملے گی۔ (۱)

مسئلہ ۲: گمشدہ شخص کے مال کو محفوظ رکھا جائے گا یہاں تک کہ اس کی موت کا حکم دے دیا جائے اور اس کی مقدار صاحب فتح القدر کی رائے میں یہ ہے کہ مفقود کی عمر کے ستر برس گزر جائیں تو قاضی اس کی موت کا حکم دے گا اور اس کی جو املاک ہیں وہ ان لوگوں پر تقسیم ہوں گی جو اس موت کے حکم کے وقت موجود ہیں۔ (۲)

مسئلہ ۳: مفقود کا اپنا مال تو پورا محفوظ رکھا جائے گا تا وقت تکہ اس کی موت کا حکم دیا جائے اگر اس حکم سے پہلے وہ واپس آگیا تو اپنے مال پر قبضہ کر لے گا اور اگر واپس نہ آیا تو جس وقت موت کا حکم کیا جائے گا اس وقت جو وارث موجود ہوں گے ان پر تقسیم کر دیا جائے گا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ (۳)

مسئلہ ۴: مفقود کے کسی مورث کا انتقال ہوا جس کے وارثوں میں مفقود کے علاوہ دوسرے بھی ہیں تو جن ورثا کا حصہ مفقود کی زندگی اور موت سے تبدیل نہیں ہوتا ہے ان کو پورا حصہ ذرے دیا جائے گا اور جو وارث مفقود کو زندہ ماننے سے محروم ہوتے ہیں اور مردہ ہونے سے وارث ہوتے ہیں ان کا حصہ ابھی محفوظ رکھا جائے گا تا وقت تکہ مفقود واپس آجائے یا اس کی موت کا حکم کر دیا جائے اور جن وارثوں کا حصہ مفقود کو زندہ ماننے کی صورت میں کم ہوتا ہے اور مردہ ماننے کی صورت میں زیادہ ہوتا ہے تو ان کو کم حصہ ذرے دیا جائے گا اور باقی کو محفوظ رکھا جائے گا تا وقت تکہ مفقود کا حال معلوم ہو۔

مثال: زید کا انتقال ہوا اور اس کی دو بیٹیاں اور ایک مفقود بیٹا اور ایک پوتا اور دو پوتیاں ہیں اس میں اگر گمشدہ بیٹے کو زندہ مانا جائے تو پوتا پوتی محروم ہوتے ہیں اور دونوں بیٹیوں کو نصف مال اور مفقود کو نصف مال ملتا اور اگر گمشدہ کو مردہ

(۱) السراجی، فصل فی المفقود، ص ۵۶۔

(۲) السراجی، فصل فی المفقود، ص ۵۶۔

فتح القدر، کتاب المفقود، ج ۵، ص ۳۷۳۔

(۳) رد المحتار، کتاب المفقود، مطلب: فی الافتاء بردصب مالک، راجح، ج ۲، ص ۳۵۶۔

ما نا جائے تو پوتا پولی وارث ہوں گے اور دونوں بیٹیوں کو دو تھائی حصہ ملے گا لہذا فی الحال ۱۲ سے مسئلہ کر کے تین قسم
سہام یعنی نصف مال دونوں بیٹیوں کو دے دیا جائے گا اور باقی چھ سہام (یعنی چھ حصے) محفوظ رکھے جائیں گے اُر مفتوقہ
آگیا تو لے لے گا ورنہ اس کی موت کے حکم کے بعد ان چھ سہام میں سے دو سہام ایک ایک دونوں بیٹیوں کو اور دے کر
ان کا دو تھائی حصہ پورا کر دیا جائے گا اور باقی چار سہام میں سے دو پوتے کو اور ایک ایک دونوں پوتیوں کو دے دیا جائے
گا کیونکہ بیٹا نہ ہونے کی صورت میں اسی طرح زید کا مال تقسیم ہوتا۔ (4)



مرتد کی وراثت کا بیان

مسئلہ ۱: جب مرتد مرجائے یا قتل کر دیا جائے یا دارالحرب بھاگ جائے اور قاضی اس کے دارالحرب چلے جانے کا فیصلہ دے دے تو جو کچھ اس نے اسلام کی حالت میں کیا تھا وہ اس کے مسلمان وارثوں میں تقسیم ہو گا اور جو کچھ ارتداد کے زمانہ (یعنی مرتد ہونے کے زمانہ میں) میں کیا تھا وہ بیت المال میں چلا جائے گا۔ (۱)

مسئلہ ۲: دارالحرب چلے جانے کے بعد جو اس نے کیا ہے وہ بالاتفاق فیکی ہے اسے بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳: مذکورہ احکام مرتد مرد کے تھے لیکن مرتدہ (عورت) کی تمام کمائی خواہ کسی زمانے کی ہو مسلمان وارثوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ (۲)

مسئلہ ۴: مرتد مرد اور عورت نہ تو مسلمان کے وارث ہوں گے اور نہ ہی مرتد کے۔ (۳)



(۱) الشریفیہ شرح السراجیہ، کتاب الفرائض، فصل فی المرتد، ص ۱۳۰۔

والهناوی الحنفی، کتاب المسیر، الباب التاسع فی أحكام المرتدین، ج ۲، ص ۲۵۲۔

اعلیٰ حضرت، امام الجنت، مجدد دین ولیت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
فتاویٰ عالمگیری میں بہسط ہے ہے:

المرتد اذا قتل او مات او لحق بدارالحرب فما اكتسبه في حال اسلامه هو ميراث لورثة المسلمين اما ما اكتسبه في حالة الردة يكون فيما يوضع في بيت المال اے والله تعالى اعلم۔

(۱) فتاویٰ ہندیہ کتاب الفرائض نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۵۵

مرتد جب قتل ہو جائے یا دارالحرب سے بحق ہو جائے تو جو کچھ اس نے حالت اسلام میں کیا تھا وہ اس کے مسلمان وارثوں کو بطور میراث ملے گا اور جو کچھ بحالت ارتداد کیا وہ مال تقسیمت ہے جو بیت المال میں رکھا جائے گا۔ والله تعالیٰ اعلم (ت)

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۶، ص ۳۵۵ رضا خان ذہنیشن، لاہور)

(۲) الشریفیہ شرح السراجیہ، کتاب الفرائض، فصل فی المرتد، ص ۱۳۰۔

(۳) الشریفیہ شرح السراجیہ، کتاب الفرائض، فصل فی المرتد، ص ۱۳۰۔

قیدی کی وراثت کا بیان

مسئلہ ا: وہ مسلمان جسے کافر قید کر کے لے گئے اس کا حکم عام مسلمانوں جیسا ہے وہ دوسروں کا دارث ہو گا اور اس کے انتقال کے بعد اس کے دارث اس کے مال سے ترکہ پائیں گے جب تک وہ اپنے مذہب پر باقی رہے گا اور اگر اس نے کافروں کی قید میں جانے کے بعد مذہب اسلام کو چھوڑ دیا تو اس پر وہی احکام ہوں گے جو مرتد کے ہیں اور اگر اس قیدی کی موت و زندگی کا کچھ علم نہ ہو تو اس کا حکم مفتود یعنی گشده کا حکم ہو گا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ (۱)



حوادث میں ہلاک ہونے والوں کا بیان

مسئلہ ۱: اگر کسی حادثہ میں چند رشتہ دار ہلاک ہو جائیں اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان میں پہلے کون ہلاک ہوا مثلاً جہاز ڈوب گیا یا ہوا کی جہاز گر گیا، تین، بس وغیرہ کے حادثات یا آگ لگ گئی یا عمارت گر گئی اب ان کا حکم یہ ہے کہ یہ آپس میں تو کسی کے وارث نہ ہوں گے البتہ ان کا مال انکے زندہ وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ (۱)

ختم شد

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ و قاسم رزقہ سیدنا و مولینا
محمد و علیہ الہ و صحبہ اجمعین برحمتك یا رب العالمین.

مؤلفہ: مولانا مفتی وقار الدین و مفتی سید شجاعت علی صاحبان



مأخذ و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف / مصنف	مطبوعات
1	قرآن مجید	کلام الہی	
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۲۰ھ	ضیاء القرآن ببلی کیشنز <u>کتب التفسیر</u>
1	جامع البيان في تأویل القرآن	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۱۳۱۰ھ	دارالكتب العلمية، بیروت ۱۳۲۰ھ
2	معالم المتریل (تفسیر المغوغی)	امام ابو محمد الحسین بن مسعود فراء بغوی متوفی ۱۳۱۶ھ	دارالكتب العلمية، بیروت ۱۳۱۳ھ
3	مفاسخ الغیب (التفسیر الكبير)	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی متوفی ۱۰۶ھ	دار احیاء التراث العربي، بیروت ۱۳۲۰ھ
4	الجامع لاحکام القرآن (تفسير القرطبی)	ابو عبد اللہ محمد بن احمد النصاری قرطبی متوفی ۱۷۲ھ	دارالفکر العلمیة، بیروت ۱۳۲۰ھ
5	مدارک المتریل و حقائق الرأولیل	امام عبدالله بن احمد بن محمود سقی متوفی ۱۰۷ھ	دار المعرفة، بیروت ۱۳۲۱ھ
6	تفسیر الخازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی متوفی ۱۳۱۷ھ	اکوڑہ علیک نوشہرہ
7	تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر مشقی متوفی ۷۷۲ھ	دارالكتب العلمية، بیروت ۱۳۱۹ھ
8	أنوار المتریل و أسرار الرأولیل	ناصر الدین عبد اللہ ابو عمر بن محمد شیرازی بیضاوی متوفی ۱۷۹۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۳۲۰ھ
9	تفسیر الجلالین	امام جلال الدین علی محتشمی متوفی ۸۷۳ھ و امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی
10	الدر المخور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۳۰۳ھ
11	الاتفاق في علوم القرآن	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دارالفکر، بیروت ۱۳۲۳ھ
12	حاشیۃ شیخ زادہ علی البیضاوی	محی الدین محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ قوجی طفی متوفی ۹۵۱ھ	دارالكتب العلمیة، بیروت ۱۳۱۹ھ
13	تفسیر روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروی متوفی ۱۱۳ھ	کوئٹہ ۱۳۱۹ھ
14	تفسیر ابی السعود	علامہ ابوالسعود محمد بن مصطفیٰ عماودی متوفی ۹۸۲ھ	دارالفکر، بیروت
15	التفسیرات الاحمدیۃ فی بیان الآیات الشرعیۃ	شیخ احمد بن ابی سعید المرعوف بملائی جیون جونپوری متوفی ۱۱۳ھ	پشاور
16	الفتوحات الالہیۃ (حاشیۃ الجمل علی الجلالین)	علامہ شیخ سلیمان جمل متوفی ۱۲۰۳ھ	باب المدینہ کراچی
17	حاشیۃ الصداوی علی الجلالین	احمد بن محمد صادوی ماکنی خلوتی متوفی ۱۲۳۱ھ	باب المدینہ کراچی ۱۳۲۱ھ

18. روح المعانى ابو الفضل شهاب الدين سيد محمود آلوى متوفى ١٢٧٠هـ دار احياء التراث العربي، بيروت ١٣٢٠هـ
19. غرائب القرآن ورذائل القرآن علام نظام الدين حسن بن محمد بن شاپورى، متوفى ١٢٨٧هـ دار الكتب العلمية، بيروت
20. تفسير مظہری (مترجم) مؤلف علامہ قاضی شاہ اللہ پانی پتی متوفی ١٨١٠هـ مترجم: ادارہ ضیاء،
معطین ضیاء، القرآن بجلی کیشنز ١٣٢٣هـ
21. تفسیر نبی حکیم الامانت مفتی احمد یار خان (یعنی متوفی ١٣٩١هـ) خیام القرآن بجلی کیشنز

كتب الحدیث

1. الموطا امام مالک بن انس اسحاق متوفى ١٢٩١هـ دار المعرفة، بيروت ١٣٢٠هـ
2. المسند امام محمد بن ادريس شافعی، متوفى ١٢٠٣هـ دار الكتب العلمية، بيروت
3. المصنف امام ابو بکر عبد الرزاق بن حمام بن نافع صنعاً متوفى ١٢١١هـ دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢١هـ
4. المصنف في الاحاديث والآثار حافظ عبد الله بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عصی متوفی ١٢٣٥هـ دار الفكر، بيروت ١٣١٣هـ
5. المستند امام احمد بن محمد بن حنبل متوفى ١٢٣١هـ دار الفكر، بيروت ١٣١٣هـ
6. سنن الداری امام عبد الله بن عبد الرحمن، متوفى ١٢٥٥هـ دار الكتب العربي، بيروت
7. نسب الرایۃ علامہ جمال الدين ابو محمد عبد الله بن يوسف متوفى ١٢٥٥هـ پشاور
8. صحیح البخاری امام ابو عبد الله محمد بن اسحاق بن حنبل بخاری متوفی ١٢٥٦هـ دار الكتب العلمية، بيروت ١٣١٩هـ
9. صحیح مسلم امام ابو الحسن مسلم بن حجاج قشیری متوفی ١٢٦١هـ دار المتن، عرب شریف ١٣١٩هـ
10. سنن ابن ماجہ امام ابو عبد الله محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ١٢٧٣هـ دار المعرفة، بيروت ١٣٢٠هـ
11. سنن أبي داود امام ابو داود سليمان بن اشعث بجستانی متوفی ١٢٧٥هـ دار احياء التراث العربي، بيروت ١٣٢١هـ
12. مراہل ابی داود امام ابو داود سليمان بن اشعث بجستانی، متوفی ١٢٧٥هـ دیلی الہند
13. سنن الدارقطنی امام داود بن عین الدارقطنی، متوفی ١٢٨٥هـ مدینۃ الاولیاء، ملکان
14. سنن الترمذی امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ١٢٩٧هـ دار المعرفة، بيروت ١٣١٣هـ
15. نوادر الاصول امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی متوفی ١٢٩٩هـ دار صادر، بيروت
16. النہ امام ابو بکر احمد بن عرفة متوفی ١٢٨٧هـ دار ابن حزم ١٣٢٣هـ
17. الجواز خارج المعرفة بمسند البزار امام ابو بکر احمد عرفة بن عبد الحق بزار متوفی ١٢٩٢هـ مکتبۃ العلوم والحكم، المدینۃ المنورۃ ١٣٢٣هـ

طبعات

ضياء القرآن بجلی کیشنز

١٣٢٤هـ دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢٠هـ

١٣٢٥هـ دار الكتب العلمية، بيروت ١٣١٣هـ

١٣٢٦هـ دار الفكر العلمی، بيروت ١٣٢٠هـ

١٣٢٧هـ دار المعرفة، بيروت ١٣٢١هـ

١٣٢٨هـ اکوڑہ خلک نوشهہ

١٣٢٩هـ دار الكتب العلمية، بيروت ١٣١٩هـ

١٣٣٠هـ دار الفكر، بيروت ١٣٢٠هـ

١٣٣١هـ دار الفكر، بيروت ١٣٢٣هـ

١٣٣٢هـ دار الكتب العلمية، بيروت ١٣١٩هـ

١٣٣٣هـ دار الفكر، بيروت

١٣٣٤هـ پشاور

باب المدينة کراچی

کراچی ١٣٢١هـ

- 18--- سخن النساء --- امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب نسائي متوفي ٣٠٣هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢٦هـ
- 19--- عمل اليوم والليلة --- امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعيب نسائي، متوفي ٣٠٣هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت
- 20--- مسند أبي يعلى --- شيخ الاسلام ابو يعلى احمد بن علی بن شنی موصلي متوفي ٣٠٧هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت ١٣١٨هـ
- 21--- صحیح ابن خزیمہ --- امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، متوفي ٣١١هـ --- المکتب الاسلامی، بيروت
- 22--- شرح معانی الآثار --- امام احمد بن محمد طحاوی، متوفي ٣٢١هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت
- 23--- المسند الشافعی --- بشیر بن كليب شاشی متوفي ٣٣٥هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت
- 24--- الاحسان بترتيب --- صحیح ابن حبان علام امير علاء الدين علی بن حلیان فارسی، متوفي ٣٩٧هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت ١٣١٧هـ
- 25--- المجمع الكبير --- امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبرانی، متوفي ٣٦٠هـ --- دار احياء التراث العربي، بيروت ١٣٢٢هـ
- 26--- المجمع الاوسط --- امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبرانی متوفي ٣٦٠هـ --- دار احياء التراث العربي، بيروت ١٣٢٢هـ
- 27--- المجمع الصغير --- امام ابو القاسم سليمان بن احمد طبرانی متوفي ٣٦٠هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت
- 28--- الكامل في ضعفاء الرجال --- امام ابو احمد عبد الله بن عدی جرجاني، متوفي ٣٦٥هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت
- 29--- المسند رک على الصحيحین --- امام ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاکم نیشاپوری متوفي ٣٠٥هـ --- دار المعرفة، بيروت ١٣١٨هـ
- 30--- حلیۃ الاولیاء --- حافظ ابو نعیم احمد بن عبد الله اصفهانی شافعی متوفي ٣٣٠هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت ١٣١٩هـ
- 31--- شعب الایمان --- امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی نیھقی متوفي ٣٥٨هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢١هـ
- 32--- البعث والنشور --- امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی نیھقی متوفي ٣٥٨هـ --- مؤسسة الكتب الشفافية، بيروت
- 33--- المسن الكبير --- امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی نیھقی متوفي ٣٥٨هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢٣هـ
- 34--- رثبات عذاب القبر --- امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی نیھقی متوفي ٣٥٨هـ --- دار المعرفة، بيروت
- 35--- المسن الصغری --- امام ابو بکر احمد بن حسین نیھقی متوفي ٣٥٨هـ --- دار المعرفة، بيروت
- 36--- معرفة المسن والآثار --- امام ابو بکر احمد بن حسین نیھقی، متوفي ٣٥٨هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت
- 37--- تاریخ بغداد --- حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفي ٣٦٣هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت
- 38--- الفردوس مرآ ثور الخطاب --- حافظ ابو شجاع شیرودیه بن هضردار بن شیرودیه دیلمی، متوفي ٥٠٩هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت
- 39--- شرح السنة --- امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوي متوفي ٥١٦هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢٣هـ
- 40--- الترغیب والترہیب --- امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی مندری متوفي ٦٥٦هـ --- دار الكتب العلمية، بيروت ١٣١٨هـ
- 41--- شرح النووی علی المسلم --- امام مجی الدین ابو زکریا سیحی بن شرف نووی متوفي ٩٧٦هـ --- باب المدينة کراچی

- 42---مشکاة الصافع--- علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۳۲ھ--- دارالكتب العلمیہ بیروت ۱۳۲۱ھ
- 43---سنن الداری--- حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن داری متوفی ۷۹۷ھ--- بابالمدینہ کراچی ۷۰۷ھ
- 44---مجموع الزوائد--- حافظ نور الدین علی بن ابی بکر تیمی متوفی ۷۸۰ھ--- دارالفکر، بیروت ۱۳۲۰ھ
- 45---فتح الباری--- امام حافظ احمد بن علی بن ججر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ--- دارالكتب العلمیہ، بیروت ۱۳۲۰ھ
- 46---محمدۃ القاری--- امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ--- دارالحدیث، مکان ۱۳۱۸ھ
- 47---البیامع الصغیر--- امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ--- دارالكتب العلمیہ، بیروت ۱۳۲۵ھ
- 48---ارشاد الساری--- شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ--- دارالفکر، بیروت ۱۳۲۱ھ
- 49---کنز العمال--- علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ--- دارالكتب العلمیہ، بیروت ۱۳۱۹ھ
- 50---اتسیر--- علامہ عبدالرؤف مناوی، متوفی ۱۰۰۳ھ--- دارالحدیث، مصر
- 51---مرقاۃ المفاتیح--- علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۳ھ--- دارالفکر، بیروت ۱۳۱۳ھ
- 52---فیض القدیر--- علامہ محمد عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ--- دارالكتب العلمیہ، بیروت ۱۳۲۲ھ
- 53---آئینہ المعمات--- شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ--- کوئٹہ ۱۳۳۲ھ
- 54---کشف الخفاء--- شیخ اسماعیل بن محمد عجلوں متوفی ۱۱۶۲ھ--- دارالكتب العلمیہ، بیروت ۱۳۲۲ھ
- 55---حاشیۃ سنن النسائی--- علامہ وصی احمد محمد شریف سوری متوفی ۱۳۳۲ھ--- بابالمدینہ کراچی
- 56---مرآۃ المفاتیح--- حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعمی متوفی ۱۳۹۱ھ--- ضیاء القرآن پبلی کیشنر
- 57---زہۃ القاری شرح صحیح البخاری--- علامہ مفتی محمد شریف الحق احمدی متوفی ۱۲۲۰ھ--- برکاتی پبلشرز کھارا در کراچی

كتب العقاد

- 1---الفقه الاکبر--- امام اعظم ابوحنیفہ نمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ--- بابالمدینہ کراچی
- 2---تمہید ابی شکور--- ابو شکور سالمی حنفی معاصر سید علی ہجویری علیہما الرحمہ
- 3---العقائد النسفیة--- نجم الدین عمر بن محمد نسفی متوفی ۷۵۳ھ--- بابالمدینہ کراچی
- 4---شرح المواقف--- قاضی عضد الدین عبد الرحمن ابیجی متوفی ۷۵۲ھ--- دارالكتب العلمیہ، بیروت ۱۳۱۹ھ
- 5---شفاء القائم--- امام تقی الدین علی بن عبد القافی بکی متوفی ۷۵۶ھ--- نوریہ رضویہ پبلی کیشنر، لاہور ۱۳۲۵ھ
- 6---شرح البقادیر--- علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تقیازانی متوفی ۹۳۷ھ--- دارالكتب العلمیہ، بیروت ۱۳۲۲ھ
- 7---شرح العقاد النسفیة--- علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تقیازانی متوفی ۹۳۷ھ--- بابالمدینہ کراچی

- 8- المسيرة - كمال الدين محمد بن عبد الواحد المعروف بابن حام متوفي ٩٠٦هـ - مطبعة السعادة بمصر
- 9- المسامة شرح المسيرة - كمال الدين محمد بن محمد المعروف بابن البشريف متوفي ٩٠٦هـ - مطبعة السعادة بمصر
- 10- حاشية عصام الدين على شرح العقائد - عصام الدين ابراهيم بن محمد متوفي ٩٣٣هـ - كأنى روذ، كونك
- 11- الياقنت والجواهر - عبد الوهاب بن احمد بن علي بن احمد شعراوي متوفي ٩٧٣هـ - دار الكتب العلمية،
لبنان ١٤٢٩هـ
- 12- الصواعق المحرقة - حافظ احمد بن مجركي متوفي ٩٧٣هـ - مدینة الاولیاء، ملستان
- 13- منح الرؤس الازهر - شيخ علي بن سلطان المعروف ببلال علي قاري متوفي ١٠١٣هـ - باب المدينة كراچی
- 14- شرح الفقه الاکبر - شيخ علي بن سلطان المعروف ببلال علي قاري متوفي ١٠١٣هـ - باب المدينة كراچی
- 15- تحمل الایمان - حضرت شیخ عبدالحق محمد دہلوی متوفي ١٠٥٢هـ - باب المدينة كراچی ١٣٢١هـ
- 16- حاشية ولی الدین علی حاشیة - مولانا عصام الدين على شرح العقائد علام ولی الدین متوفي ١١١٩هـ - کونک
- 17- تختہ الشاعریہ - شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محمد دہلوی متوفي ١٢٣٩هـ - باب المدينة کراچی
- 18- النہر اس - علام محمد عبدالعزیز فرہاری متوفي ١٢٣٩هـ - مدینة الاولیاء ملستان
- 19- شفاعة مصطفی ترجمہ تحقیق الفتوى فی ابطال الطغوی مصنف: امام حکمت وکلام علامہ محمد فضل حق خیر آبادی متوفي ١٢٧٨هـ
مترجم: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری متوفي ١٢٢٨هـ - الممتاز جلی کیشنز لاہور ١٣٢١هـ
- 20- المعتقد المشهد - علامہ فضل الرسول بدایپوری متوفي ١٢٨٩هـ - برکاتی پبلشرز، کراچی ١٣٢٠هـ
- 21- المعتمد المستبد - اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٣٠هـ - برکاتی پبلشرز، کراچی ١٣٢٠هـ
- 22- مطلع القرین فی ربانۃ سبقۃ العرسن - اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٣٠هـ
- 23- عجل اليقین - اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٣٠هـ - رضا فاؤنڈیشن، لاہور
- 24- الامن والعلی لغاۃ المصطفی بدافع البلاء - اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٣٠هـ - رضا فاؤنڈیشن، لاہور
- 25- آنوار الننان فی توحید القرآن - اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٣٠هـ - برکاتی پبلشرز، کراچی ١٣٢٠هـ
- 26- خالص الاعقاد - اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٣٠هـ - رضا فاؤنڈیشن، لاہور
- 27- انباء الحی - اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٣٠هـ - رضا فاؤنڈیشن، لاہور
- 28- ازاحة العیب بسیف الغیب - اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٣٠هـ - رضا فاؤنڈیشن، لاہور
- 29- شیخ الصدر لایمان القدر - اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٣٠هـ - رضا فاؤنڈیشن، لاہور

30. منه المنشية بوصول الحبيب إلى العرش والرؤيا - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
31. الزال الباقي - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
32. صلاة الصفاء - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
33. الدولة المكية - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - مؤسسة رضا بدینہ، لاہور ١٣٢٢هـ
34. سجن السیوح - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
35. حياة الموات - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
36. اعتقاد الاحباب - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
37. اسماع الاربعين - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
38. مدحية المحبب - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
39. تپر الدیان علی مرتد بقادیان - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
40. الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
41. السوء والعقاب على لکھن الکذاب - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
42. الکوکبة الشہابیة - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
43. سل الیوف الحمدیة - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
44. انباء المصطفی بحال سروائخی - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
45. انبین ختم النبیین - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
46. جزاء اللہ عدوہ ب رایا ختم النبیوة - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - رضا فاؤنڈيشن، لاہور
47. تمہید ایمان - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - مکتبۃ المدینہ، کراچی
48. حسام المحریین - أعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفي ١٣٢٠هـ - مکتبۃ المدینہ، کراچی
49. جاء الحق - حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفي ١٣٩١هـ - ضیاء القرآن پبلیکیشنز

كتب الفقه

1. تحقیق الفقہاء - علاء الدین سرفیڈی متوفي ٥٣٩ھ - دارالكتب العلمیہ بیروت
2. خلاصۃ الفتاوی - علامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری، متوفي ٥٣٢ھ - کوکہ
3. بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع - ملک العلماء امام علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی متوفي ٥٨٧ھ - داراحیاء

- التراث العربي، بيروت ١٣٢١هـ
- 4- الفتاوى الثانية - قاضي حسن بن مصوّر بن محمود اوز جندي متوفي ٥٩٢هـ پشاور
 - 5- الجعفري والمرجعية - برهان الدين علي بن أبي بكر مرغيناني، متوفي ٥٩٣هـ باب المدينة، كراچی
 - 6- الهدایة - برهان الدين علي بن أبي بكر مرغيناني متوفي ٥٩٣هـ دار احیاء التراث العربي، بيروت
 - 7- فتح القدير - كمال الدين محمد بن عبد الواحد المعروف بابن حام متوفي ٨٢١هـ کوئٹہ
 - 8- مذیہ المصلی - علامہ سدید الدین محمد بن محمد کاشغری، متوفي ٧٠٥هـ ضیاء القرآن، لاہور
 - 9- المدخل - علامہ محمد بن محمد المشهور ابن الحاج، متوفي ٧٣٧هـ دار الكتب العلمية، بيروت، ١٣١٥هـ
 - 10- شرح الوقایۃ - علامہ صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود، متوفي ٧٣٧هـ باب المدينة، کراچی
 - 11- الفتاوى التأثیرخانیة - علامہ عالم بن علاء الانصاری دہلوی متوفي ٨٦٧هـ باب المدينة، کراچی ١٣١٦هـ
 - 12- الجوهرة النیرۃ - علامہ ابو بکر بن علی حداد، متوفي ٨٠٠هـ باب المدينة، کراچی
 - 13- الجامع الوجیز (الفتاوى البزاریة) - حافظ الدین محمد بن محمد بن المعروف بابن بزار متوفي ٨٢٧هـ کوئٹہ ١٣٠٣هـ
 - 14- فتاوى قارئ الهدایة - علامہ سراج الدین عمر بن علی خنی، متوفي ٨٢٩هـ دار الفرقان، بيروت
 - 15- البنایۃ في شرح الهدایة - امام بدرا الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفي ٨٥٥هـ مدینۃ الاولیاء ملکان
 - 16- الخلیۃ - علامہ ابن امیر الحاج، متوفي ٨٧٩هـ مخطوط
 - 17- درر الحکام شرح غرر الاحکام - علامہ قاضی شہیر ملا خسرو خنی، متوفي ٨٨٥هـ باب المدينة، کراچی
 - 18- الحاوی للفتاوی - امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی متوفي ٩١١هـ دار الفکر، بيروت ١٣٢٠هـ
 - 19- فتاوى امام سراج الدین بلقنسی - امام سراج الدین بلقنسی - باب المدينة، کراچی ١٣١٦هـ
 - 20- غذیۃ المتمیلی - علامہ محمد ابراہیم بن طبی، متوفي ٩٥٦هـ سہیل الکیڈی، لاہور
 - 21- الجھارائق - علامہ زین الدین بن نجمیم، متوفي ٩٧٠هـ کوئٹہ ١٣٢٠هـ
 - 22- فتاوى زینیۃ - علامہ زین الدین بن نجمیم، متوفي ٩٧٠هـ باب المدينة، کراچی
 - 23- امیر ان الكبری - عبدالوهاب بن احمد بن علی احمد شعرانی متوفي ٩٤٣هـ مصطفی البالی، مصر
 - 24- الفتاوى الحمدیۃ - شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر بیتی متوفي ٩٤٣هـ دار احیاء التراث العربي، بيروت ١٣١٩هـ
 - 25- تنور الابصار - علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد تبریزی، متوفي ١٠٠٣هـ دار المعرفة، بيروت، ١٣٢٠هـ
 - 26- انصر الفائق - علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم، متوفي ١٠٠٥هـ کوئٹہ

- 27۔۔۔ لباب manusك۔۔۔ شیخ رحمة اللہ علیہ، متوفی ۱۰۱۳ھ۔۔۔ باب المدینہ کراچی، ۱۳۲۵ھ
- 28۔۔۔ المسک المختصر فی المسک المتوسط۔۔۔ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۳ھ۔۔۔ باب المدینہ کراچی، ۱۳۲۵ھ
- 29۔۔۔ حاشیۃ الشلیبیہ۔۔۔ علامہ احمد بن محمد شلبی، متوفی ۱۰۲۱ھ۔۔۔ دارالكتب العلمیہ، بیروت
- 30۔۔۔ نورالایضاح و مرائق الفلاح۔۔۔ علامہ حسن بن عمار بن علی شربلی، متوفی ۱۰۶۹ھ۔۔۔ مدینۃ الاولیاء، ملان
- 31۔۔۔ نورالایضاح مع حاشیۃ ضوء المصباح۔۔۔ علامہ حسن بن عمار بن علی شربلی، متوفی ۱۰۶۹ھ۔۔۔ مکتبہ برکات المدینہ کراچی
- 32۔۔۔ مجمع الانہر۔۔۔ عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان کلہیوی متوفی ۷۸۰ھ۔۔۔ دارالكتب العلمیہ بیروت، ۱۳۱۹ھ
- 33۔۔۔ الدر المختار۔۔۔ محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حسکفی متوفی ۱۰۸۸ھ۔۔۔ دارالمعرفة، بیروت، ۱۳۲۰ھ
- 34۔۔۔ حاشیۃ الطحاوی علی مرائق الفلاح۔۔۔ علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحاوی متوفی ۱۲۲۱ھ۔۔۔ باب المدینہ کراچی
- 35۔۔۔ حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار۔۔۔ علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحاوی متوفی ۱۲۲۱ھ۔۔۔ کوکہ
- 36۔۔۔ رد المحتار۔۔۔ محمد امین ابن عابدین شاہی متوفی ۱۲۵۲ھ۔۔۔ دارالمعرفة، بیروت، ۱۳۲۰ھ
- 37۔۔۔ الفتاوی الھندیۃ۔۔۔ علامہ ہام مولانا شیخ نظام متوفی ۱۱۶۱ھ و جمادی من علماء ہند۔۔۔ دارالفکر بیروت، ۱۳۰۳ھ
- 38۔۔۔ الفتاوی الرضویۃ۔۔۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں متوفی ۱۳۲۰ھ۔۔۔ رضا فاؤنڈیشن، لاہور
- 39۔۔۔ جد المختار۔۔۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں متوفی ۱۳۲۰ھ۔۔۔ مکتبۃ المدینہ، کراچی
- 40۔۔۔ راعلام الاعلام۔۔۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں متوفی ۱۳۲۰ھ۔۔۔ رضا فاؤنڈیشن، لاہور
- 41۔۔۔ احکام شریعت۔۔۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں متوفی ۱۳۲۰ھ۔۔۔ مکتبۃ المدینہ، کراچی
- 42۔۔۔ درکن دین۔۔۔ علامہ مولانا محمد درکن الدین متوفی ۱۳۳۵ھ۔۔۔ مکتبۃ المدینہ، کراچی
- 43۔۔۔ بہار شریعت۔۔۔ مفتی محمد امجد علی عظیمی متوفی ۷۱۳۶ھ۔۔۔ مکتبۃ رضویہ، کراچی
- 44۔۔۔ فتاوی امجدیۃ۔۔۔ علامہ مفتی محمد امجد علی عظیمی متوفی ۷۱۳۶ھ۔۔۔ مکتبۃ رضویہ، کراچی ۱۳۱۹ھ
- 45۔۔۔ ہمارا اسلام۔۔۔ مولانا مفتی محمد وقار الدین متوفی ۱۳۰۵ھ۔۔۔ فرید بک اسٹائل لاہور
- 46۔۔۔ وقار الفتاوی۔۔۔ مولانا مفتی محمد وقار الدین متوفی ۱۳۱۳ھ۔۔۔ بزم وقار الدین کراچی ۲۰۰۱م
- 47۔۔۔ فتاوی فقیہہ ملت۔۔۔ مولانا مفتی جلال الدین امجدی متوفی ۱۳۲۲ھ۔۔۔ شبیر برادرز لاہور ۲۰۰۵م
- 48۔۔۔ فتاوی فیض الرسول۔۔۔ مولانا مفتی جلال الدین امجدی متوفی ۱۳۲۲ھ۔۔۔ شبیر برادرز لاہور ۱۳۱۱ھ
- 49۔۔۔ نماز کے احکام۔۔۔ علامہ مولانا محمد الیاس عطوار قادری رضوی۔۔۔ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
- 50۔۔۔ رفق الحرمین۔۔۔ علامہ مولانا محمد الیاس عطوار قادری رضوی۔۔۔ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

كتب أصول الفقه

- 1---الوضع والخلوع---عبدالله بن مسعود بن تاج الشریعہ---باب المدينة کراجی
- 2---النامی شرح الحسامی---مولوی ابو محمد عبد الحق المحتقانی بن محمد امیر---مدينة الاولیاء ملان
- 3---الاشباء والنظائر---اشیخ زین الدین بن ابراهیم الشیرازی بن سعید متوفی ۹۷۰ھ---دارالکتب العلمی، بیروت ۱۳۱۹ھ
- 4---نور الانوار---علامہ احمد ابن الی سعید حنفی المعروف بـ بلا جیون متوفی ۱۱۳۰ھ---مدينة الاولیاء ملان
- 5---فواحی الرحموت---علامہ عبدالعلی محمد بن نظام الدین لکھنؤی متوفی ۱۲۲۵ھ---باب المدينة کراجی

كتب التصوف

- 1---کتاب الزهد---امام عبد اللہ بن مبارک مرزوqi متوفی ۱۸۱ھ---دارالکتب العلمی، بیروت
- 2---الرسالۃ القشیرۃ---امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری متوفی ۵۳۶ھ---دارالکتب العلمی، بیروت ۱۳۱۸ھ
- 3---لایحاء علوم الدین---امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ---دارصادر، بیروت ۲۰۰۰ء
- 4---عوارف المعارف---ابو حفص عمر بن محمد سہروردی شافعی متوفی ۶۳۲ھ---دارالکتب العلمی، بیروت ۱۳۲۶ھ
- 5---الفتوحات المکتیۃ---شیخ ابو عبد اللہ محمد مجی الدین ابن عربی متوفی ۶۳۸ھ---دارالفکر بیروت ۱۳۱۳ھ
- 6---محجۃ الاسرار---ابو الحسن نور الدین علی بن یوسف فطنوی متوفی ۱۳۷ھ---دارالکتب العلمی، بیروت ۱۳۲۳ھ
- 7---الطبقات الکبری---عبد الوہاب بن احمد بن علی احمد شعرانی متوفی ۹۷۳ھ---دارالفکر، بیروت ۱۳۱۸ھ
- 8---سبع سنابل---میر عبد الواحد بلگرائی متوفی ۱۴۱ھ---مکتبہ قادریہ لاہور ۱۳۰۲ھ
- 9---کتویات امام ریانی---محمد دلف ثانی شیخ احمد سہنی متوفی ۱۰۳۲ھ---مکتبۃ القدس کوئٹہ
- 10---الحدیقتۃ الندیۃ---عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی متوفی ۱۱۳۱ھ---پشاور
- 11---البریقتۃ الحنودیۃ علی الطریقتۃ ال محمدیۃ---ابو سعید محمد بن مصطفیٰ نقشبندی حنفی متوفی ۱۱۷۶ھ---بیروت
- 12---جامع کرامات الاولیاء---امام یوسف بن اسماعیل مہماں متوفی ۱۳۵۰ھ---مرکز المستنی برکات رضاہند ۱۳۲۲ھ

كتب السیرۃ

- 1---دلائل النبوة---امام ابو کراہم بن الحسین بن علی یتیقی متوفی ۳۵۸ھ---دارالکتب العلمی، بیروت ۱۳۲۳ھ
- 2---الشفا بعرف حقوق المصطفی---القاضی ابو الفضل عیاض ماکی متوفی ۵۳۳ھ---مرکز المستنی برکات رضاہند ۱۳۲۳ھ
- 3---ام القریفی مدح خیر الوری (قصیدہ ہمزیہ)---امام شرف الدین محمد بن سعید بوحیری متوفی ۲۹۵ھ---حزب القادریہ، لاہور
- 4---البداۃ والنهاۃ---عماد الدین اسماعیل بن عربابن کثیر مشقی متوفی ۷۷۷ھ---دارالفکر، بیروت ۱۳۱۸ھ

- 5--**آسد الغابات**--**امام حافظ احمد بن علي بن جابر عسقلاني متوفي ٨٥٢هـ**--**دار الكتب العلمية، بيروت ١٣١٧هـ**

6--**الخصائص الکبری**--**امام جلال الدين بن ابی بکر سیوطی متوفي ٩١١هـ**--**دار الكتب العلمية، بيروت**

7--**الواهب المدحیة**--**شہاب الدین احمد بن محمد قسطلاني متوفي ٩٢٣هـ**--**دار الكتب العلمية، بيروت ١٣١٦هـ**

8--**معارج الشیوه المعمین**--**ال الحاج محمد الفراہی المعروف ببلما مسکین متوفي ٩٥٣هـ**

9--**فضل القری شرح ام القری**--**شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علي بن جابر یتی متوفي ٩٤٣هـ**

10--**الجوهر المنظم**--**شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علي بن جابر یتی متوفي ٩٧٣هـ**--**مكتبة قادریہ، لاہور**

11--**شرح الشفاف**--**ملا علی قاری ہرودی خنی متوفي ١٠١٣هـ**--**دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢١هـ**

12--**مدارج النبوة**--**شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفي ١٠٥٣هـ**--**نوریہ رضویہ لاہور ١٩٩٧ع**

13--**نیسم الریاض**--**شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی متوفي ١٠٦٩هـ**--**دار الكتب العلمية، بيروت ١٣٢١هـ**

14--**فیوض المحریمین**--**شاه ولی اللہ محدث دہلوی متوفي ١١٧٦هـ**--**محمد سعید ایشٹ سنز، کراچی**

15--**حجۃ اللہ علی العالمین**--**امام یوسف بن اسماعیل صہبی متوفي ١٣٥٠هـ**--**مركز اہل سنت برکات رضا، ہند**

16--**جوہر المختار**--**امام یوسف بن اسماعیل صہبی متوفي ١٣٥٠هـ**--**مركز اہل سنت برکات رضا ہند ١٣٢٣هـ**

كتاب الأعلام

- 1- صفة الصفوۃ - امام جمال الدین ابو الفرج ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ دارالكتب العلمیہ ۱۴۲۳ھ

2- مجمیع المؤلفین - عمر رضا کماله متوفی ۱۳۰۸ھ مؤسسه الرسالہ ۱۴۱۳ھ

3- اخبار الاخیار - شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۳ھ خیر پور پاکستان

4- ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء - شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۷۱۱ھ بابالمدینہ کراچی

5- الفوائد البھریۃ - مولانا عبدالحی لکھنؤی متوفی ۱۳۰۳ھ ادارۃ القرآن، کراچی ۱۴۱۹ھ

6- بدریۃ العارفین - اسماعیل کمال پاشا متوفی ۱۳۳۹ھ دارالكتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۳ھ

7- الاعلام - خیر الدین زرکلی متوفی ۱۳۹۶ھ دارالعلم للملائیک، بیروت ۱۴۰۵ء

8- سیر اعلام النبلاء - شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ دارالفنکر، بیروت ۱۴۱۷ھ

كتاب اللغات

- 1-التغريفات للجرجاني سيد شريف علي بن محمد بن علي الجرجاني ٨١٦هـ دار المنار للطباعة والنشر
 2-القاموس المحيط مجد الدين محمد بن يعقوب فیروز آبادی متوفی ٧٤٩هـ دار احیاء التراث العربي،

بیروت ۱۴۱۷ھ

- 3--- محمد لغة الغقاء --- محمد رؤس، حامد صادق --- ادارة اقرآن وعلوم الاسلامیہ کراچی
- 4--- فیروز اللغات --- الحاج فیروز الدین --- فیروز نز ۲۰۰۵م
- 5--- اردو لغت --- ادارہ ترقی اردو بورڈ --- ترقی اردو لغت بورڈ کراچی ۲۰۰۶ء
- 6--- فرنگ آصفی --- احمد دہلوی --- سنگ میل چلی کیشنر، لاہور ۲۰۰۲ء

كتب الشیعۃ

- 1--- ناسخ التواریخ --- مرتضی محمد تقی سپریسان الملک متوفی ۵۹۷ھ تہران
- 2--- اصول کافی --- ابو جعفر محمد بن یعقوب کلبی رازی متوفی ۳۲۸ھ دارالكتب الاسلامیہ، تہران
- 3--- الروضۃ من الکافی (فروع کافی) --- محمد بن یعقوب کلبی متوفی ۳۲۸ھ دارالكتب الاسلامیہ، تہران
- 4--- احتجاج طبری --- ابو منصور احمد بن علی طبری متوفی ۵۳۸ھ نجف اشرف، طبع قدیم ۱۲۸۲ھ
- 5--- مناقب آل ابی طالب --- محمد بن علی بن شهرآشوب متوفی ۵۸۸ھ نجف (عراق)
- 6--- شرح نجح البدایۃ ابن ابی حدید --- ابو الحامد عبد الحمید متوفی ۶۵۶ھ بیروت ۱۴۱۷ھ
- 7--- جلاء العیون --- باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ طبع قدیم، تہران ۱۳۹۸ھ
- 8--- حقائقین --- باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ کتب فروشے اسلامیہ، تہران
- 9--- حیات القلوب --- باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ کتب فروشے اسلامیہ، تہران
- 10--- رجال اکشنی --- محمد بن عمر کشی (القرن الرابع) --- موسسه علمی، کربلا
- 11--- تحدیب المتنین فی تاریخ امیر المؤمنین --- مظہر حسین سہارن پوری --- دہلی
- 12--- نفس الرحمان فی فضائل سلمان --- مرتضی حسین بن محمد تقی طبری --- ایران
- 13--- آثار نعمانیہ --- نعیت اللہ جزاً ری --- تہران
- 14--- حملہ حیدری --- مرتضی محمد رفعی مشهدی --- تہران
- 15--- عمدة الطالب --- جمال الدین احمد بن حسن --- قم (ایران)
- 16--- طراز المذهب مظفری --- مرتضی عباسی

- 17- ملتقى الاكمال ----- مهاس قي ----- تهران

18- مجالس المؤمنين ----- نور الله شوستری ----- تهران، تهران

19- تفسیر مجمع البيان ----- ابو علی فضل بن حسن طبری ----- تهران

20- سعیب التواریخ ----- محمد هاشم بن محمد علی خراسانی ----- تهران ۱۳۲۱

21- التفسیر الصافی ----- محمد بن مرتضی المعروف فیض کاشانی ----- تهران

22- مسند امام علی ----- حسن قباچی ----- مؤسسه الاعلمی، بیروت ۱۳۲۱

كتاب القادة

- 1--- لا زاله ادھام --- مرزا غلام احمد قادریانی متوفی ۱۹۰۱ء ریاض الہند، امرتسر

2--- انعام آنھم --- مرزا غلام احمد قادریانی متوفی ۱۹۰۱ء مطبع ضیاء الاسلام، قادریان

3--- دافع البلاء --- مرزا غلام احمد قادریانی متوفی ۱۹۰۱ء مطبع ضیاء الاسلام، قادریان

4--- توضیح المرام --- مرزا غلام احمد قادریانی متوفی ۱۹۰۱ء ریاض الہند، امرتسر

5--- اربعین --- مرزا غلام احمد قادریانی متوفی ۱۹۰۱ء مطبع ضیاء الاسلام، قادریان

6--- معیار اصل الاصطفاء --- مرزا غلام احمد قادریانی متوفی ۱۹۰۱ء مطبع ضیاء الاسلام، قادریان

7--- کشی نوح --- مرزا غلام احمد قادریانی متوفی ۱۹۰۱ء مطبع ضیاء الاسلام، قادریان

8--- انجاز احمدی --- مرزا غلام احمد قادریانی متوفی ۱۹۰۱ء مطبع ضیاء الاسلام، قادریان

9--- ضمیرہ انعام آنھم --- مرزا غلام احمد قادریانی متوفی ۱۹۰۱ء مطبع ضیاء الاسلام، قادریان

10--- برائین احمدیہ --- مرزا غلام احمد قادریانی متوفی ۱۹۰۱ء سفیر ہند پرنس، امرتسر، پنجاب

11--- روحانی خزانہ (مجموعہ کتب درسائل قادریانی) --- زیر طبع، U.S.A

كتاب الوضاية

- ١--- حافیۃ شرح الصدور --- محمد بن عبد الوہاب مجددی متوفی ۱۲۰۶ھ --- مطبوعہ سعودیہ

2--- رسالہ یک روزہ --- اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۳۶ھ --- فاروقی کتب خانہ، ملتان

3--- الیضاح الحق --- اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۳۶ھ --- قدیمی کتب خانہ کراچی

4--- تقویۃ الایمان --- اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۳۶ھ --- میر محمد کتب خانہ کراچی

5--- صراط مستقیم --- مرتب اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۳۶ھ --- مکتبہ سلفیہ، لاہور

- 6--- تحذير الناس ----- محمد قاسم نانو توی متوفی ۱۲۹۷هـ ----- دارالاشراعت، کراچی
 - 7--- فتاوی رشید یہ ----- رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳هـ ----- محمد علی کارخانہ اسلامی کتب ۲۰۰۱ء
 - 8--- برائین قاطعہ ----- خلیل احمد امیٹھوی سہارن پوری متوفی ۱۳۳۶هـ ----- دارالاشراعت کراچی ۱۹۸۷ء
 - 9--- حفظ الایمان ----- ائمہ علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲هـ ----- قدیمی کتب خانہ کراچی
 - 10--- الدرر السدیة فی الاجوبة العجیدیة ----- عبدالرحمن بن محمد بن قاسم عاص متوفی ۱۳۹۲هـ ----- مکتبۃ الکوثر، ریاض ۱۳۱۳هـ

الكتاب المتفرق

- 1--- طواف عالانوار قاضي ناصر الدين عبد اللطيف بن أبي عمرو بيهضاوى متوفى ٩١٧هـ

2--- حياة الحيوان الكبير كمال الدين محمد بن موسى دميري متوفى ٨٠٨هـ دار الكتب العلمية بيروت ١٣١٥هـ

3--- تاريخ الخلفاء امام جلال الدين بن أبي بكر سيوطي متوفى ٩١١هـ ضياء القرآن پبلی کیشنر

-- البدور الساقرة في أمور الآخرة ابو الفضل جلال الدين عبد الرحمن سيوطي متوفى ٩١١هـ موسسة الكتب الثقافية
بیروت ١٣٢٦هـ

5--- الحجات في أخبار الملائكة امام جلال الدين بن أبي بكر سيوطي متوفى ٩١١هـ

6--- سبل الهدى والرشاد محمد بن يوسف صالح شامي متوفى ٩٣٢هـ دار الكتب العلمية بيروت ١٣١٢هـ

7--- أحسن الوعاء رئيس المشتغلين مولا نانقى علي خان بن علي رضا متوفى ١٢٩٧هـ مكتبة المدينة، کراچی

8--- الملفوظ (ملفوظات اعلى حضرت) اعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفى ١٣٣٠هـ مشتاق بک کارنر، لاہور

9--- مقال عرف با عز از شرع و علماء اعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفى ١٣٣٠هـ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

10--- حدائق بخشش اعلى حضرت امام احمد رضا خان متوفى ١٣٣٠هـ مكتبة المدينة، ١٣١٥هـ

11--- زل المدعى احسن الوعاء اعلى حضرت احمد رضا خان متوفى ١٣٣٠هـ مكتبة المدينة، کراچی

12--- تحفة جعفری محمد على نقشبندی علیہ رحمہ شر القوی مكتبة نوریہ حسینیہ، لاہور

13--- عقاائد جعفری محمد على نقشبندی علیہ رحمۃ الرحمۃ اقوی

14--- تسهیل الشو حافظ محمد خان نوری ابدالوی ضياء القرآن پبلی کیشنر، لاہور

15--- علم التجوید قاری غلام رسول مكتبة قاسمیہ رضویہ کراچی

16--- تحفة حسینیہ علامہ محمد اشرف سیالوی ضياء القرآن پبلی کیشنر، ۲۰۰۱ء

